

الاصحاب

فی

رضوان علیہم اجمعین

متبرک الصلوات
(اردو)

(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلو پیڈیا)

جلد ۱

مترجم

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

تالیف

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور



الاصحاح

فی

متنبر الصحا
(اردو)

(صحابہ کرام علیہم السلام کا انسائیکلو پیڈیا)

جلد ۱

مترجم

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

تالیف

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

مکتبہ احسان

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور





مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

297.99

124
152814

الإسلام في قديم الزمان (جلد ۱)

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

خضر جاوید پرنٹرز

نام کتاب

تالیف

مترجم

ناشر

مطبع

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

PC-11-11

- ۴۹ کلمۃ الناشر
- ۵۱ عرض مترجم
- ۵۳ مقدمہ
- ۵۶ فصل اول: صحابی کی تعریف
- ۵۸ فصل ثانی: کسی شخصیت کی صحابی ہونے کی پہچان کا طریقہ
- ۵۹ فصل ثالث: صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت

باب الہمزہ جس کے بعد الف ہے

- ۱ آبی اللحم الغفاری مقدمہ ۶۴
- باب الالف جس کے بعد باء ہے
- ۲ ابان بن سعید بن العاص //
- ۳ ابان المحاربی از بنی محارب ۶۷
- ۴ ابراہیم بن جابر //
- ۵ ابراہیم بن الحارث ۶۸
- ۶ ابراہیم بن عبّاد //
- ۷ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف //
- ۸ ابراہیم بن قیس //
- ۹ ابراہیم، ابورافع //
- ۱۰ ابراہیم الطائفی ۶۹
- ۱۱ ابراہیم النجار //
- ۱۲ ابراہیم الاشہلی ۷۰
- ۱۳ ابرہۃ الحبشی //
- ۱۴ ابرہۃ بن شرحبیل //

باب الالف جس کے بعد وال ہے

۶۲ (ز) الادرس الجنی ۸۷

۶۳ الادرع السلمی //

۶۴ الادرع ابوالجعد الضمری //

۶۵ (ز) ادريس //

۶۶ (ز) ادھم بن حظرة اللخمی الراشدی //

باب الالف جس کے بعد وال ہے

۶۷ اذينة بن سلمة //

باب الالف جس کے بعد را ہے

۶۸ (ز) اربد بن جبیر ۸۹

۶۹ اربد بن مخشی //

۷۰ اربد (خادم رسول ﷺ) //

۷۱ ارطاة بن الحارث ۹۰

۷۲ ارطاة بن كعب //

۷۳ الارقم بن ابی الارقم //

۷۴ الارقم بن ابی الارقم الزهری ۹۲

۷۵ الارقم بن حُفینة التجیبی //

۷۶ الارقم بن عبدالله //

۷۷ الارقم الجنی //

۷۸ (ز) الاریقط العبدی ۹۳

باب الالف جس کے بعد زا ہے

۷۹ ازداد //

۸۰ الازرق بن عقبہ //

۸۱ ازهر بن خمیصة //

۸۲ ازهر بن عبدعوف ۹۴

۸۳ ازهر بن منقر //

۸۴ (ز) ازیہر ۹۵

۳۸ ائيلة الخزاعی ۷۹

باب الالف جس کے بعد جیم ہے

۳۹ احمد بن عجیان (جیم یا کے ساتھ بروزن عثمان) //

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

۴۰ أَحَقْب //

۴۱ احمد بن حفص ۸۰

۴۲ احمد //

۴۳ احمر //

۴۴ احمر بن شلیم //

۴۵ احمر بن سواء //

۴۶ احمر بن ابو عسیب ۸۱

۴۷ احمر بن قطن //

۴۸ احمر بن مازن //

۴۹ احمر بن معاویہ //

۵۰ احمر مولی ام سلمی //

۵۱ الاحمری ۸۲

۵۲ الاحوص بن عبد //

۵۳ الاحوص بن مسعود //

۵۴ أَحِيْحَه بن امیہ //

۵۵ أَحِيْحَه (حائے مہملتین سے تغیر ہے) ۸۳

باب الالف جس کے بعد خاء ہے

۵۶ الاخرم ۸۴

۵۷ الاخرم الهجیمی //

۵۸ الاخرم بن ابی العوجاء السلمی ۸۵

۵۹ الاخضر بن ابی الاخضر الأنصاری //

۶۰ الاخنس السلمی //

۶۱ الاخنس بن شریق ۸۶

باب الالف جس کے بعد سین ہے

- ۸۵ اساف بن انمار السلمی ۹۵
 ۸۶ اساف بن نہیک
 ۸۷ اسامہ بن اخدری التمیمی ثم الشقری
 ۸۸ اسامہ بن خزیم ۹۶
 ۸۹ اسامہ بن زید
 ۹۰ اسامہ بن شریک الثعلبی ۹۷
 ۹۱ (ز) اسامہ بن عمرو اللیثی
 ۹۲ اسامہ بن عمیر ۹۸
 ۹۳ اسامہ الجنفی
 ۹۴ اسحاق الغنوی
 ۹۵ (ز) اسحاق (بغیر نسبت) ۹۹
 ۹۶ (ز) اسد بن اسید
 ۹۷ اسد بن حارثہ الکلبی
 ۹۸ (ز) اسد بن خزیمہ
 ۹۹ (ز) اسد بن خویلد
 ۱۰۰ اسد بن سعید القرظی ۱۰۰
 ۱۰۱ اسد بن عبید القرظی ۱۰۱
 ۱۰۲ (ز) اسد بن عبد اللہ
 ۱۰۳ اسد بن کرز
 ۱۰۴ (ز) اسد بن کعب القرظی ۱۰۴
 ۱۰۵ (ز) اسد
 ۱۰۶ (ز) اسد (رسول اللہ ﷺ کے غلام)
 ۱۰۷ اسعد بن حارثہ
 ۱۰۸ اسعد بن حارثہ الانصاری الساعدی
 ۱۰۹ اسعد بن حرام الخزرجی
 ۱۱۰ اسعد الخیر
 ۱۱۱ اسعد بن زرارة ۱۰۳

- ۱۱۲ اسعد بن زرارة ۱۰۴
 ۱۱۳ اسعد بن زید
 ۱۱۴ اسعد بن سلامہ الاشہلی الانصاری
 ۱۱۵ اسعد بن عبد اللہ ۱۰۵
 ۱۱۶ اسعد بن یربوع
 ۱۱۷ اسعد بن یزید
 ۱۱۸ اسعد بن عطیہ
 ۱۱۹ الاسفہ البکری ۱۰۶
 ۱۲۰ الاسفہ الجرمی
 ۱۲۱ الاسفہ (قاف سے)
 ۱۲۲ الاسفہ الاعرجی (را سے) ۱۰۷
 ۱۲۳ اسفہ بن شریک ۱۰۸
 ۱۲۴ اسلم بن اوس بن بجرہ
 ۱۲۵ اسلم بن بجرہ (با کے زبر اور جیم کے سکون سے)
 ۱۲۶ اسلم بن جبیرہ ۱۱۰
 ۱۲۷ اسلم بن حصین
 ۱۲۸ اسلم بن الحارث
 ۱۲۹ اسلم خادم رسول اللہ ﷺ
 ۱۳۰ اسلم ۱۱۱
 ۱۳۱ اسلم مولی عمر
 ۱۳۲ اسلم (سیاہ فام گلہ بان)
 ۱۳۳ اسلم بن سلیم الصریمی
 ۱۳۴ اسلم بن عبیدہ ۱۱۲
 ۱۳۵ (ز) اسلم بن عمیرہ (بفتح العین)
 ۱۳۶ اسلم طائی
 ۱۳۷ اسماء بن حارثہ
 ۱۳۸ اسماء بن ربان بن معاویہ ۱۱۳
 ۱۳۹ (ز) اسماء بن مالک الکعبی
 ۱۴۰ اسماء بن مالک الکعبی ۱۱۴

۱۶۸ الاسود بن عويم السدوسی

۱۶۹ الاسود بن مسعود الثقفی

۱۷۰ الاسود بن مالك

۱۷۱ الاسود بن نوفل ۱۲۵

۱۷۲ الاسود بن وهب

۱۷۳ الاسود بن هشام ۱۲۶

۱۷۴ الاسود

جن کا نام اسید (ہمزہ کے زیر اور سین کے زیر سے)
ان کا ذکر

۱۷۵ اسید بن ابی اناس ۱۲۶

۱۷۶ اسید بن جاریہ ۱۲۸

۱۷۷ اسید بن سَعِیہ

۱۷۸ (ز) اسید از اولادِ فِطِیُون

۱۷۹ اسید بن صفوان

۱۸۰ اسید المزنی ۱۲۹

جس کا نام اسید (پیش سے ہے) اس کا ذکر

۱۸۱ (ز) اسید بن اُحیحہ

۱۸۲ (ز) اسید بن الاخنس

۱۸۳ اسید بن ثعلبہ الانصاری

۱۸۴ اسید بن الجدعاء ۱۳۰

۱۸۵ اسید بن الحُضیر

۱۸۶ (ز) اسید بن ساعدة ۱۳۱

۱۸۷ اسید بن سَعِیة الاسرائیلی

۱۸۸ اسید بن ظہیر

۱۸۹ اسید بن عمرو ۱۳۲

۱۹۰ اسید بن کعب قرظی

۱۹۱ اسید بن یربوع

۱۹۲ اسید بن یعمر

۱۴۰ اسماعیل

۱۴۱ (ز) اسماعیل بن سعید ۱۱۴

۱۴۲ اسماعیل بن عبد اللہ الغفاری ۱۱۵

۱۴۳ اسمر بن ابیض

۱۴۴ اسمر بن ساعد

۱۴۵ اسمر بن مضر السطائی

۱۴۶ الاسود بن ابیض ۱۱۶

۱۴۷ الاسود بن ابی الاسود النہدی

۱۴۸ الاسود بن اصرم المحاربی

۱۴۹ الاسود بن ابی البختری

۱۵۰ الاسود البختری ۱۱۷

۱۵۱ الاسود بن ثعلبہ الیربوعی ۱۱۸

۱۵۲ الاسود بن حازم

۱۵۳ الاسود بن حرام

۱۵۴ الاسود بن الخزاعی الاسلامی ۱۱۹

۱۵۵ الاسود بن خطامة الکنانی

۱۵۶ الاسود بن خلف بن اسعد

۱۵۷ الاسود بن خلف بن عبد یغوث القرشی

۱۵۸ الاسود بن ربیعہ ۱۲۰

۱۵۹ الاسود بن ربیعۃ الحنظلی ۱۲۱

۱۶۰ الاسود بن زید

۱۶۱ الاسود بن سریع

۱۶۲ الاسود بن سفیان ۱۲۲

۱۶۳ الاسود بن سلمہ ۱۲۳

۱۶۴ الاسود بن عبد اللہ

۱۶۵ الاسود بن عبس

۱۶۶ الاسود بن عمران البکری

۱۶۷ الاسود بن عوف الزهری ۱۲۴

باب الالف جس کے بعد عین ہے

۲۱۸ // الاعرج //

۲۱۹ // الاعرس بن عمرو الیشکری ۱۳۱

۲۲۰ // الاعشى المازنی //

۲۲۱ // الاعور بن بشامة //

۲۲۲ // اعین بن ضبیعة ۱۳۲

باب الالف جس کے بعد غین ہے

۲۲۳ // الاغر بن یسار //

۲۲۴ // الاغر (ایک اور) بغیر نسبت ۱۳۳

۲۲۵ // الاغلب بن جشم ۱۳۴

باب الالف جس کے بعد فاء ہے

۲۲۶ // الافطس ۱۳۵

۲۲۷ // افلح //

۲۲۸ // افلح ۱۳۶

۲۲۹ // افلح (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) //

۲۳۰ // افلح (ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام) //

باب الالف جس کے بعد قاف ہے

۲۳۱ // الاقرع بن حابس ۱۳۷

۲۳۲ // الاقرع بن سفي العکی ۱۳۹

۲۳۳ // الاقرع بن عبد الله الحمیری //

۲۳۴ // الاقرع الغفاری ۱۵۰

۲۳۵ // اقرم بن زید الخزاعی //

۲۳۶ // الاقص بن سلمہ //

۲۳۷ // الاقمر الوداعی ۱۵۱

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۲۳۸ // اکال بن النعمان الانصاری المازنی //

۲۳۹ // اکبر الحارثی //

۲۴۰ // اکثم بن الجون //

۱۹۳ // اسید الجعفی //

۱۹۴ // أُسیر (بغیر نسبت اس کے آخر میں را ہے) //

۱۹۵ // أُسیر بن جابر ۱۳۳

۱۹۶ // اسیر بن عروہ //

۱۹۷ // اسیر الکندی //

۱۹۸ // اسیر بن عمرو //

۱۹۹ // اسیر بن عمرو ۱۳۴

۲۰۰ // أُسیم //

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۲۰۱ // الاشج العبدی //

۲۰۲ // اشرس بن غاضرة //

۲۰۳ // اشرف //

۲۰۴ // اشرف ۱۳۵

۲ // الاشعث بن قیس //

۲۰۶ // الاشعث الانصاری ۱۳۶

۲۰۷ // أشیم (بروزن احمد الضبابی) ۱۳۷

۲۰۸ // الاشیم //

باب الالف جس کے بعد صا و ہے

۲۰۹ // اصبع بن غیاث (غین اور ثا سے) //

۲۱۰ // اصرم الشقری ۱۳۸

۲۱۱ // اصرم //

۲۱۲ // الاصم العامری //

۲۱۳ // أصید بروزن احمد //

۲۱۴ // (ز) اصید بن سلمہ بن قریظ ۱۳۹

۲۱۵ // أَصیل (لام اور تصغیر سے) //

باب الالف جس کے بعد ضا و ہے

۲۱۶ // الاضبط بن جنی ۱۴۰

۲۱۷ // الاضبط السلمي //

۲۶۶ انس بن الحارث //

۲۶۷ انس بن زُئیم الكنانی ۱۶۶

۲۶۸ انس بن صرمة //

۲۶۹ انس بن ضُبُع ۱۶۹

۲۷۰ انس بن ظهیر //

۲۷۱ انس بن عباس //

۲۷۲ انس بن عبدة ۱۷۰

۲۷۳ انس بن فضالة //

۲۷۴ انس بن قتادة بن ربعه انصاری //

۲۷۵ انس بن قتادة الباهلی //

۲۷۶ انس بن قیس بن المنتفق العقیلی //

۲۷۷ انس بن مالک ۱۷۱

۲۷۸ انس بن مالک الکعبی القشیری ۱۷۳

۲۷۹ انس بن مخاشن //

۲۸۰ انس بن مُدْرِك //

۲۸۱ انس بن ابی مُرثد غنوی ۱۷۵

۲۸۲ انس بن معاذ //

۲۸۳ انس بن النضر ۱۷۶

۲۸۴ انس بن هزلة //

۲۸۵ (ز) انس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (رسول اللہ ﷺ کے غلام) . //

۲۸۶ انس الجهنی //

۲۸۷ انسہ ۱۷۸

۲۸۸ انة المخنث //

انيس نامی حضرات

۲۸۹ انيس بن جنادة ۱۷۹

۲۹۰ انيس بن الضحاک الاسلمی //

۲۹۱ انيس بن عتيك ۱۸۰

۲۹۲ انيس بن قتادة الباهلی //

۲۹۱ الاكوع الاسلمی ۱۵۳

۲۹۲ اكيدر دومة //

۲۹۳ اكيمة بن عبادة الليثی //

۲۹۴ اكينة ۱۵۴

باب الالف جس کے بعد لام ہے

۲ الاشر (ہمزہ کے زیر اور راء مخف سے) //

۲۳۶ اللہ کے نبی الیاس علیہ السلام ۱۵۵

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۲۳۷ اماناه (نون سے) //

۲۳۸ امَد بن ابد الحضرمی //

۲۳۹ امرؤ القیس بن الاصبغ الکلبی ۱۵۶

۲۵۰ امرؤ القیس بن عابس ۱۵۷

۲۵۱ (ز) امرؤ القیس بن الفاخر ۱۵۸

۲۵۲ امیة بن اسعد //

۲۵۳ امیة بن اسکر ۱۵۹

۲۵۴ امیة بن امیة الذبیانی ۱۶۲

۲۵۵ امیة بن ثعلبة //

۲۵۶ امیة بن صفارة //

۲۵۷ امیة بن ابی عبیدة //

۲۵۸ امیة بن عوف کنانی ۱۶۳

۲۵۹ امیة بن لوذان //

۲۶۰ امیة بن مخشی خزاعی //

باب الالف جس کے بعد نون ہے

۲۶۱ انجشة الاسود الحادی ۱۶۴

۲۶۲ انس بن ارقم ۱۶۵

۲۶۳ انس بن ابی انس //

۲۶۴ انس بن اوس //

۲۶۵ انس بن اوس انصاری //

- ۳۱۸ اوس بن ثابت الانصاری ۱۸۷
- ۳۱۹ دوسرے اوس بن ثابت الانصاری ۱۸۸
- ۳۲۰ اوس بن ثعلبہ //
- ۳۲۱ (ز) اوس بن ثعلبہ انصاری //
- ۳۲۲ اوس بن جبیر الانصاری ۱۸۹
- ۳۲۳ اوس بن جھیش النخعی //
- ۳۲۴ اوس بن حارثہ الطائی //
- ۳۲۵ اوس بن حبیب انصاری ۱۹۰
- ۳۲۶ اوس بن الحدّثان //
- ۳۲۷ اوس بن حذیفہ ۱۹۱
- ۳۲۸ اوس بن حذیفہ //
- ۳۲۹ اوس بن حوشب //
- ۳۳۰ اوس بن خالد بن عبید ۱۹۲
- ۳۳۱ (ز) اوس بن خالد بن قرط //
- ۳۳۲ اوس بن خالد بن یزید //
- ۳۳۳ (ز) اوس بن حذام الانصاری ۱۹۳
- ۳۳۴ اوس بن خولی //
- ۳۳۵ اوس بن ساعدۃ الانصاری ۱۹۴
- ۳۳۶ اوس بن سعد //
- ۳۳۷ اوس بن سعد ۱۹۵
- ۳۳۸ اوس بن سلامة //
- ۳۳۹ (ز) اوس بن سمعان الانصاری //
- ۳۴۰ (ز) اوس بن سوید الانصاری //
- ۳۴۱ اوس بن شرحبیل //
- ۳۴۲ اوس بن الصامت ۱۹۶
- ۳۴۳ اوس بن عابد الانصاری ۱۹۷
- ۳۴۴ اوس بن عبد اللہ //
- ۳۴۵ اوس بن عتیک الانصاری ۱۹۸

- ۲۹۳ انیس بن قتادہ //
- ۲۹۴ انیس بن معاذ ۱۸۱
- ۲۹۵ انیس بن ابی مرثد الغنوی //
- ۲۹۶ انیس الاسلمی //
- ۲۹۷ انیس الانصاری ۱۸۲
- ۲۹۸ انیس //
- ۲۹۹ انیس //
- ۳۰۰ انیسہ //

انیف نامی حضرات

- ۳۰۱ انیف بن چشم ۱۸۳
- ۳۰۲ انیف بن حبیب //
- ۳۰۳ انیف بن ملّة الجذامی //
- ۳۰۴ انیف بن وائلہ //

باب الالف جس کے بعد ہا ہے

- ۳۰۵ اہبان بن اکوع //
- ۳۰۶ اہبان بن الاکوع ۱۸۴
- ۳۰۷ اہبان بن اوس الاسلمی //
- ۳۰۸ اہبان بن صیفی الغفاری //
- ۳۰۹ اہبان بن عمرو ۱۸۵
- ۳۱۰ اہبان بن عیاذ //
- ۳۱۱ اہود بن عیاض الازدی //

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

- ۳۱۲ اوس بن الارقم الانصاری ۱۸۶
- ۳۱۳ اوس بن الاعور //
- ۳۱۴ (ز) اوس بن ارقم الانصاری //
- ۳۱۵ اوس بن اوس الثقفی //
- ۳۱۶ اوس بن ابی اوس الثقفی //
- ۳۱۷ اوس بن ثابت //

- ۳۴۳ ایاس بن بکیر ۲۰۳
- ۳۴۴ ایاس بن ثعلبه //
- ۳۴۵ ایاس بن رثاب //
- ۳۴۶ ایاس بن سلمه بن الاکوع //
- ۳۴۷ ایاس بن سهل الجهنی ۲۰۴
- ۳۴۸ (ز) ایاس بن شراحیل //
- ۳۴۹ (ز) ایاس بن عبدالاسد //
- ۳۵۰ ایاس بن عبدالله //
- ۳۵۱ (ز) ایاس بن عبدالله الفهری //
- ۳۵۲ (ز) ایاس بن عبدالله //
- ۳۵۳ ایاس بن عبد ۲۰۵
- ۳۵۴ ایاس بن عبس //
- ۳۵۵ ایاس بن عدی الانصاری //
- ۳۵۶ ایاس بن قتادة التیمی عنبری ۲۰۶
- ۳۵۷ ایاس بن معاذ الانصاری الاشہلی //
- ۳۵۸ ایاس بن ہلال ۲۰۷
- ۳۵۹ ایاس بن ودقة الانصاری //
- ۳۶۰ ایسر //
- ۳۶۱ (ز) ایقع بن عبد کلال الحمیری //
- ۳۶۲ ایماء بن رجضة ۲۰۸
- ۳۶۳ ایمن بن خریم //
- ۳۶۴ ایمن ابن ام ایمن ۲۰۹
- ۳۶۵ (ز) ایمن ۲۱۰
- ۳۶۶ ایوب بن مکرز //

قسم ثانی از حرف الف

جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دیکھا
باب الہمزہ جس کے بعد الف ہے

- ۳۶۷ آدم بن ربیعہ //

- ۳۶۸ (ز) اوس بن عمرو الانصاری المازنی //
- ۳۶۹ (ز) اوس بن عمرو //
- ۳۷۰ اوس بن عوف //
- ۳۷۱ اوس بن فائد //
- ۳۷۲ اوس بن قتادة الانصاری //
- ۳۷۳ اوس بن قیظی //
- ۳۷۴ اوس بن مالک الاشجعی ۱۹۹
- ۳۷۵ اوس بن مالک //
- ۳۷۶ اوس بن مالک الانصاری //
- ۳۷۷ اوس بن مالک //
- ۳۷۸ اوس بن معاذ ۲۰۰
- ۳۷۹ اوس بن المعلى //
- ۳۸۰ اوس بن معیر //
- ۳۸۱ اوس بن مغراء الانصاری //
- ۳۸۲ اوس بن المنذر الانصاری //
- ۳۸۳ اوس بن یزید //
- ۳۸۴ اوس الانصاری //
- ۳۸۵ اوس الانصاری (دوسرے) ۲۰۱
- ۳۸۶ اوس الکلابی //
- ۳۸۷ اوس المرثی (راء جس کے بعد ہمزہ ہے) //
- ۳۸۸ اوس غلام رسول ﷺ ۲۰۲
- ۳۸۹ اوس //
- ۳۹۰ اوفی بن عرفطة //
- ۳۹۱ اوفی بن مولة تمیمی عنبری //
- ۳۹۲ اویس بن الصامت //
- ۳۹۳ ایاد ابو السمح //
- ۳۹۴ ایاس بن اوس //

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

باب الہمزہ جس کے بعد با ہے

- ۳۹۸ ابراہیم بن سید البشر محمد ﷺ ۲۱۱
- ۳۹۹ ابراہیم بن النبی ﷺ ۲۱۳
- ۴۰۰ ابراہیم بن حارث //
- ۴۰۱ ابراہیم بن حارث بن ہشام ۲۱۴
- ۴۰۲ ابراہیم بن خلاد //
- ۴۰۳ ابراہیم بن صالح //
- ۴۰۴ ابراہیم بن عبدالرحمن //
- ۴۰۵ ابراہیم بن عبیدہ ۲۱۵
- ۴۰۶ ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعری //
- ۴۰۷ ابراہیم بن نعیم //

باب الہمزہ جس کے بعد حائے مہملہ ہے

- ۴۰۸ احمد بن جعفر ۲۱۶
- ۴۰۹ احمر بن سلیم //

باب الہمزہ جس کے بعد زاء ہے

- ۴۱۰ ازہر بن مکمل ۲۱۷

باب الہمزہ جس کے بعد سین ہے

- ۴۱۱ اسامہ بن عبد اللہ //
- ۴۱۲ اسحاق بن سعد //
- ۴۱۳ اسحاق بن سعد ۲۱۸
- ۴۱۴ اسعد بن سہل //
- ۴۱۵ اسیر بن عمرو //
- ۴۱۶ ایاس بن عمرو //
- ۴۱۷ ایوب بن بشیر ۲۱۹

قسم ثالث از حرف الف

باب الہمزہ جس کے بعد باء ہے

- ۴۱۸ (ز) ابایوہ فارسی ۲۲۱
- ۴۱۹ الآباء (بروزن فعال) //

۴۲۰ اُبیر (باے تصغیر کے ساتھ) //

۴۲۱ ابیض بن ہنی //

۴۲۲ ابی بن اشیم النهشلی //

۴۲۳ ابی بن عمارہ ۲۲۲

۴۲۴ ابی بن قیس النخعی //

باب الہمزہ جس کے بعد جیم ہے

۴۲۵ الاجدع بن مالک //

۴۲۶ الاجلع بن وقاص //

۴۲۷ (ز) الاجم بن قیس //

باب الہمزہ جس کے بعد حاء ہے

۴۲۸ احزاب بن اسید ۲۲۳

۴۲۹ الاحنف بن قیس //

باب الہمزہ بعد ہادال

۴۳۰ اَدِیم (تصغیر) تغلبی ۲۲۵

۴۳۱ اَدِهم بن محرز الباہلی //

باب الہمزہ جس کے بعد راء ہے

۴۳۲ (ز) اربد بن عبد اللہ البجلی //

۴۳۳ (ز) ارطاة ابن سہیة //

۴۳۴ ارطاة بن کعب ۲۲۶

۴۳۵ ارطبان المزنی //

۴۳۶ الارقم بن ابی الارقم ۲۲۷

۴۳۷ (ز) ارکون الرومی //

۴۳۸ ارمی //

باب الہمزہ جس کے بعد زاء ہے

۴۳۹ ازاد مرد بن هرمز فارسی ۲۲۸

۴۴۰ اَزْدَاد ۲۲۹

۴۴۱ ازہر بن حمیضہ //

۴۴۲ ازہر بن سیحان //

۲۳۶ اشهب بن ورد ۲۶۸

باب الالف جس کے بعد صاد ہے

۲۳۷ اصبع بن حجر ۲۶۹

۲۳۸ اصبع بن عمرو ۲۷۰

۲۳۹ (ز) اصبع بن نباتہ ۲۷۱

۲۴۰ اصحبة ۲۷۲

۲۴۱ اصحمة بن ابجر النجاشی ۲۷۳

۲۴۲ (ز) اصغر بن قیس ۲۷۴

۲۴۳ اصخمہ (خا نقطے والی) ۲۷۵

۲۴۴ (ز) اصمغ بن مظہر ۲۷۶

باب الالف جس کے بعد طاء ہے

۲۴۵ اُط بن ابی اُط ۲۷۷

۲۴۶ اعبد بن فدکی ۲۷۸

۲۴۷ اعور بن ورد ۲۷۹

باب الالف اس کے بعد غین ہے

۲۴۸ اغلب العجلی ۲۸۰

باب الالف جس کے بعد فاء ہے

۲۴۹ (ز) افلح ۲۸۱

باب الالف جس کے بعد قاف ہے

۲۵۰ (ز) اقرع (مؤذن عمر رضی اللہ عنہ) ۲۸۲

۲۵۱ اقیشر اسدی ۲۸۳

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۲۵۲ اکتل بن شماخ ۲۸۴

۲۵۳ اکثم بن صیفی ۲۸۵

۲۵۴ اکدر بن حمام ۲۸۶

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۲۵۵ امرؤ القیس بن عدی ۲۸۷

۲۳۳ ازهر بن مروان ۲۶۳

۲۳۴ ازهر بن یزید المرادی الحمصی ۲۶۴

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۲۳۵ اسامہ بن الحارث الہذلی ۲۶۵

۲۳۶ اسامہ بن قتادہ ابوسعده العبسی ۲۶۶

۲۳۷ (ز) اسبق (خادم عمر رضی اللہ عنہ) ۲۶۷

۲۳۸ (ز) اسد آباد ۲۶۸

۲۳۹ اسلم (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علام) ۲۶۹

۲۴۰ (ز) اسماء بن خارجہ ۲۷۰

۲۴۱ اسماء بن خالد ۲۷۱

۲۴۲ اسود بن اقیش نخعی ۲۷۲

۲۴۳ اسود بن شراحیل ۲۷۳

۲۴۴ اسود بن عامر ۲۷۴

۲۴۵ اسود بن عبدشمس ۲۷۵

۲۴۶ اسود بن قطبة ۲۷۶

۲۴۷ اسود بن کلثوم العدوی ۲۷۷

۲۴۸ (ز) الاسود بن مغراء ۲۷۸

۲۴۹ اسود بن ہلال محاربی ۲۷۹

۲۵۰ اسود بن یزید ۲۸۰

۲۵۱ اسیخت ۲۸۱

۲۵۲ اسیفع الجہنی ۲۸۲

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۲۵۳ (ز) اشرف بن حمیری ۲۸۳

۲۵۴ اشعث بن عبدالحجر ۲۸۴

۲۵۵ (ز) اشعث بن میناس الشکونی ۲۸۵

۲۵۶ اشهب بن حارث ۲۸۶

۲۵۷ اشهب بن ابن رُمیلہ ۲۸۷

باب الف جس کے بعد وال

۵۱۱ اذينة الشنتى //

باب الف جس کے بعد را ہے

۵۱۲ اربد بن رقيش اسدى ۲۵۵

۵۱۳ ارطاة الطائى //

۵۱۴ ارطاة بن المنذر السكونى //

۵۱۵ ارقم الخزاعى //

باب الف جس کے بعد زاء ہے

۵۱۶ ازهر بن قيس //

باب الف جس کے بعد سين ہے

۵۱۷ اسامه بن مالك ۲۵۷

۵۱۸ اسد بن ربيعة الجعفرى الشاعر //

۵۱۹ اسد بن زرارہ //

۵۲۰ اسد بن صفوان //

۵۲۱ اسد التركى ۲۵۸

۵۲۲ (ز) اسعد بن ربيع //

۵۲۳ اسعر الديلى //

۵۲۴ اسقف نجران //

۵۲۵ اسلم الراعى (چوپان) //

۵۲۶ اسلم (بغير نسبت) ۲۵۹

۵۲۷ اسماء بن خارجہ اسلمى //

۵۲۸ اسمعيل بن ابى حكيم المزنى //

۵۲۹ اسمعيل بن زيد //

۵۳۰ اسماعيل بن عبدالرحمن الانصارى ۲۶۰

۵۳۱ اسماعيل بن هشام //

۵۳۲ اسود بن حارثہ //

۵۳۳ اسود (غير منسوب) ۲۶۱

۵۳۴ اسود بن عبدالاسد ۲۶۲

۲۸۸ امية بن ابى عائد الهذلى ۲۳۶

باب الف بعد هان

۲۸۹ انس بن حذيفه //

۲۹۰ انس بن نواس //

۲۹۱ انس بن هلال النميرى ۲۳۷

۲۹۲ انيف بن يزيد //

باب الف جس کے بعد واؤ ہے

۲۹۳ اوس القرنى //

۲۹۴ اوس بن بجير الطائى //

۲۹۵ اوس بن ثويب الثعلبى ۲۳۸

۲۹۶ اوس بن جذيمه الهجيمى //

۲۹۷ اوس بن ضمعج الكوفى الحضرمى //

۲۹۸ اوس بن مغراء القرعوى //

۲۹۹ اوسط بن عمرو ۲۳۹

۵۰۰ اويس بن عامر //

باب الف جس کے بعد ياء ہے

۵۰۱ اياس بن زيد ۲۵۲

۵۰۲ اياس بن صبيح //

قسم رابع از حرف الف

باب الف جس کے بعد باء ہے

۵۰۳ ابان العبدى //

۵۰۴ ابجر المزنى //

۵۰۵ ابراهيم بن عبدالرحمن العذرى ۲۵۳

۵۰۶ ابراهيم بن عبيد //

۵۰۷ ابراهيم الانصارى ۲۵۴

۵۰۸ ابى بن لبي //

۵۰۹ اباية بن اثال //

باب الف جس کے بعد حاء ہے

۵۱۰ احب بن مالك //

۵۵۷ (ز) امیہ بن عمرو //

۵۵۸ امیہ ۲۷۶ //

۵۵۹ امیہ بن ابی مرثد الانصاری //

باب الالف جس کے بعد نون ہے

۵۶۰ انس بن اسید //

۵۶۱ انس بن ام انس ۲۷۷ //

۵۶۲ انس بن رافع //

۵۶۳ انس بن عبد اللہ //

۵۶۴ انس بن مالک ۲۷۸ //

باب الالف جس کے بعد ہاء ہے

۵۶۵ اہبان الغفاری //

۵۶۶ اوس بن اویس //

۵۶۷ اوس بن بشیر ۲۷۹ //

۵۶۸ اوس بن ثابت الانصاری //

۵۶۹ اوس بن حارثہ ۲۸۰ //

۵۷۰ اوس بن عرابہ //

۵۷۱ اوس بن محجن //

۵۷۲ اوس المزنی //

۵۷۳ اوس (بے نسبت) //

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۵۷۴ ایاس بن عبد اللہ البہزی ۲۸۱ //

۵۷۵ ایاس بن مالک //

۵۷۶ ایاس بن معاویہ المزنی //

۵۷۷ ایاس (بے نسبت) ۲۸۲ //

۵۷۸ ایفغ بن عبد الکلاعی //

۵۷۹ ایمن بن یعلی ۲۸۳ //

۵۸۰ (ز) ایمن //

۵۸۱ ایمن (بے نسبت) //

۵۳۵ اسید (ابتداء میں زبر سین کے زیر سے) //

۵۳۶ (ز) اسید بن ثابت //

۵۳۷ (ز) اسید بن کرز القسری ۲۶۳ //

۵۳۸ (ز) اسید بن مالک //

۵۳۹ اسید (پیش سے) //

۵۴۰ اُسیر (ہمزہ کے زیر سے آخر میں را ہے) ۲۶۴ //

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۵۴۱ الاشج //

۵۴۲ اشج ابو الدنیا المغربی //

۵۴۳ الاشج بن سنان ۲۶۵ //

۵۴۴ اشعب بن ام حمیدہ //

۵۴۵ اشعث (ثا سے) //

باب الالف جس کے بعد صا و ہے

۵۴۶ صرم ۲۶۶ //

باب الالف جس کے بعد عین

۵۴۷ اعرابی //

۵۴۸ اعشی بن قیس //

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۵۴۹ اکیدر دومة //

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۵۵۰ امیہ بن خالد ۲۶۹ //

۵۵۱ امیہ بن خویلد ۲۷۰ //

۵۵۲ امیہ بن ابی الصلت الثقفی ۵۵۲ //

۵۵۳ امیہ بن سعد قرشی ۲۷۳ //

۵۵۴ امیہ بن عبد اللہ بن خالد ۲۷۵ //

۵۵۵ امیہ بن عبد اللہ بن عمرو //

۵۵۶ امیہ بن علی //

حرف الباء

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۵۸۲ باذام ۲۸۴

۵۸۳ باقوم //

۵۸۴ (ز) باقوم دیگر ۲۸۵

باب بالباء جس کے بعد جیم ہے

۵۸۵ بَجَاد (ابتداء میں زیر پھر جیم) //

۵۸۶ بجاد بن عمیر بن الحارث //

۵۸۷ بُجَید (تصغیر ہے) ۲۸۶

۵۸۸ بُجَیر (آخر میں را ہے تصغیر ہے) //

۵۸۹ بُجَیر بن بَجْرَة //

۵۹۰ بجیر بن ابی بجیر العبسی ۲۸۷

۵۹۱ بجیر بن زھیر //

۵۹۲ بجیر بن عبد اللہ //

۵۹۳ بجیر بن العوام ۲۸۸

۵۹۴ بجیر الخزاعی //

۵۹۵ بجیر //

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۵۹۶ بَحَاث //

۵۹۷ بحر //

۵۹۸ بحیرا الراہب ۲۸۹

۵۹۹ بَحِیر (شروع میں زیر حاکسور) //

۶۰۰ بحیر الانماری ۲۸۹

۶۰۱ (ز) بحیر بن عقربہ //

باب الباء جس کے بعد وال ہے

۶۰۲ بدر بن عبد اللہ المزنی //

۶۰۳ بدر بن عبد اللہ الخطمی //

۶۰۴ (ز) بدر بن عبد اللہ (بے نسبت) ۲۹۰

۶۰۵ بدر ابو عبد اللہ //

۶۰۶ بدر ابو مالک //

۶۰۷ (ز) بدیل بن امّ اصْرَم //

۶۰۸ بدیل بن ام اصرم //

۶۰۹ بدیل بن عمرو الخطمی الانصاری ۲۹۱

۶۱۰ بدیل بن عبد مناف //

۶۱۱ بدیل بن کلثوم //

۶۱۲ بدیل //

۶۱۳ بدیل (بے نسبت) ۲۹۲

۶۱۴ بدیل بن ورقاء //

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۶۱۵ برّ بن عبد اللہ ابو هند الدّاری ۲۹۳

۶۱۶ البراء بن اوس //

۶۱۷ البراء بن حزم ۲۹۴

۶۱۸ البراء بن عازب //

۶۱۹ البراء بن عمرو ۲۹۵

۶۲۰ البراء بن مالک بن نضر الانصاری //

۶۲۱ البراء بن مالک (دوسرے) ۲۹۷

۶۲۲ البراء بن معرور //

۶۲۳ البرّیّر ۲۹۸

۶۲۴ برتا بن الاسود //

۶۲۵ بُرُح (شروع میں زیر اس کے بعد را سکن آخر میں حا) //

۶۲۶ بُرْدَع بن زید //

۶۲۷ بردع بن زید الجذامی ۲۹۹

۶۲۸ (ز) بردة القطعی //

۶۲۹ بُرْز //

۶۳۰ بُرْز //

- ۶۵۴ بشر بن الحارث ۳۰۷
- ۶۵۵ بشر بن الحارث //
- ۶۵۶ بشر بن الحارث بن قیس ۳۰۸
- ۶۵۷ بشر بن حزن //
- ۶۵۸ بشر بن حنظله الجعفی //
- ۶۵۹ (ز) بشر بن ربیعۃ الخثعمی //
- ۶۶۰ بشر بن سُحیم //
- ۶۶۱ بشر بن سفیان العتکی //
- ۶۶۲ بشر بن عاصم ۳۰۹
- ۶۶۳ بشر بن عبداللہ الانصاری الخزرجی ۳۱۰
- ۶۶۴ بشر بن عبداللہ //
- ۶۶۵ بشر بن عبد //
- ۶۶۶ بشر بن عُرفطۃ ۳۱۱
- ۶۶۷ بشر بن عصمة للشی //
- ۶۶۸ بشر بن عصمة المزنی //
- ۶۶۹ بشر بن عطیة ۳۱۲
- ۶۷۰ بشر بن عقربة الجهنی //
- ۶۷۱ بشیر بن عمرو ۳۱۳
- ۶۷۲ بشر بن قدامة الضبابی //
- ۶۷۳ بشر بن قیس ۳۱۴
- ۶۷۴ بشر بن المحتفز المزنی //
- ۶۷۵ بشر بن المحتفز البصری //
- ۶۷۶ (ز) بشر بن مسعود //
- ۶۷۷ بشر بن معاذ الاسدی //
- ۶۷۸ بشر بن معاویہ ۳۱۵
- ۶۷۹ بشر بن المعلی ۳۱۶
- ۶۸۰ بشر بن الهجنع البکائی //
- ۶۸۱ بشر بن هلال العبدی //

- ۶۳۱ برمة بن معاویہ الاسدی ۳۰۰
- ۶۳۲ بريدة بن الحصیب //
- ۶۳۳ بُرید (تصغیر) الاسلمی //
- ۶۳۴ بُرَیل ۳۰۱
- ۶۳۵ بُریر //
- ۶۳۶ بریر //
- ۶۳۷ بریر //

باب الباء جس کے بعد زاء ہے

- ۶۳۸ بَزِیع (شروع کا زبر زاکازیر آخر میں بے نقطہ عین ہے) //

باب الباء جس کے بعد سین ہے

- ۶۳۹ بَسْبَسَة بن عمرو ۳۰۲
- ۶۴۰ بستانى الاسرائیلی //

بُسر (با کے پیش سین کے سکون سے) نامی حضرات کا تذکرہ

- ۶۴۱ بُسر بن ارطاة //
- ۶۴۲ بسر بن ابی بسر المازنی ۳۰۳
- ۶۴۳ بسر بن جحاش ۳۰۴
- ۶۴۴ بسر بن راعی البعیر الاشجعی //
- ۶۴۵ بسر بن سفیان //
- ۶۴۶ بسر بن سلیمان ۳۰۵
- ۶۴۷ بسر بن عبدالرحمن الحضرمی ۳۰۶
- ۶۴۸ بسر بن عصمة المزنی //
- ۶۴۹ بسر سلمی (رافع کے والد) //
- ۶۵۰ بشرہ //
- ۶۵۱ (ز) بسطام //

بشر (زیر اور نقطوں والے شین سے) نامی حضرات کا ذکر

- ۶۵۲ بشر بن أُبَیرق الانصاری //
- ۶۵۳ بشر بن براء بن معرور //

- ۶۰۸ // بشیر بن یزید الضبعی ۳۲۲
- ۶۰۹ // بشیر الانصاری ۳۲۳
- ۶۱۰ // بشیر الثقفی //
- ۶۱۱ // بشیر الحارثی الکعبی //
- ۶۱۲ // بشیر الغفاری //
- ۶۱۳ // بشیر المعاوی ۳۲۵
- ۶۱۴ // بشیر والد رافع //
- بشیر (پیش سے) نامی حضرات کا تذکرہ**
- ۶۱۵ // بشیر //
- باب الباء جس کے بعد صا د ہے**
- ۶۱۶ // بَصْرَه بن اکثم الانصاری //
- ۶۱۷ // بصرہ بن ابی بصرہ غفاری ۳۲۶
- باب الباء جس کے بعد عین ہے**
- ۶۱۸ // بعجة بن زید الجذامی //
- باب الباء جس کے بعد غین ہے**
- ۶۱۹ // بغیض بن حبیب //
- باب الباء جس کے بعد قاف ہے**
- ۶۲۰ // بقیلة الاکبر الاشجعی //
- باب الباء جس کے بعد کاف ہے**
- ۶۲۱ // بکر بن امیة الضمری //
- ۶۲۲ // بکر بن جبکہ //
- ۶۲۳ // بکر بن الحارث الانصاری ۳۲۸
- ۶۲۴ // بکر بن حارثة الجهنی //
- ۶۲۵ // بکر بن حبیب الحنفی ۳۲۹
- ۶۲۶ // (ز) بکر بن حذلم الاسدی //
- ۶۲۷ // بکر بن شداح الیشی //
- ۶۲۸ // بکر بن عبد اللہ //
- ۶۲۹ // بکر بن مبشر ۳۳۰

- ۶۸۲ // بشر (بے نسبت) //
- ۶۸۳ // بشر سلمی ۳۱۷
- ۶۸۴ // بشر الغنوی //
- ۶۸۵ // بشر الاسدی //
- بشیر نامی (شروع میں زیر شین کے زیر پھریا)**
- حضرات کا تذکرہ**
- ۶۸۶ // بشیر بن اٹال (شروع میں زیر کاف مشدّد) ۳۱۸
- ۶۸۷ // بشیر بن انس //
- ۶۸۸ // بشیر بن جابر //
- ۶۸۹ // بشیر بن حارث انصاری //
- ۶۹۰ // بشیر بن خصاصیہ ۳۱۹
- ۶۹۱ // بشیر بن ابی زید انصاری //
- ۶۹۲ // بشیر بن ابی زید انصاری //
- ۶۹۳ // بشیر بن سعد //
- ۶۹۴ // بشیر بن سعد ۳۲۰
- ۶۹۵ // بشیر بن سعد //
- ۶۹۶ // بشیر بن عبد اللہ انصاری الخزر جی //
- ۶۹۷ // بشیر بن عبد المنذر انصاری //
- ۶۹۸ // بشیر بن عتیک //
- ۶۹۹ // بشیر بن عرفطة الجهنی ۳۲۱
- ۷۰۰ // بشیر بن عنبس //
- ۷۰۱ // (ز) بشیر بن کعب //
- ۷۰۲ // بشیر بن ابی مسعود //
- ۷۰۳ // بشیر بن معبد //
- ۷۰۴ // بشیر بن معبد ۳۲۲
- ۷۰۵ // (ز) بشیر بن معاویہ //
- ۷۰۶ // بشیر بن نعمان ۳۲۳
- ۷۰۷ // بشیر بن نہاس عبدی //

قسم ثانی از حرف الف

ان حضرات کا ذکر جنہیں دیدار نبوی ﷺ حاصل ہے
باب الباء جس کے بعد شین ہے

- ۴۵۴ بشیر بن ابی مسعود انصاری البدری ۳۳۶
۴۵۵ بشیر بن فدیك ۳۳۷

قسم ثالث از حرف باء

ان حضرات کا ذکر جنہوں نے دور نبوی ﷺ پایا لیکن
ملاقات نہ ہو سکی چاہے وہ آپ کی زندگی میں مسلمان
ہوئے یا بعد میں

باب الباء جس کے بعد الف ہے

- ۴۵۶ بابویہ الفارسی الکاتب ۳۳۸
۴۵۷ (ز) باب (دونوں باء ہیں) ۳۳۹
۴۵۸ باذان الفارسی (آخر میں نون بعض میم بھی کہتے ہیں) //

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

- ۴۵۹ بجاد بن قیس //

- ۴۶۰ بَجَالَة بن عبدة التمیمی العنبری ۳۴۰

- ۴۶۱ بُجْر بن الحارث //

- ۴۶۲ بُحیر (جسم سے تغیر ہے) //

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

- ۴۶۳ بحیر بن الحویرث //

- ۴۶۴ بحیر (شروع کا زبر اور حاکا زیر) //

باب الباء جس کے بعد وال ہے

- ۴۶۵ (ز) بدر بن عامر الہذلی //

باب الباء جس کے بعد راء ہے

- ۴۶۶ بُرد بن حارث یَشْکُرُی //

باب الباء جس کے بعد شین

- ۴۶۷ (ز) بشار بن عدی //

- ۴۲۰ بکیر //

باب الباء جس کے بعد لام ہے

- ۴۲۱ (ز) بلال بن أُحِیْحَة //

- ۴۲۲ بلال بن بلیل //

- ۴۲۳ بلال بن حارث //

- ۴۲۴ بلال بن رباح الحبشی ۳۳۱

- ۴۲۵ بلال بن سعد //

- ۴۲۶ بلال بن مالک مزنی //

- ۴۲۷ بلال انصاری //

- ۴۲۸ (ز) بلال الفزاری ۳۳۲

- ۴۲۹ بَلَز //

- ۴۳۰ (ز) بَلْعَام //

- ۴۳۱ (ز) بلقوم الرومی النجار //

- ۴۳۲ (ز) بلیع بن منحشی //

- ۴۳۳ (ز) بلیع الارض "زمین کے نکلے ہوئے" ۳۳۳

- ۴۳۴ بَلِیل (تغیر ہے) //

باب الباء جس کے بعد نون ہے

- ۴۳۵ بَنَة الجهنی (با کے بعد نون مشدود زبر والا) //

باب الباء جس کے بعد ہاء ہے

- ۴۳۶ بھزاد ابو مالک //

- ۴۳۷ بھز القشیری ۳۳۴

- ۴۳۸ بُھْلُول بن دُوَيْب النَّبَاش //

- ۴۳۹ بُھیر (تغیر آخر میں را ہے) ۳۳۵

- ۴۴۰ بھیس بن سلمی تمیمی //

باب الباء جس کے بعد واو ہے

- ۴۴۱ بُوْلَا (بے نسبت) //

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

- ۴۴۲ بَیْحَرَة ۳۳۶

قسم الرابع حرف باء

جن کا غلطی سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کتابوں میں ذکر ہو گیا اور اس کا بیان

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۴۹۰ (ز) باب بن عُمیر //

۴۹۱ باذان شاہِ ہند //

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۴۹۲ بجیر بن بجرہ الطائی ۳۴۹

۴۹۳ بجیر بن عبد بن الحضرمی //

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۴۹۴ (ز) بحراۃ بن عامر //

۴۹۵ بحیرا الراہب //

۴۹۶ بُحَیْنہ ۳۵۱

۴۹۷ (ز) بحیرۃ بن عامر //

باب الباء جس کے بعد ذال ہے

۴۹۸ (ز) البداء بن عاصم اللخمی //

۴۹۹ (ز) البّٰح بن عدی انصاری ۳۵۲

۸۰۰ (ز) بُذَیْل (بے نسبت) //

باب الباء جس کے بعد ذال ہے

۸۰۱ بذیمۃ والد علی ۳۵۳

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۸۰۲ البراء بن الجعد //

۸۰۳ البراء بن قبیصہ //

۸۰۴ برذع بن زید //

۸۰۵ بریح بن عرفجہ ۳۵۴

۸۰۶ بریدہ بن سفیان الاسلمی //

باب الباء جس کے بعد سین ہے

۸۰۷ (ز) بُسْر (با کا پیش سین کا سکون) //

۴۹۸ بشر بن ربیعہ //

۴۹۹ بُشْر بن ربیعہ //

۴۶۰ بشر بن رُدَیْح ۳۴۲

۴۶۱ (ز) بشر بن شُبْر (شین کا زیر اور با کا سکون) .. //

۴۶۲ (ز) بشر بن عامر بن مالک العامری //

۴۶۳ بشر بن عامر ۳۴۳

۴۶۴ بشر بن قُحیف //

۴۶۵ بشر بن قُطْبَة //

۴۶۶ بشر بن قیس ۳۴۴

۴۶۷ بشر بن ثوری العجلی //

۴۶۸ بشیر (بروزن عظیم) //

باب الباء جس کے بعد طاء ہے

۴۶۹ البَطِین بن عبد اللہ الحنفی ۳۴۵

باب الباء جس کے بعد عین ہیں

۴۸۰ بغیض بن شماس //

۴۸۱ بغیض بن عامر //

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۴۸۲ (ز) بعاطر الاسقف ۳۴۶

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

۴۸۳ (ز) بکاء الراہب //

۴۸۴ (ز) بکر بن عبد اللہ ۳۴۷

۴۸۵ (ز) بکر بن علی //

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۴۸۶ (ز) بھدل طائی //

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

۴۸۷ (ز) بَیاض بن سويد //

۴۸۸ بیرح بن اسد الطاحی ۳۴۸

۴۸۹ (ز) بیرظن ہندی //

حرف التاء

قسم اول حرف تاء

باب التاء جس کے بعد لام ہے

۸۳۰ التلب بن ثعلبه ۳۶۱

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۳۱ تمام بن عبیدہ الاسدی //

۸۳۲ تمام الحبشی //

۸۳۳ (ز) تمام بن یھودا //

۸۳۴ تمیم بن اسید //

۸۳۵ تمیم بن اسید ۳۶۲

۸۳۶ تمیم بن اوس الاسلامی //

۸۳۷ تمیم بن اوس //

۸۳۸ تمیم بن بشر ۳۶۳

۸۳۹ تمیم بن جراحہ الشقی //

۸۴۰ تمیم بن حارث //

۸۴۱ تمیم بن حجر الاسلامی ۳۶۴

۸۴۲ تمیم بن ربیعہ //

۸۴۳ تمیم بن زید الانصاری //

۸۴۴ (ز) تمیم بن زید (دوسرے) //

۸۴۵ تمیم بن سعد تمیمی ۳۶۵

۸۴۶ تمیم بن سلمہ //

۸۴۷ (ز) تمیم بن عبد عمرو //

۸۴۸ تمیم بن معبد //

۸۴۹ تمیم بن بشر //

۸۵۰ تمیم بن یزید //

۸۵۱ تمیم بن یعار ۳۶۶

۸۵۲ تمیم //

۸۰۸ بُسر (پیش سے اور سین بغیر نقطوں کے ساکن) //

۸۰۹ بسبس بن عمرو الجھنی ۳۵۵

بشر (با کے زیر اور شین کے سکون سے) نامی حضرات

۸۱۰ بشر الشقی //

۸۱۱ بشر بن صحرار العبدی //

۸۱۲ بشر بن عصام //

۸۱۳ بشر الغنوی (عبداللہ بن بشر کے والد) ۳۵۶

بشیر (با کا زیر اور شین کے بعد یا کا اضافہ) نامی حضرات کا تذکرہ

۸۱۴ بشیر بن تیم //

۸۱۵ بشیر ابو جمیلہ //

۸۱۶ بشیر بن الحارث //

۸۱۷ (ز) بشیر بن راعی البعیر ۳۵۷

۸۱۸ (ز) بشیر بن زید الانصاری //

۸۱۹ بشیر بن عمرو //

۸۲۰ بشیر (ایوب کے والد) //

۸۲۱ بشیر بن زید ضبیعی ۳۵۸

۸۲۲ بُشیر (با کے پیش سے تصغیر ہے) //

۸۲۳ (ز) بشیر المازنی ابو عبد اللہ //

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۸۲۴ بعجہ بن عبد اللہ ۳۵۹

باب الباء جس کے بعد لام ہے

۸۲۵ بَلَز //

۸۲۶ (ز) بلال بن جمامہ //

۸۲۷ بلال بن یحییٰ //

۸۲۸ بلال الفزاری //

باب الباء جس کے بعد واو ہے

۸۲۹ بودان ۳۶۰

حرف الثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

- ۸۶۱ ثابت بن ائله انصاری اوسی ۳۷۳
 // ثابت بن اقرم ۸۶۲
 ۸۶۳ ثابت بن الجزع ۳۷۴
 // ثابت بن حارث انصاری ۸۶۴
 // ثابت بن حسان ۸۶۵
 // ثابت بن خالد ۸۶۶
 ۸۶۷ ثابت بن خنساء ۳۷۵
 // ثابت بن دحداح ۸۶۸
 ۸۶۹ ثابت بن دینار ۳۷۶
 // ثابت بن ربیعہ ۸۷۰
 // ثابت بن ربیع انصاری ۸۷۱
 // ثابت بن رفاعہ انصاری ۸۷۲
 // ثابت بن رُوَيْفَع ۸۷۳
 ۸۷۴ ثابت بن زید حارثی ۳۷۷
 // ثابت بن زید ۸۷۵
 // ثابت بن زید ۸۷۶
 // ثابت بن زید بن ودیعہ ۸۷۷
 // ثابت بن سفیان ۸۷۸
 // ثابت بن سماک ۸۷۹
 ۸۹۰ ثابت بن الصامت انصاری ۳۷۸
 // ثابت بن الصامت ۸۹۱
 // (ز) ثابت صہیب ۸۹۲
 // ثابت بن الضحاک ۸۹۳
 ۸۹۵ ثابت بن طریف المرادی ۳۷۹
 // ثابت بن ابی عاصم ۸۹۶

۸۵۳ (ز) تمیم الحبشی //

۸۵۴ (ز) تمیم بن غنم کے غلام //

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

۸۵۵ التوام ابو دخان ۳۶۷

باب الثاء جس کے بعد یاء ہے

۸۵۶ (ز) التیہان انصاری //

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۸۵۷ تمام بن العباس //

۸۵۸ (ز) تمیم بن ایاس ۳۶۸

۸۵۹ تمیم بن غیلان //

باب الثاء جس کے بعد باء ہے

۸۶۰ تبیع الحمیری ۳۶۹

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۸۶۱ تمیم بن حذلم //

۸۶۲ تمیم بن مُقْبِل //

۸۶۳ تمیم بن نُذیر العَدَوی ۳۷۰

۸۶۴ (ز) تمیم بن ورقاء الخثعمی //

قسم ثالث

جن کا ذکر لفظی غلطی سے صحابہ میں ہو گیا ہے

باب الثاء جس کے بعد لام ہے

۸۶۵ تلید بن کلاب اللیثی ۳۷۱

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۸۶۶ تمیم بن اسد الخزاعی //

۸۶۷ (ز) تمیم بن اوس الاسلمی //

۸۶۸ تمیم بن حمام انصاری //

۸۶۹ تمیم (بے نسبت) ۳۷۲

باب الثاء جس کے بعد یاء ہے

۸۷۰ التیہان الانصاری //

باب الثاء جس کے بعد عین بے نقطہ ہے

- ۳۸۷ (ز) ثعلبہ بن اوس ۹۲۴
- // ثعلبہ بن ابی یلتعہ ۹۲۵
- // (ز) ثعلبہ بن ثابت ۹۲۶
- // ثعلبہ بن حارث ۹۲۷
- // ثعلبہ بن حاطب ۹۲۸
- // ثعلبہ بن حاطب ۹۲۹
- ۳۸۸ (ز) ثعلبہ بن حرام ۹۳۰
- // ثعلبہ بن الحکم ۹۳۱
- // (ز) ثعلبہ بن خدام انصاری ۹۳۲
- ۳۸۹ ثعلبہ بن زہدم تمیمی ۹۳۳
- // (ز) ثعلبہ بن زید ۹۳۴
- // ثعلبہ بن زید انصاری ۹۳۵
- // ثعلبہ بن ساعدہ ۹۳۶
- ۳۹۰ ثعلبہ بن سعد ۹۳۷
- // ثعلبہ بن سعید ۹۳۸
- // ثعلبہ بن سلام ۹۳۹
- // (ز) ثعلبہ بن سوید انصاری ۹۴۰
- // ثعلبہ بن سہیل ۹۴۱
- // ثعلبہ بن صغیر ۹۴۲
- ۳۹۱ (ز) ثعلبہ بن عبد اللہ بن سام ۹۴۳
- // ثعلبہ بن عبد الرحمن انصاری ۹۴۴
- ۳۹۲ ثعلبہ بن عبید ۹۴۵
- // ثعلبہ بن عمرو جذامی ۹۴۶
- // (ز) ثعلبہ بن عمرو ۹۴۷
- // (ز) ثعلبہ بن عمرو ۹۴۸
- // ثعلبہ بن غنمہ ۹۴۹
- // (ز) ثعلبہ بن قیس ۹۵۰

- ۳۸۰ ثابت بن عامر ۸۹۷
- // ثابت بن عبید انصاری ۸۹۸
- // ثابت بن عتیک ۸۹۹
- // ثابت بن عدی ۹۰۰
- // ثابت بن عمرو ۹۰۱
- ۳۸۱ ثابت بن قیس ۹۰۲
- ۳۸۲ (ز) ثابت بن قیس ۹۰۳
- // ثابت بن قیس ۹۰۴
- ۳۸۳ (ز) ثابت بن قیس ۹۰۵
- // ثابت بن مخلد ۹۰۶
- // ثابت بن مسعود ۹۰۷
- // ثابت بن نعمان بن امیہ ۹۰۸
- // ثابت بن نعمان ۹۰۹
- // ثابت بن نعمان ۹۱۰
- ۳۸۴ ثابت بن نعمان ۹۱۱
- // ثابت بن ہزال ۹۱۲
- // ثابت بن ودیعہ ۹۱۳
- // ثابت بن ودیعہ بن خدام ۹۱۴
- // ثابت بن وقش ۹۱۵
- ۳۸۵ ثابت بن یزید ۹۱۶
- // ثابت بن یزید ۹۱۷
- // ثابت بن یزید (نسب کا ذکر نہیں) ۹۱۸
- // (ز) ثابت بن یسار ۹۱۹
- ۳۸۶ ثابت ۹۲۰
- // (ز) ثابت الحجیبی ۹۲۱
- // ثابت ۹۲۲

باب الثاء جس کے بعد راء ہے

- ۹۲۳ ثروان بن فزارة

قسم ثانی از حرفِ ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۴۵ (ز) ثابت بن مری ۳۰۰

قسم ثالث از حرفِ ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۴۶ ثابت بن طریف المرادی

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

۹۴۷ ثعلبہ بن ابی رقیہ اللحمی

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۹۴۸ (ز) ثمامہ بن اوس

۹۴۹ ثمامہ بن حزن ۳۰۱

۹۵۰ (ز) ثمامہ الردمانی ان کے غلام

باب الثاء جس کے بعد واو ہے

۹۵۱ ثور بن تلده

۹۵۲ (ز) ثور بن قدامہ ۳۰۲

۹۵۳ ثور بن مالک الکندی

قسم رابع از حرفِ ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۵۴ (ز) ثابت بن اجدع

۹۵۵ ثابت بن ابی الاقلع ۳۰۳

۹۵۶ (ز) ثابت بن ابی زید الانصاری

۹۵۷ ثابت بن الضحاک

۹۵۸ ثابت بن عمرو انصاری

۹۵۹ (ز) ثابت بن قیس انصاری

۹۶۰ (ز) ثابت بن قیس (دوسرے) ۳۰۴

۹۶۱ ثابت بن مسعود

۹۶۲ (ز) ثابت بن معاذ انصاری

۹۵۱ ثعلبہ بن قیظی

۹۵۲ ثعلبہ بن ابی مالک القرظی ۳۹۳

۹۵۳ (ز) ثعلبہ بن ودیعہ انصاری

۹۵۴ ثعلبہ تمیمی عنبری

۹۵۵ (ز) ثعلبہ انصاری ۳۹۴

۹۵۶ ثعلبہ انصاری

۹۵۷ (ز) ثعلبہ (کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہیں)

باب الثاء جس کے بعد قاف ہے

۹۵۸ ثقاف بن عمرو العدوانی ۳۹۵

۹۵۹ ثقب بن قزوہ

۹۶۰ ثقف بن عمرو

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۹۶۱ ثمامہ بن اثال

۹۶۲ ثمامہ بن انس ۳۹۶

۹۶۳ ثمامہ بن بجاد العبدی

۹۶۴ ثمامہ بن ابی ثمامہ ۳۹۷

۹۶۵ ثمامہ بن حزن

۹۶۶ ثمامہ بن عدی قرشی

باب الثاء جس کے بعد واو ہے

۹۶۷ ثوبان

۹۶۸ ثوبان انصاری ۳۹۸

۹۶۹ ثوبان

۹۷۰ (ز) ثوبان العنسی

۹۷۱ ثوب (ابو مسلم خولانی کے والد) ۳۹۹

۹۷۲ ثور بن عزرہ

۹۷۳ ثور السلمی

۹۷۴ (ز) ثور بن معن

- ۱۰۱۴ جابر بن رثاب //
- ۱۰۱۵ جابر بن ابی سبرہ الاسدی //
- ۱۰۱۶ جابر بن سفیان ۴۱۲
- ۱۰۱۷ جابر بن سلیم //
- ۱۰۱۸ جابر بن سمرہ //
- ۱۰۱۹ جابر بن شیبان //
- ۱۰۲۰ جابر بن صخر ۴۱۳
- ۱۰۲۱ جابر بن ابی صعصعہ //
- ۱۰۲۲ جابر بن طارق //
- ۱۰۲۳ جابر بن ظالم //
- ۱۰۲۴ جابر بن عباس //
- ۱۰۲۵ جابر بن عبد اللہ ۴۱۴
- ۱۰۲۶ جابر بن عبد اللہ //
- ۱۰۲۷ (ز) جابر بن عبد اللہ ۴۱۵
- ۱۰۲۸ جابر بن عبد اللہ راسبی ۴۱۶
- ۱۰۲۹ (ز) جابر بن عبد اللہ از انصار //
- ۱۰۳۰ جابر بن عتیک ۴۱۷
- ۱۰۳۱ جابر بن عتیک ۴۱۸
- ۱۰۳۲ جابر بن عتیک //
- ۱۰۳۳ جابر بن ابی صعصعہ //
- ۱۰۳۴ جابر بن عمیر انصاری ۴۱۹
- ۱۰۳۵ (ز) جابر بن عوف //
- ۱۰۳۶ جابر بن عوف الثقفی //
- ۱۰۳۷ جابر بن ماجد الصدفی //
- ۱۰۳۸ جابر بن نعمان //
- ۱۰۳۹ جابر بن یاسر ۴۲۰
- ۱۰۴۰ (ز) جابر الاسدی //
- ۱۰۴۱ جاحل ابو مسلم الصدفی //

- ۹۹۳ ثابت بن معبد ۴۰۵
- ۹۹۴ ثابت بن المنذر //
- ۹۹۵ ثابت بن وائلہ ۴۰۶
- ۹۹۶ ثابت بن وقش //
- ۹۹۷ ثابت بن یزید الانصاری //
- ۹۹۸ ثابت بن یزید ۴۰۷
- ۹۹۹ ثابت انصاری //

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

- ۱۰۰۰ ثعلبہ بن الجذع //
- ۱۰۰۱ ثعلبہ بن زبیب العنبری //
- ۱۰۰۲ ثعلبہ بن العلاء الکنانی //
- ۱۰۰۳ (ز) ثعلبہ بن معن ۴۰۸
- ۱۰۰۴ ثعلبہ البهرانی //

باب الثاء جس کے بعد لام ہے

- ۱۰۰۵ الثلب العنبری //
- ۱۰۰۶ (ز) ثلثہ الاسدی //

باب الثاء جس کے بعد واو ہے

- ۱۰۰۷ (ز) ثوبان بن فزارہ العامری ۴۰۹

حرف جیم

قسم اول از حرف جیم

باب جیم جس کے بعد الف ہے

- ۱۰۰۸ جابان ۴۱۰
- ۱۰۰۹ جابر بن الازرق الغاضری //
- ۱۰۱۰ جابر بن اسامہ الجهنی ۴۱۱
- ۱۰۱۱ جابر بن حابس //
- ۱۰۱۲ (ز) جابر بن حارث العبدی //
- ۱۰۱۳ جابر بن خالد //

- ۱۰۶۹ (ز) جبر بنی عبدالدار کے غلام //
- ۱۰۷۰ جبر الکندی ۴۳۰
- ۱۰۷۱ جبل (جیم اور باء کے زیر سے) //
- ۱۰۷۲ (ز) جبلہ بن الازرق الحمصی ۴۳۱
- ۱۰۸۳ جبلہ بن اشعر خزاعی //
- ۱۰۸۴ جبلہ بن ثعلبہ انصاری خزرجی بیاضی //
- ۱۰۷۵ جبہل بن ثور حنفی ۴۳۲
- ۱۰۷۶ جبلہ بن جنادہ //
- ۱۰۷۷ جبلہ بن حارثہ //
- ۱۰۷۸ جبلہ بن سعید //
- ۱۰۷۹ جبلہ بن شراحیل کلبی //
- ۱۰۸۰ جبلہ بن عمرو ۴۳۳
- ۱۰۸۱ جبلہ بن عمرو //
- ۱۰۸۲ جبلہ بن ابی کریب //
- ۱۰۸۳ جبلہ بن مالک //
- ۱۰۸۴ (ز) جبَلْہ (بے نسبت) ۴۳۴
- ۱۰۸۵ حبیب (جیم دو باؤں سے تغیر ہے) //
- ۱۰۸۶ جبیر بن ایاس ۴۳۵
- ۱۰۸۷ جبیر بن بُحَیْنہ //
- ۱۰۸۸ جبیر بن الحباب //
- ۱۰۸۹ جبیر بن حویرث //
- ۱۰۹۰ جبیر بن حیہ //
- ۱۰۹۱ جبیر بن مالک نوفلی ۴۳۶
- ۱۰۹۲ جُبیر بن مُطْعِم //
- ۱۰۹۳ جبیر بن نفیر کندی ۴۳۷
- ۱۰۹۴ جبیر بن نوفل //
- ۱۰۹۵ جبیر مولیٰ کثیرۃ بنت سفیان //
- ۱۰۹۶ (ز) جبیر //

- ۱۰۴۲ الجارود بن المعلی //
- ۱۰۴۳ الجارود بن المنذر العبدی ۴۲۲
- ۱۰۴۴ جاریہ بن اصرم کلبی اجداری //
- ۱۰۴۵ جاریہ بن جابر العصری //
- ۱۰۴۶ جاریہ بن حمیل //
- ۱۰۴۷ جاریہ بن زید //
- ۱۰۴۸ جاریہ بن ظفر الیمامی الحنفی //
- ۱۰۴۹ جاریہ بن عبداللہ الاشجعی ۴۲۳
- ۱۰۵۰ جاریہ بن قدامہ //
- ۱۰۵۱ جاریہ بن مجمع ۴۲۴
- ۱۰۵۲ جاہمہ بن العباس //

باب جیم جس کے بعد باء ہے

- ۱۰۵۳ جَبَّار بن الحارث ۴۲۵
- ۱۰۵۴ جبار بن الحکم السلمی //
- ۱۰۵۵ جبار بن سلمیٰ (سین کے پیش سے) //
- ۱۰۵۶ جَبَّار بن صخر ۴۲۶
- ۱۰۵۷ (ز) جَبَّار الثعلبی ۴۲۷
- ۱۰۵۸ (ز) جَبَّار (بے نسبت) //
- ۱۰۵۹ جَبَّارَة (زیر اور تخفیف سے) //
- ۱۰۶۰ جَبَّاب //
- ۱۰۶۱ جبر بن انس //
- ۱۰۶۲ جبر بن انس //
- ۱۰۶۳ (ز) جبر بن ایاس ۴۲۸
- ۱۰۶۴ جبر بن عبداللہ قبطنی //
- ۱۰۶۵ (ز) جبر بن ابی عبید ثقفی //
- ۱۰۶۶ جبر بن عتیک //
- ۱۰۶۷ جبر (بے نسبت) //
- ۱۰۶۸ (ز) جبر ۴۲۹

۱۰۹۷ جبیلہ بن عامر

باب جیم جس کے بعد ثاء ہے

۱۰۹۸ جثامہ ابن قیس ۴۳۸

۱۰۹۹ جثامہ بن مساحق

۱۱۰۰ (ز) جثجات

۱۱۰۱ (ز) جثیلہ ابن عامر

باب جیم جس کے بعد حاء ہے

۱۱۰۲ جحدم بن فضالہ الجہنی ۴۳۹

۱۱۰۳ جحدم الحُمسی

۱۱۰۴ (ز) جحدم (بے نسبت)

۱۱۰۵ (ز) جحدم الجذیمی

۱۱۰۶ جَحْدَمَہ (بے نسبت) ۴۴۰

۱۱۰۷ جحش الجہنی

۱۱۰۸ (ز) جحش بن رثاب الاسدی

باب جیم جس کے بعد واء ہے

۱۱۰۹ جَدَّار (شروع کے حرف کے زیر اور وال کی تخفیف سے)

۱۱۱۰ (ز) جُد جُد الجندعی ۴۴۱

۱۱۱۱ جد بن قیس

۱۱۱۲ جُدْرہ (سین اور سکون سے) ۴۴۲

۱۱۱۳ جُدیع بن نُذیر (دونوں نام تصغیر سے ہیں)

۱۱۱۴ جُدّی (تصغیر ہے)

۱۱۱۵ جدیمہ بن عمرو العصری

۱۱۱۶ الجذع الانصاری ثعلبہ بن زید

۱۱۱۷ الجذع الانصاری

باب جیم جس کے بعد راء ہے

۱۱۱۸ الجراح الاشجعی ۴۴۳

۱۱۱۹ جراد بن عبس

۱۱۲۰ جراد العقیلی

۱۱۲۱ (ز) جرثوم ابو ثعلبہ الخشنی

۱۱۲۲ (ز) جَرُجْرَہ الاسرائیلی

۱۱۲۳ جَرَج

۱۱۲۴ جرْموز الہجیمی ۴۴۴

۱۱۲۵ (ز) جُرْهُم

۱۱۲۶ جرو السدوسی

۱۱۲۷ جَرَو بن عمرو العذری ۴۴۵

۱۱۲۸ جَرُول بن مالک

۱۱۲۹ جروول بن الاحنف

۱۱۳۰ جروول بن عباس

۱۱۳۱ جَرُول

۱۱۳۲ جَرْهَد بن خُوَيْلِد ۴۴۶

۱۱۳۳ جریج الاسرائیلی

۱۱۳۴ جریج الجندعی

۱۱۳۵ جریر بن الارقط

۱۱۳۶ جریر بن اوس ۴۴۷

۱۱۳۷ جریر بن عبد اللہ

۱۱۳۸ جریر بن عبد اللہ الحُمیری ۴۴۸

۱۱۳۹ جریر بن مُعَدَّان الکندی

۱۱۴۰ جری الحنفی (جیم کے بعد راء تصغیر ہے)

۱۱۴۱ (ز) جری بن عمرو العذری ۴۴۹

۱۱۴۲ (ز) جری (بے نسبت)

جزء (جیم کے زیر زاء کے سکون اور ہمزہ سے یا زاء کے زیر

اور اس کے بعد یاء) نامی حضرات کا ذکر

باب جیم جس کے بعد زاء ہے

۱۱۴۳ جزء بن انس السُلَمی

۱۱۴۴ جزء بن الحَدَرَجَان

- ۱۱۶۹ جعفر بن محمد //
- ۱۱۷۰ (ز) جعونه بن زیاد الشنی //
- ۱۱۷۱ (ز) جعونه بن نضله انصاری //
- ۱۱۷۲ جُعَیل بن زیاد اشجعی ۳۵۹
- ۱۱۷۳ جُعَیل بن سُرَاقه ضمری //
- ۱۱۷۴ (ز) جُعَیل (بے نسبت) //

باب جمیم جس کے بعد فاقہ ہے

- ۱۱۷۵ جفشیش بن النعمان الکندی ۳۶۰
- ۱۱۷۶ جفینہ الجهنی ۳۶۱
- ۱۱۷۷ جلاس بن سوید //
- ۱۱۷۸ (ز) جلاس بن صلیت الیربوعی ۳۶۲
- ۱۱۷۹ جُلاس بن عمرو الکندی //
- ۱۱۸۰ جُلَیْب (بے نسبت جلاب کی تصغیر) ۳۶۳
- ۱۱۸۱ جُلَیحہ بن عبد اللہ //
- ۱۱۸۲ جلیحہ بن شجار العافقی //

باب جمیم جس کے بعد میم ہے

- ۱۱۸۳ جمانہ الباهلی //
- ۱۱۸۴ جَمْرَہ بن عَوْف ۳۶۴
- ۱۱۸۵ جمرہ بن نعمان //
- ۱۱۸۶ (ز) جمرہ (بے نسبت) //
- ۱۱۸۷ جمہان الاعمی ۳۶۵
- ۱۱۸۸ (ز) الْجَمُوح الانصاری //
- ۱۱۸۹ (ز) الجموح بن عثمان //
- ۱۱۹۰ جمیع بن مسعود //
- ۱۱۹۱ جمیل الغفاری //
- ۱۱۹۲ جمیل بن اسید الفہری //
- ۱۱۹۳ جمیل بن ردام العذری ۳۶۶
- ۱۱۹۴ جمیل بن عامر //

- ۱۱۳۵ (ز) جزء بن سہیل السملی ۳۵۰
- ۱۱۳۶ جزء السدوسی //
- ۱۱۳۷ جزء العذری //
- ۱۱۳۸ جزء بن عباس //
- ۱۱۳۹ جزء بن مالک از بنی جحجی //
- ۱۱۵۰ جزء بن معاویہ //
- ۱۱۵۱ (ز) جزء (بے نسبت) ۳۵۱
- ۱۱۵۲ جزئی //

باب جمیم جس کے بعد سین ہے

- ۱۱۵۳ جسر بن وہب //

باب جمیم جس کے بعد شین ہے

- ۱۱۵۴ جَشِیب ۳۵۲

باب جمیم جس کے بعد عین ہے

- ۱۱۵۵ جُعَال بن زیاد //
- ۱۱۵۶ جُعَال بن سراقہ ضمری / غفاری / ثعلبی //
- ۱۱۵۷ (ز) جعال الحبشی ۳۵۳
- ۱۱۵۸ (ز) الجعد بن قیس المرادی //
- ۱۱۵۹ جعدہ بن خالد //
- ۱۱۶۰ جعدہ بن ہانی الحضرمی //
- ۱۱۶۱ جعدہ بن ہبیرہ الاشجعی ۳۵۴
- ۱۱۶۲ جعدہ بن ہبیرہ //
- ۱۱۶۳ جعدہ (بے نسبت) //
- ۱۱۶۴ جعشم الخیر بن خلیہ ۳۵۵
- ۱۱۶۵ جعفر بن ابی الحکم //
- ۱۱۶۶ جعفر بن ابی سفیان //
- ۱۱۶۷ جعفر بن ابی طالب ۳۵۶
- ۱۱۶۸ (ز) جعفر بن عبد یزید //

- ۱۲۲۲ (ز) جندب بن عبد اللہ //
- ۱۲۲۳ (ز) جندب بن عبد اللہ ۴۷۴
- ۱۲۲۴ (ز) جندب بن عبد اللہ //
- ۱۲۲۵ (ز) جندب بن عقیف ازدی //
- ۱۲۲۶ جندب بن عمار //
- ۱۲۲۷ جندب بن عمرو //
- ۱۲۲۸ (ز) جندب بن کعب ۴۸۵
- ۱۲۲۹ جندب بن مکیت ۴۷۷
- ۱۲۳۰ جندب بن ناجیہ //
- ۱۲۳۱ (ز) جندب بن نعمان ازدی //
- ۱۲۳۲ جندب (بے نسبت) //
- ۱۲۳۳ جندره بن خیشنه ۴۷۸
- ۱۲۳۴ جندع بن ضمیرہ //
- ۱۲۳۵ جندع الانصاری الاوسی ۴۷۹
- ۱۲۳۶ (ز) جندل //
- ۱۲۳۷ (ز) جندل //
- ۱۲۳۸ جنید بن سبع یا جمعه //
- ۱۲۳۹ (ز) جنید بن سمیع المزنی ۴۸۰
- ۱۲۴۰ جنید بن عبدالرحمن //
- ۱۲۴۱ (ز) جنید بن عوف //
- ۱۲۴۲ جنید //
- ۱۲۴۳ (ز) جنید بن الادلع //
- باب جیم کے بعد ہاء**
- ۱۲۴۴ جہیش //
- ۱۲۴۵ جہیل بن سیف //
- ۱۲۴۶ جہجاء بن سعید ۴۸۱
- ۱۲۴۷ جہر ابو عبد اللہ //
- ۱۲۴۸ جہم بن قثم العبدی ۴۸۲

- ۱۱۹۵ جمیل بن معمر //
- ۱۱۹۶ جمیل النجرانی ۴۶۷
- باب جیم جس کے بعد نون**
- ۱۱۹۷ جناب بن حارثہ //
- ۱۱۹۸ (ز) جناب بن زید انصاری ۴۶۸
- ۱۱۹۹ جناب الکنانی (حائط کے والد) //
- ۱۲۰۰ جناب الکلبی //
- ۱۲۰۱ جنادح بن میمون //
- ۱۲۰۲ جنادہ بن ابی امیہ ازدی //
- ۱۲۰۳ جنادہ بن تمیم مالکی کنانی ۴۶۹
- ۱۲۰۴ جنادہ بن جراد عیلانی باہلی //
- ۱۲۰۵ جنادہ بن زید حارثی ۴۷۰
- ۱۲۰۶ جنادہ بن سفیان الجمحی //
- ۱۲۰۷ جنادہ بن ابی نبقہ //
- ۱۲۰۸ (ز) جنادہ بن عوف //
- ۱۲۰۹ جنادہ بن مالک ازدی ۴۷۱
- ۱۲۱۰ جنادہ (بے نسبت) //
- ۱۲۱۱ (ز) جنبد //
- ۱۲۱۲ (ز) جنبد بن الاعجم الاسلمی //
- ۱۲۱۳ (ز) جندب بن الادلع الہذلی ۴۷۲
- ۱۲۱۴ جندب بن جنادہ //
- ۱۲۱۵ (ز) جندب بن حارث //
- ۱۲۱۶ جندب بن حیّان //
- ۱۲۱۷ جندب بن خالد //
- ۱۲۱۸ جندب بن زہیر //
- ۱۲۱۹ (ز) جندب بن سفیان ۴۷۳
- ۱۲۲۰ جندب بن ضمیرہ //
- ۱۲۲۱ (ز) جندب بن عبد اللہ //

- ۱۲۶۹ جابر بن کعب //
- ۱۲۷۰ (ز) جابر بن یاسر //
- ۱۲۷۱ جابر یا جویر العبدی //
- ۱۲۷۲ (ز) جابر الرعینی //

باب جیم جس کے بعد باء ہے

- ۱۲۷۳ (ز) الجبان (بے نسبت) ۴۸۹ //
- ۱۲۷۴ جُبیر بن قشعم //
- ۱۲۷۵ جبیر بن نفیر (نون، فاسے تصغیر ہے) //

باب جیم جس کے بعد وال ہے

- ۱۲۷۶ (ز) جد جمیرہ (دونوں جیموں سے) ۴۹۰ //

باب جیم جس کے بعد را ہے

- ۱۲۷۷ (ز) جراد بن طہیمہ ۴۹۱ //
- ۱۲۷۸ (ز) جراد بن مالک //
- ۱۲۷۹ (ز) جراد البجلی //
- ۱۲۸۰ (ز) جرجہ / جرجیر رومی //
- ۱۲۸۱ (ز) جروول بن اوس //
- ۱۲۸۲ (ز) جروول العبسی (دوسرے ہیں) //
- ۱۲۸۳ (ز) جروہ بن یزید الطائی ۴۹۲ //
- ۱۲۸۴ (ز) جُرَیْبَہ (جیم اور باء سے تصغیر ہے) //

باب جیم جس کے بعد زاء ہے

- ۱۲۸۵ جزء بن حارث بن جذیمہ العبسی //
- ۱۲۸۶ (ز) جزء بن ضرار الغطفاء ۴۹۳ //
- ۱۲۸۷ (ز) جزء بن مالک اسدی //

باب جیم جس کے بعد شین ہے

- ۱۲۸۸ جشیش الدیلمی //

باب جیم جس کے بعد را ہے

- ۱۲۸۹ جر جست فارسی //

باب جیم جس کے بعد عین ہے

- ۱۲۹۰ (ز) جعدہ سلمی ۴۹۴ //

- ۱۲۹۱ جهم بن قیس //
- ۱۲۹۲ (ز) جهم الاصم العامری ۴۸۳ //
- ۱۲۹۳ جهم البلوی //
- ۱۲۹۴ جهم (بے نسبت) //
- ۱۲۹۵ جهم الاسلمی //
- ۱۲۹۶ جهم بن سعد //
- ۱۲۹۷ جھیش ۴۸۴ //
- ۱۲۹۸ (ز) جھیش بن زید //
- ۱۲۹۹ جھیم بن الصلت //
- ۱۳۰۰ (ز) جھیم بن قیس ۴۸۵ //
- ۱۳۰۱ جھیم بن ابی جھیمہ الاسلمی //

باب جیم جس کے بعد واؤ ہے

- ۱۳۰۲ (ز) جودان العبدی (بے نسبت) //
- ۱۳۰۳ (ز) الجون بن قتادہ //
- ۱۳۰۴ (ز) الجون بن مجاسر ۴۸۶ //
- ۱۳۰۵ جویریہ العصری //

قسم الثانی

جنہیں دیدار حاصل ہے

باب جیم جس کے بعد باء ہے

- ۱۳۰۶ جبیر بن حویرث //

باب جیم جس کے بعد عین ہے

- ۱۳۰۷ جعدہ بن ابی ہبیرہ ۴۸۷ //

باب جیم جس کے بعد نون ہے

- ۱۳۰۸ (ز) جُنَید (تصغیر ہے) //

قسم الثالث

اسلام و جاہلیت کا دور پانے والے حضرات جن کے متعلق یہ وارد نہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے

باب جیم جس کے بعد الف ہے

- ۱۳۰۹ (ز) جابر بن عمر مزنی ۴۸۸ //

قسم الرابع

جن کا وہم اور غلطی سے ذکر ہوا
باب جیم جس کے بعد الف ہے

- ۱۳۱۲ (ز) جابر بن عبد اللہ الاشہلی //
- ۱۳۱۳ (ز) جابر بن عیاش ۵۰۰
- ۱۳۱۴ (ز) جابر بن نعمان //
- ۱۳۱۵ (ز) جاریہ بن عبد المنذر //
- ۱۳۱۶ (ز) جاریہ بن عمرو //
- ۱۳۱۷ (ز) جاریہ بن قعیس الطائی //

باب جیم جس کے بعد باء ہے

- ۱۳۱۸ (ز) جبیر بن اوس از بنی زریق //
- ۱۳۱۹ (ز) جبر (بے نسبت) ۵۰۱
- ۱۳۲۰ (ز) جبر بن زید //
- ۱۳۲۱ (ز) جبلہ بن ثابت //
- ۱۳۲۲ (ز) جبلہ بن شراحیل حارثہ کے بھائی //
- ۱۳۲۳ (ز) جبکہ (بے نسبت) ۵۰۲
- ۱۳۲۴ (ز) جبیر بن حارث //
- ۱۳۲۵ (ز) جبیر بن حارث اعرابی //
- ۱۳۲۶ (ز) جبیر بن نعمان //

باب جیم جس کے بعد حاء ہے

- ۱۳۲۷ (ز) الجحاف بن حکیم ۵۰۳
- ۱۳۲۸ (ز) جحش الجہنی ۵۰۴

باب جیم جس کے بعد ذال ہے

- ۱۳۲۹ (ز) جذیہ (بے نسبت) //

باب جیم جس کے بعد راہ ہے

- ۱۳۳۰ (ز) جردان //
- ۱۳۳۱ (ز) جرجیس راہب //
- ۱۳۳۲ (ز) جرہد بن رداح الاسلمی ۵۰۵

- ۱۲۹۱ (ز) جعفر بن علس //
- ۱۲۹۲ (ز) جعفر بن قرط العامری //
- ۱۲۹۳ (ز) جعونہ بن شعوب اللیثی ۴۹۵
- ۱۲۹۴ (ز) جعونہ بن مرثد الاسدی //
- ۱۲۹۵ (ز) الجعید (بے نسبت) //
- ۱۲۹۶ (ز) جعیدہ بن عبیدہ کلابی //

باب جیم جس کے بعد لام ہے

- ۱۲۹۷ (ز) الجندی //

باب جیم جس کے بعد میم ہے

- ۱۲۹۸ (ز) جماع بن ضرار ۴۹۶
- ۱۲۹۹ (ز) جمرہ بن شہاب //

باب جیم جس کے بعد نون ہے

- ۱۳۰۰ (ز) جناب بن مرثد (ابوہانی الرعینی) ۴۹۷
- ۱۳۰۱ (ز) جنادہ بن ابی امیہ الدوسی //
- ۱۳۰۲ (ز) جندب بن سلامہ الہذلی //
- ۱۳۰۳ (ز) جندب بن سلمی مدلجی //
- ۱۳۰۴ (ز) جندع بن صمیل //
- ۱۳۰۵ (ز) جندل العجلی //

باب جیم جس کے بعد ہاء ہے

- ۱۳۰۶ (ز) جہمہ بن عوف الدوسی ۴۹۸
- ۱۳۰۷ (ز) جہم بن کلده الباہلی //
- ۱۳۰۸ (ز) جہم الحضرمی //

باب جیم جس کے بعد واؤ ہے

- ۱۳۰۹ (ز) جویریہ بن قدامہ التیمی //

باب جیم جس کے بعد یاء ہے

- ۱۳۱۰ (ز) جیفر ۴۹۹
- ۱۳۱۱ (ز) جیفر بن جشم ازدی //

باب جیم جس کے بعد واو ہے

۱۳۵۴ جون بن قتادة ۵۱۱

حرف حاء

قسم الاول از حرف حاء

باب حاء کے بعد الف

۱۳۵۵ حابس بن دُغْنَه الكلبی ۵۱۲

۱۳۵۶ حابس بن ربیعة //

۱۳۵۷ حابس بن ربیعه الیمانی ۵۱۳

۱۳۵۸ حابس بن سعد //

۱۳۵۹ حابس بن سعد یمانی ۵۱۴

۱۳۶۰ حاجب بن زرارة //

۱۳۶۱ حاجب بن زید //

۱۳۶۲ حاجب //

حارث نامی حضرات کا تذکرہ

۱۳۶۳ حارث بن اسد //

۱۳۶۴ (ز) الحارث بن اقیس ۵۱۵

۱۳۶۵ (ز) الحارث بن الاسلت //

۱۳۶۶ الحارث بن اشیم //

۱۳۶۷ الحارث بن انس //

۱۳۶۸ حارث بن انس بن مالک //

۱۳۶۹ (ز) حارث بن انیس //

۱۳۷۰ (ز) حارث بن اہبان //

۱۳۷۱ حارث بن اوس ۵۱۶

۱۳۷۲ حارث بن اوس //

۱۳۷۳ حارث بن اوس //

۱۳۷۴ حارث بن اوس //

۱۳۷۵ حارث بن اوس ثقفی ۵۱۷

۱۳۲۳ (ز) جرو بن جابر //

۱۳۲۴ جُرُوح بن سَلَامَه ابو شاه //

۱۳۲۵ جریر یا ابو جریر //

باب جیم جس کے بعد شین ہے

۱۳۲۶ جشیش الکندی //

باب جیم جس کے بعد فاء ہے

۱۳۲۷ (ز) جفال //

۱۳۲۸ جفشیش بن اسود الکندی ۵۰۶

باب جیم جس کے بعد عین ہے

۱۳۲۹ جعفر بن الزبیر //

۱۳۳۰ (ز) جعفر ابو زمعه البکوی //

۱۳۳۱ جعفر العبدی //

۱۳۳۲ جعفر بن نسطور رومی ۵۰۷

۱۳۳۳ (ز) جعفر بن سعد العشیره ۵۰۸

باب جیم جس کے بعد لام ہے

۱۳۳۴ (ز) الجلاح ابو خالد //

باب جیم جس کے بعد میم ہے

۱۳۳۵ حمد الکندی //

۱۳۳۶ جمیش بن یزید بن مالک نخعی ۵۰۹

باب جیم جس کے بعد نون ہے

۱۳۳۷ جندب بن بجیلہ //

۱۳۳۸ (ز) جندب بن زهیر العامری //

۱۳۳۹ جندب ابونا جیه //

۱۳۴۰ جنید بن سمیع المزنی ۵۱۰

۱۳۴۱ جنیفة النهدی //

باب جیم جس کے بعد هاء ہے

۱۳۴۲ الجهدمة (بے نسبت) //

۱۳۴۳ جنهم الاسلامی //

- ۱۳۶۶ // حارث بن بدل
 ۱۳۶۷ // حارث بن برصاء
 ۱۳۶۸ // حارث بن بلال مزنی
 ۱۳۶۹ // حارث بن تبیع رعینی
 ۱۳۸۰ // (ز) حارث بن تمیم
 ۱۳۸۱ // (ز) حارث بن ثابت
 ۱۳۸۲ // حارث بن ثابت
 ۱۳۸۳ // حارث بن جَمَّاز ۵۱۸
 ۱۳۸۴ // حارث بن جندب عبدی
 ۱۳۸۵ // (ز) حارث بن جنید عبدی
 ۱۳۸۶ // حارث بن حارث اشعری شامی
 ۱۳۸۷ // حارث بن حارث ازدی
 ۱۳۸۸ // حارث بن حارث غامدی ۵۱۹
 ۱۳۸۹ // حارث بن حارث
 ۱۳۹۰ // حارث بن حارث
 ۱۳۹۱ // حارث بن ابی حارثه
 ۱۳۹۲ // حارث بن حاطب ۵۲۰
 ۱۳۹۳ // حارث بن حاطب
 ۱۳۹۴ // حارث بن حباب
 ۱۳۹۵ // حارث بن حِبَال
 ۱۳۹۶ // (ز) حارث بن حبيب
 ۱۳۹۷ // حارث بن حسان ۵۲۱
 ۱۳۹۸ // (ز) حارث بن ابی حیسر
 ۱۳۹۹ // حارث بن خالد
 ۱۴۰۰ // (ز) حارث بن خالد قرشی ۵۲۲
 ۱۴۰۱ // حارث بن خزیمه (خاء کے زبر اور زاء سے)
 ۱۴۰۲ // حارث بن حضرامه الضبی یا الهلالی
 ۱۴۰۳ // (ز) حارث بن خفاف

- ۱۳۹۴ // (ز) حارث بن راشد الناجی
 ۱۴۰۵ // حارث بن رافع ۵۲۳
 ۱۴۰۶ // حارث بن ربیع
 ۱۴۰۷ // حارث بن ربیع
 ۱۴۰۸ // حارث بن ابی ربیعہ
 ۱۴۰۹ // حارث بن زهیر
 ۱۴۱۰ // حارث بن زیاد انصاری ساعدی ۵۲۴
 ۱۴۱۱ // (ز) حارث بن زید
 ۱۴۱۲ // حارث بن زید
 ۱۴۱۳ // حارث بن زید
 ۱۴۱۴ // (ز) حارث بن زید
 ۱۴۱۵ // حارث بن ابی سُبْرَه جعفی
 ۱۴۱۶ // حارث بن سراقه ۵۲۵
 ۱۴۱۷ // حارث بن سعید
 ۱۴۱۸ // حارث بن سفیان
 ۱۴۱۹ // حارث بن سفیان
 ۱۴۲۰ // حارث بن سلمه عجلانی
 ۱۴۲۱ // حارث بن سُلَیم
 ۱۴۲۲ // حارث بن سهل
 ۱۴۲۳ // حارث بن سهم نظری
 ۱۴۲۴ // (ز) حارث بن سواد انصاری ۵۲۶
 ۱۴۲۵ // حارث بن سویله
 ۱۴۲۶ // حارث بن شَرِیح ۵۲۷
 ۱۴۲۷ // (ز) حارث بن شعيب العبدی
 ۱۴۲۸ // حارث بن الصّمّه
 ۱۴۲۹ // حارث بن ابی ضرار ۵۲۸
 ۱۴۳۰ // (ز) حارث بن طفیل
 ۱۴۳۱ // حارث بن ظالم

- ۱۳۶۰ (ز) حارث بن عمرو اسدی ۵۳۵
 // ۱۳۶۱ حارث بن عمیر ازدی
 // ۱۳۶۲ حارث بن عوف
 ۵۳۶ ۱۳۶۳ حارث بن عوف
 // ۱۳۶۴ حارث بن عیسیٰ
 // ۱۳۶۵ حارث بن غزیه انصاری
 ۵۳۷ ۱۳۶۶ حارث بن غطف (غین سے تغیر ہے)
 // ۱۳۶۷ حارث بن فروہ
 // ۱۳۶۸ (ز) حارث بن ابی قارب قرشی سهمی ...
 // ۱۳۶۹ حارث بن قیس
 ۵۳۸ ۱۳۷۰ حارث بن قیس
 // ۱۳۷۱ حارث بن قیس
 // ۱۳۷۲ حارث بن قیس
 // ۱۳۷۳ (ز) حارث بن قیس الفہری
 // ۱۳۷۴ حارث بن کرز
 ۵۳۹ ۱۳۷۵ حارث بن کعب
 // ۱۳۷۶ حارث بن کعب
 // ۱۳۷۷ حارث بن کلدہ
 ۵۴۰ ۱۳۷۸ حارث بن مالک
 // ۱۳۷۹ حارث بن مالک
 ۵۴۱ ۱۳۸۰ حارث بن مالک انصاری
 ۵۴۲ ۱۳۸۱ حارث بن مُحَاشِن
 // ۱۳۸۲ (ز) حارث بن مرہ الجہنی
 // ۱۳۸۳ حارث بن مسعود
 // ۱۳۸۴ حارث بن مسلم تمیمی
 // ۱۳۸۵ حارث بن مسلم حجازی
 ۵۴۳ ۱۳۸۶ حارث بن مضرس
 // ۱۳۸۷ حارث بن معاذ انصاری ظہری

- ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ حارث بن عبد اللہ
 ۵۲۹ ۱۳۳۴ (ز) حارث بن عبد اللہ الجہنی
 // ۱۳۳۵ حارث بن عبد اللہ
 // ۱۳۳۶ حارث بن عبد اللہ
 // ۱۳۳۷ (ز) حارث بن عبد اللہ
 // ۱۳۳۸ حارث بن عبد اللہ
 ۵۳۰ ۱۳۳۹ حارث بن عبد الشمس خثعمی
 // ۱۳۴۰ حارث بن عبد العزی
 ۵۳۱ ۱۳۴۱ حارث بن عبد قیس
 // ۱۳۴۲ حارث بن عبد کلال
 ۵۳۲ ۱۳۴۳ حارث بن عبد مناف
 // ۱۳۴۴ حارث بن عبید
 // ۱۳۴۵ (ز) حارث بن عبید ازدی
 // ۱۳۴۶ (ز) حارث بن عبیدہ
 // ۱۳۴۷ حارث بن عتیک
 // ۱۳۴۸ حارث بن عتیک
 ۵۳۳ ۱۳۴۹ حارث بن عدی
 // ۱۳۵۰ حارث بن عدی
 // ۱۳۵۱ حارث بن عرفجہ
 // ۱۳۵۲ حارث بن عفیف الکندی
 // ۱۳۵۳ حارث بن عقبہ
 // ۱۳۵۴ حارث بن عمرو
 // ۱۳۵۵ حارث بن عمرو بن غزیہ
 ۵۳۴ ۱۳۵۶ حارث بن عمرو
 // ۱۳۵۷ (ز) حارث بن عمرو الطائی
 // ۱۳۵۸ حارث بن عمرو انصاری
 // ۱۳۵۹ حارث بن عمرو بن ثعلبہ

- ۱۵۱۶ حارث ملیکی //
- ۱۵۱۷ (ز) حارث النہمی //
- ۱۵۱۸ (ز) حارث طائفی //
- ۱۵۱۹ حارث غامدی //

حارث نامی حضرات

- ۱۵۲۰ حارثہ بن اضبط ۵۵۳
- ۱۵۲۱ (ز) حارثہ بن جابر عبدی //
- ۱۵۲۲ حارثہ بن جبلة //
- ۱۵۲۳ حارثہ بن حمیر اشجعی //
- ۱۵۲۴ حارثہ بن ربیع انصاری //
- ۱۵۲۵ (ز) حارثہ بن زید //
- ۱۵۲۶ (ز) حارثہ بن سراقہ //
- ۱۵۲۷ حارثہ بن سهل ۵۵۴
- ۱۵۲۸ حارثہ بن شراحیل //
- ۱۵۲۹ حارثہ بن عدی ۵۵۵
- ۱۵۳۰ حارثہ بن عمرو انصاری //
- ۱۵۳۱ حارثہ بن قطن //
- ۱۵۳۲ (ز) حارثہ بن قعین //
- ۱۵۳۳ (ز) حارثہ بن مالک ۵۵۶
- ۱۵۳۴ حارثہ بن نعمان //
- ۱۵۳۵ حارثہ بن وہب خزاعی ۵۵۷

حرف حاء کے باقی ناموں کا ذکر

- ۱۵۳۶ حازم بن حرملة //
- ۱۵۳۷ حازم بن حرام جذامی //
- ۱۵۳۸ حازم (بے نسبت) //
- ۱۵۳۹ (ز) حاصر (جن) ۵۵۸
- ۱۵۴۰ حاطب بن ابی بلتعہ //
- ۱۵۴۱ حاطب بن حارث ۵۵۹

- ۱۳۸۸ حارث بن معاذ //
- ۱۳۸۹ (ز) حارث بن معاویہ //
- ۱۳۹۰ حارث بن معاویہ //
- ۱۳۹۱ حارث بن معلی ۵۴۴
- ۱۳۹۲ حارث بن معمر (تشدید سے) //
- ۱۳۹۳ حارث بن نبیہ //
- ۱۳۹۴ حارث بن نصر سہمی //
- ۱۳۹۵ حارث بن نصر ۵۴۵
- ۱۳۹۶ حارث بن نعمان //
- ۱۳۹۷ حارث بن نعمان //
- ۱۳۹۸ حارث بن نعمان //
- ۱۳۹۹ حارث بن نعمان //
- ۱۴۰۰ حارث بن نعمان ۵۴۶
- ۱۴۰۱ حارث بن نفیع //
- ۱۴۰۲ حارث بن نوفل //
- ۱۴۰۳ حارث بن ابی ہالہ //
- ۱۴۰۴ حارث بن ہانی ۵۴۷
- ۱۴۰۵ حارث بن ہشام //
- ۱۴۰۶ حارث بن ہشام //
- ۱۴۰۷ (ز) حارث بن ابی وجزہ ۵۴۹
- ۱۴۰۸ (ز) حارث بن وحشی //
- ۱۴۰۹ (ز) حارث بن وہب //
- ۱۴۱۰ حارث بن یزید ۵۵۰
- ۱۴۱۱ حارث بن یزید عامری (دوسرے ہیں) ۵۵۱
- ۱۴۱۲ حارث بن یزید جہنی //
- ۱۴۱۳ حارث بن یزید البکری //
- ۱۴۱۴ (ز) حارث //
- ۱۴۱۵ (ز) حارث (بے نسبت) ۵۵۲

- ۱۵۶۸ (ز) حبیب بن اوس //
- ۱۵۶۹ حبیب بن بُذیل //
- ۱۵۷۰ (ز) حبیب بن بغیض //
- ۱۵۷۱ حبیب بن تیم انصاری //
- ۱۵۷۲ (ز) حبیب بن جندب //
- ۱۵۷۳ حبیب بن حارث //
- ۱۵۷۴ حَبِیب بن حُبَاشہ ۵۶۷
- ۱۵۷۵ حبیب بن حبیب //
- ۱۵۷۶ (ز) حبیب بن حبیب //
- ۱۵۷۷ حبیب بن حماز اسدی //
- ۱۵۷۸ حبیب بن حَمَامہ ۵۶۸
- ۱۵۷۹ حبیب بن خراش العصری //
- ۱۵۸۰ حبیب بن خراش //
- ۱۵۸۱ حبیب بن خُمَاشہ //
- ۱۵۸۲ حبیب بن رُبِیعَة (تشدید سے) سلمی ۵۶۹
- ۱۵۸۳ حبیب بن ربیعہ //
- ۱۵۸۴ (ز) حبیب بن ریاب سہمی //
- ۱۵۸۵ حبیب بن زید //
- ۱۵۸۶ حبیب بن زید //
- ۱۵۸۷ حبیب بن زید کندی //
- ۱۵۸۸ حبیب بن سعد ۵۷۰
- ۱۵۸۹ حبیب بن ضحاک الجہنی //
- ۱۵۹۰ (ز) حبیب بن عبد اللہ انصاری //
- ۱۵۹۱ (ز) حبیب بن عبد شمس //
- ۱۵۹۲ حبیب بن عمرو //
- ۱۵۹۳ (ز) حبیب بن عمرو ۵۷۱
- ۱۵۹۴ حبیب بن عمرو السلامانی //
- ۱۵۹۵ (ز) حبیب بن عمرو الطائی ثم الاجئی //

- ۱۵۴۲ حاطب بن عبد العزّی //
- ۱۵۴۳ حاطب بن عمرو ۵۶۰
- ۱۵۴۴ حاطب بن عمرو //
- ۱۵۴۵ حامد الصائدی //
- ۱۵۴۶ (ز) حامیہ بن سبیع اسدی //

باب الحاء جس کے بعد باء ہے

- ۱۵۴۷ حُباب ۵۶۱
- ۱۵۴۸ حباب بن جزء //
- ۱۵۴۹ حباب بن زید //
- ۱۵۵۰ حباب بن عبد اللہ //
- ۱۵۵۱ (ز) حباب بن عبد الفزاری //
- ۱۵۵۲ (ز) حباب بن عمرو انصاری //
- ۱۵۵۳ حباب بن قیظی ۵۶۲
- ۱۵۵۴ حباب بن منذر //
- ۱۵۵۵ حباب (بے نسبت) ۵۶۳
- ۱۵۵۶ (ز) حَبَّان //
- ۱۵۵۷ حَبَّان ۵۶۴
- ۱۵۵۸ حبان بن حکم سلمی //
- ۱۵۵۹ حَبَاب ۵۶۵
- ۱۵۶۰ حُبشی (حاء کا پیش با ساکن پھر شین پھر یاء) //
- ۱۵۶۱ حبلہ بن مالک داری //
- ۱۵۶۲ حَبَة (باء سے) ابن بعکک //
- ۱۵۶۳ (ز) حَبّہ بن جوین //
- ۱۵۶۴ حَبّہ بن خالد خزاعی //
- حبیب نامی حضرات کا تذکرہ بروزن عظیم
- ۱۵۶۵ حبیب بن اسلم انصاری //
- ۱۵۶۶ حبیب بن اسود //
- ۱۵۶۷ حبیب بن آسید (زیر سے) ۵۶۶

- ۱۶۲۳ حجاج بن عبد اللہ //
- ۱۶۲۴ حجاج بن علاط ۵۷۹
- ۱۶۲۵ حجاج بن عمرو ۵۸۰
- ۱۶۲۶ حجاج بن عمرو //
- ۱۶۲۷ حجاج بن مالک اسلمی //
- ۱۶۲۸ حجاج بن منبہ //
- ۱۶۲۹ حجاج باہلی ۵۸۱
- ۱۶۳۰ (ز) حُجْر بن حَنْظَلہ //
- ۱۶۳۱ حُجْر ابن عدی //
- ۱۶۳۲ حجر بن نعمان ۵۸۲
- ۱۶۳۳ حجر بن یزید //
- ۱۶۳۴ حجر بن یزید ۵۸۳
- ۱۶۳۵ حجر (بے نسبت) //
- ۱۶۳۶ حجر والد مَخْشٰی //
- ۱۶۳۷ حَجْن //
- ۱۶۳۸ حُجَیر (تصغیر ہے) //
- ۱۶۳۹ حجیر بن بیان //
- ۱۶۴۰ حجیر بن ابی حجیر ہلالی یا حنفی ۵۸۴

باب حاء کے بعد وال

- ۱۶۴۱ حَذْر جان بن مالک ازدی //
- ۱۶۴۲ حدر بن ابی حدر //
- ۱۶۴۳ حُدیر //
- ۱۶۴۴ حُدیر (دوسرے ہیں) ۵۸۵

باب حاء جس کے بعد ذال ہے

- ۱۶۴۵ حَذَافَة بن نَصْر //
- ۱۶۴۶ حذیفہ بن أسید (زیر سے) //
- ۱۶۴۷ حذیفہ بن اوس //
- ۱۶۴۸ حُذِيفَة بن مُحْصَن قُلْعَانی ۵۸۶

- ۱۵۹۶ (ز) حبیب بن عمرو ۵۷۲
- ۱۵۹۷ حبیب بن عمیر //
- ۱۵۹۸ حبیب بن فَوَیْک (فاو او سے تصغیر ہے) //
- ۱۵۹۹ حبیب بن مخنف غامدی //
- ۱۶۰۰ حبیب بن ابی مرضیہ ۵۷۳
- ۱۶۰۱ حبیب بن مروان تمیمی ثم المازی //
- ۱۶۰۲ حبیب بن مَسْلَمہ //
- ۱۶۰۳ حبیب بن مَلَّة الکنانی ۵۷۴
- ۱۶۰۴ (ز) حبیب بن یزید انصاری //
- ۱۶۰۵ (ز) حبیب بن ابی الیسر //
- ۱۶۰۶ (ز) حبیب السلمی //
- ۱۶۰۷ (ز) حبیب العَنزى //
- ۱۶۰۸ حبیب کلاعی //
- ۱۶۰۹ حبیش الاشعر ۵۷۵
- ۱۶۱۰ (ز) حُیْش بن یَعْلٰی بن امیہ //
- ۱۶۱۱ حبیش بن شریح الحبشی //
- ۱۶۱۲ حبیلہ بن عامر //
- ۱۶۱۳ حَبّی //

حاجس کے بعد تاء ہے

- ۱۶۱۴ حُتَات ۵۷۶
- ۱۶۱۵ حُتَات بن عمرو انصاری ۵۷۷

باب حاء جس کے بعد ثاء ہے

- ۱۶۱۶ (ز) حجاج بن حارث //
- ۱۶۱۷ حجاج بن خَلِیّ سُلَفی //
- ۱۶۱۸ حجاج بن ذی عُنُق اَحْمَسی //
- ۱۶۱۹ حجاج بن سفیان //
- ۱۶۲۰ حجاج بن عامر ثمالی //
- ۱۶۲۱ حجاج بن عبد اللہ نضری ۵۷۸

- ۱۶۴۶ (ز) حَرَمی بن عمرو واقفی ۵۹۳
- // (ز) حرِیث بن حسان بکری ۱۶۴۷
- // (ز) حرِیث بن حسان بکری ۱۶۴۸
- // (ز) حرِیث بن زید ۱۶۴۹
- // (ز) حرِیث بن زید ۱۶۸۰
- // (ز) حرِیث بن سلمہ ۱۶۸۱
- ۱۶۸۲ (ز) حرِیث بن عمرو ۵۹۴
- // (ز) حُرَیث بن عَوْف ۱۶۸۳
- // (ز) حرِیث بن غانم شیبانی ۱۶۸۴
- // (ز) حرِیث بن یاسر عبسی ۱۶۸۵
- // (ز) حرِیث اسدی ۱۶۸۶
- ۱۶۸۷ (ز) حرِیث عذری ۵۹۵
- // (ز) حرِیث ابوسلمی راعی ۱۶۸۸
- // حَرِیز ۱۶۸۹
- // حَرِیز ۱۶۹۰
- ۱۶۹۱ حَرِیش ۵۹۶
- // (ز) حرِیش تمیمی عنبری ۱۶۹۲
- // الحَرَّ بن خُضْرَام ۱۶۹۳
- // (ز) الحَرَّ بن قیس ۱۶۹۴
- باب حاء کے بعد زاء**
- ۱۶۹۵ حُزَابہ ۵۹۷
- // (ز) حُزَابہ سُلَمی ابوقطن ۱۶۹۶
- // (ز) حِزَام بن عوف ۱۶۹۷
- ۱۶۹۸ حِزَام (بے نسبت) ۵۹۸
- // (ز) حِزَام (بے نسبت) ۱۶۹۹
- // (ز) حَزَم ۱۷۰۰
- // حَزَم بن عمرو واقفی ۱۷۰۱
- // حَزَم بن ابی کعب انصاری ۱۷۰۲

- ۱۶۴۹ حذیفہ بن یمان عبسی //
- ۱۶۵۰ (ز) حذیفہ بن یمان ازدی ۵۸۷
- ۱۶۵۱ حذیفہ ازدی بارقی //
- ۱۶۵۲ (ز) حَظِیم بن حارث //
- ۱۶۵۳ حَظِیم بن جَنِیمہ حنفی //
- ۱۶۵۴ (ز) حَظِیم بن عمر سعدی //
- باب حاء کے بعد راء**
- ۱۶۵۵ (ز) حَرَام انصاری ۵۸۸
- // حرام بن ملحان انصاری ۱۶۵۶
- ۱۶۵۷ (ز) حرام الجهنی ۵۸۹
- // (ز) حرب بن حارث محاربی ۱۶۵۸
- // حرب (بے نسبت) ۱۶۵۹
- // حرب (بے نسبت) ۱۶۶۰
- // حرب بن ریطہ ۱۶۶۱
- ۱۶۶۲ (ز) حوثان بن عامر ۵۹۰
- // حُرْقُوص ابن زہیر سعدی ۱۶۶۳
- // حرملة بن ایاس ۱۶۶۴
- // حرملة بن خالد ۱۶۶۵
- ۱۶۶۶ حرملة بن زید انصاری ۵۹۱
- // حرملة بن سلمی ۱۶۶۷
- // حرملة بن عبد اللہ ۱۶۶۸
- // حرملة بن عمرو ۱۶۶۹
- // حرملة بن مریطہ تمیمی ۱۶۷۰
- ۱۶۷۱ (ز) حرملة بن معن ہذلی ۵۹۲
- // حرملة بن نعمان ۱۶۷۲
- // حرملة بن ہوذہ ۱۶۷۳
- // حرملة بن ولید ۱۶۷۴
- // حرملة مُذَلْجی ابو عبد اللہ ۱۶۷۵

باب حاء کے بعد صاد

- ۶۱۳ حصن ۱۶۲۸
- ۶۱۳ (ز) حصن بن ابی قیس ۱۶۲۹
- // حُصَيْن ۱۶۳۰
- // حصین بن بدر تمیمی ۱۶۳۱
- // حصین بن جندب ۱۶۳۲
- ۶۱۵ حصین بن حارث ۱۶۳۳
- // (ز) حصین بن ابی الحر ۱۶۳۴
- // حصین بن حُمام ۱۶۳۵
- ۶۱۶ حصین بن ربیعہ ۱۶۳۶
- // حصین بن عیلہ ۱۶۳۷
- ۶۱۸ حصین بن عوف خثعمی ۱۶۳۸
- // حصین بن عوف البجلی ۱۶۳۹
- // (ز) حصین بن مالک ۱۶۴۰
- // حُصَيْن بن مُحْصَن ۱۶۴۱
- // حصین بن مُحْصَن ۱۶۴۲
- // حصین بن محسن انصاری خطمی ۱۶۴۳
- ۶۱۹ حصین بن مروان ۱۶۴۴
- // حصین بن مُشَمَّت ۱۶۴۵
- // حصین بن معلی ۱۶۴۶
- // حصین نضله اسدی ۱۶۴۷
- ۶۲۰ حصین بن نمیر انصاری ۱۶۴۸
- // حصین بن نمیر (دوسرے) ۱۶۴۹
- ۶۲۱ (ز) حصین بن نیار ۱۶۵۰
- // حصین بن وَحُوح ۱۶۵۱
- // حصین بن یزید ۱۶۵۲
- // حصین بن یزید ۱۶۵۳
- ۶۲۲ (ز) حصین بن یعفر عبسی ۱۶۵۴

- ۵۹۹ حُزَن ۱۶۵۵
- // (ز) حُزَن ۱۶۵۶

باب حاء کے بعد سین

- // حَسَان بن اسعد حُجْرِي ۱۶۵۷
- ۶۰۰ حَسَان بن ثابت ۱۶۵۸
- ۶۰۱ حَسَان بن جابر ۱۶۵۹
- // حَسَان بن خُوْط ۱۶۶۰
- ۶۰۲ (ز) حَسَان بن دَحْدَاح / دَحْدَاح ۱۶۶۱
- // حَسَان بن شَدَاد ۱۶۶۲
- // حَسَان بن قیس ۱۶۶۳
- // حَسَان بن قیس ۱۶۶۴
- // حَسَان بن یزید عبدی ۱۶۶۵
- // حَسَان الاسلمی ۱۶۶۶
- ۶۰۳ حَسَان جن ۱۶۶۷
- // حَسْحَسَاس ۱۶۶۸
- // حَسْحَسَاس بن قُتَيْل ۱۶۶۹
- // (ز) حَسْكَة حَنْظَلِي ۱۶۷۰
- ۶۰۴ (ز) حَسَل ۱۶۷۱
- // حَسَل بن خَارِجَة اشْجَعِي ۱۶۷۲
- // (ز) حَسَل ۱۶۷۳
- // حَسَن بن عَلِي ۱۶۷۴
- ۶۰۸ حَسِيل ۱۶۷۵
- ۶۰۹ حَسِيل بن خَارِجَة ۱۶۷۶
- // (ز) حَسِيل بن عَرْفَطَة ۱۶۷۷
- // حَسِين بن عَرْفَطَة ۱۶۷۸
- // حَسِين بن عَلِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَهِيد کربلا ۱۶۷۹

باب حاء کے بعد شین

- ۶۱۳ حَشْرَج (بے نسبت) ۱۶۸۰

- ۱۶۵۵ (ز) حصین ۶۲۲
- ۱۶۵۶ حصین انصاری سالمی //
- ۱۶۵۷ حصین سدوسی //
- ۱۶۵۸ حصین عرجی //
- ۱۶۵۹ (ز) حصین (بے نسبت) //
- ۱۶۶۰ (ز) حصین انصاری (بے نسبت) //
- باب حاء جس کے بعد ضا و نقطے والا ہے**
- ۱۶۶۱ حضرمی بن عامر ۶۲۳
- حاء کے بعد طاء**
- ۱۶۶۲ حطاب بن حارث ۶۲۴
- ۱۶۶۳ حطان تمیمی یربوعی //
- حاء کے بعد قاء**
- ۱۶۶۴ حفشیش ۶۲۵
- ۱۶۶۵ (ز) حفص بن حلیمہ سعدیہ //
- ۱۶۶۶ حفص بن سائب //
- ۱۶۶۷ حفص بن ابی العاص //
- ۱۶۶۸ حفص بن مغیرہ //
- باب حاء کے بعد کاف**
- ۱۶۶۹ (ز) الحکم ابن اقرع ۶۲۶
- ۱۶۷۰ (ز) حکم بن ایوب //
- ۱۶۷۱ حکم بن حارث سلمی //
- ۱۶۷۲ حکم بن حزن کلفی //
- ۱۶۷۳ حکم بن ابی حکم اموی //
- ۱۶۷۴ حکم بن ابی الحکم انصاری ۶۲۷
- ۱۶۷۵ (ز) حکم بن حیان عبدی ثم نجاری //
- ۱۶۷۶ الحکم بن ربیع //
- ۱۶۷۷ حکم بن رافع ۶۲۸
- ۱۶۷۸ (ز) حکم بن سعید طائفی //
- ۱۶۷۹ حکم بن سعید //
- ۱۶۸۰ حکم بن سفیان ۶۲۹
- ۱۶۸۱ حکم بن صلت //
- ۱۶۸۲ حکم بن ابی عاص //
- ۱۶۸۳ حکم بن العاص ۶۳۰
- ۱۶۸۴ حکم بن عبد اللہ ثقفی ۶۳۱
- ۱۶۸۵ حکم بن عمرو بن شریذ //
- ۱۶۸۶ حکم بن عمرو بن مجذع //
- ۱۶۸۷ حکم بن عمرو بن معتب ۶۳۲
- ۱۶۸۸ (ز) حکم بن عمرو ثعلبی //
- ۱۶۸۹ حکم بن عمیر الثمالی //
- ۱۶۹۰ حکم بن کیسان ۶۳۳
- ۱۶۹۱ (ز) حکم بن مرہ //
- ۱۶۹۲ (ز) حکم بن مسعود //
- ۱۶۹۳ حکم بن مسلم عقیلی ۶۳۴
- ۱۶۹۴ حکم بن منہال //
- ۱۶۹۵ حکم بن مینا انصاری //
- ۱۶۹۶ حکم زرقی //
- ۱۶۹۷ حکم ابوشبیث //
- ۱۶۹۸ حکم انصاری //
- حکیم (حارث برکاف کے نیچے زیر) نامی حضرات**
- ۱۶۹۹ حکیم بن اشرف ۶۳۵
- ۱۷۰۰ حکیم بن امید //
- ۱۸۰۱ (ز) حکیم بن حارث طائفی //
- ۱۸۰۲ حکیم بن حزام //
- ۱۸۰۳ حکیم بن حزن ۶۳۶
- ۱۸۰۴ حکیم بن طلیق ۶۳۷
- ۱۸۰۵ حکیم بن عامر عبدی ثم محاربی //

1832 حَمَل //

١٨٢٣ حمل بن مالك //

۱۸۳۳ حُمَمَه دُوسِی //

١٨٢٥ حمزن بن عوف ٢٣٢

1836 حُمَيْدُ بْنُ ثَوْرٍ //

۱۸۳۶ (ز) حمید بن جمیل ۶۳۷

۱۸۳۸ (ز) حمید بن خالد

۱۸۳۹ (ز) حمید بن زہیر //

١٨٣٠ حميد بن عبد الرحمن //

۱۸۴۱ حمید بن عبد یغوث بکری //

۱۸۴۲ حمید بن منہب ۶۳۸

۱۸۴۳ حمید انصاری //

۱۸۳۳ (ز) حمید (دوسرے بے نسبت) //

۱۸۳۵ (ز) ح حمیر //

۱۸۴۶ حمیر (دوسرے) جیسے پہلا نام تھا..... ۶۴۹

١٨٣٤ (ز) حمیزہ بن مالک //

1888 حَمِيْضَةُ //

۱۸۳۶ حمیضه بن رقیم انصاری //

(ز) حَمِيْضَةُ بْنُ النُّعْمَانِ //

۱۸۵ حمیل //

۱۸۵ حمیلہ بن عامر //

۱۸۵ حنیبل بن کعب ۶۵۰

۱۸۵ حنیبل بن کعب ۶۵۰

۱۸۵۸ احش ابن عقيل //

۱۸۸ حَنْطَبُ بْنُ حَارِثٍ //

(ز) حنظلہ بن ثعلبہ ۶۵۱

١٨٨ حنظلہ بن حذیم //

۱۸) حنظلہ بن ابی حنظلہ انصاری ۶۵۲

- ۱۸۸۶ حَيَّان بن بُح //
- ۱۸۸۷ حَيَّان بن قيس //
- ۱۸۸۸ (ز) حَيَّان بن كرز بلوى //
- ۱۸۸۹ حَيَّان بن مله (انيف بن مله کے بھائی) //
- ۱۸۹۰ حَيَّان بن نمله انصارى ۲۶۱ //
- ۱۸۹۱ (ز) حَيَّان بن وهب //
- ۱۸۹۲ (ز) حَيَّان (بے نسبت، دوسرے) //
- ۱۸۹۳ حَيَّان //
- ۱۸۹۴ حَيَّان ربعى //
- ۱۸۹۵ حَيَّده بن مُخَرَّم ۲۶۲ //
- ۱۸۹۶ حَيَّده بن معاويه //
- ۱۸۹۷ حَيَّده (بے نسبت) //
- ۱۸۹۸ (ز) حير نجره اسرايلى ۲۶۳ //
- ۱۸۹۹ حَيَّسُمان //
- ۱۹۰۰ (ز) حَيَّ بن ثعلبه بن هون ۲۶۴ //
- ۱۹۰۱ حَيَّ بن حرام ليشى //

قسم ثانی

نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہونے والے وہ لوگ جنہیں
ویدار نبوی نصیب ہوا اور ان کے والدین مسلمان تھے
حاء کے بعد الف

- ۱۹۰۲ (ز) حارث بن ثابت //
- ۱۹۰۳ (ز) حارث بن حمير //
- ۱۹۰۴ حارث بن عباس //
- ۱۹۰۵ حارث بن طفيل ۲۶۵ //
- ۱۹۰۶ حارث بن عبیدہ //
- ۱۹۰۷ حارث بن عمر هذلى //
- ۱۹۰۸ (ز) حازم بن عيسى //

باب حاء کے بعد جیم، صاد اور کاف

- ۱۹۰۹ حجاج بن ايمن بن عبیدہ //

- ۱۸۵۹ حنظله بن ابى حنظله ثقفى //
- ۱۸۶۰ (ز) حنظله بن راهب //
- ۱۸۶۱ حنظله بن ربيع //
- ۱۸۶۲ (ز) حنظله بن ربيعہ اسدى ۲۵۳ //
- ۱۸۶۳ (ز) حنظله بن سيار //
- ۱۸۶۴ حنظله بن طفيل سلمى ۲۴۵ //
- ۱۸۶۵ حنظله بن ابى عامر //
- ۱۸۶۶ حنظله بن عمرو اسلمى //
- ۱۸۶۷ (ز) حنظله بن قسامہ ۲۵۵ //
- ۱۸۶۸ حنظله بن قيس //
- ۱۸۶۹ حنظله بن نعمان //
- ۱۸۷۰ حنظله بن هودہ //
- ۱۸۷۱ حنظله عبشمى ۲۵۶ //
- ۱۸۷۲ حَنِيف (تصغير) //
- ۱۸۷۳ (ز) حَنِيفه //
- ۱۸۷۴ حَنِيفه ابو حُرَّه رقاشى کے چچا //
- ۱۸۷۵ حنين //

باب حاء کے بعد واؤ

- ۱۸۷۶ حَوْشب (بے نسبت) ۲۵۷ //
- ۱۸۷۷ حَوْشب (دوسرے) //
- ۱۸۷۸ حوط بن عبدالعزى ۲۵۸ //
- ۱۸۷۹ حَوْط بن قِرْوَاش //
- ۱۸۸۰ حوط بن يزيد ساعدى //
- ۱۸۸۱ حَوَيْرُث //
- ۱۸۸۲ حَوَيْرُث //
- ۱۸۸۳ حَوَيْصه بن مسعود //
- ۱۸۸۴ حويطب بن عبدالعزى ۲۵۹ //

باب حاء کے بعد ياء

- ۱۸۸۵ حَيَّان بن ابجر الكنانى ۲۶۰ //

- ۱۹۳۲ // حارث بن مالک طائی //
- ۱۹۳۳ // حارث بن مرہ //
- ۱۹۳۴ // حارث بن معاویہ کندی //
- ۱۹۳۵ (ز) حارث بن میناء //
- ۱۹۳۶ (ز) حارث بن نظام //
- ۱۹۳۷ حارث بن نعمان بن قیس ۶۷۲
- ۱۹۳۸ حارث (بے نسبت) //
- ۱۹۳۹ (ز) حارث بن بدر //
- ۱۹۴۰ (ز) حارث بن سفیان بجلی //
- ۱۹۴۱ (ز) حارث بن عبید کلی ۶۷۳
- ۱۹۴۲ حارث بن مضرب العبدی //
- ۱۹۴۳ (ز) حارث بن نمّر (ابو اثال) //
- ۱۹۴۴ حازم بن ابی حازم حمسی (قیس کے بھائی) //

باب حاء کے بعد باء

- ۱۹۴۵ (ز) حباب بن عمیر سلمی ذکوانی //
- ۱۹۴۶ (ز) حبال ۶۷۴
- ۱۹۴۷ حبان //
- ۱۹۴۸ حبه //
- ۱۹۴۹ حبیب بن عاصم محاربی ۶۷۵
- ۱۹۵۰ (ز) حبیب بن عوف عبدی //
- ۱۹۵۱ (ز) حبیش اسدی //

باب حاء کے بعد تاء

- ۱۹۵۲ (ز) ححات بن وذیح //
- ۱۹۵۳ حیت بن شہاب شامی ۶۷۶
- ۱۹۵۴ (ز) حیت بن مظہر //

باب حاء کے بعد جیم

- ۱۹۵۵ حجاج بن عبد یغوث //
- ۱۹۵۶ (ز) حجاج بن عبید //

- ۱۹۱۰ // حصین بن ام حصین احمسہ //
- ۱۹۱۱ حکیم بن قیس ۶۷۶

باب حاء کے بعد میم

- ۱۹۱۲ // حماس بن عمرو //
- ۱۹۱۳ حمزہ بن ابی اسید ساعدی //
- ۱۹۱۴ (ز) حمزہ انصاری (بے نسبت) //
- ۱۹۱۵ حمید بن عمرو ۶۷۷

باب حاء کے بعد نون

- ۱۹۱۶ // حنظلہ بن قیس //

قسم ثالث از حرف حاء

جن لوگوں نے زمانہ نبوت تو پایا لیکن دیدار کرنے

سے محروم رہے

باب حاء کے بعد الف

- ۱۹۱۷ (ز) حارث بن از مع ہمدانی ۶۷۸
- ۱۹۱۸ (ز) حارث بن زہیر //
- ۱۹۱۹ (ز) حارث بن ربیعہ //
- ۱۹۲۰ (ز) حارث بن سعد //
- ۱۹۲۱ (ز) حارث بن سلمی ۶۷۹
- ۱۹۲۲ حارث بن سوید تمیمی //
- ۱۹۲۳ (ز) حارث بن عبد //
- ۱۹۲۴ (ز) حارث بن عبد عمرو //
- ۱۹۲۵ (ز) حارث بن عمیرہ //
- ۱۹۲۶ (ز) حارث بن عوف عبدی ۶۸۰
- ۱۹۲۷ (ز) حارث بن قوم بھڑی //
- ۱۹۲۸ (ز) حارث بن قیس کندی //
- ۱۹۲۹ (ز) حارث بن قیس //
- ۱۹۳۰ حارث بن کعب //
- ۱۹۳۱ (ز) حارث بن لقیط نخعی ۶۸۱

باب حاء کے بعد صاد

- ۱۹۸۱ (ز) حُصَيْن بن وَبْرَه ۶۸۲
- ۱۹۸۲ (ز) حُصَيْن جذامی //
- ۱۹۸۳ (ز) حُصَيْن بن حارث //
- ۱۹۸۴ (ز) حُصَيْن بن حسان //
- ۱۹۸۵ حُصَيْن بن حُدَير //
- ۱۹۸۶ حُصَيْن بن سبره //
- ۱۹۸۷ (ز) حُصَيْن بن مالك //
- ۱۹۸۸ حُصَيْن بن هريم تمیمی ۶۸۳
- ۱۹۸۹ (ز) حُصَيْن همدانی //
- ۱۹۹۰ (ز) حُصَيْن جذامی //

باب حاء کے بعد طاء

- ۱۹۹۱ حُطَّان بن حفص //
- ۱۹۹۲ حُطَّان بن عوف ۶۸۴
- ۱۹۹۳ الحطيئه شاعر //

باب حاء کے بعد کاف اور لام

- ۱۹۹۴ حکم بن عبدالرحمن ۶۸۵
- ۱۹۹۵ حَكَم بن مغفل //
- ۱۹۹۶ حَكِيم //
- ۱۹۹۷ حَكِيم ۶۸۶
- ۱۹۹۸ حَلْبَس بن زیاد //

باب حاء کے بعد میم

- ۱۹۹۹ حَمَامِي //
- ۲۰۰۰ (ز) حُمَرَان بن أبان ۶۸۷
- ۲۰۰۱ حُمَرَه بن أَيْفَع //
- ۲۰۰۲ (ز) حُمَرَه //
- ۲۰۰۳ حَمَلَه بن ابی معاویہ کنانی //
- ۲۰۰۴ حَمَلَه بن عبدالرحمن عَکِّي ۶۸۸

- ۱۹۵۷ (ز) حَجَّار بن ابجر //

- ۱۹۵۸ حَجَر بن عدی بن ادبر ۶۷۷
- ۱۹۵۹ حَجَر بن عنبس //
- ۱۹۶۰ حَجَر بن مالك //
- ۱۹۶۱ (ز) حَجْنَاء بن رُمَيْلَه نهمی //
- ۱۹۶۲ (ز) حَجِيل بن قدامه یربوعی //

باب حاء کے بعد ذال

- ۱۹۶۳ (ز) حَذِير بن علقمه ۶۷۸

باب حاء کے بعد ذال

- ۱۹۶۴ حَذِيفَه بن عبید مرادی //
- ۱۹۶۵ (ز) حَذِيفَه بَارْقِي ازدی //
- ۱۹۶۶ حَذِيم بن حارث //

باب حاء کے بعد راء

- ۱۹۶۷ حَرَام بن خالد //
- ۱۹۶۸ حَرَام بن ربیعہ ۶۷۹
- ۱۹۶۹ حَرَّ بن نعمان //
- ۱۹۷۰ حَرْب بن جُنَاد //
- ۱۹۷۱ حُرْقُوص العَبْرِي //
- ۱۹۷۲ (ز) حَرْمَلَه بن سلمی //
- ۱۹۷۳ حَرْمَلَه بن منذر //
- ۱۹۷۴ حَرِیْث بن محفص مازنی //
- ۱۹۷۵ (ز) حَرِیْث بن عبدالملك ۶۸۰
- ۱۹۷۶ (ز) حَزَن بن نصر عدوی //

باب حاء کے بعد زاء

- ۱۹۷۷ (ز) حَسَان بن فائد عبسی //
- ۱۹۷۸ (ز) حَسَان بن کریب ۶۸۱
- ۱۹۷۹ حَسِين بن خارجه //
- ۱۹۸۰ حَشْرَح بن اشهب //

قسم ثانی از حرف حاء

ان لوگوں کا ذکر جنہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا گیا حالانکہ وہ صحابی نہیں اور انہیں دو ربی نبوی نصیب ہوا اور اس ضمن میں غلطی کرنے والوں کی غلطی کا بیان باب الحاء جس کے بعد الف ہے

- ۲۰۲۸ حاتم (بے نسبت) //
- ۲۰۲۹ حاتم بن عدی ۶۹۵
- ۲۰۳۰ حارث بن اوس //
- ۲۰۳۱ حارث بن بدّل //
- ۲۰۳۲ حارث بن بلال مزنی ۶۹۶
- ۲۰۳۳ (ز) حارث بن ثولاء //
- ۲۰۳۴ (ز) حارث بن حارث شامی //
- ۲۰۳۵ حارث بن حکم سلمی //
- ۲۰۳۶ حارث بن حکیم ضبی ۶۹۷
- ۲۰۳۷ حارث بن رافع //
- ۲۰۳۸ حارث بن زیاد شامی //
- ۲۰۳۹ حارث بن سعد ۶۹۸
- ۲۰۴۰ حارث بن سوید تیمی //
- ۲۰۴۱ (ز) حارث بن سرار خزاعی //
- ۲۰۴۲ حارث بن ضرار //
- ۲۰۴۳ حارث بن عاصم //
- ۲۰۴۴ حارث بن عبد اللہ بجلی //
- ۲۰۴۵ حارث بن عبد اللہ ۶۹۹
- ۲۰۴۶ (ز) حارث بن عبد المطلب //
- ۲۰۴۷ حارث بن عتبہ //
- ۲۰۴۸ حارث بن عتیق ۷۰۰
- ۲۰۴۹ حارث بن قیس //

- ۲۰۰۵ حمل بن معاویہ //
- ۲۰۰۶ (ز) حمید بن اعور //
- ۲۰۰۷ حمید بن حوراء زبیدی //

باب حاء کے بعد نون

- ۲۰۰۸ حَنْبُص //
- ۲۰۰۹ حَنْظَل //
- ۲۰۱۰ (ز) حنظلہ بن اوس ۶۸۹
- ۲۰۱۱ حَنْظَلہ بن جُوَیْہ کنانی //
- ۲۰۱۲ (ز) حنظلہ بن ربیعہ //
- ۲۰۱۳ (ز) حنظلہ بن شرقی //
- ۲۰۱۴ (ز) حنظلہ بن طفیل ۶۹۰
- ۲۰۱۵ (ز) حنظلہ بن فاتک اسدی //
- ۲۰۱۶ (ز) حنظلہ بن نعیم غنوی //
- ۲۰۱۷ (ز) حنظلہ //
- ۲۰۱۸ (ز) حُنَیْف بن عُمَیْر یشکری ۶۹۱
- ۲۰۱۹ حُنَیْف بن یزید //

باب حاء کے بعد واو

- ۲۰۲۰ (ز) حوشب ذو ظلم //
- ۲۰۲۱ (ز) حوط بن رثاب اسدی (شاعر) ۶۹۲
- ۲۰۲۲ حویرث بن رثاب //

باب حاء کے بعد یاء

- ۲۰۲۳ حیاض بن قیس ۶۹۳
- ۲۰۲۴ (ز) حیان بن وبرہ //
- ۲۰۲۵ حیویل بن ناشرہ ۶۹۴
- ۲۰۲۶ حیوۃ بن جروہ //
- ۲۰۲۷ (ز) حیوۃ بن مرثد تجیبی //

۲۰۵۰ // حارث بن كعب

۲۰۵۱ // حارث بن مخلد انصاری زرقی

۲۰۵۲ // حارث بن وهب ۷۰۱

۲۰۵۳ // حارث بن وهب (دوسرے)

۲۰۵۴ // حارث بن حَرَام

۲۰۵۵ // حارث بن ظفر

۲۰۵۶ // حارث بن عمرو

۲۰۵۷ // حارث بن مالك

باب حاء کے بعد ياء

۲۰۵۸ // حباب ابو عقيل ۷۰۳

۲۰۵۹ // حبان بن زيد ابو خَدَّاش

۲۰۶۰ // حَبَّه بن حابس تمیمی

۲۰۶۱ // حَبَّه بن مُسْلِم

۲۰۶۲ // حبيب بن اساف انصاری خزر جی

۲۰۶۳ // حبيب بن تيم ۷۰۴

۲۰۶۴ // حبيب بن حمار اسدی

۲۰۶۵ // حبيب بن شريح

۲۰۶۶ // حبيب العنبري

۲۰۶۷ // حبيب الفهري

۲۰۶۸ // حبيب بن مُخَنَف غامدی ۷۰۵

۲۰۶۹ // حبيب بن ابی مُرْضِيَه

۲۰۷۰ // حُبَيْش بن خَدَّافه

۲۰۷۱ // حُبَيْش بن شَرِيح حَبْشِي

۲۰۷۲ // حُبَيْش بن حَبَّاشه ۷۰۶

باب الحاء جن کے بعد جيم

۲۰۷۳ // حجاج بن حجاج اسلمی

۲۰۷۴ // حجاج بن عمرو اسلمی

۲۰۷۵ // حجاج بن قيس

۲۰۷۶ // حجاج بن مسعود ۷۰۷

۲۰۷۷ // حجاج بن قابوس

۲۰۷۸ // حجر بن ربيعہ

۲۰۷۹ // حجر العدوی ۷۰۸

۲۰۸۰ // حجر المدري

باب حاء کے بعد وال

۲۰۸۱ // حذيم (خظه کے دادا)

باب حاء کے بعد راء اور زاء

۲۰۸۲ // حراش بن اميه كعبی ۷۰۹

۲۰۸۳ // حرام بن معاويه انصاری

۲۰۸۴ // حرب بن ابی حرب ثقفی

۲۰۸۵ // حرب سلمی

۲۰۸۶ // (ز) حرّ حشعی

۲۰۸۷ // حريث بن شيان ۷۱۰

۲۰۸۸ // (ز) حُرَيْث ابو قَرْدَه سَلَمِي

۲۰۸۹ // حُرَيْش

۲۰۹۰ // حِزام بن خُوَيْلِد

باب حاء کے بعد سين

۲۰۹۱ // (ز) حسان بن ابی سنان بصری ۷۱۱

۲۰۹۲ // حسان بن عبدالرحمن ضُبَعِي

۲۰۹۳ // حسان بن قيس

۲۰۹۴ // حسان بن هلال اسلمی

۲۰۹۵ // (ز) حسان بن وبره

۲۰۹۶ // حَسْحَاس (بے نسبت)

۲۰۹۷ // حَسِيل بن نویره اشجعی ۷۱۲

۲۰۹۸ // حسين بن ربيعہ احمسی

۲۰۹۹ // حسين بن سائب

باب حاء کے بعد صاد اور طاء

۲۱۰۰ // حُصَيْب

۲۱۰۱ (ز) حصین بن محمد سالمی ۷۱۳

۲۱۰۲ حطیم حدانی //

باب حاء جس کے بعد فاء

۲۱۰۳ حفص بن ابی جبلہ //

باب حاء کے بعد کاف

۲۱۰۴ حَکَم بن ابی الحَکَم ۷۱۴

۲۱۰۵ حکم بن عمرو ثمالی //

۲۱۰۶ حُکیم بن جَبَلَة العَبْدی //

۲۱۰۷ (ز) حَکیم بن عیاش کلبی الاغور //

۲۱۰۸ حَکیم بن معاویہ نُمَیرَی ۷۱۵

باب حاء کے بعد میم

۲۱۰۹ حمزہ بن عمرو (بے نسبت) //

۲۱۱۰ حمزہ بن عوف //

۲۱۱۱ حمزہ بن مالک //

۲۱۱۲ حمزہ بن نعمان عذری //

۲۱۱۳ حمید بن منہب //

۲۱۱۴ حمیری بن کراثہ الربعی ۷۱۶

باب حاء کے بعد نون

۲۱۱۵ حنبل //

۲۱۱۶ حنش بن معتمر //

۲۱۱۷ حنظلہ بن علی اسلمی //

۲۱۱۸ حنظلہ بن عمرو اسلمی ۷۱۷

۲۱۱۹ حنظلہ بن قیس //

۲۱۲۰ حنظلہ بن قیس انصاری //

۲۱۲۱ حنظلہ (بے نسبت) //

باب حاء کے بعد واء

۲۱۲۲ (ز) حوشب تابعی //

۲۱۲۳ (ز) حویزہ العصری ۷۱۸

۲۱۲۴ حوط العبدی //

۲۱۲۵ حوط بن مرہ //

۲۱۲۶ حولی //

باب حاء کے بعد یاء

۲۱۲۷ حَيَّان ۷۱۹

۲۱۲۸ حیان بن ابی جبلہ //

۲۱۲۹ حَيَّان بن صَخْر سَلَمَی //

۲۱۳۰ حیہ بن حابس //

۲۱۳۱ حُی بن جاثہ ثقفی ۷۲۰

کلمۃ الناشر

اُمت محمدیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ تمام امتوں میں سے بہتر امت ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی یہ شان و منزلت ہے کہ کسی نبی کے اصحاب کو وہ مقام و مرتبہ نہ مل سکا جو اصحاب محمد ﷺ کو میسر آیا۔ آج ہم دنیا کے اطراف و اکناف میں اسلام کا چرچا دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کی نشر و اشاعت کا کام تیزی سے جاری ہے، اس کا سبب ان نفوس قدسیہ کی جدوجہد ہے کہ جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے کلام حکیم میں یہ سند جاری فرمادی:

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾

”کہ وہ اپنے اللہ سے راضی ہوئے اور ان کا اللہ ان سے راضی ہوا۔“

الحمد للہ مکتبہ رحمانیہ کی طرف سے بیش قیمت اسلامی مطبوعات ترجمہ ہو کر آچکی ہیں۔ جن کی مقبولیت ہمارے قارئین کے اعتماد اور اطمینان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کتب احادیث و سیر کے مستند اور سلیس تراجم کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اس کی ایک کڑی **الْأَكْبَلِيَّةُ فِي تَبْيِينِ الصَّحَابِ** ہے جو کہ اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ ہماری یہ پرانی خواہش تھی کہ اصحاب رسول ﷺ کے تذکرے سے قلب و روح کو معطر کرنے والی اس معرکہ الآراء کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ الحمد للہ ہم نے صرف اور صرف اپنے رب کے فضل و کرم سے اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ ہمارا اس میں کوئی کارنامہ نہیں۔ اگر ہم نے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیا ہے تو یہ بھی اس رب العالمین کی عطا کردہ ہیں کہ جس کا کوئی شریک نہیں۔ امید ہے کہ قارئین کو ہماری یہ کاوش پسند آئے گی اور ہم ایک بار پھر ان کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔

الْأَكْبَلِيَّةُ فِي تَبْيِينِ الصَّحَابِ اہل علم کے ہاں نہایت معتبر اور اہم کتب میں شمار ہوتی ہے۔ اسے تذکار صحابہ میں مرجع کی حیثیت حاصل ہے۔ اگر ہم اسے اصحاب رسول ﷺ کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیں تو شاید یہ بات غلط نہ ہو۔ اصحاب علم و تحقیق پر اس کتاب کی اہمیت مخفی نہیں۔ دین کا کوئی طالب علم جو کہ احادیث کی چھان پھٹک اور ان کی تصحیح و تضعیف جس کا دائرہ علم ہو، وہ اس کتاب سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اس کے تحقیقی مدارج کی تکمیل کا اہم ترین ذریعہ **الْأَكْبَلِيَّةُ فِي تَبْيِينِ الصَّحَابِ** ہی ہوگی۔ اس کتاب کے مطالعے سے قاری کو بخوبی علم ہو سکے گا کہ کون کب ایمان لایا۔ کون اصحاب رسول میں شامل ہے اور کون نہیں۔ کس کا شمار حضرات صحابہ کے کس طبقے میں ہوتا ہے۔ کون مہاجرین میں سے ہے اور کون انصار میں سے۔ کون اصحاب بدر میں سے ہے اور کس نے حدیبیہ میں بیعت کی۔ کون سی پاک باز ہستیاں السابقون الاولون میں شمار ہوتی ہیں اور کن کے نصیب میں ہدایت آئی لیکن دور نبوت کے آخری ایام میں۔ غرض حضرات صحابہ کے بارے میں اس انداز کی بے شمار معلومات کو یہ کتاب سموئے ہوئے ہے۔ صاحبان تحقیق کے ساتھ ساتھ تاریخ کے طالب علموں کے لیے بھی یہ کتاب گنج ہائے گراں مایہ کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک عام پڑھ لکھے مسلمان کے لیے بھی اس کا مطالعہ بے حد فائدہ مند

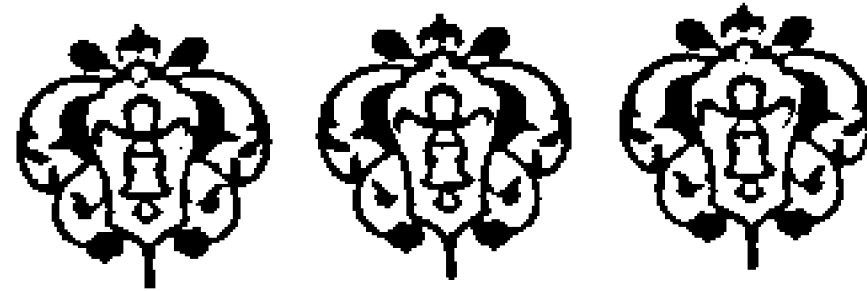
ہوگا۔ وہ جان سکے گا کہ اصحاب رسول ﷺ نے کس انداز سے دین حنیف کی سر بلندی کے لیے جدوجہد کی وہ ان کے حالات و واقعات سے آگاہ ہو سکے گا۔ اس کتاب کی ثقاہت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ اس کے مصنف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں۔ ان کا شمار اپنے دور کے عظیم محدثین اور علماء تحقیق میں ہوتا تھا۔ الْاَكْبَرُ فِي تَيْبِزِ الصَّحَابِ کی تیاری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی قیمتی زندگی کی چالیس بہاریں صرف کیں مگر اس کی تشنگی کو ختم نہ کر پائے۔ کتب سیر و تراجم میں اس کا شمار امہات الکتب میں ہوتا ہے۔ علماء و طلباء میں سے کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ حافظ موصوف ایک صد پچاس سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں مشہور فتح الباری ۱۲ جلدوں میں، تہذیب المعذیب ۱۲ جلدوں میں، الاصابہ ۸ جلدوں میں، لسان المیزان ۴ جلدوں میں اور تغلیق التعلیق ۵ جلدوں میں ہیں۔ اور تو اضع کا یہ عالم تھا کہ اپنی تصانیف پر تبصرہ کیا تو فرمایا ”میری اکثر تصانیف دوسرے اہل علم کی ایک کتاب کے بھی برابر نہیں لیکن بس قلم چل گیا۔“

کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنا آسان کام نہیں ہوتا۔ بسا اوقات یہ تصنیف و تالیف سے مشکل کام ثابت ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اس میدان کے شہسواران کٹھنایوں کو عبور کرتے ہوئے منزل مقصود تک جا پہنچتے ہیں۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں آسان مگر مستند تراجم پیش کریں۔ اس سلسلے میں ہم معزز قارئین کی تجاویز اور آراء کا خوش دلی سے خیر مقدم کریں گے۔

آخر میں ہم اپنے فاضل مترجم مولانا عامر شہزاد علوی، کمپوزر جناب جاوید اقبال اور پروف ریڈر جناب مولانا حافظ عبد المنان صاحبان کے شکر گزار ہیں کہ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ ”جس نے لوگوں کا شکر یہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکر بھی ادا نہ کیا۔“ سب افراد نے اپنے اپنے حصے کا کام بخوبی سرانجام دیا۔ ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، دعا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے سبب اللہ رب العزت ہمیں روز آخرت نبی مکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا ساتھ نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مصنف کے ساتھ ساتھ ناشر کو بھی ان درجات میں جگہ نصیب فرمائے جو اس نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے پیارے ساتھیوں کے لیے مخصوص کیے ہوئے ہیں۔

آمین یا رب العالمین

خادم العلم والعلماء
مقبول الرحمن



عرض مترجم

نحمدہ و نصلی و نسلّم علی رسولہ الکریم والہ و صحبہ و علی من علّمنا۔
 قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں جو کتاب ہے یہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی مشہور زمانہ تالیف ”الاصابة في تمييز الصحابة“ کا اردو ترجمہ ہے۔ علامہ مرحوم کی جلالت شان اور عظمت علمی پوری دنیا میں عیاں ہے۔ ان کا حدیث کے باب میں سب سے بڑا کارنامہ ”فتح الباری بشرح صحيح البخاری“ ہے۔ جس کا چرچا چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنے وقت کے یگانہ روزگار اور نابغہ دوراں تھے۔ انہیں اپنے زمانے کی ”اکیڈمی“ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان جیسا شخص امت محمدیہ میں بذات خود سروردو عالم رضی اللہ عنہما کا ایک یادگار معجزہ ہے۔ فللہ الحمد من قبل و من بعد۔
 بازار سے گزرنے والے اپنی افتاد طبع اور اپنے شوق و مزاج کے مطابق مختلف دوکانوں کا رخ کرتے ہیں۔ بالکل یہی ذوق کتابوں کے شائقین اور مطالعے کے رسیا لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ بعض تاریخی واقعات میں دلچسپی رکھتے تو بعض کا مزاج انہیں جنگی میدانوں اور خونریز معرکوں کی تصویر دیکھنے پر مجبور کرتا ہے، کسی کی فطرت احکام سے متعلق قرآنی آیات اور مجموعہ احادیث سے میل کھاتی ہے تو کوئی حدیث کی باریکیاں اور اس کی گتھیاں سلجھانے میں لذت قلبی محسوس کرتا ہے، کسی کو ازدواجی زندگی کے نشیب و فراز میں رہنمائی اور رہبری کے اصولوں کی تلاش رہتی ہے تو کوئی ادبی اور لطیف نکتہ بنجیاں ڈھونڈتا ہے۔ غرض ہر ایک کی تمنا و منشا دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ لہذا قارئین کرام اس بات کو مد نظر رکھیں کہ یہ نہ محض تاریخ کی کتاب ہے اور نہ خالص حدیث کا خزانہ ہے اور نہ اس میں فن جرح و تعدیل کی موشگافیاں ہیں اور نہ اس میں ہر صحابی کے مکمل حالات ہیں۔ اس کتاب کے مصنف کا اصل مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی فرد جس کے متعلق واضح، درمیانہ یا معمولی سا بھی تمغہ صحابیت سجانے کا ثبوت ملتا ہے اس کا ذکر اور اس سے متعلقہ کسی حدیث کا ذکر کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کے متعلق خود مصنف کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

انما اقتصر من حدیث الرجل علی ما یتعلق بترجمتہ فی اثبات صحبتہ او فضیلۃ لہ او نحو

ذلك. (ج ۲ ص ۱۰۱۶ عنوان ۴۵۶۶)

اسی بنا پر جا بجا مصنف لکھتے ہیں فیہ حدیث، ولہ قصۃ، کیونکہ اگر احادیث و واقعات کو جمع کرنا شروع کر دیں تو کتاب کی ضخامت دو گنی، چو گنی ہو جائے گی۔

اہم بات:

چونکہ ہر مصنف کی اپنی ترتیب ہے اور ہر شخص اپنی اصطلاح قائم کرنے میں آزاد ہے۔ یہ یاد رہے کہ اس کتاب میں جتنے نام ہیں وہ اول سے آخر تک سارے صحابہ نہیں بلکہ بعض غیر مسلم لوگوں کا تذکرہ بھی اس کتاب میں آ گیا ہے اور نمبر شمار میں انہیں بھی شمار کر لیا گیا ہے۔ خواتین سمیت کل ۱۲۳۰۰ (بارہ ہزار تین سو) افراد کا شمار ہوا ہے۔ بقول ذہبی ان حضرات کی تعداد آٹھ ہزار ہے جبکہ اسد الغابہ میں سات ہزار پانچ سو چون (۷۵۵۴) ہے، جس کی ترتیب یوں ہے کہ

قسم اول میں اصلاً صحابہ کا ذکر ہے جن کے بارے میں واضح ثبوت ہو، خواہ وہ ثبوت کسی بھی درجہ میں ہو۔

قسم ثانی میں ایسے حضرات کا ذکر ہے جو کمسنی میں اور بلوغت سے پہلے کی عمر میں سرورِ دو عالم ﷺ کی خدمت عالیہ میں پیش کیے گئے۔ جن میں سے بعض کو آپ ﷺ نے گھٹی ڈالی، بعض کو اپنا لعابِ دہن چٹایا، بعض کے سر پہ دستِ شفقت پھیرا اور بعض کے لیے دعا کی۔ ان کے لیے عموماً مصنف ”لہ رؤیة“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جس کا ترجمہ ہم نے ”دیدارِ نبوی ﷺ“ سے کیا ہے۔

قسم ثالث میں ایسے حضرات کا ذکر ہے جنہوں نے وہ دور پایا ہے جس میں نبی کریم ﷺ بنفسِ نفیس موجود تھے، خواہ یہ لوگ مسلمان ہوئے یا نہیں ہوئے۔ لیکن کسی بھی وجہ سے ان کی آپ ﷺ سے نہ ملاقات ہوئی اور نہ آپ ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ انہیں ”مُخَضَّرَمِي“ کہا جاتا ہے۔ مصنف ان کے لیے عموماً ”لہ ادراک“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں جس کا ترجمہ ہم نے ”انہوں نے دورِ نبوی ﷺ پایا ہے“ سے کیا ہے۔

قسم رابع میں ایسے افراد کا ذکر ہے جن کا وہم یا غلطی سے صحابہ میں تذکرہ ہو یا ان کا نام و نسب غلط لیا گیا ہے۔ اس پر مصنف تنبیہ کرتے ہیں۔ یہ قسم ان کی اپنی طبع زاد ہے ان سے پہلے کسی نے اس کا استعمال نہیں کیا۔ خود فرماتے ہیں:

و هذا القسم الرابع لا اعلم من سبقني اليه و لا من حام طائر فكره عليه. (مقدمة الكتاب)
یہ تو کتاب کی ترتیب اور مصنف کی پیش کردہ باتوں سے متعلق گفتگو تھی۔

آخر میں راقم الحروف ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے کسی بھی درجہ میں اس عظیم کام میں اس کی معاونت، رہنمائی اور دستگیری کی۔ خصوصاً وکیل صحابہ حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی خدمت میں راقم خصوصی کار کے ذریعہ اپنے خسر کے ہمراہ سفر کر کے حاضر ہوا اور حضرت کی اہم باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کام کو صحیح نہج و انداز سے جاری رکھا۔ مولانا کے الفاظ تھے ”ابن حجر اپنے فن کے بڑے فاضل ہیں“، ”اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنے بڑے علمی کام کی توفیق بخشی ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہ رہنے دیں“ اور ڈھیر ساری دعاؤں سے رخصت کیا۔

دوسری اہم شخصیت استادِ محترم مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی ہے۔ آپ نے خط میں تحریر فرمایا کہ ”میں اپنی مشغولیات کی وجہ سے مزید جواب دینے سے قاصر ہوں، چند ایک باتوں کا ذکر کر دیتا ہوں“۔ میں نے پوچھا ”مولیٰ“ کا کیا ترجمہ کرنا بہتر ہے۔ آپ نے لکھا: ”(۴) مولیٰ فلان لغۃ اس لفظ میں دونوں ”غلام“ اور ”آزاد کردہ غلام“ کے معنوں کا احتمال ہے۔ لہذا ترجمہ میں مولیٰ ہی لکھنا چاہیے“ جس کا ترجمہ میں التزام کیا گیا ہے۔ میں نے پوچھا سند، سنن اور جامع مؤنث ہیں یا نہ کر؟ آپ نے لکھا: ”(۵) سند، سنن اور جامع تینوں مؤنث ہیں“۔ اس کے بعد مزید استفسار کا موقع نہ ملا۔ حضرت کا ارسال کردہ جواب بطورِ برکت و ثبوت شامل مقدمہ ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و سلام علی المرسلین.

اہل علم سے گزارش ہے جہاں کوئی علمی فروگزاشت نظر آئے آگاہ کر کے شکرِ یے کا موقع فراہم کریں جس کا خود راقم پر احسان ہوگا۔ اور جس ادارے کی بدولت یہ سارا کام پایہ تکمیل تک پہنچا اس کا بھی تہہ دل سے احسان مند ہوں۔ خصوصاً ناصر مقبول صاحب کا جنہوں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور راقم کو علمی ضروریات کا سامان بہم پہنچایا۔

عامر شہزاد علوی
فاضل دارالعلوم کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُتَكَلِّمَات

ہمارے شیخ، امام، شیخ الاسلام، مشہور علماء کے بادشاہ، زمانے کے حافظ الحدیث اور اس کا املا کرانے والے، سنت کا جھنڈا اٹھانے والے، تعدیل و تخریج کرنے والوں کے سرخیل، ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد بن حجر العسقلانی الشافعی (اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت سے رکھے) نے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہر چیز کو گن کر محفوظ رکھا ہے اور اپنی مخلوق میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی، جو مختلف طبقات ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس نے بیوی بنائی اور نہ بیٹا اور نہ کوئی بادشاہت میں اس کا شریک ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے برگزیدہ، خلیل، انتہائی معزز سردار بندے اور مدد یافتہ حبیب ہیں۔ کیا ہی پاکیزہ ان کی نسل واصل ہے اور کس قدر شائستہ ان کی خواہگاہ اور پیدائش گاہ ہے اور کیا ہی معزز ان کے صحابہ ہیں۔ جو رہنمائی حاصل کرنے کے ستارے اور قابل اقتداء امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور ان پر ایسا درود بھیجے جو ہمیشہ برقرار رہے۔ ایسا سلام بھیجے جو ابد تک قائم رہے اور خوب سلامتی نازل فرمائے۔

حمد و صلوة کے بعد یہ بات جانی چاہیے کہ علوم دین میں سے حدیث نبوی کا شرف سب سے زیادہ ہے اور حدیث کے معارف میں اعلیٰ ترین درجہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بعد کے لوگوں سے تمیز کرنا ہے۔

اس سلسلہ میں حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے جس قدر انھیں اطلاع ملی انھوں نے تصانیف جمع کی ہیں۔ ان میں سے پہلے پہل جنہیں میں جانتا ہوں ابو عبد اللہ بخاری کی تصنیف ہے، انہوں نے مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے جس سے ابوالقاسم بغوی وغیرہ نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے مشائخ میں سے ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام، بعد کے لوگوں کے ساتھ ملا کر جمع کیے ہیں۔ جیسے خلیفہ بن خیاط، محمد بن سعد، ان کے ہمعصر جیسے یعقوب بن سفیان، ابوبکر بن ابی خیمہ، اس فن کے متعلق ان کے بعد کی ایک جماعت نے بھی تصانیف چھوڑی ہیں۔ جیسے ابوالقاسم البغوی، ابوبکر بن ابی داؤد، عبدان، ان سے کچھ عرصہ پہلے کے لوگ جیسے مطین، پھر ابوعلی بن السکن، ابو حفص بن شاہین، ابومنصور الماوردی، ابو حاتم بن حبان، جیسے طبرانی اپنی معجم کبیر کے ضمن میں یہ اسماء ذکر کرتے ہیں پھر جیسے ابو عبد اللہ بن مندہ، ابو نعیم، پھر ابو عمر بن عبد البر، انہوں نے اپنی کتاب کا نام الاستیعاب اس گمان سے رکھا کہ انہوں نے اپنے سے پہلے کی کتب کا استیعاب کیا ہے۔ اس کے باوجود ان سے کئی چیزیں رہ گئی ہیں جس پر ابوبکر بن فتحون نے جامع ضمیمہ لکھا ہے، اور ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اس پر حواشی تحریر کیے ہیں۔ ابوموسیٰ مدینی نے ابن مندہ کی کتاب پر بڑا ضمیمہ لکھا ہے۔

انہی لوگوں کے زمانے میں بہت سے لوگوں نے اس فن پر بھی لکھا جن کا شمار مشکل ہے تا آنکہ ساتویں صدی کے ابتدائی سالوں میں عز الدین ابن الاثیر نے بھرپور کتاب جمع کی جس کا نام انہوں نے ”اسد الغابہ“ رکھا، جس میں انہوں نے سابقہ کئی تصانیف کو جمع کر دیا البتہ انہوں نے اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کی، یوں انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بہت سے ان لوگوں کو رلا ملا دیا جو صحابی نہیں تھے اور ان لوگوں کی کتابوں میں جو بہت سے وہم تھے ان پر زیادہ تر تنبیہ کرنے سے تغافل برتا پھر ان کی کتاب سے حافظ عبد اللہ الذہبی نے مزید اضافوں کے ساتھ ناموں کو جدا کیا، اور ان پر علامت لگا دی جس کا ذکر غلطی سے ہو گیا یا جن کی صحابیت درست نہ تھی لیکن ان سے بھی احاطہ نہ ہو سکا بلکہ قریب بھی نہ پہنچے۔

تتبع و تلاش سے مجھے بہت سے نام ایسے ملے ہیں جو ان دونوں کی شرط کے مطابق نہ ان کی اصل میں ہیں مگر نہ کتاب میں۔ یوں میں نے اس بارے میں ایک ضخیم کتاب جمع کر لی، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دوسروں سے ممتاز کیا ہے۔ اس سب کے باوجود ہمیں ابو زرہ رازی کی بات کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے عشر عشر سے بھی واقفیت حاصل نہ ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا یا آپ ﷺ سے کچھ سنا ان کی تعداد ایک لاکھ مرد و عورتوں سے زیادہ تھی جن میں سے ہر ایک نے آپ ﷺ سے سن کر یاد دیکھ کر روایت کی ہے۔

ابن فتحون ذیل الاستیعاب میں یہ بات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ابو زرہ رازی نے یہ جواب اس شخص کو دیا جس نے آپ ﷺ سے روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا، تو ان کے علاوہ کی تعداد کا کیا حال ہوگا؟ اس کے باوجود وہ تمام حضرات جن کا ذکر استیعاب میں ہے یعنی جن کا ذکر نام، کنیت کے ساتھ آیا ہے وہ تین ہزار پانچ سو ہیں۔ نیز انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے ان کی شرط کے مطابق ان کے ذکر کردہ لوگوں کے قریب استدراک کیا ہے۔

میں ابن حجر کہتا ہوں کہ میں نے حافظ ذہبی کی لکھی تحریر ان کی کتاب ”التجريد“ سے پڑھی جو یہ ہے: ہو سکتا ہے سب صحابہ آٹھ ہزار ہوں اگر زیادہ نہ ہوئے تو کم نہ ہوں گے۔ پھر میں نے انہی کی تحریر دیکھی کہ ”اسد الغابہ“ میں تعداد میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سات ہزار پانچ سو چوں (۷۵۵۴) آدمی ہیں۔ پھر جس سے ابو زرہ رازی کی دونوں باتوں کو تائید ملتی ہے وہ روایت ہے جو تبوک کے قصہ میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں ثابت ہے۔ ”لوگ اتنی کثیر تعداد میں تھے جنہیں کسی رجسٹر میں شمار نہیں کیا جاسکتا تھا“۔

اور امام ثوری سے اس روایت میں ثابت ہے جو خطیب نے اپنی ان کی صحیح سند میں نقل کی ہے۔ فرمایا: جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا تو اس نے بارہ ہزار لوگوں پر عیب لگایا، رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت ان سے راضی تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ نبی علیہ السلام کے بارہ سال بعد کی بات ہے، اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بہت سے ایسے افراد جو فتنہ ارتداد اور فتوحات کے دوران فوت ہوئے ان کے نام محفوظ نہیں کیے گئے۔ اسی طرح جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتوحات، عام طاعون اور طاعون عمواس وغیرہ میں فوت ہوئے ان کی کثرت کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے اسماء اس وجہ سے پردہ خفا میں رہے کہ ان میں سے اکثریت دیہات کے رہنے والوں کی تھی جن میں زیادہ تر حجة الوداع کے موقع پر حاضر ہوئے تھے۔ واللہ اعلم میں نے جو کتاب جمع کی تھی اس کی تمییز و صفائی کے متعلق بھائیوں کی ایک جماعت کا مطالبہ بڑھ گیا تو میں نے اس

بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، پھر میں نے اس کتاب کو اس کے ہر حرف میں سے چار حصوں میں مرتب کیا۔

قسم اول: جن کا صحابی ہونا ان سے یا ان کے غیر سے روایت کے انداز میں ثابت ہوا، چاہے وہ روایت کا طریقہ صحیح ہو، حسن ہو یا ضعیف یا ان کا ذکر جس طریقہ پر بھی ہو لیکن اس سے صحابیت کا پتہ چلتا ہو۔ میں نے پہلے اس ایک قسم کو تین اقسام پر مرتب کیا تھا پھر مجھے محسوس ہوا کہ اسے ایک ہی قسم بنایا جائے جسے میں ہر سوانح عمری میں ممتاز کر دوں گا۔

قسم ثانی: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے وہ بچے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سن تمیز کو نہ پہنچے تھے، کیونکہ ان کا ذکر صحابہ میں کرنا اس گمان غالب پر مبنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا ہے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنے بچوں کو ولادت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لانے کے بے شمار اسباب ہیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں گھٹی دیں ان کا نام رکھیں ان کے لیے برکت کی دعا کریں۔ اس بارے میں احادیث و اخبار بہت مشہور ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہشام بن عروہ، وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تو آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے تھے“۔ اور حاکم نے مستدرک میں کتاب الفتن میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: ”جس کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعائے خیر فرماتے“۔ (الحديث)

اور ابن شاہین نے کتاب الصحابہ میں محمد بن طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی میں محمد بن عبد الرحمن جو ابو طلحہ کے آزاد کردہ غلام تھے کی سند سے محمد بن طلحہ کی دایہ کے خاوند سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: جب محمد بن طلحہ کی ولادت ہوئی تو میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا تاکہ آپ انہیں گھٹی دیں اور ان کے لئے دعا کریں، بچوں کے ساتھ اس طرح کا رواج تھا۔ لیکن محققین اہل علم جنہیں حدیث کا علم ہے ان کے نزدیک ان لوگوں کی احادیث مراسل میں شمار ہوتی ہیں۔ اسی بنا پر میں نے انہیں قسم اول کے لوگوں سے علیحدہ کیا ہے۔

قسم ثالث: جن مخصّصین کا ذکر مذکورہ کتب میں ہے جنہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے اور کسی روایت سے کبھی بھی اس کا ثبوت نہیں ملا کہ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور نہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ چاہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہوئے یا نہیں، حدیث کا علم رکھنے والے علماء کے نزدیک یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نہیں ہیں۔ اگرچہ بعض لوگوں نے بعض کو معرفۃ الصحابہ کی کتابوں میں ذکر کر دیا ہے تو وہاں انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ انہوں نے ان کا ذکر اس طبقہ سے قریب ہونے کی وجہ سے کیا، نہ یہ کہ وہ اس طبقہ صحابہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جنہوں نے اس کی وضاحت کی ان میں سے ابن عبد البر اور ان سے پہلے ابو حفص بن شاہین ہیں۔ انہوں نے نجاشی کے حالات زندگی نقل کرنے سے یہ معذرت کی کہ نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تصدیق کی ہے وغیرہ۔ جو آدمی اس طرح کا ہوگا وہ ان کے نزدیک صحابہ میں شامل ہو جائے گا تو پھر کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔

اور اس شخص سے غلطی ہوئی ہے جس نے عبد البر سے اس بات کو نقل کرنے پر اعتماد کر لیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (مخصّصین) صحابہ ہیں بلکہ ابن عبد البر کی مراد انہیں ذکر کرنے سے واضح ہے جو انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں بیان کی۔ جیسا کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی احادیث، علم حدیث رکھنے والے علماء کے نزدیک بالاتفاق مرسل ہیں۔ ابن عبد البر نے

تمہید اور اپنی دوسری کتب میں خود اس کی تصریح کی ہے۔

قسم رابع: جن کا ذکر مذکورہ کتب میں غلطی اور وہم سے ہو گیا، اس کا بیان ظاہر ہے جس پر اہل حدیث کے طریقوں کا اعتماد ہے میں نے صرف اس کو ذکر کیا جس میں وہم واضح تھا۔ اور جہاں وہم نہ ہونے کا احتمال تھا اسے ذکر نہیں کیا البتہ وہ احتمال ایسا ہو جس کا باطل ہونا گمان غالب کا درجہ رکھتا ہو۔

مجھے معلوم نہیں کہ اس چوتھی قسم کی طرف مجھ سے پہلے کسی نے سبقت کی ہو۔ اور نہ اس کی فکر کے پرندے نے اس پر پرواز کی ہو۔ وہ اس شاندار (باب) فن کی مطلوبہ گمشدہ چیز ہے اور اس دل لبھاتے فن کا مکھن ہے جسے کوئی عقلمند ماہر بلوئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی تکمیل پر مدد کا سوال کرتا ہوں، اور یہ کہ وہ اسے اپنی کریم ذات کے لئے خالص کر دے اور مجھے اپنے فضل و احسان والے گھر میں بہترین جزا دے بے شک وہ قریب ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے۔ مذکورہ اقسام شروع کرنے سے پہلے میں اہم فصلیں ذکر کروں گا جن کی اس نوع میں ضرورت پڑتی ہے۔

فصل اول: صحابی کی تعریف

سب سے صحیح تعریف جو مجھے معلوم ہوئی یہ ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جس کی ایمان کی حالت میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو، جس کی بنا پر ہر وہ شخص صحابہ میں شامل ہوگا جس کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو، خواہ اس کی نشست زیادہ دیر رہی یا کم، اور جس نے آپ سے روایت کی یا نہیں کی، اور جس نے آپ کی معیت میں جہاد کیا یا نہیں کیا اور جس نے صرف آپ ﷺ کو دیکھا اگرچہ آپ ﷺ کی مجلس اختیار نہیں کی اور جو کسی معذوری مثلاً نابینے پن کی وجہ سے آپ کو نہیں دیکھ سکا۔ ایمان کی شرط سے کافر، خارج ہو جائے گا اگرچہ وہ بعد میں مسلمان ہو گیا، کیونکہ اسے دوسری مرتبہ ملاقات کا موقع نہیں ملا، ہم نے جو یہ کہا کہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے، اس سے وہ شخص خارج ہو جائے گا جس کا کسی اور پر ایمان ہوگا جیسے بعثت سے پہلے جن ہومنین اہل کتاب کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ کیا وہ شخص صحابہ میں شامل ہوگا جس کی ملاقات آپ ﷺ سے ہوئی اور اس کا اس پر ایمان ہے کہ آپ ﷺ مبعوث ہوں گے، یا وہ شامل نہیں ہوگا؟ یہ بات قابل احتمال ہے انہی میں بحیرا راہب اور اس جیسے لوگ شامل ہیں۔

ہماری شرط ”آپ پر ایمان رکھتے ہوئے“ کی وجہ سے انسان و جنات میں سے ہر مکلف داخل ہوگا۔ مذکورہ شرط کی بنا پر جنات میں سے ایماندار لوگ جن کے نام محفوظ ہیں متعین ہو جائیں گے۔ ابن الاثیر نے ابو موسیٰ پر بعض ان جنات کی تخریج کی وجہ سے نکیر کی ہے جن کا ذکر کتاب الصحابہ میں آیا ہے تو جو کچھ میں نے ذکر کیا اس کی وجہ سے نکیر نہیں ہے۔ جبکہ ابن حزم نے اٹھلی میں کتاب الاقصیٰ میں کہا ہے: جس نے اجماع کا دعویٰ کیا اس نے اُمت پر جھوٹ بولا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ جنوں کی ایک جماعت ایمان لائی انہوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا ہے تو وہ فضیلت والے صحابہ ہیں۔ تو دعویٰ دار کے لئے اجماع کہاں سے ثابت ہوا؟

یہ جو انہوں نے اجماع کا مسئلہ ذکر کیا ہے اس میں ہم ان کی موافقت نہیں کرتے۔ میں نے تو ان کا کلام صرف اس لیے ذکر

کیا ہے کہ وہ (جنات) صحابہ ہیں۔

کیا فرشتے (صحابہ میں) شامل ہوں گے؟ یہ بات محل نظر ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ کیا آپ فرشتوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے یا نہیں؟ تو امام فخر الدین رازی نے اسرار التنزیل میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام فرشتوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے، اس نقل میں ہم اعتراض کر سکتے ہیں۔ بلکہ شیخ تقی الدین سبکی نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ آپ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث تھے، دلائل میں آپ نے بہت سی چیزیں پیش کی ہیں جن کی شرح طویل ہو جائے گی۔ اس مسئلہ کی اس اصل پر بنیاد رکھنے کی درستی و صحت میں اشکال ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔

ہم نے جو یہ کہا: ”اسلام کی حالت میں اس کی موت ہوئی ہو“ اس کی وجہ سے العیاذ باللہ وہ لوگ نکل گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت ایمان میں ملے تو ضرور لیکن پھر مرتد ہو گئے یا ارتداد کی حالت میں مر گئے ان کی تعداد تھوڑی سی ہے جیسے عبید اللہ بن جحش جو اُمّ حبیبہ کا خاوند تھا، وہ انہی کے ساتھ مسلمان ہوا، حبشہ ہجرت بھی کی لیکن وہاں جا کے عیسائی ہو گیا اور اسی مذہب پر اس کی موت ہوئی یا جیسے عبداللہ بن نطل جسے اس حالت میں قتل کیا گیا کہ وہ کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا تھا۔ اسی طرح ربیعہ بن اُمیہ بن خلف جیسا کہ میں قسم رابع میں حرف را کے تحت ان کے حالات میں وضاحت کروں گا۔ اس قسم میں وہ شخص شامل ہوگا جو مرتد ہونے کے بعد مرنے سے پہلے اسلام کی طرف پلٹ آیا۔ چاہے دوسری مرتبہ اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی یا نہیں ہوئی یہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔

پہلی شق اس قسم میں داخل ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ دوسری شق کے بارے میں بعض لوگوں نے احتمال ظاہر کیا ہے جو کہ قابل تردید ہے اس لئے محدثین نے اشعث بن قیس کو صحابہ میں شامل کرنے پر اجماع کیا ہے۔ نیز صحاح و مسانید میں ان کی احادیث نقل کرنے پر بھی اجماع ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرتد ہو کر دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تھے۔

یہ تعریف محققین کے نزدیک جیسے بخاری اور ان کے شیخ احمد بن حنبل اور جو ان دونوں کے پیروکار ہیں زیادہ صحیح اور پسندیدہ قول پر مبنی ہے۔ اس صحیح قول کے علاوہ دیگر شاذ اقوال بھی ہیں۔ جیسے کسی نے کہا ہے کہ وہی شخص صحابی شمار ہوگا جس میں چار اوصاف میں سے کوئی ایک وصف ہو، جس کی نشست زیادہ دیر رہی ہو یا اس کی روایت یاد کی گئی ہو یا یہ بات محفوظ ہو کہ اس نے آپ علیہ السلام کی معیت میں جہاد کیا ہے یا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں شہید ہوا ہو۔ اسی طرح جس نے صحابیت کی درستی کے لیے عقل و تہیز تک پہنچنے کی شرط لگائی یا مجالست کی شرط لگائی اگرچہ وہ تھوڑی ہو۔

ایک جماعت نے مطلقاً کہا ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ صحابی ہے، جسے سن تہیز پر محمول کیا جائے گا اس لئے کہ جس کی عمر سن تہیز نہیں اس کی طرف روایت و دیدار کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں! یہ تب صادق آسکتی ہے جب آپ علیہ السلام نے اسے دیکھا ہو تو وہ اس حیثیت سے صحابی ہوگا اور روایت کی حیثیت سے تابعی ہوگا۔ کیا اس میں وہ شخص شامل ہوگا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میت دیکھی اور ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین نہیں ہوئی۔ جیسا کہ اس طرح کی صورت حال ابو ذؤبیب ہذلی شاعر کے ساتھ پیش آئی؟ اگر یہ واقعہ درست ثابت ہو جائے تو محل نظر ہے رائج یہی ہے کہ وہ صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل نہیں ہیں۔

کسی شخص کے صحابی ہونے کے بارے میں جس سے پہچان ہوتی ہے ائمہ کے اقوال مجمل ہیں۔ اگرچہ اس کی صراحت بیان

نہیں ہوئی۔ اور ابن ابی شیبہ نے جس طریق سے نقل کیا ہے اس سے کوئی حرج نہیں ”کہ غزوات میں صرف صحابہ ہی کو امیر بنایا جاتا تھا اور ابن عبد البر کا قول کہ مکہ اور طائف میں دس ہجری میں جو شخص بھی تھا وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اور حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ حاضر تھا۔ اسی طرح کا قول اوس اور خزرج کے بارے میں بھی ہے کہ ”نبی ﷺ کے آخری زمانہ میں ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ بچا کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوا ہو اور ہنوز نبی ﷺ فوت نہیں ہوئے کہ ان میں سے کوئی کفر کا اظہار کرتا ہو۔ واللہ اعلم

فصل ثانی: کسی شخصیت کے صحابی ہونے کی پہچان کا طریقہ

جو کئی اسباب سے حاصل ہو سکتا ہے، سب سے اول یہ کہ تواتر سے ثابت ہو کہ وہ شخص صحابی ہے پھر شہرت و چرچے سے پھر صحابہ کی خبر واحد سے یہ روایت کی جائے کہ فلاں شخص مثلاً صحابی ہے اسی طرح تابعین کی خبر واحد سے وہ روایت ہے جس کی بنیاد ایک شخص کے تزکیہ و تعدیل قبول کرنے پر ہو۔ یہی رائج بات ہے پھر وہ شخص جس کی عدالت اور معاشرت نبوی ثابت ہو خود ہی کہہ دے میں صحابی ہوں۔

شرط اول: عدالت ہے اسی پر آدمی نے اعتماد کیا ہے کیونکہ اس شخصیت کی عدالت ثابت ہونے سے پہلے یہ کہنا: ”میں صحابی ہوں“ یا جو اس بات کے قائم مقام ہو، اس کے قول کو قبول کرنے سے اس کی عدالت ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ہیں۔ تو یہ کہنا، کسی کہنے والے کی اس بات کی طرح ہو جائے گا: ”میں عادل ہوں“ اور یہ قبول نہیں کیا جاتا۔

شرط ثانی: معاشرت ہے جس کا اعتبار ہجرت نبوی سے ایک سو دس (۱۱۰) سال سے کیا جائے گا جس کی دلیل آپ ﷺ کا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اخیر عمر میں یہ ارشاد ہے: ”کیا تمہیں اپنی یہ رات معلوم ہے؟ اس صدی کے آخر میں آج جو موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔“ جسے بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کی وفات سے ایک ماہ پہلے کا ہے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرمایا: مجھے اللہ کی قسم! آج جو شخص زمین پر زندہ ہے وہ ایک صدی گزرنے کے بعد زندہ رہے۔“ اسی نکتہ کی بنا پر ائمہ نے کسی شخص کا دعویٰ صحابیت مذکورہ مدت گزرنے کے بعد قبول نہیں کیا۔ ایک جماعت نے دعویٰ بھی کیا لیکن ان کی تکذیب کی گئی۔ ان کا آخری شخص رتن ہندی ہے جیسا کہ ہم قسم رابع میں ان کے حالات ذکر کریں گے تو جیسا کہ میں نے ثابت کیا ظاہر یہی ہے کہ ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

پھر جس شخص کا حال صرف اسی سے معلوم ہو سکے تو آدمی کے کلام کا جو پہلے گزر چکا اور ان کے قبیحین کے کلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ ایسے شخص کی صحابیت ثابت نہ ہو، جبکہ ابوالحسن بن قطان نے اس سلسلہ میں اختلاف نقل کیا ہے۔ اور عدم ثبوت کو ترجیح دی ہے اور ابن عبد البر نے قبول پر اعتماد کیا ہے اس بنا پر کہ بظاہر وہ جرح سے محفوظ ہے اور ائمہ حدیث کے تصرف سے اس کو تقویت دی ہے کہ انہوں نے اپنی مسانید میں اس قسم کی احادیث نقل کی ہیں۔ لیکن ایسے شخص کے سابقہ لوگوں سے رتبہ کی کمی میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس

✽ اخرجہ البخاری فی کتاب: مواقیب الصلاة، باب: ذکر العشاء والعتمة و من راہ واسعا (الحديث ۵۶۴) و اخرجہ مسلم فی

کتاب فضائل الصحابة، باب: قوله ﷺ لا تاتي مائة سنة و على الارض نفس منقوسة اليوم (الحديث ۶۴۲۶).

✽ اخرجہ مسلم فی کتاب فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ لا تاتي مائة سنة و على الارض (الحديث ۶۴۳۰).

قسم کی صورتوں میں پہلے یہ ہے کہ تابعی کہے: مثلاً مجھے فلاں شخص نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، چاہے وہ تابعی اس شخص کا نام لے یا نہ لے، البتہ جب وہ یوں کہے: مجھے فلاں شخص نے نبی علیہ السلام کی فلاں بات کے متعلق بتایا تو اس سے صحابی ہونے کا ثبوت بعید ہے اس لیے کہ اس میں ارسال کا احتمال ہے۔ اس بات میں فرق کرنے کا احتمال ہے کہ کہنے والا کبار تابعین سے ہو تو قبولیت کو ترجیح دی جائے گی یا صغار تابعین سے ہے تو تردید کو ترجیح دی جائے گی اس کے باوجود جن لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں تصانیف کیں وہ ایسے لوگوں کو اپنی کتابوں میں شامل کرنے سے باز نہ رہے۔ واللہ اعلم

ضابطہ:

اس کی معرفت سے بڑے مجمع کی صحابیت کا فائدہ ہوتا ہے ان کے بارے میں ایسا وصف تسلیم کیا جائے جو اس بات کا ضامن ہو کہ وہ صحابہ ہیں، جو تین آثار سے ماخوذ ہے۔

الاول: ابن ابی شیبہ نے ایک سند سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: جنگوں میں امارت صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملتی تھی تو جو شخص ارتداد اور فتوحات کے بارے آنے والی روایات تلاش کرے گا اسے بہت کچھ مل جائے گا۔ جن کا تعلق قسم اول سے ہوا۔

الثانی: امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: جس کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا، آپ اس کے لیے دعا کرتے تھے جس سے بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ قسم دوم سے ہوئے۔

الثالث: ابن عبدالبر نے ایک سند سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ اور طائف میں دس ہجری میں جو شخص بھی تھا مسلمان ہو گیا اور نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حاضر تھا۔ یہ بات اپنی جگہ، حقیقت میں وہ لوگ اتنی تعداد میں تھے کہ ان کا شمار کرنا مشکل تھا لیکن ان میں سے ایک شخص معروف ہو جاتا جس کا تقاضا یہ ہوتا کہ وہ شخص اس وقت میں موجود تھا، لہذا قسم اول یا ثانی کے ساتھ ملا دیا جاتا، کیونکہ انہیں نبی ﷺ کا دیدار حاصل ہے اگرچہ آپ علیہ السلام نے انہیں نہیں دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

فصل ثالث: صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں، جس کی کچھ بدعتی فرقوں نے مخالفت کی ہے۔ خطیب نے ”الکفایہ“ میں اس پر ایک نفیس فصل قائم کی ہے وہ فرماتے ہیں: ”صحابہ کی عدالت ثابت اور معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی عدالت و صفائی بیان کی ہے ان کی طہارت و پاکیزگی کی اطلاع دی، انہیں پسند فرمایا ہے۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے“۔ (آل عمران: ۱۱۰)

ارشاد ہے: ”اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا“۔ (البقرہ: ۱۴۳)

ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ ان ایمانداروں سے راضی ہو گیا جو درخت تلے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کو

ان کی دلی حالت کا علم ہے“۔ (الفتح: ۱۸)

اور ارشاد ہے: ”وہ مہاجرین و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو راست

بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ (التوبہ: ۱۰۰)

ارشاد ہے: ”اے نبی! اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہارے متبعین ایمانداروں کی مدد کے لیے کافی ہے۔“ (الانفال: ۶۴)

ارشاد ہے: ”(اور یہ مال) ان فقراء مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیئے گئے وہ اللہ تعالیٰ

کافضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حمایت پر تیار رہتے ہیں، یہی راست باز

لوگ ہیں... اس ارشاد تک... (اے ہمارے رب!) تو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔“ (الحشر: ۸-۱۰)

بہت سی آیات میں (یہ فضائل موجود ہیں) جن کا ذکر طویل ہے اور کئی مشہور احادیث جن کی تعداد زیادہ ہے ان سب کا

تقاضا یہ ہے کہ ان کی عدالت و صفائی پر یقین رکھا جائے۔ ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی صفائی بیان کر چکنے کے بعد مخلوق میں سے

کسی کی طرف سے صفائی بیان کرنے کا محتاج نہیں رہا۔

اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان کے بارے میں کچھ بھی بیان نہ ہوتا جو کچھ ہم نے ذکر کیا پھر بھی

ہجرت کی وہ حالت جس پر وہ قائم تھے۔ جہاد اسلام کی نصرت و حمایت، جان و مال کا قربان کرنا، باپ بیٹوں کو (اسلام کا دشمن ہونے کی

وجہ سے) قتل کرنا، دین کی خیر خواہی کرنا، ایمان و یقین کی قوت، ان کی عدالت کا یقین، ان کی براءت کا اعتقاد ضرور پیدا کر دیتی اور یہ

کہ وہ گزرے ہوئے لوگوں سے اُن کے بعد سب سے افضل ہیں اور جو قابل بھروسہ لوگ ان کے بعد آئیں گے ان سے اعلیٰ ہیں۔

یہی تمام علماء اور جن کی بات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے کا مذہب ہے۔

پھر انہوں نے ابو زرہ رازی سے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ جب تم کوئی ایسا شخص دیکھو جو اصحاب رسول اللہ ﷺ کی

تنقیص کرتا ہو تو اس بات کو مان لو کہ وہ بے دین ہوگا، جس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ برحق ہیں، قرآن حق ہے اور آپ ﷺ کی

تعلیمات حق ہیں اور یہ سب کچھ ہم تک صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہنچایا ہے اور یہ زندیق لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں کو ناقابل اعتماد قرار

دے کر کتاب و سنت کو بے کار کر سکیں، بے اعتباری اور جرح کے قابل زنادقہ خود ہیں۔

صحابہ کی فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان میں مقصود کی وضاحت کے لیے وہ روایت ہے جو

ترمذی اور ابن حبان نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! انہیں (اپنے اعتراضات کا) نشانہ نہ بنانا، جو ان سے

محبت رکھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی

وجہ سے ان سے بغض کرے گا، جس نے انہیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور مجھے ایذا رسانی گویا

اللہ تعالیٰ کی ایذا رسانی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائے گا عنقریب اللہ اس کی پکڑ فرمائے گا۔“

ابو محمد بن حزم نے فرمایا کہ یقیناً تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح

سے پہلے خرچ اور جہاد کیا۔ ان کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں۔ (الحديد: ۱۰)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”رہے وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی کا وعدہ پہلے ہی ہو چکا ہے تو وہ یقیناً اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔“ (الانبیاء: ۱۰۱)

لہذا معلوم ہوا وہ سارے جنتی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اس لیے سابقہ آیت میں انہیں ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔

کوئی اگر یہ کہے کہ خرچ کرنے اور قتال کرنے کی قید تو ان لوگوں کو خارج کر دے گی جو اس صفت سے موصوف نہ ہوں، اسی طرح سابقہ آیت میں احسان کی شرط جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے:

”مہاجرین و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے۔“ (التوبہ: ۱۰۰)

اس شخص کو خارج کر دے گی جو اس صفت سے متصف نہ ہو، اور مقصود کی سب سے زیادہ وضاحت اسی سے ہوتی ہے۔ اسی بنا پر مازری نے شرح برہان میں کہا ہے: ہماری مراد ”سارے صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں“ سے یہ نہیں کہ جس نے آپ ﷺ کو کسی دن دیکھا، یا چند گھڑیوں میں آپ ﷺ کی زیارت کی، یا کسی غرض سے آپ ﷺ سے ملاقات کر کے جلد جدا ہو گیا۔ بلکہ ہماری مراد وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ سے جڑے رہے، جنہوں نے آپ ﷺ کی مدد و نصرت کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا، یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ قیودات و شرائط غالباً مخرج کے طور پر ہیں۔ ورنہ انفاق، قتال سے مراد بالفعل ہے یا بالقوة۔ جہاں تک مازری کا کلام ہے تو کسی نے ان کی موافقت نہیں کی۔ بلکہ فضلاء کی ایک جماعت نے ان پر اعتراضات کیے ہیں۔ شیخ صلاح الدین علائی نے فرمایا: یہ غریب قول ہے جس کی وجہ سے بہت سے حضرات جنہیں صحبت و روایت میں شہرت حاصل ہے عدالت کا حکم لگانے سے طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے خارج ہو جاتے ہیں، جیسے وائل بن حجر، مالک بن الحویرث، عثمان بن ابی العاص، اور ان کے علاوہ وہ لوگ جو آپ ﷺ کے پاس آئے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر واپس چلے گئے۔ اسی طرح وہ حضرات خارج ہو جائیں گے جن کی شہرت صرف ایک حدیث کی روایت سے ہے، قبائل کے اعرابی لوگوں کے قیام کی مقدار معلوم نہیں، عام رکھنے کا قول ایسا ہے جس کی جمہور نے تصریح کی ہے، یہی معتبر ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم کا رواج اگرچہ ان کی ملاقات آپ ﷺ سے مختصر ہی کیوں نہ ہو، خلفاء راشدین اور دیگر لوگوں میں رہا ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ وہ ہے جو میں نے کتاب الخوارج تالیف محمد بن قدامہ مروزی ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی جنہوں نے ان سے دو سو سینتالیس (۲۴۷) میں سنا۔ فرماتے ہیں: ہم سے علی بن جعد، ان سے زہیر۔ جو جعفی ہیں۔ نے انہوں نے اسود بن قیس سے، انہوں نے نیج العزلی سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور میں نے

ابو الحسن علی بن احمد المرادی کے سامنے دمشق میں پڑھا، زینب بنت کمال سے سن کر، انہوں نے یحییٰ بن قمرہ سے اجازت حاصل کر کے، شہدہ کاتبہ سے سن کر روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں: ہمیں حسین بن احمد بن طلحہ نے خبر دی، انہیں ابو عمر بن مہدی، ان سے محمد بن احمد بن یعقوب نے فرماتے ہیں: ہم سے میرے دادا یعقوب بن شیبہ نے، فرماتے ہیں: ہم سے محمد بن سعید قزوینی ابو سعید، فرماتے ہیں ہم سے ابو خثیمہ زہیر بن معاویہ جعفی اسود یعنی ابن قیس سے انہوں نے یحییٰ یعنی عنزی سے وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ہم آپ کے پاس تھے آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے، ہم لوگوں نے حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا ذکر چھیڑ دیا، ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے کچھ کہنے لگا تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، فرمایا: ہم لوگ رفاقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جگہ پڑاؤ کے لیے ٹھہرتے تھے۔ ایک دفعہ ہم لوگ ایک جماعت میں تھے جس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، کچھ گھر والوں کے پاس ہم لوگ اترے وہاں ایک ماں بننے والی عورت تھی، ہمارے ساتھ دیہات کا ایک شخص تھا وہ حاملہ عورت سے کہنے لگا: کیا تو لڑکا جننا چاہتی ہے؟ وہ کہنے لگی: ہاں۔ اس شخص نے کہا: اگر تو مجھے بکری دے تو لڑکا جنے گی۔ چنانچہ اس نے اسے بکری دے دی، تو اس شخص نے اس عورت کے لیے کچھ اشعار کہے پھر بکری کی طرف بڑھا اور اسے ذبح کر کے پکایا اور ہم لوگ بیٹھ کر اسے کھانے لگے۔ ہمارے ساتھ صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ کو جب سارا واقعہ معلوم ہوا تو اٹھ کر سارا کھایا قے کر دیا، فرماتے ہیں: پھر میں نے اس دیہاتی کو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ اس نے انصار کی ہجو کی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ”اگر اس شخص کو نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل نہ ہوتی تو نا معلوم میں اس کا وہ حال کرتا جو تمہارے لئے کافی ہوتا، لیکن اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہے۔“ الفاظ علی بن الجعد کے ہیں اور اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ڈانٹنے سے باز رہے چہ جائیکہ اسے سزا دیتے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ اس کی نبی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے، اس میں اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ صحابیت کے برابر کوئی چیز نہیں۔ جیسا کہ صحیحین میں ثابت ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی احد جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے تو ان (سابقین اولین) کے ایک مد یا اس کی برابری تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔“ *

اور یہ الفاظ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اتر کے ساتھ ثابت ہیں:

”میرے زمانے کے لوگ بہترین ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے۔“ *

بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ اپنے دادا وہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں:

”تم ستر امتوں کے برابر ہو اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بہتر اور معزز امت تم ہو۔“ *

* أخرجه البخاری فی کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی ﷺ لو كنت متخذاً خليلاً (الحديث ۳۶۷۳) و أخرجه مسلم فی

کتاب فضائل الصحابة باب تحریم سب الصحابة رضی اللہ عنہم (الحديث ۶۴۳۵).

* أخرجه البخاری فی کتاب الشهادات باب لا يشهد على شهادة احد اذا شهد (الحديث ۲۶۵۲) و أخرجه مسلم فی کتاب فضائل

الصحابة باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (الحديث ۶۴۱۹).

* أخرجه الامام احمد فی مسنده (الحديث ج ۴ ص ۴۴۷) و أخرجه الحاكم فی المستدرک (الحديث ج ۴ ص ۸۴).

بزار نے ایک سند سے جس کے رجال ثقات ہیں سعید بن المسیب کی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب پر فضیلت بخشی ہے۔“

عبداللہ بن ہاشم طوسی نے فرمایا، ہم سے وکیع نے بیان کیا، فرمایا: میں نے سفیان کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی﴾ کے بارے میں فرماتے سنا، فرمایا: وہ اصحاب محمد ﷺ ہیں، اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اسی میں حفاظت ہے۔

فائدہ: مطلقاً جن صحابہ کے فتاویٰ زیادہ ہیں وہ سات ہیں: عمر، علی، ابن مسعود، ابن عمر، عباس، زید بن ثابت و عائشہ رضی اللہ عنہم۔ علامہ ابن حزم نے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کے فتوے کی ضخیم کتاب جمع کرنا ممکن ہے۔ فرمایا: بیس صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے قریب قریب ہیں اور ان کے نام یہ ہیں: (۱) ابوبکر (۲) عثمان (۳) ابوموسیٰ (۴) معاذ (۵) سعد بن ابی وقاص (۶) ابو ہریرہ (۷) انس (۸) عبداللہ بن عمرو بن العاص (۹) سلمان (۱۰) جابر (۱۱) ابوسعید (۱۲) طلحہ (۱۳) زبیر (۱۴) عبدالرحمن بن عوف (۱۵) عمران بن حصین (۱۶) ابوبکرہ (۱۷) عبادہ بن الصامت (۱۸) معاویہ (۱۹) ابن زبیر (۲۰) ام سلمہ رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے ہر ایک کے فتوے کو ایک جزء صغیر میں یکجا کرنا ممکن ہے۔

فرماتے ہیں: صحابہ میں تقریباً ایک سو بیس (۱۲۰) افراد بہت کم فتویٰ دیا کرتے تھے، ان میں سے کسی سے صرف ایک، دو یا تین مسئلے منقول ہیں۔ ممکن ہے کہ بحث کے بعد ان میں سے ان کے فتاویٰ کو ایک چھوٹے جزء میں یکجا کیا جائے۔ جیسے ابی بن کعب، ابودرداء، ابو طلحہ، مقداد وغیرہ بقیہ کو شمار کر لو۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے جنہیں انہوں نے ذکر کیا میں اس قسم کے ہر ایک ترجمہ (حالات زندگی) میں ان کا ذکر کروں گا۔ ابن حزم نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ فقہاء صحابہ تھے تو یہ بات بھی مناقب و فضائل میں شامل ہے۔ میں جس اسم کو بھی شامل کروں گا اسے میں نے ذہبی کی تجرید اور اصل سے زائد رکھا ہے۔ یا جو صرف ان کی اصل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سیدھی راہ دکھائے اور ہمیں اہل تحقیق کی روش پر چلائے اور ہمیں درستی اور توفیق سے نوازے، اور ہمیں بہترین اور اعلیٰ رفیق کے ساتھ، انعام یافتہ لوگوں میں کردے۔ آمین آمین

Marfat.com

رکھتے ہیں، ان کی حسب نسب والی اولاد ہے، ان میں سے بہت پہلے خالد اور عمروؓ مسلمان ہو گئے تو ان کے بارے میں ابان نے مشہور اشعار کہے جن کا مطلع یہ ہے:

الالیت میتا بالظریبة شاهد لما یفتری فی الدین عمرو و خالد

”کاش! ظریبہ کا میت، دین میں عمرو اور خالد کے افتراء کا مشاہدہ کرتا (میت سے مراد ابواجمہ ہے جو وہاں دفن ہیں)“
پھر عمرو و خالد حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل ہو گئے اور وہیں قیام کر لیا، ابان جنگ بدر میں حالت شرک میں حاضر ہوئے، وہیں ان کے دونوں بھائی العاصی اور عبیدہ حالت شرک میں قتل ہوئے، اور وہ کسی طرح بچ نکلے اور مکہ میں زندہ رہے تا آنکہ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا تو ابان نے ان سے کہا:

اَسْبِلْ وَ اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اَحَدًا بنو سعید اعزّة الحرم

”اترا کر آگے بڑھو اور کسی سے نہ ڈرو، بنی سعید حرم کے معزز لوگ ہیں“

پھر عمرو اور خالد حبشہ سے واپس آ گئے، انہوں نے ابان سے خط و کتابت رکھی بالآخر انہوں نے اپنے بیٹوں کی بات مان لی اور پھر تینوں مل کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور خیبر کے زمانہ میں ابان مسلمان ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس میں شرکت کی، آپ ﷺ نے انہیں ایک مہم میں روانہ فرمایا، یہ سب کچھ واقدی نے ذکر کیا ہے۔ اخبار و قصص کا علم رکھنے والوں نے ان کی موافقت کی ہے اور یہی مشہور ہے البتہ ابن اسحاق نے ان کی مخالفت کی ہے اور ابان کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے حبشہ ہجرت کی، ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ فاطمہ بنت صفوان کنانیہ بھی تھیں۔ واللہ اعلم

ابن ابی خیشمہ نے موسیٰ بن عبیدۃ الربذی سے — جو ضعیف لوگوں میں سے ہے — ایاس بن سلمہ بن اکوع سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا تو ابان بن سعید نے انہیں پناہ دی، انہیں اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر مکہ لے آئے، اور یثیم بن عدی نے کہا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے، سعید بن العاص نے کہا: جب میرے والد جنگ بدر میں مارے گئے تو میں اپنے چچا سعید بن ابان کی پرورش میں تھا، وہ سچے سرپرست تھے، وہ شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلے، جس میں انہوں نے لمبا قصہ ذکر کیا ہے جو یکا نامی راہب کے ساتھ ملاقات میں پیش آیا، راہب نے ان سے نبی علیہ السلام کی نشانیاں بیان کیں اور آپ کی نبوت کا اعتراف کیا، اور اس نے آپ سے کہا: اس نیک شخص (مراد نبی علیہ السلام) کو سلام کہنا، ابان واپس آئے تو اپنی قوم کو جمع کر کے یہ قصہ سنایا اور خود مدینہ کا سفر کیا اور مسلمان ہو گئے۔

بخاری و ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ابان بن سعید کو نجد کی جانب ایک مہم پر روانہ فرمایا، تو وہ اور ان کے ساتھی خیبر میں نبی علیہ السلام کے پاس آئے۔ (الحديث)

✽ المغازی والسير (۶۳۳).

✽ أخرجه البخاری فی کتاب المغازی، باب غزوة خیبر (الحديث ۴۲۳۸) و أخرجه ابوداؤد فی کتاب الجہاد، باب فیمن جاء بعد الفنیمة لاسهم له (الحديث ۲۷۲۳).

واقديؒ فرماتے ہیں: ابراہیم بن جعفر، اپنے والد سے وہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابان بحرین پر مقرر تھے اس کے بعد وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام چلے گئے، اور اجنادین کے روز ۱۳ھ کو شہید ہوئے، یہی موسیٰ بن عقبہ اور اکثر اہل علم کا قول ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: یرموک میں شہید ہوئے، اس روایت میں سیف بن عمرو نے ”فتوح“ میں ان کی موافقت کی ہے۔ بعض نے کہا: کہ وہ مرج الصفر کے روز شہید ہوئے اسے ابن البرقی نے نقل کیا ہے۔

ابو حسان زیادہ نے کہا کہ ان کی وفات ستائیس ہجری (۶۷ھ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔ اور جس روایت سے ان کی وفات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متاخر ثابت ہوتی ہے وہ ہے جو ابن ابی داؤد اور بغوی نے سلیمان بن وہب انباری کی سند سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں، نعمان بن بزرج نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، تو فیروز نے داؤد یہ کے خون کے بارے میں ان سے گفتگو کی جسے قیس بن مکشوح نے قتل کیا تھا تو ابان نے قیس سے کہا: کیا تم نے مسلمان شخص کو قتل کیا ہے؟ تو قیس نے اس کے مسلمان ہونے کا انکار کیا۔ انہوں نے اسے اپنے باپ اور چچا کے بدلہ میں قتل کیا تھا، تو ابان نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے ہر خون کو ختم کر دیا ہے۔ اب جو کوئی اسلام میں نیا قتل کرے گا اسی سے ہم اس کا مواخذہ کریں گے۔ پھر قیس سے فرمایا: تم امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے ملو، اور تمہارے بارے میں لکھ بھیجتا ہوں کہ میں نے تم دونوں میں فیصلہ کر دیا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے فیصلے کو نافذ رکھا۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے ابان بن سعید کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی مسند روایت معلوم نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں، امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو ان کے حالات میں مختصراً ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبرؒ نے پہلے قول کو رائج قرار دیا ہے، پھر اس بات پر ان کے حالات زندگی ختم کرتے ہوئے فرمایا: ابان بن سعید ہی وہ شخص ہیں جو مصحف عثمان کا املاء حضرت زید بن ثابت کو کرانے پر مامور تھے، جس کا ان دونوں کو حضرت عثمان نے حکم دیا تھا۔ ابن شہاب نے یہ خارجہ بن زید بن ثابت سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے... الخ۔

اس کلام سے تناقض و تدافع پیدا ہوتا ہے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کا حکم دیا تھا، جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شہید ہوا ہو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ بلکہ وہ روایت جس کی طرف ابن عبدالبر نے اشارہ کیا ہے وہ شاید روایت ہے جس میں نعیم بن حماد اور دی سے نقل کرنے میں متفرد ہے مشہور ہے کہ اس خدمت پر مامور سعید بن العاص بن سعید بن العاص تھے جو ابان بن سعید کے بھتیجے ہیں۔ واللہ اعلم

المغازی والسير (۶۳۳)۔

التاريخ الكبير (ج ۱ ص ۴۵۰)۔

الاستيعاب (ج ۱ ص ۱۶۰)۔

۳ ابان المحاربی * از بنی محارب

ابن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افسی بن عبد القیس، انہیں ابان العبدی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن نے کہا ہے: انہیں صحبت حاصل ہے ان کی حدیث بصریوں سے مروی ہے اور ابن حبان * نے کہا ہے: ابان العبدی نبی ﷺ کے پاس آئے، ان کا شمار اہل بصرہ میں ہے۔ بغوی نے ان کی روایت ابان بن ابی عیاش کی سند سے حکم بن حیان المحاربی عن ابان المحاربی نقل کیا ہے۔ وہ اس وفد میں تھے جو عبد القیس قبیلہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ صبح کے وقت یہ کلمات: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّیْ لَا اُشْرَکُ بِہٖ شَیْئًا))۔

”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو میرا رب ہے میں کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔“ کہتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ *

بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کی دوسری روایت ملی ہے جو ابن شاہین نے نقل کی ہے جسے ہم نے فوائد ابی بکر بن خلاد النضیمی کے جز ثانی میں زیاد البرکائی کی سند سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ابو عبیدہ العنکی نے، الحکم بن حیان سے انہوں نے ابان المحاربی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں وفد میں موجود تھا میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی اس وقت دیکھی جب آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو (دعا کے لئے) قبلہ کی جانب کر رہے تھے۔ *

اور الدارقطنی نے ”الافراد“ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ابان بن ابی عیاش پہلی حدیث میں متفرد (تہا) ہیں وہ بے حد درجہ ضعیف راوی ہے۔ اگر ابان بن ابی عیاش کی کنیت ابو عبیدہ ہے تو یہ بات درست ہے کہ وہ الحکم بن حیان المحاربی مذکورہ شخص سے حدیث نقل کرنے میں متفرد ہے۔

۴ ابراہیم بن جابر *

یہ خرشہ ثقفی کے غلام تھے، ان کے غلام جو طائف کے محاصرہ میں قلعہ سے نیچے اتر کر آپ ﷺ کے پاس آ گئے تھے یہ بھی ان میں شامل تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا کہ ان کی کفالت کر دے اور انہیں تعلیم دے، مذکورہ بات واقدی نے ذکر کی ہے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے، کیونکہ یہ نبی ﷺ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے۔

* اسد الغابہ (ت ۴) الاستیعاب (ت ۵)۔

* الثقات (ج ۴ ص ۳۷)۔

* ذکرہ ابن سعد فی الطبقات الکبری (ج ۷ ص ۶۲) و ذکرہ المنذری فی الترغیب والترہیب (ج ۱ ص ۴۵۹) و ذکرہ الہیثمی فی

مجمع الزوائد (الحديث ج ۱۰ ص ۱۱۶) و ذکر الہندی فی کنز العمال (الحديث ۳۵۸۴)۔

* ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد (ج ۲ ص ۱۲۸) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (ج ۱ ص ۴۴)۔

* تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱)۔

۵۔ ابراہیم بن الحارث

بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن تیم بن مرہ القرشی التیمی، بخاری * نے فرمایا: انہوں نے اپنے والد کے ہمراہ ہجرت کی، اور ابن مندہ نے صحیح سند سے زید بن الہادی سے انہوں نے محمد بن ابراہیم التیمی سے، ان کے والد مہاجرین میں شامل تھے۔ ابن عبد البر * نے ان کے والد کے حالات میں یوں کہا ہے: الحارث بن خالد، انہوں نے حبشہ ہجرت کی، وہیں ان کے موسیٰ، زینب اور ابراہیم پیدا ہوئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ یہ مصعب کا قول ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے کہا ہے: حارث ان لوگوں کو مدینہ کے ارادے سے لے کر نکلے، راستے میں انہوں نے پانی پیا تو سوائے حارث کے سب فوت ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: کہہ سکتا ہے اُن کا ابراہیم، جو محمد کے والد ہیں، علاوہ کوئی اور بیٹا ہو۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جو شخص اُس زمانے میں وفات پا رہا ہے اتنے طویل عرصے بعد اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ ابن مندہ نے ایک سند سے نقل کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں، وہ روایت یوں ہے محمد بن ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ (الحديث) اگر نفس الامر میں یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو ابراہیم ایک ہی ہیں وہ نبی علیہ السلام کے بعد زندہ رہے۔

۶۔ ابراہیم بن عبّاد

بن اساف بن عدی بن یزید بن جشم بن حارث بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس الانصاری الاوسی الحارثی۔ ابن الکلبی کا قول ہے کہ وہ احد میں شریک تھے جسے ابن شاہین وغیرہ نے نقل کیا ہے جبکہ ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۷۔ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف

ان کا تذکرہ قسم ثانی میں آئے گا۔

۸۔ ابراہیم بن قیس

بن حجر بن معدیکرب الکندی، الاشعث کے بھائی، ہشام بن الکلبی کا قول ہے: وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے، ماہر انساب اسحاق الاعرج کے والد ہیں۔ ابن شاہین * نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون اور ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۹۔ ابراہیم، ابورافع

رسول اللہ ﷺ کے غلام جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ بغوی نے کہا کہ مصعب الزبیری نے ان کا نام ابراہیم، جبکہ کسی اور نے اسلم بتایا ہے۔ میں کہتا ہوں: بعض نے کچھ اور کہا ہے میں ان شاء اللہ تعالیٰ کنتوں میں ان کے حالات ذکر کروں گا۔

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۳۵)۔

* اسد الغابہ (ت ۱۷)۔

* التاريخ الكبير (ج ۱ ص ۲۲)۔

* اسد الغابہ (ت ۱۳)۔

* اسد الغابہ (ت ۱۰)۔

* اسد الغابہ (ت ۸)۔

* اسد الغابہ (ت ۱۱) الاستیعاب (ت ۳)۔

* ثقات ابن شاہین (۶۰)۔

۱۰ ابراہیم الطائفی

بغوی اور طبرانی * نے ابو عاصم کی سند سے، عبد اللہ بن مسلم بن ہرمز، یحییٰ بن عطاء بن ابراہیم، ان کے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی علیہ السلام سے سنا جب آپ منیٰ میں لوگوں کو تعلیم دے رہے تھے۔

بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، اور ذہبی رحمہ اللہ نے ابن عبد البر * سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کرنا صحیح نہیں، اس واسطے کہ ان کی حدیث مرسل ہے یعنی وہ تابعی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن عبد البر کے الفاظ یہ ہیں: ”ان کی حدیث کی سند ٹھیک نہیں اور نہ میرے نزدیک ان کی صحبت صحیح ہے اور ان کی حدیث مرسل ہے“۔ اگر ارسال سے ان کی مراد حدیث کے راویوں میں سے کسی ایک کے درمیان انقطاع ہے تو یہ بات درست ہے۔ ورنہ نبی علیہ السلام سے ان کے سماع کی صراحت ہے لہذا اگر ان کی حدیث کی سند ثابت ہو جائے تو وہ صحابی ہیں۔ لیکن اس کا دارو مدار عبد اللہ بن مسلم بن ہرمز پر ہے جبکہ وہ ضعیف اور ان کے شیخ مجہول ہیں۔

ابو عاصم سے جو سند چلی ہے اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: اسی طرح ہے اور بعض کہتے ہیں یوں ہے: یحییٰ بن ابراہیم بن عطاء عن ابیہ عن جدہ، اسے ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے، اس کی بنیاد پر ”عطا“ صحابی بنتے ہیں، ابن السکن نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اسی سند سے انہوں نے اور ابن شاہین نے عمرو بن علی الفلاس نے ابو عاصم سے نقل کیا ہے اور بغوی نے بھی اسے ابن الجنید سے بواسطہ ابو عاصم نقل کیا ہے۔ اور یوں فرمایا: ابراہیم بن یحییٰ بن عطاء اور بعض نے کہا ہے یحییٰ بن عبد الرحمن بن عطاء اور کسی نے کہا ہے: یحییٰ بن عبید بن عطاء، اسے طبرانی نے نقل کیا، اسی طرح ابن حبان * ابن ابی عاصم، مطین اور دیگر لوگوں نے عطاء کے حالات صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیان کیے ہیں۔

ابوالعباس دغولی کی حکایت کردہ بات سے پہلی روایت کی تقویت ہوتی ہے انہوں نے کہا: میں نے ابو حاتم رازی سے کہا: کیا ابراہیم نامی کوئی شخصیت صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، ابراہیم قدیمی نام ہے۔ جو ایسے شخص کا نام ہے جس نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے، اسے مکی لوگ عطاء بن ابراہیم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱ ابراہیم النجار

طبرانی نے ”اوسط“ * میں ابونصرۃ عن جابر کی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر لوگوں سے خطاب کرتے تھے، پھر انہوں نے منبر سازی والی حدیث ذکر کی، اسی میں ہے آپ نے ایک شخص کو بلایا، فرمایا: تمہارا کیا نام ہے۔ انہوں نے عرض کیا: ”ابراہیم“۔ فرمایا: ”منبر بنانا شروع کرو“۔ ابو موسیٰ نے اس وہم کو دور کیا ہے، اور دوسری روایت میں کہا: نجار (ترکھان) کا نام باقوم تھا، لہذا یہ احتمال ہے کہ ابراہیم ان کا نام ہو اور باقوم لقب۔

میں کہتا ہوں: یہ تو صحیح ہونے کی بنیاد پر ہے ورنہ سند میں العلاء بن مسلمہ الرواسی ہے جسے محدثین نے کذاب کہا ہے۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۶) الاستیعاب (ت ۱)۔

* المجروحین (ج ۲ ص ۲۶)۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۸)۔

۱۲ ابراہیم الاشہلی

ابن مندہ نے اسحاق بن محمد الفروی، ابو غصن ثابت بن قیس، اسمعیل بن ابراہیم الاشہلی کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بنی سلمہ کی جانب نکلے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے انہیں وہم ہو گیا اور ابو نعیم نے کہا: انہیں وہم ہو جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں: دونوں نے اس میں وہم کی وجہ بیان نہیں کی۔ واللہ اعلم

۱۳ ابرہۃ الحبشی

اسمعیل بن احمد الضریر نے اپنی تفسیر میں انھیں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ... الْآيَةِ﴾ (المائدة: ۸۳) "اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے..."

۱۴ ابرہۃ بن شرحبیل

بن ابرہۃ بن الصباح بن شرحبیل بن لہیعة بن زید الخیر ابو مکنف بن شرحبیل بن معدی کرب بن مصبح بن عمرو بن ذی اصبح الاصبیحی الحمیری۔ یہ (سلسلہ نسب) الرشاطی نے انساب میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی، وہ شام میں رہتے تھے۔ حکماء میں ان کا شمار ہوتا ہے، اس بات کو ہمدانی نے النسب میں ذکر کر کے کہا: وہ نبی ﷺ سے احادیث روایت کرتے تھے۔

۱۵ ابرہۃ بن الصباح الحبشی یا الحمیری

فاکھی نے "کتاب مکہ" میں کہا ہے: جو لوگ مکہ میں تھے ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا تعلق حمیر سے ہے اور وہ حبشی ہیں۔ ابرہۃ بن الصباح اسلام لائے، ان پر کسی کا احسان نہیں، نیز فرمایا: مجھے معلوم نہیں یہ پہلے شخص کے دادا ہیں یا کوئی اور ہیں؟ لیکن پھر میرے سامنے یہ بات آشکارہ ہوئی کہ یہ اور صاحب ہیں، کیونکہ ابن الکشی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: وہ تہامہ کے بادشاہ تھے اور ان کی والدہ ابرہۃ الاشرم کی بیٹی ہے جس نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ عنقریب ابو شمر بن ابرہۃ بن الصباح کا تذکرہ کنتوں میں آئے گا۔

۱۶ دوسرے ابرہۃ

ابن فتحون نے "ذیل الاستیعاب" میں لکھا ہے کہ وہ ان آٹھ افراد میں سے ہیں جن کا تعلق شام سے ہے اور وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ سے بتیس افراد کے ساتھ آئے تھے۔ اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں مراد ہیں:

✽ ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۵۷).

✽ اسد الغابۃ (ت ۷).

✽ ذکرہ ابن حزم فی جمہرۃ انساب العرب (۳۹۵). ✽ اسد الغابۃ (ت ۲۰).

”جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں“۔ (القصص: ۵۲)

اسے ماوردی نے قتادہ سے نقل کیا ہے۔

اور مقاتل نے ان آٹھ افراد کے نام گنوائے ہیں جو یہ ہیں: (۱) ابرہہ (۲) ادریس (۳) اشرف (۴) ایمن (۵) بحیرا (۶) تمام (۷) تمیم (۸) نافع۔ اسی کو ابو موسیٰ نے ذیل میں نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر اس بحیرا کو وہ مشہور بحیرا راہب سمجھ بیٹھے ہیں جس نے بعثت سے پہلے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔ کہتے ہیں: ابن مندہ نے اسے ذکر کیا ہے لہذا اس کی غلطی کی کوئی وجہ نہیں بنتی... الخ۔

ظاہر یہی ہے کہ مذکورہ بحیرا دوسرے ہیں، کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کو شام میں دیکھا تھا اور ان کا تعلق حبشہ سے ہے، کہاں جنوب اور شمال؟ اس میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں کہ ایک نام کے دو شخص ہوں۔

ابوالشیخ وغیرہ نے تفسیر میں سعید بن جبیر سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ نجاشی کے وہ لوگ جو ایمان لائے انہوں نے نجاشی سے کہا: ہمیں اجازت دیجئے تاکہ ہم اس نبی کے پاس حاضر ہوں جنہیں ہم اپنی کتاب میں لکھا پاتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ أحد میں شریک ہوئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس قصہ کی کچھ نہ کچھ اصل و بنیاد ہے۔ واللہ اعلم

۱۷ ابزی الخراعی

عبدالرحمن کے والد ہیں۔ ابن السکن رحمہ اللہ نے کہا: امام بخاری رحمہ اللہ نے انہیں وحدان (یعنی جن سے صرف ایک حدیث مروی ہے) میں ذکر کیا ہے۔ ان سے ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس کی سند اچھی ہے۔ ان کی حدیث خراسان میں بیان کی جاتی ہے۔ ہم سے احمد بن محمد بن بسطام نے ان سے احمد بن بکیر نے، ان سے ابو وہب محمد بن مزاحم نے، ان سے بکیر بن مصروف نے ان سے مقاتل بن حیان نے ان سے علقمہ بن عبدالرحمن بن ابزی نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کی تعریف کر کے فرمایا: ”کچھ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے نہ علم حاصل کرتے ہیں اور نہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں“۔ (الحديث) فرماتے ہیں: یہ روایت صرف اس سند سے مروی ہے۔ ابن مندہ رحمہ اللہ نے کہا: انھیں صحابہ میں شمار کرنا درست نہیں اور نہ انہیں روایت و دیدار نبوی ﷺ حاصل ہے۔ پھر ابن السکن رحمہ اللہ سے ان کی حدیث نقل کر کے اسے ”غریب“ کہا ہے اور کہا کہ اسے اسحاق بن راہویہ نے مسند میں محمد بن ابی سہل — جو محمد بن مزاحم ہیں — سے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بات ویسی ہے جیسی انہوں نے کہی، ہم نے اسے مسند اسحاق میں ان سے ابن مردویہ کی روایت سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ لیکن محمد بن اسحاق بن راہویہ نے اسے اپنے والد سے نقل کر کے اس کی اسناد کے بارے میں کہا: علقمہ بن سعید بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے اسے عبدالرحمن بن ابزی کے حالات میں

اسد الغابۃ (ت ۲۱)۔ ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد (الحديث ج ۱ ص ۱۶۴)۔

اخرجه الطبرانی فی الاوسط (الحديث ۶۹۳)۔

نقل کیا ہے۔ ابو نعیم نے اس روایت کو وزنی قرار دے کر کہا: ابزی کی طرف صحبت و روایت کی نسبت کرنا درست نہیں۔ ابن الاثیر نے ان کی بات کو صحیح کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے ان کے کلام کی تردید ہوتی ہے اس سلسلہ میں بخاری قابل اعتماد ہیں۔ اس بارے میں وہی آخری سہارا ہیں۔ اور محمد بن اسحاق بن راہویہ کی روایت شاذ ہے۔ کیونکہ علقمہ سعید کے بھائی ہیں نہ کہ ان کے بیٹے۔ واللہ اعلم

۱۸ ابیض بن اسود

جو لوگ ابن ابی الحقیق کو قتل کرنے گئے ان میں سے ایک ہیں۔ اسے عمر بن شبہ نے ابن اسحاق کی سند سے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے عبدالرحمن ابن کعب سے روایت کیا ہے۔ ابن فتحون نے ابن کا اعتدراک کیا ہے۔

۱۹ ابیض بن حمال (حائے مہملہ کے ساتھ)

ابن مرشد بن ذی الحیان (لام کے ضمہ سے) ابن سعد بن عوف بن عدی بن مالک الماری السبائی۔ ان کی حدیث ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ”کبریٰ“ میں نقل کی ہے۔ اور ابن ماجہ و ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مآرب میں واقع نمک کی کان والی زمین جاگیر میں مانگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دے دی (بعد میں کسی نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عام پانی کے استعمال والی جگہ دے دی ہے) تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ جاگیر واپس لے لی۔

دوسری سند میں ہے کہ ابیض بن حمال کے چہرے پر داد تھی جس نے ان کی ناک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، وہ دن نہ گزرا تھا کہ ان کے چہرے پر ایک (چمک کا) نشان تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن السکن فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ان کی کئی احادیث ہیں۔ اہل یمن میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب یمن کے گورنروں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی تو یہ آپ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اتنے صدقہ پر مقرر کر دیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی تھی۔ بعد میں یہ صلح ختم ہو گئی اور صدقہ میں منتقل ہو گئی۔

۲۰ ابیض بن عبدالرحمن

بن نعمان بن الحارث بن عوف بن کنانہ بن باریق الباریق۔ ان کی کنیت ابو عزیز (فتح العین اور دوزا ہیں)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اسے ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم بواسطہ محمد بن یزید ان کے راویوں سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح یہ روایت جمہرۃ ابن الکھی

اسد الغابۃ (ت ۲۳)۔ اسد الغابۃ (ت ۲۲) الاستیعاب (ت ۱۴۳)۔

اسد الغابۃ (ت ۲۳)۔ اسد الغابۃ (ت ۲۲) الاستیعاب (ت ۱۴۳)۔
اسد الغابۃ (ت ۲۳)۔ اسد الغابۃ (ت ۲۲) الاستیعاب (ت ۱۴۳)۔
اسد الغابۃ (ت ۲۳)۔ اسد الغابۃ (ت ۲۲) الاستیعاب (ت ۱۴۳)۔

اسد الغابۃ (ت ۲۳)۔ اسد الغابۃ (ت ۲۲) الاستیعاب (ت ۱۴۳)۔

اسد الغابۃ (ت ۲۳)۔ اسد الغابۃ (ت ۲۲) الاستیعاب (ت ۱۴۳)۔

میں ہے اور ابن فتحون نے اسے طبری سے روایت کیا ہے۔

۲۱) ابیض بن ہنی

بن معاویہ، ابوہمیرہ، انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے اور آپ فتح مصر میں موجود تھے۔ اس روایت کو ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ نیز ابن الکلبی نے الجہرۃ میں نقل کیا ہے۔

۲۲) ابیض الجنی

ان کا تذکرہ ابوعلی الاشعث کی کتاب السنن میں ہے جو متروک اور تہمت زدہ لوگوں میں سے ایک ہے اس نے اپنی سند سے اہل بیت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے شیطان کو رسوا کرے۔ (الحديث) اور اسی میں ہے: لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے (اپنے ساتھ والے) شیطان پر قابو دے دیا ہے، اب وہ میرا فرمانبردار ہے، اور اس کا نام ابیض ہے اور وہ جنت میں ہے اور ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس جنت میں ہے۔

۲۳) ابیض (بے نسبت)

ان کا نام اسود تھا تو نبی ﷺ نے تبدیل کر (کے ابیض رکھ دیا، آپ مصر میں ٹھہرے، ابن یونس کہتے ہیں مصر میں ٹھہرنے والے لوگوں میں آپ کا تذکرہ ہے۔ ابن لہیعہ کی سند سے بکر بن سوادۃ، سہل بن سعد سے روایت ہے فرمایا: ایک شخص کا نام اسود تھا، آپ ﷺ نے اس کا نام ابیض رکھ دیا۔

طبرانی فرماتے ہیں: اس روایت میں ابن لہیعہ متفرد ہیں۔ اور ابو عمر نے ابیض بن حمال کے حالات میں سہل بن سعد کی حدیث میں کہا ہے: آپ ﷺ نے اس شخص کا نام تبدیل کر دیا جو پہلے اسود تھا آپ نے ابیض رکھ دیا۔ مجھے معلوم نہیں یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟

۲۴) ابیض (ایک اور)

ممکن ہے یہ وہی ہوں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ ابو موسیٰ المدینی نے ذیل میں ابن وہب، عمرو بن الحارث، بکر بن سوادۃ، موسیٰ بن الاشعث، الولید کی سند سے نقل کیا ہے کہ وہ اور ابیض دونوں اصحاب رسول ﷺ میں کسی شخص کی عیادت کرنے گئے، پھر اس کا قصہ بیان کیا۔

۲۵) ابی بن امیۃ

بن الحرثان بن اسکر الکنانی اللیشی، وہ اور ان کے بھائی کلاب اسلام لے آئے اور نبی ﷺ کے پاس ہجرت کر کے آگئے تو ان کے والد امیہ نے کہا:

اسد الغابۃ (ت ۲۵) * اسد الغابۃ (ت ۲۳) * ذکرہ الزبیدی فی اتحاف السادۃ المتقین (الحديث: ج ۷ ص ۲۶۷)

اسد الغابۃ (ت ۲۶) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۳) * اسد الغابۃ (ت ۲۷) * اسد الغابۃ (ت ۲۸)

اذا بكت الحمامة بطن وجّ علی بیضاتها ادعو کلابا

”وادی وج میں جب کبوتری اپنے انڈوں پر بیٹھے روتی ہے تو میں کلاب کو (یاد کر کے) بلاتا ہوں۔“

اس کا ابو عمرو الشیبانی نے ذکر کیا ہے، جب ابن الکلی نے ان کا ذکر کیا تو یہ کہا کہ مذکورہ قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا، جبکہ ابن الاثیر* نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: فاکہی نے ان کا اخبار مکہ میں ذکر کیا ہے جس کی سند یہ ہے ابن ابی عمر، سفیان، ابوسعید فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص آتا تو اس سے لوگوں کی خبر پوچھتے، ایک دفعہ کوئی شخص آیا تو آپ نے پوچھا: کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا: طائف، پوچھا: وہاں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں نے ایک بوڑھے شخص کو یوں کہتے دیکھا ہے:

ترکت اباک مرعشة یداه و امک ما تسیغ لها شرابا

”تم نے اپنے باپ کو اس حال میں چھوڑ دیا جب کہ اس کے ہاتھ ریشہ سے کانپتے ہیں، اور اپنی ماں سے اس حال میں جدا ہوئے کہ اسے پانی تک نہیں اچھا لگتا۔“

اذا نعت الحمام بطن وجّ علی بیضاتها ذکرا کلابا

”ان دونوں کی حالت یہ ہے کہ وادی وج میں جب کبوتری اپنے انڈوں پر بیٹھے گنگناتی ہے تو وہ دونوں کلاب کو یاد کرتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: کلاب کون ہے؟ اس نے کہا: اس بوڑھے شخص کا بیٹا، اس وقت وہ جہاد پر گئے ہوئے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں امیر لشکر کو لکھا کہ انہیں واپس بھیجو۔ چنانچہ وہ آ گئے۔

۲۶) ابی بن ثابت الانصاری*

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی، ابن الکلی، واقدی اور ابن حبان* وغیرہ علماء نے کہا ہے۔ وہ ابو شیخ ہیں، بدر میں موجود تھے، جبکہ ابن اسحاق نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے: ابی بن ثابت زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے، بدر میں جو موجود تھے وہ ان کے بیٹے ابو شیخ بن ابی بن ثابت ہیں۔ اسی طرح کا قول موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شامل صحابہ کے بارے میں اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ابو الشیخ بن ابی بن ثابت۔ واللہ اعلم

۲۷) ابی بن شریق* (شین معجمہ کے فتح سے)

اشقی بنی زہرہ کے حلیف، یہ اخنس نام سے مشہور ہیں۔ عنقریب ان کے حالات آئیں گے۔

۲۸) ابی بن عجلان الباہلی*

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے بھائی، اسے ابن شاہین نے ابن ابی داؤد سے روایت کیا ہے اور یہ کہ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

* اسد الغابہ (ج ۱ ص ۶۶) * اسد الغابہ (ت ۲۹) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۴) * الثقات (ج ۳ ص ۵)

* اسد الغابہ (ت ۳۰) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۳) * اسد الغابہ (ت ۳۱) الاستیعاب (ت ۸) تجرید اسماء الصحابة (۴/۱)

۲۹) ابی بن عمارہ (بکسر العین بعض نے ضمہ بھی کہا ہے)

ان کی روایت کردہ ایک حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں نماز پڑھی تو انہوں نے نبی ﷺ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا۔ اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے نقل کیا ہے۔ لیکن یہ سند ضعیف ہے۔ ابوحاتم نے ذکر کیا ہے کہ یہ غلط ہے، صحیح یوں ہے: ابوابی بن ام حرام۔ واللہ اعلم۔

بغوی نے روایت نقل کی ہے کہ وہ ابی بن عبادہ ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں انہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے، البتہ مجھے ان کی حدیث کی سند پر اعتماد نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن الکلی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے انہیں دیکھا ہے اور ان کے والد عمارہ نے خالد بن سنان العبسی کو دیکھا ہے جسے کہا جاتا تھا کہ وہ نبی تھا۔ عنقریب میں خالد کے حالات میں یہ بات ذکر کروں گا۔

۳۰) ابی بن القشب الازدی

ابن مندہ نے اسمعیل بن عیاش، ابن جریج، عطاء کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ اقامت ہو چکنے کے بعد مسجد میں داخل ہوئے، اور ابی بن القشب دو رکعتیں پڑھنے لگے تھے۔ آپ ﷺ نے (ان کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا): ”کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے؟“ ابو نعیم نے کہا ہے کہ ان کے بارے میں بعض راویوں کو وہم ہو گیا، ان کا نام تو عبداللہ بن مالک بن القشب ہے اور وہی عبداللہ بن بھینہ ہیں۔ بھینہ ان کی والدہ ہے۔

میں کہتا ہوں: مسدد اسے اپنی مسند میں یحییٰ بن سعید، جعفر بن محمد، ان کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس نماز کا بتانے آئے، جب باہر نکلے تو آگے ابن القشب کھڑے تھے۔ اور ہم نے دوسری سند سے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابن بھینہ کو دیکھا، اس میں ثبوت کا احتمال ہے۔

۳۱) ابی بن کعب

بن عبد ثور المزنی، مزینہ کے ان لوگوں میں سے ہیں جو نبی ﷺ کے پاس آئے، اسے ابن شاہین نے مدائنی سے اپنے رجال کی سند سے روایت کیا ہے۔

۳۲) ابی بن کعب

بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری، ابوالمنذر ابوالطفیل قراء کے سردار، عقبہ ثانیہ کے لوگوں میں سے ہیں۔ بدر اور تمام جنگوں میں شریک رہے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”ابوالمنذر! تمہیں علم مبارک ہو“۔ نیز ان

اسد الغابۃ (ت ۳۲) الاستیعاب (ت ۸) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۴) ✽ أخرجه ابوداؤد فی کتاب الطہارۃ باب التوقیت فی المسح (الحديث ۱۵۸) و أخرجه ابن ماجہ فی کتاب الطہارۃ و سننہا باب ما جاء فی المسح بغير توقیت (الحديث ۵۵۷) ✽ الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۲۹۱) ✽ اسد الغابۃ (ت ۳۲) ✽ أخرجه البيهقي فی ”السنن الكبرى“ (الحديث ج ۲ ص ۴۸۲) ✽ معرفة الصحابة (ج ۲ ص ۱۸۰، ۱۸۱) ✽ اسد الغابۃ (ت ۳۳) ✽ اسد الغابۃ (ت ۳۴) الاستیعاب (ت ۶) ✽ أخرجه مسلم فی کتاب صلوۃ المسافرين باب فضل سورة الکہف و آية الكرسي (الحديث ۱۸۸۲)

سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں سید المسلمین کے نام سے بلاتے تھے اور فرماتے: ابی قرآن پڑھو، یہی نبی ﷺ سے بھی مروی ہے۔ ائمہ نے اپنی صحاح میں ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ اور ”مسروق“ نے انہیں فتویٰ دینے والے چھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے۔ واقدی کہتے ہیں: وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے لئے خطوط لکھے اور یہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خط کے آخر میں کاتب ہونے کی حیثیت سے یوں لکھا: ”اسے فلاں بن فلاں نے لکھا ہے۔“

وہ میانہ قد تھے، داڑھی سفید تھی، وہ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جنہوں نے ان سے روایت کی وہ یہ ہیں: عمر، آپ ان سے آیات کے شان نزول کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے اور مشکل مسائل میں ان سے فیصلہ کراتے تھے۔ ابویوب، عبادہ بن الصامت، سہل بن سعد، ابو موسیٰ، ابن عباس، ابو ہریرہ، انس، سلیمان بن صرد وغیرہ۔ ابن ابی خثیمہ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین کو فرماتے سنا کہ حضرت ابی بن کعب کی وفات بیس یا انیس ہجری میں ہوئی۔ اور واقدی فرماتے ہیں: میں نے آل ابی اور اپنے ساتھیوں کو کہتے دیکھا ہے کہ ان کی وفات بائیس ہجری میں ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج مسلمانوں کے سردار فوت ہو گئے۔ فرماتے ہیں: میں نے بعض لوگوں کو یوں کہتے بھی سنا ہے کہ ان کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تیس ہجری میں ہوئی اور یہ قول سب سے زیادہ درست ہے اور ابن عبدالبر کہتے ہیں: اکثریت اس طرف ہے کہ وہ خلافت عمر میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ ابو نعیم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ ان کی وفات خلافت عثمانی میں تیس ہجری میں ہوئی۔ اور دلیل یہ دی ہے کہ زربن حمیش کی خلافت عثمانی میں ان سے ملاقات ہوئی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ کبیر میں عبدالرحمن بن ابزی سے روایت نقل کی ہے فرمایا: میں نے ابی رضی اللہ عنہ سے کہا، جب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں باتیں کرنے لگے... پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اور بغوی نے حسن سے ان کے قصہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان کی وفات شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک جمعہ پہلے ہوئی۔

ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ خلافت عمر میں ۲۳ ہجری میں فوت ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ خلافت عثمانی تک زندہ رہے، اور حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ثابت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ بیماریاں جو ہمیں لگتی ہیں ان میں ہمارے لئے کیا فائدہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: (گناہوں کے) کفارے، تو حضرت ابی بن کعب عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! اگرچہ تھوڑی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چاہے کانٹا یا اس سے کم درجہ کی چیز ہو۔“ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ موت تک بخاراں سے جدا نہ ہو۔ اور وہ بخارا نہیں حج، عمرہ، جہاد اور باجماعت فرض نماز سے غافل نہ کرے۔ فرماتے ہیں جو انسان بھی ان کے بدن کو چھوتا تو گرمائش محسوس کرتا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔

✽ اخرجہ البخاری فی کتاب مناقب الانصار، باب مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (الحديث ۳۸۰۹) و اخرجہ ایضاً فی کتاب التفسیر باب سورة ”لم یکن الذین“ (الحديث ۴۹۵۹) و اخرجہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب استحباب قراءة القرآن علی اهل الفضل (الحديث ۱۸۶۲) و اخرجہ الترمذی فی کتاب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل (الحديث ۳۷۹۲) و اخرجہ العاکم فی المستدرک (الحديث ج ۲ ص ۲۲۴) ذکرہ ابن ابی خثیمہ فی الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۲۹۰) ✽ الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۶۴) ✽ التاريخ الكبير (ج ۲ ص ۴۰، ۳۹) ✽ اخرجہ الامام احمد فی مسنده (الحديث ج ۳ ص ۲۳) و اخرجہ ابو یعلیٰ فی مسنده (الحديث ج ۲ ص ۹۹۵).

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور اسے طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

۳۳) ابی بن مالک القشیری

انہیں جرشی بھی کہا جاتا ہے، از بنی عامر بن صعصعہ، ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کا نسب یوں ہے: ابی بن مالک بن عمرو بن ربیعہ بن عبد اللہ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ القشیری ابو مالک، ان سے بصریوں نے روایت کی ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں کہا ہے ہم سے شعبہ، قتادہ، زرارہ بن اوئی نے ابی بن مالک سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (اپنے) والدین یا ان میں سے ایک کو پایا پھر بھی جہنم میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) دور کرے۔“

علی بن الجعد، غندر، عاصم بن علی، عمرو بن مرزوق، آدم بن ابی ایاس اور بہز بن اسد شعبہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں ابوداؤد طیالسی کی موافقت کی ہے۔ اور عبد الصمد نے اسے شعبہ سے روایت کر کے کہا: مالک یا ابی بن مالک، اور خالد بن الحارث نے شعبہ سے روایت کر کے کہا: کسی آدمی سے جس کا انہوں نے نام نہیں لیا اور شباہ نے شعبہ سے روایت کر کے کہا: عمرو بن مالک، پہلی سند قتادہ سے زیادہ صحیح ہے۔

ابن السکن رحمہ اللہ فرماتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث میں کہا جاتا ہے: مالک بن عمرو، ابن الحارث اور ابن مالک بھی کہا جاتا ہے اس سلسلہ میں ابی بن مالک صحیح ہے اور بغوی وغیرہ نے اسے راجح قرار دیا ہے۔ ابن ابی خيثمه نے ابن معین سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن مالک کے لئے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ کہتے ہیں یہ غلط ہے صحابہ میں ابی بن مالک نامی کوئی شخصیت نہیں، البتہ عمرو بن مالک ہیں۔

میں کہتا ہوں: ہو سکتا ہے انہوں نے شباہ کی روایت پر بھروسہ کیا ہو، لیکن وہ روایت شاذ ہے۔ یہی حدیث علی بن زید بن جدعان نے زرارہ بن اوئی سے انہوں نے اپنی قوم کے ایک مالک، ابو مالک یا ابن مالک نامی شخص سے نقل کی ہے ثوری اور ہشیم نے علی بن زید، عن زرارہ عن مالک القشیری کی سند سے نقل کی ہے۔ اور اشعث نے علی بن زید سے نقل کیا تو کہا: مالک، ابو مالک، یا عامر بن مالک، بعض مالک بن عمرو، بعض ابن الحارث، یہ حماد بن سلمہ کی علی بن زید سے روایت ہے کسی نے عمرو بن مالک کہا اور یہ ثوری کی علی سے روایت میں ہے، وہ دونوں امام احمد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کسی نے مالک بن عوف کہا، تو کسی نے ابن الحارث اور یہ ہشیم کی علی سے بواسطہ امام احمد رحمہ اللہ روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: جس بات سے شعبہ کی قتادہ سے روایت کو تقویت ملتی ہے، وہ روایت ہے جو ابن اسحاق نے مغازی میں حنین کی غنیمت تقسیم کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں: تو ابی بن مالک قشیری عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔

✽ أخرجه الطبرانی في "المعجم الكبير" (الحديث ۸۷۷۷) ✽ اسد الغابۃ (ت ۱۳۵) الاستیعاب (ت ۹) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱)

ص ۴) أخرجه ابوداؤد الطيالسی في مسنده (الحديث ۱۱۲۶) ✽ التاريخ الکسر (ج ۲ ص ۴۰)۔

ابن درید کی "الاخبار المنثورة" میں ہے، فرماتے ہیں، تو ابی بن مالک قشیری نے کہا: وہ نہیک بن مالک مشہور شاعر کے بھائی ہیں۔ پھر ان کا قصہ کا ذکر کیا۔ اسی میں ہے، اس کے بعد ضحاک بن سفیان کسی چیز کے متعلق ابی بن مالک سے ناراض ہوئے، تو کہا:

أتنسى بلاني يا ابي بن مالك غداة الرسول معرض عنك أشوس

"کیا تم میرا احسان بھول رہے ہو اے ابی بن مالک جس روز صبح کو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے اپنی توجہ ہٹائی اور ناراضگی سے آپ کو گوشہ چشم سے دیکھا۔"

یہ خبر مروان بن قیس الدوسی کے حالات میں آئے گی، اس سب سے اسے تقویت ملتی ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے راجح قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

۳۴ ابی بن معاذ

بن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری، واقدی رحمہ اللہ نے کہا: وہ بدر واحد میں شریک تھے۔ بلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: انس بن معاذ اور ان کے بھائی ابی بن معاذ احد میں شریک تھے اور بر معونہ کے واقعہ میں دونوں شہید ہوئے۔

باب الالف جس کے بعد ثائے مثلثہ ہے

۳۵ اثال بن النعمان الحنفی

عبدان نے حارث بن عبید الایادی کی سند سے ان کے والد سے وہ اثال بن نعمان الحنفی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں اور فرات بن حیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہم نے آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا، ابھی تک ہم مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرات بن حیان کو زمین کا ٹکڑا دیا۔ طبری نے روایت کی ہے کہ وہ فتنہ ارتداد میں مسلمانہ سے جنگ کے دوران ثمامہ بن اثال کے ساتھ تھے۔ ابن فتحون کہتے ہیں: ہو سکتا ہے وہ ثمامہ کے والد ہوں۔ میں کہتا ہوں: ثمامہ کے والد کا نام اثال بن سلمہ ہے جیسا کہ عامر بن سلمہ کے حالات میں آئے گا۔

۳۶ اثبج العبدی (بروزن احمد پہلے ٹا پھر با اور آخر میں جیم ہے)

ماوردی نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں کہا ہے: مجھ سے مطرب بن الاعنق نے وہ کہتے ہیں مجھ سے ام ابان بنت الوازع بن الزارع نے اپنے دادا الزارع کے حوالہ سے نقل کیا فرماتی ہیں: میرے دادا رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لئے نکلے، اور اپنے ساتھ اپنے بھتیجے کو بھی لے گئے جنہیں اثبج کہا جاتا تھا۔ پھر ابوداؤد طیالسی نے وہ حدیث بیان کی، ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۳۶) الاستیعاب (ت ۷) ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۵۹) و ذکرہ ابن عبد البر فی الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۶۵) اسد الغابۃ (ت ۳۷) ذکرہ ابن ہشام فی "السیرۃ النبویۃ" عن ابن اسحاق (ج ۲ ص ۲۱۱).

۳۷ اثوب* (سابقہ نام کے وزن پر اس کے آخر میں با ہے)

ابن عتبہ، ابن قانع نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ہارون بن نجید، بواسطہ جابر بن مالک کی سند سے ان سے مرفوع روایت نقل کی ہے: ”سفید مرغ میرا دوست ہے۔“* (الحديث) الدارقطني نے المؤلف میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے: اس کی سند صحیح نہیں، ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۳۸ اثيلة الخزاعي

ابو قرة موسى بن طارق نے اپنی سنن میں کہا ہے: ابن جریج نے ابن ابی حسین سے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے سہیل بن عمرو کی طرف لکھوایا: ”اگر تمہارے پاس میرا یہ خط رات کو پہنچے تو صبح ہونے سے پہلے اور اگر دن کے وقت پہنچے تو شام ہونے سے پہلے میرے پاس آ بزم زم روانہ کر دینا۔“* راوی کا بیان ہے کہ سہیل رضی اللہ عنہ نے اثيلة الخزاعي کی مدد حاصل کی یہاں تک کہ دونوں نے دو توشہ دان بنادئے اور بنا کے فارغ ہو گئے۔ پھر سہیل نے ان دونوں کو آ بزم زم سے بھر دیا اور اونٹ پر لا کر روانہ کر دیا۔ اسے المفضل بن محمد الجندی نے ابو عمر، سفیان، ابراہیم بن نافع، ابن ابی حسین کی سند سے اسی طرح کے مفہوم میں روایت کیا ہے۔ عنقریب یہ بھی آئے گا کہ سہیل رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ پانی دے کر جو شخص بھیجا گیا تھا وہ ان کا غلام ازبھر تھا۔

باب الالف جس کے بعد جیم ہے

۳۹ احمد بن عبيان* (جیم یا کے ساتھ بروزن عثمان)

اس لفظ کو ابن الفرات نے قلمبند کیا ہے، کسی نے علیان کے وزن پر بھی کہا ہے۔ اسے ابن الصلاح ہمدانی نے نقل کیا ہے۔ احمد نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر میں شریک رہے، ابن یونس نے اس روایت کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے، اور کہا ہے: مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں ہے۔ مصر* میں بمقام جیزہ ان کا خطہ ارض مشہور ہے اسے بھی الدارقطني نے مؤلف میں ذکر کیا ہے، القاضي ابن العربی نے یہ نام حائے مہملہ سے ضبط کیا ہے لیکن انہیں وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

۴۰ أَحْقَب

ابن درید نے ذکر کیا ہے کہ یہ نصیبین کے ان جنوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ سے قرآن سنا۔

* اسد الغابة (ت ۳۸) ذکرہ ابن الاثير في اسد الغابة (ج ۱ ص ۶۰) * أخرجه عبد الرزاق في مصنفه (الحديث ۹۱۲۷) و ذکرہ السيوطي في الدر المنثور (الحديث ج ۳ ص ۲۲۳) * اسد الغابة (ت ۳۹) الاستيعاب (ت ۱۶۰) * ذکرہ ابن ماكولا في ”الاكمال“ (ج ۱ ص ۹) و ذکرہ ابن الاثير في اسد الغابة (ج ۱ ص ۶۰) و ذکرہ ابن كثير في ”جامع المسانيد والسنن“ (ج ۱ ص ۱۷۷).

۴۱ احمد بن حفص

بن المغیرہ ابو عمرو الخزومی، اپنی کنیت سے مشہور ہیں ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے نسائی نے ابراہیم بن یعقوب الجوز جانی کی روایت سے ان کا نام بتایا ہے، انہوں نے ابو ہشام مخزومی سے پوچھا۔ انہیں صحابہ کے نسب کا کافی علم تھا۔ کہ ابو عمرو بن حفص، فاطمہ بنت قیس کے خاوند کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: احمد، ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲ احمد

ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ ان کا نام ابو محمد ہے جو یہ سمجھتے تھے کہ وتر واجب ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام مسعود بن زید بن سبیح ہے۔

۴۳ احمر

آخر میں راہے ابن جزء بن ثعلبہ بن زید بن مالک بن سنان السدوسی، ابن عبد البر نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: احمر بن جزء بن معاویہ بن سلیمان مولی الحارث السدوسی، ان سے سجدہ میں (اعضاء کو پیٹ سے) جدا رکھنے کی حدیث روایت کی جاتی ہے۔ اسے ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد اور طحاوی نے حسن بصری کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں ہم سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی احمر نے بیان کیا۔

اور عباد بن راشد، حسن بصری سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے احمر رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام نے بیان کیا۔ اس کے رجال ثقہ ہیں، باوردی نے ان کی ایک اور حدیث روایت کی ہے۔ کسی نے کہا، وہ احمر بن سواء بن جزء ہیں۔ بخاری فرماتے ہیں: بصری ہیں انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ لفظ جزء کو بعض نے جیم کے زیر، زا کے سکون اور اس کے بعد ہمزہ سے ضبط کیا ہے اور بعض نے جیم کے زیر، زا کے زیر اور اس کے بعدی سے ضبط کیا ہے۔

۴۴ احمر بن شلیم

بعض نے سلیم بن احمر کہا ہے، انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے اسے ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

۴۵ احمر بن سواء

بن عدی بن مرہ بن حمران بن عوف بن عمرو بن الحارث بن سدوس السدوسی: ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ اور العلاء بن منہال کی سند سے ایاد بن لقیط کے واسطے سے احمر بن سواء السدوسی رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ ان کا ایک بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے، کسی دن اسے اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دیا پھر نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ بیعت (اسلام) کر لی۔ یہ غریب حدیث ہے اور العلاء الکوفی ان کی حدیث جمع کرتے تھے۔

اسد الغابۃ (ت ۴۲) * اسد الغابۃ (ت ۴۳) الاستیعاب (ت ۱۰) * الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۶۶) * اخرجه ابوداؤد فی کتاب الصلوۃ باب صفة السجود (الحديث: ۹۰۰) و اخرجه ابن ماجہ فی کتاب اقامة الصلوۃ والسنة فیہا باب السجود (الحديث: ۸۸۶) و اخرجه الامام احمد فی مسنده الحديث ج ۴/۳۴۲ * التاريخ الكبير (ج ۱ ص ۶۳) * اسد الغابۃ (ت ۴۵) الاستیعاب (ت ۴۳) * اسد الغابۃ (ت ۴۶)

۴۶) احمر بن ابوعسیب

اپنی کنیت سے مشہور ہیں، الاستیعاب میں ان کا نام ونسب احمر بن عسیب لکھا گیا تو علماء نے ان کا ناقدانہ علمی تعقب کیا، یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی کنیت ان کے والد کے نام کے مطابق ہو۔ ان شاء اللہ کنیتوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۴۷) احمر بن قطن

الہمدانی بے حد عمر رسیدہ تھے فتح مصر میں حاضر تھے، کہا جاتا ہے: انہیں شرفِ صحبت حاصل ہے اس بات کو ابن ماکولا نے ابن یونس سے نقل کیا ہے اور ابن یونس کہتے ہیں کہ وہ اپنی قوم میں سردار کی حیثیت رکھتے تھے۔

۴۸) احمر بن مازن

بن اوس بن النابغة بن عزم بن حبیب بن وائلہ بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن النجفی، غزوہ حنین کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ ابوعلی الجہری کا قول ہے جسے رشاطی نے ان سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے ابو عمر اور ابن فتحون نے ذکر نہیں کیا ہے۔

۴۹) احمر بن معاویہ

بن سلیم بن لائی بن الحارث بن صریم بن الحارث اور وہ مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم ہیں جن کی کنیت، ابو شعیل ہے، ان کی حدیث ابن السکن وغیرہ کے ہاں ملتی ہیں۔ جو محمد بن عمر بن حفص بن السکن بن سواء کی سند سے شعیل بن احمر بن معاویہ کے واسطے سے ان کے والد کے ذریعہ ان کے دادا سے روایت کی جاتی ہے کہ احمر بن ابی سلمہ کے پاس آئے وہ بنی تمیم کے سرخیل تھے تو آپ ﷺ نے انہیں اور ان کے بیٹے شعیل کے لئے ایک تحریر لکھوائی، ابن السکن کہتے ہیں اس روایت کی سند مجہول ہے اور ابو نعیم کہتے ہیں: انوکھی ہے جو صرف اسی ذریعہ سے پہچانی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اسے بغوی اور طبری نے نقل کیا ہے۔ ”شعیل“ کا ضبط تحریر کا طریقہ ان کے حالات میں آئے گا۔

۵۰) احمر مولیٰ ام سلمیٰ

بعض کہتے ہیں کہ یہ سفینہ کا نام ہے ان کے حالات حرف سین میں آئیں گے اور ابن مندہ نے عمران النخلی کی سند سے احمر مولیٰ ام سلمہ روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: ہم کسی غزوہ میں تھے میں کسی وادی یا نہر میں لوگوں کو عبور کرا رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: آج تو تم سفینہ کشتی کا کام دے رہے ہو، اور مالینی نے اس روایت کو ”الموتلف“ میں نخلی کے حالات میں ذکر کیا ہے جو (نام) نون، خا سے ہے۔

اسد الغابة (ت ۴۷) الاستیعاب (ت ۱۱) ابن عبد البر (۱/۱۶۶) اسد الغابة (ت ۴۸) الاکمال (۱۰)

اسد الغابة (ت ۴۹) اسد الغابة (ت ۴۴) معرفة الصحابة (۲/۳۹۵) ذکرہ الہندی فی کنز العمال (الحديث ۳۳۳۴۹)

۵۱ الاحمری

اسی طرح بغوی، ابن قانع وغیرہ نے اسماء میں لکھا ہے، ممکن ہے احمری نسبت ہو اس بنا پر یہ اسم مہمات میں منتقل ہو جائے گا۔ بغوی نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور اسمعیل بن ابی حبیبہ کی سند سے عبد اللہ بن ابی سفیان وہ اپنے والد سے وہ احمری سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے اپنی بیوی سے عمرہ کا وعدہ کیا تھا، کسی جہادی مہم میں مجھے اس کا موقع مل گیا، تو میں نے نبی ﷺ سے اس بات کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ رمضان میں عمرہ کر لے، جو حج کے برابر (ثواب رکھتا) ہے۔
بغوی نے کہا ہے: مجھے یہ احمری معلوم نہیں۔ اسی طرح ابن قانع نے بغوی سے اسی سند سے نقل کی ہے۔

۵۲ الاحوص بن عبد

بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، ابن الکلبی اور البلاذری نے ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے بحرین کے گورنر تھے۔ اور مروان بن الحکم کا جو قصہ پیش آیا اس میں انہی کی کوشش ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہو اور انہوں نے عمر پائی ہو۔ اس واسطے کہ ان کے والد حالت کفر پر مرے تھے۔

ان کی اولاد میں سے منصور بن عبد اللہ بن الاحوص ہے ان کا بنی مروان کے زمانہ میں شام میں ذکر تھا۔ ان کے بیٹے عبد اللہ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے کسی علاقے پر مقرر تھے۔ موطا میں زید بن اسلم کی سند سے سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ احوص شام میں اس وقت فوت ہوئے جب ان کی بیوی تیسرے حیض کے خون میں داخل ہوئی۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”ان کی بیوی کا میراث میں کوئی حصہ نہیں“۔ اسے ابن عیینہ نے زہری کے حوالہ سے سلیمان بن یسار سے نقل کیا کہ الاحوص بن فلاں یا فلاں بن الاحوص، پھر اس طرح کی بات ذکر کی ہے۔ ابن الحداد نے کہا ہے: زیادہ قوی بات یہ ہے کہ یہ قصہ احوص کے بارے میں ہے وہ ابن عبد ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے بیٹے عبد اللہ بن الاحوص کا ہو، بہر حال زہری سے ابن عیینہ کی روایت میں کسی کا نام مذکور نہیں ہے۔

۵۳ الاحوص بن مسعود

بن کعب بن عامر بن عدی الانصاری، خویصہ اور حویصہ کے بھائی، عدوی نے ”انساب الانصار“ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ احد اور بعد کے واقعات میں حاضر تھے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴ اخیجة بن امیة

بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمع الجمعی، صفوان کے بھائی ہیں ان لوگوں میں سے ہیں جن کی تالیف قلب مطلوب تھی۔

اسد الغابة (ت ۵۰) * أخرجه الترمذی فی کتاب الحج باب ما جاء فی عمرة رمضان (الحديث ۹۳۹) بلفظ عمرة فی رمضان تعدل حجة
اسد الغابة (ت ۵۰) * أخرجه الامام مالک فی کتاب الطلاق، باب ما جاء فی الاقراء وعدة الطلاق و طلاق الحائض (الحديث ۱۲۵۳)
اسد الغابة (ت ۵۲) * اسد الغابة (ت ۵۳) الاستيعاب (ت ۱۴۰).

اسے عبدان المروزی نے بشر بن تمیم وغیرہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ ان کے پوتے ابوریحانہ علی بن اسید بن اُحیمہ ہیں جو عبد اللہ زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ میں حجاج بن یوسف کے ساتھ تھے۔

۵۵ اُحیمَہ (حائے مہلتین سے تصغیر ہے)

ابن الجلاح (جیم کے ضمہ لام متحرک آخر میں حائے مہملہ ہے) امام مالک نے مؤطایں * یحییٰ بن سعید کی سند سے عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ انصار کے ایک شخص تھے جنہیں اُحیمہ بن الجلاح کہا جاتا تھا ان کا ایک چچا ہوا کرتا تھا جو ان سے کم عمر تھا جو اپنے ماموؤں کے ساتھ رہتا تھا، کسی طرح اُحیمہ نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا تو اس کے ماموں ان سے کہنے لگے: ہم اصلاح و مرمت کے اہل تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ مضبوط ہو گیا تو ہم اس پر غالب آ جائیں گے اور اس کے معاملہ کا حق اس کے چچا کے بارے میں ہے۔ عروہ نے کہا: اسی وجہ سے قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔

میں کہتا ہوں: میں انساب الانصار میں اس اُحیمہ کے نسب پر مطلع نہیں ہو سکا۔ بعض وہ لوگ جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں تالیف کیا ہے ان کا گمان ہے کہ وہ اُحیمہ بن الجلاح بن حریش ہے جسے خراش بن جحججی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن مالک بن الاوس کہا جاتا ہے، سلمیٰ بنت عمرو الخزرجیہ اُس کے عقد میں تھیں پھر سلمیٰ نے اُحیمہ کے بعد ہاشم بن عبد مناف سے شادی کر لی جن سے عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کے دادا پیدا ہوئے۔ اور انہی کا خیال ہے کہ عمرو بن اُحیمہ وہی ہیں جو خزیمہ بن ثابت سے، عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی کرنے کی نہی روایت کرتے ہیں۔ اور عبد اللہ بن السائب ان سے روایت کرتے ہیں وہ یہی ہیں۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے والد اُحیمہ کے لیے صحابی ہونا ثابت ہو جائے۔

جبکہ ابن عبد البر * نے اس کا بڑے زور شور سے انکار کیا ہے اور انہوں نے ”الاستیعاب“ میں کہا ہے: ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ نبی ﷺ سے روایت کرنے والے لوگوں میں کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے خزیمہ بن ثابت سے سنا ہے۔

ابن عبد البر کہتے ہیں: * اسی بات کی مجھے سمجھ نہیں آتی، کیونکہ اُحیمہ قدیم ہیں وہ عبد المطلب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ لہذا یہ محال ہے کہ اس قدر قدیم آدمی خزیمہ سے روایت کرے۔ اور ان سے عبد اللہ بن علی بن السائب روایت کریں۔ فرماتے ہیں: ہو سکتا ہے یہ عمرو بن اُحیمہ کے پوتے ہوں، یعنی انہوں نے اپنے دادا کا نام رکھا ہو۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے جو کچھ کہا اس کی تعین نہیں ہوئی، بلکہ ہو سکتا ہے کہ اُحیمہ بن الجلاح کسی اور عمرو کے والد ہوں جو اُحیمہ بن الجلاح مشہور کے علاوہ کوئی شخص ہو۔ مرزبانی نے عمرو بن اُحیمہ کا معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے وہ مخضرمی ہیں یعنی انہوں نے جاہلیت و اسلام کا دور پایا ہے، اور ان کا ایک شعر بھی پڑھا جو انہوں نے اس وقت کیا جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس خطبہ دیا۔ اُحیمہ بن الجلاح مشہور شخص ہیں یہ زمانہ جاہلیت میں تھے اور اپنی قوم میں شریف انسان شمار ہوتے تھے۔ نبی ﷺ کی ولادت سے کافی عرصہ پہلے فوت ہو گئے۔

ان کی اولاد سے محمد بن عقبہ بن الجلاح ہیں جن کا نام زمانہ جاہلیت میں محمد اس امید سے رکھا گیا کہ شاید وہ مبعوث ہونے

* اخرجہ الامام مالک فی کتاب العقول، باب ما جاء فی میراث العقل والتغلیظ فیہ (الحديث ۱۶۶۹).
* الاستیعاب (۲۲۳/۱) ایضاً

والے نبی بنیں۔ یہ محمد زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے۔ البتہ ان کے بیٹے منذر بن محمد اسلام لے آئے اور بدر وغیرہ جنگوں میں شریک رہے۔ نبی ﷺ کی زندگی میں بیر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

احیمہ کی اولاد میں سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے وہ یہ ہیں: عیاض بن عمرو بن بلال بن بلیل بن احیمہ وہ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے، جبکہ عمرو اور بلیل جو بلال بن احیمہ کے بیٹے ہیں وہ بھی احد میں حاضر تھے، کسی نے بھی ان کے آباء و اجداد کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔

اسی طرح احیمہ بن الجلاح کی اولاد سے فضالہ بن عبید بن ناقد بن قیس بن الاضرم بن جحججی ہیں جن کی والدہ محمد بن عقبہ مذکور کی بیٹی ہیں۔ یہ چند دلائل ان لوگوں کے وہم کو واضح کرتے ہیں جنہوں نے احیمہ بن الجلاح اکبر کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ عیاض نے ”مشارك“ میں کہا ہے: موطا میں جو روایت آئی ہے اس کی وجہ سے بعض کو وہم ہو گیا ہے، وہ کہتے ہیں: احیمہ جاہلی ہیں انہوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا، اور الانصار اسلامی نام ہے جو اوس اور خزرج قبیلوں کے لئے مختص ہے لہذا انہیں انصاری کیسے کہا جاسکتا ہے؟ نیز عیاض نے کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ میں تساہل ہوا ہے جب اس کا تعلق مذکورہ قسم سے ہے۔ اور یہ (انصار) نام ان کا نسب بن گیا تو انہیں ان میں ذکر کر دیا کیونکہ یہ ان کے بھائی تھے۔

اور ان کی طرف سے یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ان کی وفات زمانہ جاہلیت میں ہوئی، اور قاضی ابو عبد اللہ بن الحذاء نے رجال موطا میں عجیب بات کی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ احیمہ بن الجلاح قدیم الوفا ہیں اور ان کے حالات بیان کرتے ہوئے انہیں یہ گمان ہو گیا کہ انہوں نے اسلام کے زمانے تک عمر پائی۔ اور امام مالک رحمہ اللہ نے انہی سے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ عروہ نے ان کا زمانہ نہیں پایا، ان کے ساتھ جو کچھ پیش آیا وہ جاہلیت میں ہوا۔ مذکورہ روایت دراصل وہ قصہ ہے جو انہوں نے جاہلیت میں فیصلہ کیا تھا۔ اسلام نے اسے برقرار رکھا۔

تو کبھی انہیں یوں پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا ہے اور کبھی کہتے ہیں اسلام کا زمانہ نہ پاسکے، جہاں تک قصہ والے صحابہ ہیں جو کچھ میری سمجھ میں آتا ہے وہ کوئی اور ہیں۔ گویا وہ عمرو بن احیمہ کے والد ہیں جو خزیمہ بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ لہذا احیمہ صحابی عمرو کے والد، احیمہ بن الجلاح جو محمد بن عقبہ کے دادا ہیں جو جاہلی اور قدیم شخص ہیں ان کے علاوہ ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ چھوٹے بڑے کے پوتے ہوں، ان کا نام ان کے والد ان کے دادا اور ان کے بیٹے کے نام جیسا ہو۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد خاء ہے

۵۶ الاخرم

رسول اللہ ﷺ کے شہسوار ہیں ان کا نام محرز بن نصلہ ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ حرف میم میں آئے گا۔

۵۷ الاخرم الہجیمی

عبد الغنی اور ابن ماکولا نے کہا ہے ان کا شمار صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں

اور بغوی نے یحییٰ بن الیمان العجلی کی سند سے بنی تیم لات کے ایک شخص سے روایت ہے جس کا نام عبد اللہ ہے وہ عبد اللہ بن اہرم سے وہ اپنے والد سے۔ اور انہیں شرف صحبت حاصل ہے، فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے ذی قار کے دن فرمایا: یہ دن ہے جس میں عرب عجم سے آدھے ہو گئے۔“ ابن ماکولانے الاہرم الہجیمی اور الاہرم بے نسبت والے میں فرق کیا ہے، حالانکہ وہ دونوں ایک ہیں۔ اور حدیث بھی ایک ہے (جیسا ہم نے کہا) ابن عبد البر نے بھی ان کی کسی قبیلے کی طرف نسبت بیان نہیں کی، بلکہ یوں کہا: مجھے ان کے نسب کا علم نہیں۔

۵۸) الاہرم بن ابی العوجاء السلمی

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان اہرم کو پچاس آدمیوں کے ایک سریہ میں سات ہجری کو بنی سلیم کی طرف بھیجا، جن میں سے عمومی صحابہ شہید ہو گئے اور ابن ابی العوجاء زخمی حالت میں پہنچ گئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ حرز بن نضلہ ہوں۔

۵۹) الاخضر بن ابی الاخضر الانصاری

ابن السکن نے ان کا تذکرہ کیا ہے، اور حارث بن حصیرہ کی سند سے جابر جعفی، محمد بن علی بن الحسین وہ اپنے والد سے وہ اخضر بن ابی اخضر سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں قرآن نازل کرنے (کے انکار) پر جنگ کرتا ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) قرآن کی تفسیر (کے انکار) پر جنگ کرتا ہے۔“

ابن السکن نے کہا ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں غیر مشہور شخص ہیں، اور ان کی حدیث کی سند میں تا مل ہے۔ دارقطنی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جابر اس حدیث کی روایت میں اکیلا ہے اور جابر رافضی ہے۔

۶۰) الاخضر بن سلمیٰ

معن بن یزید کے دادا، ان کے والد کا نام خبیب ہے، بعض نے خواب کہا ہے، اسے طبری، ابن سکن وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا: بنی سلیم کے وفد میں اخضر بن یزید تھے۔ اور بغوی نے معن کے حالات میں یزید بن ابی خبیب کی سند سے نقل کیا ہے کہ معن بن یزید بن الاخضر السلمی، ان کے والد اور ان کے دادا تینوں بدر میں شریک تھے، ان کے علاوہ کوئی شخصیت ہمیں ایسی معلوم نہیں جو خود، اس کا بیٹا اور پوتا مسلمان ہو کر اس غزوے میں شریک ہوئی ہو۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں صفوان بن عمرو کی سند سے سلیم بن عامر سے، امامہ باہلی سے روایت کرتے ہیں کہ یزید بن

✽ أخرجه الطبرانی في "المعجم الكبير" (الحديث: ج ۲ ص ۳۴) و ذكره الهندي في "كنز العمال" (الحديث: ۳۰۳۰۱)

✽ الاستيعاب (ج ۱ ص ۱۶۷)

✽ ذكره الهندي في كنز العمال (الحديث ۳۲۹۶۸)

✽ اسد الغابة (ت ۵۸)

✽ أخرجه ابن حبان في صحيحه (الحديث: ۴۸۵۵)

الاخنس السلمي نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، پھر ان کا قصہ نقل کیا۔ اور بخاری نے، ابو الجویریہ کی سند سے معن بن یزید سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے، میرے والد اور میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ * ابن مندہ یہ سمجھتے ہیں کہ معن کے دادا کا نام ثور ہے اس لئے انہوں نے ان کا تذکرہ حرف ثا مہملہ میں کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۱) الاخنس بن شریق *

بن عمرو بن وہب بن علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزی بن غیرہ بن عوف بن ثقیف الشقی، ابو ثعلبہ، بنی زہرہ کے حلیف، ان کا نام ابی ہے، ان کا لقب اخنس اس وجہ سے پڑ گیا کیونکہ جب انہیں یہ خبر مل گئی کہ ابوسفیان تجارتی قافلہ لے کر بیچ نکلے ہیں، تو وہ بدر سے بنی زہرہ کو لے کر واپس آ گئے۔ تو لوگ کہنے لگے: ”اخنس بنی زہرہ کو واپس لے آیا“۔ یوں ان کا نام اخنس پڑ گیا۔ اس کے بعد اخنس مسلمان ہو گئے، یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے، غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں ان کی وفات ہوئی۔ اسے ابو موسیٰ نے ابن شاہین سے نقل کیا ہے، کہتے ہیں: ہم سے محمد بن ابراہیم، ان سے محمد بن یزید اپنے راویوں سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح ابن فتحون نے اس بات کو طبری سے روایت کیا ہے۔

ذہبی نے زہریات میں صحیح سند سے زہری، سعید بن المسیب کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابوسفیان، ابو جہل اور اخنس تینوں ایک رات جمع ہوئے کہ چھپ کر قرآن سنتے ہیں۔ پھر اس قصہ کو ذکر کیا۔ اسی قصہ میں ہے: اخنس ابوسفیان کے پاس آ کر کہنے لگے: تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: میں سمجھتا ہوں لیکن انکار کرتا ہوں، ابوسفیان نے ان سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں تو اسے حق سمجھتا ہوں۔

ابن عطیہ نے سدی سے نقل کیا ہے کہ اخنس نبی ﷺ کے پاس آئے اسلام کا اظہار کیا اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ پھر کسی وجہ سے بھاگ نکلے، مسلمانوں کی ایک بستی سے گزر رہا تو ان کا کھیت جلا ڈالا اور ایک آزاد شخص کو قتل کر دیا، تو یہ آیت نازل ہوئی:

”انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمہیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے، مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے، جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلانے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے، حالانکہ اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو اپنے وقار کا خیال اسے گناہ پر جمادیتا ہے، ایسے شخص کے لیے تو بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے“۔ (البقرة: ۲۰۴، ۲۰۶)

ابن عطیہ کہتے ہیں: یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ اخنس مسلمان ہوئے ہوں۔

میں کہتا ہوں: جن لوگوں کا پہلے ذکر ہوا انہوں نے اخنس کا صحابی ہونا ثابت کیا ہے۔ اس کا عین احتمال ہے کہ وہ اسلام

* أخرجه الإمام أحمد في "مسنده" (الحديث ج ۳ ص ۴۷۰) وأخرجه أبو يعلى في مسنده (الحديث: ج ۳ ص ۱۲۲)

* اسد الغابۃ (ت ۵۷)

لائے پھر (نعوذ باللہ) مرتد ہوئے اور پھر مسلمان ہو گئے ہوں۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد وال ہے

۶۲ (ن) الادرس الجئی ارقم میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۶۳ الادرع السلمی

ابن ماجہ نے سعید المقبری کی سند سے ادرع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں ایک رات نبی ﷺ کی پہرہ داری کے لیے نکلا، تو اچانک ایک شخص کی ہمت نظر آئی، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، تو کسی نے کہا: یہ عبد اللہ ذوالجنادین ہیں۔ (الحديث)

ابن مندہ کہتے ہیں: غریب روایت ہے اسی سند سے ہی ہم جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس سند میں موسیٰ بن عبیدہ الربذی ہے جو ضعیف ہے۔ یہ قصہ زید بن اسلم کی سند سے ابن ادرع سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۴ الادرع ابوالجعد الضمری

اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ تذکرہ آنے والا ہے۔

۶۵ (ن) ادریس

ان آٹھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہوں نے حبشہ سے ہجرت کی، ابرہہ میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۶۶ (ن) ادہم بن حذرة اللخمی الراشدی

از بنی راشدہ بن اذینہ بن جذیلہ بن لخم، ابن ماکولا نے کہا: وہ صحابی ہیں۔ سعید بن عفیر نے اہل مصر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اتفاق سے ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ رشاطی نے کہا ہے کہ ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

باب الالف جس کے بعد ذال ہے

۶۷ اذینہ بن سلمہ

بن الحارث بن خالد بن عائد بن سعد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن بھشہ بن عبد القیس العبدی، عبد الرحمن کے والد اور بعض

اسد الغابہ (ت ۵۹) الاستیعاب (ت ۱۶)

اخرجه ابن ماجہ فی کتاب الجنائز، باب ما جاء فی حفر القبر (الحديث: ۱۵۵۹)

الاکمال (ج ۱ ص ۲۱)

اسد الغابہ (ت ۶۳) الاستیعاب (ت ۱۳۸)

نے کہا ہے: وہ اذینہ بن حارث بن یحمر بن عمرو بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ اللیثی ہیں۔ یہ دونوں نسب مختلف ہیں۔ جبکہ ابن عبدالبر نے پہلے کو صحیح قرار دیا ہے۔ فرمایا: کچھ لوگوں نے ان کے متعلق یوں کہا ہے: اثنی۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے، رشاطی نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ شن بن افسی بن عبدالقیس ہے۔ لہذا اثنی اور العبدی میں کوئی مغایرت نہیں ہے۔

ابن الاثیر فرماتے ہیں: شاید جس نے انہیں کنانی منسوب کیا ہے تو اس نے انہیں ابن اذینہ مشہور شاعر کا والد سمجھ لیا ہے۔ وہ یہ نہیں ہیں۔ اور ان اذینہ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ وہ عبدالرحمن کے والد اور بصرہ کے قاضی ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ پھر انہیں تابعین میں بھی ذکر کر دیا۔ اور عسکری کہتے ہیں: وہ بصرہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عبدالقیس کے سردار تھے، جنگ جمل میں موجود تھے، اور ان کا اس میں ذکر ہے۔ مدائنی کہتے ہیں: وہ قبیلہ عبدالقیس کے پہلے رئیس ہیں۔ ان پر ان کی ریاست منذر بن جارود سے پہلے تھی۔ اذینہ زیاد کے کئی عہدوں پر فائز رہے۔ ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبداللہ تھا ان کا امیر معاویہ بن ابی سفیان اور مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ بھی ذکر ہے۔

ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں نقل کرتے ہیں ہم سے ابوالاحوص نے ابواسحاق بن عبدالرحمن بن اذینہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس نے کوئی قسم کھائی اور پھر اسے اس سے اچھی چیز مل گئی تو اسے چاہیے وہ چیز اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔“

طبرانی، بغوی، ابن شاہین، ابن سکن اور ابو عروبہ سمیت کئی لوگوں نے اپنی کتابوں میں ابوالاحوص کی سندوں سے ان کا تذکرہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا ہے اور بغوی نے کہا: جہاں تک میرا علم ہے کہ اذینہ نے اس کے علاوہ کچھ اور روایت کیا ہو۔ اور نہ ابواسحاق سے سوائے ابوالاحوص کے کوئی روایت کرتا ہے اور ابن السکن نے کہا ہے: کہا جاتا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ ان کی مرفوع حدیث ابوالاحوص کے سوا کوئی روایت کرتا ہو اور وہ ثقہ ہیں۔ البتہ اس میں ان کے نبی ﷺ سے سماع کا ذکر نہیں۔ اور ترمذی نے اسے ”علل مفردہ“ میں بواسطہ قتیبہ، ابوالاحوص سے نقل کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ”تاریخ کبیر“ میں کہا ہے کہ اذینہ العبدی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور وہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابو نعیم کوئی نے انہیں اہل کوفہ کے تابعین میں ذکر کیا ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ذکر کیا ہے۔ ان کی احادیث جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ہیں انہیں عبدالرزاق حسن عرنی کی سند سے عبدالرحمن بن اذینہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، پھر اپنا قصہ ذکر کیا۔

❖ الاستیعاب (ج ۱ ص ۲۲۲)

❖ اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۶۷)

❖ الثقات (ج ۴ ص ۶۰)

❖ اخرجہ ابوداؤد الطیالسی فی مسنده (الحديث ۱۳۷۰) و اخرجہ الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث ج ۱ ص ۸۷۳).

❖ التاريخ الكبير (ج ۱ ص ۶۱)

❖ معرفة الصحابة (۲۸/۳)

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”العلل المفردة“ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مرسل ہے اور اذینہ نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا ہے۔ انہی سے عمرو بن دینار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح کہا ہے اگر ان کا یہ قول کہ ”انہی سے“ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ کی گفتگو ان کے بارے میں مختلف ہے اس واسطے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے التاریخ میں ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور ابو حاتم رازی نے ان کی پیروی کی ہے۔ ابن ابی حاتم * نے کہا ہے: اذینہ العبدی بصری ہیں نبی ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: پھر (ابن ابی حاتم نے) کہا: اذینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ان سے عمرو بن دینار اور محمد بن الحارث نے، ابن عیینہ نے کہا ہے: وہ عمان کے رہنے والے تھے، اسی طرح ابن حبان * نے دونوں باتوں میں فرق کیا ہے، اگر یہ قول ”انہی سے عمرو بن دینار“ والا امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول ہے تو انہیں وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد راہے

۶۸ (ز) اربد بن جبیر *

بعض نے ابن حمزہ اور بعض ابن حمیر اور ابن حمیر تصغیر اور تشدید سے کہا ہے اس آخری والے کو ابن ماکولا * نے معتبر کہا ہے، پہلے قول کو ابن مندہ نے جریر بن حازم کی سند سے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، ابن اسحاق نے انہیں حبشہ اور مدینہ ہجرت کرنے والوں اور اہل بدر میں ذکر کیا ہے۔

۶۹ اربد بن مخشی *

ان کی کنیت ابو مخشی ہے اور ان کی زیادہ شہرت کنیت سے ہے۔ ان شاء اللہ کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا، کچھ لوگ کہتے ہیں: ان کا نام سوید ہے۔

۷۰ اربد * خادم رسول ﷺ

ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں اصغ بن زید کی سند سے سعید بن ابی راشد، زید بن علی بن الحسین سے وہ اپنی دادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی وہ حدیث جس میں ان کا ذکر ہے روایت کرتے ہیں، ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

* الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۳۲۹)

* الثقات (ج ۴ ص ۵۹)

* اسد الغابة (ت ۶۴) الاستيعاب (ت ۱۴۱)

* الاكمال (ج ۲ ص ۵۱۷)

* اسد الغابة (ت ۶۶)

* اسد الغابة (ت ۶۵)

۷۱ ارطاة بن الحارث

انہیں وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، یہ معاویہ بن صالح کا قول ہے شاید وہ بعد والے ہوں۔

۷۲ ارطاة بن کعب

بن شراحیل بن کعب بن سلمان بن عامر بن حارث بن سعد بن مالک بن النخع، ابن شاہین نے ضعیف سند سے عبد بن عابس النخعی، قیس بن کعب النخعی کے سلسلہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اور ان کے بھائی ارطاة بن کعب اور ارقم نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اور وہ دونوں سب سے زیادہ حسین اور صاحب نطق تھے، آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ دونوں اسلام لے آئے۔ اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور ارطاة کے لیے ایک تحریر لکھوائی۔ انہیں جھنڈا باندھ کر دیا، وہ جنگ قادسیہ میں اسی جھنڈے سمیت حاضر ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں: وہ جھنڈا ان کے بھائی زید بن کعب نے پکڑا پھر وہ قتل ہو گئے۔ اور رشاطی نے اس کا ابن الکھی سے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور ان کے بھائی کا نام درید بن کعب بتایا ہے، اسی طرح کا قول ابن سعد نے طبقات میں اختیار کیا ہے، فرمایا: ارطاة بن شراحیل بن کعب از بنی حارث بن سعد بن مالک بن النخع، اور ابن ہشام الکھی اپنے والد سے وہ نخع کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اور جھیش جن کا نام ارقم ہے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ عنقریب ارقم میں آ رہا ہے۔

ارطاة کا ذکر دوسرے طریقے سے بھی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے کہا: ہم سے اور لیس نے، حنش بن الحارث سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نخع قبیلہ کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، آپ ان کے پاس آئے انہیں شمار کیا تو وہ ڈھائی ہزار تھے ان کے امیر ارطاة تھے، پھر فرمایا: مجھے تم لوگوں میں مروت چار زانو بیٹھی نظر آتی ہے اپنے عراقی بھائیوں کی طرف جا کر جنگ کرو۔ انہوں نے عرض کیا: ہم شام کی جانب روانہ ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا: عراق جاؤ! چنانچہ وہ عراق کی طرف چل نکلے۔ اور ابو نعیم نے اسے حنش سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ابو الحارث کو اس کا تذکرہ کرتے سنا، فرمایا: ہم یمن سے آئے اور مدینہ پڑاؤ کیا۔ حضرت ہم لوگوں کی طرف آئے، قبیلہ نخع میں گھومے... اسی طرح کا مفہوم ہے۔ ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ہم لوگ جنگ قادسیہ میں آئے جس میں ہمارے بہت سے افراد شہید ہوئے اور باقی لوگوں میں سے کم ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: قبیلہ نخع اکیلا بڑے کام کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

۷۳ الارقم بن ابی الارقم

ان کا نام عبد مناف بن اسد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا ابو عبد اللہ کنیت رکھتے تھے۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کی والدہ تماضر بنت جذیم سہمیہ تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امیہ بنت عبد الحارث خزاعیہ تھیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ

اسد الغابة (ت ۶۸)

ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابة (ج ۱ ص ۶۹)

اخرجه ابن ابی شیبہ فی مصنفہ (الحديث ج ۱۲ ص ۵۷۰)

اسد الغابة (ت ۷۰) الاستيعاب (ت ۱۳۳) تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۱)

وہ دس آدمیوں کے بعد ایمان لے آئے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا ہے۔ حاکم نے (اپنی) مستدرک میں ان کے حالات میں روایت کیا ہے: ایمان لانے والوں میں وہ ساتویں شخص ہیں۔ ان کا گھر کوہ صفا پر تھا، یہ وہی گھر ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام (پھیل جانے کے زمانہ) میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور اس گھر کا لمبا قصہ ذکر کیا ہے۔ ارقم رضی اللہ عنہ نے اسے روکے رکھا تھا اس کے بعد ان کے پوتوں نے ابو جعفر منصور کو بیچ دیا۔ ابن مندہ نے اسے حاکم کی سند سے زیادہ قوی سند سے نقل کیا ہے اور وہ یوں ہے کہ عبد اللہ بن عثمان بن الارقم سے روایت ہے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ بدری صحابی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک ان کے اس گھر میں رہے جو کوہ صفا پر تھا یہاں تک کہ چالیس مسلمان ہو گئے۔ ان سب سے آخری اسلام لانے والا شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ جب چالیس اشخاص پورے ہو گئے تو باہر نکلے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے عثمان بن الارقم بن ابی الارقم عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے اور الارقم اصحاب رسول علیہ السلام میں سے تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”جو شخص جمعہ کے روز (نمازی) لوگوں کی گردنیں (آگے جانے یا پیچھے آنے کے لئے) پھلانگتا ہے، امام (خطیب) کے باہر نکل چکنے کے بعد دو آدمیوں کو جدا کرتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹے گا۔“ اسے حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔

لیکن دارقطنی نے افراد میں کہا ہے کہ اس روایت میں ہشام بن زیاد متفرد ہیں۔ ان کا نام ابوالمقدام (زیادہ مشہور ہے) ناقدین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح حاکم نے روایت کیا ہے کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کا جنازہ حضرت سعد بن ابی وقاص پڑھائیں۔

ابن مندہ نے ابراہیم بن المنذر کی سند سے نقل کیا ہے فرمایا کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کی وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پچپن ہجری میں ہوئی۔ پھر ایک کمزور سند سے عثمان بن الارقم سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میرے والد کا انتقال ۵۳ ہجری میں ہوا اس وقت ان کی عمر پچاسی سال تھی۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُن کا جنازہ پڑھایا۔ ابو نعیم اور عبد البر نے منقطع سند سے نقل کیا ہے کہ ان کا انتقال اسی دن ہوا جس دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ ابن عبد البر نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس سے مراد ان کے والد ابو الارقم ہیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں آئے گا۔ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ بدروا احد اور بعد کے تمام واقعات میں موجود تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ میں ایک گھر بطور جاگیر دیا تھا۔ اور ابن عبد البر نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن ابی حاتم کو ان کے بارے میں وہم ہوا ہے اس لیے انہوں نے ان ارقم کو عبد اللہ بن ارقم کا والد بنا دیا، یعنی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیت المال پر مقرر تھے یہ زہری ہیں

التاریخ الكبير (ج ۲ ص ۴۶)

اخرجه الحاكم في المستدرک (الحديث: ج ۳ ص ۵۰۲)

اخرجه الامام احمد في مسنده (الحديث ج ۳ ص ۴۱۷) و اخرجه الحاكم في المستدرک (الحديث: ج ۳ ص ۵۰۲)

معرفة الصحابة (ج ۲ ص ۳۷۸)

الاستيعاب (ج ۱ ص ۱۳۱)

اور پہلے مخزومی ہیں۔ اور زہری کے والد کا نام عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف تھا۔

میں کہتا ہوں: طبرانی * نے ثوری کی سند سے ابن ابی لیلیٰ سے نقل کیا ہے، وہ الحکم سے وہ مقسم سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم بن ابی ارقم زہری کو سعاۃ (صدقات کی وصول یا بی) پر مقرر فرمایا، انہوں (ابورافع) نے رسول اللہ ﷺ کے غلام کو پیچھے چلنے کو کہا، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ابورافع صدقہ محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر حرام ہے۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ارقم زہری کو بھی شرف صحابیت حاصل ہے لیکن شعبہ نے اسے حکم کے واسطے سے مقسم سے روایت کیا ہے۔ فرمایا کہ بنی مخزوم کے کسی شخص کو مقرر کیا اسی طرح ابوداؤد * وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اس کی سند پہلی سے زیادہ صحیح ہے۔

۴۴) الارقم بن ابی الارقم الزہری

ان سے پہلے والے حالات میں میں نے ان کی حدیث ذکر کر دی ہے۔

۴۵) الارقم بن حنینہ التجیبی *

از بنی نصر بن معاویہ۔ ابن مندہ کہتے ہیں، میں نے ابن یونس کو فرماتے سنا: وہ فتح مصر میں حاضر تھے، انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا جاتا ہے، عبد اللہ بن ارقم بن حنینہ کی سند سے ان کے والد سے روایت ہے فرمایا کہ انہوں نے اور ان کے بیٹے نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروایا۔

۴۶) الارقم بن عبد اللہ *

بن الحارث بن بشر بن یاسر النخعی، بعض نے ابن زید بن مالک النخعی کہا ہے۔ انہیں قاصد ہونے کی حیثیت سے نبی ﷺ کے پاس آنے کا شرف حاصل ہے۔ بعض نے کہا ہے ان کا نام اوس ہے اور بعض نے جہیس کہا ہے، یہی صحیح ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۴۷) الارقم الجنی

ان جنات میں سے ہیں جنہوں نے قرآن سنا اور ان کا تعلق نصیبین سے ہے، اسمعیل بن ابی زیاد نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اور جب ہم نے تمہاری طرف جنات کا ایک گروہ بھیجا جو قرآن سنتے تھے“۔ (سورۃ الاحقاف: ۲۹)

فرماتے ہیں وہ نو افراد تھے جن کے نام یہ ہیں: (۱) سلیط (۲) شاصر (۳) خاضر (۴) حسا (۵) مسا (۶) لھقم (۷) ارقم (۸) ادرس (۹) حاصر۔ میں نے انہیں تجوید کے ساتھ مغلطائی کے خط (تحریر) سے نقل کیا ہے۔

* اخرجہ الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث: ج ۱۱ ص ۳۷۹)

* اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الزکوۃ، باب الصدقة علی بنی ہاشم (الحديث: ۱۶۵۰)

* اسد الغابۃ (ت ۷۱)

* اسد الغابۃ (ت ۷۲)

۷۸ (ن) الاريقط العبدی

از عامر بن الحارث، انہیں اشج العبدی نے اپنے بھتیجے عمرو بن عبد القیس کے ساتھ بطور رہنما نبی ﷺ کی طرف بھیجا، جب انہوں نے آپ ﷺ کی خبر سنی، اور اسلام لے آئے۔ یہ بات اشج کے حالات میں ان شاء اللہ آئے گی۔

باب الالف جس کے بعد ز ا ہے

۷۹ ازداد

انہیں یزداد بن فساءہ الفارسی بھی کہا جاتا ہے۔ بکیر بن ریمان کے غلام ہیں۔ نبی ﷺ سے استنجاء کے بارے میں حدیث نقل کرتے ہیں، جسے ابن ماجہ * نے روایت کیا ہے۔ ابو حاتم * نے کہا ہے: ان کی حدیث مرسل ہے اور کچھ لوگ اسے مسند میں شامل کرتے ہیں۔ ابن الاثیر * کہتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ * نے کہا: انہیں صحبت رسول ﷺ حاصل نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔

۸۰ الازرق بن عقبہ

ابو عقبہ النقفی ولاء کی وجہ سے ہیں۔ وہ عبید کلدہ ثقفی کے غلام تھے۔ بعض نے کہا: عبد الحارث بن کلدہ کے غلام تھے۔ طائف کے محاصرے کے دوران نبی ﷺ کے پاس اتر آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے خالد بن سعید بن العاص کے سپرد کر دیا کہ ان کی نگہداشت و تعلیم کا بندوبست کریں۔ تو وہ بنی اُمیہ کے حلیف بن گئے۔ انہوں نے ان سے رشتہ ناطے قائم کر لیے۔ واقدی نے اسے مغازی میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن اسحاق نے مختصر ذکر کیا ہے ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا ذکر حارث بن کلدہ کے حالات میں آ رہا ہے۔ بلاذری نے کہا ہے: ازرق رومی لوہار تھے، انہوں نے سمیہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت شادی کر لی جب یا سر نے انہیں طلاق دے دی، تو ازرق کے ہاں سلمہ کی ولادت ہوئی جو عمار رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی ہیں۔ پھر عمار کی اولاد نے عمر اور عقبہ کا دعویٰ کر دیا۔ جو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سے تھے۔ کہ وہ حارث بن ابی شمر غسانی کی اولاد ہیں اور بنی اُمیہ کے حلیف ہیں اور مکہ میں انہیں شرافت حاصل ہے، اسی طرح طبری نے اسے ذکر کیا ہے۔

* اسد الغابۃ (ت ۷۵)

* اخرجه ابن ماجه في كتاب الطهارة باب الاستبراء بعد البول (الحديث ۳۲۹)

* الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۳۴)

* اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۷۳)

* التاريخ الكبير (ج ۸ ص ۴۲۸)

۸۱) ازهر بن خمیصہ

ابوعمرؒ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ وہ ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۸۲) ازهر بن عبدعوف

بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب القرشی الزہری، عبد الرحمن بن عوف کے چچا اور عبد الرحمن بن ازہر۔ جن کا ذکر آ رہا ہے۔ کے والد۔ ابن عبد البرؒ نے سمجھا ہے کہ وہ ازہر بن عوف ہیں اور عبد الرحمن بن ازہر بن عوف کے بھائی ہیں۔ سو انہیں اس بارے میں وہم ہوا ہے۔ بغوی نے یعقوب بن زید بن طلحہ، زہری، ابوالطفیل کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، فرمایا: میری اور محمد بن الحنفیہ کی سقایہ (پانی پلانے کی خدمت) کے بارے میں چپقلش ہو گئی، اس موقع پر طلحہ، عامر بن ربیعہ، ازہر بن عبدعوف اور مخرمہ بن نوفل نے گواہی دی کہ نبی ﷺ نے یہ خدمت فتح مکہ کے روز عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کی تھی۔ اس کی سند میں واقدی ہے اور زہری عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حرم کی حدود کو تازہ کرنے کے لیے چار افراد روانہ فرمائے وہ یہ ہیں۔ مخرمہ، ازہر بن عبدعوف، سعید بن یربوع، حویطب بن عبد العزیٰ اسے فاکہی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور طبرانیؒ نے ان ازہر کے حالات میں احمد بن محمد بن نافع طحان کی سند سے احمد بن عمرو بن السرح سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے اپنے ماموں کی کتاب میں عقیل، ابن شہاب، عبد الرحمن بن ازہر وہ اپنے والد سے نقل کردہ دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مے نوش لایا گیا آپ ﷺ اس وقت حنین میں تھے۔

(یاد رہے) یہ طبرانی یا ان کے شیخ کی جانب سے ایک وہم ہے جبکہ ابوداؤدؒ اور نسائی نے اسے ابن السرح سے اسی سند کے ساتھ زہری، عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ازہر عن ابیہ کے سلسلہ سے نقل کیا ہے۔ لہذا حدیث عبد الرحمن بن ازہر کی مسند سے ہے نہ کہ ازہر کی مسند سے، اسی طرح صالح بن کیسان نے اسے زہری، عبد الرحمن بن ازہر سے ہی نقل کیا ہے انہوں نے یوں نہیں کہا: ”ان کے والد سے“ اسی طرح ابوسلمہ بن عبد الرحمن اور محمد بن ابراہیم تیمی نے اسے خود عبد الرحمن بن ازہر سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۸۳) ازہر بن منقر

ابوعمرؒ فرماتے ہیں کہ ان سے صرف عمیر بن جابر نے روایت کی ہے، ابن مندہ نے کہا: ان کا تعلق بصرہ کے اعراب (دیہاتیوں)

اسد الغابۃ (ت ۷۶) الاستیعاب (ت ۲۰)

الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۶۹)

اسد الغابۃ (ت ۷۷) الاستیعاب (ت: ۱۷) تجرید اسماء الصحابة (۱۲/۱)

الاستیعاب (ج ۱ ص ۷۴)

اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث ج ۱ ص ۱۰۰۳)

اخرجه ابوداؤد فی کتاب الحدود باب اذا تتابع فی شرب الخمر (الحديث: ۴۴۸۸)

اسد الغابۃ (ت ۷۹) الاستیعاب (ت ۱۸) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۳)

الاستیعاب (۱۶۹/۱)

سے ہے پھر عمیر بن جابر کی سند سے ازہر بن منقر سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے، میں نے سنا آپ ﷺ الحمد للہ سے قراءت شروع فرماتے اور دو سلام پھیرتے تھے۔ ابن مندہ کہتے ہیں یہ غریب روایت ہے جو صرف اسی سند سے مروی ہے۔ میں کہتا ہوں: اس سند میں علی بن قرین ہے جس کی ابن معین، موسیٰ بن ہارون وغیرہ نے تکذیب کی ہے۔

۸۴ (ز) اذہر

سہیل بن عمرو کے غلام ہیں۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے آقا نے انہیں ماء زم زم دے کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اور فاہی نے محمد بن سلیمان بن مسمول کی سند سے حزام بن ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ ام معبد بنی النخعا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں: میرے خیمہ کے پاس سہیل کے غلام ازہر گزرے، ان کے پاس پانی کے دو مشکیزے تھے، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے میرے آقا کو ماء زم زم کا ہدیہ بھیجنے کا پیغام لکھا تھا اس لئے میں جلدی جلدی جا رہا ہوں تاکہ مشکیزوں کا پانی خشک نہ ہو جائے۔

باب الف جس کے بعد سین ہے

۸۵ اساف بن انمار السلمی

ابن حبان کہتے ہیں انہیں شرف صحبت حاصل ہے، باوردی اور ابن مندہ نے ایوب بن عتبہ کی سند سے ابوالنجاہی، رافع بن خدیج سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: مجھ سے میرے چچا ظہیر بن رافع نے فرمایا: میرے بھتیجے! ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے کھیت کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ تو ان کی یہ بات بنی سلیم کے کسی شخص نے سن لی جنہیں اساف بن انمار کہا جاتا تھا تو انہوں نے ہمارے خسارے پر خوشی کا اظہار کیا اور اشعار بھی کہے، ہمارے شاعر۔ جس کا نام اساف بن نہیک بن نہیک بن اساف تھا۔ نے جواب دیا۔ ابن مندہ نے کہا: یہ روایت غریب ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: سیاق حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں جس سے پتہ چلے کہ وہ صحابی ہیں۔

۸۶ اساف بن نہیک

ان سے پہلے والے ترجمہ میں ان کا ذکر ہو گیا ہے۔

۸۷ اسامہ بن اخیڑی التمیمی ثم الشقری

بصرہ میں ٹھہرے، ابن حبان نے کہا کہ وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ان کی ایک حدیث ہے جو ان

اسد الغابۃ (ت ۸۰)

اسد الغابۃ (ت ۸۲) الاستیعاب (ت ۲۴) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۷۸)

الثقات (ج ۳ ص ۳)

سے بشیر بن میمون روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ قبیلہ شقرہ نبی ﷺ کے پاس آیا، اس میں ایک بھاری بھر کم جسم والے صاحب تھے جن کا نام ”اصرم“ تھا، انہوں نے ایک حبشی غلام خریدا، عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس کے لیے دعا کریں۔ اور اس کا نام رکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے، انہوں نے عرض کیا: اصرم، آپ نے فرمایا: نہیں (تم) زرعه ہو، تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: چرواہی آپ ﷺ نے ان کی انگلیاں بند کر کے فرمایا: یہ غاصم (محفوظ) ہے، ان کی حدیث ابوداؤد اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے ابن السکن نے کہا: ان کی اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں۔ اسی طرح اسے طبرانی نے نقل کیا ہے۔ اور دوسری روایت سے بشیر سے انہوں نے اسامہ بن اصرم سے نقل کیا ہے فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایک غلام خریدا ہے۔ (الحديث)

۸۸ اسامہ بن خزیمہ

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کر کے کہا کہ ان کی طرف صحابی ہونے کی نسبت کرنا صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بخاری وغیرہ نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے: اسامہ بن خزیم تابعی ہیں۔ جو مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہاں ”جنہیں“ ضمیر سے مراد مرہ بن کعب ہیں نہ کہ اسامہ۔

۸۹ اسامہ بن زید

بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزی بن زید بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدوڈ بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرة الکعبی، محبوب کے بیٹے محبوب، ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ بعض کہتے ہیں ابو زید ہے ان کی والدہ ام ایمن نبی ﷺ کی ماما (پرورش کرنے والی) ہیں۔ ابن سعد نے کہا: اسامہ اسلام (کی حالت) میں پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت وہ بیس سال کے تھے۔ ابن ابی خيثمة نے کہا: اٹھارہ سال کے تھے آپ ﷺ نے انہیں ایک بڑے لشکر کا امیر بنایا، لشکر کی روانگی سے پہلے آپ ﷺ وفات پا گئے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس حکم کو نافذ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کا اعزاز و اکرام کرتے، اور حکومتی وظیفہ کی ادائیگی میں انہیں اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی، فتنوں کے زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اسامہ یکسور ہے یہاں تک کہ امیر معاویہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں فوت ہوئے۔ وہ دمشق کے مضافات مڑہ میں رہتے رہے۔ پھر واپس آئے اور وادی القری میں سکونت اختیار کر لی، اس کے بعد مدینہ قیام کر لیا یہاں تک کہ مقام

✽ أخرجه ابوداؤد في كتاب الادب، باب في تغيير الاسم القبيح (الحديث ۴۹۵۴)

و أخرجه الحاكم في المستدرک (الحديث ج ۴ ص ۷۷۲۹) و أخرجه الطبرانی في المعجم الكبير (الحديث ج ۱ ص ۵۲۳)

✽ تقدم تخريجه سابقا (حواله پہلے گزر چکا ہے)

✽ اسد الغابة (ت ۸۳) الاستيعاب (ت ۲۵) تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۳)

✽ الاستيعاب (ج ۱ ص ۷۸)

✽ الثقات (ج ۴ ص ۴۴)

✽ اسد الغابة (ت ۸۴) الاستيعاب (ت ۲۱)

✽ الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۲۸۵)

جرف میں وفات پائی۔

ابن عبدالبر* نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ وہ ۵۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی، ابو ہریرہ، ابن عباس، اور اکابر تابعین میں ابو عثمان النخعی، ابو وائل اور دوسرے لوگ شامل ہیں ان کے فضائل بہت زیادہ ہیں ان کی روایت کردہ احادیث مشہور ہیں۔

۹۰ اسامہ بن شریک* الثعلبی

از بنی ثعلبہ بن یربوع، یہ طبرانی اور ابو نعیم* کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے بنی ثعلبہ بن سعد، یہ ابن حبان کا قول ہے اور بعض نے بنی ثعلبہ بن بکر بن وائل کہا ہے جو ابن السکن ابن مندہ اور ابن عبدالبر کا قول ہے اور ان کے بارے میں الذبیانی، العطفانی بھی کہا ہے، جبکہ الرشاطی نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ بکر کا ثعلبہ نامی کوئی بیٹا نہ تھا اور ان کے نسب کے بارے میں ذبیانی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بنی ثعلبہ بن سعد بن ذبیان کے فرد ہیں۔ واللہ اعلم

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسامہ بن شریک بنی ثعلبہ کے فرد ہیں انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اصحاب السنن نے ان کی حدیث نقل کی ہے اسی طرح امام احمد، ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم رحمہم نے بھی ان کی احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی (روایت کردہ) حدیث ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ کے صحابہ ایسے (متوجہ) بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے* ہیں اور اس روایت کے کسی سلسلہ میں ہے میں حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ہمراہ نکلا، ایک قوم آ کر کہنے لگی، یا رسول اللہ ﷺ! بنی یربوع نے ہمیں مار ڈالا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔“*

اور اسامہ بن شریک حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ازدی، ابن السکن وغیرہ کئی لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ زیاد بن علاقہ ان سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

۹۱ (ز) اسامہ بن عمرو الیثی

بعض نے کہا ہے کہ وہ شداد بن الہادی ہیں۔ شین میں آ رہا ہے۔

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۲)

* اسد الغابۃ (ت ۸۵) الاستیعاب (ت ۲۳) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۳)

* معرفۃ الصحابة (۱۸۲/۲)

* اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب الطب باب ما انزل اللہ داء الا انزل لہ شفاء (الحديث: ۳۴۳۶) و اخرجہ الامام احمد فی مسنده (الحديث: ج ۴ ص ۲۷۸) و اخرجہ ابن حبان فی صحيحہ (الحديث: ۴۸۶) و اخرجہ الحاکم فی المستدرک (الحديث: ج ۴ ص ۴۰۰، ۳۹۹) و اخرجہ البغوی فی شرح السنة (الحديث: ۳۲۲۶)

* اخرجہ النسائی فی کتاب القسامة، باب هل یؤخذ احد بجريرة غیرہ (الحديث: ۴۸۵۰) (والحديث: ۴۸۵۱) و اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب الديات، باب لایجنی احد علی احد (الحديث: ۲۶۷۲) و اخرجہ البیہقی فی السنن الکبری (الحديث: ج ۸ ص ۲۷)

۹۲ اسامہ بن عمیر

بن عامر بن الاقشیر بن عبد اللہ بن حبیب بن یسار بن ناجیہ بن عمرو بن الحارث بن کثیر بن ہند بن طاہر بن لحيان بن ہذیل البہذلی والد ابوالخ۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اصحاب السنن، امام احمد، ابو عوانہ، ابن خزیمہ اور حاکم نے اپنی اپنی صحاح میں ان کی حدیث روایت کی ہے۔ ان کی حدیث ہے: حنین کے روز ہم پہ بارش ہوئی ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

خلیفہ کہتے ہیں: وہ بصرہ آئے اور ان سے صرف ان کے بیٹے نے روایت کی ہے یہ حفاظ کی ایک جماعت کا قول ہے۔

۹۳ اسامہ الحنفی

باوردی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور معاذ بن عبد اللہ بن حبیب کی سند سے ایک شخص نے اسامہ الحنفی سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سمیت بازار میں ملاقات کی۔ میں نے ان لوگوں سے کہا: رسول اللہ ﷺ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے کہا: کسی قوم کے لیے مسجد کا نشان لگانا چاہتے ہیں۔ (الحديث) ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۹۴ اسحاق الغنوی

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ”تاریخ کبیر“ میں اور سمویہ، ابو یعلیٰ وغیرہ نے بشار بن عبد الملک المزنی کی سند سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: مجھ سے میری دادی ام حکیم بنت دینار المزنیہ نے اپنی مالکن ام اسحاق الغنویہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اور ان کے بھائی اسحاق نے مکہ سے مدینہ کے ارادے سے ہجرت کی۔ ابھی کچھ ہی راستہ طے کیا تھا کہ ان کے بھائی ان سے کہنے لگے: تم یہاں بیٹھو میں مکہ جا کر اپنا خرچ لے آؤں جو میں بھول گیا تھا۔ وہ کہنے لگیں: مجھے تمہارے بارے میں اس فاسق (یعنی اپنے خاوند) کا خوف ہے کہیں تمہیں مار نہ ڈالے۔ بہر کیف ان کے بھائی انہیں وہاں چھوڑ کر مکہ چلے گئے۔ تین دن کے بعد وہاں سے ایک سوار گزرا تو وہ ان سے کہنے لگا: ام اسحاق! یہاں تم کس وجہ سے بیٹھی ہو؟ وہ کہنے لگیں، اپنے بھائی اسحاق کا انتظار ہے۔ وہ کہنے لگا: اسحاق اب تمہیں نہ ملا،

اسد الغابۃ (ت ۸۶) الاستیعاب (ت ۲۲)

التاریخ الکبیر (ج ۲ ص ۲۱)

اخرجه ابوداؤد فی کتاب الصلاة، باب الجمعة فی الیوم المطیر (الحديث ۱۰۵۷) و اخرجہ النسائی فی کتاب الامامة، باب العذر فی ترک الجماعة (الحديث ۸۵۳) بلفظ کنا مع رسول اللہ ﷺ بحنین فاصابنا مطر فنادی منادی رسول اللہ ﷺ ان صلوا فی رحالکم و اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب اقامة الصلوة والسنة فیها باب الجماعة فی الليلة الممطرة (الحديث: ۹۳۶) بنحوہ و اخرجہ الامام احمد فی مسنده (الحديث: ج ۵ ص ۷۴) و اخرجہ ابن خزیمة فی صحیحہ (الحديث: ۱۶۵۸) و اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ (الحديث: ۲۰۸۱) و اخرجہ البیہقی فی السنن الکبریٰ (الحديث: ج ۳ ص ۷۱)

تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۳)

اسد الغابۃ (ت ۸۸) تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

التاریخ الکبیر (ج ۲ ص ۱۲۹)

وہ جب مکہ سے نکلا تو تمہارے خاوند نے اسے قتل کر دیا، پھر ان کے مدینہ آنے کی حدیث ذکر کی۔ بشار، شین کے ساتھ ہے۔ ابن معین نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

۹۵ (ز) اسحاقؒ بغیر نسبت

عبدان نے خالد بن عبد الرحمن کی سند سے اسحاق صحابی رسول ﷺ سے نقل کیا ہے کہ ”نبی ﷺ نے کھجور کو کھولنے اور تر کھجور کا چھلکا اتارنے سے منع فرمایا ہے۔“ اس حدیث کی سند میں انقطاع اور ضعف ہے۔ ابو موسیٰ نے اسے نقل کیا ہے۔

۹۶ (ز) اسد بن اسید

بن ابی أناس بن زُئیم الکنانی، ان کے والد کا ذکر آ رہا ہے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں دغفل سے نقل کیا ہے کہ اسد بن اسید اور ان کے والد فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔

۹۷ اسد بن حارثہ الکلبیؒ

ثم العلیسی از بنی علیم بن جناب، ابو عمرؒ نے کہا کہ وہ اور ان کے بھائی قطنؒ اپنی قوم کی ایک جماعت میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے اپنی قوم کے لیے بارش کی دعا کی درخواست کی۔ ان لوگوں کے متکلم اور خطیب قطن بن حارثہ تھے۔ پھر راوی نے فصیح، اکثر غریب الفاظ والی حدیث نقل کی جو ابن شہاب کی عروہ بن الزبیر سے روایت کردہ ہے۔

۹۸ (ز) اسد بن خزیمہ

اسمعیل بن احمد الضریر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: ”کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے نکل کھڑے ہوتے۔“ (سورة التوبة: ۱۲۲) مجھے معلوم نہیں کہ قبیلہ مراد لیا ہے یا مخصوص شخص کا نام مراد ہے۔

۹۹ (ز) اسد بن خویلدؒ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نسب میں ہیں۔ ان کی حدیث محمد بن جابر نے سماک اور ان لوگوں سے نقل کی ہے جنہوں نے اسد بن خویلد سے سنا ہے۔ اسی طرح ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔ ابو عمرؒ نے کہا: اسد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ انہوں نے نبی

اسد الغابۃ (ت ۸۹) ❖

اسد الغابۃ (ت ۹۱) الاستیعاب (ت ۶۹) ❖

الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۴) ❖

اسد الغابۃ (ت ۹۰) الاستیعاب (ت ۲۶) ❖

الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۳) ❖

جو لوگ یہود میں سے اسلام لائے ان میں سے ایک ہیں۔ ابن السکن نے سعید بن بزیع کی سند سے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ قریظہ کے ایک بوڑھے شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ثعلبہ بن سعیه، اسد بن سعیه اور اسد بن عبید کے اسلام لانے کا واقعہ ابن الہیثم کی حدیث کی وجہ سے ہے پھر لمبا قصہ بیان کیا کہ اسلام سے پہلے وہ انہیں نبی ﷺ کی آمد کے بارے میں بتاتا تھا، جس رات کی صبح فتح قریظہ تھی، تو ان تینوں نے یہود سے کہا: اے یہود یو! اللہ کی قسم یہ (نبی) وہی ہے جس کے اوصاف ہم سے ابن الہیثم نے ذکر کیے تھے۔ سو اللہ سے ڈرو اور اس کا اتباع کرو۔ تو یہود نے ان کی بات کا انکار کر دیا۔ تو یہ تینوں اشخاص قلعہ سے نبی ﷺ کی طرف اتر کر مسلمان ہو گئے۔

اسی طرح اس روایت کو یحییٰ بن محمد بن عباد الشجری کی سند سے ابن اسحاق، عاصم بن عمر، سعید بن المسیب و حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے لیکن پہلی سند قوی ہے۔ طبری * اور ابن مندہ نے ایک دوسری سند سے ابن اسحاق، محمد بن ابی محمد سعید یا عکرمہ سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: جب عبد اللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعید، اسد بن عبید، اسد یا اسید بن سعید اسلام لے آئے تو یہود کہنے لگے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ہمارے برے لوگ ہی گئے ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

”مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہِ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں، اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں، یہ صالح لوگ ہیں۔“ (سورہ آل عمران: ۱۱۳، ۱۱۴)

❁ اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الاجارة باب فی الرجل یبیع ما لیس عنده (الحديث: ۳۵۰۳) و اخرجہ الترمذی فی کتاب البیوع، باب ما جاء فی کراهیة بیع ما لیس عندک (الحديث: ۱۲۳۲) و اخرجہ النسائی فی کتاب البیوع باب بیع ما لیس عند البائع (الحديث: ۴۶۲۷) و اخرجہ ابن ماجه فی کتاب التجارات، باب النهی عن بیع ما لیس عندک و عن ریح ما لم یضمن (الحديث: ۲۱۸۷) و اخرجہ الامام احمد فی مسنده (الحديث: ج ۳ ص ۴۰۲)

❁ اسد الغابة (ت ۹۳) تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

❁ ذكره الطبري في تفسيره (ج ٣ ص ٥٢، ٥٣).

۱۰۱ اسد بن عید* القرظی

ابن حبان نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ سابقہ شخص کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۰۲ (ن) اسد بن عبد اللہ

اسمعیل بن احمد الضریر نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:
”اگر مکہ میں ایسے مرد و عورت موجود نہ ہوتے....“۔ (سورۃ الفتح: ۲۵)

۱۰۳ اسد بن کرز*

بن عامر بن عبد اللہ بن عبد شمس بن عقبہ بن جریر بن شق بن صعب الجبلی ثم القسری امیر عراق خالد کے دادا، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی وابن السکن نے ارطاة بن المندر السکونی کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: مجھ سے مہاجر بن حبیب نے اسد بن کرز سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسد بن کرز تم عمل کے ذریعہ نہیں بلکہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو گے۔“* اس کی سند حسن ہے۔

اور عبد اللہ بن احمد نے ”زیادات مسند“ میں اور ابو یعلیٰ و بغوی نے اسمعیل بن واسط الجبلی کی سند سے خالد القسری سے نقل کیا ہے وہ اپنے دادا اسد بن کرز رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”(بیماری سے) مریض کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔“* (الحديث) اس میں خالد اور اسد کے درمیان انقطاع ہے اور ابن مندہ نے عبد اللہ بن الفضل بن عاصم بن عمر بن قتادہ کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا قتادہ بن نعمان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ اسد بن کرز نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک کمان کا ہدیہ پیش کیا۔* اس میں بھی عاصم اور قتادہ کے مابین انقطاع ہے، ہم نے دوسری سند سے اسمعیل بن ابی خالد سے وہ قیس بن ابی حازم سے وہ جریر کی روایت سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اسد بن کرز اسلام لائے تو ان کے ساتھ ثقیف کا ایک شخص تھا، اسد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک کمان کا ہدیہ پیش کیا، اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے دعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ ان یزید بن اسد کو بھی شرف صحبت حاصل ہے ان کا ذکر آئے گا۔

* اسد الغابة (ت ۹۴) الاستيعاب (ت ۲۷)

* اسد الغابة (ت ۹۵) الاستيعاب (ت ۲۸) تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

* اخرج الطبرانی فی ”المعجم الكبير“ (الحديث: ج ۱ ص ۱۰۰۱) و ذكره البخاری فی تاريخه (الحديث: ج ۱ ص ۴۹)

* اخرج الامام احمد فی مسنده (الحديث: ج ۴ ص ۶۹) و اخرج الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث ۸۵۰۶) و ذكره الهیثمی فی

مجمع الزوائد (الحديث: ج ۲ ص ۳۰۱) و ذكره المنذرى فی الترغيب والترهيب (ج ۴ ص ۲۹۴) و ذكره السيوطی فی الدر المنثور

(الحديث: ج ۲ ص ۲۲۹)

* اخرج الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث: ج ۱۹ ص ۸) و ذكره الهیثمی فی مجمع الزوائد (الحديث: ج ۶ ص ۱۱۳)

۱۰۴ (ز) اسد بن کعب القرظی

ابن جریر نے ابن جریر کی سند سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

”اہل کتاب میں سے ایک جماعت (حق پر) قائم ہے۔“ (سورۃ آل عمران: ۱۱۳)

کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ فرمایا: وہ عبد اللہ بن سلام، ان کے بھائی ثعلبہ اور سعیدہ اور اسد، اسید جو دونوں کعب کے بیٹے ہیں۔

۱۰۵ (ز) اسد

تصغیر کے ساتھ اسید بھی کہا جاتا ہے۔ ابن یحمر بن وہب الخزاعی، ان کا لقب ”النعیت“ ہے، ان شاء اللہ نون میں ان کا ذکر

آئے گا۔

۱۰۶ (ز) اسد - رسول اللہ ﷺ کے غلام

میں نے ان کا ذکر صرف عباس بن محمد اندلسی کی جمع کردہ تاریخ میں دیکھا جو انہوں نے معتمد بن صمدح کے لئے لکھی تھی۔

اس کے آغاز میں، اس کے گھروں کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک اور ان کے غلام اسد اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے تھے۔

۱۰۷ اسد بن حارثہ *

بن لوزان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج الانصاری الخزرجی، موسیٰ بن عقبہ نے جسر ابی عبید میں شہید ہونے والوں

میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۸ اسد بن حارثہ الانصاری الساعدی *

جنگ یمامہ میں شہید ہونے والوں میں، عمر بن شیبہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۹ اسد بن حرام الخزرجی

جن لوگوں نے ابن ابی الحقیق کو قتل کیا تھا ان میں سے ایک ہیں۔ عمر بن شیبہ نے محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ سے ان کا ذکر کیا

ہے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۱۰ اسد الخیر *

شام میں سکونت رکھتے تھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے، اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

* اسد الغابۃ (ت ۹۶) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

* اسد الغابۃ (ت ۹۶)

* اسد الغابۃ (ت ۹۷)

۱۱۱ اسعد بن زرارہ *

بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار ابو امام الانصاری الخزرجی النجاری قدیم الاسلام ہیں۔ دو عقوبوں میں موجود تھے۔ اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ سرداروں میں ان سے کم عمر کوئی نہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شب عقبہ میں سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی تھی۔ واقدی عبدالرحمن بن عبدالعزیز سے وہ خبیب سے وہ عبدالرحمن سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبدالقیس مکہ کی جانب عتبہ بن ربیعہ سے فیصلہ کرانے نکلے وہاں انہیں رسول اللہ ﷺ کی شنید ہوئی وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس آگئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا، دونوں مسلمان ہو گئے۔ عتبہ کے پاس جانے کی بجائے واپس مدینہ آ گئے۔ تو یہ دونوں مدینہ میں سب سے اولین اسلام لانے والے اشخاص تھے۔

جہاں تک ابن اسحاق ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اسعد عقبہ اولیٰ میں چھ آدمیوں کی جماعت کے ہمراہ مسلمان ہوئے تھے۔ فاللہ اعلم ابن مندہ کو وہم ہوا اس لئے انہوں نے کہا ہے وہ بنی ساعدہ کے سردار تھے اور کہا جاتا ہے کہ شب عقبہ میں سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی تھی، اور ابن اسحاق کا قول ہے کہ عقبہ اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ میں موجود تھے۔

ابوداؤد اور حاکم نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں اپنے والد کا ہاتھ پکڑے جاتا تھا جب ان کی نظر چلی گئی تھی میں جب انہیں جمعہ کے لیے لے کر جاتا تو وہ اذان سن کر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کرتے۔ * (الحديث) اسی میں ہے کہ اسعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے ہمیں بنی بیاضہ کے محلہ میں نقيع الخضعات کے مقام پر جمعہ پڑھایا۔

واقدي کا بیان ہے کہ ان کی وفات ہجرت کے نو ماہ گزرنے کی ابتداء میں ہوئی۔ اسے حاکم نے واقدي کی سند سے ابن ابی الرجال سے مستدرک میں روایت کیا ہے، اس میں ہے اتنے میں بنی نجار آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا سردار انتقال کر گیا، ہمارا سردار مقرر کریں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارا سردار ہوں۔“ * ابن اسحاق کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد کی تعمیر کر رہے تھے اس وقت اسعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ واقدي فرماتے ہیں: یہ سوال کا واقعہ ہے، بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس بات کا پتہ چلا ہے کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے صحابی فوت ہوئے اور یہ وہ صحابی ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جنازہ پڑھایا۔ واقدي کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کی سند سے منقول ہے۔ فرمایا: جنت البقیع میں سب سے پہلے اسعد بن زرارہ مدفون ہوئے یہ انصار کا قول ہے، مہاجرین کہتے ہیں: جنت البقیع میں سب سے پہلے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ دفن ہوئے۔

اور حاکم * السراج کی سند سے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ پھر محمد بن عمارہ کی سند سے زینب بنت نبیط سے نقل کیا ہے کہ

* اسد الغابۃ (ت ۹۸) الاستیعاب (ت ۳۰) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

* اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الصلاة باب الجمعة فی القرى (الحديث ۱۰۶۹) و اخرجہ الحاکم فی المستدرک (الحديث: ج ۳ ص ۱۸۷)

* اخرجہ الحاکم فی المستدرک (الحديث ج ۳ ص ۱۸۷)

* اخرجہ الحاکم فی المستدرک (الحديث ۳ ص ۱۸۷)

نبی ﷺ نے ان کی والدہ اور خالہ کو سونے اور چاندی کی موتی لگی بالیاں پہننے کو دیں۔ ان دونوں کے والد اسعد بن زرارہ تھے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی وصیت کی تھی۔ عبدالرزاق، معمر، زہری، ان کے سلسلہ سند میں حضرت ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسعد بن زرارہ کے ہاں گئے، وہ شبِ عقبہ کے رازداروں میں سے ایک تھے، انہیں کوئی کانٹا چبھا تو داغ لگایا۔ (الحديث) اسی طرح حاکم * نے یونس کی سند سے زہری سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ سند محفوظ ہے اور عبدالاعلیٰ نے اسے معمر، زہری کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جسے حاکم نے بھی درج کیا ہے۔ یہ شاذ روایت ہے اور ابن ابی ذئب نے زہری، عروہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ لیکن یہ بھی شاذ روایت ہے اور زمعه بن صالح نے زہری، ابوامامہ بن سہل، اسعد بن زرارہ سے نقل کیا ہے یہ سند عبدالرزاق کی روایت کے موافق ہے۔ کیونکہ انہوں نے ”عن ابی امامة سعد بن زرارہ“ سے روایت مراد نہیں لی، بلکہ اسعد بن زرارہ کا قصہ مراد لیا۔ واللہ اعلم۔ اہل مغازی و تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کی وفات رسول اللہ ﷺ کی حیات میں بدر سے پہلے ہوئی۔

طبرانی * میں شعبی کی سند سے، زفر بن وشمہ، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت نبی ﷺ نے ضحاک بن سفیان کو لکھا کہ ”اشیم الضبابی“ کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت کا وارث بناؤ۔ تو اس میں تردد ہے شاید وہ اسعد بن زرارہ ہوں اور غلطی ہو گئی ہو۔ واللہ اعلم۔ ورنہ یوں سمجھا جائے گا کہ یہ دوسرے اسعد بن زرارہ ہیں۔

۱۱۲ اسعد بن زرارہ

سابقہ ترجمہ میں ان کا ذکر کیا گیا ہے، اگر وہ احتمال ثابت ہو جائے، عبد اللہ بن اسعد بن زرارہ کے حالات میں آ رہا ہے۔ کیونکہ بعض لوگوں نے مذکورہ حدیث ان کے حالات میں روایت کی ہے جس کی سند یوں بیان کی ہے: عبد اللہ بن اسعد بن زرارہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، شاید اس میں اسعد کے بیٹے ہوں، انہوں نے کہا ہو، اور وہ یہی عبد اللہ ہوں۔

۱۱۳ اسعد بن زید

بن فاکہ۔ اسعد بن زید میں آ رہا ہے۔

۱۱۴ اسعد بن سلامہ * الاشہلی الانصاری

ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ابن شہاب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جسر ابی عبید کے روزان کی شہادت ہوئی۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کر کے کہا ہے کہ ابن الکسبی نے انہیں بغیر الف کے ”سعد“ ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہوں۔ واللہ اعلم

* أخرجه الحاكم في المستدرک (الحديث: ج ۳ ص ۱۸۷)

* أخرجه الطبرانی في المعجم الكبير (الحديث: ج ۱ ص ۸۹۸)

* اسد الغابة (ت ۹۹)

۱۱۵ اسعد بن عبد اللہ

بن مالک بن ثعلبہ بن مالک الخزاعی، حاکم نے اپنی تاریخ میں کہا ہے: مجھے خلف بن محمد، انھیں موسیٰ بن فلح نے انھیں سعد بن سلم بن قتیبہ نے، انھیں جعفر بن لایز بن قریظ نے انھیں سلیمان بن کثیر الخزاعی۔ وہ جعفر کے نانا اور ان کی والدہ کے والد ہیں۔ وہ اپنے والد کثیر سے وہ اپنے والد امیہ بن اسعد سے وہ اپنے والد اسعد بن عبد اللہ بن مالک سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو آسان ملت ابراہیمی سب سے زیادہ محبوب ہے۔“ اسے ابو موسیٰ نے ذیل میں اور ابن الاثیر نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے۔ البتہ دونوں نے حاکم اور جعفر کے درمیان والے راوی ساقط کر دیئے ہیں جو واضح وہم ہے۔

اسی روایت کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سلیمان بن کثیر الخزاعی کے حالات میں درست ذکر کیا ہے۔

۱۱۶ اسعد بن یربوع

الانصاری الخزرجی الساعدی، یمامہ کے روز شہید ہوئے، سیف بن عمر نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے ابو عمر نے ان کی پیروی کی ہے۔

۱۱۷ اسعد بن یزید

بن فاکہ بن یزید بن خلدہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ الانصاری الخزرجی۔ انھیں ابن زید بھی کہا جاتا ہے۔ ابو موسیٰ بن عقبہ اور ابن الکلبی نے انھیں بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن سعد بن یزید بغیر الف کے ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم نے ان کا نسب نجاری بیان کر کے وہم کیا ہے۔

۱۱۸ اسعد بن عطیہ

بن عبید بن بجالہ بن عوف بن ودم بن ذبیان بن ہمیم بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ القضاعی البلوچی۔ اسے ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے: انہوں نے درخت تلے بیعت کی ہے اور فتح مصر میں موجود تھے ان کا ذکر تو ہے لیکن ان کی روایت نہیں ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۱۰۱)

اخرجه البخاری فی کتاب الایمان باب الدین یسر (الحديث: ج ۱ ص ۳۹) و اخرجہ الامام احمد فی مسنده (الحديث: ج ۱ ص ۲۳۶) و اخرجہ البغوی فی شرح السنۃ (الحديث: ج ۴ ص ۴۷) و ذکرہ العراقی فی المغنی عن حمل الاسفار (ج ۴ ص ۱۴۹) و ذکرہ العجلونی فی کشف الخفاء (ج ۱ ص ۵۲) و ذکرہ السيوطی فی الدر المنثور (الحديث: ج ۱ ص ۱۴۰)

اسد الغابۃ (ت ۱۰۳) الاستيعاب (ت ۳۲)

اسد الغابۃ (ت ۱۰۴) الاستيعاب (ت ۳۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۰۲)

۱۱۹ الاسفغ البکری

انہیں ابن الاسفغ بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ماکولا * نے کہا ہے یہ لفظ فاس سے ہے، انہیں ابن صحبہ بھی کہا جاتا ہے ان کی احادیث طبرانی * نے مسلم بن خالد کی سند سے ابن جرتج سے نقل کیا ہے کہ مجھے عمر بن عطاء نے جو ابن اسفغ کے غلام تھے اور سچے آدمی تھے۔ اسفغ بکری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ان سے سنا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان مہاجرین کے پاس صفہ میں تشریف لائے تو کسی شخص نے آپ سے پوچھا: قرآن مجید کی کون سی آیت (درجہ میں) سب سے بڑی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ...﴾ (سورة البقرة: ۲۵۵)

”اللہ، زندہ اور سب کو تھا منے والا ہے، وہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی عبادت و پکار کے لائق نہیں۔“

اسے عبدان نے رُوح بن عبادہ کی سند سے ابن جرتج سے وہ اسفغ کے غلام سے وہ ابن الاسفغ سے روایت کرتے ہیں، یہی مشہور سند ہے۔

۱۲۰ الاسفغ الجرّمی

ان کا نسب یوں ہے، ابن شرتج بن صریم بن عمرو بن رباح بن عوف بن عمیرہ بن الھون بن اعجب بن قدامہ بن جزم۔ نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ طبری کا قول ہے جو انہوں نے ابن الکلسی اور ابن شاپین کی پیروی میں اختیار کیا ہے، جو ان کے راویوں سے مروی ہے۔ ابن ماکولا * نے ان (اسفغ جرّمی) کا ذکر کر کے کہا ہے رباح کے زیر اور یا کے ساتھ ہے، ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۲۱ الاسفغ (قاف سے)

واثلہ بن الاسفغ کے والد، البکری اللیشی مشہور صحابی ہیں۔ ابوسعّد نے ”شرف المصطفیٰ“ میں کوئی ایسی بات ذکر کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی نہیں۔ پھر انہوں نے ہشام بن عمار کی سند سے محمد بن شعیب، یحییٰ بن ابی عمرو، عمر بن عبد اللہ کے حوالے سے واثلہ بن الاسفغ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی جانب نکلا، آپ نے نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (الحديث) اسی میں ہے: پھر میں واپس آ گیا، میں نے دیکھا کہ چاشت کے وقت میرے والد سورج کی طرف رخ کر کے بیٹھے ہیں۔ میں نے انہیں مسلمانوں کا سا سلام کیا، تو وہ مجھے کہنے لگے: کیا تو بے دین ہو گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ تو وہ بولے: ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں ہمارے اور تمہارے لیے بہتری فرمائے۔ فرماتے ہیں: پھر میں ان کے ساتھ ٹھہر گیا، یعنی فتح مکہ تک۔ (الحديث)

* اسد الغابة (ت ۱۰۶)

* الاکمال (ج ۱ ص ۷۹)

* اخرجہ الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث: ج ۱ ص ۹۹۹)

* الاکمال (ج ۴ ص ۱۶)

* اسد الغابة (ت ۱۰۷)

پھر مجھے (ابن حجر رحمہ اللہ کو) اس سے زیادہ واضح روایت مل گئی۔ وہ یہ ہے کہ ابو نعیم نے دلائل النبوة* میں، ابو عاصم کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ہشام بن عمار نے، ان سے عمر بن درفس نے ان سے عبدالرحمن بن ابی قسیمہ نے وہ حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ صفہ میں تھے، ہماری تعداد بیس تھی، ہمیں بھوک لگی اور میں سب سے کم عمر تھا تو انہوں نے مجھے (مشورے سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان لوگوں کی بھوک کی شکایت کرنے بھیجا۔

۱۲۲) الاسلع الاعرجی* (راسے)

از بنی اعرج بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم۔ ابن السکن نے کہا ہے، ان کی حدیث بصری صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتی ہے، جبکہ اس میں نظر ہے، اور ابن حبان نے کہا ہے: اسلع السعدی بنی الاعرج بن کعب کے ایک آدمی ہیں جن کے بارے کہا جاتا ہے کہ شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ لیکن اس کی اسناد میں ”ربیع بن بدر“ ہے۔

طبرانی* نے حالات میں ذکر کیا ہے: الاسلع بن شریک الاشجعی، پھر دو سندوں سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ربیع بن بدر کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بتایا، وہ اپنے والد سے وہ اسلع نامی شخصیت سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، آپ کی سواری چلاتا، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ”اسلع اٹھو اور سواری چلاؤ“۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جنابت سے ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آیت تیمم لے کر آ گئے۔ آپ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: ”اسلع اٹھو اور تیمم کرو“۔ فرماتے ہیں: آپ علیہ السلام نے مجھے تیمم کا طریقہ بتایا کہ ایک ضرب چہرے کے لئے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے جو کہنیوں تک ہوگی۔

پھر اسے یحییٰ الحماني کی سند سے ربیع کے حوالہ سے نقل کیا: اسلع بنی الاعرج بن کعب کے ایک فرد ہیں، بعینہ اسماعیل القاضی نے ”الاحکام“ میں یحییٰ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح طبرانی* نے اس روایت کو ایشیم بن زریق سے وہ اپنے والد سے انہوں نے اسلع بن شریک سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی چلاتا تھا، ایک دفعہ سردرات میں مجھے (احتلام کی وجہ سے) جنابت ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا ارادہ کر لیا۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ میں جنابت کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ہنکاؤں اور ٹھنڈے پانی سے غسل کر کے مجھے موت یا بیماری کا ڈر تھا۔ میں نے ایک انصاری صاحب سے کہہ دیا تو وہ اونٹنی ہنکانے لگے، اور میں نے وہاں پتھر رکھ (کر چولہا بنایا) پانی گرم کر کے غسل کر لیا۔ اور بعد میں پیدل چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جا ملا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلع، کیا ہوا ہے، مجھے تمہارے کوچوانی بدلی بدلی لگتی ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سواری نہیں چلائی تھی بلکہ ایک انصاری صاحب یہ خدمت انجام دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کی کیا ضرورت پیش آئی؟“ میں نے عرض کیا: مجھے جنابت ہو گئی اور سردی کا خدشہ تھا اس لیے میں نے انہیں کہہ دیا تھا تو انہوں نے سواری چلائی تھی۔ میں نے وہاں

دلائل النبوة (۳۱۴)

اسد الغابة (ت ۱۱۰) الاستيعاب (ت ۱۴۹)

اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (ج ۱ ص ۲۹۸)

اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث: ج ۱ ص ۸۷۷)

پھر رکھ کر پانی گرم کیا اور غسل کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

”اے ایمان والو! جب تم نشے سے ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تمہیں معلوم ہو کہ (ہوش و حواس میں ہو) کیا کہہ رہے ہو؟ اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ غسل نہ کر لو۔ الا یہ کہ راہ عبور کر رہے ہو اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار، مسافر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو (ان تمام حالتوں میں غسل یا وضو کے لیے جب) تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کو پونچھ لو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔“ (سورۃ النساء: ۴۳)

میں کہتا ہوں: اس قصہ میں پہلے سے تھوڑی سی مشابہت ہے جبکہ دونوں بڑی حد تک ظاہری اختلاف ہے اس لیے طبرانی اور ایک جماعت نے اس واقعہ کو یوں سمجھا کہ یہ سب کچھ اسلع کے ساتھ پیش آیا۔ جس کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے ابن مندہ نے ان کے حالات میں کہا ہے: اسلع بن شریک بن عوف الاعرجی، پھر قیس بن حفص الدارمی کی سند سے ایک روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے اسلع کے چچیرے بھائیوں سے ان کے (نام نسب) متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ اسلع بن شریک بن عوف ہیں۔

خليفة نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: اسلع بن شریک بن الاعرج بن کعب سے ہیں۔ جو نبی ﷺ سے تیمم کے بارے میں روایت نقل کرتے ہیں۔ لیکن مجھے اس کی کسی سند سے یہ نہیں لگتا کہ وہ اشجعی ہیں۔ اور نہ اس بات کا درست ہونا ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ ان کا تعلق بنی الاعرج بن کعب سے ہے۔ ہو سکتا ہے اس بارے میں سماعت کی غلطی واقع ہو گئی ہو۔ کہنے والا اعرجی کہنا چاہتا ہو اور اس نے اشجعی کہہ دیا ہو۔

البتہ ابن عبدالبر نے دونوں قصوں میں فرق کیا ہے اور انھیں دو آدمیوں کے قصے قرار دیا ہے، ان میں سے ہر ایک کو اسلع کہا جاتا ہے، پہلے کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اسلع بن اسقع ہیں ان کی حدیث ربیع بن بدر نے نقل کی ہے اور دوسرا اسلع بن شریک الاعرجی التمیمی ہے، دوسرے شخص کا نسب اعرجی بتانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ وہی پہلے شخص ہیں۔ اور یہ ثابت ہو گیا کہ پہلے اعرجی ہی ہیں، مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے والد کا نام اسقع کیسے ہے۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو ہو سکتا ہے ان کا نام شریک ہے اور اسقع ان کا لقب ہو، ان کے (ابن عبدالبر) اصلی خط سے لکھا ہے الاعرجی واؤ سے رشاطی نے ان کا تعاقب کر کے کہا ہے: یہ تو سے ہے اسی طرح تیمی لکھ دیا تو رشاطی نے اس کا بھی تعاقب کیا کہ وہ تیمی ہے۔

ابن السکن نے الاعرجی کے بارے میں بھی یہی کہا ہے وہ لکھتے ہیں: انہیں ابن شریک کہا جاتا ہے۔ لہذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں قصے ایک شخص کے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابن مندہ نے علی بن سعید العسكري سے نقل کیا ہے کہ اسلع کا نام حارث بن کعب ہے، جسے میں تو غلطی سمجھتا ہوں۔ واللہ اعلم تنبیہ: شیخ مغلطائی نے شرح البخاری کے کتاب التیمم کی ابتداء میں، اس اسلع کے قصہ کی نسبت حافظ کی کتاب البرہان طرف کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: اسلع اعرجی رسول اللہ ﷺ کی سواری چلاتے تھے تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی:

جنابت سے ہوں، اور میرے پاس (غسل کے لئے) پانی بھی نہیں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ تو یہ مغلطائی کی طرف سے سخت کوتاہی ہے باوجودیکہ انہیں زیادہ اطلاع و خبر حاصل ہو۔

۱۲۳ اسلم بن شریک * سابقہ والے ترجمہ میں ان کا حال گزر چکا ہے۔

۱۲۴ اسلم بن اوس * بن بجرہ، بعد والے عنوان میں آ رہا ہے۔

۱۲۵ اسلم بن بجرہ (با کے زبر اور جیم کے سکون سے)

الانصاری، الکھی نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: اسلم بن بجرہ بن حارث بن غیان (غین اور یائے مشدّدہ سے) ابن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعد الخزرجی الساعدی۔ یہ تو ابن الکھی کا بیان کردہ نسب ہے۔ البتہ عدوی نے یوں کہا ہے: غیاث کی جگہ اوس، ابن ماکولا * اور ان سے پہلے دارقطنی نے کہا ہے: اسلم بن اوس بن بجرہ، باقی سلسلہ نسب اسی طرح ہے۔

اور ابن شاہین نے اسے محمد بن ابراہیم، محمد بن یزید ان کے راویوں سے اسی طرح نقل کیا ہے، جن سب نے عدوی کی پیروی کی ہے، کیونکہ انہوں نے انصار کے نسب میں اسی طرح ذکر کیا ہے، اور کہا ہے: وہ بدر میں شریک تھے۔

ابن عبدالبر * فرماتے ہیں: میرے نزدیک ان کا (یہ) نسب درست نہیں اور ان کی صحبت کے بارے میں تردد ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابن الکھی نے وہی نسب ذکر کیا ہے جو ہم نے بیان کیا، اور ابن الکھی علماء انساب میں معتمد ہیں۔ ابن شاہین اور ابن قانع وغیرہ نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ طبرانی * نے معجم صغیر میں زبیر بن بکار کی سند سے عبداللہ بن عمرو الفہری، محمد بن ابراہیم بن محمد بن اسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اسلم انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے قرظہ کے قیدیوں پر نگران مقرر کیا۔ (الحديث) اور طبرانی فرماتے ہیں: اسلم رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے روایت کی جاتی ہے جس میں زبیر بن بکار منفرد ہیں۔

جبکہ خود طبرانی * نے معجم کبیر میں دوسری سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے جو اسحاق بن ابی فروہ کی سند سے ابراہیم بن محمد بن اسلم بن بجرہ، اپنے والد سے وہ اسلم بن بجرہ رضی اللہ عنہ سے انہی الفاظ میں روایت کرتے ہیں۔ اسی دوسری سند سے ابن السکن نے نقل کیا ہے اور کہا ہے: یہ سند ثابت نہیں ہوتی، اور ابن مندہ نے اسے غریب کہا ہے۔

ابن عبدالبر * فرماتے ہیں: ان کی حدیث کا مدار اسحاق پر ہے جیسا کہ انہوں نے کہا، اور ابن الاثیر نے اسلم بن بجرہ اور اسلم

* اسد الغابۃ (ت ۱۱۰) الاستیعاب (ت ۱۴۸)

* اسد الغابۃ (ت ۱۱۲) الاستیعاب (ت ۳۷)

* الاکمال (۷۹)

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۹)

* اخرجہ الطبرانی فی المعجم الصغیر (الحديث: ج ۱ ص ۶۶)

* اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (الحديث ۱۰۰۰/۱) و فی الاوسط (الحديث: ۱۶۰۸)

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۹)

بن اوس بن بجرہ میں فرق کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں وہ دونوں (نام) ایک (ہی شخصیت کے) ہیں، احتمال بعید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا بھتیجا ہو اور دونوں کے نام ایک جیسے ہوں۔ واللہ اعلم

ابن عبد البر فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کرنے سے منع کیا تھا۔ اور بغوی نے ابو عبید سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسلم بن الحصین بن النعمان الاوسیٰ جن کی کنیت ابو جبرہ ہے وہ ابو جبرہ قیس بن الضحاک کے علاوہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو عمر بن شبہ نے مدینہ کی خبر میں مغلہ بن خفاف کی سند سے عروہ سے نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ حضرت عثمان کو جنت البقیع میں دفن کرنے سے اسلم بن اوس بن بجرہ ساعدی نے منع کیا تھا۔

۱۲۶ اسلم بن جبیرہ *

بن حصین بن جبیرہ بن حصین بن النعمان بن سنان بن عبد الاشہل الانصاری الاوسیٰ الاشہلی، یہ ابن الکلبی کا بیان کردہ نسب ہے۔ ابن مندہ نے اسلم بن الحصین کہہ کر ان کا نسب بیان کیا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ اور بغوی نے ابو عبید سے نقل کیا ہے کہ اسلم بن الحصین بن النعمان الاوسیٰ کی کنیت ابو جبرہ ہے اور وہ ابو جبرہ قیس بن الضحاک کے علاوہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے نسب میں اختلاف سابقہ شخصیت کے نسب میں اختلاف کی طرح ہے اور دونوں میں وہی احتمال ہے۔ واللہ اعلم

۱۲۷ اسلم بن حصین سابقہ سوانح میں گزر چکا ہے۔

۱۲۸ اسلم بن الحارث

بن عبد المطلب بن ہاشم الهاشمی، رسول اللہ ﷺ نے چچا زاد اور نوفل کے بھائی محمد بن عمر حافظ جعابی نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو خود اور ان کے بیٹے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے اسے مغلطائی کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۱۲۹ اسلم خادم رسول اللہ ﷺ

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسحاق بن سلمان نے سعید بن عبد الرحمن مدنی سے روایت کیا ہے کہ رافع اور اسلم دونوں رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے یعنی وہ دونوں جن کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں ذکر کیا ہے۔

اسلم اور رافع کا رفیق (شریک) بن جا، لوگوں کی خدمت کرتا کہ تیری بھی خدمت کی جائے۔ یہ وہ روایت ہے جسے ابن وہب نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ہمیں رات کا پتہ نہ چلا کہ کتنی گزر گئی

* اسد الغابۃ (ت ۱۱۳)

* اسد الغابۃ (ت ۱۱۴)

ہے یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری سواریاں اور اپنی سواری چلا دی اور ہمیں یہ اشعار سنا کر بیدار کر دیا، پھر انہوں نے یہ اشعار ذکر کیے۔

۱۳۰ اسلم *

کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے غلام ابورافع کا نام ہے اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں کنیتوں میں آئے گا۔ اور جن لوگوں نے اس بات پر اعتماد کیا ہے کہ ان کا نام اسلم ہے وہ امام بخاری ہیں۔

۱۳۱ اسلم مولیٰ عمر *

ابن مندہ نے عبدالمعمر بن بشیر کی سند سے عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دو سفر کیے۔ مشہور یہ ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلم کو خرید لیا تھا اسی طرح ابن اسحاق وغیرہ نے نقل کیا ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ قسم ثالث میں درج کریں گے۔

۱۳۲ اسلم * (سیاہ فام گلہ بان)

ابن اسحاق نے مغازی میں کہا ہے کہ مجھ سے ابواسحاق * بن یسار نے بیان کیا کہ ایک سیاہ چرواہا رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آیا جب آپ ﷺ خیبر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اس کے پاس بکریاں تھیں، وہ کسی یہودی کے ہاں مزدور تھا۔ وہ کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے سامنے اسلام پیش کریں تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں۔

اسی طرح ابن عبد البر * نے ذکر کیا ہے، ابن الاثیر نے ان پر اعتراض کیا ہے کہ سیاق و سباق میں کوئی بات ایسی نہیں جس سے پتہ چلے کہ ان کا نام اسلم تھا۔ یہ اعتراض قابل توجہ ہے۔ ابو نعیم * نے ان کا نام ”یسار“ بتایا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یائے تحتانیہ میں آ رہا ہے۔ رشاطی نے ”انساب“ میں کہا ہے: اسلم حبشی، خیبر کے روز اسلام لائے اور جنگ میں حصہ لیا پھر شہید ہو گئے۔ انہوں نے کوئی نماز (ابھی تک) ادا نہیں کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابھی اس کے ساتھ اس کی بیوی حور عین ہے۔“

۱۳۳ اسلم بن سلیم * الصریمی

خساء بنت معاویہ بن سلیم کے چچا، ابن مندہ نے ان کا نام بتایا ہے اور ابو نعیم * نے کہا: یہ صحیح نہیں ہے یعنی خساء سے ان

* اسد الغابة (ت ۱۱۸) الاستيعاب (ت ۳۴)

* اسد الغابة (ت ۱۲۰)

* اسد الغابة (ت ۱۱۶) الاستيعاب (ت ۳۵)

* اخرج ابن هشام في السيرة النبوية عن ابن اسحاق (ج ۳ ص ۲۶۶، ۲۶۷)

* الاستيعاب (ج ۱ ص ۱۷۸)

* معرفة الصحابة (ج ۲ ص ۲۴۶، ۲۴۷)

* اسد الغابة (ت ۱۱۹)

* معرفة الصحابة (ج ۲ ص ۲۴۷، ۲۴۸)

کے چچا سے بغیر نام کے روایت کی جاتی ہے۔

۱۳۳ اسلم بن عبیدہ

دمیاطی نے رسول اللہ ﷺ کے غلاموں میں ان کا ذکر کیا ہے، شاید سابقہ لوگوں میں سے جن کا ذکر گزر چکا کوئی ہوں۔

۱۳۵ (ن) اسلم بن عمیرہ * (فتح العین)

بن امیہ بن عامر بن جشم بن حارثہ الانصاری الحارثی، احد میں شریک تھے۔ یہ محمد بن سعد اور طبری کا قول ہے اور ابن عبد البر نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۳۶ اسلم طائی

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ بنی نبھان کے کسی شخص کے غلام تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ نے ۹ھ میں ربیع الثانی میں قبیلہ طے کی طرف بھیجا تو یہ آپ کو مل گئے۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ پھر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خفیہ ٹھکانے بتائے، آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور عدی بن حاتم کے گھرانے اور ان کی بہن کو قیدی بنا لیا۔ اس کے بعد اسلم مسلمان ہو گئے۔ طبری نے بھی ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ اور ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم کے حوالہ سے یزید سے ان کے راویوں کی سند سے نقل کیا ہے، ابن سعد اور طبری نے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ وہ یمامہ کے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور عمدہ شجاعت دکھائی۔ ابن فتنون نے ان کی غلطی نکالی ہے۔

۱۳۷ اسماء بن حارثہ *

بن سعید بن عبد اللہ بن غیاث بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افضی الاسلمی، ان کی کنیت ابو ہند ہے ان کا یہ نسب ابن الکھی نے بیان کیا ہے۔ اور فرمایا کہ ابن عبد البر * نے کہا ہے: ”اسماء بن حارثہ بن ہند بن عبد اللہ“۔ باقی نسب اسی طرح ہے۔ ان کے نسب میں ہند کا تذکرہ غلط ہے، ہند تو ان کے بھائی ہیں۔ احمد بن منندہ نے یحییٰ بن ہند بن حارثہ کی سند سے نقل کیا ہے اور ہند اہل حدیبیہ سے ہیں اور ان کے بھائی وہی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم کی طرف عاشورا کا روزہ رکھنے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ اسماء بن حارثہ ہیں۔ یحییٰ بن ہند، اسماء بن حارثہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما کر بھیجا: ”اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ اس دن روزہ رکھ لیا کریں“۔ * (الحديث)

اوزاعی سے مروی ہے وہ ابن حرمہ سے وہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے وہ اسماء بن حارثہ سے اسی جیسا مفہوم نقل کرتے ہیں۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۲۱) الاستیعاب (ت ۳۶)

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۹)

* اسد الغابۃ (ت ۱۲۳) الاستیعاب (ت ۳۸)

* الاستیعاب (۱۱۰/۱)

* أخرجه الامام احمد في مسنده (الحديث ۷۸/۴)

اور موسیٰ بن عقبہ، اسحاق بن یحییٰ سے وہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسماء بن حارثہ کو بھیجا۔ اسے حاکم نے مستدرک میں واقدی کی سند سے، سعید بن عطاء بن ابی مروان کے حوالے سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اسماء بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں، اور یزید بن ابراہیم کی سند سے ابن سیرین کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: میں نے حارثہ کے دونوں بیٹوں ہند اور اسماء کو جب بھی دیکھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے دیکھا، جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دونوں زیادہ وقت آپ ﷺ کے دروازے سے لگے رہتے اور آپ ﷺ کی خدمت میں مشغول رہتے۔

ابن سعد واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ اسماء کی وفات ۶۶ھ بصرہ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر اسی (۸۰) سال تھی۔ ان کا شمار اہل صفہ میں تھا اور فرمایا کہ واقدی نے کہا ہے: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں زیادہ کے زمانے میں فوت ہوئے جبکہ زیاد کی وفات ۵۳ھ میں ہوئی۔

۱۳۸ اسماء بن ربان بن معاویہ

بن مالک بن الحارث بن رفاعہ بن عذرہ بن عدی بن شمس بن طرود بن قدامہ بن جرم الجرمی۔ ابن سعد نے طبقات میں اور ابن الکلی نے کہا ہے کہ بنی عقیل نے عقیق کے بارے میں نبی ﷺ سے جھگڑے کا فیصلہ کرایا تو آپ ﷺ نے جرم کے حق میں فیصلہ کیا۔ عقیق بنی عامر کی زمین کا پانی ہے یہ وہ عقیق نہیں جو مدینہ میں ہے۔ اسی طرح اس روایت کو ابن شاہین نے محمد بن محمد سے اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں:

”تم لوگ جانتے ہو کہ جب نبی ﷺ کے پاس قبائل جمع ہوئے، میں قبیلہ جرم سے تعلق رکھتا تھا، اگر تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر اکتفا نہیں کرتے تو میں آپ ﷺ کے فیصلہ پر قانع و اکتفا کرنے والا ہوں۔“

۱۳۹ (ز) اسماء بن مالک الکعبی

باوردی نے ان کا ذکر کیا اور قرظہ بن خالد کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے یزید بن اشخیر سے سنا، فرمایا: ہم لوگ کھلیان میں تھے تو ہمارے پاس دیہات کا ایک شخص آیا، پھر حدیث ذکر کی۔ وہ نمر بن تولب سے مشہور ہیں۔ جیسا کہ اس کی جگہ آئے گا ابن فتحون نے ان کی غلطی نکالی ہے۔ ابن حبان نے کہا: اسماء بن مالک الکعبی کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان سے بصریوں نے روایت کی ہے۔

۱۴۰ اسمعیل

ایک صحابی ہیں جو بصرہ ٹھہرے۔ مسلم نے کعب کی سند سے اسمعیل بن ابی خالد، مسعر بن کدام، اور بختری بن المختار کے حوالہ

✽ أخرجه الحاكم في المستدرک (الحديث: ۵۲۹/۳)

✽ الحاكم في المستدرک (الحديث: ۵۲۹/۳) والهندي في كنز العمال (الحديث: ۲۴۱۶۰)

✽ اسد الغابة (ت ۱۲۴) الاستيعاب (ت ۴۰)

✽ الثقات (۱۸/۳)

✽

سے روایت نقل کی، جبکہ نسائی نے ابواسحاق السبعمی کی سند سے نقل کی ہے۔ نیز مسلم نے عبد الملک بن عمیر کی سند سے بھی روایت کی ہے یہ سب راوی ابو بکر بن عمارہ بن رویہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے پہلے نماز (فجر و عصر) پڑھتا ہو (گا) وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔“

اور ہم نے اسے عبد اللہ الجابری کی حدیث میں نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں ہم سے ابن ابی المثنیٰ نے ان سے جعفر بن عون نے ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے ابو بکر بن عمارہ بن رویہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا کہ بصرہ سے ایک شیخ میرے والد کے پاس آیا، کہنے لگا: جو کچھ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ہم سے بیان کریں، پھر وہ روایت ذکر کی۔ وہ شیخ کہتا ہے کیا آپ نے ان سے سنا ہے؟ فرمایا: میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ کیا، وہ شیخ کہنے لگا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ یوں فرما رہے تھے لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اس کے موافق نہیں۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں میں بندار سے، یزید بن ہارون سے انہوں نے اسماعیل سے نقل کیا ہے، جس میں انہوں نے کہا: بصرہ کا ایک شیخ جسے اسماعیل کہا جاتا تھا، اسے ابن مندہ نے ابراہیم بن محمد سے ابن خزیمہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے، ہمیں اس شیخ کا نام صرف اس روایت سے معلوم ہوا۔ اور یہ روایت صحیح ہے۔ واللہ اعلم

(۱۴۱) (ز) اسماعیل بن سعید

بن عبید بن اسید بن عمرو بن علاج النخعی، ان کے والد کے حالات میں آ رہا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور مذکور اسماعیل ان کے ساتھ تھے۔ اور امیہ بن ابی الصلت کی موت کے وقت وہاں تھے۔ جس کا تذکرہ اس روایت میں ہے جو بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں جراح بن مخلد سے علاء بن فضل سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن طریح بن اسماعیل بن سعید بن عبید سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا، انہوں نے اپنے والد کے دادا سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: امیہ بن ابی الصلت کی موت کے وقت میں اس کے پاس تھا پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

اسے ابن مندہ نے طریح بن عمرو بن علی کے حالات میں، علاء بن فضل سے، محمد بن اسماعیل بن طریح سے، انہوں نے اپنے والد، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں امیہ کے پاس تھا۔ اسی طرح ابن السکن نے محاطی سے، محمد بن صالح سے، علاء سے نقل کیا ہے۔ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ہے وہ قابل اعتماد ہے۔ دوسری روایت کو پہلی کی طرف لوٹایا بھی جاسکتا ہے وہ اس طرح کہ ان کے دادا کی ضمیر اسماعیل کی طرف لوٹے نہ کہ محمد کی طرف۔ ابن قانع، اور ابن مندہ کے ہاں طریح اور سعید کے درمیان اسماعیل کا ذکر ساقط ہے، جو غلط ہے۔ ادھر زبیر بن بکار نے ان کا صحیح نسب بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

امیہ بن ابی الصلت کی موت واقعہ بدر کے کچھ مدت بعد ہوئی۔ ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ قریش اور ثقیف سے جو شخص بھی حجۃ الوداع کے بعد باقی بچا تھا وہ مسلمان ہو گیا۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

* مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاتی الصبح والعصر المحافظة علیہما (الحديث: ۱۴۳۴ والحديث: ۱۴۳۵)

نسائی کتاب الصلاة باب فضل صلاة العصر (الحديث: ۴۷۰) و اخرجه في الكتاب نفسه باب فضل صلاة الجماعة (الحديث: ۴۸۶)

۱۳۲ اسماعیل بن عبد اللہ الغفاری

اشجعی بھی کہا جاتا ہے، تفسیر میں ثعلبی نے اور حبیب اللہ بن سلام نے نسخ میں کلبی اور مقاتل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اپنی بیوی قتیلہ کو طلاق دی، انھیں اس کے حمل سے ہونے کا علم نہ تھا۔ جب پتہ چلا تو رجوع کر لیا۔ بعد میں ان کے ہاں ولادت ہوئی تو وہ خود اور بچہ دونوں فوت ہو گئے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔“ (سورۃ البقرہ: ۱۲۸)

۱۳۳ اسمر بن ابیض

عنقریب آ رہا ہے۔

۱۳۴ اسمر بن ساعد

بن ہلوات المازنی۔ ابن مندہ نے احمد بن داؤد بن اسمر بن ساعد کی سند سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد داؤد نے، فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد اسمر بن ساعد نے بیان کیا۔ فرمایا: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو والد نے بیان کیا، فرمایا: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو والد نے عرض کیا: ہمارے والد ہلوات بے حد بوڑھے ہیں، انہوں نے آپ ﷺ کے متعلق سنا ہے لیکن وہ اٹھنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف دیہاتیوں کا ساتھ بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا ہدیہ قبول کر کے ان کے لیے اور ان کے بیٹے کے لیے دعا کی۔

۱۳۵ اسمر بن مضر بن الطائی

بخاری اور ابن السکن نے کہا ہے: انہیں شرف صحبت حاصل ہے اور ان کی ایک حدیث ہے۔ ابو عمر نے کہا: وہ عروہ بن مضر کے بھائی اور دیہات کے باسی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: اسمر بن ابیض بن مضر، یوں انہوں نے نسب میں ابیض کا اضافہ کیا ہے، اور کہا ہے ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو داؤد نے اچھی سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر بیعت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو (مسلمان) کسی ایسی زمین کی طرف پہلے پہنچ گیا کہ اس سے پہلے کوئی مسلمان وہاں تک نہیں پہنچا تو وہ اس کی ہے۔“

اسد الغابۃ (ت ۲۸۸)

اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۹۵) ابن کثیر جامع المسانید والسنن (۳۱۸/۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۲۹) الاستیعاب (ت ۱۵۶)

الاستیعاب (۲۲۸/۱)

ابوداؤد کتاب الخراج باب فی اقطاع الارضین (الحديث: ۳۰۷۱)

۱۳۶ الاسود بن ابیض

ابوموسیٰ نے عبدان سے روایت کیا ہے کہ حماد بن سلمہ نے ابن ابی الحقیق کے قاتلین میں ان کا نام لیا ہے، جبکہ ان میں مشہور یہ حضرات ہیں: اسود بن خزاعی، اسود بن حرام جیسا کہ آ رہا ہے۔

۱۳۷ الاسود بن ابی الاسود النہدی

ابن مندہ نے یونس بن بکر کی سند سے غبیہ بن الازہر کے حوالہ سے ابن الاسود النہدی سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کسی غار کی جانب بڑھے تو آپ ﷺ (کے پاؤں) کی انگلی زخمی ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو تو ایک انگلی ہے جو خون آلودہ ہو گئی، تیرے ساتھ یہ حادثہ اللہ کی راہ میں پیش آیا۔

ابن مندہ نے سوانح میں کہا: الاسود بن ابی الاسود، یہ ان کی عادت ہے جس کے والد کا نام پتہ نہ ہو، تو سوانح والی شخصیت کے نام سے کنیت گھڑ لیتے ہیں۔ بغوی نے ان سے پہلے ان کا ذکر کیا ہے۔ تو انہوں نے اسود کہا اور کوئی نسبت بیان نہیں کی۔ پھر ان کی حدیث پیش کی۔ وہاں ”ابوالاسود سے یا ابوالاسود اپنے والد سے“ کے الفاظ لکھے ہیں۔ اور کہا ہے: مجھے اس کے علاوہ کوئی سند معلوم نہیں۔

ابونعیم نے کہا: صحیح روایت وہ ہے جو ثوری، شعبہ اور ابن عیینہ نے اسود بن قیس کے حوالہ سے جندب الجہلی سے نقل کی ہے۔ فرمایا: میں غار میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا وہاں آپ کی انگلی زخمی ہو گئی۔ (الحديث) ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کر کے کہا ہے کہ جندب غار میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نہ تھے یعنی آپ ﷺ غار میں مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت داخل ہوئے تھے۔ میں کہتا ہوں: درست عبارت یوں ہوگی: میں نبی ﷺ کے ساتھ کسی غار میں تھا، جیسا کہ صحیح طرق سے ثابت ہے اور غار سے کوئی ایک غار مراد ہے خاص غار مراد نہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۸ الاسود بن اصرم المحاربی

ابن حبان نے کہا ہے: ان کا شمار اہل شام میں ہے اور ان کی روایت انہی سے مروی ہے۔ ابوزرعدہ مشقی، ابن سمیع اور ابن عبد البر نے ان کا ذکر شام میں ٹھہرنے والے صحابہ میں کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا ہے: ان کی حدیث اہل شام سے لی جاتی ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۱۳۰)

اسد الغابۃ (ت ۱۳۱)

البخاری کتاب الجہاد والسير باب من ینکب فی سبیل اللہ (الحديث ۲۰۸۲)

مسلم فی کتاب الجہاد باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین (الحديث: ۴۶۳۰)

معرفۃ الصحابة (۲/ ۲۸۵، ۲۸۶)

اسد الغابۃ (۱/ ۹۶)

اسد الغابۃ (ت ۱۳۲) الاستیعاب (ت ۴۹) تجرید اسماء الصحابة (۱/ ۱۷)

الثقات (۱/ ۸)

الاستیعاب (۱/ ۱۸۳)

اور طبرانی* نے عبد الوہاب بن بخت کی سند سے سلیمان بن حبیب الحاربی کے حوالہ سے اسود بن اصرم الحاربی سے نقل کیا کہ وہ قحط کے زمانہ میں اپنا موٹا اونٹ لے کر مدینہ آئے۔ وہ اونٹ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے عوض کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا: خادم۔ فرمایا: بھی کس کے پاس خادم ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے پاس۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ خادم لے آئے۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو بولے مجھے ایسا ہی خادم چاہیے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو لے لو! رسول اللہ ﷺ نے ان کا اونٹ لے لیا۔ (جاتے وقت) اسود عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی زبان سے صرف نیکی کی بات کہنا اور اپنے ہاتھ کو صرف بھلائی کی طرف بڑھانا۔“

بغوی نے اسے مختصر نقل کیا ہے اور کہا ہے: مجھے ان کی دوسری روایت معلوم نہیں۔ اور عبد الوہاب سے سوائے ابو عبد الرحیم کے کسی نے اسے روایت نہیں کیا ہے۔

ابن السکن اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی الدنیا نے ”الصمت“ میں دوسری سند سے نقل کیا ہے جو سلیمان سے وہ اسود بن اصرم سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔ لیکن بخاری* نے کہا ہے: اس کی سند میں نظر ہے۔

۱۳۹ الاسود بن ابی البختری*

ان کا نام العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد بن عبد العزی بن قصی القرشی الاسدی ہے۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت امیہ بن الحارث بن اسد ہیں۔ ان کے والد جنگ بدر میں کافر مارے گئے۔ اور وہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔

زبیر بن بکار نے کہا ہے: سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابی ارقطہ کو مدینہ بھیجا تو انہیں یہ کہلا بھیجا کہ بنی اسد کے اسود بن فلاں سے مشورہ لے لینا۔ جب بسر مسجد میں داخل ہوئے تو (ثیبان علی رضی اللہ عنہ) کو قتل کرنے کے لیے دروازے بند کر لیے، تو اسود نے انہیں منع کر دیا۔ زبیر کہتے ہیں: وہ اسود بن ابی البختری ہیں۔ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے وقت لوگوں نے مدینہ میں ان پر اتفاق کر لیا تھا۔ نیز زبیر نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بہن ام عبد اللہ بنت ابی البختری سے اس وقت کہا: جب ان کے خاوند نے عدی بن نوفل کو ان کی تلاش میں روانہ کیا یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرموت کا گورنر بنایا تھا: ”تمہارے چچا زاد کا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے تو گفتگو میں اس سے ترش روئی کرنا۔“ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے بیٹے سعید بن الاسود کے بارے میں ایک عورت کہتی ہے: کاش میں سعید بن اسود سے آنکھ کے دیکھنے کے بدلے اپنا بازو بند اور اپنی تلوار بیچ دیتی۔ اور یہ سعید بن اسود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مشہور شخص تھے، ابن ابی شیبہ نے کہا: ہم سے عفان، ان سے معتمر نے فرمایا میں نے اپنے والد سے، ابو نصرہ کے حوالہ سے ابو سعد مولی ابی اسد سے منقول سنا، پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی لمبی حدیث ذکر کی، اس میں ہے میں نے سعید بن الاسود کو دیکھا کہ وہ تلوار کی چوڑائی سے

* المعجم الكبير للطبرانی (الحديث: ۲۸۱/۱)

* التاريخ الكبير (۱/ ۴۴۳، ۴۴۴)

* اسد الغابة (ت ۱۳۳) الاستيعاب (ت ۴۲) تجريد اسماء الصحابة (۱۸/۱)

مار کر لوگوں کو ہٹا رہے تھے اگر وہ کسی کو قتل کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے عہد لیا تھا اس لئے وہ لوگ ایسا کرنے سے باز رہے۔

۱۵۰ الاسود البختري

بن خويلد، ابن مندہ کا قول ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حسن بن مدرک سے مروی ہے وہ یحییٰ بن حماد وہ ابو عوانہ وہ ابو مالک وہ ابو حازم سے نقل کرتے ہیں کہ اسود بن بختري بن خويلد نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں اپنی قوم سے بے نیازی اختیار کروں تو میرا اجر بڑھے گا؟ روایت کے مرسل ہونے کے باوجود اس کے رجال ثقہ ہیں۔ ابن الاثیر کا میلان اس طرف ہے کہ یہ اول ہیں (جن کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے)۔
میں کہتا ہوں: عبارت کا ظاہر اس کے خلاف ہے۔

۱۵۱ الاسود بن ثعلبه اليربوعي

ابن سعد نے کوفہ ٹھہرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہا ہے کہا جاتا ہے کہ انھیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاہین، ابن مندہ، ابو نعیم اور ابن عبد البر نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن کسی نے ان کے حالات میں اس سے آگے کچھ نہیں کہا جو ابن سعد نے واقدی سے نقل کیا ہے۔ وہ حجة الوداع ﷺ میں رسول اللہ ﷺ کے خطبہ میں موجود تھے۔

۱۵۲ الاسود بن حازم

بن صفوان بن عرار۔ ابن مندہ نے ابو احمد بکیر بن النضر کی سند سے، ابو جمیل عباد بن ہشام کے حوالہ سے — جو بخاری کے ایک گاؤں بجکت میں مؤذن تھے — نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے ایک صحابی رسول اللہ ﷺ دیکھے جنہیں اسود بن حازم بن صفوان کہا جاتا تھا۔ میں ان کے پاس اپنے والد کے ساتھ آتا، اس وقت میری عمر چھ سات سال کی ہوگی۔ انہوں نے فرمایا: میں غزوہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، اس وقت میں تیس سال کا تھا۔
میں کہتا ہوں: اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

۱۵۳ الاسود بن حرام

اسود بن ابیض میں ان کا تذکرہ اگرچہ گزر چکا ہے البتہ بعد والے میں آ رہا ہے۔ عمر بن شبہ نے محمد بن فلیح کے ذریعہ موسیٰ بن عقبہ سے انہیں ابن ابی الحقیق کے قاتلین میں ذکر کیا ہے، لیکن انہوں نے یہ بھی کہا ہے: ”اسعد بن حرام“ جیسا کہ گزر گیا۔

اسد الغابة (ت ۱۳۴) الاستيعاب (ت ۴۷)

جامع المسانيد والسنن (۳۲۱/۱) اسد الغابة (۹۷/۱)

اسد الغابة (ت ۱۳۵)

المعجم الكبير (۳۲/۱۷) جامع المسانيد والسنن (۳۲۲/۱)

۱۵۲ الاسود بن الخزاعي الاسلمی

انصار کی شاخ بنی سلمہ کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے ابن ابی الحقیق کے قاتلین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن عتیک، عبد اللہ بن انیس، ابوقنادہ، مسعود بن سنان، اسود خزاعی اور اسود بن حرام کو روانہ فرمایا۔ پھر پورا قصہ ذکر کیا۔ ابن اسحاق نے ان کا نام خزاعی بن اسود بتایا ہے اسی طرح معمر نے زہری سے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ نے واقدی کی سند اسامہ بن زید بن اسلم کے حوالہ سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ خیبر میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے جنگ کا حکم دیا۔ یہودیوں کی طرف سے اسلحہ سے لیس ایک شخص نمودار ہوا۔ تو اسود خزاعی اس کے مقابلہ میں اترے، اسے قتل کر کے اس کا ہتھیار و لباس اتار لیا۔ طبری کا بیان ہے کہ اسود خزاعی احد میں شریک تھے اور واقدی نے کہا ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو یہ ان کے ساتھ چلے تھے، اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حنین میں ابوقنادہ کے مقتول شخص کے سامان کی ابوقنادہ کے حق میں گواہی دی تھی۔

۱۵۵ الاسود بن خطامہ الكنانی

ابن مندہ نے ابراہیم بن المنذر کی سند سے نقل کیا ہے، عبد الملک بن یحییٰ، اسمعیل بن النضر بن الاسود بن خطامہ جو بنی کنانہ سے ہیں۔ وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ زہیر بن خطامہ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے۔ پھر عرض کیا: جاہلیت میں ہماری ایک رکھ ہوتی تھی۔ اسے اب بھی ہمارے لیے مختص فرمادیں۔ پھر راوی نے اسود کے اسلام لانے کا لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی طرح وہ اصل میں مختصر ہے، اس کی سند مجہول ہے۔

۱۵۶ الاسود بن خلف بن اسعد

بن عامر بن بیاضہ الخزاعی، خلیفہ نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے، کہا جاتا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اس بات کی سند میں کچھ نظر ہے ابن سعد کو ان کے حالات میں وہم ہوا اس لئے انہوں نے اس بارے میں اسود بن خلف بن عبد یغوث کی حدیث نقل کر دی۔ جن کے حالات آ رہے ہیں۔ اور یہ وہم ذہبی بھانپ گئے، لیکن انہوں نے بھی مراد کو واضح نہ کیا بلکہ ان کے حالات ابن عبد یغوث کے حالات کے بعد ذکر کر دیئے۔ پھر کہا: میرے خیال میں یہ وہی ہیں جو اس سے پہلے تھے۔ دونوں ایک نہیں ہیں۔ بلکہ دونوں جدا شخصیتیں ہیں۔ البتہ حدیث ابن عبد یغوث کی ہے۔

۱۵۷ الاسود بن خلف بن عبد یغوث القرشی

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے اور ان کے بیٹے محمد کے حالات میں ایسا نسب بیان کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا: کہا جاتا ہے کہ

اسد الغابۃ (ت ۱۳۸)

اسد الغابۃ (ت ۱۳۹)

اسد الغابۃ (ت ۱۴۰) الاستیعاب (ت ۴۳)

ان کا تعلق بنی جمح (جیم میم حا) سے ہے، ابن عبدالبر * نے بھی اسے وزنی قرار دیا ہے اور ابن الاثیر نے اس بات کا تعاقب کیا ہے کہ بنی جمح میں عبدالغوث نامی شخص کوئی بھی نہیں۔ ابن مندہ نے کہا: وہ زہری ہیں اور عسکری کا قول ہے کہ مطین نے کہا: وہ قریشی ہیں فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے۔ اور عبدالغوث وہ ابن وہب بن زہرہ ہیں، ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام اسود بن عبدالغوث تھا اس کا کام تھا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتا، کفر پر ہی اس کی موت ہوئی اور اسود بن خلف کو اپنے چچا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد * نے اپنی مسند میں فرمایا: عبدالرزاق، ابن جریج، ابن خثیم نے بتایا کہ محمد بن اسود بن خلف نے انہیں بتایا کہ ابوالاسود نے نبی ﷺ کو قرن مصقلہ کے پاس لوگوں سے بیعت لیتے دیکھا۔ اور حاکم * نے ابن جریج کی روایت سے نقل کیا ہے جس میں ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے (نبی ﷺ کو) دیکھا۔

بغوی اور ابن السکن نے کہا: اس روایت کو ابن جریج کے سوا کسی نے بیان نہیں کیا۔ اور بغوی عبدالرزاق کی سند سے معمر سے انہوں نے ابن خثیم سے اس سند سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کو چوم کر فرمایا: ”اولاد بخل و بزدلی کا سبب ہے۔“ * ابن السکن اور دارقطنی نے کہا ہے: اس روایت میں معمر منفرد ہے، اور بغوی، ابن السکن نے کہا ہے کہ اسود بنی النضر کی ان دو حدیثوں کے علاوہ کوئی اور حدیث نہیں ہے۔ جبکہ مجھے ان کی تیسری حدیث بھی مل گئی ہے جسے بزار نے بشر بن معاذ سے انہوں نے فضیل بن سلیمان سے، انہوں نے ابن خثیم سے وہ محمد بن خلف سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں حرم کے نصب شدہ پتھروں کی تجدید کرنے کا حکم دیا، اسے بزار نے نقل کیا ہے۔ ان کی چوتھی حدیث ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے، معالیٰ نے ہم سے، ان سے وہیب نے ابن خثیم کے حوالہ سے بیان کیا فرماتے ہیں مجھ سے محمد بن الاسود بن خلف بن عبدالغوث نے اپنے والد سے نقل کر کے فرمایا کہ اہل مکہ نے مقام ابراہیم کے نیچے سے ایک تحریر پائی، قریش نے حمیر کا ایک شخص بلایا، جب اس نے وہ تحریر پڑھی تو کہنے لگا اس میں ایک بات ہے جسے میں تم سے بیان کروں تو تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو گے، فرماتے ہیں: ہم نے سمجھ لیا اس میں محمد ﷺ کا ذکر ہے، اس لئے ہم نے اسے پوشیدہ رکھ لیا۔ *

۱۵۸ الاسود بن ربیعہ *

بن الاسود لیشکری، ابن مندہ نے حارث بن عبید ایادی کی سند سے عباہ یا ابن عباہ کے حوالہ سے نقل کیا جو بنی ثعلبہ کے ایک شخص ہیں۔ وہ اسود بن ربیعہ بن اسود لیشکری سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ ﷺ خطبہ دینے

* الاستیعاب (۱/ ۱۸۱)

* مسند احمد (الحديث: ۱۶۸/۴)

* مستدرک للحاکم (الحديث: ۱۶۴/۳)

* ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالد والاحسان الی البنات (الحديث: ۳۶۶۶) مصنف لعبد الرزاق (الحديث: ۲۰۱۴۴)

* المعجم الكبير (الحديث: ۸۱۶/۱) مسند البزار (الحديث: ۱۱۶۰) مجمع الزوائد (۲۹۷/۳)

* اسد الغابۃ (ت ۴۱)

کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: سب لوگ سن لیں! جاہلیت وغیرہ کے تمام خون (جو قتل میں بہائے گئے) میرے قدموں تلے ہیں۔ صرف سقایہ اور سدانہ کی خدمت باقی ہے۔ * یہ سند مجہول ہے۔ لیکن ابو عبیدہ نے اسے ”الارحاء والمحاجم و مآثر العرب“ نامی کتاب میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یشکر کے جاہلیت کے نشانات میں سے یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو ارشاد فرمایا: خبردار! میں نے جاہلیت کی قابل عزت چیز کو اپنے قدموں تلے رکھ لیا ہے صرف سقایہ اور سدانہ (کعبہ کی جامہ پوشی) کی خدمت بدستور باقی ہے۔ * تو اسود بن ربیعہ بن ابی الاسود بن مالک بن ربیعہ بن حمیل بن ثعلبہ بن عمرو بن عثمان بن حبیب بن یشکر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد نے زمانہ جاہلیت میں مسافروں پر بہت سامان خرچ کیا ہے، اگر یہ میرے لیے عزت کا باعث ہے تو میں اسے چھوڑ دوں اور اگر وہ میرے لیے عزت کا باعث نہیں ہے تو میں اس کا زیادہ حقدار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تمہارے لیے عزت کا باعث ہے اسے قبول کرو“۔ راوی کا بیان ہے کہ فرزدق نے جب جریر سے کہا: تو یہی اس کی مراد تھی۔ بکر بن وائل! حکام کی طرف آؤ، پریشان اور شش و پنج والے کی طرح نہ ہونا، عزت والے یشکریوں کی طرف جن کا کام بنی مطعم کی ضیافت کرنا ہے اور ان کا تعلق آل اسود سے ہے۔

۱۵۹ الاسود بن ربیعہ الحنظلی *

از بنی ربیعہ بن مالک بن حنظلہ، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور اسود بن عبس میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۶۰ الاسود بن زید *

بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارده انصاری خزرجی، موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ ابن عبد البر نے ان کا ذکر تو کیا لیکن لفظی غلطی کر بیٹھے چنانچہ انہوں نے ثعلبہ کی جگہ قطبہ لکھا دیا۔ اور کہا ہے: کہا جاتا ہے: اسود بن رزم بن زید بن قطبہ بن غنم، یوں انہوں نے دونوں جگہ ذکر کر کے غلطی کی۔ ابن ہشام کی کتاب میں ہے، کہا جاتا ہے: وہ اسود بن رزین بن زید بن ثعلبہ، اسی طرح اس میں رزین نون سے لکھا ہے اور بعض نے کہا ہے وہ سواد بن زید ہیں۔ حرف سین میں آ رہا ہے۔

۱۶۱ الاسود بن سریع *

بن حمیر بن عبادہ بن النزال بن مرہ بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم التمیمی السعدی۔

* کنز العمال (الحديث: ۱۲۳۵۸، ۳۰۱۸۸)

* ابوداؤد، کتاب الدیات، باب فی الخطأ شبه العمد (الحديث: ۴۵۴۷)

نسائی کتاب القسامة باب ذکر الاختلاف علی خالد الحذاء (الحديث: ۴۸۰۷)

ابن ماجہ فی کتاب الدیات باب شبه العمد (الحديث: ۲۶۲۷)

* اسد الغابة (ت ۱۴۲)

* اسد الغابة (ت ۱۴۳) الاستيعاب (ت ۴۶)

* اسد الغابة (ت ۱۴۴) الاستيعاب (ت ۴۴) تجرید اسماء الصحابة (۱/۱۹)

نامور شاعر ہیں۔ بخاری* نے اپنی تاریخ کبیر میں مسلم بن ابراہیم سے، وہ سری سے وہ حسن بصری سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: ہم سے اسود بن سرج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کی معیت میں چار غزوات کیے اور اسے ابن حبان* اور ابن السکن نے سری کی سند سے روایت کیا ہے۔ بخاری نے ”الادب المفرد“ میں ان کی دوسری حدیث نقل کی ہے۔ امام احمد* نے فرمایا: ہم سے علی بن عبد اللہ نے ان سے معاذ بن ہشام نے فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے قتادہ کے حوالہ سے وہ احنف بن قیس سے وہ اسود بن سرج سے روایت کرتے ہیں۔ اور قتادہ، حسن سے، وہ ابورافع کے ذریعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز چار دلیل بیان کریں گے“۔ (الحديث) ابن حبان* نے اسے اپنی صحیح میں اسحاق بن ابراہیم کی سند سے معاذ بن ہشام سے نقل کیا ہے۔ اور حاکم* نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ کی سند سے اسود بن سرج سے روایت کی ہے۔ فرمایا: انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: کیا میں آپ کو حمدیں نہ سناؤں۔ (الحديث)۔

بغوی نے کہا وہ شاعر تھے اور ابتدائے اسلام میں لوگوں سے قصے بیان کرتے تھے۔ پھر سری بن یحییٰ کی سند سے حسن بصری کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ کی مسجد میں قصہ سنایا، خلیفہ نے کہا: بصرہ کی جامع مسجد کے صحن میں ان کا گھر تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ ابن ابی خيثمة امام احمد اور ابن معین سے نقل کر کے فرماتے ہیں: ”۴۲ھ میں ان کا انتقال ہوا“۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علی نے فرمایا: جنگ جمل کے زمانہ میں وہ لاپتہ ہو گئے۔ اسی پر ابو حاتم، ابوداؤد، ابن السکن، ابن حبان اور ابن زبیر وغیرہ نے بھروسہ کیا ہے اور باوردی نے حسن بصری سے نقل کیا ہے فرمایا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسود اپنے اہل و عیال سمیت کشتی میں سوار ہو کر کہیں چل دیئے پھر اس کے بعد سے کسی نے انہیں نہیں دیکھا۔

۱۶۲ الاسود بن سفیان*

بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی۔ ابو سلمہ: بن عبد الاسد۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند۔ کے بھتیجے۔ ابن عبد البر نے ان کا ذکر کر کے کہا: ان کے صحابی ہونے میں نظر ہے۔

میں کہتا ہوں: عدوی نے نسب میں ان کا ذکر کر کے کہا ہے: وہ بدر میں قیدی تھے اہ۔ زبیر نے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد سفیان بدر کے روز کافر مارے گئے، جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔ وہ اس قسم والے لوگوں میں ہیں۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ام حبیب بنت العباس بن عبد المطلب سے ان کی شادی ہوئی جن سے اسود پیدا ہوئے۔ ان کے بھائی عبد اللہ اور دوسرے

* التاريخ الكبير (۱/۴۴۵)

* الثقات (۸/۳)

* مسند احمد (الحديث: ۲۳/۴)

* ابن حبان في صحيحه (الحديث: ۱۸۲۷)

* مستدرک للحاکم (الحديث: ۳/۶۵۷۵)

* اسد الغابة (ت ۱۴۵) الاستيعاب (ت ۴۸)

بھائیوں کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۶۳ الاسود بن سلمہ

بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ کلبی نے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اس وقت ان کے ساتھ کے بیٹے یزید تھے جو ابھی لڑکے تھے، تو نبی ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی، طبری اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۶۴ الاسود بن عبد اللہ

السدوسی الیمانی، بشیر ابن الخصاصیہ کے ہمراہ آنے والوں میں سے ایک ہیں۔ عبد اللہ بن اسود میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۶۵ الاسود بن عبس

بن اسماء بن وہب بن ریح بن عوذ بن منقذ بن کعب بن ربیعہ الجوع بن مالک بن حنظلہ بن زید مناة بن تمیم: ہشام الکلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آ کر عرض کرنے لگے: میں اس لیے آیا ہوں تاکہ آپ کی صحبت میں رہ کر اللہ کا قرب حاصل کروں۔ تو آپ نے ان کا نام ”مقرب“ رکھا دیا۔ اور سیف بن عمر نے ورقاء بن عبد الرحمن حنظلی سے نقل کیا ہے کہ ربیعہ بن مالک بن حنظلہ کی اولاد سے اسود بن ربیعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: تم کس وجہ سے آئے؟ عرض کیا: آپ کی صحبت میں رہ کر (اللہ کا) قرب حاصل کروں؟ تو ان کا اسود نام چھوڑ دیا گیا اور ”مقرب“ نام پڑ گیا۔ وہ نبی ﷺ کی صحبت میں رہے اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسود بن ربیعہ کو جو بنی ربیعہ بن مالک سے تھے۔ بصرہ کے لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ وہ مہاجر صحابی ہیں، یہ وہی ہیں جنہوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا تھا میں قرب حاصل کرنے آیا ہوں لہذا ”مقرب“ ان کا نام پڑ گیا، بعض حفاظ کا کہنا ہے: شاید کسی نے انہیں ان کے جد اعلیٰ ربیعہ کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ واللہ اعلم

۱۶۶ الاسود بن عمران البکری

ابن مندہ نے میسرہ النہدی کی سند سے ابوالحجل کے حوالہ سے عمران بن الاسود یا اسود بن عمران سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں اپنی قوم کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے،

اسد الغابۃ (ت ۱۴۶)

اسد الغابۃ (ت ۱۴۹) الاستیعاب (ت ۵۰)

اسد الغابۃ (ت ۱۵۰) تجرید اسماء الصحابة (۱۹/۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۵۱) الاستیعاب (ت ۵۲) تجرید اسماء الصحابة (۱۹/۱)

معرفۃ الصحابة (۲۹۰/۲)

ابن عبد البر * نے کہا ہے: ان کی حدیث کی سند میں کلام ہے۔
میں کہتا ہوں: اس روایت میں ابو مجل کے علاوہ جو بھی ہے مجہول ہے۔

۱۶۷ الاسود بن عوف الزهری *

عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبد الرحمن بن عوف کے بھائی۔ ابن سعد نے کہا: وہ اور ان کے بھائی عبد اللہ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور ابن عبد البر * نے زبیر کی اقتداء کرتے ہوئے کہا: فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی۔ عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے والی مدینہ جابر کے والد جابر کا موطا میں قصہ ہے ان کے دونوں بھائی محمد اور عباس راویہ میں ابن اشعث کے ساتھ قتل ہوئے۔

۱۶۸ الاسود بن عویم السدوسی *

ابن مندہ نے حبیب سدوسی کی سند سے اسود بن عویم کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے آزاد عورت اور باندی کو ایک نکاح میں رکھنے کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”آزاد عورت کے لیے دو اور باندی کے لیے ایک (رات) دن (کی باری) ہے۔“ * اس روایت کی سند میں علی بن قرین ہے جس کی ابن معین نے تکذیب کی ہے۔

۱۶۹ الاسود بن مسعود الثقفی *

عمر بن شبہ نے شععی کی سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ظبیان بن کداد کو رسول اللہ ﷺ کو جواب دیا، جس کا طویل حدیث میں ذکر ہے اور اسی میں ان کے آنے کا بھی تذکرہ ہے اور ان کے وہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جن میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کی ہے ”جب کبھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے تو میں (پھر سے) اپنے رب کی عبادت میں لگ جاتا ہوں، وہ رب جس کا کوئی شریک نہیں، وہ سب بندوں کا رب ہے۔ آپ ایسے رسول ہیں جن کے فضل و عطا کی امید رکھی جاتی ہے جب قحط سالی اور بارشوں کی کمی ہو۔“ ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۰ الاسود بن مالک *

الاسدی، الیمانی، الحدردجان کے بھائی، ابن مندہ نے ان کے پوتوں کی ان سے روایت کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں اور میرے بھائی اسود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ہم آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کی۔ راوی کا بیان ہے کہ

* الاستیعاب (۱۸۴/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۵۲) الاستیعاب (ت ۴۰) تجرید اسماء الصحابة (۲۰/۱)

* الاستیعاب (۱۸۰/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۵۳) تجرید اسماء الصحابة (۲۰/۱)

* کنز العمال (الحديث: ۴۴۸۲۴)

* تجرید اسماء الصحابة (۲۰/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۵۴)

جزء اور اسود دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور آپ کی صحبت میں رہے۔ ابن مندہ کا کہنا ہے کہ اس روایت کو نقل کرنے میں اسحاق الرہلی منفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: وہ (درمیانے راوی) مجہول ہیں۔

۱۴۱ الاسود بن نوفل

بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی قرشی اسدی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ حبشہ دوسری ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ اسے ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ ان کی والدہ فریجہ بنت عدی بن نوفل بن عبد مناف ہیں۔ نبی ﷺ کی (مدینہ) آمد کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ وہ ابوالاسود محمد بن عبد الرحمن بن الاسود (عروہ کے یتیم) کے دادا ہیں۔ ان کے والد نوفل ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے بڑے برخلاف تھے۔

۱۴۲ الاسود بن وهب

بن عبد مناف بن زہرہ قرشی زہری، نبی ﷺ کے ماموں، ابن الاعرابی نے اپنی معجم میں عنہ بن عبد الرحمن قرشی کی سند سے محمد بن رستم ثقفی کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے عبد اللہ بن عمرو کو فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماموں اسود بن وهب سے فرمایا: ”میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اللہ تعالیٰ جسے کوئی بھلائی دینا چاہتے ہیں اسے وہ کلمات سکھاتے ہیں پھر وہ انہیں کبھی نہیں بھولے گا۔“ انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا، آپ کہا کریں:

((اللهم انی ضعیف فقو فی رضاك ضعیفی وخذ الی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتھی رضائی))۔ (الحديث)

”اے اللہ! میں کمزور ہوں لہذا اپنی رضامندی میں مجھے طاقتور کر دے، بھلائی کے کاموں کی طرف مجھے میری پیشانی سے پکڑ (کر لگا) اور اسلام کو میری رضامندی کی انتہا بنادے۔“

ابن مندہ نے محمد بن العباس بن خلف کی سند سے عمرو بن ابی سلمہ سے انہوں نے صدقہ سمیع سے، وہ ابو معبد حفص بن غیلان سے وہ زید بن اسلم سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: مجھ سے وهب بن اسود بن وهب رسول اللہ ﷺ کے ماموں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا میں آپ کو ایسی بات نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے (کامل) امید ہے کہ آپ کو فائدہ ہوگا۔“ انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ”سود کے کئی دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ ستر

اسد الغابۃ (ت ۱۵۵) الاستیعاب (ت ۴۱)

انساب الاشراف للبلاذری (۲۳۰/۱)

السیرۃ النبویۃ (۴/۴)

اسد الغابۃ (ت ۱۵۷) الاستیعاب (ت ۴۵)

المستدرک للحاکم (الحديث ۵۲۷/۱) مجمع الزوائد للہیثمی (الحديث: ۱۷۹/۱۰ و الحديث: ۱۸۲/۱۰)

کنز العمال (الحديث: ۳۷۳۶)

گناہوں کے برابر ہے سب سے کم درجہ یہ ہے انسان اپنی ماں سے زنا کر بیٹھے، اور سب سے بڑا سودا دی کا اپنے بھائی کی ناحق آبرو ریزی ہے۔*

ابن قانع نے اسے اپنی معجم میں ابو بکر بن الاعمین کی سند سے عمرو بن ابی سلمہ سے نقل کیا ہے وہ وہب بن اسود رسول اللہ ﷺ کے ماموں سے نقل کرتے ہیں یوں نہیں کہا، اپنے والد سے، یوں صدقہ اور زید کے درمیان الحکم الایلیٰ کو داخل کیا جبکہ حکم اور صدقہ دونوں ضعیف راوی ہیں۔*

قاسم بن عیسیٰ روایت ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ اسود بن وہب نبی ﷺ کے ماموں نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ماموں جان! آجائیں۔ جب وہ اندر تشریف لائے تو آپ نے (احتراماً) ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ (الحديث) اسے ابن شاہین نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ قدیمی ہے جو ضعیف راوی ہے۔

۱۴۳ الاسود بن هشام

بن عمرو بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن خزیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ ان کے والد ہشام وہ شخص ہیں جنہوں نے ابوطالب کی وفات سے پہلے قریش کی بنی ہاشم (کے مقاطعہ) پر لکھی تحریر کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہوئے، پھر ہشام مسلمان ہو گئے۔ وہ مؤلفۃ القلوب سے تھے، اس بات کا زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے۔

۱۴۴ الاسود

ابيض میں گزر چکا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا۔

جن کا نام اسید (ہمزہ کے زبر اور سین کے زیر سے) ان کا ذکر

۱۴۵ اسید بن ابی اناس*

بن زینم بن عمرو بن عبد اللہ بن جابر بن محمہ بن عبد بن عدی بن الدئل بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ الکنانی الدلی: ساریہ کے بھتیجے۔ عسکری اور دارقطنی نے ہمزہ کے فتح سے جبکہ مرزبانی نے ہمزہ کے ضمہ سے قلمبند کیا ہے اور ابن ماکولا* نے اس کا رد کیا ہے ابن شاہین نے مدائنی کی سند سے ان کے رجال کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تک کئی سلاسل سے نقل کیا ہے۔ سب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی عبد بن عدی کا وفد آیا، ان میں حارث بن وہب، عویم بن الاخرم، حبیب اور ربیعہ حلہ کے بیٹے تھے ان کے ہمراہ

* الکامل فی الضعفاء (۲۲۶۳/۶) تاریخ بغداد (۳۶۳/۶) جامع المسانید والسنن (۳۳۳/۱)

* کنز العمال (۳۸۳۳) اتحاف السادة المتقين (۱۱۱/۷) كشف الخفاء (۴۴۸/۱)

* اسد الغابة (ت ۱۶۱)

* الاكمال (۵۴/۱)

ان کی قوم کی جماعت تھی پھر ان کا لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں انہوں نے کہا: ہم آپ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ اگر آپ کی جنگ قریش کے علاوہ کسی اور سے ہوتی تو ہم آپ کا ساتھ دیتے۔ اس کے بعد یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کے لیے امان طلب کی۔ تو آپ نے ایک شخص کے سوا، جس کا خون آپ نے رائیگاں قرار دیا سب کو امان دے دی۔ اس شخص کا نام ”اسید بن ابی اناس“ تھا تو سب نے اس سے براءت کا اظہار کیا۔ ادھر جب اسید کو واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ طائف جا کے مقیم ہو گئے۔ جب فتح مکہ کا سال ہوا تو ساریہ بن زینم نے طائف جا کر ان سے کہا: بھتیجے! اُن (نبی علیہ السلام) کے پاس جاؤ وہ آنے والے کو قتل نہیں کرتے، چنانچہ طائف کو خیر باد کہہ کر مکہ پہنچے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ کے دست اقدس میں اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی امان دے دی۔ انہوں نے چند اشعار میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کی تھی۔

اسی قصہ میں ہے کہ جب اسید نے نبی ﷺ سے ملاقات کا ارادہ کیا تو ساتھ میں اپنی اہلیہ کو بھی لے لیا۔ اس وقت ان کے پاؤں بھاری تھے تو قرن ثعالب میں ان کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ عسکری نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اہل بدر کافروں کا مرثیہ کہا تھا اس لیے آپ نے ان کے خون کو جائز قرار دیا تھا۔ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات ابن درید نے ابو حاتم سے انہوں نے ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ سے نقل کر کے بتائی تھی۔ میں نے ان کے قصہ سے ملتا جلتا قصہ انس بن زینم کے متعلق بھی روایت کیا ہے جیسا کہ ان کے حالات میں آ رہا ہے، ہو سکتا ہے دونوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم

قاضی ابوبکر بن العربی نے نقل کیا ہے: ابو عامر العبدری نے فرمایا: یہ اسید مسلمان ہوئے اور نبی ﷺ کی معیت میں رہے اور میرے خیال میں جنگ احد میں بھی شرکت کا موقع ملا ہے۔ لیکن پہلے جو تفصیل گزر چکی ہے اس کی بنا پر ابن العربی نے اپنے شیخ کے قول کی تردید کی ہے پھر میں نے فضائل علی نامی کتاب میں جو مفید بن نعمان رافضی کی تالیف ہے اس میں عبدری کی ذکر کردہ روایت جیسی روایت دیکھی۔ اس نے بدر کا قصہ ذکر کر کے اس کے اخیر میں کہا ہے: بدر کے روز علی رضی اللہ عنہ کی کارکردگی اسید بن ابی اناس نے قریش کو مخاطب کرتے ہوئے یوں بیان کی:

فی کلّ مجمع غایۃ اخراکم جذع یفوق علی المذاکی القرح
هذا ابن فاطمة الذی افناکم ذبحا و قتلا بغضه لم یربح
للہ درکم الما تذکروا قد یذکر الحرّ الکریم و یرحمہ

”تمہیں ایسے نو خیز لڑکے نے، جو جوانوں، اوز طاقت والوں پر فوقیت رکھتا ہے ہر مجمع میں بہت ذلیل کیا۔ یہ فاطمہ بنت اسد کا بیٹا ہے جس نے تمہیں ذبح اور قتل کر کے فنا کیا ہے پھر بھی اسے چین نہیں۔ سبحان اللہ! تم عجیب لوگ ہو ابھی تک تمہیں نصیحت نہیں ہوئی۔ جبکہ آزاد شریف انسان تو کبھی نہ کبھی نصیحت حاصل کر لیتا اور شرم کر لیتا ہے۔“

اور زبیر نے یہ ذکر کیا ہے کہ اسید نے قریش کو یہ اشعار اس وقت سنائے جب وہ احد کے لئے جا رہے تھے۔

✽ اصل کتاب میں یوں ہی ہے جبکہ بعض نسخوں میں معبد، معند اور مفید تحریر ہے۔

۱۷۶ اسید بن جاریہ

بن اسید بن عبد اللہ بن سلمہ بن عبد اللہ بن غیرۃ بن عوف بن ثقیف اشقی، بنی زہرہ کے حلیف عسکری وغیرہ نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ واقدی نے کہا: فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور غزوہ حنین میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سواوہٹ عنایت فرمائے۔ ابن ماکولا * وغیرہ نے ان کا نام الف کے فتح سے قلم بند کیا ہے، ان کے والد کا نام جاریہ (جیم اور یا سے) ہے، وہ عمر بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ کے دادا ہیں جو زہری کے شیخ ہیں اور صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت کردہ حدیث منقول ہے۔

۱۷۷ اسید بن سعید

اسد (جو الف اور بغیر یا کے ہے) میں گزر چکا ہے اور ابن اسحاق کے ہاں الف کے زیر اور دال سے پہلے یا سے تحریر ہے۔ ابن عبد البر * نے بخاری سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی حیات میں فوت ہوئے ہیں۔ اور ابن ماکولا * نے اس میں اختلاف نقل کیا ہے کہ آیا یہ نام زبر سے ہے یا پیش سے؟ اور دارقطنی میں انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے کہ یہ زبر سے ہے اصل میں ابن اسحاق سے اسے نقل کرنے میں ہی اختلاف واقع ہوا ہے۔ نیز ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے بعض نے سعدہ نون اور بعض نے یا سے کہا ہے۔

۱۷۸ (ن) اسید از اولاد فطیون

نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ”اے اللہ! اس کے حسن و جمال کو برقرار رکھ“۔ چنانچہ ان کے بال سفید نہیں ہوئے۔ وہ اپنی کنیت ابوالمقشعر سے مشہور ہیں۔ کلبی نے فحطان کے نسب کے آغاز میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۱۷۹ اسید بن صفوان

ابن قانع نے نسب کے لحاظ سے انہیں سلمی کہا ہے اور باوردی نے کہا ہے یہ ایسے صحابی ہیں جن کی روایت صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ابن السکن نے کہا: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں مشہور نہیں ہیں۔ ابن ماجہ نے تفسیر میں اور ابوزکریا نے اہل موصل کے طبقات میں اور عمر بن ابراہیم ہاشمی (جو متروک راوی ہیں) کی کئی ایک سند سے عبد الملک بن عمیر وہ اسید بن صفوان سے نقل کرتے ہیں۔ اور انہیں نبی ﷺ کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ فرماتے ہیں: * جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو مدینہ رونے دھونے سے لرز اٹھا اور لوگ ایسے سرا سیمہ ہو گئے جیسے نبی ﷺ کی وفات کا منظر تھا، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۶۲) الاستیعاب (ت ۵۵)

* الاکمال (۵۳/۱)

* اسد الغابۃ (۱۶۳) الاستیعاب (۶۰)

* الاستیعاب (۱۸۸/۱)

* الاکمال (۵۳/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۶۴) الاستیعاب (ت ۶۱) تجرید اسماء الصحابة (۲۱/۱)

* الوافی بالوفیات (۲۶۱/۱)

۱۸۰ اسید المزنی *

ابن ماکولا نے کہا: انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ ابن السکن اور ابن مندہ نے ابن وہب کی سند سے عمر بن حارث کے ذریعہ یحییٰ بن سعید کے حوالہ سے عبد اللہ بن ابی سلمہ سے وہ اپنی قوم کے اسید مزنی نامی شخص سے روایت نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھنے آیا، آپ ﷺ کے پاس ایک شخص کوئی بات پوچھ رہا تھا، جس سے آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ اعراض کیا۔ پھر فرمایا: ”جس کے پاس ایک اوقیہ (چاندی) ہو پھر بھی وہ مانگے تو اس نے چمٹ کر مانگا۔“ * ابن السکن نے کہا: اس کی سند بہتر ہے، مجھے ان کے نسب سے آگہی نہیں، ابن مندہ نے کہا: اس روایت کو ابن وہب بیان کرنے میں منفرد ہے۔

جس کا نام اسید (پیش سے ہے) اس کا ذکر

۱۸۱ (ن) اسید بن اخیحہ

بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی جمحی، صفوان بن امیہ کے بھائی فتح مکہ کے روز مسلمان ہونے والوں میں شامل ہیں۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے: اخیحہ بن امیہ بن خلف کے ہاں اسید بن اخیحہ اور اسید کے ہاں علی پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابوریحانہ تھی، امیر معاویہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ پھر ان کے بارے میں ان کی اور ان کے چچا زاد عبد اللہ بن صفوان بن امیہ کی گفت و شنید ہوئی تو وہ شام چلے گئے۔ اور یزید بن معاویہ کے لشکروں سمیت واپس آ گئے۔ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا (مکہ میں) محاصرہ کر لیا۔ یہ ابو دھیل وہب بن زمعہ بن اسید بن اخیحہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ اور فاکہی نے زبیر سے نقل کیا ہے: انہیں علیل (تصغیر سے) کہا جاتا ہے وہ عبد الملک سے مل گئے تھے۔ پھر انہوں نے حجاج کے لیے کمک مانگی تو اس نے طارق کے ذریعہ چار ہزار کی نفری سے امداد کی۔ تو ابوریحانہ ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر زور سے بولے: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں رسوا نہیں کیا۔ تو ابن ابی عتیک جو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، نے جواب دیا: بخدا کیوں نہیں۔

۱۸۲ (ن) اسید بن الاخنس

بن شریق ثقفی، بنی زہرہ کے حلیف، عمر بن شبہ نے مدینہ کے باسی صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۸۳ اسید بن ثعلبہ الانصاری *

ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔

* اسد الغابہ (ت ۱۶۷) تجرید اسماء الصحابة (۲۱/۱)

* الاکمال (۵۳/۱)

* کنز العمال (الحديث: ۱۶۷۷۳)

* اسد الغابہ (ت ۱۶۸) الاستيعاب (ت ۵۵)

* الاستيعاب (۱۸۶/۱)

۱۸۲ اسيد بن الجداء

ابن ماکولا نے ذکر کیا ہے، کہا جاتا ہے انہیں صحبت رسول حاصل ہے، ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: ابن ماکولا کے کلام کا تقاضا ہے کہ عبداللہ بن شقیق نے ان سے روایت کی ہے، جہاں تک مجھے عبداللہ بن شقیق کے شیخ کا پتہ ہے تو ان کا نام عبداللہ ہے شاید یہ ان کے بھائی ہوں۔

۱۸۵ اسيد بن الحضير

بن سماک بن عتیک بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل الانصاری الاشہلی ان کی کنیت ابو یحییٰ اور ابو عتیک ہے ان کے والد حذیر اوس کے شہسوار اور جنگ بعات میں ان کے سردار تھے۔ اسید اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے ہیں۔ شب عقبہ کے نقباء میں سے ایک ہیں۔ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پہلے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ ان کی بدر میں شرکت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن سعد نے کہا ہے وہ شرافت و کمال والے انسان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ جو لوگ جنگ احد کے روز ثابت قدم رہے ان میں یہ بھی تھے اس وقت انہیں سات زخم آئے۔ ابن السکن نے کہا: وہ بدر اور عقبہ میں شریک تھے۔ ان کے علاوہ علماء نے انہیں بدری شمار کرنے سے انکار کیا ہے۔ ان کی صحیحین وغیرہ کتب میں احادیث مروی ہیں۔ بغوی نے کہا: ہم سے ابن زنبور نے، ان سے ابن ابی حازم نے وہ سہیل سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسید بن حذیر کیا ہی اچھا شخص ہے“۔ ابن اسحاق نے کہا: ہم سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کر کے فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا: تین افراد انصار کے ایسے ہیں کہ فضیلت میں کوئی ان کے پائے کا نہیں۔ سب کا تعلق بنی عبدالاشہل سے ہے: سعد بن معاذ، اسید بن حذیر، عباد بن بشر۔

اور امام احمد نے اپنی مسند میں فاطمہ بنت الحسین بن علی کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: اسید بن حذیر لوگوں میں سے فاضل شخص تھے۔ اور فرماتے تھے: اگر میں ان تین حالتوں میں جیسا ہوتا ہوں بقیہ میں بھی ایسا ہوتا تو نقشہ کچھ اور ہوتا: قرآن مجید سنتے یا تلاوت کرتے وقت، رسول اللہ ﷺ کا خطاب سنتے وقت، اور جب میں کسی جنازہ میں شرکت کرتا ہوں۔

اسد الغابۃ (ت ۱۶۹) تجرید اسماء الصحابة (۲۱/۱)

الاکمال (۶۶/۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۷۰) الاستیعاب (ت ۵۴)

الطبقات (۱۳۵/۳)

المستدرک للحاکم (الحديث ۳۱۱/۹)

ترمذی کتاب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل (الحديث ۳۷۹۵) مستدرک للحاکم (الحديث ۲۸۹/۳)

المعجم الكبير للطبرانی (الحديث ۵۴۸/۱) مجمع الزوائد (الحديث: ۳۰۰/۹)

مسند احمد (الحديث: ۴۱۹/۲)

واقدي نے طلحہ بن عبد اللہ تیمی کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ انصار میں سے کسی کو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ پر فوقیت نہیں دیتے تھے۔ بخاری * نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، فرمایا: جب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قرضو اہوں سے فرمایا، پھر راوی نے ایسا قصہ ذکر کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کی خلافت میں فوت ہوئے۔

اور ابن السکن نے ابن عیینہ کی سند سے ہشام بن عروہ کے حوالہ سے ان کے والد سے نقل کیا ہے، فرمایا: جب اسد بن حضیر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متروکہ مال کو تین سال کے لئے بیچ دیا۔ جس سے ان کے قرض ادا کیے۔ اور فرمایا: میں اپنے بھائی کی اولاد کو محتاج نہیں چھوڑنا چاہتا۔ پھر آپ نے ان کی زمین واپس کر دی اور اس کی پیداوار فروخت کر دی۔ بغوی وغیرہ نے ان کی تاریخ وفات ۲۰ھ اور مدائنی نے ۲۱ھ بیان کی ہے۔

۱۸۶ (ن) اسید بن ساعدہ *

بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ انصاری حارثی، احد میں شریک تھے۔ یہ ابن ماکولا * کا قول ہے اور وہ سہل بن ابی حمزہ کے چچا ہیں۔

۱۸۷ اسید بن سعید الاسرائیلی *

ابن ماکولا * نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ نام ہمزہ کی زبر سے ہے، پہلے گزر بھی چکا ہے۔

۱۸۸ اسید بن ظہیر *

بن رافع بن عدی بن زید بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ انصاری حارثی رافع بن خدیج کے چچا زاد بھائی، ان کی کنیت ابو ثابت ہے انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ * نے فرمایا: مدنی ہیں انہیں شرف صحبت حاصل ہے اور اصحاب السنن نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ * نے مسجد قباء میں نماز کے متعلق ان کی حدیث روایت کر کے کہا ہے: اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ کی اس کے علاوہ کوئی روایت (سنداً) صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن شاہین نے ان کی دوسری حدیث نقل کی ہے لیکن اس میں اس سند کے راویوں کے بارے اختلاف ہے۔ ابن عبد البر نے کہا ہے: ان کا انتقال عبد الملک بن مروان کی خلافت میں ہوا۔

* تاریخ الكبير (۴۷/۱)

* اسد الغابة (ت ۱۷۲) الاستيعاب (ت ۵۷)

* الاكمال (۶۷/۱)

* اسد الغابة (ت ۱۷۳) الاستيعاب (ت ۵۹)

* الاكمال (۷۰/۱)

* اسد الغابة (ت ۱۷۴) الاستيعاب (ت ۵۷) تجريد اسماء الصحابة (۲۲/۱)

* التاريخ الكبير (۴۷/۲)

* ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی الصلاة فی مسجد قباء (الحديث ۳۲۴)

۱۸۹ اسید بن عمرو

بن مھسن انصاری، ابو موسیٰ نے ذکر کیا کہ ان کے والد کے نام کے بارے میں چار اقوال میں سے ایک قول ہے۔

۱۹۰ اسید بن کعب قرظی

ان کا تذکرہ ان کے بھائی اسد بن کعب کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے۔

۱۹۱ اسید بن یربوع

بن البدی بن عامر بن عوف بن حارث بن عمرو بن الحارث بن ساعدہ انصاری خزرجی ساعدی ابو اسید کے چچا زاد بھائی۔
العسکری نے ان کا ذکر کر کے کہا ہے: وہ احد میں شریک تھے اور جنگ یمامہ کے روز شہید ہوئے۔ اسی طرح واقدی، ابن اسحاق اور
وثیمہ نے ذکر کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن ہشام سے نقل کر کے ان کا ذکر جنگ یمامہ کے شہداء میں کیا ہے۔

۱۹۲ اسید بن یعر

الخزاعی۔ ان کا لقب ”نعیت“ ہے۔ اسد نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۹۳ اسید الجعفی

عسکری نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے اور عنینہ بن سعد کی سند سے زبیر بن عدی کے حوالہ سے اسید الجعفی سے نقل کیا
ہے۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس تھا آپ نے اہل طائف کی طرف لکھوایا کہ چینا کی نبیذ حرام ہے۔ اور ابن حبان نے انہیں ثقہ
تابعین میں ذکر کیا ہے اور فرمایا: وہ مرسل روایت نقل کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: کہ ان کا یہ کہنا: ”میں نبی ﷺ کے پاس تھا“ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس میں ارسال نہیں ہے۔

۱۹۴ اسیر (بغیر نسبت اس کے آخر میں راہے)

بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، ابن سعد، بغوی، ابن السکن اور ابن شاہین نے ابو عوانہ کی سند سے داؤد بن عبد اللہ اودی
کے حوالہ سے حمید بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم اسیر صحابی رسول ﷺ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: ”حیاء تمہارے پاس بھلائی ہی لائے گی۔“ بغوی نے کہا کہ اسیر کی اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں ہے اور ابو عوانہ کے علاوہ
لوگوں نے اسے ابو داؤد سے بے نام صحابی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ بخاری نے بھی ان کا ذکر کر کے کہا ہے: یسیر اور اس کا اضافہ کیا

اسد الغابۃ (ت ۱۷۵) الاستیعاب (ت ۵۶) تجرید اسماء الصحابة (۲۲/۱)

کنز العمال (الحديث ۱۳۳۰۶) و (الحديث ۱۳۸۰۵)

الثقات (۴۲/۴)

الطبقات (۴۷/۷) التاريخ الكبير (۴۲۳/۸) تاریخ بغداد (۱۸/۶)

التاريخ الكبير (۴۲۳/۸)

ہے۔ یسیر نے جب یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنایا گیا فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ یزید امت محمد ﷺ کے لئے بہتر نہیں، میں بھی یہ کہتا ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ امت محمد ﷺ کو یکجا رکھے یہ مجھے انتشار سے زیادہ پسند ہے۔ اسی طرح اسے محمد بن سعد نے یحییٰ بن حماد کے ذریعہ ابو عوانہ سے نقل کیا ہے اور اس کا سیاق پورا ہے۔

۱۹۵) اسیر بن جابر

بن سلیم بن حیان بن عمیر بن عمرو بن انمار بن الجحیم ابن عمرو بن تمیم التیمی، ابن قانع نے یونس بن عبید کی سند سے ان کے کسی شاگرد کے حوالہ سے امیر بن جابر بن سلیم تمیمی سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ چادر کا پٹکا کمر اور ٹانگوں سے باندھے بیٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو کچھ اللہ نے آپ کو سکھایا مجھے سکھائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا۔“ * یہ اسیر بن جابر تابعی کے علاوہ ہیں جن کا ذکر مخضر مین میں آ رہا ہے ان کی احادیث مرسل ہیں جو ان شاء اللہ وہاں بیان ہوں گی۔

۱۹۶) اسیر بن عروہ

بن سواد بن الحیثم بن ظفر الانصاری الظفری، ابن قدامح نے کہا: وہ احد اور بعد کے واقعات میں شریک رہے اور نہاوند میں شہید ہوئے۔ رفاعہ بن زید کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔

۱۹۷) اسیر الکندی

کسی کی طرف نسبت نہیں رکھتے۔ عقیلی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ذہبی نے ان کا استدراک کیا ہے۔ گویا وہ اسیر بن عمرو ہیں جن کا ذکر مخضر مین میں آ رہا ہے۔

۱۹۸) اسیر بن عمرو

بن قیس، ابوسلیط بدری، کنیتوں میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ان کا یہ نام لیا ہے جبکہ ابو عبیدہ نے ان کا نام سبرہ بتایا ہے۔

* اسد الغابة (ت ۱۷۶) تجرید اسماء الصحابة (۲۲/۱)

* مسلم کتاب البر والصلة باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء (الحديث ۶۶۳۳) ابوداؤد کتاب اللباس باب ما جاء فی اسبال الازار (الحديث ۴۰۸۴) ترمذی فی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی اکثار ماء المرقة (الحديث ۱۸۳۲) امام احمد فی مسنده (الحديث ۶۳/۵) و (الحديث ۶۴/۵)

* اسد الغابة (ت ۱۷۷) الاستيعاب (ت ۶۳) تجرید اسماء الصحابة (۲۲/۱)

* تجرید اسماء الصحابة (۲۲/۱)

* اسد الغابة (ت ۱۷۹) الاستيعاب (ت ۶۴)

۱۹۹ اسیر بن عمرو

بن یسار التجیبی ثم الدرمکی۔ ابن الکلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، یسیر میں آ رہا ہے۔

۲۰۰ اُسیم

اس نام سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرمایا، جس کا ذکر اس حدیث میں ہے جو ابو نعیم نے ”دلائل“ میں ابو بکر بن ابی عاصم کی سند سے معاویہ بن یحییٰ کی روایت سے زہری سے، انہوں نے خارجہ بن زید سے انہوں نے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس بھنی ہوئی بکری لائی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اُسیم! مجھے اس کا بازو دینا“۔

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۲۰۱ الاشج العبدی

انہیں اشج عبد القیس بھی کہا جاتا ہے اور اشج بنی عمر بھی، اپنے اسی لقب سے مشہور ہیں، ان کا نام منذر بن عمرو یا ابن الحارث ہے جو ان شاء اللہ میم میں آ رہا ہے۔
واقدی نے کہا: اشج اور ان کے ساتھیوں کی آمد ۱۰ھ کو ہوئی۔ عنقریب واقدی کے علاوہ لوگوں کا بیان آئے گا کہ ان کی آمد ۸ھ فتح مکہ سے پہلے ہوئی۔

۲۰۲ اشرس بن غاضرة

الکندی، ابن ابی خيثمة کا قول ہے: ہم سے ابو ابرہیم ترجمانی نے اسحاق بن الحارث قرشی کے حوالہ سے نقل کیا، فرمایا: میں نے عمیر بن جابر اور اشرس بن غاضرة رضی اللہ عنہما کو دیکھا ان دونوں کو شرف صحابیت حاصل ہے وہ مہندی اور سرمہ کا خضاب لگاتے تھے، اسے بغوی اور ابن مندہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

۲۰۳ اشرف

حبشہ کے جو آٹھ راہب آئے ان میں کے ایک ہیں، ابرہہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

تجريد اسماء الصحابة (۲۳/۱)

کنز العمال (الحديث: ۳۵۴۳۳)

اسد الغابة (ت ۱۸۰) الاستيعاب (ت ۱۵۲) تجريد اسماء الصحابة (۲۳/۱)

اسد الغابة (ت ۱۸۱)

بغیر نسبت، ابواسحاق بن یاسین نے ہرات آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

بن معد یکرب بن معاویہ بن جبکہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین بن ثور الکندی، ابو محمد کنیت رکھتے تھے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ یہ ۱۰ھ میں سترکندی سواروں کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہ کندہ کے بادشاہوں میں سے تھے۔ بخاری و مسلم نے صحیح میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ان کا نام معد یکرب اور لقب اشعث تھا۔ محمد بن یزید اپنے رجال سے نقل کر کے کہتے ہیں: ان کا نام معد یکرب تھا چونکہ ان کا سر ہمیشہ پراگندہ رہتا اس لیے اشعث نام پڑ گیا۔ اسمعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں ایک جنازہ میں شریک تھا جس میں اشعث اور جریر تھے تو اشعث نے (جنازہ پڑھانے کے لیے) جریر کو آگے کر کے کہا: یہ مرتد نہیں ہوئے جبکہ میں مرتد ہو گیا تھا۔ اسے ابن السکن وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ کندہ کے لوگوں میں سے جو مرتد ہوئے ان میں اشعث بھی تھے۔ انہیں قید کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا، تو وہ پھر سے اسلام لے آئے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں رہا کر دیا اور اپنی بہن ام فروہ سے ان کی شادی کر دی جس کا لمبا قصہ ہے۔ واقدی کا بیان ہے: ہم سے ہشام بن سعد نے زید بن اسلم کے حوالہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، فرمایا: میں نے اشعث بن قیس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس وقت کہتے سنا، جب حالت ارتداد میں انہیں گرفتار کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا: (دشمنوں سے) اپنی جنگ کے لیے مجھے باقی رہنے دو اور اپنی ہمشیرہ مجھ سے منسوب کر دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

طبرانی نے کہا: عبدالرحمن بن سلم نے ہم سے ابن عبدالمومن بن علی کے حوالہ سے بیان کیا وہ عبدالسلام بن حرب سے، اسمعیل بن ابی خالد سے وہ قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جب اشعث کو قید کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے (ان کے دوبارہ مسلمان ہو جانے کی وجہ سے) ان کی بیڑیاں کھول دیں اور (ان کے کہنے پر) اپنی بہن سے ان کا عقد کر دیا، (وہاں سے نکلے) تو تلوار سونٹے اونٹوں کی منڈی میں جا پہنچے، وہاں جو اونٹنی اونٹ نظر آتا اس کی کونچیں کاٹ دیتے، لوگوں نے (یہ دیکھ کر) شور مچایا: اشعث کافر ہو گیا۔ اس سے فارغ ہوئے تو اپنی تلوار پھینک کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں نے کوئی کفر و فرہیں کیا، چونکہ اس شخص (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے اپنی بہن کی نسبت کی ہے، اگر ہم اپنے علاقے میں ہوتے تو اس سے کہیں بڑھ کر ولیمہ ہوتا۔ اے مدینہ والو! کھاؤ! اے اونٹوں والو! آؤ، ان کی قیمت (جنس) وصول کر لو۔

بعد میں اشعث شام کی جنگ یرموک اور قادسیہ اور ان کے علاوہ عراق میں شریک ہوئے، کوفہ سکونت اختیار کر لی، جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کئی واقعات ہیں۔

خلیفہ، ابو نعیم اور کئی دوسرے لوگوں نے کہا ہے: ان کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس روز بعد ہوئی۔ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا، بعض کا کہنا ہے کہ ۴۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

طبرانی نے ابو اسرائیل الملائکی کی سند سے ابو اسحاق کے حوالہ سے جو قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے ان کی وفات اس کے بعد ہوئی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ابو اسحاق کم سن تھے اور اسی قصہ میں ذکر ہے کہ کندہ کے کسی آدمی کے ذمہ ان کا قرض تھا یہ ان کی مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں نماز فجر ادا کی، ان کے سامنے (پیسوں کی) تھیلی کپڑے اور جوتے رکھے گئے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: رات مکہ سے اشعث بن قیس آئے ہیں۔ اسی میں دوسری سند سے ہے کہ اشعث نے امیر معاویہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو ان کے پاس حضرت حسن بن علی اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ لیکن اس سے پہلے والی بات کی تردید نہیں ہوتی۔ ابو حسان زیادہ نے کہا: ۶۳ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

۲۰۶ اشعث الانصاری

غیر منسوب ہیں ایک مرسل روایت میں ان کا ذکر آیا ہے، ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں کہا ہے: وکیع بحوالہ عاصم شععی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: انصار میں سے دو بھائی تھے ایک کا نام اشعث تھا اس نے کسی اسلامی لشکر میں شرکت کی تو اس کی بہن اس کے بھائی سے کہنے لگی: کیا تمہیں اپنے بھائی کی بیوی کے بارے میں کوئی غیرت ہے؟ اس سے کوئی مرد باتیں کر رہا ہے۔ وہ مکان کی چھت پر چڑھا، جھانک کر دیکھا تو وہ شخص ان کی بھابھی کے ساتھ بستر پر تھا اور وہ مرغی کے پر نوچ رہی تھی۔ وہ شخص کہہ رہا تھا: ”اواشعث جسے اسلام نے مجھ سے زیادہ عزت دی، میں پوری رات اس کی بیوی کے ساتھ تنہا رہتا ہوں“۔ (اشعار)

فرماتے ہیں: تو وہ شخص اچھل کر ان کی طرف لپکا اور تلوار کا وار کر کے انہیں قتل کر دیا اور راستے میں ڈال دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واقعہ کی اطلاع ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جسے اس واقعہ کا علم ہے وہ کھڑا ہو جائے، پھر وہ قصہ ذکر کیا جو میں نے ذکر کیا، اگرچہ اس میں ان کے صحابی ہونے کی کوئی وضاحت نہیں، اس لئے کہ انصار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کوئی بھی غیر مسلم نہ تھا اس لیے یہ امر مشکل ہے کہ ایک شخص عہد فاروقی میں جنگ میں حصہ لے اور وہ عہد نبوی میں ممتاز نہ ہوا ہو، اگرچہ وہ مرد نہ ہو (بچہ ہی کیوں نہ ہو)۔

اس قصہ کی ایک اور سند بھی ہے جسے ابن مندہ نے ابو بکر ہذلی سے بحوالہ عبدالملک بن یعلی اللیشی نقل کیا ہے کہ بکر بن شداد لیشی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک یہودی کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو گھر سے نکل کر مسجد کے منبر پر چڑھ کر فرمایا: جس آدمی کو اس قتل کا علم ہے میں اسے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں وہ مجھے بتادے، تو بکر بن شداد کھڑے ہو کر کہنے لگے: میں نے اسے قتل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! (یہ کیسے) بکر بولے۔ فلاں شخص جہاد پر گیا ہے اور مجھے اپنے گھرانے کا ذمہ دار بنا گیا تھا۔ میں اس کے دروازے کے پاس آیا تو اس یہودی کو یہ اشعار کہتے سنا۔ واشعث عزہ الاسلام منی... اشعار۔ راوی کا بیان ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی اور یہودی کا خون باطل قرار دے دیا۔

تاریخ خلیفہ (۱۱۶)

المعجم الكبير (الحديث: ۶۵۰/۱)

۲۰۷ اشیم* (بروزن احمد الضبابي) (ضاد کے زیر سے جس کے بعد با اور الف کے بعد دوسری با ہے)

وہ نبی ﷺ کے عہد میں قتل ہو گئے تھے تو آپ ﷺ نے ضحاک بن سفیان کو حکم دیا کہ ان کی بیوی کو ان کی دیت میں سے میراث دینا۔* اہل سنن نے اسے ضحاک کی حدیث سے نقل کیا ہے اور ابو یعلیٰ نے اسے امام مالک رحمہ اللہ کی سند سے بحوالہ زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: اشیم غلطی سے قتل ہو گئے۔ جبکہ یہ روایت موطا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بغیر زہری سے منقول ہے۔ دارقطنی نے غرائب میں کہا ہے یہی سند محفوظ ہے۔

اور اسی طرح ابو یعلیٰ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ضحاک بن سفیان کو لکھا کہ اشیم کی بیوی کو خاوند کی دیت کا وارث بناؤ۔* اور اس روایت کو ابن شاہین نے ابن اسحاق کی سند سے یوں نقل کیا ہے: مجھ سے زہری نے یوں کہہ کر بیان کیا کہ مجھے مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بتایا گیا، فرمایا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اشیم کا قصہ بیان کیا، فرمایا: میرے پاس ایسے شخص کو لاؤ جسے میں پہچانتا ہوں۔ (فرماتے ہیں:) میں نے زمانہ حج میں لوگوں کو تلاش کرنا شروع کیا تو ایک شخص آئے جنہیں زرارہ بن جزی کہا جاتا تھا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ نبی ﷺ کے حوالہ سے بیان کیا۔

۲۰۸ الاشیم

غیر منسوب، ابن اسحاق نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جن کے مابین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وادی قری تقسیم کی تھی۔ عبد اللہ بن ابی بکر کے حوالہ سے عبد اللہ بن مکلف حارثی سے نقل کیا ہے، فرمایا: جن لوگوں میں یہ وادی تقسیم ہوئی وہ یہ ہیں: عثمان، عامر بن ربیعہ، عمر بن سراقہ، الاشیم اور عبد اللہ بن ارقم وغیرہ۔ اسے عمر بن شبہ نے ابن اسحاق کی سند سے ”اخبار مدینہ“ میں نقل کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد صاد ہے

۲۰۹ اصبع بن غیاث* (غین اور ثا سے)

بعض نے عین اور آخر میں ب بھی ذکر کی ہے۔ ابن مندہ نے جابر جعفی کی سند سے (جو ایک ضعیف راوی ہے) شعبی کے حوالہ سے اصبع بن غیاث سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے امت محمد (ﷺ)! تم میں دو باتیں ایسی ہیں جو تم سے پہلی امتوں میں نہیں“۔* (الحديث)

* اسد الغابۃ (ت ۱۸۶) الاستیعاب (ت ۱۴۴)

* ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی المرأة ترث من ذیة زوجها (الحديث ۲۹۲۷)

ترمذی کتاب الفرائض باب ما جاء فی میراث المرأة من ذیة زوجها (الحديث ۲۱۱۰)

ابن ماجہ فی کتاب الدیات باب المیراث من الذیة (الحديث ۲۶۴۲)

* حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۸۷) تجرید اسماء الصحابة (۲۴/۱)

* کنز العمال (الحديث ۵۸۳۹)

۲۱۰ اصم الشقري

اسامہ بن اخدری میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۱۱ اصم

انہیں اصم یا اصیرم بن ثابت کہا جاتا ہے، ان کا نام عمرو ہے ان شاء اللہ عین میں آئے گا۔

۲۱۲ الاصم العامري

ثم البرکائی ابن شاپین نے علی بن محمد مدائنی کی سند سے ابو معشر، وہ یزید بن رومان، وہ خلاد بن عبیدہ وہ علی بن زید وہ حسن وہ اسد بن قاسم وہ سدی، وہ ابو مالک اور وہ مدائنی کے رجال سے نقل کرتے ہیں، اُن سب نے فرمایا: بنی البکاء سے معاویہ بن ثور بن عبادہ، ان کے بیٹے بشر بن معاویہ، فجیع بن عبد اللہ بن جندع بن البکاء اور اصم بن البکاء کے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، معاویہ بن ثور ان کے سردار تھے اس وقت ان کی عمر سو سال تھی یہ سب لوگ اسلام قبول کر کے کچھ روز مہمانانِ رسول ﷺ رہے جب جانے کے لیے ان کی سواریاں نمودار ہوئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو الوداع کہا۔ اس موقع پر حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: میں آپ کے مس (چھونے) کی برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، میری عمر بہت ہو گئی ہے میرا بیٹا بشر ابھی پرورش پا رہا ہے آپ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا انہیں خاکستری رنگ کے نیزے عطا کیے اور ان کے لئے برکت کی دعا کی (جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ) بنی البکاء میں جب قحط آتا تو آل معاویہ محفوظ رہتے اور فجیع کے لیے امان نامہ لکھوا دیا پھر یہ لوگ واپس آ گئے۔

ابن سعد نے یہ قصہ واقدی سے ان کی سند سے ایسے ہی مفہوم میں ذکر کیا ہے اور مذکور اصم کا نام عبد عمرو بتایا۔

۲۱۳ اصید بروزن احمد

ابن سلمہ سلمی، ابو موسیٰ نے سعید بن عبید اللہ بن الولید الوصافی کی سند سے وہ اپنے والد سے، جو ضعیف راوی ہیں، وہ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم بھیجی تو وہ لوگ بنی سلیم کا ایک شخص گرفتار کر لائے جس کا نام اصید بن سلمہ تھا۔ آپ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو اس پر ترس کھا کر اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کا بوڑھا پھوس والد تھا جب اسے پتہ چلا تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر روانہ کیے:

من راكب نحو المدينة سالما حتى يبلغ ما اقول الاصيدا
اتركت دين ابيك والشم العلي او دوا و تابعت الغداة محمدا

اسد الغابة (ت ۱۸۹) الاستيعاب (ت ۱۵۳) تجريد اسماء الصحابة (۲۴/۱)

تجريد (۲۴/۱)

الثقات (۶۶)

اسد الغابة (۱۹۱)

”کیا مدینہ سلامتی سے جانے والا کوئی سوار ہے جو اصید تک میری باتیں پہنچا دے، وہ باتیں یہ ہیں: کیا تو نے اپنے باپ اور اونچے سرداروں کا دین چھوڑ دیا جنہوں نے خون بہائے اور جا کے محمد (ﷺ) کی پیروی اختیار کر لی۔“

جب انہوں نے والد کا خط پڑھا تو رسول اللہ ﷺ سے جواب دینے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے جواب دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ انہوں نے ان کی طرف یوں لکھا:

”جس ذات نے قدرت سے آسمان بنایا، اپنی بادشاہت میں بلند شان اور تنہا ہو گیا، اس نے ایسا (رسول) بھیجا کہ سابقہ لوگوں میں اس جیسا کوئی نہیں، وہ اپنی اس رحمت کی طرف بلاتا ہے جو نبی محمد ﷺ پر ہے۔“

جب انہوں نے اپنے بیٹے کا خط پڑھا تو نبی ﷺ کا رخ کیا اور اسلام لے آئے۔ *

۲۱۴ (ز) اصید بن سلمہ بن قریظ

بن عبید بن ابی بکر بن عبد اللہ بن کلاب الکلابی۔ واقدی نے اور طبری نے کہا: وہ اسلام لائے اور نبی ﷺ نے انہیں ضحاک بن سفیان کلابی کے ساتھ ایک لشکر میں ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ جب دونوں لشکر صف بستہ ہوئے تو اصید نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اصید نے حملہ کر کے ان کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ سلمہ زمین پر گرے اور اپنے نیزے کی ٹیک لگالی۔ اصید (وار کر سکتے تھے لیکن) ادب کی وجہ سے باز رہے (وہ باپ بیٹا اسی منظر میں تھے کہ) اتنے میں مسلمان ان سے آئے اور سلمہ کو قتل کر دیا۔ یہ ۹ھ ربیع الاول کا واقعہ ہے۔ ابن فتحون نے اس کا استدراک کیا ہے اور ابن شاہین نے اسے محمد بن ابراہیم سے محمد بن یزید کے حوالہ سے ان کے رجال سے نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے پہلے والی شخصیت سے رلا ملا دیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جدا جدا ہیں۔

۲۱۵ اَصِيل * لام اور تصغیر سے

ابن سفیان، بعض نے ابن عبد اللہ الہذلی اور بعض نے غفاری اور کسی نے خزاعی کہا ہے۔ خطاب نے ”غریب الحدیث“ میں ابراہیم بن محمد بن عبد العزیز وہ اپنے والد کی سند سے زہری سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ ازواج النبی ﷺ پر پردہ فرض ہونے سے پہلے اَصِيل غفاری مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: مکہ کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ”جبکہ اس کے گرد و نواح شاداب، اس کے نالے سفید اور اس کی گھاس پھلدار اور اس کے سلم درخت پھیل گئے ہیں۔“ (الحديث) اسی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اَصِيل بس کرو، ہمیں غمگین نہ کرو۔“ *

ابوموسیٰ نے ذیل میں اسے دوسری طرح احمد بن بکار بن ابی میمونہ کی سند سے عبد اللہ بن سعید کے حوالہ سے محمد بن عبد الرحمن

* اسد الغابۃ (۱۱۹/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۹۲) الاستیعاب (ت ۱۳۹) تجرید (۲۴/۱)

* کنز العمال (الحديث ۳۴۷۰۲) کشف الخفاء (۴۱۴/۱)

قرشی کے ذریعہ سے بدع سے نقل کیا ہے انہیں ابن سدرہ ہلمی بھی کہا جاتا ہے، فرمایا: اصیل ہذلی آئے، پھر مختصراً ایسا ہی مفہوم ذکر کیا۔ اس میں ہے: تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اصیل تمہارا ناس ہو! دلوں کو ایک جگہ جمنے دو“۔ جاہظ نے اسے کتاب البیان میں نقل کیا ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اصیل! تم نے مکہ کو کس حال میں چھوڑا؟“۔

یشکری نساب کی کتاب میں ہے جب خنابہ بن غفار کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا وہ اصیل بن سفیان کا قبیلہ ہے جس سے نبی ﷺ نے مکہ سے متعلق پوچھا تھا۔

باب الالف جس کے بعد ضاد ہے

۲۱۶ الاصطبات بن جنی

حسین بن رعل الاکبر بھی کہا گیا ہے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے عبدالمہسن بن اصبط بن جنی کی سند سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے“۔ اور ابن مندہ نے اسمعیل بن ابراہیم بن ابی نہشل کی سند سے محمد بن مروان عقیلی کے حوالہ سے عبد اللہ بن یحییٰ بن حارثہ بن اصبط سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر یہی لفظ ذکر کیے بظاہر جدہ کی ضمیر یحییٰ کی جانب لوٹ رہی ہے۔

۲۱۷ الاصطبات السلمی

ابو نعیم نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے، بظاہر میرے نزدیک دونوں ایک ہیں۔ ابن مندہ نے اس کے علاوہ ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ ابو نعیم اور انہوں نے سہل بن صقیر کی سند سے مکرم بن عبدالعزیز سلمیٰ کے حوالہ سے وہ عبدالرحمن بن حارثہ بن اصبط سلمیٰ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: مجھ سے میرے دادا اصبط سلمیٰ نے بیان کیا اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی ہے“۔

باب الالف جس کے بعد عین ہے

۲۱۸ الاعرج

ان کا نام عبد اللہ بن اسحاق ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ آ رہا ہے۔

✽ مختصر تاریخ دمشق (۳۳۶/۳) ✽ اسد الغابۃ (ت ۱۹۳) تجرید (۲۴/۱) ✽ معرفة الصحابة (۲۱/۳)

✽ مسند احمد (الحديث ۱۸۵/۲، ۲۲۲) المعجم الكبير للطبرانی (الحديث ۴۴۹/۱۱) الكامل في الضعفاء لابن عدى (۹۱۸/۳، ۱۰۹۴)

✽ اسد الغابۃ (ت ۱۹۴) ✽ موارد الظمان للهيشمی (الحديث ۲۵۶۸) و الترغيب والترهيب (۱۸۳/۴) و اتحاف سادة المتقين (۴۰۱/۵)

۲۱۹) الاعرس بن عمرو اليشكري

ابن شاہین نے ابو غسان کی سند سے معتمر کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے کھمس کو ابوسنان الحنفی کے حوالہ سے روایت کرتے سنا، فرمایا: یہاں تک کہ بنی یشکر کے ایک قبیلہ نے نبی ﷺ کو اپنی زکوٰۃ ادا کی، اتنے میں اعرس بن عمرو آئے، آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام؟ عرض کیا: میں اعرس بن عمرو ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں تم عبد اللہ ہو“۔ ابن مندہ نے اس روایت کو تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ نیز عبد الرحمن بن عمرو بن جبلة (جو ایک متروک راوی ہیں) کی سند سے بحوالہ عبد اللہ بن یزید بن الاعرس سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس ایک ہدیہ لے کر آیا تو آپ ﷺ نے قبول فرما کر ہماری چراگا ہوں کے لیے دعا فرمائی۔ ابن مندہ نے کہا: اس میں ابن جبلة منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے اس نام کو ابن شاہین کی کتاب میں اعوس واؤ سے لکھا پایا۔

۲۲۰) الاعشی المازنی

انہیں حرمازی بھی کہا جاتا ہے۔ مازن اور حرماز بنی تمیم کے دو بھائی ہیں۔ ان کا نام عبد اللہ بن اعور، بعض نے کچھ اور کہا ہے، ان کی (روایت کردہ) حدیث کا مدار ابو مسعر البراء پر ہے جو وہ صدقہ بن طیلہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھ سے میرے والد اور بھائی نے بنی مازن سے روایت کر کے بیان کیا، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا..... پھر وہ روایت ذکر کی۔ اسے امام احمد، ابن ابی خيثمه، ابن شاہین وغیرہ نے اس سند سے اور دوسری سند سے نقل کیا ہے، عین میں ہم بھی ان شاء اللہ ذکر کریں گے۔

۲۲۱) الاعور بن بشامة

بن نضله بن سنان بن جندب بن حارث بن جھمہ بن عدی بن جندب بن العنبر بن عمرو بن تمیم۔ ابن الکلبی نے کہا: ان کا نام ناشب اور لقب اعور ہے اور ابن عبدان نے ”صحابہ“ میں کہا ہے: ہمیں سے محمد بن محمد بن مرزوق نے بحوالہ سالم بن عدی بن سعید العنبری نے بکر بن مرداس سے انہوں نے اعور بن بشامة، وردان بن مخرم اور ابن ربیعہ بن رفیع عنبریوں سے نقل کیا ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ اپنے حجرے میں محو خواب تھے کہ اچانک عیینہ بن حصن، بنی العنبر کے قیدی لائے، تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیسے قیدی بنالیے گئے جبکہ ہم مسلمان ہو کر آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قسم کھاؤ کہ تم مسلمان ہو کر آئے ہو“۔ فرمایا: میں وردان اور خلف بن ربیعہ تھے۔ (الحدیث) اس سند میں غیر معروف راوی ہے۔

اسد الغابہ (ت ۱۹۵) تجرید (۲۴/۱)

مجمع الزوائد (۵۷/۸) الطبقات الکبریٰ (۱۴۲/۱) (۱۴۲/۲)

جامع المسانید والسنن (۳۶۴/۱)

اسد الغابہ (ت ۱۹۶) الاستیعاب (ت ۱۵۹) تجرید (۲۴/۱)

مسند احمد (۲۰۲/۲)

اسد الغابہ (ت ۱۹۷) تجرید (۲۴/۱)

کنز العمال الحدیث (۱۱۶۱۳)

ابن شاپین نے کہا: ہم سے احمد بن عبد اللہ بن نصر قاضی نے عباس بن صالح بن مساور سے، وہ محمد بن سلیمان سے وہ علی بن غراب فزاری سے، وہ ابو بکر مکی سے، وہ عمر بن محمد سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ بنی العنبر سے اپنی قوم کے کچھ قتل ہو گئے تو یہ لوگ وہاں سے کوچ کر کے اپنے ماموؤں خزاعہ کے پاس ٹھہر گئے۔ اسی عرصہ میں آپ علیہ السلام نے خزاعہ کی طرف زکوٰۃ وصول کنندہ بھیجا۔ تو اس نے ان سے زکوٰۃ کا مال جمع کیا، پھر بنی العنبر سے زکوٰۃ وصول کی۔ بنو العنبر نے جب دیکھا کہ زکوٰۃ لینے والے نے زکوٰۃ اکٹھی کر لی ہے تو انہوں نے حملہ کر کے ساری زکوٰۃ چھین چھان لی۔

زکوٰۃ وصول کنندہ نبی ﷺ کے پاس آیا، عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بنو العنبر نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے، آپ نے عیینہ بن حصن کو ایک سو ستر آدمیوں کی نفری میں ان کی طرف روانہ فرمایا، انہوں نے لوگوں کو جمع پایا، عیینہ نے نو مرد اور گیارہ عورتیں دھڑ لیں، جن میں بچے بھی تھے۔ بنی العنبر کو اس کی خبر ہوئی، تو ان کے ستر آدمی رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوئے جن میں اقرع بن حابس، اعمور بن بشارہ غزیری (جو سب سے صغیر سن تھے) شامل تھے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو عورتیں اور بچے انہیں دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے۔ سب رسول اللہ ﷺ کے حجرے پر لپک پڑے آپ قیلولہ میں تھے، چیخ کر بولے: اے محمد! ہماری عورتیں کس بنا پر قیدی بنائی جا رہی ہیں جبکہ ہم نے آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کی؟ آپ ﷺ باہر تشریف لائے، فرمایا: ”(یوں معاملہ حل نہیں ہوگا) اپنے اور میرے درمیان ایک فیصل مقرر کرو“۔ عرض کرنے لگے: اعمور بن بشارہ۔ (چونکہ وہ کم سن تھے اس لئے) آپ ﷺ فرمایا: نہیں تمہارا سردار ابن عمرو ہے۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا: اعمور بن بشارہ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہی کو فیصل بنایا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ آدھوں کا فدیہ دیا جائے اور آدھے آزاد کیے جائیں۔

۲۲۲) اعین بن ضبیعة

بن ناجیہ بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم تمیمی حنظلی داری، فرزدق کے دادا صعصعہ بن ناجیہ کے بھتیجے، استیعاب کے مصنف نے ان کا ذکر کیا ہے اور کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جس سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلے۔ وہ فرزدق کی اہلیہ نوار کے والد ہیں۔ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے انہیں نے اس اونٹ کی ٹانگیں کاٹی تھیں جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں۔ کہا جاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بددعا دی تھی کہ ”دھوکے سے قتل ہو!“ چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس وقت بصرہ بھیجا جب عبد اللہ بن حضرمی کا وہاں غلبہ ہو گیا تو وہاں کسی نے دھوکے سے انہیں ۳۸ھ میں قتل کر دیا۔

باب الالف جس کے بعد غین ہے

۲۲۳) الاغر بن یسار

المزنی، الجھنی بھی کہا جاتا ہے، مہاجر صحابی ہیں۔ امام مسلم، احمد، ابوداؤد اور نسائی رحمہم نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ کی سند سے

اسد الغابۃ (ت ۱۹۸) الاستیعاب (ت ۱۵۴)

اسد الغابۃ (ت ۲۰۰) الاستیعاب (ت ۶۵)

غرمزنی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”لوگو! اللہ کے حضور (رجوع کرو) توبہ استغفار کرو میں رات دن اس سو بار اس سے استغفار کرتا ہوں۔“ اور اغرمزنی سے مسلم و احمد کی روایت میں ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور بغوی کی حمید بن ہلال کے حوالہ سے ابو بردہ کی روایت میں ہے، فرمایا: میں ایک مہاجر صحابی کے پاس گیا مجھے ان کی تواضع بے حد اچھی لگی۔

ابونعیم نے کہا: نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اغرم سے روایت ہے۔ وہ مزینہ کے آدمی ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے کچھ پیانے کھجور بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے ذمہ قرض تھے۔ پھر بیع سلم میں حدیث ذکر کی۔ بغوی نے اغرمزنی کے ملاحظات میں یہ روایت نقل کی ہے اور ہم نے اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ کی ”الادب المفرد“ میں سنا ہے اس میں ہے ان کے کچھ پیانے بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے ذمہ قرض تھے فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے میرے ساتھ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا، پھر سلم کا قصہ ذکر کیا۔ پھر ابونعیم نے معاویہ رضی اللہ عنہ بن قرہ کی اغرمزنی کے حوالہ سے وتر کے بارے میں، خالد بن بکریمہ کی سند سے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث نقل کی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! وتر پڑھے بغیر صبح ہو گئی ہے (اب کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وتر کا وقت تو رات ہے“۔ ابونعیم نے کہا: بعض لوگوں (مراد ابن مندہ) نے وتر کی حدیث والے شخص اور ان سے پہلے والے میں فرق کیا ہے جبکہ وہ ایک ہے، اسی طرح ابن عبدالبر نے اس بات پر اعتماد کیا ہے کہ مزنی اور جہنی ایک شخصیت ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: کہا جاتا ہے کہ سلیمان بن یسار نے اغرمزنی سے روایت کی ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ اور ابن الاثیر نے مزنی اور جہنی میں فرق کی طرف میلان کیا ہے یہ کچھ نہیں۔ کیونکہ حدیث کا مخرج ایک شخص ہے۔ بخاری نے اس کی علت واضح کر دی وہ یہ کہ مسعر جہنی کہنے میں منفرد ہیں اس لئے اشکال زائل ہوا۔

۲۲۲ الاغرم (ایک اور) بغیر نسبت

بعض نے انہیں غفاری کہا ہے، امام احمد اور نسائی نے ثوری کی سند سے عبدالملک بن عمیر کے حوالہ سے شیب بن ابی روح سے وہ کسی صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فجر کی نماز پڑھائی تو اس میں سورہ روم کی تلاوت کی۔ (الحديث) اسے طبرانی نے بکر بن خلف کی سند سے مؤمل بن اسمعیل سے وہ شعبہ سے وہ عبدالملک سے وہ شیب سے وہ اغرم صحابی سے نقل کرتے ہیں لیکن طبرانی نے ان کی حدیث اغرمزنی کی حدیث میں شامل کر دی ابونعیم نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔

مسلم کتاب الدعوات والذکر باب استحباب الاستغفار والاستکثار منه (الحديث ۶۷۹۹)

ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة باب فی فرض الجمعة (الحديث ۱۰۸۱) مسند احمد (الحديث ۲۱۱/۴)

طبرانی المعجم الكبير (۳۰۱/۱، ۳۰۲) الطبقات الكبرى (۳۲/۶) فتح الباری (۱۰۱/۱۱)

الادب المفرد (۴۳/۲/۱)

المعجم الكبير (۳۰۱، ۳۰۰/۱) جامع المسانيد والسنن (۳۷۱/۱)

مصنف عبدالرزاق (حديث ۴۶۰۷) السنن الكبرى للبيهقي (حديث ۴۷۹/۲) المعجم الكبير (۳۰۳، ۳۰۲/۱)

کنز العمال (حديث ۲۱۹۰۱) المطالب العالی لابن حجر (حديث ۵۶۷)

مسند احمد (حديث ۳۶۲/۲)

المعجم الكبير (حديث ۳۰۱/۱)

دونوں میں فرق کرنے والے بغوی بھی ہیں چنانچہ انہوں نے ان کی حدیث، زیاد بن یحییٰ، وہ مؤمل سے ان کی سند سے نقل کرتے ہیں اس میں ہے اغر بنی غفار کے ایک شخص سے مروی ہے۔ بزار نے اس روایت کو اپنی مسند میں زیاد بن یحییٰ سے اسی سند سے نقل کیا ہے۔ تو انہوں نے الاغر المزنی لکھ دیا جو غلط ہے۔ واللہ اعلم

۲۲۵) الاغلب بن چشم

بن عمرو بن عبیدہ بن حارثہ بن دلف بن چشم بن قیس بن سعد بن عجل العجلی مشہور راجز ہیں۔ ابن قتیبة * نے کہا کہ ”انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لائے ہجرت کی۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عراق جانے والوں میں چلے گئے۔ کوفہ ٹھہرے اور جنگ نہاوند میں شہید ہوئے۔“ ابن الاثیر * نے ان کا استدراک کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا یہ کہنا کہ ”ہجرت کی“ اس میں یہ وضاحت نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی ہو۔ لہذا یہ احتمال ہے کہ ابن قتیبة کی ”ہجرت“ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کی ہجرت مدینہ مراد ہے۔ اسی بنا پر کسی نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر نہیں کیا۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں کہا ہے وہ مختصری ہیں۔

ابوالفرج اصبہانی * نے شعری تک کی اپنی سند میں کہا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ تحریر بھیجی جب وہ کوفہ کے گورز تھے: ”تمہارے ہاں کے شعراء نے جو کچھ اسلام میں اشعار کہے ہیں وہ لکھوالو“۔ فرماتے ہیں: لبید گئے اور انہوں نے ایک تحریر میں سورۃ البقرۃ لکھ دی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام میں شعر کے بدلہ یہ عطا کر دی ہے اور جب اغلب مغیرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو کہا: آپ رجز یہ اشعار چاہتے ہیں یا قصیدے کی طلب ہے، یقیناً آپ نے معمولی موجود چیز کا مطالبہ کیا ہے:

ارجزا ترید ام قصیدا لقد طلبت ہینا موجودا

یہ لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ ادھر سے آپ نے جواب بھیجا کہ اغلب کے وظیفہ سے پانچ سو کم کر کے لبید کے وظیفہ میں اضافہ کر دو۔

اسے ابن درید نے ”الاخبار المنثورة“ میں ریاشی سے بحوالہ عبدالوارث وہ ابو عمرو بن العلاء سے اسی مفہوم میں نقل کرتے ہیں۔ مرزبانی نے ان کے یہ اشعار پڑھے:

نشے چھاتے اور چھٹتے رہتے ہیں تم جاتی ہو آتی نہیں ہو
اور ان کا یہ شعر:

المراء تواق الی ما لم یئل والموت یتلوہ ویلہیہ الامل

میسر ہونہ جو انسان اس کا آرزو مند رہتا ہے
لگی ہے موت پیچھے، غافل اسے ارمان بناتا ہے

اور ابوالفرج نے ان کا وہ قصیدہ پڑھا جس میں انہوں نے سجاح کی ہجو کی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی تھی۔

باب الالف جس کے بعد فاء ہے

۲۲۶ (۲۲۶) الْاَفْطَسُ

ابو عمرؒ نے کہا: ایک صحابی شخص ہیں۔ طبرانی نے مسند شامیین میں ابن ابی عاصم نے ”الاحاد والمثنائی“ میں اور ابن مندہ نے بقیہ کی سند، ابراہیم بن ابی عبلہ کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے ایک صحابی رسول ﷺ دیکھے جنہیں افسس کہا جاتا تھا، انہوں نے اون ریشم کا بنا لباس پہن رکھا تھا۔

۲۲۷ (۲۲۷) الْاَفْلَحُ

ابو القعیس کے بھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا، ابن مندہ نے کہا: ان کا شمار بنی سلیم میں ہوتا ہے۔ ابو عمر نے کہا: کہا جاتا ہے یہ اشعری ہیں۔ ہم نے زید بن ابی ایسہ کی حدیث میں، جو اسماعیلی کی تخریج، عراق کی سند سے عروہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں، روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: ”الفلح بن ابی قعیس مخزومی ہمارے گھر آئے تو میں نے ان سے پردہ کر لیا۔ پھر راوی نے وہ حدیث ذکر کی۔ اس کی اصل مسلم میں ہے۔

صحیحین میں اس کے ذکر کا ثبوت ہے۔ نیز ان دونوں کے علاوہ امام مالک کی زہری سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ سند میں ہے، فرمایا کہ ابو قعیس کے بھائی افلح نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گھر آنے کی اجازت طلب کی، وہ ان کے رضاعی چچا تھے، یہ واقعہ حکم حجاب کے بعد کا ہے۔ اکثر روایات میں اسی طرح آتا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ہے: افلح بن ابی قعیس، اسی طرح بغوی کے ہاں دوسرے طریق سے لکھا ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں افلح بن قعیس ہے یہ زیادہ بہتر ہے نیز ان کے ہاں عطاء عن عروہ عن عائشہ کی سند سے ہے: میرے (رضاعی) چچا ابو الجعد نے مجھ سے (گھر آنے کی اجازت) چاہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ افلح کی کنیت ہے۔ انہی کی ایک روایت میں ہے، ان سے ابو القعیس نے اجازت طلب کی، یہ کسی راوی کا وہم ہے۔ وہ ابو معاویہ ہیں جو ہشام سے اسے روایت کرنے والے ہیں۔ حماد بن زید نے ہشام سے روایت میں ان کی مخالفت کی۔ ابو معاویہ کی نسبت حماد بن زید ہشام کی حدیث کے زیادہ حافظ ہیں۔ انہوں نے تو ”ابو قعیس کے بھائی“ کہا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں جو روایت دوسری سند سے نقل کی ہے، وہ ابو معاویہ کے موافق ہے جو یوں ہے: ہم سے ابراہیم نے

اسد الغابۃ (ت ۲۰۳) الاستیعاب (ت ۱۴۷)

الاستیعاب (۱/۲۲۵)

الاحاد والمثنائی (۵/۱۹۰)

اسد الغابۃ (ت ۲۰۳)

اسد الغابۃ (ت ۲۰۴) الاستیعاب (ت ۶۸)

بخاری، کتاب النکاح، باب لبن الفحل (حدیث ۵۱۰۳) مسلم کتاب الرضاع باب تحریم الرضاۃ من ماء الفحل (حدیث ۳۵۵۶)

(وہ ابن ہاشم ہیں) ان سے ہد بہ نے ان سے محمد بن بکر نے ان سے عباد بن منصور نے وہ قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم سے ابو القعیس نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی۔ اس روایت میں اگرچہ نام کی غلطی ہے لیکن اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ جن صاحب کا یہ قصہ ہے وہ اتنا زندہ رہے کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر نے ان سے سنا۔ واللہ اعلم اور بغوی نے خلف ازدی کی سند سے حکم سے وہ عراق بن مالک سے وہ افرح بن ابی قعیس سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو آپ نے ان سے پردہ کر لیا۔ تو وہ بولے میں تو تمہارا چچا ہوں۔ (الحديث)

بغوی نے کہا: افرح سے یہ اسی طرح منقول ہے جبکہ اسے شعبہ نے حکم سے یوں روایت کیا ہے: عن عراك عن عروة

عن عائشة۔

۲۲۸ افلح

بعض لوگ کہتے ہیں: یہ ابو فکیہ کا نام ہے، ابو جعفر طبری نے ان کا یہ نام لیا ہے، کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔ کسی نے ان کا نام یسار بتایا ہے۔

۲۲۹ افلح (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام)

ابو عمر کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے غلاموں میں ان کا ذکر ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ان کی حدیث یوسف بن خالد سلم بن بشیر سے وہ حبیب کی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام افرح کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اپنے بعد اپنی امت کے بارے خواہشات کی گمراہی اور شہوات کی پیروی کا خدشہ ہے۔“ اور فرمایا: ”میں تیسری چیز بھول گیا ہوں۔“ حکیم ترمذی نے اپنے نوادرات میں اسی سند سے نقل کر کے تیسری چیز کا نام ”معرفت کے بعد غفلت“ لیا ہے، بہر کیف سارا مدار یوسف بن خالد سستی پر ہے جو متروک راوی ہے۔

۲۳۰ افلح (ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام)

ترمذی نے ابو حمزہ میمون کی سند سے ابوصالح عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارا ایک غلام دیکھا جس کا نام افرح تھا وہ سجدہ کرتے وقت پھونک مارتا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”افرح! اپنے چہرے کو مٹی پر لگاؤ۔“

بخاری مسلم حوالہ سابق، ابن ماجہ کتاب النکاح، باب لبن الفعل (حدیث ۱۹۴۸)

موطا مالک کتاب الرضاع باب رضاعة الصغير (حدیث ۱۲۷۹)

دارمی کتاب النکاح باب ما يحرم من الرضاع (حدیث ۱۵۶/۲)

اسد الغابة (ت ۲۰۵) الاستيعاب (ت ۶۷)

جمع الجوامع للسيوطی (حدیث ۷۶۱) كنز العمال (حدیث ۱۴۶۳۲) و (الحديث ۲۸۹۶۶) اتحاف السادة المتقين (۲۲۲/۱)

تهذيب تاريخ دمشق (۳۰/۱)

اسد الغابة (ت ۲۰۶)

ترمذی کتاب ابواب الصلاة باب ما جاء في كراهية النفخ في الصلاة (حدیث ۳۸۲، ۳۸۱)

غریب روایت ہے۔ بعض نے کہا: عن ابی حمزہ رباح اور میمون ابو حمزہ ضعیف ہیں۔

میں کہتا ہوں: طلق بن غنم نے سعید بن ابی عثمان وراق سے بحوالہ ابوصالح اس روایت کو نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ اور نسائی نے کریب کی سند سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کا مفہوم روایت کیا ہے جس میں انہوں نے کہا: آپ نے ہمارا ایک غلام دیکھا جسے رباح کہتے تھے، لہذا تعدد کا احتمال ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد قاف ہے

۲۳۱) الاقرع بن حابس

بن عقال بن محمد بن سفیان تمیمی مجاشعی دارمی ان کا باقی نسب اعمین کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ہے: یہ نبی ﷺ کے پاس آئے، فتح مکہ، حنین اور طائف میں شریک رہے، یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کی تالیف قلب کی گئی۔ ان کا اسلام لانا بھی اچھا تھا۔ زبیر نے نسب میں کہا: اقرع جاہلیت میں فیصل تھے، انہی کے بارے میں جریر یا کوئی اور کہتا ہے جب وہ خود اور فرافصہ یا خالد بن ارطاة ان سے فیصلہ کرانے آئے:

یا اقرع ابن حابس یا اقرع ان تصرع اليوم اخاك تصرع
”اے اقرع ابن حابس! اے اقرع! اگر آج تم نے اپنے بھائی کو پچھاڑ دیا تو کچھڑ جاؤ گے۔“

ابن جریر، ابن ابی عاصم اور بغوی نے وہیب کی سند سے موسیٰ بن عقبہ کے حوالہ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کے ذریعہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو حجروں سے باہر کھڑے ہو کر بلایا: اے محمد! تو آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے پھر کہا: اے محمد! اللہ کی قسم میری تعریف اچھی اور میری مذمت بری ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اللہ (کا کام) ہے۔“

ابن مندہ نے کہا: ابوسلمہ سے روایت کی جاتی ہے کہ اقرع بن حابس نے پکارا پھر اس روایت کو مرسل ذکر کیا، وہی صحیح ہے، اسی طرح اسے رویانی نے عمر بن ابی سلمہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: اقرع نے پکارا پھر اس روایت کو مرسل ذکر کیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اسے دو طرح ذکر کیا ہے، ابن جریر کی روایت میں ابوسلمہ کے اقرع سے سماع کی صراحت ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے وہ ان سے متاخر ہیں۔ صحیحین میں زہری کی سند بحوالہ ابوسلمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہے۔ فرمایا: اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے ہیں۔ (الحديث) انہی دونوں میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن کا تھوڑا سا سونا نبی ﷺ کے پاس بھیجا۔ تو آپ ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، ان

اسد الغابۃ (ت ۲۰۸) الاستیعاب (ت ۶۹)

مسند احمد (حدیث ۴۸۸/۳) المعجم الكبير (حدیث ۸۷۸/۱) مجمع الزوائد (حدیث ۱۰۸/۷)

بخاری (حدیث ۵۹۹۷) الادب المفرد (۹۱) مسلم (حدیث ۵۹۸۲) ابوداؤد (حدیث ۵۲۱۸) ترمذی (حدیث ۱۹۱۱)

ابن حبان (حدیث ۴۵۷) مجمع الزوائد (۱۸۷/۸)

میں سے ایک اقرع بن حابس تھے۔

بخاری* میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرمایا: بنی تمیم کا ایک قافلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اقرع کو امیر بنادیتجئے۔ (الحديث)

ابن شاہین نے مدائنی کی سند سے ان کے راویوں کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ جب عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے بنی عنبر کے لوگ گرفتار کیے تو ان کا وفد آیا پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ اقرع بن حابس نے رسول اللہ ﷺ سے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی اور قیدیوں کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں تھے اس پر عیینہ بن حصن ان سے جھگڑ پڑے۔ اسی کے متعلق فرزدق اپنے چچا اقرع پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

و عند رسول الله قام ابن حابس
له اطلق الاسرى التي في قيودها
بنخطة اسوار الى المجد حازم
مغللة اعناقها في الشكائم

رسول اللہ ﷺ کے پاس ابن حابس ہوشیاری سے بزرگی کی فصیلوں کی بنیاد لے کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے ان کی خاطر وہ قیدی رہا کر دیئے جن کی گردنیں بیڑیوں سے ایسے جھکی تھیں جیسا کہ انہیں لگا میں پڑی ہیں۔

بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ صغیر میں اور یعقوب بن سفیان نے صحیح اسناد سے محمد بن سیرین کی سند سے عبیدہ بن عمرو سلمانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عیینہ اور اقرع نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے قطعہ ارضی مانگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم دونوں کو اسلام کی محبت دلانے کے لیے ایسا کرتے تھے، سواب تم دونوں اپنی محنت سے کام لو اور تحریر پھاڑ دی۔ علی بن مدائنی نے علل میں کہا ہے: یہ روایت منقطع ہے اس واسطے کہ عبیدہ قصہ کے وقت موجود نہ تھے اور نہ یہ روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس سے اچھی سند سے روایت نہیں کی جاتی۔

سیف بن عمر نے فتوح میں اسے طوالت و اضافے سے روایت کیا ہے۔ یہ دونوں حضرات جنگ یمامہ وغیرہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ موجود تھے پھر اقرع تو شرمیل بن حسنہ کے ساتھ دومۃ الجندل میں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل عراق سے جنگ اور فتح انبار میں شریک رہے۔

ابن درید نے کہا: اقرع بن حابس کا نام فراس ہے انہیں اقرع اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کے سر میں گنجا پن تھا۔ وہ جاہلیت و اسلام میں صاحب شرافت انسان تھے۔ عبد اللہ بن عامر نے خراسان کی طرف جو لشکر روانہ کیا انہیں اس کا امیر مقرر کیا۔ تو بمقام جوزجان انہیں اور لشکر کو نقصان پہنچا۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ اسلام سے پہلے مجوسی تھے۔ اور میں نے رضی شاطبی کی تحریر پڑھی ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ جنگ یرموک میں اپنے دس بیٹوں میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔

۲۳۲) الاقرع بن سفي العكي

نبی ﷺ نے ان کی بیماری میں ان کی عیادت کی، ان سے لفاف بن کرز کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی، ابو عمر نے اسی طرح لکھا ہے۔ رشاحی نے کہا: ان کے ہاں لفاف بن کرز (را اورزا سے) لکھا ہے، درست ابن کدن ہے (دال مفتوح اور اس کے بعد نون) اور جس حدیث کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اسے ابن السکن اور ابن مندہ نے محمد بن فہر بن جمیل بن ابی کریم بن لفاف کی سند سے امیہ سے اور لفاف بن فضل بن ابی کریم سے وہ مفضل بن ابی کریم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا لفاف بن کدن سے وہ اقرع بن شفی عکی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میری بیماری میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں نے عرض کیا: میں نہیں سمجھتا کہ میں اپنی اس بیماری سے جانبر ہوسکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، تم ضرور زندہ رہو گے اور ارضِ شام کی جانب لازماً ہجرت کرو گے اور فلسطین کی سرزمین ربوہ میں تمہاری وفات و تدفین ہوگی۔ ابن السکن نے کہا: ہم اس سند کے کسی راوی کا حال نہیں جانتے۔

ابن مندہ نے کہا: اسے اسمعیل بن رشید نے ضمرہ بن ربیعہ کے حوالہ سے قادم بن میسور سے انہوں نے عک کے کسی آدمی سے وہ اقرع عکی سے اسی مفہوم میں نقل کرتے ہیں۔ ضمرہ نے کہا: ان اقرع کی وفات خلافت فاروقی میں ہوئی۔

میں کہتا ہوں: یہ دوسری سند ہے جس سے ابو عمر کے بھروسے کی تردید ہوتی ہے۔ ہشام بن عمار نے اسے اپنے فوائد میں مغیرہ بن مغیرہ سے بحوالہ یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی روایت کیا ہے۔ فرمایا: عک کے ایک شخص بیمار ہوئے، جنہیں اقرع کہا جاتا تھا۔ پھر اسی مفہوم کو ذکر کیا۔ اس کے آخر میں کہا: وہ رملہ میں دفن ہوئے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں اسی سند سے نقل کیا ہے تو یہ تیسری سند ہوئی۔

۲۳۳) الاقرع بن عبدالله الحمیری

رسول اللہ ﷺ نے انہی ذی مران اور ذی رود اور یمن کے ایک علاقہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اسی طرح ابو عمر نے مختصراً نقل کیا ہے۔ اسی بات کو سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے جو ضحاک بن یربوع سے وہ اپنے والد سے وہ ماہان سے وہ اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ اور طبری نے سیف سے نقل کیا کہ اسامہ جب نبی ﷺ کی وفات کے بعد لشکر لے کر متوجہ ہوئے تو آپ نے چند قاصد بھیجے جو آپ کے پاس مرتدین کی خبر لائے ان (قاصدوں) میں اقرع بن عبد اللہ اور جریر بن عبد اللہ بجلي شامل تھے، پھر پورا قصہ ذکر کیا۔

اسد الغابۃ (ت ۲۰۹) الاستیعاب (ت ۷۰)

الدر المنثور للسيوطی (حدیث ۱۰/۵) کنز العمال (حدیث ۳۵۴۳۵) جامع المسانید والسنن (۳۷۷/۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۱۰) الاستیعاب (ت ۷۱)

الاستیعاب (۱۹۴/۱)

۲۳۲ اقارع الغفاری

ابن مندہ نے کہا: ہمیں محمد بن احمد بن ابی سعد نے ابوعلی بن سعید کے حوالہ سے انہوں نے علی بن مسلم، انہوں نے ابوداؤد سے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے ابو حجاب سے وہ اقارع غفاری سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے وضو کردہ بچے (فالتو) پانی سے مرد کو وضو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ اس شخص کے علاوہ کسی نے ان کا نام لیا ہو۔ ہم نے ابوداؤد کی سند سے اسے نقل کیا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے، جس کا انہوں نے نام نہیں لیا۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث شعبہ کی سند سے عاصم، ابو حجاب، حکم بن عمرو غفاری کے حوالہ سے مشہور ہے، اسی طرح حفاظ نے ان سے روایت کی ہے۔ یعقوب بن سفیان نے ابن بشار سے ابوداؤد سے ان کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: حکم بن عمرو سے روایت ہے (اور وہ اقارع ہیں)۔ لہذا معلوم ہوا اقارع، حکم بن عمرو ہو، جس میں ابن مندہ کے زعم پر رد بھی ہے علی بن مسلم ان کا نام لینے میں منفرد ہے جبکہ شعبہ سے ان کے علاوہ لوگوں نے بھی ان کا نام لیا ہے۔

ابن شاہین نے کہا: احمد بن محمد بن عصمہ نے ان سے احمد بن عمر بن بسطام نے مرو میں فرمایا: ہمیں خلف بن عبد العزیز نے بتایا کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا کے حوالہ سے بتایا، انہوں نے شعبہ، انہوں نے عاصم سے انہوں نے ابو حجاب سے نقل کیا، فرمایا: ہم سے اقارع الغفاری نے بیان کیا پھر اسے ذکر کیا۔ ابن شاہین کہتے ہیں: میں اسے کسی راوی کا وہم سمجھتا ہوں، جس نے اس طرح کہہ دیا۔

۲۳۵ اقرم بن زید الخراعی

ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا ذکر آ رہا ہے جن کا نام عبد اللہ بن اقرم ہے۔

۲۳۶ الاقص بن سلمہ

اہل یمامہ میں ان کا شمار ہے اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان نے کہا: بعض لوگ ان کا نام اقص بن سلمہ حنفی بتاتے ہیں، بغوی نے کہا: ہمیں احمد بن اسحاق نے انہیں سلمان بن محمد نے، انہیں عمار بن عقبہ نے انہیں محمد بن جابر نے انہیں منہال بن عبید اللہ بن ضمیر بن ہوذہ نے بتایا کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اقص بن سلمہ وہ برتن لے کر آئے جو انہیں نبی ﷺ نے دے کر روانہ فرمایا تھا جس سے انہوں نے مسجد قرآن میں چھڑکاؤ کیا، عسکری نے اسی پر بھروسہ کر کے اقص کے حالات لکھ دیئے۔

ابن مندہ نے کہا ہے: صحیح یہ ہے کہ ان کا نام اقص ہے۔ پھر دوسری سند سے یہ حدیث محمد بن جابر کے حوالہ سے نقل کی وہ

اسد الغابۃ (ت ۲۱۱)

اخرجه ابوداؤد فی کتاب الطہارۃ باب النہی عن ذلک (حدیث ۸۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۱۳) الاستیعاب (ت ۱۴۶)

منحال بن عبد اللہ بن ضمیر بن ہوذہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اقصیٰ آئے۔
رشاطی نے ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ اقصیٰ بن سلمہ بن عبید بن عمرو بن عبد اللہ بن عبد العزیز بن حمیم بن حمیم کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے اور ان کا اسلام (مسلمانوں میں رہ کر) اچھا ہو گیا۔ آپ نے انہیں ان کی قوم کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے واپس بھیجا اور انہیں ایک آنخورے میں پانی دیا جس میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب ڈالا یا کلی کی تھی اور فرمایا: ”بنی حمیم کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اس مسجد میں چھڑکیں اور اپنے سر بلند رکھیں (کسی بت اور مخلوق کے سامنے نہ جھکائیں) جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند رکھا ہے۔“ * راوی کا بیان ہے کہ اسی کا اثر ہے کہ ان میں سے کوئی بھی مسلمانہ کا پیرو نہیں ہوا اور نہ ان میں سے کوئی خارجی ہوا۔

۲۳۷ الاقمر الوداعی *

علی اور کلثوم کے والد، بعض نے ان کا نام عمرو بن حارث بن معاویہ بن عمرو بن ربیعہ بن عبد اللہ بن وداعہ ہمدانی بتایا ہے۔ ابن شاپہ نے ان کا ذکر کر کے کہا: یہ تو تب ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ صحابی ہیں ورنہ حدیث مرسل ہے۔ پھر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بحوالہ علی بن اقر نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طاعون (سے مرنے والا) شہید (کا درجہ رکھتا) ہے۔“ * ابو موسیٰ نے ”ذیل“ میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۲۳۸ اکال بن النعمان الانصاری المازنی

وشیمہ نے جنگ یمامہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۹ اکبر الحارثی

نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے بشیر رکھا۔ ”ب“ میں آ رہا ہے۔

۲۴۰ اکثم بن الجون

یا ابن ابی الجون، ان کا نام عبد العزیز بن منقذ بن ربیعہ بن اضرم بن ضمیس بن حرام ابن حبشیہ بن کعب بن عمرو بن ربیعہ خزاعی ہے۔ یہ سلیمان بن صرد خزاعی کے چچا ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم سے محمد بن بشر نے، ان سے محمد بن عمرو

* اسد الغابۃ (۱/۱۵۳، ۱۵۴) الاستیعاب (۱/۲۲۵)

* اسد الغابۃ (ت ۲۱۴)

* بخاری، کتاب الطب، باب ما ی ذکر فی الطاعون (حدیث ۵۷۳۳) مصنف عبد الرزاق (حدیث ۶۶۹۵)

کنز العمال (حدیث ۱۱۲۲۱) الطبقات الکبریٰ (۳/۳۰۱) تہذیب تاریخ دمشق (۷/۲۱۸)

* اسد الغابۃ (ت ۲۱۷) الاستیعاب (ت ۱۵۵)

نے وہ ابوسلمہ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میرے سامنے جہنم پیش کی گئی جس میں میں نے عمرو بن لُحی بن قمعہ بن خندف کو آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے دیکھا، وہ پہلا شخص ہے جس نے ابراہیم علیہ السلام کی ملت تبدیل کر کے بچرہ، سائبہ، حام بنائے اور (بیت اللہ میں) بت نصب کیے۔ میں نے اٹم بن ابی الجون کو اس کے مشابہ پایا ہے۔“ اٹم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا اس کے مشابہ ہونے سے کوئی نقصان تو نہیں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، کیونکہ تم مسلمان ہو اور وہ کافر تھا۔“ (تفصیل کے لئے سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۳ دیکھیں)

اور حاکم * نے اس روایت کو محمد بن عبد اللہ انصاری کی سند سے بحوالہ محمد بن عمرو انہی الفاظ میں نقل کی نیز ان دونوں نے عبید اللہ بن عمرو الرقی کی سند سے عبید اللہ بن محمد بن عقیل سے وہ طفیل بن ابی بن کعب کے حوالہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جس میں لمبا قصہ ہے۔

ابن ابی عروبہ اور ابن مندہ نے ابن اسحاق کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے ابوصالح سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اٹم بن ابی الجون سے فرماتے سنا: ”اے اٹم! میں نے عمرو بن لُحی کو جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے دیکھا ہے۔“ (الحديث) اسی میں اٹم بن الجون کا قول اور اس کا جواب ہے۔ ابوسلمہ کی روایت زیادہ مکمل ہے۔ اور حدیث امام مسلم رحمہ اللہ کے ہاں سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے والد کی سند سے مختصر منقول ہے جس میں اٹم کا قصہ نہیں۔ اور زبیر نے کتاب ”النسب“ میں اٹم کا قصہ دوسری دو منقطع سندوں سے ذکر کیا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے دوسری سند سے جابر سے نقل کیا ہے۔ ”میں نے معبد بن اٹم کو اس کے مشابہ دیکھا“ پھر وہ روایت ذکر کی۔ اس واسطے تعدد کا احتمال ہے۔ میں نے ابن الکلبی کی جمہورۃ میں دیکھا، جب انہوں نے ان اٹم کا ذکر کیا اور اس پر اعتماد کیا کہ وہی ابن ابی الجون ہیں، کہا: یہ وہی ہیں جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے دجال دکھایا گیا تو وہ گندی رنگ، گھنگھریالے بالوں والا تھا اور بنی عمرو بن کعب میں سے اٹم بن عبد العزیٰ اس کے زیادہ مشابہ ہے۔“ تو اٹم کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرا اس سے مشابہ ہونا مجھے کوئی نقصان دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، تم مسلمان ہو اور وہ کافر تھا۔“ *

میں کہتا ہوں: اس کا ظاہر پہلی بات کے مخالف ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ”بہ“ کی ضمیر عمرو بن کعب کے لیے ہو، اور وہ عمرو بن لُحی ہے لہذا دونوں میں مخالفت نہیں۔ یوں یہ دونوں مستقل حدیثیں ہو جائیں گی۔ ایک میں دجال کا حال اور دوسری میں عمرو بن کعب کی مشابہت، احادیث میں عبد العزیٰ بن قطن دجال کے مشابہ آیا ہے۔

طبرانی * اور ابن مندہ نے ضمرہ کی سند سے بحوالہ ابن شوذب، وہ ابو نہیک وہ شبل بن خلید مزی سے وہ اٹم بن ابی الجون

* المستدرک للحاکم (حدیث ۶۰۵/۴)

* بخاری کتاب التفسیر باب ما جعل اللہ من بحیرة ولا سائبة (الحدیث ۴۶۲۳)

مسلم کتاب الجنة و نعيمها باب النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء (حدیث ۷۱۲۱، ۷۱۲۲)

مسند احمد (حدیث ۲۷۵/۲) تفسیر لابن کثیر (حدیث ۲۰۴/۳) شرح السنة للبغوی (حدیث ۱۰۰/۲)

* المعجم الكبير (حدیث ۴۳۳/۱۹) الطبقات الكبرى (۲۹/۲/۴)

* المعجم الكبير (حدیث ۲۹۶/۱، ۲۹۷)

خزاعی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ فلاں جنگ میں بڑا بہادر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جہنمی ہے۔“ الحدیث جو طویل ہے، اس کی سند حسن ہے اور یہ قصہ خیبر میں پیش آیا۔ جیسا کہ صحیح میں سہل بن سعد کی حدیث سے وارد ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ اکثم بن ابی الجون اس میں شریک تھے۔ ابن ابی حاتم نے ”علل“ میں عسکری نے ”امثال“ میں بغوی اور ابن مندہ نے ابوسلمہ عالمی کی سند سے بحوالہ زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اکثم! اپنی قوم کے گروہ میں شمولیت کیے بغیر جہاد کیا کرو، تمہارے اخلاق سنور جائیں گے۔* ابن ابی حاتم نے کہا: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ ابوسلمہ عالمی متروک ہے اور (اس کی روایت کردہ) یہ حدیث باطل ہے۔ ابن مندہ نے اس روایت کو دوسری سند سے خود اکثم سے نقل کیا ہے اسی کی طرف ابن عبدالبر* نے اشارہ کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۳۱ الاکوع الاسلمی

ان کا نام سنان ہے سین میں آ رہا ہے۔ ابن سعد* اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہے۔

۲۳۲ اکیدر ذؤمة*

ان کے بارے اختلاف ہے، اکثر اس جانب ہیں کہ وہ کافر مارے گئے۔ ان شاء اللہ ہم قسم اخیر میں ان کا مفصل حال بیان کریں گے۔

۲۳۳ اکیمہ بن عبادۃ اللیثی*

انہیں زہری بھی کہا جاتا ہے، ابن السکن نے عمر بن ابراہیم کی سند سے (جو ایک متروک راوی ہیں) محمد بن اسحاق بن اکیمہ بن عبادہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اکیمہ بن عبادہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (جانور کے) کندھے کا گوشت کھاتے دیکھا، آپ نے نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔* ابن السکن نے کہا: میں نے یہ روایت صرف ابن عقدہ سے سنی ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی سند مجہول ہے۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں عبدان سے وہ اپنی محمد بن اسحاق بن سلیمان بن اکیمہ تک کی

* ابن ماجہ کتاب الجہاد باب السرایا حدیث (۲۸۲۷) السنن الکبریٰ للبیہقی (حدیث ۱۵۷/۹) المطالب العالیۃ (حدیث ۱۹۱۴) تہذیب تاریخ دمشق (۳۹۶/۴)

کنز العمال (حدیث ۱۰۸۹۴، ۱۷۵۲۷، ۲۵۵۹۸)

* الجرح والتعذیل (۳۳۹/۲)

* الاستیعاب (۲۷۷/۱)

* الطبقات الکبریٰ (۲۲۹/۴)

* اسد الغابۃ (ت ۲۲۰) تجرید (۲۷/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۲۲۱) تجرید (۲۷/۱)

* الکامل فی الضعفاء (۹۵۶/۳)

سند سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اکیمہ نے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ“ پھر روایت بالمعنی کے جواز کی حدیث ذکر کی۔ سلیم بن اکیمہ کے حالات میں ان شاء اللہ آ رہی ہے۔

۲۴۴ اَکِیْنَةُ

رزق اللہ بن عبد الوہاب تمیمی کے دادا۔ ابن ماکولا نے کہا: مجھے رزق اللہ نے کہا کہ میرے دادا کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ نیز ابن ماکولا نے رزق اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کے دادا عبد اللہ نبی ﷺ کے پاس آئے اس وقت ان کا نام عبد اللات تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھا۔ وہ (راوی) رزق اللہ بن عبد الوہاب بن عبد العزیز بن حارث بن اسد بن لیث بن اسود بن سفیان بن یزید بن اکینہ بن عبد اللہ تمیمی ہیں۔ خطیب نے عبد الوہاب رزق اللہ کے والد سے نقل کیا ہے وہ اپنے آباء سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جس کی سند اکینہ مذکور تک پہنچتی ہے۔ فرمایا: میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا، پھر اثر (صحابی رضی اللہ عنہ کا قول) ذکر کیا۔ خطیب نے جو نسب نقل کیا ہے اس میں یزید نہیں لکھا ہے۔ اسی طرح اسے ابن الصلاح نے ”علوم الحدیث“ میں لکھا ہے۔ خطیب نے یہ صراحت کی ہے کہ وہ (روایت کنندہ) آباء، نو ہیں۔ جو یزید کو شامل کیے بغیر درست تعداد ثابت نہیں ہوتی۔ ابن ماکولا نے بھی اکینہ کا نسب پیش کیا ہے جو یوں ہے: ابن یزید بن ہشیم بن عبد اللہ بن حارث بن کلہ بن حنظلہ بن زید مناة بن تمیم۔ ہم نے اسے اصہبان کی اس مجلس میں جہاں رزق اللہ نے اس کا املا کرایا یوں نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے اپنے والد عبد الوہاب کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابو الحسن عبد العزیز کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابو بکر الحارث کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد سلیمان کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوالاسود کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوسفیان کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد یزید کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابواکینہ کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد الہیثم کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد عبد اللہ کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اکٹھے ہوں، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے۔“

ذہبی نے کہا ہے کہ ان (رزق اللہ) کے اکثر آباء کا ذکر نہ تاریخ میں ہے اور نہ اسماء الرجال میں۔ جبکہ اس سند سے لیث کے والد اسد ساقط ہیں۔ اور خطیب نے اپنی تاریخ میں انہیں برقرار رکھا ہے جہاں انہوں نے عبد العزیز کے حالات لکھے ہیں۔ میں کہتا ہوں: لیکن ان (خطیب) کے ہاں ہشیم کا ذکر نہیں۔ اس بات کو ہمارے اساتذہ کے استاذ حافظ علائی نے ”الوشی المعلوم“ میں لکھا ہے۔

باب الالف جس کے بعد لام ہے

۲ الاشر (ہمزہ کے زبر اور را مخفف سے)

ان میں سے ایک جو ابو ثعلبہ خثنی کا نام کسی نے کہا ہے۔

کنز العمال (حدیث ۲۹۲۱۶) جامع المسانید والسنن (۳۸۶/۱)

کنز العمال (حدیث ۱۸۰۹، ۱۸۸۱، ۳۹۲۸) میزان الاعتدال (حدیث ۵۰۹۲) لسان المیزان (۷۳/۴)

۲۳۶) اللہ کے نبی الیاس علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام

خضر کے حالات میں ان کے متعلق کچھ باتیں آئیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں خضر کا ذکر کرنے سے ان کا ذکر کرنا لازمی ہے۔ اور یہ قول بڑا غریب ہے کہ وہی خضر ہیں۔ چنانچہ ابن مردویہ نے سورہ انعام کی تفسیر میں ہشام بن عبد اللہ رازی کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن ابی جزی وہ ابن ابی شیح سے وہ عبد اللہ بن حارث سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خضر ہی الیاس ہیں“۔ انہوں نے یہ روایت طاہر بن احمد بن حمدان سے محمد بن جعفر اشثانی سے، محمد بن یوسف فراء سے انہوں نے ہشام سے نقل کی ہے۔

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۲۳۷) اماناہ* (نون سے)

ابن قیس بن شبان بن العاتک بن معاویہ الاکرمین الکندی، ابن سعد نے کلبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اور وہ لمبا عرصہ زندہ رہے انہی سے بنی براء کا شاعر عروصہ نخعی کہتا ہے:

الا لیتنی عُمِرْتُ یا ام مالک
لقد عاش حتی قیل لیس بمیت
کعمر اماناہ بن قیس بن شبان
وافنی فناماً من کھول و شبان
”اے ام مالک! کاش! میں بھی اماناہ بن قیس بن شبان جتنی عمر پاتا۔ وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ نہیں مریں گے جبکہ ان کے سامنے کئی بوڑھے اور جوان چل رہے۔“

لوگ کہتے ہیں: وہ تین سو بیس (۳۲۰) سال زندہ رہے۔ طبری، ابن شاہین نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور ابن فتحون نے ذیل میں ذکر کیا ہے۔ ان کا بیٹا یزید جوان کے ساتھ مسلمان ہوا تھا بعد میں مرتد ہو گیا اور خلافت صدیقی میں قتل ہو گیا۔*

۲۳۸) امد بن ابد الحضرمی*

طبرانی نے کہا: علی بن عبد العزیز نے ہمیں، انہیں ابو عبید القاسم نے، انہیں ابو عبیدہ معمر نے بتایا، فرماتے ہیں مجھے میرے بھائی یزید بن شنی نے سلمہ بن سعید کے حوالہ سے بتایا، فرمایا: ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، فرمانے لگے: میں چاہتا ہوں، کاش! ہمارے پاس کوئی ایسا شخص ہوتا جو ہمیں گزشتہ زمانے کے حالات بتاتا۔ اس زمانے میں ہم اس کے کتنے مشابہ ہیں؟ کسی نے آپ سے کہا کہ حضرموت میں ایک شخص ہے جس کے سامنے تین سو سال کا عرصہ بیت گیا ہے۔ حضرت معاویہ نے اس کی طرف پیام بھیجا،

* کنز العمال (حدیث ۳۴۰۴۶)

* اسد الغابۃ (ت ۲۲۲)

* اسد الغابۃ (۱/۱۳۴)

* اسد الغابۃ (ت ۲۲۳) تجرید (۱/۲۷)

چنانچہ وہ لایا گیا۔ جب وہ آپ کے سامنے آیا، آپ نے اسے اپنے پاس بٹھایا، پوچھا تمہارا نام؟ اس نے کہا: اعد بن ابد۔ پھر اس نے لمبا قصہ سنایا۔ اسی میں ہے، آپ نے فرمایا: کیا تم نے حضرت محمد (ﷺ) کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں کہا؟ ہاں! میں نے انہیں دیکھا ہے۔ فرمایا: مجھے ان کا حلیہ بتاؤ، اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ (ﷺ) پر قربان جائیں۔ میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔ اسے ابو موسیٰ نے ذیل میں نقل کیا ہے۔ اسناد میں ارسال ظاہر ہے اور اس قصہ میں ایک اور طرح سے نکارت ہے کہ اس میں لکھا ہے اس نے دیکھا کہ شام سے مکہ کی جانب ایک مسافر عورت نکلتی جسے کھانے پینے کی (ساتھ لے جانے کی) ضرورت نہ پڑتی، وہ درختوں کے پھل کھاتی اور چشموں کے پانی سے سیراب ہوتی، جو غلط ہے۔

ابو حاتم بختانی * نے کتاب "المعمرین" میں ابو عامر سے وہ بصرہ کے کسی آدمی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: ان سے ابو الجنید الضری نے اپنے شیوخ کے حوالہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی ایسے شخص سے ملوں جس کے سامنے سال گزرے ہوں وہ ہمیں اپنے چشم دید واقعات بتائے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں یہ قابل انکار بات نہیں۔ البتہ اس میں یوں ہے کہ اس نے ہاشم بن عبد مناف کو اور امیہ بن عبد شمس کو دیکھا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تمہارا کیا شغل تھا؟ اس نے کہا: میں تاجر تھا۔ فرمایا: تمہاری تجارت کہاں تک پہنچی؟ اس نے کہا: میں کوئی نقصان دہ چیز نہ خریدتا اور نہ کسی نفع بخش چیز کو واپس کرتا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: مجھ سے کچھ مانگو۔ اس نے کہا: میری جوانی مجھے لوٹا دو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ میرے بس میں نہیں۔ کہا: تو پھر مجھے جنت میں داخل کرادو۔ فرمایا: یہ بھی میری دسترس سے باہر ہے۔ اس نے کہا: مجھے آپ کے ہاتھ میں دنیا اور آخرت کی کوئی چیز تو نظر نہیں آتی، البتہ ایسا کریں مجھے جہاں سے لائے ہیں واپس پہنچادیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! یہ ہو جائے گا۔ *

۲۴۹ امرؤ القیس بن الاصبغ الکلبی *

وہ اپنی قوم کے سردار تھے، آپ ﷺ نے انہیں کلب کا گورنر بنا کر بھیجا، اب انہیں قضاء کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ اسے ابن عبد البر نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف کے ماموں ہیں۔

سیف نے فتوح میں لکھا ہے جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو قضاء پر آپ کے گورنروں میں سے کلب قبیلہ کے امرؤ القیس بن الاصبغ الکلبی تھے جن کا تعلق بنی عبد اللہ کی شاخ سے تھا، وہ مرتد نہیں ہوئے۔ اس بات کو انہوں نے اپنی کتاب * کے دیگر مقامات میں بھی ذکر کیا ہے۔

* المعمرین (۱۱۰)

* جامع المسانید والسنن (۳۸۸، ۳۸۷/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۲۲۴) الاستیعاب (ت ۷۳)

* الاستیعاب (۱۹۵/۱)

* اسد الغابۃ (۱۳۵/۱) الاستیعاب (۱۹۵/۱)

۲۵۰ امرؤ القیس بن عابس

بن منذر بن امرؤ القیس بن عمرو بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ بغوی نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب میں جنہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے ان کے نام میں امرؤ القیس بن عابس بھی ہیں، وہ کوفہ کی سکونت رکھتے تھے۔ نسائی، احمد اور بغوی نے رجاء بن حیوہ کی سند سے عدی بن عمیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: امرؤ القیس اور حضرموت کے ایک آدمی کے مابین جھگڑا تھا دونوں نبی ﷺ کے پاس فیصلہ کرانے گئے آپ نے حضری سے فرمایا: اپنا گواہ پیش کرو ورنہ اس کی قسم ہوگی، تو وہ شخص کہنے لگا: یا رسول اللہ! اگر اس نے قسم کھالی تو میری زمین لے لے گا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اپنے بھائی کا حق دبانے کے لیے جھوٹی قسم کھائی وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔“ تو امرؤ القیس بولے: یا رسول اللہ ﷺ! جو برحق ہونے کے باوجود چھوڑ دے اس کے لیے کیا اجر ہے؟ فرمایا: ”جنت“۔ عرض کیا: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ یہ حدیث ربیعہ بن عیدان کے حالات میں دوسری سند سے آرہی ہے۔ جھگڑے والے شخص وہی تھے اور لفظ عیدان عین کے زبر اور اس کے بعد یا سے ہے۔

سیف بن عمر نے فتوح میں کہا کہ جنگ یمامہ کے روز امرؤ القیس کردوس کے گورز تھے مرزبانی نے ذکر کیا کہ قلعہ نجیر کے محاصرہ کے حاضرین میں سے تھے۔ جب مرتدین باہر نکالے گئے تو یہ اپنے چچا کو قتل کرنے ان پر جھپٹ پڑے۔ اس نے کہا: تمہیں کچھ خیال نہیں میں تمہارا چچا ہوں پھر بھی میرے قتل کرنے کے درپے ہو؟ انہوں نے کہا: آپ میرے چچا ہیں تو اللہ بھی میرا رب ہے؟ پھر اسے قتل کر دیا۔

ابن السکن نے کہا: وہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہیں۔ اور اشعث کو مرتد ہونے پر برا بھلا کہا۔ ابن اسحاق نے ان کے وہ اشعار پڑھے جن میں اپنی قوم کو اسلام پر ثابت قدمی کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کے کچھ اشعار یہ ہیں:

قف بالدیار وقوف حابس وتأن انة غیر آیس
لعبت بہن العاصفات الرائحات من الروامس
”روکنے والے کی طرح ان گھروں کے پاس ٹھہر، اور امیدوار کی طرح رو۔ قبروں سے اڑنے والی مٹی سخت
ہواؤں کی صورت میں اٹھکیلیاں کھیل رہی ہیں۔“

انہی اشعار میں وہ کہتے ہیں:

اسد الغابة (ت ۲۲۵) الاستیعاب (ت ۷۲) تجرید (۲۸/۱)

بخاری کتاب الخصومات (حدیث ۲۶۶۶) ابوداؤد کتاب الایمان والنذور (حدیث ۳۲۴۳)

ترمذی کتاب البیوع (حدیث ۱۲۶۹) مسند احمد (حدیث ۱۹۱/۴) المعجم الکبیر (حدیث ۱۱۸/۱۷)

السنن الکبریٰ (حدیث ۴۴/۱۰) کنز العمال (۴۶۲۷۹)

الاستیعاب (۱۹۴/۱)

يا رب باكية على ومنشدي في المجالس
لا تعجبوا ان تسمعوا هلك امرؤ القيس بن عابس
”کئی رونے والیاں مجھ پر روئیں گی اور کتنے ہی لوگ مجالس میں میرا ذکر خیر کریں گے۔ تم لوگوں کو تعجب نہ ہو
جب تم یہ خبر سنو کہ امرؤ القیس بن عابس جام موت پی چکا ہے۔“
اور ارتداد کے متعلق سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھتے ہیں:

الا بلغ ابا بکر رسولا و بلغها جميع المسلمين
فليس مجاورا بيتي بيوتا بما قال النبي مكنينا
”کوئی قاصد یہ پیام ابوبکر اور تمام مسلمانوں کو پہنچا دے کہ میرے اڑوس پڑوس میں جو گھر بھی ہے وہ نبی ﷺ کی
تعلیمات کی تکذیب نہیں کرتا۔“

ان کے والد کے دادا امرؤ القیس بن السمط ہیں جنہیں ابن تملک کہا جاتا ہے، وہ ان کی والدہ ہے امرؤ القیس شاعر نے ان
(کے والد کے دادا) کا ذکر اپنے قصیدہ راسیہ میں کیا ہے تو امرؤ القیس نے ”ابن تملک“ کہا ان کی والدہ کی طرف ان کا نسب بیان کیا۔
ابن الکلی نے کہا: رجاء بن حیوہ مشہور تابعی انہی کے خاندان سے ہیں۔ جو عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تھے ان کا نسب یوں
ہے۔ رجاء بن حیوہ بن جندل بن الاحف بن السمط، ان کے والد نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے لیکن کسی نے ان کی صحابیت کا کوئی واضح
ثبوت پیش نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے نبی ﷺ کے عہد میں کوئی جنگ نہیں کی۔

۲۵۱ (ز) امرؤ القیس بن الفاخر

بن طماح الخولانی۔ ابوشرحبیل، فتح مصر میں موجود تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: یہ بات مجھ
سے ابوسعید یونس نے کہی۔

میں کہتا ہوں: میں نے تاریخ ابن یونس میں اس کی وضاحت نہیں دیکھی کہ وہ صحابی ہیں۔

۲۵۲ امیہ بن اسعد

بن عبداللہ الخزاعی، ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، رہے وہ تو احمد بن یسار المروزی نے تاریخ مرو میں بنی العباس کے
نقباء میں ذکر کیا ہے، فرمایا: عرب کے سات آدمی سو یہ ہیں۔ ابو محمد سلیمان بن کثیر بن امیہ بن اسعد بن عبداللہ الخزاعی اہل مدینہ میں ربیع
حرثان میں سے۔ امیہ ان کے دادا ہیں یہ ان سات میں سے ایک ہیں جنہوں نے درخت تلے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔
ابن عساکر نے اسے اپنی تاریخ میں ابن مندہ کی سند سے روایت کیا ہے جو یہ ہے قاسم بن قاسم سیاری، اپنے دادا احمد بن
سیار، اس جیسی روایت برابر ہے۔ محمد بن حمدویہ نے تاریخ مرو میں ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے امیہ بن سعد الف کے بغیر کہا ہے جو غلط
ہے۔ ابوزکریا ابن مندہ کو ان کے حالات میں ایک اور ضبط ہوا ہے جو ہم نے قسم اخیر میں ذکر کیا ہے۔

سین مہملہ سے جسے جیانی نے درست کہا ہے۔ جبکہ ابن عبدالبر نے اسے شین سے قلمبند کیا۔ ابن عبداللہ بن زہرہ بن زبینہ بن جندع بن لیث بن بکر بن عبدمناتہ بن کنانہ کنانی لیشی جندی، طائف میں رہائش پذیر تھے۔ ان کے بیٹے ابی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ابوالفرج اصہبانی نے کہا: ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں: کلاب بن امیہ بن اسکر نے ہجرت کی تو ان کے والد نے ان کے متعلق اشعار کہے۔ تو آپ ﷺ نے انہیں والد سے صلہ رحمی کا حکم دیا اور کہا ان کی فرمانبرداری سے جدا نہ ہونا۔ ابوالفرج کہتے ہیں: یہ ابو عمرو کی (علی) غلطی ہے۔ اس بات کا حکم انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ جب وہ اہل فارس سے جنگ کرنے گئے ہوئے تھے۔ پھر مدائن میں ابو بکر ہذلی سے بحوالہ زہری وہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کلاب بن امیہ بن اسکر نے خلافت فاروقی میں مدینہ ہجرت کی تو ایک مدت تک وہاں مقیم رہے۔ پھر ان کی ملاقات حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما سے ہوئی۔ ان دونوں سے پوچھا: کون سا عمل سب سے افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی انہوں نے انہیں غزوے کی اجازت دے دی۔ ادھر ان کے والد پیرانہ سالی سے انتہائی کمزور ہو گئے جب ان کی غیر حاضری بڑھ گئی تو ان کے والد نے کہا:

لَمَنْ شِخَانٌ قَدْ نَشَدَا كَلَابَا كِتَابَ اللَّهِ لَوْ قَبِلَ الْكِتَابَا
اَنَادِيهِ فَيَعْرُضُ فِي اَبَاءِ فَلَا وَ اَبِي كَلَابٌ مَا اَصَابَا
وَانِكَ وَالتَّمَّاسِ الْاَجْرُ بَعْدِي كِبَاغِي الْمَاءِ يَتَّبِعُ السَّرَابَا

ان دو بوڑھوں کا کیا ہوگا جنہوں نے کلاب کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا وعدہ یاد دلایا۔ اگر وہ کتاب کو قبول کرے۔ میں اسے بلاتا ہوں اور وہ نافرمانی میں منہ پھیرتا ہے، قسم ہے۔ کلاب نے نافرمانی کی اور وہ کبھی سیدھی راہ نہ پائے۔ دیکھو! میرے بعد تمہارا اجر و ثواب کو تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے پانی کا طلبگار سراب کے پیچھے لگا ہو۔

پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ اشعار سنائے جن میں اپنی شدت اشتیاق کی شکایت کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور انہیں واپس بلانے کا حکم صادر فرمایا۔

ابراہیم حربی اپنی کتاب ”غریب الحدیث“ میں لکھتے ہیں: ہم سے ابن حنبل نے، ابن ابی الزناد وہ اپنے والد سے وہ ثقہ راوی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جو جہاد میں تھا اس کے باپ کے پاس واپس بھیج دیا۔ کیونکہ اس کا باپ اس کے بارے میں روتا اور کہتا تھا۔

کیا اس کے والدین کے ضائع ہو جانے کے بعد وہ نیکی کرے گا۔ کبھی نہیں، کلاب نے نافرمانی کی وہ سیدھی راہ نہ پائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! کلاب نے نافرمانی کی اس نے درست کام نہ کیا۔ اور فاکہی نے اخبار مکہ میں کہا: ہم سے

اسد الغابۃ (ت ۲۲۷) الاستیعاب (ت ۷۸) تجرید اسماء الصحابۃ (۱/۲۸)

الاستیعاب (۱/۱۹۶)

الآغانی (۱۸/۱۵۷)

ابن ابی عمر نے ان سے سفیان، ابوسعید اعمور سے فرماتے ہیں: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی شخص آتا تو آپ اس سے لوگوں کے متعلق دریافت فرماتے، ایک شخص آیا اس سے پوچھا کہاں سے تشریف آوری ہوئی ہے؟ اس نے کہا: طائف سے۔ فرمایا: وہاں کی کوئی خاص بات؟ اس نے کہا: اور تو کچھ نہیں البتہ ایک بوڑھا شخص یوں کہتا رہتا ہے:

ترکت اباک مرعشة یداه و امک ما تسیغ لها شرابا
اذا نعب الحمام ببطن وج علی بیضاته ذکرا کلابا *

فرمایا: کلاب کون ہے؟ اس نے کہا: اسی بوڑھے کا بیٹا جو جہاد کے لیے گیا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق حکم لکھا اور انہیں واپس بلا لیا۔

علی بن مسھر، ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: امیہ بن اسکر نے اسلام کا زمانہ پایا ہے، وہ بے حد بوڑھے تھے۔ * اپنی قوم میں شریف انسان شمار ہوتے تھے ان کے دو بیٹے تھے جو انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک کا نام کلاب تھا، وہ دونوں کے متعلق روتے رہتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو واپس بلا لیا اور ان سے قسم لی کہ مرتے دم تک ان سے جدا نہ ہوں۔ *

دولابی نے ”الکنی“ میں ابوسعید عبداللہ بن عبدالرحمن جحی کی سند سے زہری سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں عروہ کے پاس سے گزرا، وہ سقیفہ (ڈیوڑی) میں بیٹھے تھے۔ فرمایا: کیا کسی انوکھی بات کی رغبت ہے؟ امیہ بن اسکر جندعی بڑھاپے کی وجہ سے بہک گئے ان کے دونوں بیٹے سعد بن ابی وقاص کے ہمراہ ہجرت کر گئے تھے۔ تو انہوں نے اس بارے میں کہا: اس کے پاس دو مہاجر آئے۔ جنہوں نے اپنے والدین کی نافرمانی کر کے نقصان اٹھایا۔ تو نے اپنے باپ کو چھوڑا، شعر، اسی میں ہے: اسے میں بلاتا ہوں اور وہ مجھے گدی دکھا کے چل پڑتا ہے۔ کلاب نافرمان ہوا، اس نے درست کام نہیں کیا۔ زبیر نے موفقیات میں یہ قصہ لمبا ذکر کیا ہے۔ امیہ بن اسکر کا ذکر ”حرب الفجار“ میں بھی ملتا ہے جسے ابن اسحاق نے ”سیرت کرمی“ میں ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں: ابن ابی اسماء بن الضریبہ نے کہا:

نحن کنا الملوک من اهل نجد و حماة الديار عند الذمار

وضربنا به کنا ضربا حالفوا بعده سوام العشار

”ہم نجد والے بادشاہ تھے، جنگوں کے وقت شہروں کے محافظ۔ ہم نے کنا کو ایسی مار ماری کہ اس کے بعد انہوں نے دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کی قیمت پر قسمیں کھائیں۔“

تو امیہ بن اسکر نے اسے جواب دیا:

ابلغا حمة الضریبة انا . قد قتلنا سراتکم فی الفجار

وسقیناکم المنیة صرفا . و ذهبنا بالنهب والابکار

* اسد الغابة (۱۳۶/۱)

* معرفة الصحابة (۳۳۹/۲)

* اسد الغابة (۱۳۶/۱) الاستیعاب (۱۹۶/۱)

”ضربہ کے داغ کو یہ پیام پہنچا دو کہ ہم نے حرب الفجار میں تمہارے سردار قتل کیے ہیں۔ تمہیں خالص موت کا جام پلایا ہے اور ہم لوٹ کھسوٹ کر کے کنواریاں لے گئے۔“

محمد بن حبیب نے ابو عبیدہ سے نقل کر کے حرب الفجار میں ان کے دوسرے اشعار پڑھے ہیں جو انہوں نے وہب بن معتب ثقفی کے متعلق کہے ہیں:

المراء وهب وهب آل معتب ملّ الغواة و انت لما تملل
يسعى توقدها بَحْرِكِ وقودها و اذا تهيتا صلح قومك تأتلى

”آدمی تو وہب ہے جس کا تعلق آل معتب سے ہے جب تو اکتایا تو بہکے ہوؤں کو بھی اکتا دیا۔ اس کے جلانے سے اس کی بھڑک اور بڑھتی ہے اور جب تیری قوم کی صلح ہونے لگتی ہے تو قسمیں کھانے لگتا ہے۔“

لیکن اس کے بارے میں امیہ بن حرثان بن اسکر نے کہے ہیں۔

اسی طرح اسلم بن سہل نے تاریخ واسط میں ان کا قصہ نقل کیا ہے جو شبیب بن شیبہ بن عبد اللہ الاہتم تمیمی کی سند سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک شخص کے بوڑھے ماں باپ تھے، پھر وہ قصہ ذکر کیا اس میں شعر ہے۔

مدائنی نے کہا: ابو عمر بن العلاء سے روایت ہے کہ امیہ نے لمبی عمر پائی یہاں تک کہ وہ بہکی بہکی باتیں کرتے۔

ابو حاتم بھستانی * نے کتاب المعمرین میں لکھا ہے کہ امیہ بن اسکر لمبا زمانہ زندہ رہے، وہ اپنے بیٹے کلاب کے اشتیاق میں

کہتے ہیں:

اعاذل قد عدلت بغير علم وما يدريك ويحك ما ألقى
فأما كنت عادلتني فردى كلابا اذا توجه للعراق
ساستعدى على الفاروق ربّا له رفع الحجيج الى بساق
ان الفاروق لم يردد كلابا الى شيخين هامهما زواقي

”اے عاذل! تو بے سوچے مجھ سے جدا ہو گئی، ترا کچھ نہ رہے تجھے کیا خبر مجھ پر کیا بیت رہی ہے۔ اگر تو مجھ سے جدا ہونا ہی چاہتی ہے تو کلاب مجھے واپس کر دے جب وہ عراق کا رخ کرے۔ میں فاروق اعظم کے خلاف رت سے مدد طلب کروں گا۔ فاروق نے کلاب کو واپس نہیں کیا، ان دو بوڑھوں کی جانب جن کی کھوپڑیاں خضاب سے منقش ہیں۔“

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے اشعار کا پتہ چلا، حضرت سعد کو کلاب کی واپسی کا خط لکھا، وہ جب آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیہ کے پاس پیام روانہ کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ کی پسندیدہ چیز کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اپنے بیٹے کلاب کو دیکھنا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا۔ جب اسے دیکھا تو اس سے لپٹ کر بہت زیادہ روئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رونے لگے اور

کلاب سے فرمایا: جب تک ماں باپ زندہ ہیں ان سے جدا نہ ہونا۔

میں کہتا ہوں: میں نے انہیں مختصر میں ذکر کرنے کے لئے اس لئے مؤخر نہیں کیا کہ شروع میں ہم ابو عمرو الشیبانی کی بات لکھ آئے ہیں۔ اور اس واسطے بھی کہ بقیہ اخبار میں کوئی نفی کی بات نہیں، وہ علی الاحتمال ہیں۔ خصوصاً ایک کنانی شخص سے جو قریش کا پڑوسی ہے اور کلاب کا ذکر کاف میں آئے گا۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ دوسرے بیٹے کا نام ”ابی بن امیہ“ ہے۔

۲۵۳ امیہ بن امیہ الذبیانی

خليفة بن خياط نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۲۵۵ امیہ بن ثعلبہ

اشیری نے کہا ان کی دو حدیثیں، محمد بن احمد بن مفرج اندلسی کی جمع کردہ مسند میں قاسم بن اصبح کی حدیث سے مروی ہیں۔ ذہبی نے تجرید میں کہا: شاید یہ وہ ہیں جن کا وفد کی صورت میں آنا ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے یعنی جوان کے بعد ہیں۔

۲۵۶ امیہ بن صفارہ

از بنی الصیب، ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ وہ رفاعہ بن زید جذامی کے ہمراہ جذام کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۲۵۷ امیہ بن ابی عبیدہ

بن ہمام بن حارث بن بکر بن زید بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم تمیمی حنظلی، بنی نوفل کے حلیف، یعلی بن امیہ جنہیں یعلی بن منیہ کہا جاتا ہے، ان کے والد اور یعلی مشہور صحابی ہیں۔

نسائی نے عمرو بن الحارث کی سند سے بحوالہ زہری نقل کیا ہے کہ عمرو بن عبد الرحمن جو یعلی بن امیہ کے بھتیجے ہیں نے انہیں بتایا کہ یعلی بن امیہ نے کہا: فتح مکہ کے روز میں اپنے والد کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد سے ہجرت پر بیعت کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا هجرة بعد الفتح))

”فتح مکہ ہو چکنے کے بعد ہجرت (کی کوئی ضرورت) نہ رہی۔“

اسد الغابة (ت ۲۲۸) تجرید اسماء الصحابة (۲۸/۱)

اسد الغابة (ت ۲۳۱) تجرید (۲۹/۱)

السيرة النبوية (۱۹۸/۴)

اسد الغابة (ت ۲۳۵) الاستيعاب (ت ۷۴) تجرید (۲۹/۱)

بخاری کتاب الجہاد والسير باب البيعة في الحرب ان لا يفروا (حدیث ۲۹۶۲) و باب لا هجرة بعد الفتح (حدیث ۳۰۷۸)

مسلم کتاب الامارة باب المبايعة بعد فتح مكة (حدیث ۴۸۰۴) مسند احمد (حدیث ۲۲۶/۱)

مستدرک للحاکم (حدیث ۲۵۷/۲)

اسے ابن ابی عاصم نے ابوربیع سے بحوالہ فلیح زہری سے نقل کیا ہے وہ عمرو بن عبد الرحمن بن یعلیٰ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

ابن مندہ نے کہا: اسے عقیل نے بحوالہ زہری اسی مطلب میں نقل کیا ہے البتہ انہوں نے ”عمرو بن عبد اللہ“ کہا ہے۔
میں کہتا ہوں: نسائی نے اس روایت کو عقیل کی سند سے یوں نقل کیا ہے: ”عمرو بن عبد الرحمن“ اور ابن مندہ نے عبید اللہ بن ابی زیاد قدح سے بحوالہ داؤد بن سبور وہ مجاہد سے وہ یعلیٰ سے نقل کرتے ہیں۔ یہ تمام اسانید ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔

۲۵۸ امیہ بن عوف کنانی

ابو ثمامہ حرف جیم جنادہ میں آ رہا ہے۔

۲۵۹ امیہ بن نوذان

بن سالم بن مالک، بعض نے ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوس بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج انصاری خزرجی کہا ہے۔ ابن اسحاق، عروہ، اور موسیٰ بن عقبہ نے اہل بدر میں ذکر کیا ہے اور ابو نعیم نے سلمہ بن الفضل بحوالہ ابن اسحاق ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔

۲۶۰ امیہ بن مخشی خزاعی

ازدی بھی کہا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے ساتھ رہے، پھر بصرہ سکونت اختیار کر لی، وہیں ان کی باقی اولاد ہے، یہ ابن سعد کا قول ہے۔ بخاری اور ابن السکن نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ان کی ایک حدیث مروی ہے۔ ابو داؤد، نسائی، احمد اور حاکم نے جابر بن صبح کی سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے ثنی بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان کی عادت تھی جب وہ کھانا کھاتے بسم اللہ پڑھتے اور جب آخری لقمہ کھانے لگتے تو کہتے، بسم اللہ اولہ و آخرہ۔ میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا، فرمایا: مجھ سے میرے دادا امیہ بن مخشی نے بیان فرمایا، اور وہ صحابی رسول اللہ ﷺ تھے۔ ایک شخص کھانا کھاتا تھا پھر اس کا قصہ بیان کیا۔
دارقطنی نے افراد میں کہا ہے: اس میں جابر بن صبح منفرد ہے۔ بغوی نے کہا: مجھے جہاں تک علم ہے امیہ نے صرف یہی حدیث روایت کی ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۲۳۸) تجرید (۲۹/۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۳۹) الاستیعاب (ت ۷۷) تجرید (۲۹/۱)

التاریخ الکبیر (۶/۲)

ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام (حدیث ۳۷۶۸) مسند احمد (حدیث ۳۳۶/۴)

المستدرک للحاکم (حدیث ۱۰۸/۴) التاریخ الکبیر (حدیث ۷/۲) الطبقات الکبریٰ (حدیث ۷/۷)

باب الالف جس کے بعد نون ہے

انجشہ الاسود الحادی (۲۶۱)

حدی خوانی میں دلکش آواز کے مالک تھے۔ بلاذری نے کہا: وہ حبشی تھے، ابوہامر یہ کنیت رکھتے تھے۔ ابوداؤد طیالسی * نے اپنی مسند میں حماد بن سلمہ، ثابت وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: انجشہ عورتوں کے حدی خواں اور براء بن مالک مردوں کے حدی خواں تھے۔ جب اونٹ چوڑے قدم ڈال کر تیز چلنے لگے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”انجشہ! اپنی چلائی کو آہستہ آہستہ لے چلو تم کانچ لے جا رہے ہو“۔ اسے شیخین * نے حماد بن زید، ثابت، انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مختصر ذکر کیا ہے اور حماد بن زید کی سند سے ایوب، ابوقلابہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے سلیمان بن طرحان تیمی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ایک حدی خواں تھے جنہیں انجشہ کہا جاتا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اپنی چلائی کو آہستہ کرو، انجشہ! تم کانچ لے جا رہے ہو“۔

ابن مندہ نے کہا: یہ روایت سلمان سے مشہور ہے اور ابوقلابہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں تھے اور سیاہ فام نوجوان تھا جسے انجشہ کہا جاتا تھا، حدی پڑھتا۔ اور قنادہ کی سند سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک اچھی آواز والا حدی خواں تھا۔ اور نسائی نے زہیر کی سند سے بحوالہ سلیمان تیمی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ہمراہ تھیں اور ایک شتر بان اونٹ چلا رہا تھا، پھر یہ قصہ ذکر کیا۔

اور واثلہ بن اسقع کی حدیث میں وارد ہے کہ انجشہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے ہجڑوں میں سے تھا۔ چنانچہ طبرانی نے ایک کمزور سند سے عنبسہ بن سعید وہ حماد مولیٰ بنی امیہ وہ جناح وہ واثلہ بن اسقع سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجڑوں پر لعنت کر کے فرمایا: ”انہیں اپنے گھروں سے نکال دو“۔ نبی ﷺ نے انجشہ کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں * کو نکال دیا۔

* اسد الغابۃ (ت ۲۴۰) الاستیعاب (ت ۱۵۱) تجرید (۲۹/۱)

* مسند ابوداؤد طیالسی (حدیث ۲۰۴۸)

* بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الشعر والرجز والحداء وما یکرہ منہ (حدیث ۶۱۴۹)

* مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ النبی ﷺ للنساء و امر السواق (حدیث ۵۹۹۰)

* بخاری کتاب النکاح باب ما ینہی من دخول المتشبهین بالنساء علی المرأة (حدیث ۵۲۳۵)

* مسلم کتاب السلام باب منع المخنث من الدخول علی النساء الاجانب (حدیث ۵۶۴۵)

* ابوداؤد کتاب الادب باب فی الحکم فی المخنثین (حدیث ۴۹۲۹)

* ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی المتشبهات بالرجال من النساء (حدیث ۲۷۸۴)

* ابن ماجہ کتاب النکاح باب فی المخنثین (حدیث ۱۹۰۴) المعجم الکبیر حدیث (۲۰۵/۲۲)

۲۶۲ انس بن ارقم

بن زید یا یزید بن قیس بن نعمان بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ ابن اسحاق نے احد کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبدان نے کہا: ان کی کوئی (روایت کردہ) حدیث ذکر نہیں کی جاتی۔ البتہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی گواہی دی ہے۔

۲۶۳ انس بن ابی انس

انہیں ابوسلیط، ابن عمرو بدری بھی کہا جاتا ہے۔ اسیر بھی کہا جاتا ہے۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۲۶۴ انس بن اوس

بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث انصاری موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے خندق کے دن شہید ہونے والوں میں ذکر کیا ہے۔ خالد بن ولید نے انہیں تیر مار کر قتل کیا یوں ان کی شہادت ہوئی۔ وہ احد میں شریک تھے جنگ بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ ابن اسحاق نے کہا: خندق کے روز سوائے چھ مسلمانوں کے کوئی مسلمان شہید نہیں ہوا، ان میں سے انس بن اوس بن عتیک بھی ہیں۔

۲۶۵ انس بن اوس انصاری

از بنی عبدالاشہل موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے خلافت فاروقی میں جسر ابی عبیدہ کے روز شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابو نعیم جو ان سے پہلے ہیں اس کے بعد ذکر کیا جو ٹھیک ہے اور ابن فتحون نے سمجھا کہ یہ پہلے والی شخصیت ہے، جو ٹھیک نہیں۔

۲۶۶ انس بن الحارث

بن نبیہ، ابن السکن کہتے ہیں: ان کی حدیث میں نظر ہے، اور ابن مندہ نے کہا: ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: انس بن الحارث حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہید ہوئے۔ نبی ﷺ سے سنا ہے یہ محمد کا قول ہے جو انہوں نے سعید بن عبد الملک حرانی کے واسطے سے عطاء بن محمد سے، ان سے اشعث بن حکیم نے اپنے والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے سنا، اسے بغوی، ابن السکن وغیرہ نے اس سلسلہ سے نقل کیا ہے۔ اس کا متن یوں ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میرا یہ بیٹا — یعنی حسن رضی اللہ عنہ — کر بلا نامی زمین میں قتل کیا جائے گا تو جو کوئی تم

اسد الغابۃ (ت ۱۶۹/۱)

المعجم الكبير (حدیث ۲۶۵/۱)

المعجم الكبير (حدیث ۲۶۵/۱)

التاریخ الكبير (۳۰/۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۴)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۵) الاستیعاب (ت ۸۳)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۶) الاستیعاب (ت ۸۸) تجرید (۳۰/۱)

میں سے وہاں موجود ہو اس کی مدد کرنے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت انس بن حارث کربلا کی طرف نکل گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگ سعید کے بارے کلام کرتے ہیں، جو اس روایت کا راوی ہے۔ بغوی کہتے ہیں مجھے ان کے علاوہ کوئی اور اسے روایت کرتا معلوم نہیں۔ ابن السکن نے کہا: یہ روایت صرف اسی سلسلہ سے مروی ہے اور انس بن حارث رضی اللہ عنہ کی اس کے علاوہ کوئی روایت مروی نہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد حارث بن نبیہ کا ذکر ان کے مقام پر آ رہا ہے۔ ذہبی کی ”تجرید“ میں لکھا ہے وہ صحابی نہیں ہیں ان کی حدیث مرسل ہے اور مزنی نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ان (مزنی) کا وہم ہے۔ جو کچھ ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے جبکہ انہوں نے خود کہا ہے: میں نے سنا، ادھر بغوی ابن السکن، ابن شاہین دعویٰ، ابن زبر، باوردی، ابن مندہ اور ابو نعیم وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

۲۶۷ انس بن زنیم الکنانی

ان کا پورا نسب ان کے بھتیجے اسید بن ابی اناس بن زنیم کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی چالیس سواروں کے ہمراہ قریش کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنے نکلے۔ یہ شعر پڑھے:

لاہم انی ناشد محمدا عہدا بینا و ابیہ الا تلدا

”اے اللہ! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے والا ہوں، اپنے والد اور ان کے والد جو ہمارے ہاں پیدا ہوئے کے زمانے یاد دلاتا ہوں۔“

پھر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انس بن زنیم نے آپ کی بھوکی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو مباح کر دیا۔ جب اسے پتہ چلا تو معذرت کرنے حاضر خدمت ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسے اشعار پیش کیے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کی۔ اور نوفل بن معاویہ دہلی نے اس کے بارے گفتگو کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ اسی طرح یہ قصہ واقدی اور طبری نے انس بن زنیم کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن شاہین نے حرام بن ہشام بن خالد کعمی کی اپنے والد سے ایک منقطع سند نقل کی ہے فرمایا: جب خزاعہ کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنے آیا، پھر تقریباً اس سے ملتا جلتا قصہ نقل کیا۔ اس میں ہے: جب فتح مکہ کا دن ہوا تو انس بن زنیم اسلام لے آئے۔ وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں:

تعلم رسول اللہ انک مدرکی و انّ وعیدا منک کالاحذ بالید

کنز العمال (حدیث ۳۴۲۵۲، ۳۴۳۱۴) تہذیب تاریخ دمشق (۳۲۸/۸، ۳۴۱) البدایہ والنہایہ (۱۹۹/۸)

جمع الجوامع (حدیث ۶۰۶۳، ۶۰۶۴) جامع المسانید والسنن (۳۹۹/۱)

التاریخ الکبیر (۳۰/۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۹) تجرید (۳۰/۱)

”اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے پکڑ لیں گے کیونکہ آپ کی وعید ہاتھ سے پکڑنے کی طرح ہے۔“

اسے ابن سعد نے محمد بن عمر سے، وہ فرماتے ہیں: مجھے ہشام بن خالد نے اپنے والد کے حوالہ سے ایسا ہی بتایا ہے، اس میں ہے: پھر نوفل نے کہا: معاف کرنے کے آپ زیادہ لائق ہیں۔ ہم میں سے کسی نے آپ کو نہیں ستایا اور آپ سے دشمنی نہیں کی۔ اور ہمیں جاہلیت میں کچھ پتہ نہ تھا کہ ہم کیا اختیار کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے نکالا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اسے بھی معاف کر دیا۔“ وہ کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

وہ اپنے پہلے قصیدہ میں کہتے ہیں:

فما حملت من ناقة فوق رحلها ابر و اوفى ذمة من محمد

”کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے پر محمد (ﷺ) سے بڑھ کر کوئی باوفا اور نیک شخص سوار نہیں کیا۔“

انہی اشعار میں وہ کہتے ہیں:

- ① و نبی رسول اللہ ان قد هجوته
- ② فانی لا عرضا خرقت ولا دما
- ③ سوى انى قد قلت يا ويح فتية
- ④ اصابهم من لم يكن لدمائهم
- ⑤ ذویبا و کلثوما و سلما و ساعدا
- ⑥ على ان سلما ليس فيها كمثلها
- فلا رفعت سوطى الى اذا یدی
- هرقت فذكر عالم الحق واقصد
- اصيبوا بنجس يوم طلق واسعد
- كفينا فعزت غيرتى و تلددی
- جميعا فالأ تدمع العين تكمد
- و اخوته و هل ملوك كاعبد

”① رسول اللہ (ﷺ) کو یہ اطلاع ملی ہے کہ میں نے ان کی ہجو کی ہے اگر ایسا ہوا ہو تو میرے ہاتھ شل ہو جائیں کہ کبھی میں اپنا کوڑا نہ اٹھا سکوں۔ ② میں نے نہ تو کسی کی عزت پر حملہ کیا ہے اور نہ کوئی خون بہایا ہے، سو حق کا علم رکھنے والے کو نصیحت کر اور میانہ روی اختیار کر۔ ③ البتہ میں نے یہ کہا ہے: ان نوجوانوں کا ناس ہو جنہیں بشارت کے دن نحوست پہنچی اور میں سعادت مندرہا۔ ④ اس شخص نے ان کے خون بہائے جو ان کے خون کا مماثل نہ تھا۔ تو میری غیرت اور حیرانگی نے ⑤ ذویب، کلثوم، سلم اور ساعد سب قبائل کو جوش دلایا۔ ورنہ آنکھ اشکبار ہوتی اور اس کی ٹکور کی جاتی۔ ⑤ سلم پر (آنسو بہاتی) جس میں اس کی اور اس کے بھائیوں کی طرح کوئی نہیں، اور کیا بادشاہ غلاموں جیسے ہوا کرتے ہیں۔“

انہی اشعار میں کہتے ہیں:

فما حملت من ناقة فوق رحلها اعف و اوفى ذمة من محمد

”کسی اونٹنی پر محمد سے بڑھ کر پاکدامن اور با وفا شخص سوار نہیں ہوا۔“

دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں کہا ہے: یہ وہ سچا شعر ہے جو عرب نے کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: انس بن زینم کے عبید اللہ بن زیاد امیر عراق کے ساتھ پیش آمدہ کئی حالات و واقعات ہیں جنہیں ابوالفرج الاصبہانی * نے حارثہ بن بدر غدانی کے حالات میں نقل کیا ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ عبید اللہ بن زیاد شعراء کو ایک دوسرے کے خلاف چڑاتا تھا۔ اس نے حارثہ کو انس بن زینم کی ہجو کرنے کا حکم دیا تو اس نے ان کے متعلق چند اشعار کہے جس میں سے ایک یہ ہے:

و خبرت عن انس انه قليل الامانة خوانها

”مجھے انس بن زینم کے متعلق بتایا گیا ہے کہ کم امانت دار اور زیادہ خیانت گر ہے۔“

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے ان اشعار میں جواب دیا جن کا مطلع یہ ہے:

اتنی رسالة مستنكر فكان جوابی غفرانها

”میرے پاس ایک ناواقف کا خط آیا، جسے میرا جواب اسے معاف کرنا ہی ہے۔“

مرزبانی نے ولید بن ہشام جعدی کے سلسلہ سے ذکر کیا ہے، عبید اللہ بن عامر نے انس بن ابی اناس سے کسی چیز کا وعدہ کیا جبکہ وہ انہیں اس کا عادی بنا چکا تھا۔ جب کچھ تاخیر ہو گئی تو انہوں نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار کہے:

① ليت شعري عن خليلي ما الذي غاله في الود حتى ودعه

② لا يكن منك برقا خلّبا ان خير البرق ما الغيث معه

③ لا تهني بعد اذا كرمته فشدید عادة مستنزعہ

”① کاش مجھے دوست کے متعلق معلوم ہو جائے کہ محبت میں اسے کسی چیز نے دھوکا دیا کہ بالآخر وہ اسے خیر باد

کہہ بیٹھا ہے۔ ② تیرا بادل دھوکا دینے والی بجلی نہ بنے بہترین بجلی وہ ہوتی ہے جس کے ساتھ بارش بھی ہو۔

③ مجھے اعزاز و اکرام کے بعد رسوا نہ کرنا، کسی عادت کو روکنا بے حد دشوار ہوتا ہے۔“

میں کہتا ہوں: یہ اسید بن اناس کے بھائی ہیں چچا نہیں، شاید ان کے نام پر ان کا نام رکھا گیا ہے جبکہ انس بن زینم سا

بن زینم کے بھائی ہیں۔ ساریہ کا تذکرہ اپنی جگہ آئے گا۔

انس بن صرمہ ۲۶۸

انس بن صرمہ کا تذکرہ صرمہ بن انس میں آئے گا۔

۲۶۹ انس بن ضبع

بن عامر بن مجده بن جشم بن حارثہ انصاری حارثی، وہ عبید السہام بن سلیم بن ضبع کے چچا ہیں۔ ابو عمر * نے کہا: وہ اُحد میں شریک تھے۔ اسی طرح اسے ابو موسیٰ نے بحوالہ ابن شاپین ذکر کیا ہے۔

۲۷۰ انس بن ظہیر

ابو حاتم * اور عسکری نے ذکر کیا ہے کہ وہ اُحد میں شریک رہے۔ بخاری * اپنی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن منذر نے ان سے محمد بن طلحہ نے ان سے حسین بن ثابت بن انس بن ظہیر نے اپنی بہن سعدی بنت ثابت بن انس ظہیر کے حوالہ سے وہ اپنے والد سے اپنے دادا کی روایت نقل کرتی ہیں۔ فرمایا: اُحد کے دن رافع بن خدیج حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے انہیں (چھوٹا) کم عمر جان کر واپس کرنا چاہا تو ان کے چچا ظہیر بولے: یا رسول اللہ ﷺ! میرا بھتیجا ایک تیر انداز مرد ہے، تو نبی ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ *

ابن السکن نے بخاری کے سلسلہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا اور ابن مندہ نے علی بن عباس مصری سے بحوالہ جعفر بن سلیمان ابراہیم بن منذر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں انہوں نے کہا: تو میرے چچا ”رافع بن ظہیر بن رافع نے کہا“۔

طبرانی نے اسید بن ظہیر کے حالات میں کہا ہے: ہم سے محمد بن عبد اللہ عدنی، ان سے عثمان بن یعقوب عثمانی، ان سے محمد بن طلحہ، ان سے بشیر بن ثابت، ان سے ان کی بہن سعدی بنت ثابت اپنے والد سے اپنے دادا اسید بن ظہیر کے حوالہ سے نقل کرتی ہیں، اسی طرح ان کے ہاں لکھا ہے جو کئی جگہ غلط ہے۔ اسی سے ابو نعیم کو دھوکا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ابن مندہ نے لفظی غلطی کی ہے اور اسید بن ظہیر کو انس بن ظہیر لکھ دیا ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ابن مندہ ہی ٹھیک ہیں۔ صرف ان کا یہ قول (غلط ہے): ”رافع بن ظہیر“ درست ”ظہیر بن رافع“ ہے۔ واللہ اعلم

۲۷۱ انس بن عباس

بن انس بن عامر بن جی بن رغل بن مالک بن عوف امری القیس بن بھشہ بن سلیم سلمیٰ ثُم رعلی۔ ابن سعد نے بحوالہ ابو معشر وہ اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی سلیم میں سے سات سو لوگ آئے ان میں عباس بن مرداس، انس بن عباس بن رعل اور راشد بن عبد ربہ تھے۔ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا ذکر بھی آ رہا ہے، یہ جو ”عباس بن رغل“ کہا تو انہیں ان کے دادا کے دادا کی طرف نسبت کر کے ایسا کہا۔ ابن کلبی نے ذکر کیا: یہ انس سردار تھے پھر قبیلہ خثعم نے انہیں قتل کر دیا۔ ان کے بیٹے رزین بن انس بن عباس کا تذکرہ

* الاستیعاب (۲۰۱/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۲۵۱) الاستیعاب (۸۷)

* الجرح والتعديل (۲۸۷/۲)

* اسد الغابۃ (ت ۲۵۲) الاستیعاب (ت ۸۶) تجرید (۳۰/۱)

* جامع المسانید والسنن (۴۰۱/۱)

* التاريخ الكبير (۲۸/۲)

حرفِ راء میں آتا ہے۔ پھر اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ تینوں سلسلہ وار صحابہ ہیں، رزین بن انس بن عباس۔ سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ اس لشکرِ عراق کے درمیانی دستے کے امیر تھے جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے دمشق کی فتح کے بعد اس کی طرف پلٹا۔ وہ قادسیہ میں شریک رہے۔

ابن عساکر نے یرموک کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ ان کے والد عباس کے حالات میں ان کا (ضمناً) ذکر ہوگا۔

۲۴۲ انس بن عبدہ

بن جابر بن وہب بن ضباب بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر قرشی عامری۔ زبیر نے ان کا ذکر کر کے کہا کہ ان کا بیٹا عبد اللہ جنگِ جمل میں شہید ہوا۔

۲۴۳ انس بن فضالہ

بن عدی بن حرام بن الہتیم بن ظفر الانصاری الظفری۔ ابو حاتم نے کہا: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ اور ان کے والد نبی ﷺ کی معیت میں رہے اور آپ خود بنی ظفر میں ان سے ملنے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ یعقوب بن محمد زہری، سفیان بن حمزہ سے بحوالہ عمرو بن ابی فروہ اپنے گھرانے کی مشیخت سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: انس بن فضالہ احد میں شہید ہوئے تو ان کے بیٹے محمد بن انس بن نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں کھجور کا ایک درخت عطا کیا جو نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کو قریش کے قریب پہنچنے کی خبر ملی کہ وہ احد کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں اور ان کے بھائی مؤنس کو روانہ فرمایا۔ یہ دونوں انہیں سامنے سے ملے اور ان میں شامل ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ ﷺ کو ان کی تعداد اور پڑاؤ کی خبر دی اور جنگ احد میں دونوں نے شرکت کی۔

۲۴۴ انس بن قتادہ بن ربیعہ انصاری انہیں میں ذکر آ رہا ہے۔

۲۴۵ انس بن قتادہ الباہلی ان کا بھی انہیں میں ذکر آئے گا۔

۲۴۶ انس بن قیس بن المنتفق العقیلی

بنی عقیل کے وفد میں آئے بیعت کی اور اسلام لائے۔ یہ ابن سعد نے نقل کیا ہے جسے میں نے ویسے ہی اپنے شیخ ابو حفص بلقینی کے قلم سے تجرید کے حاشیہ سے نقل کر لیا ہے۔ لیکن بعد میں مجھے ابن سعد کی کتاب میں یہ جگہ نہ ملی پھر ایک دفعہ ورق گردانی میں مراجعت کے دوران مل گئی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مطرف بن عبد اللہ بن الاعلم کے حالات میں ان کا قصہ آ رہا ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۲۵۴) الاستیعاب (ت ۹۰) تجرید (۳۰/۱)

الاستیعاب (۲۰۱/۱) اسد الغابۃ (۱۴۷/۱) الاکمال لابن ماکولا (۲۷۷/۲)

۲۷۷ انس بن مالک

بن نصر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار ابو حمزہ انصاری خزرجی۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم اور ان لوگوں میں سے ایک جن کی روایات بکثرت ہیں۔ یہ روایت ان سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی۔ اور آپ ﷺ کی تشریف آوری پر ان کی والدہ ام سلیم انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا یہ انس کا لڑکا آپ کی خدمت کرے گا، تو آپ ﷺ نے انہیں قبول کر لیا۔ اور ان کی کنیت ابو حمزہ رکھی۔ جو ایک سبزی کی وجہ سے ہے جو وہ لاتے تھے اور آپ نے ان سے مزاح بھی کیا فرماتے: ”ارے دوکانوں والے!“

محمد بن عبد اللہ انصاری نے کہا: انس رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر کی جانب نکلے وہ آپ ﷺ کے خدمتگار لڑکے تھے۔ مجھے میرے والد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام سے سن کر خبر دی، انہوں نے حضرت انس سے پوچھا: کیا آپ بدر میں شریک تھے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں نہ رہے، بدر سے میں نے کہاں غائب ہونا تھا؟

میں کہتا ہوں: اہل سیر نے انہیں بدر میں اس لیے ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ جہاد کرنے والوں کی عمر سے کم تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: محمود بن غیلان نے ہمیں، انہیں ابوداؤد نے ابی خلدہ کے حوالہ سے بیان کیا، فرماتے ہیں: میں نے ابوالعالیہ سے کہا: کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سماع (حدیث) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: انہوں نے دس سال نبی ﷺ کی خدمت کی اور آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی۔ ان کا باغ تھا جس پر سال میں دو بار پھل لگتا تھا اس میں ریحان کا پودا تھا جس سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ میں قیام کر لیا پھر فتوحات میں شریک رہے پھر بصرہ مستقل قیام کر لیا وہیں ان کی وفات ہوئی۔ علی بن المدینی نے کہا کہ بصرہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں انس رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: ہم سے موسیٰ نے اسحاق بن عثمان کے حوالہ سے نقل کیا، فرمایا: میں نے موسیٰ بن انس سے پوچھا: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کتنے غزوے کیے؟ فرمایا: آٹھ غزوات۔ ابن السکن نے صفوان بن ہبیرہ کے سلسلہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: مجھے ثابت بنانی نے کہا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک (بال) ہیں، انہیں میری زبان کے نیچے رکھیں۔ چنانچہ وفات کے بعد وہ بال ان کی زبان کے نیچے رکھے گئے اور اسی حالت میں انہیں دفن کیا گیا۔

معتمر اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے: جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نمازیں پڑھیں ان میں سے میرے علاوہ کوئی زندہ نہ رہا۔ جریر بن حازم کہتے ہیں: میں نے شعیب بن حجاب سے کہا:

اسد الغابۃ (ت ۲۵۸)

ابوداؤد باب ما جاء فی المزاح (۵۰۰۲) ترمذی ما جاء فی المزاح (۱۹۹۲) مسند احمد (۱۱۷/۳) المعجم الكبير (۲۴۰/۱)

السنن الكبرى (۲۴۸/۱۰) کنز العمال (۳۶۸۳۶)

ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب انس بن مالک (۳۸۳۳)

التاریخ الكبير (۳۹۸/۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا انتقال کب ہوا؟ انہوں نے کہا ۹۰ھ میں۔ اسے ابن شاہین نے روایت کیا ہے۔ اور سعید بن عفیر، یثیم بن عدی اور معتمر بن سلیمان کہتے ہیں: ۹۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابن شاہین * نے کہا: ہم سے عثمان بن احمد نے ان سے حنبل نے ان سے احمد بن حنبل نے ان سے معتمر بن سلیمان حمید سے اسی مفہوم کو نقل کیا ہے۔ البتہ کچھ اضافہ کیا ہے: کہ ان کی عمر ننانوے (۹۹) سال تھی۔ اور ابن سعد * نے واقدی سے بحوالہ عبد اللہ بن زید ہذلی نقل کیا ہے کہ وہ ۹۲ھ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ابو نعیم کوئی نے کہا ہے: ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ اسی میں مدائنی اور خلیفہ نے ان کی یہی تاریخ بیان کی اور یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کی عمر ۱۰۳ سال تھی۔

ابن شاہین نے یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۱ سال کی عمر میں ہوئی۔ بعض نے ۱۰۷ سال کہی ہے۔ اس روایت کو بغوی نے عمر بن شبہ سے محمد بن عبد اللہ انصاری کے حوالہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ طبرانی نے کہا: ہم سے جعفر فریابی نے ان سے ابراہیم بن عثمان مضمیعی نے ان سے مخلص بن الحسین نے ان سے ہشام بن حسان نے ان سے حصہ نے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں، آپ نے فرمایا: ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! انس رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ”اے اللہ! اسے مال و اولاد بکثرت دے کر ان میں برکت عطا فرما“۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے اپنے ایک پوتے کے سوا اپنی صلیبی اولاد میں سے ایک سو پچیس ۱۲۵ دفن کیے اور میری زمین میں دودفع پھل لگتا تھا“۔ جعفر بن سلیمان، ثابت سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: جب میں لڑکا تھا تو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئیں، آپ ﷺ سے کہنے لگیں یا رسول اللہ! یہ انس ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ تو نبی ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ”اے اللہ! اس کے مال و اولاد کو بڑھا اور اسے جنت میں داخل فرما“۔ * آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: میں نے دو کا مشاہدہ کر لیا تیسری کی امید ہے۔

اسی طرح جعفر، ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ اتنے میں ان کا منتظم آ کر کہنے لگا: ابو حمزہ! ہماری زمین پیاس سے خشک ہو گئی۔ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ اٹھے، وضو کر کے جنگل کی طرف نکل گئے۔ وہاں دو گانے ادا کر کے دعا کی۔ میں نے دیکھا آسمان پر بادل جڑنے لگے پھر اتنی بارش ہوئی کہ ہر چیز بھر گئی۔ جب بارش تھئی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گھرانے کے کسی فرد سے فرمایا: دیکھنا بارش کہاں ہوئی ہے۔ اس نے جا کر دیکھا تو ان کی زمین سے قدرے باہر بارش ہوئی جبکہ گرمیوں کا موسم تھا۔

علی بن جعد، شعبہ سے وہ ثابت سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ام سلیم کے بیٹے یعنی انس

* الثقات (۷۲)

* الطبقات الکبریٰ (۱۳/۷)

* مسلم کتاب المساجد باب جواز الجماعة فی النافلة والصلاة علی الحصیر (حدیث ۱۴۹۹)

ترمذی کتاب المناقب باب مناقب لانس بن مالک (حدیث ۳۸۲۹) التاريخ الكبير (۱۲۷/۸) دلائل النبوة (۱۹۴/۶)

* ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة باب القراءة فی الظهر والعصر (حدیث ۸۲۷)

سے بڑھ کر میں نے کسی کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ نہیں دیکھی۔ طبرانی * نے اوسط میں عبید بن عمرو الاسجی کے سلسلہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اشارہ کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت نقل کی ہو۔

محمد بن عبد اللہ انصاری نے فرمایا: ہم سے ابن عون نے بحوالہ موسیٰ بن انس بیان کیا کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سعاہ (صدقات کی وصولیابی) کے لئے بحرین بھیجنا چاہا، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے، ان سے مشورہ کیا، وہ فرمانے لگے: انہی کو بھیجیں کیونکہ یہ عقلمند کاتب ہیں۔ فرماتے ہیں: چنانچہ آپ نے انہیں روانہ کر دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مناقب اور فضائل بہت زیادہ ہیں۔

۲۷۸ انس بن مالک الکعبی * القشیری

ابو امیہ بعض نے ابو امیہ اور بعض نے ابو امیہ بھی کہا ہے۔ بصرہ میں ٹھہرے اور نبی ﷺ سے، مسافر * سے روزہ ساقط ہونے کی حدیث روایت کی ہے۔ ان کا آپ کے ساتھ اس بارے میں قصہ بھی ہے۔ اسے اصحاب السنن، امام احمد نے نقل کیا اور ترمذی وغیرہ محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ سے اس بارے میں یوں آیا ہے کہ انس بن مالک بن عبد الاشہل کے ایک شخص تھے جو غلط ہے۔ اور ابوداؤد کی انس بن مالک کی روایت ہے جو بنی عبد اللہ بن کعب کے فرد اور یہ لوگ قشیر کے بھائی ہیں۔ یہی درست ہے۔ بخاری نے ان کے حالات میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اسی بنا پر وہ کعبی ہوئے نہ کہ قشیری۔ کیونکہ قشیر، کعب کے بیٹے تھے۔ کعب کا ایک اور بیٹا ہے جس کا نام عبد اللہ ہے جو قشیر کے بھائیوں میں سے ہے خود قشیر نہیں۔ ان کے متعلق ابن عبد البر کا قول ”قشیری“ کا رشاطی نے تعقب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے: کعبی اور کعب قشیر کے بھائی ہیں، قشیر (کی اولاد) سے نہیں۔ اس واسطے کہ کعب قشیر کے والد ہیں نہ کہ اس کے بھائی۔ واللہ اعلم

بلغوی اور ابن شاہین کی روایت میں عصام بن یحییٰ کی سند سے ابو قلابہ سے بحوالہ عبد اللہ بن زیاد، ابو امیہ بن جعدہ کے بھائی سے مروی ہے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۲۷۹ انس بن مخاشن

ان کی قبی بن مخلد کی سند میں دو حدیثیں ہیں، تجرید کے مصنف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۰ انس بن مدرک *

بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن العتیک بن جابر بن عامر بن تیم اللہ بن مبشر بن اکلب (لام کی پیش سے) خثعمی پھر

* المعجم الكبير (حدیث ۴۸۱۱)

* اسد الغابة (ت ۲۵۷) الاستيعاب (ت ۸۵)

* ابوداؤد کتاب الصیام باب اختیار الفطر (حدیث ۲۴۰۸) ترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی الرخصة فی الإفطار (حدیث ۵۱۷)

* مسند احمد (حدیث ۲۹/۵)

* اسد الغابة (ت ۲۵۹)

ابن کلبی، ابوسفیان کنیت رکھتے تھے۔ ابن شاہین نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید بحوالہ ان کے رجال سے منقول ہے، پھر ان کا نسب ذکر کیا۔ پھر فرمایا: مجھے ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

ابن کلبی نے ان کا ذکر اور نسب بیان کرنے کے بعد کہا: وہ شاعر اور سردار تھے اپنی عادت کے مطابق انہوں نے یہ نہیں کہا کہ انھیں شرف صحابیت حاصل ہے جیسا کہ ان جیسے دوسرے لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں۔ ابن جندب، ابن حزم اور ابو عبیدہ نے بھی ان (ابن کلبی) کی پیروی کی ہے۔

ابن فتحون نے ذیل میں طبری کے حوالہ سے ان کا ذکر کر کے کہا: وہ شاعر تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ابو حاتم بھستانی نے کتاب المعمرین میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں خشم کے سردار اور اس کے شہسوار تھے۔ اسلام کا دور پایا تو اسلام لے آئے۔ اور ایک سو چون (۱۵۴) سال زندہ رہے۔ جب وہ اس عمر کو پہنچے تو یہ اشعار کہے:

- ① اذا ما امرؤ عاش الهنيذة سالماً و خمسين عاما بعد ذاك و اربعاً
- ② تبدل مر العيش من بعد حلوه و اوشك ان ييلي و ان يتسععا
- ③ رهينة قعر البيت ليس يريمه لقي ثاويلا يبرح المهد مضجعا
- ④ يخبر عمن مات حتى كانما رأى الصعب ذا القرنين او تبعا

”① آدمی جب سو سال سے زائد پچاس اوپر چار سال سلامتی سے زندہ رہ لے۔ ② زندگی کی خوشحالی کے بعد اس کی بدحالی سے بدل دیتی ہے اور عنقریب وہ بوڑھا ہو کر پھسڑی ہو جائے گا۔ ③ ہمیشہ گھر میں پڑے رہنا، اگرچہ وہ ٹھہری ملاقات کا قصد نہیں کرتا پھر بھی ہمیشہ پنگھوڑا بستر بنا رہتا ہے۔ ④ اس عمر میں پہنچ کر وہ مرنے والے لوگوں کی باتیں سناتا ہے ایسا لگتا ہے اس نے سخت ذوالقرنین یا تبع کو دیکھا ہے۔“

ان (ابن فتحون) کے علاوہ لوگوں نے کہا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی سے شادی کی جس سے عبدالرحمن، عبداللہ المہاجر پیدا ہوئے۔ مرزبانی نے کہا: وہ جاہلیت میں خشم قبیلہ کے شہسوار تھے اسلام لانے کے بعد کوفہ مقیم ہو گئے۔ انہی نے یہ اشعار کہے ہیں:

اغشى الحروب و سربالي مضاعفة تغشى البنان و سيفي صارم ذكر

”میں جنگوں پر چھا جاتا ہوں، میرا کرتہ دوہرا ہے جس نے انگلیوں کو ڈھانپ رکھا ہے اور میری تلوار تیز کاٹنے والی ذکر کی طرح ہے۔“

جاہلیت کے ان کے بہت سے قصے ہیں ان میں سے ایک وہ جو ابو عبیدہ دیاج میں منتجع بن نبھان نے نقل کیا ہے، کہتے ہیں: سلیم بن سلک جو مشہور شاعر تھا وہ عبد ملک بن مؤیلک خشمی کو حیرہ پر اپنی غنیمت کا خراج دیتا تھا۔ وہ اپنے غزوے سے واپس جا رہا تھا، رستے میں خشم کے گھر سے گزر رہا جس کے گھر کے لوگ باہر پانی لینے گئے ہوئے تھے۔ اس گھر میں ایک رعنا لڑکی تھی اس سے پوچھا: قبیلہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: پانی لینے گئے ہیں۔ موقع پا کر اس نے اس سے ہمبستری کی جب فارغ ہو کر اٹھا تو یہ جلدی سے گھاٹ پر گئی، قوم کو ساری بات بتائی۔ انس بن مدرک خشمی نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور سلیم کو پا کر قتل کر دیا۔ عبد ملک (کو اطلاع ملی تو سخ

پاہو کر کہنے لگا: میں اس کے قاتل کو قتل کروں گا یا اس کی دیت وصول کروں گا۔ انس نے اس سے کہا: اس کے بدمعاشی کی وجہ سے میں کبھی اس کی دیت نہیں دوں گا۔

ابوالفرج اصہبانی نے ان کا درید بن صمہ کے ساتھ جاہلیت کا طویل قصہ بھی ذکر کیا ہے اور زبیر بن بکر نے نسب میں ذکر کیا ہے۔ عبد اللہ بن حارث وداعی ہر سال مکہ آتا، تو انس بن مدرک خنعمی اس پر حملہ کر کے اس کا سب کچھ چھین لیتے۔ اسی کے متعلق وہ شعر میں کہتے ہیں: میری اونٹنی اس لیے نہیں چلائی گئی کہ سبک کے سامنے اسے کوئی دربان روکے۔ قیلولہ کے بعد انس نے نافرمانی و سرکشی سے کام لیا اور جب وہ تنگ دست ہوا تو ہمیں بیت اللہ سے روک دیا۔

۲۸۱ انس بن ابی مرثد غنوی

ابو مرثد کا نام کناز بن الحصین ہے، ان کا پورا نسب ان کے والد کے حالات میں آئے گا۔ ان کی کنیت ابو یزید تھی۔ ابن مندہ نے کہا: ان کے اور ان کے والد کے درمیان بیس سال کی عمر کا فرق تھا۔ ابوداؤد، نسائی، بغوی، طبرانی اور ابن مندہ نے ابوتوبہ کی سند سے معاویہ بن سلام کے حوالہ سے زید بن سلام سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابوسلام کو فرماتے سنا: ہم سے سلولی یعنی ابوکبشہ نے بیان کیا ان سے بہل ابن الحظلیہ نے بیان کیا کہ حنین کے روز یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے، چلتے چلتے دن ڈھل گیا، ظہر کا وقت ہوا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ تو انس بن ابی مرثد غنوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ خدمت میں انجام دوں گا۔ حدیث کے آخر میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا پوری رات تم سواری سے اترے تھے؟ انہوں نے عرض کیا صرف نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے لیے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اپنے لیے جنت واجب کر لی اب تم عمل نہ بھی کرو تو کافی ہے۔“ اس کی سند صحیح کی شرط کے مطابق ہے۔

ابن حبان اور ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ ان کا نام انیس تھا، بغوی نے انس بن ابی مرثد اور انیس بن ابی مرثد میں فرق کیا ہے اور ابن شاہین نے انس بن ابی مرثد غنوی اور انیس بن مرثد بن ابی مرثد میں فرق کر کے انیس کے حالات میں کہا ہے: وہ غزوہ اوطاس میں نبی کریم ﷺ کے خبر رساں تھے۔ ان کی کنیت ابو یزید تھی۔ ۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے اور ان کے والد کے مابین اکیس (۲۱) سال کا فرق تھا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے یہ سارے انس بن ابی مرثد کے اوصاف ہیں۔ واللہ اعلم یہاں یہ بات جان لیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: انس بن ابی مرثد و انیس بن ابی مرثد بھی کہا جاتا ہے۔

۲۸۲ انس بن معاذ

بن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری۔ موکی بن عقبہ، واقدی، اور ابن اسحاق

اسد الغابۃ (ت ۲۶۰) تجرید (۳۱/۱)

ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی فضل الحرس فی سبیل اللہ (حدیث ۲۵۰۱) ”معجم الکبیر“ حدیث ۲۱۶/۶

المستدرک للحاکم (حدیث ۸۴/۲) دلائل النبوة (۲۷۵/۴) کنز العمال (۳۶۸۴۵)

اسد الغابۃ (ت ۲۶۱) الاستیعاب (ت ۸۱) تجرید (۳۱/۱)

نے شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر تو کیا لیکن (انس کی جگہ) انیس (تقصیر سے) کہا ہے۔ عبد اللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا: بر معونہ کے روز وہ شہید ہوئے۔ بہر کیف واقدی یہ ذکر کرتے ہیں کہ ان کی وفات خلافت عثمانی میں ہوئی ہے۔

۲۸۳ انس بن النضر

بن ضمضم الانصاری الخزرجی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (خادم رسول اللہ ﷺ جن کا ذکر پہلے ہو چکا) کے چچا، ان کا پورا نسب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حمید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ان کے چچا انس بن نضر جنگ بدر سے رہ گئے تھے۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! مشرکین سے آپ کی پہلی جنگ میں میں غائب تھا، اللہ کی قسم! اگر اب کی بار اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے جنگ میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لے گا میں کیا کرتا ہوں۔ پھر جب جنگ اُحد ہوئی تو مسلمانوں کے قدم اکھڑے گئے اس پر انہوں نے اللہ کے حضور عرض کی: ”اے اللہ! میں مسلمانوں کی اس حرکت سے تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں، اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے اس سے تیری طرف براءت کا اعلان کرتا ہوں“۔ پھر آگے بڑھے، راستے میں سعد بن معاذ ملے ان سے کہا: سعد! یہ رہی جنگ! رب انس کی قسم! مجھے اُحد سے ورے اس کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (وہ اس قدر جذبہ شہادت سے سرشار تھے) کہ جو کچھ وہ کر گئے مجھ سے نہ ہو سکا۔ پھر راوی نے حدیث کا ذکر کیا۔ یہ روایت بخاری میں ثمامہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور ابن مندہ نے اسے حماد بن سلمہ کی سند سے بحوالہ ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ ان کی بہن ربيع بنت النضر کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر آئے گا۔

۲۸۴ انس بن ہزلة

ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ ان کے والدین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، پھر ان سے ان کے بیٹے عمرو بن انس نے روایت کی ہے۔ عسکری کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ یہ انس بن ہزلة، انس بن حارث ہیں۔ لہذا یہ تحریر کر لیا جائے۔

۲۸۵ (ن) انس رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے غلام)

واقدی نے ابن ابی الزناد سے بحوالہ محمد بن یوسف نقل کر کے کہا: رسول اللہ ﷺ کے غلام، خلافت صدیقی میں فوت ہوئے۔ یہ ان انس غلام رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہیں جنہیں ابوانسہ کہا جاتا ہے۔

۲۸۶ انس الجہنی

معاذ کے والد، خلیفہ نے شام میں ٹھہرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ طبری میں ابوکریب سے بحوالہ رشید بن سعد، زبان بن فائد، سہل بن معاذ بن انس سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت منقول ہے، فرمایا: نبی ﷺ فرماتے تھے: کیا تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وفادار خلیل کا نام خلیل کیوں رکھا؟ کیونکہ وہ صبح و شام کہتے تھے: ”اللہ کی ذات پاک ہے“

اسد الغابة (ت ۲۶۳) الاستيعاب (ت ۸۲) تجريد (۳۱/۱)

بخاری كتاب المغازی باب غزوة احد (حدیث ۴۰۴۸) الجامع الكبير المخطوط (۲۶۳/۲)

اسد الغابة (ت ۲۶۴) الاستيعاب (ت ۸۹) اسد الغابة (ت ۲۶۲)

جب تم لوگ شام کے وقت میں داخل ہوتے ہو اور جب تم صبح کا نظارہ کرتے ہو۔^{*}
ابن مندہ نے نعیم بن حماد کی روایت سے اسی سند سے رشیدین سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا: ”قسم ہے زمین کی جو شگاف کے قابل ہے۔“ (سورۃ الطارق: ۱۲)

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور تمام نے اپنے فوائد میں ابن لہیعہ کی سند سے اور طبرانی نے مسند الشامیین میں سعید بن عبدالعزیز کی سند سے دونوں یزید بن ابی حبیب سے وہ معاذ بن سہل بن انس سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سرور اور بیماری کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ تو گویا سہل کا اس روایت میں دادا کی طرف نسبت کر کے نسب بیان کیا گیا۔ جبکہ درست معاذ بن سہل بن معاذ بن انس ہے، اور یہ روایت معاذ بن انس کی حضرت ابودرداء کی روایت سے مروی ہے۔
اصحاب السنن نے معاذ بن انس کی نبی ﷺ سے احادیث نقل کی ہیں جن میں ان کے والد کا واسطہ نہیں۔ اور جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تصانیف کی ہیں ان کے ہاں جو احادیث درج ہوئی ہیں ان میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے جسے بغوی نے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں: ہم سے عباس نے ان سے یونس بن محمد نے ان سے لیث ان سے یزید بن ابی حبیب نے معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ان کے والد سے اور وہ صحابی رسول ہیں وہ مرفوع روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان جانوروں پر تب سوار ہوا کرو جب یہ صحیح سالم ہوں اور انہیں کرسیاں^{*} بنائے ان پر جسے نہ رہا کرو۔“

لیث، زبان بن فائد سے وہ معاذ بن انس سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، بغوی نے کہا: یزید بن ابی حبیب اور زبان نے سہل بن معاذ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ کے حوالہ سے کئی احادیث روایت کرتے ہیں جن میں معاذ بن انس کا انس سے روایت میں کوئی واسطہ نہیں سوائے روایت کے۔

میں کہتا ہوں: ان کے سلسلہ میں ایک حذف (چھوٹ) کا وقوع ہوا ہے جس کی بناء پر یہ غلطی رونما ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں حجاج بن محمد کے حوالہ سے لیث سے دونوں سندوں کے ذریعہ روایت کیا، (آخر میں) کہا: معاذ بن انس سے وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ نیز انہوں نے موسیٰ بن داؤد، اور ابوالولید طیاہی سے وہ دونوں لیث سے وہ یزید سے وہ حسن بن موسیٰ سے وہ ابن لہیعہ سے وہ زبان سے وہ سہل بن معاذ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کو نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح اسے ابویعلیٰ نے ابوخیثمہ سے انہوں نے یونس بن محمد سے دونوں سندوں سے نقل کر کے ان میں فرق کیا ہے۔ اور ایسے ہی حاکم اس روایت کو عصام بن علی اور سعید بن سلیمان کی سند سے وہ دونوں لیث سے نقل کرتے ہیں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: بغوی کی روایت وہم ہے۔ واللہ اعلم

اور حاکم کے ہاں ابراہیم بن دیزیل کی سند سے بحوالہ شبابہ، لیث سے اسی طرح لکھا ہے جو بغوی سے تحریر ہوا۔ غلطی میں دونوں

^{*} تفسیر طبری (۴۱۷/۱) تاریخ طبری (۲۸۶) تفسیر ابن کثیر (۳۱۴/۶، ۲۴۰/۱) الدر المنثور (۱۵۴/۵)

الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف (حدیث ۱۶۱)

^{*} المستدرک (حدیث ۱، ۴۴۴/۲، ۱۰۰/۲) السنن الکبریٰ (۲۵۵/۵) موارد الظمان (۲۰۰۲) الدر المنثور (۱۱۱/۴)

تہذیب تاریخ دمشق (۱۵۴/۳) کنز العمال (۲۴۹۵۷)

^{*} مسند احمد (حدیث ۴۳۹/۳)

برابر ہیں۔ داری نے اپنی سند میں عثمان بن ابی شیبہ، بحوالہ شبابہ درست نقل کیا ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کے ہاں قلمبند ہے۔ میں کہتا ہوں: یہی درست ہے جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یزید بن ابی حبیب اور زبان بن قائد، معاذ بن انس سے نہیں ملے۔ وہ دونوں معاذ کے والد سہل سے روایت کرتے ہیں۔

نکتہ: یہاں ہمارے سامنے جو الاصابہ کے دو نسخے ہیں ان میں ”لم يلحقا معاذ بن انس و انما يرويان عن ابيه سهل بن معاذ بن انس“ لکھا ہے۔ جبکہ صحیح نسب معاذ بن سہل بن معاذ بن انس ہے۔ لہذا ”لم يلحقا معاذ بن سهل و انما يرويان عن ابيه سهل بن معاذ بن انس“ مذکورہ اس صورت میں درست بنے گی۔ (عامرتی ندوی)

۲۸۷ انسہ

نبی ﷺ کے غلام، بعض نے ابوانسہ کہا ہے۔ جنگ بدر کے روز شہید ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ ابوسروح یا ابوسرح ہیں۔ مصعب زبیری نے کہا: انسہ کی کنیت ابوسرح تھی، وہ نبی ﷺ سے اجازت لے کر آتے تھے، وہ سرداروں کے پروردہ تھے۔ خلافت صدیقی میں فوت ہوئے۔ خطیب نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ روایت کیا ہو۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاء بدر اور وہاں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مدائنی نے کہا: ہم سے عبدالعزیز بن ابی ثابت نے بحوالہ داؤد بن حصین عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہی الفاظ میں روایت کرتے ہیں۔ البتہ انہوں نے ابوانسہ کہا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں خلیفہ کی سند سے بحوالہ مدائنی نقل کیا ہے کہ وہ شہید ہوئے۔ اسی طرح واقدی نے ابن ابی حبیبہ سے بحوالہ داؤد بن الحصین سے ان کی سند سے ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے کہا: یہی سند محفوظ ہے۔ واقدی کہتے ہیں: میں نے اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ غزوہ احد میں شریک رہے اور اس کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے۔ اور فرماتے ہیں: مجھ سے ابن ابی الزناد نے بحوالہ محمد بن یوسف بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ انسہ کی وفات نبی کریم ﷺ کے بعد خلافت صدیقی میں ہوئی۔ اور خلیفہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے غلام انسہ آپ سے اجازت لیتے تھے۔ مجھے نہیں معلوم ان کی مراد ان سے ہے یا کوئی اور شخصیت ہے۔ پھر میں نے مصعب کی کتاب میں دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام انسہ کا ذکر کر کے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اجازت لیتے تھے ان کی کنیت ابوسروح تھی وہ بدر واحد میں شریک رہے اور وہ سرداروں کے پروردہ تھے۔ خلافت صدیقی میں ان کا انتقال ہوا۔ اور خطیب نے کہا: مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سن کر کچھ روایت کیا ہو۔ واللہ اعلم

۲۸۸ انة المخنث

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابراہیم بن مہاجر کی سند سے ابوبکر بن حفص سے نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کے ایک خواجہ سرا، جسے انة کہا جاتا تھا، سے کہا: کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہمیں کسی عورت کے بارے میں بتاؤ تا کہ ہم عبدالرحمن بن ابی بکر سے اس کا رشتہ کر سکیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ تو پھر اس نے ایک عورت کا حال بیان کیا کہ جب سامنے سے آئے تو چار اعضاء سے سامنا کرتی ہے اور جب پیٹھ پھیر کر جائے تو آٹھ اعضاء سے پیٹھ پھیرتی ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے سن لی تو فرمایا: ”اِنَّه! مدینہ سے نکل کر حراء الاسد میں چلے جاؤ، وہیں تمہارا گھر ہونا چاہیے۔ اور لوگوں کی عید کے سوا ہرگز مدینہ میں داخل نہ ہونا۔“

اسد الغابة (ت ۲۶۵) الاستيعاب (ت ۱۴۲) الاستيعاب (۱/۲۲۳، ۲۲۴) اسد الغابة (۱/۱۸۳، ۱۸۴)

کنز العمال حدیث (۱۳۰۴۷) فتح الباری (۹/۳۳۴)

انیس نامی حضرات

۲۸۹ انیس بن جنادہ *

بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار الغفاری۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کے بھائی جو عمر میں ان سے بڑے تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور بغوی نے سلیمان بن مغیرہ کی سند سے بحوالہ حمید بن ہلال عبد اللہ بن الصامت سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھائی انیس نے مجھ سے کہا: مکہ میں مجھے کچھ کام ہے، تو کیا میرے واپس آنے تک تم میرے معاملات کی دیکھ بھال کر لو گے؟ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ انیس مکہ چلے گئے۔ فرماتے ہیں: وہاں انہوں نے کافی دن لگا دیئے اس کے بعد واپس آئے۔ آکر کہنے لگے: میں نے وہاں تمہارے دین کا ایک شخص دیکھا ہے جس کا خیال کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رسول بنایا ہے لوگوں نے اس کا نام صابی (بے دین) رکھا ہے۔ میں نے کہا: (بھائی!) وہ لوگ کیا کہتے ہیں: کہنے لگے: لوگ سمجھتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) وہ (اس دعویٰ میں) جھوٹا ہے، جادوگر اور شاعر ہے جبکہ میں نے اس کی گفتگو سنی ہے اللہ کی قسم! وہ تو ایسا نہیں۔ اور میں نے لوگوں کی باتیں بھی سنی ہیں اللہ کی قسم! میں تو اسے سچا سمجھتا ہوں پھر پوری حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے، انیس نے کہا: مجھے تمہارے دین سے اعراض نہیں، اس واسطے کہ میں اسلام لا کر (ان کی) تصدیق کر چکا ہوں۔

مستدرک میں عروہ بن روم کی سند سے عامر بن لد بن الاشعری کے حوالہ سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے ابوہلیٰ اشعری سے سنا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا، پھر ان کے اسلام لانے کا مکمل قصہ ذکر کیا۔ جس کے آخر میں ہے۔ وہاں سے میں اپنی والدہ اور بھائی کے پاس آیا، انہیں سارے واقعہ سے خبردار کیا۔ تو ان دونوں نے کہا: ہمیں تمہارے دین سے کوئی اعراض و نفرت نہیں پھر ہم سب مدینہ جا پہنچے۔ *

۲۹۰ انیس بن الضحاک الاسلمی *

ابوحاتم رازی نے ان کا ذکر کر کے کہا: مشہور نہیں ہیں۔ اور ابن مندہ نے بقیہ کی سند سے نقل کیا فرماتے ہیں: حسان بن سلیمان نے ہمیں عمرو بن مسلم کے حوالہ سے انہوں نے انیس بن ضحاک سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابوذر! کھردرا اور تنگ لباس پہنوتا کہ فخر و غرور کو تمہارے (دل) میں (پیدا ہونے کا) موقع ہی نہ ملے۔ * ابن مندہ نے کہا: غریب روایت ہے۔ نیز اس میں ارسال بھی ہے۔ ابن حبان اور ابن عبد البر * نے اس بات پر یقین کیا ہے کہ یہ وہی صاحب ہیں جن سے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ”انیس! اس کی بیوی کے ہاں جاؤ (اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اسے رجم (سنگسار) کر دینا۔ چنانچہ اس نے اعتراف کر لیا تو

* اسد الغابۃ (ت ۲۶۷) الاستیعاب (ت ۹۳) تجرید (۳۲/۱)

* مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ (حدیث ۶۳۰۹) المعجم الكبير (حدیث ۲۶۶/۱، ۲۶۷)

* اسد الغابۃ (۲۶۸) الاستیعاب (ت ۹۵) تجرید (۳۲/۱)

* کنز العمال (حدیث ۵۶۲۳)

* الاستیعاب (۲۰۳/۱)

انہوں نے اسے سنگسار کیا۔* اس میں تامل ہے میرے نقد و تبصرے میں بظاہر وہ ان کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم

۲۹۱) انیس بن عتیک*

بن عامر الانصاری الاشہلی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ، جسر ابی عبید کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کا نام اس لیا ہے شاید یہ دونوں بھائی ہوں۔

۲۹۲) انیس بن قتادۃ الباہلی*

بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا: ابونصرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں بنی ضبیہ کے گروہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ انہیں انس بھی کہا جاتا ہے لیکن پہلا نام ہی زیادہ صحیح ہے۔

۲۹۳) انیس بن قتادۃ*

بن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ جنگ بدر میں شرکت کی اور اُحد میں شہید ہوئے۔ واقدی نے کہا: زہری کے بھتیجے نے زہری کے حوالہ سے عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ سے وہ اپنے چچا مجمع بن جاریہ سے روایت کرتے ہیں کہ خنساء بنت خزام، انیس بن قتادہ کے عقد میں تھیں۔ وہ غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے تو ان کے والد نے مزینہ کے کسی شخص سے ان کا نکاح کر دیا، جو انہیں نہ بھایا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے اس آدمی کے نکاح کو رد فرما دیا۔ تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی جن سے سائب بن ابی لبابہ پیدا ہوئے۔

بخاری وغیرہ اسے مالک کی سند سے، عبدالرحمن بن قاسم سے وہ اپنے والد سے وہ عبدالرحمن اور مجمع سے جو دونوں یزید بن جاریہ انصاری کے بیٹے ہیں، خنساء بنت خزام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے ان کی ناپسند کی شادی کر دی اور خاوند کا نام تک نہ بتایا۔

ابن عبدالبر* نے کہا: وہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے اور واقدی کے علاوہ نے ان کا نام انس بتایا ہے۔ ابن عبدالبر نے اس کا انکار کیا ہے۔ واللہ اعلم

* بخاری کتاب الوکالۃ باب الوکالۃ فی الحدود (حدیث ۲۳۱۴) (۲۳۱۵)

مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی (حدیث ۴۴۱۰)

ابوداؤد فی کتاب الحدود باب المرأة التي امر النبي ﷺ برجمها من جهينة (حدیث ۴۴۴۵)

ترمذی کتاب الحدود باب ما جاء فی الرجم علی الثیب (حدیث ۱۴۳۳)

نسائی کتاب آداب القضاۃ باب صون النساء عن مجلس الحكم (حدیث ۵۴۲۵، ۵۴۲۶)

* اسد الغابۃ (ت ۲۶۹)

* اسد الغابۃ (ت ۲۷۱) الاستیعاب (۹۲)

* اسد الغابۃ (۱۵۵/۱) الاستیعاب (۲۰۲/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۲۷۲) الاستیعاب (ت ۹۱) تجرید (۳۲/۱)

* الاستیعاب (۲۰۱/۱)

ابن سعد نے کہا: ہمیں محمد بن حمید نے معمر کے حوالہ سے سعید بن عبد الرحمن بخشی سے روایت بیان کی ہے، فرمایا: خنساء بنت خدام نامی ایک عورت تھی جو انیس بن قنادہ انصاری سے منسوب تھی۔ غزوہ احد میں ان کی شہادت ہوئی تو بعد میں اس کے والد نے کسی اور شخص سے اس کا نکاح کر دیا۔ اس نے نبی ﷺ سے سارا ماجرا کہہ سنایا اور کہا: مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میری اولاد عام ہو تو آپ ﷺ نے اس عورت کو اختیار دیا۔ * اس سلسلہ کی مزید وضاحت خنساء بنت خدام کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

۲۹۴ انیس بن معاذ

بن قیس انصاری۔ انس میں ذکر ہو چکا ہے جن کا نام عروہ نے بتایا ہے۔

۲۹۵ انیس بن ابی مرثد الغنوی *

بغوی نے معجمہ میں، قحی بن مخلد نے اپنی مسند میں، بخاری نے اپنی تاریخ * میں اور ابو علی بن السکن نے لیث کی سند سے یحییٰ بن سعید کے حوالہ سے خالد بن ابی عمران سے نقل کیا کہ حکم بن مسعود نے ان سے بیان کیا کہ انیس بن ابی مرثد الانصاری نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب گونگا، اندھا اور بہرہ فتنہ ہوگا جس میں لیٹا ہوا بیٹھے سے خیریت میں ہوگا“۔ (حدیث) ابن شاہین نے اسی سلسلہ سے نقل کی ہے لیکن انہوں نے کہا: انیس بن مرثد انصاری سے مروی ہے اور ابن عبد البر نے انیس بن مرثد بن ابی مرثد غنوی سے عنوان قائم کر کے کہا یہ حدیث ان کے حالات میں آتی ہے جو فتنہ کے بارے میں ان سے حکم بن مسعود ان سے روایت کرتے ہیں۔

ابن السکن وغیرہ علماء نے انیس بن ابی مرثد انصاری اور انس بن ابی مرثد غنوی میں فرق کیا ہے یہی درست ہے۔ ادھر عسکری نے ”انیس بن ابی مرثد انصاری“ کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے جبکہ ابن حبان نے انہیں قابل اعتماد تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اگرچہ انس بن مرثد بن ابی مرثد غنوی کو (تصغیر سے) انیس بھی کہا جاتا ہے تو وہ ان کے علاوہ اور صاحب ہیں۔ واللہ اعلم

۲۹۶ انیس الاسلامی *

حدیث عسیف میں ان کا ذکر آتا ہے۔ امام بخاری و مسلم رحمہما وغیرہ نے زہری کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جھنی رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرایا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدور تھا، وہ اس کی بیوی سے زنا کر بیٹھا۔ مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے پر سنگساری کی سزا عائد ہوتی ہے جس کا میں نے سو بکریاں اور ایک باندی فدیہ دیا۔ جب میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے لگنے اور سال بھر جلا وطنی کی سزا لازم ہے اور اس شخص کی بیوی پر سنگساری کی سزا لگا ہوگی۔ (حدیث) اس کے آخر میں

* بخاری کتاب الحیل باب فی النکاح (حدیث ۶۹۶۹) ابن ماجہ کتاب النکاح باب من زوج ابنته وهي كارهة (حدیث ۱۸۷۳)

الدارمی فی کتاب النکاح باب الثیب یزوجها ابوہا وهي كارهة (حدیث ۱۳۹/۲)

* اسد الغابۃ (ت ۲۷۳) الاستیعاب (ت ۹۴) تجرید (۳۳/۱) * التاریخ الکبیر (۳۰/۲/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۲۶۸) الاستیعاب (ت ۹۵)

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے انیس! (جو قبیلہ اسلم کے ایک فرد تھے) اس شخص کی بیوی کے ہاں جاؤ پس اگر وہ اقبال جرم کر لے تو سنگسار کر دینا۔“ جب یہ وہاں پہنچے تو اس نے غلطی کا اقرار کر لیا، پھر انہوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ ابن السکن کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ اس حدیث میں جس انیس کا ذکر ہے وہ کون ہیں؟ مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کسی جگہ کوئی روایت نہیں ملی۔ بعض لوگ کہتے ہیں: وہ انیس بن الضحاک اسلمی ہیں۔ ان کے علاوہ کے علماء نے کہا: انہیں انیس بن ابی مرشد کہا جاتا ہے جو غلط ہے کیونکہ ابن ابی مرشد غنوی ہیں اور ان کا اس حدیث میں ثبوت ہے کہ وہ اسلمی ہیں۔

۲۹۷ انیس الانصاری

بغوی، ابن شاہین اور طبرانی نے ”اوسط“ میں عباد بن راشد کی حدیث جو میمون بن سیاہ سے بحوالہ شہر بن حوشب مروی ہے، فرمایا: کچھ لوگ اپنے خطاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے اور ان کی عیب جوئی کرنے لگے، تو ایک انصاری صاحب کھڑے ہوئے جنہیں انیس کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا: آج تم لوگوں نے اس شخص کو برا بھلا کہنے اور عیب جوئی کرنے میں حد کردی اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میں قیامت کے روز زمین پر جتنے پتھر اور ڈھیلے ہیں ان سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا۔“ تمہاری کیا رائے ہے آپ علیہ السلام کی شفاعت تمہیں حاصل ہوگی اور آپ ﷺ کے رشتہ دار گھرانے کے لوگوں کو نصیب نہ ہوگی؟

طبرانی نے اوسط میں کہا: یہ روایت انیس سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: جن انیس سے یہ حدیث منقول ہے میرے نزدیک وہ بیاضی ہیں۔ مغازی میں ان کا ذکر ہے۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔

۲۹۸ انیس

ابو فاطمہ اپنی اسی کنیت سے مشہور ہیں، نام کے بارے میں کچھ لوگ ایسا بتاتے ہیں ابن السکن نے ان کا ذکر کر کے کہا: انہیں انیس بن الضحاک اسلمی کہا جاتا ہے۔

۲۹۹ انیس

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے انیس!“ جسے امام مسلم نے عکرمہ بن عمار کی سند سے بحوالہ اسحاق بن ابی طلحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انہیں اس نام سے مخاطب کیا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے بیہقی نے ”فضائل الاوقات“ میں ابورجاء عطار دی کی سند سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

۳۰۰ انیسہ یہ لفظ انسہ میں گزر چکا ہے۔

بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطالحوا علی صلح (حدیث ۲۶۹۵) مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنا (حدیث ۴۴۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۶۶) الاستیعاب (ت ۹۶) تجرید (۳۲/۱)

المعجم الاوسط (حدیث ۵۳۵۶) اسد الغابۃ (ت ۲۷۰) تجرید (۳۲/۱)

مسلم، کتاب فضائل الصحابة باب حسن خلقه (حدیث ۵۴)

انيف نامی حضرات

۳۰۱ انيف بن چشم

بن عوذ اللہ بن تیم بن ارش بن عامر بن جمیلہ قضاعی۔ انصار کے حلیف ہیں۔ ابن اسحاق نے شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

۳۰۲ انيف بن حبيب

از بنی عمرو بن عوف۔ ابن اسحاق نے شہدائے خیبر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو عمر نے اسے طبری کی طرف منسوب کیا ہے۔

۳۰۳ انيف بن ملّة الجذامي

از بنی ضیب۔ انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ رملہ میں سکونت رکھتے تھے اور فلسطین کے ضلع بیت جبرین میں فوت ہوئے۔ ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا: ابن اسحاق نے ان کا قبیلہ جذام کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو آپ ﷺ کے پاس آئے۔ حیان کے بھائی ہیں جن کا ذکر حامی آ رہا ہے۔ ابن مندہ نے معروف بن طریف کی سند سے نقل کیا فرماتے ہیں: مجھ سے میری پھوپھی ظبیہ بنت عمرو بن حزابہ نے اپنی خاندانی باندی نہسہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: رفاعہ اور نعبہ زید کے بیٹے۔ انیف اور حیان ملہ کے بیٹے بارہ آدمیوں کی نفری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ جب یہ لوگ (اسلام لانے کے بعد) واپس آئے ہم نے انیف سے کہا: نبی ﷺ نے آپ لوگوں کو کیا حکم دیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”آپ ﷺ نے ہمیں (جانور ذبح کرنے کے بارے) یہ حکم دیا کہ ہم بکری کو اس کی بائیں جانب لٹائیں اور قبلہ رخ ہو کر اسے ذبح کریں اور بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔“

۳۰۴ انيف بن واثلة

ابن اسحاق اور واقدی نے ان کا شہدائے بدر میں ذکر کیا ہے ان کے والد کا نام ”ثا“ یا ”یا“ سے قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔

باب الالف جس کے بعدھا ہے

۳۰۵ اهبان بن اكوع

بن عیاذ بن ربیعہ خزاعی۔ انہیں اہبان بن عیاذ بن ربیعہ بن کعب بن امیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن اور ابن مندہ نے اسباط بن نصر کی سند سے بحوالہ وہب بن عقبہ بکائی، یزید بن معاویہ بکائی سے انہوں نے اہبان بن عیاذ خزاعی سے، جن سے بھیڑیے

السيرة النبوية (۲/۲۶۲)

اسد الغابة (ت ۲۷۷) تجرید (۱/۳۳)

اسد الغابة (ت ۲۷۸) الاستيعاب (ت ۹۷)

اسد الغابة (ت ۲۷۵) تجرید (۱/۳۳)

اسد الغابة (ت ۲۷۶) الاستيعاب (ت ۹۸)

كنز العمال (حديث ۱۵۶۴۳)

نے بات کی تھی اور وہ درخت (تلے بیعت کرنے) والوں میں سے تھے۔ اور یہی اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے۔ اہبان بن اوس میں ان کا ذکر آئے گا۔

۳۰۶ اہبان بن الاکوع

سلمہ اسلمی کے چچا، بعض کا قول ہے کہ وہ اہبان بن عمرو بن اکوع ہیں جو سلمہ کے بھائی ہیں۔ اکوع کا نام سنان ہے۔ طبری نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ان کی اولاد سے جعفر بن محمد بن اشعث بن عقبہ بن اہبان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن اہبان کو کلب بلقیں اور غسان کے صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا۔

۳۰۷ اہبان بن اوس الاسلمی

کچھ لوگ کہتے ہیں: وہبان قدیم الاسلام صحابی ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نمازیں پڑھیں۔ کوفہ کو وطن بنایا اور وہیں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی گورنری میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں اور اپنی صحیح میں ان کی موقوف حدیث روایت کی ہے جو مجراۃ بن طاہر کی ان سے روایت ہے اسی میں ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل ہے اور درخت والوں میں سے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں انہیں ابن عمرو کی سند سے بحوالہ اہبان بن اوس نقل کیا ہے کہ وہ اپنی بکریوں میں تھے کہ ایک بھیڑیا کسی بکری پر جھپٹ پڑا، اس نے انہیں ڈانٹا اور اپنی دم پر بیٹھے ہوئے ان سے گویا ہوا (فرماتے ہیں اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا) جس دن ان کا کوئی نگہبان نہیں ہوگا اس وقت کیا ہوگا؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی سند قوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عبداللہ بن عامر اسلمی ہے جو ضعیف راوی ہے۔

ابن السکن نے ان کے حالات میں حدیث ابی نصرہ بحوالہ ابوسعید نقل کر کے کہا: ایک دفعہ مدینہ سے باہر ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیا اس کی کسی بکری پر جھپٹ پڑا، تو اس نے بھیڑیے سے بکری چھڑانے کی مزاحمت کی، بھیڑیا بیٹھ کر کہنے لگا: کیا تو میرے اور اس رزق کے درمیان رکاوٹ بنتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دینا ہے۔ (حدیث) ابن الکلبی، ابوعبید اور بلاذری و طبری نے ذکر کیا ہے کہ جس سے بھیڑیے نے گفتگو کی وہ اہبان بن اکوع بن عیاذ ہیں۔ ابن حبان کا کہنا ہے کہ اہبان بن اوس کی وفات مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی گورنری میں کوفہ میں ہوئی جب وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے اس کے والی تھے۔

۳۰۸ اہبان بن صیفی الغفاری

وہبان بھی کہا جاتا ہے، ان کی کنیت ابو مسلم ہے۔ ترمذی، ابن ماجہ اور امام احمد نے ان کی ایک حدیث روایت کر کے اسے

الاستیعاب (ت ۱۰۱)

جامع المسانید والسنن (۴۳۲/۱)

بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحديبية (حدیث ۴۱۷۴)

اسد الغابة (ت ۲۸۰) الاستیعاب (ت ۹۹) تجرید (۳۳/۱)

التاریخ الكبير (۴۴/۲) جامع المسانید والسنن (۴۳۴/۱) الطبقات (۳۰۱/۴) معرفة الصحابة (۳۱۵/۲، ۳۱۶)

اسد الغابة (ت ۲۸۱) الاستیعاب (ت ۱۰۰) تجرید (۳۳/۱)

صحیح قرار دیا ہے۔ طبرانی فرماتے ہیں: وہ بصرہ میں فوت ہوئے۔ معلیٰ بن جابر بن مسلم اپنے والد سے وہ عدیسہ بنت وہبان بن صفی سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے والد فوت ہونے لگے تو انہوں نے دو کپڑوں میں کفنانے کی وصیت کی۔ مگر ورثاء نے (نہ جانے کس وجہ سے) تین کپڑوں میں کفنا دیا۔ صبح دیکھا تو تیسرا کپڑا چارپائی پر دھرا تھا۔ اسی طرح طبرانی * نے اسے عبداللہ بن عبید کی سند سے عدیسہ بنت وہبان سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ وہبان ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ یہ وہی وہبان بن صفی ہیں جبکہ ابن مندہ نے اس کی تردید کی ہے۔

۳۰۹ اہبان بن عمرو

بن الاکوع۔ اہبان بن اکوع میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۱۰ اہبان بن عیاذ

ان کا تذکرہ بھی اہبان بن عیاذ میں پہلے ہو چکا ہے۔

۳۱۱ اہود بن عیاض الازدی *

وشیمہ نے ابن اسحاق کے حوالہ سے فتنہ ارتداد میں ذکر کیا ہے کہ حمیر کے لوگ اپنے خطباء کے پاس جمع تھے کہ اچانک ازد سے ایک گھڑسوار آیا جسے اہود بن عیاض کہا جاتا تھا۔ اس نے آتے ہی کہا: اے حمیر کی جماعت میں تمہیں نبی ﷺ کی وفات سے مطلع کرتا ہوں تو جھٹ سے ابن ذی اصبح بولے: قوم کے سفیر کی اللہ تعالیٰ ناک کاٹ دے، جھوٹ بولتے ہو وہ فوت نہیں ہوئے۔ اس نے کہا: کیوں نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے انھیں حق دے کر مبعوث فرمایا، تمہاری کیا بے صبری ہوگی؟ اللہ کی قسم! مجھے تم سے زیادہ افسوس ہے۔ اگر مجھے کوئی قوم تم سے زیادہ نرم دل اور پر نرم آنکھوں والی ملتی تو میں انہیں آپ ﷺ کی فوتگی کی اطلاع کرتا۔ تو انہوں نے اسے اپنی بستی سے نکال باہر کیا، وہ عابد شخص تھا عرض کرنے لگا: اے اللہ! میں نے تو انہیں تیرے رسول کی فوتگی کی اطلاع اس لئے کی تھی تاکہ یہ آپ ﷺ کے بعد کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہوں اور مجھے آپ ﷺ کے غم میں تسلی دیں۔ جب پے در پے سوار آپ ﷺ کی فوتگی کی خبر لانے لگے تو انہوں نے اسے اس کے بعد * اپنے ہاں جگہ دے دی۔ اسی کے متعلق ابن ذی اصبح کہتے ہیں:

جزع القلب اہود اذ نعی لی محمدا

لیتی لم اکن رأیت اخا الازد . اہودا

”جب اہود نے مجھے محمد ﷺ کی فوتگی کی اطلاع دی تو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ کاش! مجھے ازد کا بھائی اہود نظر ہی نہ آتا۔“

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

۳۱۲ اوس بن الارقم الانصاری *

ان کا پورا نسب ان کے بھائی زید بن ارقم کے سلسلہ میں آ رہا ہے۔ ابن اسحاق * نے شہدائے اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۱۳ اوس بن الاعور *

بن جوشن بن مسعود، بخاری * نے ان کا ذکر کیا ہے، یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ مرزبانی نے ذکر کیا کہ ذوالجوش الضبابی کا نام اوس بن اعور بن عمرو بن معاویہ ہے۔ بعض کہتے ہیں: وہ یہی ہیں اور بعض کہتے ہیں وہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

۳۱۴ (ز) اوس بن ارقم الانصاری

ابوالاسود بن عروہ نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہوں نے غزوہ مریسج میں عبداللہ بن ابی کی بات نبی ﷺ سے نقل کر دی۔ حاکم نے اُکلیل میں اسے نقل کر کے کہا: یہ اہل مغازی کی غلطی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس بات کے قائل حضرت زید بن ارقم ہیں اور اس میں کوئی بعد نہیں کہ یہ واقعہ زید اور اوس دونوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم

۳۱۵ اوس بن اوس الثقفی *

سنن اربعہ کے مصنفین نے ان سے شامیوں کی روایت سے صحیح احادیث نقل کی ہیں۔ عباس نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ اوس بن اوس ثقفی اور اوس بن ابی اوس ثقفی ایک شخص ہے۔ کسی نے کہا کہ اس بارے ابن معین کو غلطی لگی ہے۔ درست یہی ہے کہ یہ دو ہیں۔ ادھر ابوداؤد وغیرہ نے اس میں ابن معین کی پیروی کی ہے۔ جبکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ دو آدمی ہیں، جس نے ”اوس بن اوس“ کو ”اوس بن ابی اوس“ کہا اس سے غلطی ہوئی۔ جیسا کہ بعض اوس بن ابی اوس کو اس بن اوس کہتے ہیں جو غلط ہے۔ رہے اوس بن ابی اوس تو یہ حذیفہ کے والد کا نام ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۳۱۶ اوس بن ابی اوس الثقفی *

جیسا کہ آگے آ رہا ہے بعض نے ان کے اور اوس بن حذیفہ کے درمیان فرق کیا ہے۔

۳۱۷ اوس بن ثابت *

بن الممذرب بن حرام۔ حسان انصاری رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ان کی والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوزان ہے جو ان کے بھائی حسان کی

- | | |
|---|--|
| اسد الغابۃ (ت ۲۸۴) الاستیعاب (ت ۱۰۶) تجرید (۳۴/۱) * | السیرۃ النبویۃ (۹۷/۳) * |
| اسد الغابۃ (ت ۲۸۵) تجرید (۳۴/۱) * | التاریخ الکبیر (۲۶۶/۳) * |
| اسد الغابۃ (ت ۲۸۷) الاستیعاب (ت ۱۱۲) تجرید (۳۴/۱) * | اسد الغابۃ (ت ۲۸۸) الاستیعاب (ت ۱۱۲) * |
| اسد الغابۃ (ت ۲۹۰) الاستیعاب (ت ۱۰۳) تجرید (۳۴/۱) * | |

والدہ کی چچا زاد بہن ہے۔ یہ مشہور صحابی شہاد بن اوس کے والد ہیں۔

ابن اسحاق * نے ان کا شرکائے عقبہ ثانیہ، بدر، احد میں اور احد کے شہداء میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن محمد بن عمارۃ القداح نے نسب الانصار میں کہا ہے اسی کے متعلق حضرت حسان کہتے ہیں:

ومنا قتیل الشعب اوس بن ثابت شہیدا واسنی الذکر منه المشاهد

”اور ہم میں سے گھاٹیوں کے شہید اوس بن ثابت ہیں، جن کا ذکر جنگوں میں بلند ہے۔“

واقدی * کا گمان ہے کہ وہ غزوہ خندق، خیبر اور دوسری جنگوں میں شریک ہوئے اور خلافت عثمانی تک حیات رہے۔ فاللہ اعلم۔ جس کی تائید ابن زبالبہ کی ”اخبار مدینہ“ کی عبارت سے ہوتی ہے جسے میں نے شہاد بن اوس کے حالات میں نقل کیا ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ ثبوت والا ہے کیونکہ اس میں حضرت حسان کی گواہی ہے کہ وہ شعب میں موجود تھے اور مذکورہ قصیدہ ”دیوان حسان“ میں ہے جسے ابوسعید السکری نے تیار کیا ہے۔ اس کا پہلا شعر ہے:

الا ابلغ المستمعین بوقعة تخفت لها شمط النساء القواعد

”سننے والوں کو اس واقعہ کے متعلق پہنچا دو جس کی خاطر بیٹھنے والی عورتوں کے کچھڑی بال کم ہو جاتے ہیں۔“

عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا کچھ حصہ میں ان کے بیٹے شہاد بن اوس کے حالات میں ذکر کروں گا۔

۳۱۸ اوس بن ثابت الانصاری

ابوالشیخ اپنی تفسیر میں عبداللہ بن ابلج کندی کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اہل جاہلیت بیٹیوں اور چھوٹے بچوں کو وراثت میں حق نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ وہ سیانے ہو جائیں۔ انصار کے ایک شخص فوت ہوئے جنہیں اوس بن ثابت کہا جاتا تھا۔ انہوں نے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یتیم چھوڑا۔ تو ان صاحب کے چچا زاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے اور ان کی میراث * لے کر چلتے بنے۔ مرحوم کی بیوی نے نبی ﷺ سے یہ ساری بات عرض کی، جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”مردوں کے لئے اس میں حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ مریں۔“ (سورۃ النساء: ۷) چنانچہ آپ نے خالد اور عرفطہ کی طرف پیام بھیجا کہ میراث کی کسی چیز کو ہاتھ تک نہ لگائیں۔

ابوالشیخ نے دوسری سند سے کلبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے، کہا: وہ قتادہ اور عرفطہ تھے۔ اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں روایت کر کے کہا: وہ سوید اور عرفطہ تھے۔ ان دونوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اوس کے بھائی تھے۔ ابن مندہ نے ان کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ وہ اوس بن ثابت حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، جو غلط ہے۔ اس واسطے کہ اوس کے بھائیوں اور چچاؤں میں سے کوئی بھی عرفطہ اور خالد نامی شخص نہیں ہے۔ اور مقاتل نے اپنی تفسیر میں اسے نقل کر کے کہا، اوس بن مالک کا انتقال احد میں ہوا۔ انہوں نے اپنی بیوہ ام کجہ اور دو بیٹیاں چھوڑیں پھر یہ قصہ ذکر کیا۔ اس کی مزید وضاحت، عورتوں کی کنیتوں میں ام کجہ کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

۳۱۹ دوسرے اوس بن ثابت الانصاری

ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے اور عبدان کی سند سے اسحاق بن اصفیاء کے حوالہ سے عبد اللہ بن یوسف اسماعیل بن عیاش سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: غزوہ بدر کے وقت میں تیرہ (۱۳) سال کا تھا۔ لیے میں اس میں شرکت نہ کر سکا۔ اور غزوہ احد کے وقت میں چودہ (۱۴) سال کا تھا اس لیے میں بھی شامل ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھا تو مجھے کم سن سمجھ کر واپس کر دیا۔ اور مجھے مدینہ کی محافظ جماعت میں پیچھے چھوڑ دیا۔ جس میں اوس بن ثابت، اوس بن عمرو نافع بن خدیج تھے۔ اسی طرح انہوں نے نقل کیا ہے۔

اسے ابن ابی خيثمة نے عبد الوہاب بن نجدہ کے حوالہ سے اسماعیل بن عیاش سے بحوالہ ابو بکر ہذلی نافع سے روایت کیا میں فرمایا: زید بن ثابت اور عرابہ بن اوس سے منقول ہے احتمال ہے کہ یہ سند محفوظ ہو۔ واللہ اعلم

۳۲۰ اوس بن ثعلبہ

بن زفر بن عمرو ابن اوس التیمی۔ حاکم نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ صحابی تھے پھر یزید بن عمرو بن عباد تیمی کی سند سے کیا ہے کہ اوس بن ثعلبہ سعید بن عثمان کے ہمراہ خراسان آئے۔ اس کے بعد سعید نے انہیں ہراۃ کی جانب بھیج دیا۔ اور سلمویہ نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن عامر نے اوس بن ثعلبہ کو بوشیج بھیجا۔ یعنی ۳۱ھ میں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: اوس بن ثعلبہ بن زفر بن حارث بن ودیعہ بن مالک بن تیم اللہ بن ثعلبہ، یہ نسب ابوالقاسم زجاجی نے ابن درید سے کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا، تو ان کا نسب ایسے ہی بیان کیا لیکن انہوں نے زفر بن عمرو بن اوس بن ودیعہ کہا۔

ابن عمیل سے منقول ہے کہ وہ مخضرمی شاعر تھے۔ ابن درید نے ابو حاتم سے بحوالہ ابو عبیدہ، یونس بن عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ اوس بن ثعلبہ "اوس محل والے جو بصرہ میں ہے ان کے اور طلحہ طلحات میں کوئی جھگڑا ہو گیا تو اوس بھاگ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ پھر راوی نے ان کا قصہ اور شعر ذکر کیے۔

میں کہتا ہوں: اگر حاکم نے یہ نہ کہا ہوتا کہ "وہ صحابی ہیں" تو میں انہیں اس قسم میں نہ ذکر کرتا۔

۳۲۱ (ز) اوس بن ثعلبہ انصاری

یحییٰ بن سعید الوی نے مغازی میں ان کا ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے کیا ہے کہ جو لوگ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے ان میں یہ بھی تھے۔ انہوں نے سزا کے طور پر اپنے آپ کو ستون سے بندھوا لیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: "کچھ اور لوگ ہیں جنہیں اپنے قصوروں کا اعتراف ہے"۔ (سورۃ التوبہ: ۱۰۲)

عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں کہا ہے: عبد الوہاب نے ہمیں بحوالہ عطاء، انہوں نے سعید سے انہوں نے قتادہ سے سنا کہ یہ سات افراد کے بارے میں نازل ہوئی جن میں سے چار نے اپنے تئیں ستونوں سے باندھ لیا، وہ ابولبابہ، مرداس، اوس ہیں۔ ان کا نسب بیان نہیں کیا اور دوسرے کو مبہم رکھا۔ ابن جریر نے اسے اسی سند سے نقل کیا اور چوتھے فرد کا نام خدام بتایا ہے اور کئی لوگوں سے یہ قصہ ذکر کیا جس میں صرف ابولبابہ کا نام لیا۔ اوس بن خدام کے حالات میں ان کے ناموں سمیت ان کی تعداد بھی لے گی کہ وہ چھ تھے۔

۳۲۱ اوس بن جبیر الانصاری

از بنی عمرو بن عوف، خیبر کے قلعہ ناعم میں شہید ہوئے۔ ابن شاہین نے اسے نقل کیا اور ابو موسیٰ نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔

۳۲۲ اوس بن جہیش النخعی

ارقم میں تذکرہ ہو چکا ہے بعض نے ان کا نام جہیش بن اوس بتایا ہے۔

۳۲۳ اوس بن حارثہ الطائی

ابن قانع نے بحوالہ حمید بن منہب نقل کیا ہے وہ اپنے دادا اوس بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں بنی طئی کے ستروں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اسلام پر بیعت کی۔

ابن الدباغ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ ابن قانع نے اوس بن حارثہ کا نسب بیان کرتے ہوئے کہا: ام ابن عمرو کے جو وہم ہے کیونکہ اوس بن حارثہ بن ام تو زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے۔ اسلام کا زمانہ تو ان کے پوتوں مثلاً عروہ بن مضرس بن حارثہ اور ہانی بن قبیصہ بن اوس نے پایا۔ ابن عبد البر نے ”بجیر بن اوس بن حارثہ بن ام“ کا ذکر کر کے کہا: ان کے مسلمان ہونے میں شک ہے۔

میں کہتا ہوں: اوس بن حارثہ، مندرجہ بالا حمید بن منہب کے دادا نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ حمید بن منہب بن حارثہ بن خریم بن بن حارثہ بن لام بن عمرو بن طریف بن مالک بن جدعاء بن ذہل بن رومان بن جندب بن خارجہ بن سعد بن فطرہ بن طئی ہیں۔ ان کے دادا خریم بن اوس کو شرف صحابیت حاصل ہے جیسا کہ آئے گا۔ شاید اس میں ”ان کے دادا خریم بن اوس بن حارثہ ہوں“ اور خریم رہ گیا ہو۔ واللہ اعلم

مجھے اس کی تائید بھی مل گئی ہے وہ یہ کہ ابن قانع نے کہا: ہم سے محمد بن عبد الوہاب اخباری نے بحوالہ زکریا بن یحییٰ وہ زحر بن ناس سے وہ اپنے دادا حمید بن منہب سے وہ اپنے دادا اوس بن حارثہ بن لام طائی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ میں بنی طئی کے واروں سمیت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر مکمل حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: ابن قانع نے اسے مختصر ذکر کیا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے اس کا ایک حصہ پیش کیا ہے، پھر انہوں نے کہا اور لمبی

حدیث ذکر کی وہ مذکورہ حدیث ہم نے ابوالسکین جوزکریا بن یحیی طائی ہیں کے جزء میں روایت کی ہے اور ان سے ابو عبید بن جرمویہ قاضی کی روایت۔ فرمایا: ہم سے ابو زحر بن حصن کے چچا نے اپنے دادا حمید بن منہب کے حوالہ سے بیان کیا کہ میرے دادا خریم بن اوس بن حارثہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی تبوک سے واپسی کے موقع پر آپ کی طرف ہجرت کی آپ کی خدمت میں پہنچ کر میں اسلام لے آیا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ معلوم ہوا یہ حدیث خریم بن اوس کی ہے نہ کہ اوس کی۔ واللہ اعلم

اور تاریخ مظفری میں ہے: اوس بن حارثہ بن لام طائی نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اپنا ہاتھ بڑھائیے! (تاکہ میں بیعت کروں) آپ ﷺ نے فرمایا: ”کس بات پر؟“ انہوں نے عرض کیا: یہ کہ میں بغیر شک کیے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بغیر کسی شبہ کے یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بغیر کسی شبہ کے یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور میں اپنی اس تلوار کو اسی پر چلاؤں گا جس کا آپ مجھے حکم دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ”بہت اچھے اللہ تعالیٰ تمہیں بابرکت کرے۔“ * ان کے بیٹے خریم بن اوس نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ اوس نے اتنی عمر پائی ہو کہ اسلام کا زمانہ پالیا ہو۔ بعد میں میں ”جمہرة ابن الکلبی“ میں دیکھا کہ اوس بن حارثہ دو سو (۲۰۰) سال زندہ رہے۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے کتاب المعمرین میں ذکر کیا ہے کہ اوس بن حارثہ جن کا ابھی ذکر ہوا دو سو (۲۰۰) سال زندہ رہے یہاں تک کہ بے حد بوڑھے ہو گئے۔ ان کی عقل و سماعت جواب دے گئی۔ وہ اپنی قوم کے سردار بھی تھے ان کے بیٹے انہیں ایک میدان میں چھوڑ کر رخصت ہو گئے یہاں تک کہ وہ ضائع ہو کر ہلاک ہو گئے۔ اسی بنا پر آج تک انہیں برا بھلا کہا جاتا ہے۔ اسی کے متعلق احم بن حارث بن طریف بن عمرو بن ثمامہ بن مالک بن جدعان طائی کہتا ہے: ”مجھے محلہ میں یہ اطلاع ملی کہ لحيان پر اوس کمزوری سے مر گیا ہے۔ اس کے گھر والوں نے اسے اٹھایا اور اسے امانت سمجھ کر یوں چھوڑ دیا جیسے اون سے بنی پرانی چادر ہوتی ہے۔“ جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے۔

۳۲۵ اوس بن حبیب انصاری *

خیبر میں شہید ہوئے۔ یہ ابن عبدالبر * کا قول ہے اور پہلے گزر چکا ہے۔ اوس بن جبیر بعض کہتے ہیں وہ یہی ہیں۔

۳۲۶ اوس بن الحدثان *

بن عوف بن ربیعہ بن سعید بن یربوع بن وائلہ بن دھان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن نصری (نون سے) ابن حبان نے کہا ہے، کہا جاتا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن ابی عاصم نے عمر بن صہبان کی سند سے (جو ضعیف ہے) زہری سے بحوالہ مالک بن اوس بن حدثان نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ”انا ج سے ایک صاع صدقہ فطر فطرانہ ادا کرو۔“ (حدیث) ابن مندہ نے اس کا ذکر کر کے کہا: یہ غلط ہے۔ ادھر ابن مندہ نے ابو ضمیرہ کی سند سے بحوالہ سلمہ بن وردان،

* کنز العمال (حدیث ۴۵۶۳۴) * اسد الغابۃ (ت ۲۹۶) الاستیعاب (ت ۱۰۷)

* الاستیعاب (۲۰۷/۱) * اسد الغابۃ (ت ۲۹۷) الاستیعاب (ت ۱۰۹) تجرید (۳۵/۱)

* دارقطنی فی سننہ (۱۴۷/۲) المعجم الکبیر (حدیث ۱۹۵/۱) الکامل فی الضعفاء (۱۶۷۴) الاحاد والمثنائی (۱۱۵/۳)

مالک بن اوس سے نقل کیا وہ اپنے والد سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ”جس نے بیہودگی میں بھی جھوٹ چھوڑ دیا اس کے لیے جنت کے درمیان میں گھر بنایا جائے گا۔“ * سلمہ کے ضعیف ہونے کے باوجود اس کی سند میں اختلاف ہے۔ میں نے ابن عبدالبر * کے قلم سے لکھا دیکھا: ”اگر کعب بن مالک کی حدیث نہ ہوتی تو میں ان کی صحابیت نہ ثابت کرتا۔“

میں کہتا ہوں: اس سے وہ مسلم کی اس روایت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو امام مسلم رحمہ اللہ نے ابوزبیر کی سند سے بحوالہ ابن کعب بن مالک اپنے والد سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں اور اس بن حدثان کو ایام تشریق میں اعلان کرنے بھیجا: ”منی کے دن کھانے پینے کے ہیں۔“ * ابن مندہ نے کہا: یہ صحیح غریب حدیث ہے جسے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۳۲۷ اوس بن حذیفہ *

بن ربیعہ بن ابی سلمہ بن غیرہ بن عوف۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حذیفہ ابن ابی عمرو بن عمرو بن عوف بن دھب بن عامر بن یسار بن مالک بن حطیط بن جشم ثقفی ہیں اور وہ اوس بن ابی اوس ہیں۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت لی ہے اور ان کی سند سے صحیح احادیث مروی ہیں یہ عمرو بن اوس کے والد ہوتے ہیں اور عثمان بن عبداللہ بن اوس کے دادا۔ امام احمد * نے فرمایا: اوس بن ابی اوس ہی اوس بن حذیفہ ہیں۔ اور امام بخاری * نے اپنی تاریخ کبیر میں اور ابن حبان نے لکھا ہے: اوس بن حذیفہ عمرو کے والد ہیں انہیں اوس بن ابی اوس اور اوس بن اوس بھی کہا جاتا ہے۔ یونیم * نے کہا: ان کے متعلق متقدمین نے اختلاف کیا ہے کوئی تو کہتا ہے، پھر انہوں نے تین اختلافات ذکر کیے۔ پھر کہا: جہاں تک اوس بن اوس ثقفی کا تعلق ہے تو ان سے شامی روایت کرتے ہیں انہیں کے متعلق کہا گیا ہے اوس بن ابی اوس۔ پھر کہا: اوس بن حذیفہ ۵۱ھ میں فوت ہوئے۔

۳۲۸ اوس بن حذیفہ *

ابن حبان * نے ”صحابہ“ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ ”نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آئے، یہ ثقفی نہیں ہیں۔“

۳۲۹ اوس بن حوشب *

انصاری۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں جریری کی سند سے بحوالہ ابوسلیل نقل کیا ہے، فرمایا: مجھے میرے والد نے بتایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک انصاری کے گھر بیٹھے دیکھا جنہیں اوس بن حوشب کہا جاتا تھا۔ آپ کے سامنے انگور پیش ہوا تو اسے اپنے ہاتھ

* ترمذی، کتاب البر والصلة باب ما جاء في المراء (حدیث ۱۹۹۳) اتحاف السادة المتقين (۳۰۰/۱) مشکاة المصابيح (۴۸۳۱)

* الاستيعاب (۲۰۸/۱)

* نسائی کتاب الایمان باب تاویل قول الله تعالى ﴿قالت الاعراب آمنا...﴾ (حدیث ۵۰۰۹)

* ابن ماجہ کتاب الصیام باب ما جاء في النهی عن صیام ایام التشریق (حدیث ۱۷۱۹)

* اسد الغابة (ت ۲۹۸) الاستيعاب (ت ۱۱۳) مسند احمد (حدیث ۴۶۴/۴، ۱۲/۴)

* معرفة الصحابة (۳۴۸/۲)

* اسد الغابة (ت ۲۹۹) تجرید (۳۵/۱)

* الثقات (۱۱/۳)

میں لیا۔ پھر حدیث ذکر کی۔

ابو السکلیل کا نام: ضریب بن نقیر ہے دونوں نام تصغیر سے اور والد والا نام ن ق سے ہے۔

۳۳۰) اوس بن خالد بن عبید

بن امیہ بن خثمہ بن جسم بن مالک بن اوس انصاری اسی۔ ابن کلبی نے کہا: جنگ یرموک میں شریک تھے انہی کے متعلق حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُس دن یہ اشعار کہے:

و افلت يوم الروع اوس بن خالد
يمجّ دما كالرغف مختضب النحر
”جنگ کے دن اوس بن خالد (کھچار سے شیر کی طرح) چھوٹا، خون کی ایسے کلی کرتا ہے جیسے کسی نکسیر پھوٹے شخص کا سینہ (خون سے) رنگین ہو۔“

۳۳۱) اوس بن خالد بن قرط

بن قیس بن وہب بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری النجاری، صحابہ میں ان کا ذکر کرنے سے لوگ غافل رہے حالانکہ وہ صحابی ہیں اس واسطے کہ ان کا بیٹا، صفوان بن اوس مشہور تابعی ہے۔ عمرہ بنت ابویوب انصاری ان کے عقد میں تھیں۔ اور ان صفوان کی والدہ نائلہ بنت الربیع بن قیس بن عامر ہیں جو بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک ہیں۔ اس نسبت سے اوس صحابی بنتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ جاہلیت میں فوت ہوئے ہوں تو ان کا بیٹا صحابی ہوتا ہے لیکن وہ تو تابعی ہیں لہذا یہ بات واضح لگتی ہے کہ ان کے والد نبی ﷺ کے بعد فوت ہوئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی حیات میں انصار میں سے مدینہ میں کوئی بھی کفر پر برقرار نہ رہا۔

۳۳۲) اوس بن خالد بن یزید

بن منہب طائی۔ زید الخلیل کے چچا زاد بھائی، ابن کلبی نے ان کا ذکر کر کے کہا: انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کا ایک قصہ بھی ہے، جو یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں دیہاتیوں کو پڑھانے ابوسفیان نامی شخص روانہ فرمایا، اسے یہ حکم تھا کہ جو نہ پڑھے اسے مارنا۔ اس نے اوس بن خالد کو پڑھانا چاہا تو اس نے نہ پڑھا جس پر ابوسفیان نے اسے کوڑے لگائے جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ اس کی ماں کھڑے ہو کر واویلا کرنے لگی۔ زید الخلیل طائی کا بیٹا حریث آ گیا۔ جب مرحوم کی ماں نے ساری بات اسے بتائی تو (جذبات سے بے قابو ہو کر) حریث نے ابوسفیان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور اس کے متعلق یہ اشعار بھی کہے:

فلا تجزعی یا ام اوس فانه
یلاقی المنا یا کل خاف وذی نعل
فان یقتلوا اوسا عزیزا فانی
قتلت اباسفیان ملتزم الرّحل
”اے اوس کی ماں! بے صبری اور جزع فزع نہ کر ہر ایک نے چاہے وہ ننگے پیر ہو یا نعل دار ہو، مرنا ہے۔ انہوں

اللاکی المصنوعة (۱۲۸/۲) الجامع الكبير (۲۱۷/۲) کنز العمال (حدیث ۸۶۱۴)

اسد الغابۃ (ت ۳۰۰) دیوان حسان (۱۸۵)

نے آکر اوس (جو میرا) عزیز ہے کو قتل کیا ہے تو بدلہ میں میں نے بھی کجاوے پر ابوسفیان کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

اسے ابوالفرج اصبہانی نے ابو عمرو شیبانی سے ذکر کر کے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مقتول ابوسفیان قریش کا آدمی تھا۔

۳۳۳ (ز) اوس بن حزام الانصاری

ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں ثوری کی سند سے بحوالہ اعمش ابوسفیان سے وہ جابر سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جو لوگ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے وہ چھ تھے۔ (۱) ابولبابہ (۲) اوس بن حزام (۳) ثعلبہ بن ودیعہ (۴) کعب بن مالک (۵) مرارہ بن ربیع اور (۶) ہلال بن امیہ۔ ابولبابہ، اوس اور ثعلبہ آئے اور اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا۔ ساتھ اپنے مال بھی لائے۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ مال لے لیجئے، اسی نے ہمیں آپ ﷺ سے روکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک جنگ نہیں ہوتی میں انہیں نہیں کھولوں گا۔ راوی کا بیان ہے اتنے میں قرآن نازل ہوا: ”کچھ اور لوگ ہیں جنہیں اپنے قصوروں کا اعتراف ہے۔“ (سورۃ التوبہ: ۱۰۲) اس کی سند قوی ہے۔

ابن مندہ نے بھی نقل تو اسی سند سے کیا البتہ انہوں نے اس کے آخر میں کہا: ثوری کے علاوہ لوگوں نے اسے اعمش سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے عوفی کی سند سے اسے نقل کیا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہی الفاظ میں اس سے زیادہ مکمل روایت ہے لیکن اس میں انہوں نے سوائے ابولبابہ کے کسی کا نام نہیں لیا۔ اور اوس بن ثعلبہ کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ سات افراد تھے۔ واللہ اعلم۔

۳۳۴ اوس بن خولی

بن عبد اللہ بن حارث بن عبید بن ملک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج انصاری خزرجی انہیں اوس بن عبد اللہ بن حارث بن خولی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن مدینی کا کہنا ہے کہ ان کی کنیت ابو لیلیٰ تھی بغوی نے اپنے معجم میں کہا: ہم سے علی بن مسلم نے، بحوالہ یعقوب بن ابراہیم ابو یوسف۔ یزید بن ابی زیاد سے وہ مقسم سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ علی اور فضل رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کو غسل دے رہے تھے۔ انصار کہنے لگے: ”ہم تمہیں اللہ تعالیٰ اور اپنے حق کا واسطہ دیتے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے ساتھ ایک شخص شامل کر لیا جسے اوس بن خولی کہا جاتا تھا وہ مضبوط آدمی تھا اپنے ہاتھ سے پانی کا گھڑا اٹھاتا۔“ یزید بن ابی زیاد سے نقل کرنے میں کئی راویوں نے یعقوب بن ابراہیم کی متابعت کی ہے۔

اور ابن شاہین نے ابو جعفر منصور کی سند سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔ ابن اسحاق نے مغازی میں بغیر اسناد کے اسی معنی کی ایک روایت ذکر کی ہے۔ بغوی نے کہا: مجھے اوس کی کسی مسند حدیث کا علم نہیں۔

اسد الغابۃ (ت ۳۰۱) تجرید (۳۶/۱) الدر المنثور (۲۷۳/۳) اسد الغابۃ (ت ۳۰۲)
المعجم الكبير (حدیث ۶۲۸/۱) معرفة الصحابة (۳۴۰/۲) السيرة النبوية (۲۳۲/۴)

میں کہتا ہوں: کہ ابن مندہ نے ایک حدیث ہند بن ابی ہالہ کی سند سے اوس بن خولی سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔“ اس کی سند میں خارجہ بن مصعب ضعیف راوی ہے۔ نیز اس میں غیر معروف راوی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کا دوسری احادیث میں بھی ذکر ہے ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے ابن اسحاق * نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔ زہری سے وہ علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو جو نبی ﷺ کی قبر میں اترے وہ علی، فضل، قثم، شقران اور اوس بن خولی ہیں۔ نیز اسے حسین بن عبد اللہ، بحوالہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے، اسی سند سے یہ روایت طبرانی نے نقل کی ہے اور حسین ضعیف ہے۔ مدائنی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ انہیں عمرۃ القضاء کے موقع پر ذوطوی میں چھوڑ گئے تھے تاکہ اگر قریش کوئی مکاری کریں تو یہ اس کا سد باب کر سکیں اور بشیر بن سعد کو مر الظہران میں چھوڑا گیا۔

ابراہیم بن سعد نے بحوالہ زہری، ابن کعب بن مالک سے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جو ابن ابی الحقیق کے قتل کے لئے گئے تھے۔ زہری، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے ان کا شہدائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور شجاع بن وہب میں رشتہ مواخاة قائم فرمایا تھا۔

ابن سعد * نے کہا ہے: اوس بن خولی کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھبراؤ سے پہلے ہوا۔

۳۳۵ اوس بن ساعدہ الانصاری *

ایک حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ ابو موسیٰ نے لوین کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن حبان۔ جو ایک متروک ضعیف راوی ہے۔ شعبہ سے وہ حکم سے وہ عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ اوس بن ساعدہ انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے دیکھا کہ ان کا چہرہ بے رونق ہو رہا ہے پھر وہ خود ہی بولے: یا رسول اللہ! میری چند بیٹیاں ہیں (حالات و رواج کی وجہ سے) میں ان کے لئے موت کی بددعا کرتا ہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ان کے لیے بددعا مت کرو۔۔۔۔۔“ (حدیث) *

۳۳۶ اوس بن سعد

بن ابی سرح العامری، فتح مکہ میں مسلمان ہونے والوں میں سے ہیں۔ مدینہ منورہ سکونت تھی وہیں ایک گھریلا۔ ابن فتحون نے بحوالہ عمر بن شبہ ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے ایک روایت ملی ہے کہ وہ عبد الملک بن مروان کی مدینہ کی گورنری یا اس کی خلافت تک زندہ رہے۔ فاکہی نے ابن جریج کی سند سے نقل کیا ہے کہ مجھے عکرمہ بن خالد بن اوس بن سعد بن ابی سرح بن عامر بن لوی کے بھائی نے بتایا کہ ہمارا قیام دار الحکم میں تھا۔ عبد الملک نے اپنی گورنری کے دوران (مجھ سے) کہا: ابوالعاص کی حویلی میں آپ کی جو رہائش ہے وہ مجھے فروخت کر دیں۔ میں نے کہا: وہ ابوالعاص کی حویلی تو نہیں۔ بلکہ جاہلیت میں ہماری حویلی تھی۔ اسی میں ہم لوگ اسلام لائے۔

* الدر المنثور (۱۱۴/۴) مشکاة المصابیح (۵۱۱۹) کنز العمال (حدیث ۵۷۳۰) فتح الباری (حدیث ۳۴۷/۱۱)

* السیرۃ النبویۃ (۲۳۲/۴) الطبقات الکبریٰ (۱۹/۳) * اسد الغابۃ (ت ۳۰۳)

* کشف الخفاء (۱۴۹/۱، ۳۹۷/۲) الاسرار المرفوعہ لعلی القاری (۱۴۹)

تو اس نے کہا: تو یہ پھر آپ کا تاحیات گھر ہوا۔ انہوں نے فرمایا: جو بھی ہو، وہ تو نبی ﷺ کے ہمارے حق میں فیصلے سے ہوا ہے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ بہر کیف میرے ہاتھ فروخت کر دیں۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: پیسوں کے بدلے تو مشکل ہے البتہ گھر کے بدلے سچ سکتا ہوں۔ فرماتے ہیں حرمائیں کی حویلی کے بدلہ میں میں نے وہ گھر اسے سچ دیا۔

۳۳۷) اوس بن سعد

ابوزید الانصاری۔ از بنی امیہ بن زید، ابو موسیٰ نے عبدان کے واسطے سے احمد بن سیار سے، بحوالہ یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا وہ اپنے والد سے وہ اپنی مشیخت (شیوخ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کے کسی علاقہ پر مامور فرمایا اور انہی کی خلافت میں ۱۶ھ ۶۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

۳۳۸) اوس بن سلامہ

بن وقش، سلمہ، سعد اور ابونا کلمہ کے بھائی۔ ابن کلبی نے جمہرہ میں کہا: وہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔

۳۳۹) (ز) اوس بن سمعان الانصاری

ابن عبدالبر نے کہا: ان کی ایک حدیث ہے جس کی سند قوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن مندہ نے ابراہیم بن سوید کی سند سے بحوالہ ہلال بن زید بن سیار (جو ابو عقال اور ایک ضعیف راوی ہیں) سے نقل کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے جہانوں کے لیے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث کیا ہے تاکہ میں بانسریاں اور آلات موسیقی کا خاتمہ کروں۔ اس پر اوس بن سمعان نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا: میں (آپ کی) اس (صفت) کو بعینہ تورات میں موجود پاتا ہوں۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابراہیم سے روایت کرنے میں سعید بن ابی مریم متفرد ہیں۔

۳۴۰) (ز) اوس بن سوید الانصاری

باوردی نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابن جریج کی سند سے بحوالہ عکرمہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت ”مردوں کے لیے اس میں حصہ ہے جو (میراث) والدین اور رشتہ دار چھوڑ مرے“۔ (سورۃ النساء: ۷) اس کا کچھ حصہ اوس بن ثابت کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے۔

۳۴۱) اوس بن شرحبیل

بنی مجمع کے ایک فرد ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے ان کی حدیث اہل شام میں پائی جاتی ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۳۰۴) * اسد الغابۃ (ت ۳۰۶) الاستیعاب (ت ۱۱۷) تجرید (۳۶/۱) * الاستیعاب (۲۱۰/۱)

المعجم الکبیر (حدیث ۲۳۳/۸) کنز العمال (۱۳۶۹۹) و (۳۲۰۹۶) * اسد الغابۃ (ت ۳۰۷) الاستیعاب (ت ۱۱۱) تجرید (۳۶/۱)

یہ ابن حبان * کا قول ہے شریحیل بن اوس میں بھی آ رہا ہے۔ اور ابو بکر بن عیسیٰ نے تاریخ حصیین میں ان دونوں حضرات میں فرق کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: جمص میں ٹھہرنے والے صحابہ میں سے شریحیل بن اوس اور اوس بن شریحیل ہیں۔ یوں انہوں نے یہ دو افراد بنا لیے، اسی کو ابن شاہین ممکن سمجھتے ہیں۔

بغوی نے کہا: میرے نزدیک صحیح شریحیل بن اوس ہی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ * نے اپنی تاریخ میں ایک معلق روایت اور ابن شاہین اور طبرانی نے زبیدی کے سلسلہ سے شامی سند کے واسطے سے، عیاش بن یونس بحوالہ نمران ابی الحسن بن محمد نقل کیا ہے کہ اوس بن شریحیل جو بنی مجمع کے ایک فرد ہیں انہوں نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، جو ظالم کی امداد کے لیے اس کے ساتھ چلا اور اسے یہ معلوم بھی ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ ایمان سے تہی دست ہو گیا۔ *

۳۴۲ اوس بن الصامت *

بن قیس بن اصرم بن فھر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن الخزرج الانصاری عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ مؤرخین نے ان کا شہدائے بدر اور دیگر غزوات میں ذکر کیا ہے۔ ابو داؤد رحمہ اللہ * فرماتے ہیں: ہم سے ہارون بن عبد اللہ نے بحوالہ محمد بن فضل، حماد بن سلمہ سے وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جمیلہ اوس بن الصامت سے منسوب تھیں اور وہ ذرا وہی شخص تھے، پھر حدیث ظہار کا تذکرہ کیا۔ اس روایت کو متصل روایت کرنے میں عازم کی شاذان نے متابعت کی ہے۔ اور موسیٰ بن اسمعیل نے حماد سے مرسل نقل کی ہے اسی طرح اسمعیل بن عیاش اور ایک جماعت نے ہشام سے بحوالہ اپنے والد مرسل نقل کی ہے۔ بزار نے ابو حمزہ ثمالی کے سلسلہ سے (جس میں ضعف ہے) بحوالہ عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ جاہلیت میں خاوند جب اپنی بیوی کو یوں کہہ دیتا: تیری پیٹھ تو میری ماں جیسی ہے تو وہ اس کے لئے حرام ہو جاتی۔ اسلام میں سب سے پہلے جس شخص نے ظہار کیا وہ تھا جس کے عقد میں اس کی عم زاد تھی جس کا نام خویله تھا اسی طرح انہوں (بزار) نے اسے مبہم نقل کیا ہے۔

اور ابن شاہین و ابن مندہ نے یہ روایت اسی سند سے ان الفاظ میں ذکر کی ہے کہ اسلام میں پہلا ظہار کرنے والے اوس بن الصامت ہیں، ان کی چچا زادان سے منسوب تھی، اس روایت کو عبد الرزاق بحوالہ ابن عیینہ، ثابت ثمالی سے وہ عکرمہ سے مرسل نقل کر کے اس کا نام خویله اور خاوند کا نام اوس کی جگہ اولیس بن الصامت تصغیر سے اور قصہ لمبا ذکر کیا ہے۔ ابو داؤد نے، یوسف بن عبد اللہ بن سلام، خویله بنت مالک بن ثعلبہ نقل کیا فرماتی ہیں: میرے خاوند اوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا۔ پھر قصہ ذکر کیا اس کی سند حسن ہے۔ دارقطنی * اور طبرانی نے مسند شامیین نے سعید بن بشیر کے سلسلہ سے بحوالہ قتادہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

* ثقات التابعین (۱۰/۳) * التاريخ الكبير (۲۵۰/۴)

* المعجم الكبير (۱۹۷/۱) مجمع الزوائد (۲۰۶/۴) التاريخ الكبير (۲۰۵/۴) الدر المنثور (۲۵۶/۲) كنز العمال (۱۴۹۵۵)

* اسد الغابة (ت ۳۰۸) الاستيعاب (ت ۱۰۵) تجرید (۳۶/۱)

* ابو داؤد کتاب الطلاق باب فی الظہار (حدیث ۲۲۱۴)

* السنن لدارقطنی (۳۱۶/۳)

اوس بن الصامت (رضی اللہ عنہ) نے اپنی اہلیہ خولہ بنت ثعلبہ سے ظہار کیا۔ ابن مندہ نے کہا کہ اس روایت کو متصل نقل کرنے میں سعید بن بشیر منفرد ہے جبکہ سعید بن ابی عمرو نے اسے قتادہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

ابوداؤد عطاء بن ابی رباح کے سلسلہ سے بحوالہ اوس بن الصامت ایک (مرسل) حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: عطاء نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ (کو نہیں دیکھا بلکہ ان) کا دور ہی نہیں پایا وہ بدری صحابی ہیں جو بہت پہلے فوت ہوئے۔ ابن حبان * نے کہا: ان کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام میں ہوا، اس وقت سن پچاسی (۸۵) سال کا تھا۔ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ وہ ۳۴ھ رملہ میں فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر بہتر (۷۲) سال کی تھی۔

۳۴۳ اوس بن عابد الانصاری *

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ خیبر کے روز شہید ہوئے۔ *

۳۴۴ اوس بن عبداللہ *

بن حجر الاسلمی۔ ابونعیم کنیت تھی۔ کبھی اپنے دادا کی جانب منسوب کیے جاتے تو اوس بن حجر کہلاتے۔ بغوی، ابن السکن اور ابن مندہ نے بسلسلہ فیض بن وثیق، صخر بن مالک بن ایاس بن مالک بن اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی جو اہل عرج کے شیخ ہیں نقل کیا، فرماتے ہیں: میرے والد مالک بن ایاس بن مالک نے مجھے بتایا کہ ان کے والد ایاس نے انہیں، ان کے والد مالک بن اوس نے انہیں، ان کے والد اوس بن عبداللہ بن حجر الاسلمی نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا آپ کے ہمراہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے یہ دونوں حضرات جھہ اور ہرشی کے درمیان سے ایک اونٹ کے کوہان پر سوار تھے تو اوس نے اپنے ریوڑ کے ایک اونٹ پر انہیں سوار کر کے اپنا مسعود نامی غلام ان کے ساتھ روانہ کر دیا اور اسے یہ تاکید کی کہ راستے کی جو گزرگا ہیں اسے معلوم ہیں ان پر انہیں لے چلے اور ان کا ساتھ نہ چھوڑنا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

طبرانی * نے اسے نقل کیا تو دوران ذکر ہے کہ ان کے والد مالک بن اوس بن حجر نے انہیں بتایا کہ ان کے والد اوس بن عبداللہ بن حجر نے فرمایا: میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابوالعباس سراج نے اسے اپنی تاریخ میں محمد بن عباد العلکی بحوالہ ان کے بھائی موسیٰ سے وہ عبداللہ بن یسار سے وہ ایاس بن مالک بن اوس سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی... پھر مرسل روایت ذکر کی۔ ابن عبدالبر * فرماتے ہیں: ان کی حدیث کی بنیاد ان کا بیٹا ہے اور یہ روایت حسن ہے بعض نے ابواوس بن نعیم بن حجر بھی کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: بعض راویوں نے روایت کو آگے پیچھے کر دیا۔ حاکم نے اکیلل میں واقدی کی سند سے بحوالہ ابن ابی سبرہ، حارث بن فضیل فرماتے ہیں: مجھ سے مسعود بن ہدیدہ نے اپنے والد کے حوالہ سے اپنے دادا مسعود سے نقل کیا ہے، فرمایا: میری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: مسعود! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ کو سلام کرنے حاضر ہوا تھا۔ اب مجھے

* الثقات (۱۰/۳) * اسد الغابۃ (ت ۳۱۰) الاستیعاب (ت ۱۱۴) * الاستیعاب (۲۰۹/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۳۱۱) الاستیعاب (ت ۱۱۹) تجرید (۳۱۶/۱) * المعجم الكبير (حدیث ۲۲۳/۱) * الاستیعاب (۲۱۱/۱)

ابونعیم اوس بن حجر نے آزاد کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے“۔ مالک بن اوس کے حالات میں ان کی حدیث کا سلسلہ آئے گا۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا نام ابن ماکولا * نے دوزبروں سے قلمبند کیا ہے، بعض نے پہلے حرف کے پیش اور دوسرے کے سکون کا قول اختیار کیا ہے۔

۳۳۵) اوس بن عتيك الانصاري انیس میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۳۶) (ز) اوس بن عمرو الانصاري وثیمہ نے جنگ یمامہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۳۷) (ز) اوس بن عمرو

بن عبد القاری، مصر پڑاؤ کیا۔ قضائی نے خط میں لکھا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور کہا کہ عراق بن مالک * اوس کی اولاد کے رشتہ دار ہیں۔

۳۳۸) اوس بن عوف *

بن جابر بن سفیان بن عبد یلیل بن سالم بن مالک بن حطیط بن جشم بن ثقیف۔ ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا یہی نسب بیان کیا ہے اور کہا کہ وہ ثقیف کے وفد میں تھے۔ ابونعیم نے یہ گمان ظاہر کیا ہے کہ وہ اوس بن حذیفہ ہیں۔ اپنے اجداد میں سے عوف کی طرف منسوب ہیں۔ میں کہتا ہوں: جبکہ ایسا نہیں کیونکہ دونوں نسبوں میں اختلاف ہے۔

۳۳۹) اوس بن فاند

بعض نے ابن فاتک اور بعض نے ابن الفا کہہا ہے از بنی عمرو بن عوف۔ ابن اسحاق * نے شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدان نے لُحی بن بکیر کی سند سے روایت کیا ہے کہ اوس بن فاتک ایک صحابی ہیں جو خیبر میں شہید ہوئے۔

۳۴۰) اوس بن قتاده الانصاري ابن اسحاق * نے ان کا بھی شہدائے خیبر میں ذکر کیا ہے۔

۳۴۱) اوس بن قیظی

بن عمرو بن زید بن جشم بن حارث بن حارث بن اوس الانصاري۔ عرابہ کے والد، وہ خود اور ان کے دونوں فرزند عرابہ اور عبد اللہ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اوس بن قیظی ایک منافق شخص تھا جس نے کہا تھا: ”ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں“۔ (اگر ہم جہاد کے لیے نکل گئے تو ان کا محافظ کون ہوگا؟) ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں ابن اسحاق * کی سند سے نقل کیا ہے کہ مجھ

* فتح الباری (۱۹۰/۱۱) مشکل الآثار (۳۰۰/۲) الاذکار النوویة (۲۵۱) * الاکمال (۱۸۹)

* اسد الغابۃ (ت ۳۱۳) الاستیعاب (ت ۱۱۵) * الثقات (۹/۳) * السیرۃ النبویة (۲۶۶/۳) * السیرۃ النبویة (۲۶۶/۳)

* اسد الغابۃ (ت ۳۱۶) الاستیعاب (ت ۱۱۸) * السیرۃ النبویة (۱۵۱/۲)

سے معتبر شخص نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بتایا کہ شاس بن قیس (جو بہت بڑا یہودی کافر تھا) کا اوس و خزرج کے ایک گروہ پر سے گزر رہا تھا جو آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ تو اسے سابقہ عداوت کے بعد ان کی باہمی الفت ناگوار گزری۔ اس نے ایک یہودی نوجوان کو جو اس کے ساتھ تھا کہا کہ ان کی مجلس میں بیٹھ کر انہیں جنگ بعاث کی یاد دلاؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس پر یہ لوگ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دو شخص اوس بن قیظی اوس سے اور جبار بن صخر خزرج سے گھٹنے ٹیکے کھڑے ہو کر بولنے لگے، دونوں گروہ غضبناک ہو کر جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی، آپ ﷺ تشریف لائے، انہیں سمجھایا بھجایا اور صلح کرادی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی بات سنی اور قبول کر لی جس پر اللہ تعالیٰ نے اوس اور جبار کے متعلق آیات نازل کیں:

”اے ایمان والو! اگر تم نے ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف

پھیر لے جائیں گے۔“ (آل عمران : ۱۰۰)

اور شاس بن قیس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں:

”کہو! اے اہل کتاب! یہ تمہاری کیا روش ہے کہ جو اللہ کی بات مانتا ہے اسے بھی تم اللہ تعالیٰ کے راستہ سے

روکتے ہو۔“ (آل عمران : ۹۹)

یہ حدیث طویل تھی میں نے ہی اسے مختصر ذکر کیا ہے اس کی سند مرسل ہے اور اس میں ایک مبہم راوی ہے۔ اسے ابو عمر نے نقل کیا ہے۔

۳۵۲ اوس بن مالک الاشجعی

ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے مکی بن ابراہیم نے روایت کیا ہے، ابن مندہ نے اسے مختصر ذکر کیا ہے۔

۳۵۳ اوس بن مالک

بن قیس بن محرث بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار، ابوسائب مازنی، احد میں شریک رہے ابن شاہین اور اسی طرح طبری نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔

۳۵۴ اوس بن مالک الانصاری

اوس بن ثابت میں ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۳۵۵ اوس بن مالک

بن نمط ہمدانی، نمط بن قیس میں تذکرہ آتا ہے۔

۳۵۶ اوس بن معاذ

ابن اسحاق نے بر معونہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

۳۵۷ اوس بن المعلی

بن لوزان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناة بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن عصب بن جشم بن خزرج۔ ابن کلبی نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ابن الاثیر نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۳۵۸ اوس بن معیر

ابو محذورہ، کنیتوں میں آئے گا، خلیفہ اور زبیر بن بکار نے ان کا نام اوس بتایا ہے۔ جبکہ امام احمد بن حنبل، ابن معین، ابن سعد اور ابو خثیمہ نے ”سمرہ“ کہا ہے۔ ابن معین سے کسی نے نقل کیا ہے کہ ان کا نام معیر بن نفیر ہے ایسا ہی ابن شاپین نے نقل کیا ہے۔ اور ابو عمر نے کہا ہے: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اوس بن معیر ابو محذورہ کے بھائی ہیں جبکہ اس میں تاثر ہے۔ پہلا قول (یعنی زبیر ابو محذورہ کا نام ہے) زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ ابن زبیر سے یہ بھی منقول ہے کہ ابو محذورہ کا نام اوس ہے اور ان کا ایک بھائی انیس تھا جو کافر قتل کیا گیا۔ اسی پر ابن حزم نے اعتماد کیا اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو غلط کہا ہے۔ ابوالیقظان سے مروی ہے کہ ابو محذورہ کا نام سمرہ ہے اور ان کے بھائی کا نام اوس ہے جو جنگ بدر میں کفر پر مارا گیا۔

۳۵۹ اوس بن مغراء الانصاری

وہمہ نے ان کا شہدائے جنگ یمامہ میں تذکرہ کیا ہے۔

۳۶۰ اوس بن المنذر الانصاری

از بنی عمرو بن مالک بن نجار، ابن اسحاق اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر شہدائے احد میں کیا ہے۔

۳۶۱ اوس بن یزید

بن اصرم۔ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے حاضرین عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۲ اوس الانصاری

طبرانی نے سابقہ حضرات سے انہیں جدا ذکر کیا ہے اور اپنی سند سے ابوزبیر کے حوالہ سے، سعید بن اوس انصاری سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عید الفطر کے روز فرشتے راستوں پر کھڑے ہو گئے

اسد الغابۃ (ت ۳۲۲) تجرید (۳۸/۱) اسد الغابۃ (ت ۳۲۳) اسد الغابۃ (ت ۳۲۴) الاستیعاب (ت ۱۱۶)

الاستیعاب (۲۰۱/۱) اسد الغابۃ (ت ۳۲۵) السیرۃ النبویۃ (۹۷/۳) اسد الغابۃ (ت ۳۲۶)

المعجم الکبیر (حدیث ۱۹۶/۱)

اعلان کرتے ہیں: ”مسلمانو! کرم نواز پروردگار کی طرف بڑھو، جو بھلائی کا احسان کرتا ہے پھر اس پر زیادہ اجر دیتا ہے.... اس کے آخر میں ہے: یہ انعامات کا دین ہے۔“ حسن بن سفیان نے اسے اپنی مسند میں سعید بن عبد الجبار کی سند سے بحوالہ توبہ یا ابو توبہ سعید بن اوس سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح اسے معافی نے ”الجلیس“ میں سعید بن عبد الجبار کی سند سے ابو توبہ کے حوالہ سے بغیر شک کے نقل کیا ہے۔

۳۶۳ دوسرے ”اوس الانصاری“ جن کا ذکر ہے

حاکم اظہل میں واقدی کی سند سے بحوالہ ابن ابی سبرہ، حارث بن فضیل سے وہ ابن مسعود بن ہنیدہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ پھر بنی المصطلق کے غزوے کی حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے: ہاشم بن صبابہ دشمن کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ تیز تند ہوا اور گرد و غبار میں واپس آئے۔ راستے میں انہیں عبادہ بن الصامت کے خاندان کا اوس نامی شخص ملا۔ انہیں گمان ہوا کہ ہاشم مشرکین کا آدمی ہے، بڑھ کر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ بعد میں علم ہوا کہ وہ مسلمان تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیت ادا کرنے کا حکم دیا۔ پھر راوی نے مکمل حدیث ذکر کی۔

۳۶۴ اوس الکلابی

ابن قانع نے یحییٰ بن راشد کی سند سے بحوالہ معالیٰ بن حاسب بن اوس کلابی نقل کیا وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور جن باتوں پر لوگ بیعت کر رہے تھے میں نے بھی بیعت کی۔
امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے ذکر کیا ہے کہ اوس کلابی ضحاک بن سفیان سے اور ان سے ان کے بیٹے حاسب روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۳۶۵ اوس المرئی

از بنی امرئ القیس۔ ان کی بیٹی کی حدیث میں جسے عبدان نے روایت کیا ہے، ان کا ذکر ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن محمد بن مرزوق نے بحوالہ جیدہ بنت ابی العلاء محمد بن اعین نے بیان کیا، فرماتی ہیں: مجھ سے میرے والد نے امّ جمیل بنت اوس المرئیہ کے حوالہ سے نقل کیا، فرماتی ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، میرے (سر) مینڈھیاں اور کچھ بال نیم تراشیدہ تھے۔ تو نبی ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا: ”اس بچی سے جاہلیت کی شباهت (جو بالوں میں ہے) منڈوا دو پھر اسے میرے پاس لانا۔“ فرماتی ہیں: میرے والد مجھے لے گئے اور میرا سر مونڈھ کر واپس لے آئے۔ ”آپ ﷺ نے میرے لیے دُعائے برکت کی اور میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔“

ابن قانع نے اسی سند سے یہ حدیث لکھی ہے البتہ انہوں نے اوس مرئی زنا اور نون سے کہا، جو لفظی غلطی ہے۔ ابوعلی نے الاستیعاب کے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ ان کا نام جمیلہ ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۲۹۴) * اسد الغابۃ (۱/۱۶۵) * التاريخ الكبير (۲/۱۹) * الجرح والتعديل (۲/۳۰۴) * الثقات (۴/۴۴)
اسد الغابۃ (ت ۳۲۱) * المعجم الكبير (۱/۶۲۱) * معرفة الصحابة (۲/۳۶۲)

۳۶۶ اوس غلام رسول ﷺ

ابن حبان * نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ یہ ابوبکثہ کا نام ہے۔ جبکہ طبرانی نے کہا: اوس کو سلیم بھی کہا جاتا ہے۔ کنتوں میں آ رہا ہے۔

۳۶۷ اوس

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کا نام ہے جنہوں نے قرآن مجید کو یکجا کیا ہے۔ یہ بات قاضی اسماعیل نے علی بن مدینی کے حوالہ سے نقل کی ہے، کنتوں میں آ رہا ہے۔

۳۶۸ اوفی بن عرفطہ *

ابن عبدالبر * کا قول ہے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے والد طائف میں شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں: جیسا کہ آ رہا ہے، یہ عرفطہ بن حباب ازدی، بنی امیہ کے حلیف ہیں۔

۳۶۹ اوفی بن مولة تمیمی عنبری *

بغوی وغیرہ علماء نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ طبرانی اور ابن مندہ نے عبدالغفار بن معقد بن حصین بن حجاز بن اوفی بن مولة کے حوالہ سے نقل کیا، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اوفی بن مولة سے۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے غمیم کی زمین دی اور مجھ پر یہ شرط عائد کی ”کہ مسافر پہلا سیراب ہونے والا ہو“ اور ہم میں ساعدہ نامی شخص کو جنگل کا کنواں دیا، اور ایاس بن قتادہ کو جابیہ جو یمامہ سے پہلے ہے۔ ہم سب اکٹھے آپ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ ابن عبدالبر * نے کہا: ان کی حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

۳۷۰ اویس بن الصامت اوس میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۳۷۱ ایاد ابوالسّمح *

نبی ﷺ کے غلام۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنتوں میں آ رہا ہے۔

۳۷۲ ایاس بن اوس *

بن عتیک الانصاری الاشمیلی۔ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے شہدائے اُحد میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ایسا ہی

* الثقات (۱۲/۳)

* اسد الغابة (ت ۳۲۹) الاستيعاب (ت ۱۲۱)

* الاستيعاب (۲۱۲/۱)

* اسد الغابة (ت ۳۳۰) الاستيعاب (ت ۱۲۰) تجرید (۳۸/۱)

* الاستيعاب (۲۱۲/۱)

* المعجم الكبير (حدیث ۲۹۳/۱)

* اسد الغابة (ت ۳۳۳) الاستيعاب (ت ۱۲۶)

* اسد الغابة (ت ۳۳۲) الاستيعاب (ت ۱۶۲)

ابن اسحاق * اور ابوالاسود نے عروہ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ ابن کلبی نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے یہ سمجھا ہے کہ وہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے ہیں۔

۳۴۳ ایاس بن بکیر *

بن عبد یلیل بن ناشب بن غیرة بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ اللیثی، بنی عدی کے حلیف، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں فرمایا: لیث فرماتے ہیں: مجھ سے زہری نے بحوالہ محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان نقل کیا کہ محمد بن ایاس بن بکیر نے ان سے بیان کیا، اور ان کے والد بدری صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اس روایت کو موصولاً ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا: ہمیں ایاس اور ان کے بھائیوں کے علاوہ کوئی چار ایسے بھائی معلوم نہیں جو بدر میں شریک ہوئے ہیں۔ جو یہ ہیں: عاقل، خالد، عامر * (چوتھے ایاس)۔ ان چاروں نے اکٹھی ہجرت کی اور رفاعہ بن عبد المندر کے ہاں اترے۔

ابن یونس نے کہا ہے: ایاس فتح مصر میں شریک تھے اور ۳۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بھائی عاقل بدر میں، خالد غزوہ رجب میں اور عامر جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۳۴۴ ایاس بن ثعلبہ *

ابو امامہ البلوی، بنی حارثہ کے حلیف، انصار سے تعلق ہے عنقریب کنیتوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۳۴۵ ایاس بن رباب *

یہ ہلال بن رباب کے بیٹے ہیں اپنے دادا کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ عنقریب آ رہا ہے۔

۳۴۶ ایاس بن سلمہ بن الاکوع

ابن عبد البر نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے اشعار میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کی ہے جبکہ اس میں تامل ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ وہ شخصیت ہے جس سے ابوالعمیس روایت کرتے ہیں تو پھر یہ صحابی نہیں۔ اس واسطے کہ ان کی ولادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی، اور اگر سلمہ کا کوئی ایاس نامی بیٹا ہو تو اس کا بھی احتمال ہے۔ اس سلسلہ میں مرزبانی نے اپنی معجم میں ابن عبد البر سے پہل کی ہے لیکن انہوں نے یہ تصریح نہیں کی کہ یہ صحابی ہیں، بلکہ ان کے حالات میں کہا ہے کہ یہ مذکورہ اشعار میں نبی ﷺ کی تعریف کرتے ہیں:

سمح الخلیقة ماجد وکلامه حق وفيه رحمة و نکال
اولاد قيلة حوله في غاية كالاسد ترفاً حولها الاشبال

* اسد الغابة (ت ۳۳۴) الاستيعاب (ت ۱۲۲)
* معرفة الصحابة (۳۲۶/۲) الاستيعاب (۲۱۲/۱)
* اسد الغابة (ت ۳۳۶)

* السيرة النبوية (۹۶/۳)
* تاريخ (۱۲/۳)
* اسد الغابة (ت ۳۳۵) الاستيعاب (۱۳۰/۱)

”وہ سخی طبیعت، عزت والے ہیں۔ ان کی گفتگو برحق ہے جس میں رحمت اور وعید ہے۔ قیلہ (بی بی) کی اولاد (اوس و خزرج) ان کے گرد ایسے جمع ہیں جیسے شیروں کے ارد گرد (ان کے) بچے گھوم پھر رہے۔“
گویا تامل سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کا نبی ﷺ کی تعریف کرنے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ صحابی بھی ہوں۔

۳۷۷ ایاس بن سہل الجہنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ انصار کے حلیف ہیں۔ ابو نعیم کہتے ہیں: میرے خیال میں وہ تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے موسیٰ بن جبیر کی سند سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: میں نے اس شخص سے سنا جو ایاس جہنی سے روایت کرتا ہے، وہ فرماتے تھے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اللہ کے نبی! (فرائض کے بعد) کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ کے لئے بغض و محبت رکھو، اور اپنی زبان کو ذکر الہی میں لگائے رکھو۔“ (ابن مندہ) فرماتے ہیں: اور مصعب بن مقدم نے محمد بن ابراہیم مدنی سے انہوں نے ابو حازم سے روایت کی ہے کہ وہ بنی ساعدہ کے ایاس بن سہل انصاری کے پاس بیٹھے، فرماتے ہیں: تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ابو حازم توجہ کرو میں تمہیں نبی ﷺ کی بات سناتا ہوں۔
میں کہتا ہوں: پہلی سند تو منقطع ہے اور دوسری میں محمد بن ابراہیم جو ابن ابی حمید ہے ایک ضعیف راوی ہے۔

۳۷۸ (ز) ایاس بن شراحیل

بن قیس بن یزید بن امری القیس بن بکر بن حارث بن معاویہ کنڈی۔ نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلبی، ابن سعد اور طبری کا قول ہے۔ ابن معوذ نے اس کا استدراک کیا ہے اور رشاطی نے اسے نقل کیا ہے۔

۳۷۹ (ز) ایاس بن عبد الاسد

القاری: بنی زہرہ کے حلیف، سعید بن عفیر نے ان کا تذکرہ فتح مصر میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیان میں کیا ہے۔ وہاں انہوں نے اپنی ایک حویلی بھی بنائی، اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

۳۸۰ ایاس بن عبد اللہ

انہیں ابن عبد الفہری ابو عبد الرحمن بھی کہا جاتا ہے۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں آ رہا ہے۔

۳۸۱ (ز) ایاس بن عبد اللہ الفہری

۳۸۲ (ز) ایاس بن عبد اللہ

ابی ذباب الدوسی، از اہل مکہ، ابن حبان نے کہا: ان کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ صحابی ہیں۔ پھر تابعین میں دوبارہ ان کا

✽ کنز العمال (حدیث ۱۳۹۰) معرفة الصحابة (۱/۱۶۴)

✽ اسد الغابة (ت ۳۳۹)

✽ اسد الغابة (ت ۳۴۱) الاستيعاب (ت ۱۲۹) تجرید (۱/۴۰)

✽ اسد الغابة (ت ۳۳۷) تجرید (۱/۳۹)

✽ اسد الغابة (ت ۳۳۸)

✽ اسد الغابة (ت ۳۴۰) الاستيعاب (ت ۱۲۸) تجرید (۱/۴۰)

تذکرہ کر دیا۔ اور کہتے ہیں: میرے نزدیک انھیں صحابی شمار کرنا درست نہیں۔ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ* نے ان کی ایک حدیث صحیح سند سے درج کی ہے۔ لیکن ابن السکن نے کہا: انہوں نے سماع کا ذکر نہیں کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں ان کے صحابی ہونے کا کوئی علم نہیں۔

۳۸۳ ایاس بن عبد

ابوعوف المزنی، امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن حبان* کا قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اصحاب السنن اور امام احمد رحمہ اللہ نے پانی* فروخت کرنے کی ایک حدیث جو ان سے مروی ہے نقل کی ہے۔ بغوی اور ابن السکن کا قول ہے کہ اس کے علاوہ انہوں نے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں: ان کی کنیت ابوالفرات ہے اور وہ کوفہ اترے تھے۔ بغوی نے کہا: ہمیں علی بن سلمہ نے بحوالہ ابن عیینہ بتایا، فرماتے ہیں: میں نے کوفہ میں لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ صحابی رسول ہیں۔

اسی طرح انہوں نے ابن عیینہ کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن ولید بن عبد اللہ بن معقل بن مقرن مزنی سے پوچھا، کیا آپ ایاس بن عبد مزنی کو جانتے ہیں؟ کہنے لگے: وہ میرے نانا یعنی میری والدہ کے والد ہیں۔ اسی طرح عمرو بن دینار کی سند سے بحوالہ ابوالمنہال (جو عبد الرحمن بن مطعم ہیں) سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے ایاس بن عبد صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، پھر موقوف حدیث ذکر کی۔

۳۸۴ ایاس بن عبس

بن امیہ بن زبیحہ بن عامر بن ذبیان بن الدیل بن صباح العبدی الصباحی، رشاطی نے بحوالہ ابوعمر و شیبانی ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی قائف (قیافہ شناس) اشج کے ساتھ وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ قائف کے حالات میں اس کی حدیث آ رہی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۸۵ ایاس بن عدی الانصاری*

از بنی عمرو بن مالک بن النجار، غزوہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔ یہ ابن عبد البر* کا قول ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

* ابوداؤد کتاب النکاح باب ضرب النساء (حدیث ۲۲۴۶) ابن ماجہ فی کتاب النکاح باب ضرب النساء (حدیث ۱۹۸۵)

المستدرک (حدیث ۱۸۸/۲) مصنف عبد الرزاق (حدیث ۱۷۹۴۵/۹) صحیح ابن حبان (حدیث ۴۱۹۰)

* اسد الغابۃ (ت ۳۴۲) الاستیعاب (ت ۱۲۷) الثقات (۴۴۰/۱)

* ابوداؤد کتاب البیوع باب فی بیع فضل الماء (حدیث ۳۴۷۸) ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی بیع فضل الماء (حدیث ۱۲۷۱)

نسائی کتاب البیوع باب فی بیع فضل الماء (حدیث ۴۶۷۶) مسند احمد (حدیث ۴۱۷/۳) مستدرک للحاکم (حدیث ۶۱/۲)

سنن الدارمی (حدیث ۲۶۹/۲) المعجم الكبير (حدیث ۷۸۲)

* اسد الغابۃ (ت ۳۴۳) الاستیعاب (۱۲۵) الاستیعاب (۲۱۴/۱)

میں کہتا ہوں: ابن ہشام نے اپنے اضافوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۶) ایاس بن قتادة التميمي العنبري

ان کا تذکرہ اوئی بن مولہ میں ہو چکا ہے جس میں بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا اور انہوں نے غلطی سے عنزی زا سے لکھ دیا۔ بنی تمیم میں ایک اور صاحب ہیں جنہیں ایاس بن قتادہ کہا جاتا ہے لیکن وہ مجاشعی ہیں جو صحابی نہیں۔ مہر دے ”الکامل“ میں ذکر کیا ہے کہ اخف نے انہیں ان دیتوں کی وجہ سے جن کے وہ ازد اور تمیم کے درمیان پیدا ہونے والے فتنہ میں ذمہ دار بنے تھے بطور رہن ازد کے حوالہ کر دیا۔ یہ عبید اللہ بن زیاد کے بعد ۶۰ھ کی اکائیوں کا واقعہ ہے۔

۳۸۷) ایاس بن معاذ الانصاري الاشعري

ابن السکن اور ابن حبان کا قول ہے کہ یہ صحابی نہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ اوسط میں ان کا تذکرہ، رسول اللہ ﷺ کے دور میں جو مہاجرین اولین اور انصار فوت ہوئے، ان میں کیا ہے۔ مصعب زبیری نے کہا: ایاس ہجرت سے پہلے جب وہ لڑکے تھے مکہ آئے، واپس گئے اور آپ ﷺ کی ہجرت سے پہلے فوت ہو گئے۔ ان کی قوم نے بتایا کہ وہ مسلمان فوت ہوئے ہیں۔ مغازی میں ابن اسحاق نے فرمایا: مجھ سے حصین بن عبد الرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے بحوالہ محمود بن لبید نقل کیا ہے فرمایا: جب ابو الحیسر انس بن رافع مکہ آیا تو اس کے ہمراہ بنی عبد الاشہل کے چند نوجوان تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھے۔ یہ لوگ قریش سے اپنی قوم خزرج کے خلاف معاہدہ کرنے آئے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کی اطلاع ملی تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کے پاس بیٹھے۔ ان سے فرمایا: کیا تمہیں اس بھلائی کی کچھ رغبت ہے جس کے لئے تم آئے وہ اس سے بہتر ہو؟ وہ کہنے لگے: وہ بھلائی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے بندوں کی طرف اس لئے بھیجا ہے کہ میں انہیں اس بات کی طرف بلاؤں کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی (مخلوق) کو شریک نہ کریں۔“ پھر انہیں اسلام کا تعارف کرایا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا، جس پر ایاس بن معاذ نے کہا: ”دوستو! اللہ کی قسم! یہ تو واقعی اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔“ اس پر ابو الحیسر نے غضبناک ہو کر مٹھی بھر خاک اٹھائی اور ان کے چہرے پر پھینک کے کہنے لگا: بس رہنے دو! مجھے اپنی حیات کی قسم! ہم کسی دوسرے کام سے آئے ہیں۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گئے اور اٹھ کر سب واپس چلے گئے۔ اس و خزرج کے مابین جنگ بعثت ہوئی تھی اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ایاس بن معاذ فوت ہو گئے۔

محمود بن لبید نے کہا کہ مجھے ان کی قوم میں سے اس واقعہ میں موجود شخص نے بتایا کہ وہ ان سے ہمیشہ لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ اور سبحان اللہ سنتے رہے اور انہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی وفات اسلام کی حالت میں ہوئی ہے۔

ایک جماعت نے ابن اسحاق سے اسی طرح نقل کیا ہے اور یہ ان کی صحیح حدیث ہے، لیکن اسے زیاد البزجانی نے ابن اسحاق

تجرید (۴۰/۱) * اسد الغابۃ (ت ۳۴۷) الاستیعاب (ت ۱۲۳) تجرید (۴۰/۱)

الثقات (۲۲/۳) * التاريخ الكبير (۴۴۲/۱) * السيرة النبوية (۵۲/۲)

المستدرک (حدیث ۱۸۰/۳) المعجم الكبير (حدیث ۲۵۱/۱) دلائل النبوة (۱۶۲/۲) کنز العمال (حدیث ۳۶۸۴۹)

سے بحوالہ محمد بن عبدالرحمن بن عمرو، بجائے حصین کے روایت کیا ہے جبکہ پہلی سند زیادہ وزنی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۳۸۸ ایاس بن ہلال

بن رباب بن عبداللہ المزنی، ابو قرہ۔ انھیں اور ان کے بیٹے کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابن قتیبہ کا قول ہے۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی خثیمہ، ابن السکن اور باوردی وغیرہ نے یوسف بن مبارک کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن ادریس، خالد بن ابی کریمہ سے وہ معاویہ بن قرہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے والد معاویہ کے دادا کو ایسے شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنی بہو سے ہمبستری کی تھی کہ اسے قتل کر کے اس کے مال کا پانچواں حصہ وصول کریں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اسی طرح اسے عبداللہ بن الوضاح اور احمد بن عبداللہ عتکی نے عبداللہ بن ادریس سے نقل کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا: وہ یوسف نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ ثقات میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو اسحاق بن راہویہ نے عبداللہ بن ادریس سے نقل کیا ہے۔ البتہ انہوں نے اپنی سند میں قرہ کا ذکر نہیں کیا۔ ابن ابی خثیمہ، یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن ادریس نے ایک جماعت سے اسے مسند بیان کیا اور ایک کے سامنے مرسل۔ ابن قانع، باوردی اور ابن عدی نے ”کامل“ میں بحوالہ فرات بن ابی فرات، معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس گئے۔ آپ نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ ان کے جسم پر کپڑا نہ تھا، انہوں نے اپنا ہاتھ مہربوت پر جا لگایا۔

۳۸۹ ایاس بن ودقۃ الانصاری

از بنی سالم بن عوف بن خزرج، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب جنگ یمامہ کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو موسیٰ مدینی نے کہا: میں نے ایک نسخہ میں ان کا نام فاسے (ودقہ) دیکھا ہے، جبکہ صحیح بالاتفاق قاف دال زبر والی ہے (یعنی ودقۃ) اس کے منقوط اور غیر منقوط ہونے میں اختلاف ہے۔

۳۹۰ ایسر

عبدالرحمن کے والد، ابویلی الانصاری کا لقب، جبکہ ابویلی کا نام داؤد بن ہلال ہے یہی نام و نسب ان کے پوتے محمد بن عمران بن عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے بتایا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ کنتوں میں ابویلی کا ذکر آئے گا۔

۳۹۱ (ز) ایقع بن عبد کلال الحمیری

ابو الفتح ازدی نے فرمایا کہ انھیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ایقع نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ پھر اور ہیں۔

میں کہتا ہوں: بلاشبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے والا شخص اور ہے لیکن ان میں ایک تیسرا شخص بھی ہے وہ ایقہ بن عبدکلاعی حمصی ہے جس نے راشد بن سعد وغیرہ سے روایت کی اور مرسل احادیث بیان کیں۔ ان شاء اللہ قسم اخیر میں آئے گا۔

۳۹۲ ایماء بن رخصہ

بن حزمہ بن خفاف بن حارثہ بن غفار۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ابن المدینی فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں: حظلہ سلمی نے خفاف بن ایماء بن رخصہ سے قنوت کی حدیث نقل کی ہے اور کسی نے کہا ہے: ایماء بن رخصہ۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ عبداللہ بن الصامت سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نقل کیا۔ اس میں ہے: ہم اپنی قوم میں واپس آئے تو ان میں آدھے لوگ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے ہی اسلام لا چکے تھے اور ایماء بن رخصہ غفاری ان لوگوں کی امامت کراتے تھے۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث میں سلیمان بن مغیرہ کی روایت پر اختلاف ذکر کیا ہے کہ آیا وہ خفاف بن ایماء ہیں یا ان کے والد ایماء بن رخصہ ہیں؟ اس بنا پر ممکن ہے کہ خفاف اپنے والد سے پہلے مسلمان ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم

اور زبیر بن بکار نے حکیم بن حزام کی حدیث سے ذکر کیا ہے: ایماء بن رخصہ مشرکین کی طرف سے بدر میں شریک ہوئے۔ اس لیے ان کا اسلام لانا بعد میں ہوا ہوگا۔ ادھر ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ وہ حدیبیہ کے قریب مسلمان ہوئے۔ یہ روایت مسلم کی روایت کے متضاد و معارض ہے۔ ابن سعد ہی کا قول ہے کہ وہ سقیاء کی جانب غیقہ میں سکونت رکھتے تھے اور مدینہ آنا جانا تھا۔ ان کے بیٹے خفاف کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے جو قصہ منقول ہے اس میں ہے کہ عتبہ بن ربیعہ جلدی سے نکلے، تو ان کے ساتھ میں بھی نکل کھڑا ہوا کہ مجھ سے کوئی بھلائی رہ نہ جائے۔ اور عتبہ ایماء بن رخصہ پر آنسو بہاتے تھے انہوں نے مشرکین کو دس اونٹ دیئے تھے۔

۳۹۳ ایمن بن خریم

بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک بن قلیب بن عمرو بن اسد بن خزیمہ بن مدرکہ الاسدی۔ مبرد نے ”کامل“ میں لکھا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ پھر ان کے وہ اشعار بیان کیے جو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر کہے تھے:

انّ الذین تولّوا قتله سفہا
لقوا آثاما و خسرا و ما ربحوا

”جو لوگ بے وقوفی سے آپ کے قتل کے درپے ہوئے، انہوں نے بڑا گناہ اور نقصان اٹھانا ہے اور انہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔“

مرزبانی نے کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے اور وقت وہ قریب البلوغت لڑکے تھے۔ ابن السکن نے کہا: لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کی نبی ﷺ سے روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد اسے غریب کہا ہے۔ اور کہا: ہمیں ایمن کے نبی ﷺ سے سماع کا پتہ نہیں،

ابن عبد البر کو اس حدیث سے واقفیت نہیں۔ انہوں نے کہا: دارقطنی فرماتے ہیں: ایمن نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے، لیکن مجھے ان کی اپنے والد اور چچا سے روایت ملی ہے۔

صولی فرماتے ہیں: ایمن کو خلیل الخلفاء کہا جاتا تھا۔ اس لیے کہ خلفاء ان کے علم، فصاحت کی وجہ سے پسند کرتے تھے۔ برص سے ان کے کچھ بال سفید تھے جن پر وہ زعفران کا رنگ لگاتے تھے۔ عبدالعزیز بن مروان، مصر کے گورنر، انہیں اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ اور انہیں پسند کرنے کی وجہ سے ان کی برص کو برداشت کرتے۔

ابن عیینہ، اسمعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شععی نقل کرتے ہیں، فرمایا کہ ”مرج“ کے روز مروان نے ایمن بن خرم سے کہا: کیا آپ ہمارے ساتھ جنگ میں نہیں نکلیں گے؟ فرمایا: میرے والد و چچا بدری صحابی ہیں، انہوں نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں کسی مسلمان سے جنگ نہیں کروں گا۔ (الحديث) اسی طرح اس میں ہے کہ وہ دونوں بدر میں شریک تھے۔ تو یہ غلطی ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ خرم کے حالات میں بیان کریں گے۔

۳۹۴ ایمن ابن ام ایمن

ان کا نسب یوں ہے: ایمن بن عبید بن زید بن عمرو بن بلال بن ابی الجرباء بن قیس بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج۔ یہی نسب ابن سعد و ابن مندہ نے بیان کیا ہے۔ ابو عمر نے یوں بیان کیا ہے: ایمن بن عبد الحسبشی۔ یہ ایمن بن ام ایمن، اسامہ بن زید کے ماں شریک بھائی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ام ایمن نے مکہ میں عبید بن عمرو سے (جن کا ابھی ذکر ہوا) شادی کر لی تھی وہ مکہ آئے تو وہیں قیام کر لیا۔ پھر ام ایمن کو یثرب لے گئے جہاں ان سے ایمن پیدا ہوئے۔ جب عبید کا انتقال ہو گیا تو ام ایمن واپس مکہ آ گئیں۔ تو زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ بلاذری کا قول ہے جو انہوں نے بحوالہ حفص بن عمر، یثیم بن عدی سے انہوں نے شععی سے نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔ جو ان کے بیٹے حجاج بن ایمن کے حالات میں ان لوگوں کے ذیل میں آئے گا جنہیں دیدار نبوی ﷺ حاصل ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں: یہ وہی ہیں جن سے عطاء اور مجاہد چوری میں ہاتھ کاٹنے کی حدیث روایت کرتے ہیں۔ جس کے صحیح ہونے کو میں نے مختصر التہذیب میں دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔

ابراہیم حربی نے کہا: ہمیں ہارون بن معروف نے بحوالہ ابن وہب بتایا کہ مجھے عمرو نے خبر دی، فرماتے ہیں: سلیمان بن زیاد نے ان سے کہا: عبد اللہ بن حارث نے انہیں بیان کیا کہ ایمن اور چند نو جوانوں نے ننگے ہو کر تلواریں سونت لیں تو رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: ”نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حیا کیا اور نہ اس کے رسول سے پردہ کیا۔“ اور ام ایمن عرض کرتی جاتی تھیں: یا رسول اللہ ﷺ! ان کے لئے استغفار کریں۔ آپ ﷺ انکار فرماتے رہے اور ان لوگوں کے لیے استغفار نہیں فرمایا۔ اسے طبرانی نے بھی نقل کیا ہے۔ ابن ابی خیشمہ نے ایمن حبشی اور ایمن بن ام ایمن میں فرق کیا ہے جو درست ہے۔

الاستیعاب (۲۱۷/۱) اسد الغابۃ (ت ۳۵۳) الاستیعاب (۱۳۱) تجرید (۴۱/۱)

الاستیعاب (۲۱۶/۱) نسائی کتاب السارق باب ذکر اختلاف ابی بکر بن محمد (حدیث ۴۹۶۴)

المعجم الكبير (۸۴۹/۱)

۳۹۵ (ز) ایمن

ان میں کے ایک جو (حبشہ سے) جعفر بن ابی طالب کے ہمراہ آئے تھے جیسا کہ ابرہہ میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۳۹۶ ایوب بن مکرز

ابن شاہین نے کہا: ہم سے محمد بن ابراہیم نے بحوالہ محمد بن یزید بیان کیا کہ ایوب بن مکرز اصحاب رسول ﷺ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو جعفر طبری نے بھی انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ البتہ ایوب بن عبد اللہ بن مکرز بن حفص بن اخف قرشی عامری تو وہ تابعی ہیں، جن کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں رومی لڑائی میں امیر بنائے گئے۔ جن کے نام سے حالات بیان ہو رہے، ان کے چچا ہوتے ہیں۔

قسم ثانی از حرف الف

جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دیکھا

باب الہمزہ جس کے بعد الف ہے

۳۹۷ آدم بن ربیعہ

بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم، ابن حزم وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یہی وہ ہیں جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا ”پہلا خون جسے میں ختم کرتا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے“۔^{*} زبیر بن بکار نے بھی ان کا یہی نام لیا ہے۔ بلاذری نے کہا کہ حذیفہ بن انس ہذلی شاعر اپنی قوم کو لے کر بنی عدی بن دیل کے ارادے سے نکلا جب ان کے علاقہ میں پہنچا تو دیکھا وہ لوگ کوچ کر چکے ہیں۔ وہاں بنی سعد بن لیث نے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ آدم بن ربیعہ اس وقت دودھ پیتے بچے تھے وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز ان کا خون معاف فرما دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ لفظی غلطی ہے۔ ادھر دارقطنی نے کتاب الاخوة میں لکھا ہے: وہ تو ابن ربیعہ کا خون تھا، یوں کہنے کے بعد لکھتے ہیں اس میں تاثر ہے۔ کچھ نے ان کا نام ایاس بتایا ہے جسے ابوسعید نیشاپوری نے ذکر کیا ہے۔ بعض نے کچھ اور بتایا ہے۔ ان شاء اللہ مبہم (جن کا پتہ نہ چلے) لوگوں میں تذکرہ آ رہا ہے۔

* اسد الغابۃ (ت ۳۵۷)

* الطبقات الکبریٰ (۴/۱/۳۲) انساب الاشراف (۱/۴۶۱)

باب الہمزہ جس کے بعد با ہے

۳۹۸ ابراہیم ابن سید البشر محمد ﷺ

بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ ان کی والدہ ماریہ قبطیہ ہیں، جن کے ہاں ذوالحجہ ۸ھ کو ان کی ولادت ہوئی۔ مصعب بن عمیر کا قول ہے: ۱۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اسی پر واقدی نے اعتماد کیا ہے۔ فرمایا: منگل کے روز جب ربیع الاول کے دس دن گزر چکے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ اٹھارہ (۱۸) ماہ زندہ رہے۔ اور محمد بن موئل کا قول ہے: سترہ ماہ آٹھ دن کے تھے۔ ابن زہرہ نے ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ عقیل اور یزید بن ابی حبیب، ابن شہاب سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی کنیز ماریہ سے آپ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا، آپ کو بھی اس کا خیال ہوتا تھا کہ بیٹا پیدا ہوگا بالآخر جبرائیل علیہ السلام نے ارکبہا: ”ابو ابراہیم السلام علیکم!“ یہ زہری کی غریب حدیث ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں فرمایا: ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے بحوالہ ابی وہ ابن اسحاق سے۔ فرمایا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی نے بحوالہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ابراہیم ۱۸ ماہ کی عمر میں فوت ہوا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اس کی سند حسن ہے۔ اسے بزار و ابویعلیٰ نے نقل کیا اور ابن حزم نے اس کی تصحیح کی لیکن امام احمد بن حنبل کی ان سے روایت کے متعلق کہا: منکر حدیث ہے۔

خطابی فرماتے ہیں: اتصال کے لحاظ سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس روایت سے زیادہ حسن ہے جس میں ہے کہ آپ نے ان کا زہ پڑھایا۔ فرماتے ہیں: لیکن یہ روایت مرتبہ والی ہے۔ ابن عبد البر نے کہا: حدیث عائشہ (سنداً) صحیح نہیں۔ پھر فرماتے ہیں: ملب یہ کہ آپ نے جنازہ کی باجماعت نماز نہیں پڑھی، اپنے صحابہ کو نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا اور خود حاضر نہیں ہوئے۔

ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جب نبی ﷺ کے فرزند ابراہیم فوت ہوئے آپ نے فرمایا: جنت میں اس کے لئے دودھ پلانے والی عورت ہے اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا لیکن ایسا میں تو وہ بھی نہیں) نیز اگر وہ زندہ رہتا تو میں اس کے قبطی ماموں کو آزاد کر دیتا اور کوئی قبطی غلام نہ بنایا جاتا۔ اس سند میں ابوشیبہ واسطی۔ ابراہیم بن عثمان ہے اور وہ ضعیف ہے، ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کی ہے، ہمارے ہاں اونچی سند سے لکھی ہے، فرمایا کہ غریب روایت ہے۔

ابن سعد رحمہ اللہ اور ابویعلیٰ نے عطاء بن عجلان کی سند سے (جو ضعیف راوی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے بیٹے کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔ بزار نے ابونضرہ کی سند سے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید انہی الفاظ کی روایت نقل کی ہے جس میں عبد الرحمن بن مالک بن معقل ضعیف راوی ہے۔

مجمع الزوائد الحديث (۷۷۳۳)

جامع المسانيد والسنن (۳۰/۱)

ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاة علی ابن رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاته (حدیث ۱۵۱۱)

الطبقات الكبرى (۸۹/۱/۱)

اور امام احمد نے جابر جھٹی کی سند سے (جو ایک ضعیف راوی ہے) بحوالہ شععی حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کی عمر سولہ ماہ تھی۔ اور ابن ابی شیبہ * نے اپنے مصنف میں یہ روایت نقل تو کی لیکن حضرت براء کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح عبدالرزاق نے (مصنف عبدالرزاق میں) بیہقی * نے دلائل النبوة میں سلیمان بن بلال کی سند سے بحوالہ جعفر بن محمد نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کا جنازہ پڑھا۔ نووی فرماتے ہیں: جمہور کا اس طرف رجحان ہے کہ آپ نے ان کا جنازہ پڑھا اور چار تکبیریں کہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ وہ سترہ (۱۷) یا اٹھارہ (۱۸) ماہ (شک ہے) زندہ رہے۔ ابن مندہ نے ابوعامر الاسدی کے طریق سے بحوالہ سفیان، سدی سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم کی وفات ہوئی تو ان کی عمر سولہ ماہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بقیع میں دفن کرنا، کیونکہ جنت میں اس کی دودھ پلائی کی عورت ہے جو اس کی مدت رضاعت پوری کرے گی۔“ * فرماتے ہیں: غریب روایت ہے نووی کی اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: بخاری نے محمد بن بشر کی سند سے بحوالہ اسمعیل بن ابی خالد نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم کو بڑی عمر میں دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ تو بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔

اگر تقدیر میں یہ مقدر ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوگا تو آپ علیہ السلام کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت وکیع سے بحوالہ اسمعیل نقل کی، فرمایا: میں نے ابن ابی اوفی کو فرماتے سنا: اگر نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ کا بیٹا ابراہیم فوت نہ ہوتا۔ اسمعیل سدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ ابراہیم پنگھوڑے میں سماتے نہ تھے اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن انہوں نے باقی رہنا نہ تھا کیونکہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

اسی طرح ابن مندہ نے ابراہیم بن حمید کے طریق سے بحوالہ اسمعیل بن ابی خالد نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے نبی ﷺ کے فرزند ابراہیم کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ نبی ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور بچپن میں فوت ہوئے۔ * ابن عبدالبر نے حدیث انس کو منکر سمجھا ہے چنانچہ وہ تمہید میں اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ کیا بات ہوئی، حالانکہ نوح علیہ السلام کے ہاں غیر نبی پیدا ہوئے، اگر ایسا ہوتا کہ نبی کا بیٹا نبی ہی ہوگا تو ہر ایک نبی ہوتا کیونکہ وہ سارے نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ بہر کیف مذکورہ حدیث سے لازم نہیں کہ ایسا ہی ہو جیسا انہوں نے ذکر کیا۔

* مصنف ابن ابی شیبہ (حدیث ۳۷۹/۳)

* دلائل النبوة (۴۳۱/۵)

* بخاری کتاب الجنائز باب ما قیل فی اولاد المسلمین (حدیث ۱۳۸۲) مسند امام احمد (حدیث ۲۹۷/۴)

مصنف عبدالرزاق (حدیث ۱۴۰۱۳) کنز العمال (حدیث ۳۲۲۱۸)

* بخاری کتاب الادب باب من سمی بأسماء الانبیاء (حدیث ۶۱۹۴)

ابن ماجہ فی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاة (حدیث ۱۵۱۰) جامع المسانید والسنن (۳۱/۱)

نوی نے اپنی ”تہذیب“ میں ابراہیم کے حالات میں لکھا ہے۔ بعض متقدمین سے جو یہ مروی ہے کہ ”اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے“ باطل ہے اور غائب کی باتوں کے متعلق بولنے کی جسارت ہے۔ یہ عجیب بات ہے حالانکہ یہ حدیث تین صحابہ سے پیش کی جاتی ہے۔ شاید انہیں اس کی کوئی تاویل نہ ملی تو اتنی شدید سے اس کا انکار کر دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ سے وقوع لازم نہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کوئی صحابی اپنے خیال سے اس کی جسارت کر سکے۔ واللہ اعلم

ثابت بنانی نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے والد ابراہیم کے نام پر رکھا۔“ (الحديث) جسے بخاری و مسلم رحمہما نے نقل کیا ہے، اس میں اس کی وفات کا قصہ بھی ہے، ”جب آپ ﷺ اس کے پاس آئے تو وہ جان کنی کے عالم میں تھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔“ اسی میں ہے ”آنکھ اشکبار ہوتی ہے، دل غمگین ہوتا ہے پھر بھی ہم اپنے رب کی رضا کے خلاف کوئی بات نہیں کہتے۔ ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے غمزدہ ہیں۔“

اور مسلم نے عمرو بن سعید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص اہل وعیال پر مہربان نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کا بیٹا مدینہ کے دیہات میں دودھ پلوئی کے لیے گیا ہوا تھا، آپ ﷺ اس سے ملاقات کے لیے جاتے ہم بھی ساتھ ہوتے، آپ اسے اٹھا کر چومتے تھے، پھر اس کی وفات کا قصہ بیان کیا۔ ابراہیم کی وفات ربیع الاول میں ہوئی، کسی نے رمضان اور کسی نے ذوالحجہ کہا ہے۔ اور یہ تیسرا قول باطل ہے کہ وہ ۱۰ھ کو فوت ہوئے۔ کیونکہ نبی ﷺ حجۃ الوداع میں تھے۔ ہاں اگر ذوالحجہ کے آخر میں فوت ہوئے ہوں تو جداباں ہے۔ بیہقی نے ایک قول نقل کیا ہے کہ وہ صرف ستر (۷۰) دن زندہ رہے اس بنا پر ان کا انتقال ۸ھ کو بنتا ہے۔ واللہ اعلم

۳۹۹ ابراہیم بن النبی ﷺ

دوسرے بیٹے، علی بن حسین بن جنیدی رازی نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ ایک لطیف جزو ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نبی ﷺ کی چار بیٹیاں اور ان کے بعد قاسم، طاہر، ابراہیم اور طیب پیدا ہوئے۔ بچے دودھ پلوئی کے لیے بھیج دیئے گئے۔ انہوں نے ماریہ قبطیہ کا ذکر نہیں کیا۔ ان کے قصہ کے متعلق کہا ہے: ان کے ہاں ابراہیم کی ولادت ہوئی جو بچپن میں فوت ہو گئے۔ یہ انہوں نے کسی اور کے ہاں نہیں دیکھا۔ اگر وہ ماریہ اور ان سے آپ کی اولاد کا ذکر نہ کرتے تو جو کچھ ذکر کر دیا ہے وہ محض غلط نہ ہوتا، بلکہ ان کا ذہن تشویش میں پڑ گیا اور وہ یہ سمجھے کہ آپ کی ساری اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور ماریہ رضی اللہ عنہا کے ذکر سے غافل ہو گئے۔

۴۰۰ ابراہیم بن حارث

بن خالد بن صخر جمی۔ قسم اول میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

بخاری کتاب الجنائز باب انا بک لمحزونون (حدیث ۱۳۰۳) مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ الصبیان والعیال و تواضعہ (حدیث ۵۹۷۹) کتاب والباب نفسہما و حدیث (۵۹۸۰) اسد الغابۃ (ت ۶) الاستیعاب (۱/۱۵۳)

۴۰۱) ابراہیم بن حارث بن ہشام

عبدالرحمن بن حارث میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۴۰۲) ابراہیم بن خلاد

بن سوید الانصاری، ابن مندہ کا بیان ہے کہ وہ بچپن میں نبی ﷺ کے پاس لائے گئے، ان کی ایک مرسل حدیث ہے باوردی نے ابراہیم بن سعد کے طریق سے بحوالہ ابن اسحاق عبداللہ بن ابی لبید سے وہ عبدالمطلب بن عبداللہ سے وہ ابراہیم بن خلاد بن سوید سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمد (ﷺ)! ”بلند آواز خطیب بن جاو“۔ اسے ابوتملہ نے ابن اسحاق سے یوں نقل کیا ہے: ابراہیم بن خلاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کا اپنے والد سے بھی سماع صحیح نہیں۔ اسی روایت کو ثوری، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ عبداللہ بن ابی لبید مطلب سے انہوں نے خلاد بن سائب بن خلاد بن سوید سے انہوں نے زید بن خالد جھنی سے نقل کیا ہے یہ سند محفوظ ہے۔

دمیاطی نے ابن مندہ کے قول کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: ان ابراہیم کا صحیح نسب یوں ہے: ابراہیم بن خلاد بن سائب بن خلاد بن سوید الانصاری، اور کہا کہ ان کے والد خلاد بن سائب ہیں۔ ابن سعد نے ان کا تابعین کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ لہذا یہ کون ہو سکتا ہے کہ ان کا بیٹا نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوا ہو؟

میں کہتا ہوں: اس تعاقب میں تامل ہے، کیونکہ احتمال ہے کہ جن کے نام سے حالات بیان ہو رہے ہیں وہ سائب بن خلاد صحابی کے بھائی ہوں جن کا ذکر آ رہا ہے۔ یہ ان ابراہیم کے دادا ہیں جن کا دمیاطی نے ذکر کیا ہے۔ یوں حالات والی شخصیت ان کے والد کے چچا ٹھہرے۔ واللہ اعلم

۴۰۳) ابراہیم بن صالح

وہ ابن نعیم کے والد ہیں تذکرہ آ رہا ہے۔

۴۰۴) ابراہیم بن عبدالرحمن

بن عوف زہری مدنی، واقدی وغیرہ نے کہا: وہ نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اوسط میں لکھا ہے یونس، ابن شہاب سے وہ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے۔ فرمایا نبی ﷺ نے پانی طلب کیا اور بعض نے کہا: ہم سے پانی طلب کیا۔ فرماتے ہیں، روایت صحیح نہیں کیونکہ ان کی والدہ ام کلثوم کی شادی ان کے بھائی ولید نے فتح مکہ کے دنوں میں کی تھی۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے کہ وہ تابعین کے پہلے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ہمیں معلوم نہیں کہ عبدالرحمن کی اولاد سے ان کے سوا کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سن کر روایت کی ہو۔

اسد الغابۃ (ت ۹) تجرید (۲/۱)

مسند احمد (۵۶/۴/۴) المعجم الكبير (۱۷۱/۷) مجمع الزوائد (۲۲۴/۳) کنز العمال (۱۲۴۰۸) جامع المسانید والسنن (۲۵/۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۳) الاستیعاب (ت ۲) التاريخ (۲۹۶/۱)

ابن ابی شیبہ نے فرمایا: ابن علیہ، اسمعیل بن امیہ، سعد بن ابراہیم ان کے سلسلہ سند میں ان کے والد ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے، فرمایا: مجھے اس بکری کی کھال یاد ہے جسے میری والدہ نے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو (مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگانے کے عوض) کوڑے لگائے تھے تو وہ شدت درد کی وجہ سے کھال کو اپنی پیٹھ پر لگا رہے تھے۔ ابو نعیم کے ہاں جو لکھا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی ولادت ہجرت سے پہلے ہوئی۔ یوں وہ پہلی قسم والوں میں شمار ہوتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ درست یہی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات سے پہلے (وہ پیدا ہوئے)۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے انہیں تابعین مدینہ کے طبقہ اولیٰ میں ذکر کیا ہے ان کی وفات ۷۵ھ یا ۷۶ھ میں ہوئی۔

۴۰۵) ابراہیم بن عبیدہ

بن حارث بن مطلب بن عبد مناف۔ ان کے والد عبیدہ بدر میں شہید ہوئے۔ وہ اسلام کی طرف پہلے پہل سبقت کرنے والے ہیں۔ ان کے اس بیٹے کا ذکر بلاذریؒ وغیرہ کتابوں نے ان کی اولاد میں کیا ہے، کہا: عبیدہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

۴۰۶) ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعریؒ

نبی ﷺ کے دور میں ولادت ہوئی، آپ ﷺ نے گھٹی دی اور نام رکھا۔ جو صحیح روایت میں یزید بن عبداللہ کی سند سے بحوالہ ابو بردہ، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرمایا: میرے ہاں نبی ﷺ کے دور میں بیٹا ہوا تو آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اسے کھجور چبا کر کھلائی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی، پھر مجھےؒ دے دیا۔ یہ ابو موسیٰ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔ اور پہلے مفہوم کی وجہ سے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور پھر تابعین میں ان کا تذکرہ کیا۔

۴۰۷) ابراہیم بن نعیمؒ

بن النحام العدوی۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں آئے گا۔ اور وہاں ایک حدیث کی سند میں آتا ہے کہ نعیم کا نام نبی ﷺ نے ”صالح“ رکھا۔ زبیر بن بکار نے کہا: ان کی ولادت عہد نبوت میں ہوئی۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ اسامہ نے نو جوانی میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو نعیم بن نحام نے اس سے عقد کر لیا۔ جس سے ابراہیم پیدا ہوئے۔ زبیر نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس ابراہیم سے اپنی بیٹی کا عقد کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: بلاذری کے ہاں ہے کہ وہ رقیہ بنت عمر بنت ام کلثوم بنت علی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخؒ میں لکھا ہے کہ وہ حرہ کے روز قتل ہو گئے اور ابن حبان نے معتبر تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں مجاہد کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے کہا: مضبوط کافر، تو وہ مجھ سے کہنے لگے: اللہ کے حضور توبہ کرو علوج تو کافر ہوتا ہے۔ ان کا ذکر اس حدیث میں بھی آیا ہے جس میں وہم ہے جسے ابن مندہ نے ابو یوسف کی سند سے بحوالہ ابو حنیفہ، عطاء سے وہ جابر سے روایت

انساب الاشراف (۳۵۵/۱) * اسد الغابۃ (ت ۱۴) تجرید (۲/۱) * السنن الکبریٰ (حدیث ۳۰۵/۹)

النفات (۲۰/۳) * اسد الغابۃ (ت ۱۹) تجرید (۳/۱) * الاحاد والمثنائی (۶۶/۲)

التاریخ الکبیر (۳۳۱/۱)

باب الہمزہ جس کے بعد زاء ہے

۴۱۰ ازہر بن مکمل

بن عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ قرشی زہری زبیر بن بکار نے بنی زہرہ کے حالات میں کہا ہے: حارث بن زہرہ کی اولاد سے ازہر بن مکمل ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ خلیفہ بنیں گے۔ پھر اپنی سند سے بحوالہ حفص اور عبد العزیز صاحب زادگان عمر بن عبد الرحمن بن عوف نقل کیا کہ ان دونوں کا کسی چیز میں نزاع ہو گیا تو عبد الملک بن مروان نے انہیں اپنے پاس بلا بھیجا، دونوں آتے تو گئے البتہ حفص اپنے بھائی سے کچھ دیر بعد پہنچے۔ عبد الملک نے تاخیر کا سبب پوچھا، فرمایا: راستے میں ازہر بن مکمل کے ہاں گزر رہا وہ جان کنی کے عالم میں تھے ان کی وفات ہو گئی تو جنازہ اور کفن دفن تک میں وہیں ٹھہر گیا تھا۔ عبد الملک ٹیک لگائے بیٹھا تھا، سیدھا ہو کر کہنے لگا: کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ کہنے لگا: پھر اہل کتاب جو کہتے ہیں جھوٹ ہے کہ وہ خلیفہ بنیں گے۔

میں کہتا ہوں: یہ ازہر ان ازہر کے علاوہ ہیں جو عبد الرحمن کے والد ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ دونوں کے نسبوں کا بیان انہیں جدا کرتا ہے۔ میں نے صحابہ میں مکمل کا نام نہیں دیکھا گویا وہ شرک پر فوت ہوئے لگتے ہیں اور اس بچہ کو عہد نبوی میں یتیم چھوڑ مرے۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ

باب الہمزہ جس کے بعد سین ہے

۴۱۱ اسامہ بن عبد اللہ

بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبد العزیز بن قصی الاسدی۔ زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے والد کو اُحد میں قتل کیا۔ اور ان کا بیٹا عبید اللہ بن اسامہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوا۔ لہذا اسامہ اس قسم سے ہوں گے اگرچہ انہیں صحابی ہونے کا درجہ حاصل نہیں۔ بخاری میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو قصہ پیش آیا اس کے حوالہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لکھا ہے: انہوں نے توایات، اسامات اور حمیدات جو بنی اسد کے بطن تھے ترجیح دی، عبید اللہ بن اسامہ ان میں سے تھے جو اس میں داخل نہیں۔

۴۱۲ اسحاق بن سعد

بن عبادہ خزرجی، قیس کے بھائی، نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ ابوداؤد میں اسحاق بن سعد کی سند سے بحوالہ ان کے والد سے ان کی ایک روایت ملتی ہے۔

۴۱۳ اسحاق بن سعد

بن ابی وقاص۔ حضرت سعد کے پہلو ٹھے، انہی کے نام سے وہ کنیت رکھتے تھے، عہد نبوی میں پیدا ہوئے اور صغریٰ میں وفات ہو گئی۔ انساب میں زبیر نے لکھا ہے: سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں اسحاق پیدا ہوئے انہی سے وہ کنیت رکھتے تھے۔

۴۱۴ اسعد بن سہل

بن حنیف بن واہب انصاری، ابوامامہ کنیت سے مشہور ہیں۔ وفات النبی ﷺ سے دو سال قبل پیدا ہوئے، خدمت میں پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے گھٹی دی اور ان کے نانا ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے نام پر ان کا نام رکھا۔ انہوں نے نبی ﷺ کی احادیث مرسل نقل کی ہیں۔ اور صحابہ کی ایک جماعت جیسے عمر، عثمان، زید بن ثابت اور اپنے والد اور چچا عثمان سے روایت کرتے ہیں۔ ابو زرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع کا انکار کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے لیکن آپ سے سنا نہیں۔ اسی طرح کا قول، بغوی، ابن السکن اور ابن حبان وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔

ابن ابی داؤد نے کہا: وہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے آپ سے بیعت ہوئے، ابن مندہ نے ان پر اس کی نکیر کی ہے اور فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول زیادہ صحیح ہے۔ باوردی نے کہا: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے البتہ وہ نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے۔ احمد بن صالح نے فرمایا: عنبنہ نے ہم سے، یونس نے ان سے ابن شہاب کے حوالہ سے فرمایا مجھے ابوامامہ بن سہل نے بتایا، اور انہوں نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے آپ نے انہیں گھٹی دی اور ان کا نام رکھا۔ طبرانی نے کہا: انہیں روایت حاصل ہے۔ خلیفہ وغیرہ کا قول ہے کہ وہ ۱۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی محصوری کے دوران لوگ ان کی امامت میں نماز پڑھنے پر راضی تھے۔

۴۱۵ اسیر بن عمرو

آئندہ قسم میں ان کے حالات آئیں گے۔

۴۱۶ ایاس بن عمرو

بن مؤمل بن حبیب بن تمیم بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب قرشی عدوی، انہوں نے زمانہ نبوت پایا ہے۔ میں نے ان کے والد کا کوئی ایسا تذکرہ نہیں دیکھا جس سے واضح ہو کہ وہ صحابی ہیں۔ گویا وہ فتح مکہ میں اہل مکہ کے مسلمان ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ لہذا وہ اس قسم سے بنے، ان ایاس کا ایک بیٹا ہے جس کا نام محمد ہے قیس بن عمرو بن مؤمل کے حالات میں اس کا ذکر آئے گا۔ ان کے بھائی حارث، جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کا ذکر آگے آئے گا۔

اسد الغابۃ (ت ۱۰۰) الاستیعاب (ت ۳۳)

ابن ماجہ کتاب الطب باب العین حدیث (۳۵۰۹) مسند احمد (حدیث ۴۸۶/۳)

المعجم الكبير (حدیث ۳۰۵/۱)

۴۱۷ ایوب بن بشیر

بن سعد بن نعمان الانصاری۔ مزی نے تہذیب میں یہی نسب بیان کیا ہے اور ان کی کنیت ابوسلیمان بتائی ہے۔ ابو عبیدہ الآجری، ابوداؤد، ایوب بن بشیر بن نعمان بن اکال سے جو انصار سے تعلق رکھتے ہیں روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کا نسب عدوی نے بیان کیا ہے وہ بحوالہ ابن القداح ان کے والد کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ اپنے والد کے ہمراہ احد، خندق اور دیگر مواقع میں شریک تھے۔

بشیر بن سعد جو نعمان کے والد ہیں ان کے دادا کا نام ثعلبہ ہے ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا تذکرہ درج کیا ہے۔ اور اپنی سند سے بحوالہ زہری وہ ایوب بن بشیر سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے افضل صدقہ ایسے قریبی رشتہ دار پر لگتا ہے جو اپنی..... کو چھپانے والا ہو“۔ یہ روایت مرسل ہے اس سے صحابی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ان کے تابعی ہونے پر امام بخاری، ابن حبان اور دیگر حضرات نے یقین کیا ہے، ابوداؤد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

مزی کہتے ہیں: وہ عہد نبوت میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ پھر ابن سعد سے نقل کیا، فرماتے ہیں: وہ ثقہ ہیں زیادہ روایت نہیں کرتے۔ واقعہ حرہ میں ان کے کئی زخم آئے اور بعد میں دو سال کے عرصہ میں وفات پا گئے۔ اس وقت پچھتر (۷۵) کا سن تھا۔

میں کہتا ہوں: اس لحاظ سے انہوں نے نبی ﷺ کی حیات کے بیس سال پائے۔ مجھے تو ان کے سن و عمر میں یہ مقدار غلط لگتی ہے۔ اسی طرح جب ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کی تاریخ وفات ذکر کی تو ان سے غلطی ہوئی، وہ لکھتے ہیں: ان کی وفات ۱۱۳ھ میں ہوئی۔ یوں ایوب بن بشیر (جو پیش سے ہے) کی وجہ سے انہیں التباس ہو گیا۔ کیونکہ ان کا انتقال بھی اسی سال ہوا تھا۔ ان کی تاریخ وفات کے متعلق ابن سعد کا قول معتبر ہے۔ ابن شاہین کی مذکورہ سند میں (قابل رد) ضعیف راوی ہیں۔ اور اس حدیث کو عبد اللہ بن احمد نے اپنی ”زیادات“ میں درج کیا ہے۔ اور طبرانی نے معجم کبیر میں سفیان بن حسین کی سند سے بحوالہ زہری، ایوب بن بشیر بن حزام سے روایت کیا، یہ سند اولیٰ ہے اگرچہ یہ بھی معلول ہے۔ وجہ علت یہ ہے کہ ایوب بن بشیر سے اوپر کے راویوں میں اختلاف ہے۔ چنانچہ سعید بن عبد الرحمن اشی نے ایوب بن بشر سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی عنوان سے ”الادب المفرد“ میں اور ابوداؤد و ترمذی نے سہیل بن ابی صالح کی سند سے سعید بن عبد الرحمن کے حوالہ سے نقل کی۔ ان کی ایک اور مرسل حدیث بھی ہے جسے ذہلی نے زہریات میں بحوالہ احمد بن خالد وہبی، محمد بن اسحاق سے وہ زہری سے وہ ایوب بن بشیر بن نعمان بن اکال الانصاری سے جن کا تعلق بنی معاویہ سے ہے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر مختلف کنوؤں کے پانیوں سے بھرے سات مشکیزے بہاؤ تا کہ میں لوگوں کے پاس جا کر انہیں

اسد الغابۃ (ت ۳۵۶) تجرید (۴۲/۱)

مسند احمد (۴۱۶/۵) سنن الدارمی (۳۹۷/۱) المعجم الکبیر (۳۹۲۳/۴) السنن الکبریٰ (۲۷/۷) کنز العمال (۱۶۲۲۸)

الدر المنثور (۱۷۱/۱) اتحاف السادة المتقین (۳۱۲/۶)

الثقات (۲۹/۴)

وصیت کروں۔ (حدیث)

طبرانی نے اوسط میں دوسری سند سے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے جس میں ان سے کھلی لفظی غلطی ہو گئی ہے جس پر ابن عساکر نے تنبیہ کی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ایوب بن بشیر سے روایت ہے۔ فرمایا: میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: اصل میں یوں تھا: ایوب بن بشیر بن نعمان جو بنی معاویہ کے ایک فرد ہیں روایت ہے فرماتے ہیں مجھ سے معاویہ نے بیان کیا۔ اس نے حدثنی کو سمعت سے بدل دیا اور نسب میں ابوسفیان کو اضافہ کر دیا۔

ترمذی نے دروردی کی سند سے بحوالہ سہیل یہی روایت نقل کی ہے لیکن اپنی سند میں ایوب بن بشیر کا ذکر نہیں کیا۔ اور ترمذی کے علاوہ جنہوں نے دروردی سے روایت کی انہوں نے ایوب کا ذکر کیا ہے۔ اور سند یوں بیان کی گئی ہے: ایوب بن بشیر سے وہ عبد اللہ بن عبد اللہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے ان کے ترجمہ میں ان کے تعارف کے دوران اسی اخیر والی سند پر اقتصار کیا ہے کہ وہ عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے اور ان سے زہری روایت کرتے ہیں۔ نیز عبدان بن محمد مروزی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جسے ابو موسیٰ نے ”ذیل“ میں ان سے نقل کیا ہے اور ان کے طریق سے بروایت حکم بن عبد اللہ بن سعد، محمد بن یحییٰ بن حبان سے کہ ایوب بن بشیر نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ”میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں اپنی نماز کا ایک تہائی آپ کے لئے بطور دعا مخصوص کر لوں۔“ (حدیث) ابو موسیٰ نے کہا: بظاہر یہ صحابی، زہری کے شیخ کے علاوہ ہیں۔ اس واسطے کہ ایسی گفتگو ان کے علاوہ بھی کسی کی رسول اللہ ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ امام احمد وغیرہ نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل کی سند سے بحوالہ طفیل بن ابی بن کعب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی کیا رائے ہے اگر میں اپنی نماز، آپ کی دعا کے لیے مخصوص کر دوں؟ (حدیث) میں کہتا ہوں: یہ واقعہ ابی بن کعب کے ساتھ پیش آیا یہی مشہور ہے لیکن اگر ایوب کی تفسیر میں اس کی سند محفوظ ہے تو کوئی ممانعت نہیں کہ یہ واقعہ ان کے ساتھ بھی واقع ہوا ہو۔

مسند احمد (۱۵۱/۶) سنن الدارمی (۳۸/۱) مستدرک للحاکم (۱۴۵/۱) السنن الکبریٰ (۳۱/۱) صحیح ابن حبان (حدیث ۵۹۶)

کنز العمال (۳۵۶۴۲) اتحاف السادة المتقين (۴/۴۲۷)

المعجم الاوسط (۶۷۱۰)

الجرح والتعديل (۲/۲۴۲)

مسند احمد (۱۳۸/۵) المعجم الكبير (۴/۴۲) کنز العمال (۲۲۳۰)

باب الهمزہ جس کے بعد باء ہے

۴۱۸ (ز) ابایوہ فارسی

جمیرہ کے دادا کے حالات میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۴۱۹ (بروزن فعال) الابیاء

ابن قیس الاسدی، مخضرمی شاعر ہیں۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا: وہ فتنہ ارتداد کے دور میں تھے۔ حضرت خالد بن الولید کی تعریف میں کہتے ہیں:

لن يهزم الله قوما انت قائدهم
كفاك كفت عذاب عند سطوتها
يا ابن الوليد ولن يشقى بك الدبر
على العدو و كفت مرة غفر

”اے ابن الولید! جس قوم کا لیڈر تجھ جیسا بہادر ہو اللہ انہیں ہرگز شکست و ہزیمت سے دوچار نہیں کرے گا اور نہ ہرگز تیری وجہ سے پیٹھوں کو مشقت ہوگی۔ غلبہ کے وقت تیری دونوں ہتھیلیاں عذاب کی ہتھیلیاں ہیں، معاف کرنے والے طاقتور کی ہتھیلی ہے۔“

اسے زبیر بن بکار نے کتاب نسب میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

۴۲۰ (با سے تصغیر کے ساتھ) ابیر

ابن یزید بن عبد اللہ بن حریم بن وائلہ بن عمرو بن عبد اللہ تیمی۔ تیم الرباب، زمانہ نبوی پایا ہے۔ یہ عصمہ بن ابیر کے والد ہیں۔ جنہوں نے جنگ جمل کے روز عتبہ بن ابی سفیان کو پناہ دی تھی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۱ ابیض بن ہنّی

پہلی قسم (۲۱) میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۲۲ ابی بن اشیم النهسلی

بنی جردل کے سردار، اشعب بن رمیلہ کے احوال میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۲۲۳ ابی بن عمارہ *

بن مالک بن جزء بن شیطان بن حذیم بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن حارث بن قطیعہ بن عبس العبسی۔ حمہرہ میں ہشام بن کلبی نے لکھا ہے، زمانہ نبوت پایا ہے اور آپ علیہ السلام اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ابی نے آپ کا دور دیکھ لیا۔ حمہرہ میں ابن حزم * نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ ابن کلبی بحوالہ ان کے والد عمارہ ان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے خالد بن سنان عبسی کا دور دیکھا ہے۔ جس کا میں نے ابی بن عمارہ کے سوانح (۲۷) میں ذکر کیا ہے، اس لیے احتمال ہے کہ وہ دونوں ایک ہوں۔

۲۲۴ ابی بن قیس النخعی

علقمہ کے بھائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اپنے بھائی کے ساتھ ہجرت کی۔ انہیں دور نبوت ملا ہے۔ ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الہمزہ جس کے بعد جیم ہے

۲۲۵ الاجدع بن مالک

بن امیہ ہمدانی وداعی۔ ابن ماکولا * نے ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی ہیں۔ اور ابو عبیدہ بکری نے شرح امالی القالی * میں ذکر کیا ہے کہ وہ جاہلی و اسلامی شاعر ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان کا شمار نامور شہسواروں میں ہوتا تھا وہ مسروق بن اجدع کے والد ہوتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نام ”عبدالرحمن“ رکھ دیا۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ ان کے دادا امیہ ہیں۔ نسب ان کا یوں ہے: ابن عبداللہ بن جزء بن سلامان بن یحمر بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ بن عمرو بن عامر بن ناخ بن قانع بن مالک بن جشم بن حاشد بن جشم بن خیران بن نوف بن ہمدان۔ وہ شاعر شخص تھے سردار بھی رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے اور انہی کے دور میں وفات پائی۔

۲۲۶ الاجلع بن وقاص

انہوں نے زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں: عمرو بن معدیکرب اور اجدع بن وقاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے۔ آپ کے سامنے مال تولد جا رہا تھا۔ اس سے فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: سناؤ، تو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین! یہاں ہے سخت طاقت والا، چونکہ جھٹ سے حملہ کرنے والا۔ اللہ کی قسم! میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجدع سے کہا: اس وقت آپ کے چہرے پر غصہ جھلک رہا تھا۔ اب تم بولو! وہ کہنے لگے: لوگ نیک

* الجمہرۃ (۳۹۴)

* الاکمال (۱۱)

* اسد الغابۃ (۳۱) الاستیعاب (ت ۸)

* الثقات (۵/۴)

* سبط اللالی (۱۹۴)

ان کی نسل زیادہ ہے۔ رزق کی فراوانی ہے۔ ہر طرف ہریالی ہے، اپنے دشمن کے مقابلہ میں جرات مند ہیں۔ اپنے امیر کی نیکی کی وجہ سے نیک ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو کچھ تمہارے دوست نے تمہارے متعلق کہا تم نے اس سے اپنے آپ کو کیوں باز رکھا؟ انہوں نے کہا: آپ کے چہرے پر نمایاں غصہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا۔ میں نے تمہیں تمہارے ڈیل ڈول کی وجہ سے اور تمہارے دوست کو تمہاری وجہ سے معاف کیا۔

۲۲۴ (ز) الاجم بن قیس

بن مشجعہ بن جمح بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن صریم بن جعفی۔ زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ اور بھائی زہیر اور مرثد جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔

باب الہمزہ جس کے بعد حا ہے

۲۲۸ احزاب بن اسید

ابورہم سمعی (دونوں زبروں سے) انہیں ظہری بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے، کوئی زبر سے تو کوئی پیش سے کہتا ہے۔ ابن یونس کا کہنا ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا ہے اور ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ نیز بخاری، ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم نے کہا: وہ صحابی نہیں ہیں، جبکہ ابن ابی خيثمہ اور ابن سعد نے ابورہم کو ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں لکھا ہے جو شام فروکش ہوئے۔ البتہ دونوں نے ان کا نام نہیں لیا (صرف کنیت پر اکتفا کیا ہے) ادھر ابن مندہ نے بقیہ کے طریق سے بحوالہ معاویہ بن سعید قجیبی، یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے مرثد بن عبد اللہ یزنی سے انہوں نے ابورہم السمعی سے فرمایا: بول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی کسی کا ناحق مال لے لے“۔ معاویہ بن سعید سے روایت کرنے میں معاویہ بن یحییٰ طرابلسی نے ان کی متابعت کی ہے۔ اگر ابورہم یہ ہیں تو وہ احزاب بن اسید ہیں۔ جن کے صحابی ہونے کی اس روایت سے کوئی دلیل نہیں ملتی۔ کیونکہ احتمال ہے انہوں نے ارسال سے کام لیا ہو۔ اگر کوئی اور ہیں تو ہو سکتا ہے وہ صحابی ہوں۔

۲۲۹ الاحنف بن قیس

بن معاویہ بن حصین بن حفص بن عبادہ بن خزّال بن مرہ بن عبید بن حارث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم بن بکر تمیمی سعدی۔ ان کی والدہ حبہ بنت عمرو بن قرط بن ثعلبہ باہلیہ ہیں۔ ان کا نام مشہور تو ضحاک ہے، بعض نے صحرا کہا ہے یہ سلیمان بن ابی شیخ کا قول ہے اسے ابن السکن نے بھی نقل کیا ہے۔ یہی قول خلیفہ نے یعقوب بن ابی شیبہ اور فلاس کی روایت میں اختیار کیا

تجرید (۹/۱)

اسد الغابۃ (ت ۴۱)

التاریخ الکبیر (۶۴/۲)

الثقات (۶۰/۴)

الجرح والتعذیل (۴۰/۲)

کنز العمال (۴۳۵۴۱) مجمع الزوائد (حدیث ۶۹۲۲)

اسد الغابۃ (۵۱) الاستیعاب (۱۶۱)

ہے۔ کسی نے حارث تو کسی نے حصن کہا ہے یہ دونوں قول مرزبانی نے پیش کیے ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ”حارث“ نام پر اعتماد کیا ہے۔ ان کا لقب احنف ہے، اسی سے ان کا چڑھا ہے۔ نبی ﷺ کا دور پایا ہے لیکن ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

بعض کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ ابن ابی عاصم * نے فرمایا: محمد بن ثنی، حجاج، حماد بن سلمہ، علی بن زید، ان کے سلسلہ میں حسن سے روایت ہے کہ احنف بن قیس نے فرمایا: ایک دفعہ میں خلافت عثمانی کے دور میں طواف کر رہا تھا کہ یکا یک ایک شخص نے، جس کا تعلق بنی لیث سے تھا، میرا ہاتھ تھام کر کہا: کیا تمہیں بشارت نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ کہنے لگا: کیا تمہیں یاد ہے جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری قوم کی طرف (داعی بنا کر) بھیجا تھا۔ اور میں انہیں اسلام کی دعوت اور اسلام کی پیش کش کر رہا تھا؟ تو تم نے کہا تھا کہ تم ہمیں بھلائی کی دعوت دیتے اور اس کا حکم کرتے ہو اور نبی ﷺ بھی بھلائی کی دعوت دیتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے: ”اے اللہ! احنف کی مغفرت فرما“۔ احنف فرمایا کرتے تھے مجھے اپنے اعمال میں اس سے بڑھ کر کسی عمل کی امید نہیں یعنی نبی ﷺ کی دعا۔ اس روایت میں علی بن زید منفرد ہے نیز اس سند میں ضعف ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ”کتاب زہد“ میں خیر بن حبیب کی سند سے نقل کیا ہے کہ دو آدمیوں نے احنف کو بتایا کہ نبی ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی ہے۔ تو انہوں نے سجدہ (شکر) ادا کیا۔ ان کی بردباری کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: احنف بصرہ والوں کے سردار ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب زہد میں بحوالہ حسن احنف سے مروی ہے ”میں بردبار ہوں تو ہوں البتہ بردباری سے کام لے لیتا ہوں“۔

اور ابن السکن نے نصر بن شمیل کی سند سے بحوالہ خلیل بن احمد روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے احنف بن قیس سے پوچھا آپ اپنی قوم کے سردار کیسے بن گئے، جبکہ آپ کج یا (ٹیرھے پاؤں والے) اور یک چشم گل (کانے) ہیں؟ فرمایا: میں نے فضول چیر کو چھوڑ دیا، جیسے تم میرے بارے میں فضول کام کے پیچھے پڑے ہو۔ حاکم نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ”مرو الروذ“ کو فتح کیا تھا۔ ابن سعد * نے ان کا تذکرہ بصرہ کے طبقہ اولیٰ کے تابعین میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ معتبر، طعن سے محفوظ اور قلیل الحدیث ہیں۔ جو لوگ جنگ جمل میں غیر جانبدار تھے یہ بھی ان میں سے ہیں۔ بعد میں جنگ صفین میں شرکت کی۔ انہوں نے عمر

عثمان، علی، ابن مسعود، ابوذر وغیرہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور ان سے ابوالعلاء بن شخیر، حسن بصری اور طلق بن حبیب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ان کے بہت سے لمبے قصے ہیں جو حضرت عمر، عثمان، علی، معاویہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے خلفاء کے ساتھ پیش آئے۔ یہاں تک کہ وہ بصرہ میں مصعب بن زبیر کی گورنری میں ۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ مصعب ان کے جنازہ میں پیدل چلے ان کی وفات کے دن مصعب نے فرمایا: ”آج رائے و احتیاط کا خاتمہ ہو گیا“۔

باب الہمزہ بعد ہا دال

۴۳۰ اَدِیم (تصغیر) تغلبی *

انہیں ہدیم بھی کہا جاتا ہے۔ ”ہا“ میں آ رہا ہے۔ انہی سے صبی بن معبد نے حج و عمرہ کو جمع کرنے کے متعلق پوچھا تھا۔ جو ابوداؤد کی سنن * میں لکھا ہے۔

۴۳۱ اَدِہم بن محرز الباہلی

ابوما لک، ابو حاتم جستانی * نے کتاب المعمرین میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک زندہ رہے جب اس کے پاس آئے تو ان کا سر درخت ثغامہ کی طرح سفید ہو رہا تھا۔

باب الہمزہ جس کے بعد را ہے

۴۳۲ (ز) اربد بن عبد اللہ البجلی

زمانہ جاہلیت دیکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مقدمہ میں انہیں فیصل مقرر کیا۔ عبدالرزاق * نے بحوالہ ابن عیینہ، طارق بن عبد اللہ سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے طارق بن شہاب کو فرماتے سنا: ہم لوگ حج کے ارادے سے نکلے تو ہم میں سے ایک شخص اربد بن عبد اللہ نے (حرم میں) ایک گاوہ کو روند ڈالا۔ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم فیصلہ کرو۔ وہ کہنے لگے: آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم فیصلہ کرو، میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اس میں پانی چارا کھاتی بکری ہے۔ فرمایا: اس میں بھی وہی ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اسے اعمش نے بحوالہ سلیمان بن میسرہ، طارق سے روایت کیا ہے اور آدمی کا نام نہیں لیا ہے۔

۴۳۳ (ز) ارطاة ابن سہیہ

سہیہ ان کی والدہ ہیں (سین ہا سے تصغیر ہے) نسب یوں ہے ارطاة بن زفر بن عبد اللہ بن مالک بن سواد بن ضمیرہ غطفانی مشہور شاعر ہیں۔ جاہلیت کا دور پایا اور عبد الملک بن مروان کی خلافت تک بقید حیات رہے۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے ہمیں محرز بن جعفر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے بتایا کہ ارطاة بن سہیہ مزی بن عبد الملک بن مروان کے دربار میں آئے جبکہ ان پر ایک سوتیں (۱۳۰) سال بیت چکے تھے۔ پھر ان کے قصے کا ذکر کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ان کی ولادت بعثت نبوی سے چالیس سال پہلے ہوئی ہوگی۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں لکھا ہے: ارطاة بن سہیہ کی کنیت ابوالولید تھی اسلام کی پہلی صدی میں تھے عبد الملک بن مروان نے انہیں اس وقت دیکھا جب وہ بوڑھے پھوس تھے۔ انہوں نے عبد الملک کو اشعار سنائے:

اسد الغابۃ (۶۲) تجرید (۱۱/۱) * ابوداؤد، کتاب المناسک، باب فی الاقران (حدیث ۱۷۹۸، ۱۷۹۹) * المعمرین (۱۰۲) * مصنف عبدالرزاق الحدیث (۸۲۲۱)

”میں نے دیکھا کہ راتیں آدمی کو ایسے کھا رہی ہیں جیسے گرے پڑے لوہوں کو زمین زنگ آلود کر کے ختم کر دیتی ہے۔ انسان کو جب موت آتی ہے تو مزید مہلت نہیں چاہتی۔ اور یہ جان لو کہ وہ لوٹ کر آئے گی یہاں تک کہ ابوالولید سے اپنی نذر پوری کر لے۔“

عبدالملک گھبرا کر سمجھا شاید میری طرف اشارہ ہے، فرمایا: امیر المومنین! میں اپنے آپ سے مخاطب ہوں۔ چنانچہ وہ چپ سادہ گیا۔

لوگ کہتے ہیں: ارطاة نے لمبی عمر پائی۔ چنانچہ شیب بن برصاء انہیں عار دلاتا، کہتا: جیسے ان کے گھرانے کے دوسرے لوگوں کو نابینا پن ہوا، انہیں نہیں ہوا۔ اتفاق سے شیب کا ارطاة سے قبل ہی انتقال ہو گیا بعد میں ارطاة نابینا ہو گئے تو کہتے تھے: کاش وہ زندہ رہتا تو دیکھ لیتا کہ میں نابینا ہوں۔

ابوالفرج اصہبانی نے کہا: سہیہ ضرار بن ازور کی کنیز تھی۔ پھر وہ زفر کے ہاں چلی گئی۔ جہاں اس نے ارطاة کو جنم دیا اور جاہلیت میں اسے ضرار کے بستر ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ (کہ یہ بیٹا ضرار کا ہے) تو زفر نے انہیں دے دیا۔ بعد میں زفر کی قوم نے ان سے چھین لیا۔ یوں ان پر والدہ کی نسبت غالب آ گئی۔ مرزبانی نے کہا کہ حارث بن عوف بن ابی حارث نے سہیہ ارطاة کی والدہ کو اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا، وہ بنی کلب کی قیدی عورت تھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ زفر کے ہاں نہیں پہنچی تھی، بعد میں زفر کے ہاں ارطاة پیدا ہوئے۔ جب زفر مر گیا اور ارطاة جوان ہو گئے تو ضرار بن ازور حارث کے پاس آ کر کہنے لگے: ”حارث! میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو جو زفر سے ہے جیسے تم مضر کے قیدیوں کو رہا کر دیتے ہو۔ میں اسے اپنے سے زیادہ جانتا ہوں جیسے کہ میں چاند کو پہچانتا ہوں۔ اس کا برا بوڑھا ہوا گرا کر اڑ کر رہے۔“

تو حارث نے انہیں ضرار کے حوالہ کر دیا انہوں نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھالیا۔ ادھر زفر کے والد کے چچا اقرم بن عقیق کو اطلاع ملی تو پہنچتے ہی اس نے کہا: ضرار! لڑکے کو نیچے اتار دو ورنہ میں دونوں کو تلوار میں پرو دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے نیچے اتار دیا۔ تو اس وقت سے ارطاة اپنی والدہ سہیہ کی طرف ہی منسوب ہوتے چلے آئے۔

۲۳۳ ارطاة بن کعب

بن قیس بن حبیب بن عامر بن جوبہ بن لوزان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ الفزاری۔ بگاء (زیادہ رونے والا) لقب رکھتے تھے۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کر کے کہا کہ وہ مخضرمی ہیں۔ وہ اشعار میں کہتے ہیں:

”سلم کے پڑاؤ کے مقام میں جس کے بازار ویران پڑے ہیں وہاں کی کبوتریاں ہمیں رلاتی رہتی ہیں۔ تو پہلا شخص نہیں جو پریشان حال ہے اور آئندہ کل جس نے یقیناً فراق و جدائی کو دیکھا ہے۔“

۲۳۵ ارطبان المزنی

ان (قبیلہ مزینہ) کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ عبداللہ بن عون مخضرم کے دادا ہیں جنہیں زمانہ نبوت نصیب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے دور میں اسلام لائے۔ خطیب نے ازھر بن سعد کی سند سے بحوالہ ابن عون وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تمہیں اور تمہارے مال میں برکت دے۔ میں نے عرض کیا: میرے گھرانے میں بھی آپ نے فرمایا: تیرے گھرانے میں بھی برکت ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جس شخص کے اہل و عیال ہوں گے یقیناً وہ زمانہ نبوی کا ہوگا۔ ابوخلیفہ نے کہا: ہم سے ولید بن ہشام نے کہا کہ ہم سے ابی نے بحوالہ ابن عوف وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اربطبان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں غسان کی بیعت میں خادم تھا، بعد میں عبداللہ بن درہ مزی کے حصہ میں آ گیا۔

۲۳۶) الارقم بن ابی الارقم

دور جاہلیت دیکھا اور حمام بن معد یکرب الکلاعی (جو جاہلیت کے مشہور بہادر ہیں) ان سے ایک قصہ سنا تھا جسے اسلام میں بیان کیا۔

ابوبکر بن درید نے سکین بن سعید سے بحوالہ عبداللہ بن محمد بن خالد بن عمران بن کلبی، ابن کلبی سے انہوں نے ابوالہیثم رجبی سے جو حمیر کے ایک فرد ہیں، نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے ان بوڑھوں نے بیان کیا جنہوں نے حمام بن معد یکرب کا زمانہ پایا تھا اور اس کی عجیب باتیں سنی تھیں، اس میں ذویب بن مرار، ارقم بن ابی الارقم کا بھی ذکر ہے پھر لبا قصہ بیان کیا۔

۲۳۷) (ز) ارکون الرومی

جاہلیت کا دور پایا ہے اور خلافت صدیقی میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ بات حافظ ابن عساکر نے ان کے پوتے ابراہیم بن محمد بن صالح بن سنان بن یحییٰ بن ارکون کے سوانح میں ذکر کی ہے۔

۲۳۸) ارمی

انہیں ارمی بھی کہا جاتا ہے اور بعض اربح بن اصحمہ بن ابحر کہتے ہیں۔ نجاشی کے فرزند ہیں۔ ابوموسیٰ نے لکھا ہے کہ امام ابوالقاسم اسماعیل یعنی ان کے شیخ تیمی نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ ساتویں سال نبی ﷺ نے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور ان کی طرف قاصد روانہ فرمائے پھر قصہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نجاشی کی طرف عمر بن امیہ کو روانہ کیا۔ فرماتے ہیں: نجاشی نے آپ کو ایمان لانے کا جواب بھیجا۔ ان کے خط میں یہ مضمون تھا: میں اپنے بیٹے ارمی بن اصحمہ کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اس لیے کہ مجھے تو بس اپنی ذات پر اختیار ہے۔ یا رسول اللہ! آپ اگر چاہتے ہیں تو میں خود بھی حاضر خدمت ہو جاتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کے بیٹے ساٹھ (۶۰) آدمیوں کے ہمراہ حبشہ بحری سفر میں نکلے، اور سارے کے سارے ڈوب گئے۔ اسی طرح ابوموسیٰ نے اپنے شیخ سے بلا سند ذکر کیا ہے۔

اسی قصہ کو ابن اسحاق نے مغازی میں طویل انداز میں ذکر کیا ہے۔ اور طبری نے اپنی تاریخ میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں

اسد الغابۃ (۷۰) الاستیعاب (۱۴۵) اسد الغابۃ (ت ۷۳)

المعجم الكبير (حدیث ۵۰/۱۷) المطالب العالیۃ (۲۶۳۱) الطبقات الکبریٰ (۲۷/۲)

انہی کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی * نے دلائل میں ابن اسحاق کی سند سے یہ قصہ ذکر تو کیا لیکن انہوں نے ان کا نام اریحابتا ہے۔ واللہ اعلم

باب الہمزہ جس کے بعد زاء ہے

(۴۳۹) ازاد مرد بن هرمز فارسی *

ابن مندہ نے ان کی ذکر کیا ہے اور عکرمہ بن ابراہیم ازدی کی سند سے بحوالہ یزید بن حجر، ازاد مرد بن هرمز سے روایت بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے اسلام کا دور پایا۔ اور کسری کے فوجی افسر تھے۔ فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم کسری کے دروازے پر اجازت لینے کے لئے کھڑے تھے۔ اس نے کافی دیر لگا دی اوپر سے گرمی اپنی شدت پر تھی ہم بڑے زچ ہوئے۔ پھر وہ لباقصہ جو آ رہا ہے ذکر کیا اس کے آخر میں ہے میں نے کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ کأن وما لم یشاء لم یکن ”جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہو تو نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی ہمت۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔“ تو اللہ کی قسم! وہ جلتے جلتے راکھ ہو گیا۔

ابن مندہ کہتے ہیں: غریب روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: عکرمہ اس سند میں ضعیف راوی ہے۔ اور ابن مندہ ہی نے سلیمان بن ابراہیم بن جریر کی سند سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں قادسیہ کے واقعہ میں شریک تھا وہاں مجھے ایک فارسی نے لا حول ولا قوۃ کہتے سنا۔ اس نے کہا: میں نے یہ کلام آسمان پر سنا ہے پھر لباقصہ ذکر کیا۔

نیز ابن مندہ نے ابراہیم بن فہد (جو ایک ضعیف راوی ہے) کی سند سے بحوالہ حفص بن عمر، وہ حماد بن سلمہ سے وہ سماک سے وہ جریر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں فارس گیا۔ ایک موقع پر میں نے کہا: ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو ایک شخص نے میری آواز سن لی وہ کہنے لگا: یہ کیا کلام ہے جب سے میں نے اسے آسمان سے سنا پھر کسی سے نہیں سنا؟ میں نے کہا: تو کہاں اور آسمان کی بات کہاں؟ وہ کہنے لگا: میں کسری کے ساتھ تھا اس نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ گھر سے نکلنے کے بعد میں پھر واپس آیا تو کچھ دیکھتا ہوں کہ میرے گھر میں ایک شیطان میرا ہم شکل بیٹھا ہے۔ میرے سامنے ظاہر ہو کر کہنے لگا: ایک دن تم مقرر کر لو اور ایک میں ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔ میں اس پر راضی ہو گیا۔ اس کے بعد وہ میرا ساتھی بن گیا ہم آپس میں باتیں کرتے۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگا: میرا ان شیاطین سے تعلق ہے جو آسمانی باتیں چوری سنتے ہیں اور آج میری باری ہے۔ میں نے کہا: کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ آ جاؤں۔ اس نے کہا: ہاں۔ کہتے ہیں وہ تیاری کر کے میرے پاس آیا۔ کہا: میری گردن کو تھام لو ہاں یاد رکھنا اسے چھوڑنا نہیں ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ چنانچہ میں نے اس کی گردن کو پکڑ لیا اور اس نے پرواز شروع کر دی بالآخر ہم نے آسمان کو ہاتھ سے چھو لیا۔ وہاں میں نے کسی کو کہتے سنا: ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ تو یہ سب منہ کے بل گر پڑے اور میں بھی نیچے آ رہا۔ میں اپنے گھر

پس آگیا کچھ دنوں بعد وہ پھر مجھے نظر آیا۔ تو میں نے ”ما شاء اللہ لا قوة الا باللہ“ کہنا شروع کر دیا۔ جس سے وہ یوں پکھلنے لگا (جیسے لکھتا ہے) اور کبھی جتنا ہو گیا۔ پھر مجھے کہنے لگا: تو نے اسے یاد کر لیا ہے۔ پھر وہ ہمارا پیچھا چھوڑ گیا۔ *

۲۲۰ اَزْدَاد *

زمانہ نبوت پایا ہے اور ۱۲ھ عراق کی فتوحات میں بشیر بن خصاصیہ وغیرہ کے ہمراہ تھے اسے سیف نے ذکر کیا اور طبری نے نقل کیا ہے۔

۲۲۱ ازہر بن حمیضہ *

بعض نے زہیرہ بھی کہا ہے۔ ابن عبدالبر * نے کہا: ان کے صحابی ہونے میں تاہل ہے۔ امام بخاری * نے اپنی تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر کو اپنا قول سنایا۔ اسی طرح ابن ابی حاتم * نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور ابن حبان * نے مات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۲۲ ازہر بن سَیْحَان

بن ارطاة بن سیحان بن عمرو بن نجید بن اسعد، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار بھی پڑھے ہیں جو انہوں نے دار (محسوری عثمانی رضی اللہ عنہ) کے روز کہے تھے ان میں سے ایک یہ ہے۔
اگر میں اس دار (عثمان) میں ننگے سر (خود پہنے بغیر) پھروں تو لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں حالانکہ خالد زہ پہنے ہوئے بھی میں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

۲۲۳ ازہر بن مروان

زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابن عساکر نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور محفوظ بن علقمہ کی سند سے ابن عائد کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ سمجھ بوجھ میں شہرت رکھتے تھے۔ انہوں نے جابیہ کے روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اس وقت ہم ان کے ساتھ تھے۔ مومن کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم جیسے ہو میں تمہیں اس سے زیادہ سمجھدار سمجھتا ہوں۔ مومن لوگ وہ ہیں جو اسلام لائے۔ ہر حق کی تصدیق کی، نماز و روزہ قائم کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کی۔

۲۲۴ ازہر بن یزید المرادی الحمصی

جنگ یرموک اور جابیہ میں شرکت کی۔ حضرت ابوعبیدہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حارث بن قیس روایت لیتے ہیں۔ اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

* دلائل النبوة للبيهقي (۳/۶۶۱) * اسد الغابة (ت ۷۵) * اسد الغابة (ت ۷۶) الاستيعاب (ت ۲۰)
* الاستيعاب (ت ۱۶۹/۱) * التاريخ الكبير (۱/۴۵۵) * الجرح والتعديل (۲/۳۱۲) * الثقات (۴/۳۹)

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۲۴۵ اسامہ بن الحارث الہذلی

بنی عمرو بن حارث کے ایک فرد ہیں۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی ہیں، کہتے ہیں: رشتہ داروں نے اپنے معاملہ میں تیری نافرمانی کی، تو اپنا معاملہ ہٹا دے یا ملا دے (لیکن یاد رکھنا) گٹھلی کی طرح ہرگز نہ گرنا، جو (گٹھلیاں) جمع کر کے کوٹنے والے کی ہتھیلی سے گر جاتی ہیں۔

۲۴۶ اسامہ بن قتادہ ابوسعده العبسی

انھیں زمانہ نبوت میسر ہوا، انہی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے خلاف گواہی دی تھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں کوفہ کی گورنری سے معزول کیا تھا۔ جو مشہور قصہ ہے: صحیح بخاری میں اس کا ذکر آیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب وجوب القراءة للامام والمأموم میں ان کا نام لیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں بددعا کی تھی جو قبول ہوئی۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسا شخص ہو جس سے گواہی مانگی جائے تو اس کا تقاضا یہی ہے کہ اسے زمانہ نبوت ملا ہوگا۔

۲۴۷ (ز) اسبق (خادم عمر رضی اللہ عنہ)

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ہمیں ابوالولید طیلسی نے بحوالہ شریک بتایا، انھیں ابوہلال طائی نے بتایا جن کا گمان ہے کہ انہوں نے اسبق سے سنا ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، وہ میرے سامنے اسلام پیش کرتے رہے اور فرماتے تھے اگر تم مسلمان ہو گئے تو میں اپنی امامت میں تم سے امداد لیا کروں گا۔

۲۴۸ (ز) اسد آباد

بحرین کے ایک بادشاہ، بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ منذر بن ساوی کے ساتھ اسلام لائے تھے بڑے صاحب فہم فراست اور ادیب انسان تھے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۲۴۹ اسلم (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام)

قسم اول (۱۳۱) میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ زید بن اسلم کہتے ہیں: ایک سو چودہ (۱۱۴) سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ مروان بن الحکم نے ان کا جنازہ پڑھایا۔

۲۵۰ (ز) اسماء بن خارجہ

بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفراری۔ ابوحسان الکوفی، ابوحسان زبیدی کا قول ہے کہ ان کا انتقال ساٹھ ۶۰ھ میں ہوا۔

وقت ان کی عمر آٹھ (۸۰) سال تھی۔

میں کہتا ہوں: اس لحاظ سے ان کی ولادت بعثت نبوی سے پہلے بنتی ہے۔

علامہ ابن حبان * نے فرمایا: وہ پینسٹھ ہجری (۶۵ھ) میں فوت ہوئے اور عمر کی مقدار میں ان کی موافقت کی۔ ابن عبدالبر کنتوں میں ابوالعریان کے سوانح میں فرماتے ہیں: یہ بات بعید نہیں کہ وہ صحابی ہوں اس واسطے کہ بڑے بڑے تابعین * ان سے روایت لیتے ہیں۔ مؤرخین نے ان کے والد اور چچا کو صحابہ میں ذکر کیا ہے وہ بھی ابن عبدالبر کی شرط پر طبرانی نے ابوالاحوص کی سند سے نقل کیا ہے کہ اسماء بن خارجہ نے ایک شخص کو پیچھے کیا تو وہ کہنے لگا: میں بزرگوں کا بیٹا ہوں۔ جس پر عبداللہ نے کہا: وہ تو یوسف بن یعقوب بن ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ابن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں فرمایا: مسعودی نے بحوالہ مالک بن اسماء بن خارجہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، فرمایا: میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا: ”جس شخص کی دنیا میں دوزبانیں (ایک سے اور بات کی دوسرے سے دوسری کی) ہوں گی قیامت کے روز بھی اس کی آگ کی (بنی) دوزبانیں ہوں گی“۔ مرزبانی نے کہا: وہ بڑے صاحب شرافت، جرأت مند، فیاض اور صاحب عقل انسان تھے ان کے بڑے قصبے ہیں۔ عبدالملک بن مروان کے ہاں آئے تو اس نے اعزاز و اکرام سے نوازا۔ ابن ابی الدنیا نے فرمایا: ہمیں ابو حذیفہ عبداللہ بن مروان بن معاویہ بن حارث بن عثمان بن اسماء الفزازی نے اپنے والد سے روایت کر کے بتایا کہ اسماء بن خارجہ نے فرمایا: میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔

۴۵۱ اسماء بن خالد

بن عوف بن عمرو بن سعد بن ثعلبہ بن کنانہ بن بارق بارتی۔ زمانہ نبوی پایا ہے وہ سراقہ بن مرداس بن اسماء بارتی شاعر کے دادا ہیں، جس نے مختار بن ابی عبید کی ہجو کی تھی باوجودیکہ وہ ان کے قبیعین سے تھا۔ اور مصعب بن زبیر سے مل گیا تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے اور سراقہ بن غیاث بن سراقہ جن کا ابھی ذکر ہوا ہے قصہ ذکر کیا۔ یہ بھی شاعر ہیں۔

۴۵۲ اسود بن اقیش نخعی

ابوالعریان ہشتم بن اسود کے والد، زمانہ نبوت پایا ہے اور فتوحات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک رہے اور قادسیہ کے روز شہید ہوئے۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ حرف ہاء میں ان کے بیٹے کا ذکر آئے گا۔ اور ابن عبدالبر نے ابوالعریان کے سوانح میں کہا: اکابر تابعین کی ان سے روایت کی وجہ سے یہ امر بعید نہیں کہ وہ صحابی ہوں۔

۴۵۳ اسود بن شراحیل

بن کندي بن الجون بن آكل المرار کندي۔ زمانہ نبوت پایا۔ ان کے بیٹے عبدالرحمن کندہ کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے کوفہ میں اپنی زمین کی حد بندی کی۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ کندہ میں سے ان کے علاوہ کسی نے کوفہ میں حد بندی نہیں کی۔

* الثقات (۵۹/۴) بخاری فی تاریخہ (۵۵/۲/۱) المعجم الكبير (حدیث ۸۹۱۶/۹)

۴۵۳ اسود بن عامر

بن عویر بن مخلد بن سعید خزاعی۔ جاہلیت کا دور دیکھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بعض فتوحات میں شریک کار رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر عہد میں ان کے ہاں عبدالرحمن کی ولادت ہوئی اور عبدالرحمن کثیر عزمہ جو مشہور شاعر ہے اس کے والد ہیں۔ اور کثیر کی ولادت ۲۵ھ میں ہوئی۔ اس لئے کہ وہ ایک سو پانچ ۱۰۵ھ میں اسی ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ یہ بات مرزبانی وغیرہ نے ذکر کی ہے۔

۴۵۵ اسود بن عبد شمس

بن عدی بن حزام بن شعل بن عوف بن معتمر بن ربعہ بن سعد بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی البلوی۔ زمانہ نبوت پایا ہے قیس بن سعد بن عبادہ جب مصر کی گورنری سے واپس آئے تو اپنے بیٹے کے پاس فروکش ہوئے۔ کہا جاتا تھا کہ اسود اپنے زمانہ میں تمام عرب میں سب سے زیادہ سخی انسان تھے۔

۴۵۶ اسود بن قطبة

ابومؤقر (فا کے زبر اور زازیر والی مشد، اس کے بعد را ہے) دارقطنی نے مؤتلف میں کہا ہے کہ وہ فتح قادسیہ میں شریک تھے جس میں ان کے کئی اشعار ہیں۔ جلواء کے قیدیوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جانے میں وہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے قاصد تھے اور ان ایام میں وہ مسلمانوں کے شاعر تھے۔ یہ بات سیف نے فتوح میں ذکر کی ہے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے۔ ان کے چند اشعار یہ ہیں: ”یرموک پر ہمارا اتنا قیام رہا کہ (روم کے) بڑے لشکروں میں روم کی چادریں جمع ہو گئیں۔“

مرزبانی نے اپنی معجم میں کہا: وہ فتوح عراق میں شریک تھے وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں: ”تم دونوں میری طرف سے کسی عرب کو یہ بات پہنچا دو کہ ہم میں عجم کی غنیمتیں تقسیم ہو گئیں اور ہمیں قوم کا وہ جزیہ واپس مل گیا جس کے ذریعہ ہم نے ان کے ہاں سے کلائی والیوں کو چھڑا لیا۔“ یہ اسود وہی ہیں جنہوں نے کسریٰ کے قاصد سے، جب اس نے کہا: تم لوگ سیر نہیں ہوتے؟ کہا: جب تم ہم کوٹی کے لیموں کے بدلے اربد کا شہد نہیں کھا لیتے تم سے صلح نہیں کریں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ بات بے ساختہ ان کی زبان پر جاری ہو گئی تھی وہ اس کا مفہوم نہیں سمجھتے تھے۔

۴۵۷ اسود بن کلثوم العدوی

فتوح میں ان کا ذکر ہے انہی نے بیہق کو فتح کیا تھا۔ ابن عامر نے انہیں لشکر کا امیر بنایا۔ چنانچہ فتح کے روز ۳۱ھ میں شہید ہوئے۔ فاضل شخص تھے، عامر بن عبد قیس ان کے متعلق کہتا ہے: ”اسے صرف دو پہروں کی پیاس کی جدائی پر افسوس ہوتا تھا۔“

۴۵۸ (ز) الاسود بن مغراء

بن شراحیل بن ارقم بن اسود، ابن درید نے اشتقاق میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا کہ وہ یرموک میں شریک تھے۔

۲۵۹ اسود بن ہلال محاربی

ابو سلام کوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی۔ ابن سعد نے یہ بات نقل کی ہے، عجلی کا بیان ہے: وہ جاہلی ہیں اور حضرت عبداللہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان کی احادیث صحابہ سے صحیحین اور دیگر کتب میں ہیں۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے حضرات سے مروی ہے، باوردی نے ”صحابہ“ میں اشعث بن ابی الشعثاء کی سند سے بحوالہ اسود بن ہلال نقل کیا ہے، انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔ اسی طرح عثمانی نے نقل کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ابوداؤد کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں اسود بن ہلال کے پاس آیا وہ مجھ سے زیادہ عقلمند تھے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ حجاج کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور عمرو بن علی کا قول ہے کہ ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

۲۶۰ اسود بن یزید

بن قیس النخعی، ابو عمرو، ابو عبدالرحمن بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ابی خیشمہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حج کیا۔ ابن سعد کا بیان ہے: انہوں نے ہجرت کرنے سے پہلے یمن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا۔ بخاری رحمہ اللہ میں اشعث بن سلیم بحوالہ اسود بن یزید مروی ہے، فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں یمن میں معلم اور امیر بن کر آئے، ہم نے آپ سے ایک فوت شدہ آدمی کے بارے میں پوچھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اور ابراہیم نخعی کی سند سے بحوالہ ان کے ماموں اسود سے مروی ہے، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم میں فیصلہ کیا۔ ابوداؤد رحمہ اللہ نے ابوحسان اعرج کی سند سے بحوالہ اسود بن یزید نقل کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یمن میں بہن اور بیٹی کو وارث بنایا اور اللہ کے نبی زندہ تھے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: انہوں نے صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان کی احادیث کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیحین وغیرہ میں ہیں۔ حکم بن عتیہ نے کہا: وہ ہمیشہ روزے سے رہے اور عجلی کا قول ہے: وہ کوئی جاہلی اور ثقہ ہیں اور نیک فقیہ آدمی ہیں۔ ۷۵ھ یا ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اسی پر امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ابو نعیم نے اعتماد کیا ہے۔

۲۶۱ اسینخت

بحرین کے سردار۔ احمد بن یحییٰ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں بھی مکتوب لکھا جب منذر بن ساوی کی طرف نامہ مبارک روانہ فرمایا، اہل بحرین کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا، ان میں سے اسینخت اور منذر اسلام لے آئے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا۔ اسد آباد میں اسی طرح کا مفہوم گزر چکا ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۱۵۶) الاستیعاب (ت ۵۰۱) تاریخ الثقات (۶۷) اسد الغابۃ (ت ۱۵۸)

التاریخ الکبیر (۴۴۹/۱) ابوداؤد کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الصلب (حدیث ۲۸۹۳)

بخاری کتاب الفرائض باب میراث البنات (حدیث ۶۷۳۴) باب میراث الاخوات مع البنات عصبہ (حدیث ۶۷۴۱)

تاریخ الثقات (۶۷) تجرید (۲۰/۱)

۴۶۲ سیف الجہنی

نبی ﷺ کو دیکھا ہے وہ حاجیوں سے آگے نکل جاتے تھے۔ موطا امام مالک * میں ابن دلاف سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ جہینہ کا ایک شخص سواریاں خریدتا اور ان پہ بہت خرچ کرتا تھا۔ پھر جب چلتا تو حاجیوں سے آگے نکل جاتا۔ وہ کہیں مفلس ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں اس کا مقدمہ پیش ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حمد و صلوٰۃ کے بعد! لوگو! سیف جو جہینہ کا سیف ہے وہ اپنی دینداری اور امانتداری میں اتنا اچھا تھا کہ یہ کہا جانے لگا کہ وہ حاجیوں سے آگے نکل جاتا ہے۔ لیکن سن رکھو! اب وہ قرضوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ تو جس کسی کا اس کے ذمہ قرض ہے وہ صبح ہمارے پاس آئے ہم اس کے قرضوں کو اس میں اس کا مال بانٹیں گے۔ اور دارقطنی نے اس روایت کو زہیر بن معاویہ کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن عمر، عثمان بن عبد الرحمن سے، انہوں نے عطیہ بن دلاف سے انہوں نے اپنے والد سے وہ بلال بن حارث سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متصل نقل کیا ہے۔

اور ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن ادریس سے عبید اللہ بن عمر سے یہ روایت کی ہے، اور دارقطنی نے غرائب مالک میں ابن مہدی کی سند سے بحوالہ ابن دلاف وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں۔ عبد الرزاق نے فرمایا: معمر نے ایوب سے نقل کیا کہ کسی نے ذکر کیا: جہینہ کا ایک شخص سواریاں خریدتا اور گراں قیمت لے لیتا جس کی وجہ سے اس پر اتنے قرضے ہو گئے کہ وہ مفلس ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: کسی کی نماز روزے سے دھوکا نہ کھانا، دیکھنا ہے تو آدمی کی گفتگو میں سچائی، امانت میں وفا اور جب وہ لا پرواہ ہو تو اس کی پرہیزگاری دیکھو۔ پھر فرمایا: سنو! جہینہ کا سیف، پھر اس طرح کی بات ذکر کی۔ اور ابن عیینہ سے بحوالہ زیاد اور وہ ابن سعد ہیں ابن دلاف سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ *

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۴۶۳ (ز) اشرف بن حمیری *

بن ذہل بن زید بن کعب بن عکب بن اسد بن حارث بن عتیک بن ازد اسدی (متحرک لفظ ہے) زمانہ نبوی پایا اور ان کا بیٹا عمرو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں جنگ جمل کے روز شہید ہوا۔ یہ بات رشاطی نے شجرۃ بغدادیہ سے نقل کی ہے۔ میں کہتا ہوں: ابن کلبی کے جمہرہ میں ان کا ذکر ہے لیکن انہوں نے ان کے والد کا نام بختری بتایا ہے۔ فاللہ اعلم اور یہ ذکر کیا کہ ان کے پوتے زیاد بن عمرو بن اشرف کو ازد نے، عبید اللہ بن زیاد کے حادثہ میں یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد اپنا سردار بنا لیا۔ وہ حجاج کی پلٹن کے کمانڈر تھے۔

* موطا مالک کتاب الوصیۃ باب جامع القضاء و کراہیۃ ... (حدیث ۱۵۰۰)

* مصنف لعبد الرزاق (حدیث ۲۰۱۹۲) المطالب العالیۃ (حدیث ۲۶۰۸)

* اسد الغابۃ (ت ۱۸۳)

۳۶۴ اشعث بن عبدالحجر

بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب العامری الکلابی۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ وہ قادیسیہ اور حیرہ میں شریک تھے انہی جنگوں میں وہ کہتے ہیں، جب ان کی اونٹنی کی کوچیں کاٹ دی گئیں۔

”سبلحین اور قصر میں میری سواری کی ٹانگیں اس خدشہ سے کاٹ دی گئیں کہ مجھے عار دلائی جائے۔“

۳۶۵ (ز) اشعث بن میناس الشکونی

زمانہ نبوت پایا ہے۔ سیف نے فتوح میں اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے انہیں اور ان کی قوم کے لوگوں کو ۱۵ھ میں حمص اتارا۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۳۶۶ اشہب بن حارث

ہزله بن معتب بن احب بن غوث الغنوی۔ آمدی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ شاعر و شہسوار جاہلی شخص تھے اسلام کا زمانہ پایا۔ یوم الزعفران کے معرکہ میں روم کے شہر میں شہید ہوئے ان کے ہمراہ ان کے بھائی بھی جام شہادت نوش کر گئے۔ ابو عمرو شیبانی نے ان کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔

۳۶۷ اشہب ابن رمیلہ

ابن ثور بن ابی حارثہ بن عبد المدان بن جندل بن نہشل بن دارم بن عمرو بن تمیم رمیلہ ان کی والدہ ہیں۔ یہ ابو عمرو شیبانی کا قول ہے، فرماتے ہیں کہ وہ جندل بن مالک بن ربیع نہشلی کی کنیز تھیں جن سے ثور کی زمانہ جاہلیت میں چار اولادیں ہوئیں: رباب، حناء، سویط اور اشہب۔ پورے عرب میں زبان، ہاتھ اور طاقت میں مضبوط بھائی تھے۔ چاروں نے اسلام کا دور پایا تو مشرف باسلام ہوئے۔ مال بکثرت ہوا۔ اور اتنا غلبہ پایا کہ جب صمان کے کسی گھاٹ پر پڑاؤ کرتے تو اپنی من پسند جگہ سے لوگوں کو روک دیتے۔ کسی سال یہ لوگ ایک گھاٹ پر فروکش ہوئے تو بنی قطن کے کسی فرد نے، جس کا نام بشر بن صبیح اور کنیت ابو بذرال تھی، اپنا اونٹ ایک حوض پر اتار دیا، جسے رباب بن رمیلہ نے لاٹھی مار کر زخمی کر دیا جس سے بنی رمیلہ اور بنی قطن میں لڑائی چھڑ گئی۔ بنو قطن نے ابو اسماء ابی بن اشیم نہشلی کو قید کر لیا وہ بنی جروہل بن نہشل کا سردار تھا اور بنی رمیلہ کے ساتھ تھا۔ تو نہشل بن جری نے کہا: بنی قطن! یہ تمہاری لڑائی میں شریک نہ تھا۔ اس سے یہ عہد لے لو کہ وہ تمہارے مقابلہ سے اپنی قوم کو ہٹا کر واپس لے جائے اور اسے آزاد کر دو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یوں وہ اپنی قوم کے ستر افراد لے کر چلا گیا۔

اشہب بن رمیلہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو ان سے صلح کر کے اپنے بھائی رباب بن رمیلہ کو ان کے حوالے کر دیا اور جس لڑکے کے چوٹ لگی تھی اسے لے لیا۔ وہ کچھ ہی دن رہا اور چل بسا، تو اشہب نے بنی قطن کی جانب دیت دینے کا پیام بھیجا۔ انہوں نے عباد بن مسعود، مالک بن ربیع، مالک بن عوف اور قعقاع بن معبد سے مدد طلب کی، ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ: جب تک اس نوجوان کا قاتل قتل نہیں کیا جاتا ہم راضی نہیں ہوں گے اور رباب کو قتل کرنا چاہا۔ رباب نے کہا: مجھے دو رکعت پڑھ لینے دو۔ چنانچہ

انہوں نے نماز پڑھی پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اپنے رب کی ضرورت ہے میں نے صرف اس لئے زیادہ دیر نماز نہیں پڑھی مبادا یہ لوگ موت کا خوف نہ سمجھنے لگیں۔ پھر انہیں مقتول کے بیٹے کے سپرد کر دیا گیا، اس کا نام خزیمہ تھا اس نے ان کی گردن اتار دی۔ یہ سارا واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنے کے زمانہ میں پیش آیا۔ جس پر اشہب کوندامت ہوئی اور اپنے بھائی کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

”اے میری دونوں آنکھو! اگر تم پوری رات بیدار رہ کر جزع فزع کرتی رہو تو تمہارے بھائی سے یہ آنسو کم ہیں۔ بہت سی رباب پر رونے والی اور کئی کہنے والے کہیں گے اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دے کس قدر پاکدامن اور مضبوط نوجوان تھا۔ رباب کے بارے میں جو میری رائے تھی جس کی وجہ سے وہ ضائع ہو گیا اس پر مجھے میری قوم نے اور خود میرا ضمیر ہر وقت ملامت کرتا رہتا ہے۔ اگر میرا دل لوہے کا ہوتا تو بھی پکھل جاتا اور اگر صفا کا ٹکڑا ہوتا تو پھٹ جاتا۔“

مرزبانی نے بحج الشعراء کے حرف زامیں ان کا ذکر کر کے ان کے وہ اشعار پڑھے جو انہوں نے ابو بذا ل کو قتل کرنے کے وقت کہے تھے۔

میں نے اس سے کہا: اے ابو بذا ل صبر سے کام لو۔ اللہ کی قسم! تجھے ضرور علم ہو جائے گا کہ مجھے کوئی پروا نہیں کہ تو آخری راتوں کو بھی نہ لوئے۔ صبر کر چاند کے نکلنے تک جب شوال کا پہلا دن ظاہر ہو۔

فرماتے ہیں: جب ابو بذا ل کے بدلے رباب کو قتل کیا گیا تو اشہب نے یہ اشعار کہے:

”جب میں نے دیکھا کہ قوم کی رسیوں سے رباب بندھا ہوا ہے، میری وجہ سے یہ مصیبت اس نے خریدی، پھر بھی وہ کمزور نہ تھا۔“

فرماتے ہیں: رباب کی جلد سب سے زیادہ سخت تھی۔

۴۶۸ اشہب بن ورد

بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ السلمی۔ زمانہ نبوت پایا ہے ان کے بیٹے زیاد صفین میں اور بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے یہ بات ابو عمرو شیبانی نے ذکر کی ہے۔

باب الالف جس کے بعد صا د ہے

۴۶۹ اصبع بن حجر

بن سعد ہمدانی۔ نبی ﷺ کو دیکھا۔ جب ان کے بھائی یزید بن حجر نبی ﷺ کی حیات میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مسلمان ہوئے تو اصبع ناراض ہو کر حضرت معاذ کے قتل کے واسطے راستے میں بیٹھ گئے۔ لیکن اس کا موقع ہاتھ نہ آیا۔ پھر خود بھی اسلحہ

لے آئے اور ان کا اسلام اچھا ہو گیا۔ ہمدانی نے اپنی کتاب انساب میں یہ بات ذکر کی ہے۔

۲۴۰ اصْبَغُ بْنُ عَمْرٍو

بن ثعلبہ بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب کلبی قضاعی۔ پہلے عیسائی تھے پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر نبی ﷺ کی حیات میں ہی مسلمان ہو گئے اور عبدالرحمن نے نبی ﷺ کے حکم سے ان کی بیٹی ”تماضر“ سے شادی کر لی۔ یہ بات واقدی نے سعید بن بانک کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ اور اسے دارقطنی نے افراد میں محمد بن حسن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد کی سند سے بحوالہ سعید بن بانک، عطاء سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، فرمایا: نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمن کو بلا کر فرمایا: ”تیار ہو جاؤ میں تمہیں ایک مہم پر روانہ کرنے والا ہوں“۔ حدیث کا حوالہ دیا۔ اسی میں ہے کہ عبدالرحمن چل نکلے بالآخر اپنے ساتھیوں سے جا ملے اور انہیں لے کر دومتہ الجندل آ گئے۔ یہاں پہنچنے پر آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی جو تین دن تک دیتے رہے۔ جب تیسرا دن ہوا تو اصْبَغُ بْنُ عَمْرٍو الکلبی جو پہلے نصرانی تھے اسلام لے آئے، وہ ان کے سردار تھے۔ تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے واقعہ کی اطلاع جہینہ کے ایک شخص رافع بن مکیت کے ہاتھ نبی ﷺ کو لکھ بھیجی۔ نبی ﷺ نے انہیں جوابی خط بھیجا کہ اصْبَغُ کی بیٹی سے شادی کر لو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس (عورت) کا نام تماضر تھا جن سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن پیدا ہوئے۔ یہ تمام قصہ میں نے احمد بن حسن زینی کے سامنے پڑھا۔ محمد بن احمد بن خالد باریقی نے انہیں بتایا۔ انہیں ابراہیم بن محمد بن مناقب، انہیں ابوالیمین کندی نے انہیں ابومنصور قزازی نے انہیں بن نقور نے انہیں ابوسعدا اسماعیلی نے دارقطنی کے چناؤ سے، فرماتے ہیں ہمیں ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی نے انہیں محمد بن حسن تلمیذ ابی حنیفہ نے بتایا پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ دارقطنی فرماتے ہیں اسے سعید سے محمد بن حسن روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ اور ان سے ابوسلیمان کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: واقدی کی سعید سے جو روایت ہے وہ اس اطلاق کی تردید کرتی ہے۔ واللہ اعلم

۲۴۱ (ز) اصْبَغُ بْنُ نَبَاتَہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی۔ ابن ماجہ نے ان کی روایت کردہ حدیث نقل کی ہے اور ابن عساکر نے جو روایت کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے، اس واسطے کہ انہوں نے عبدالرحیم بن محرز فزاری کے سوانح میں ہشام بن کلبی کی سند سے بحوالہ ابویعلیٰ (جن کا نام سوید بختانی ہے) مرہ بن عمر سے وہ اصْبَغُ بْنُ نَبَاتَہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ خلافت صدیقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرموت سے ایک شخص آیا۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا، جس کا تذکرہ مدرک بن زیاد کے احوال میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

۲۴۲ اصْحَبَةُ

باسے بعد والے میں آتا ہے۔

کنز العمال (حدیث ۳۰۲۸۹) تہذیب تاریخ دمشق (۸۶/۳)

اصحمة بن ابجر النجاشي

شاہ حبشہ، عربی میں ان کا نام عطیہ ہے اور لقب نجاشی، نبی ﷺ کے عہد میں اسلام لے آئے مگر آپ کی طرف ہجرت نہیں کی۔ وہ مسلمانوں کے لئے نفع بخش مددگار تھے۔ مغازی میں ان کا قصہ مشہور ہے جس میں انہوں نے اپنی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں سے آغاز اسلام میں حسن سلوک کیا تھا۔ اور ”صحیح“ والوں نے نبی ﷺ کی ان کی غائبانہ نماز جنازہ کا قصہ ذکر کیا ہے جو کئی طرق سے ثابت ہے ان میں سے ایک سعید بن مینا کی سند سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ اور ایک عطاء کی روایت سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج ایک نیک بندہ دنیا سے چل بسا جس کا نام اصحمة تھا، اٹھو اور اصحمة کا جنازہ پڑھو۔“ چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کی اقتداء میں صفیں باندھ لیں۔ یہ قطان بحوالہ جرج اور وہ نبی ﷺ کی حدیث کے الفاظ (نقل کرتے) ہیں۔ اور ابن عیینہ کی بحوالہ ابن جرج روایت میں ہے ”آج نیک بندہ چل بسا اٹھو اور اصحمة کا جنازہ پڑھو۔“

طبری اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ ۹ھ رجب میں پیش آیا، جبکہ دیگر لوگ کہتے ہیں: فتح مکہ سے پہلے رونما ہوا۔ ادھر ابن اسحاق بحوالہ یزید بن رومان، عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: جب نجاشی کا انتقال ہوا تو ہم لوگ سمجھنے لگے کہ اس کی قبر پر نور دکھائی دے گا۔ ابن شاہین، اور دارقطنی نے افراد میں معتمر بن سلمان کی سند بحوالہ حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اٹھو اور اپنے بھائی نجاشی کی نماز جنازہ پڑھو۔“ تو کسی نے کہہ دیا آپ ﷺ ہمیں ایک حبشی کافر کی نماز جنازہ پڑھنے کا کہہ رہے ہیں جس پر یہ آیت: ”کچھ اہل کتاب ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں“ (آل عمران: ۱۹۹) نازل ہوئی۔ تا اختتام سورت۔

دارقطنی نے کہا: ہمیں معلوم نہیں کہ اسے ابوہانی احمد بن بکار کے سوا کسی نے معتمر سے نقل کیا ہو۔ اور زمعه بن صالح کی سند سے بحوالہ زہری اور یحییٰ بن سعید، سعید بن المسیب سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک صبح ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی اصحمة نجاشی فوت ہو گیا۔ اب اس کی نماز جنازہ پڑھو۔“ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جلدی سے اٹھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ فوراً اٹھے اور عید گاہ پہنچے، آپ کھڑے ہوئے ہم نے صفیں بنائیں اور آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں۔

لفظ ”نجاشی“ نون کے زیر سے مشہور ہے، کسی نے کہا کہ ثعلب سے منقول ہے کہ نون کے زیر سے اور جیم مخفف ہے اور بحوالہ مطرزی جیم کی تشدید کو غلط کہا ہے البتہ آخر میں یا مشدود ہے مطرزی نے تخفیف نقل کی اور اسے صنعانی نے ترجیح دی ہے۔ اصحمة اُزْبَعہ کے وزن پر ہے اس کی حاء مہملہ (نقطے کے بغیر) ہے بعض نے معجمہ (نقطے والی) کہی ہے بعض کا قول ہے کہ ہے تو اسی طرح البتہ میم صاد سے پہلے ہے اور ایک قول ہے شروع میں الف کی جگہ میم ہے، جو مستدرک حاکم میں ابن اسحاق سے مروی ہے ابن اسحاق سے

اسد الغابۃ (۱۸۸) التمهید (۳۳۱/۶) مسند حمیدی (حدیث ۱۲۹۱) سابقہ حوالہ گزر چکا۔

مسلم کتاب الجنائز باب التكبير على الميت (حدیث ۶۷) نسائی باب الامر بالصلاة على الميت (حدیث ۱۹۴۵)

الكامل في الضعفاء (حدیث ۲۲۷۸/۶)

المعجم الكبير (حدیث ۱۹۹/۱۸) المطالب العالیة (۷۵۴) مجمع الزوائد (حدیث ۴۲۰۶)

یہاں قول زیادہ مشہور ہے یوں ان کے نام میں چھ مختلف الفاظ بن جاتے ہیں، جنہیں میں نے یکجا نہیں دیکھا۔

۴۴۴ (ز) اصغر بن قیس

بن حارث بن وقاص بن صلاۃ بن معقل بن ربیعہ بن کعب بن حارث حارثی زمانہ نبوی پایا ہے۔ ابن کلبی نے جمہرہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ قادسیہ کے روز بنی حارث کے صاحب علم تھے۔

۴۴۵ اصغہ (خانقہ والی)

سابق میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۴۶ (ز) اصمغ بن مظہر

بن رباح بن عبد شمس بن اعیان بن سعد بن عبد بن غنم بن قتیبہ بن مثن بن مالک بن اعصر باہلی، عبد الملک بن قریب بن علی بن اصمغ اصمعی کے دادا، ابو عبید بکری نے شرح امالی القالی میں لکھا ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ دیکھا ہے اور جنگ اھواز میں زخمی ہوئے۔ ابن حزم نے جمہرہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے اور وہ اور ان کے والد سب اسلام لے آئے تھے۔ مہر دے کامل میں ان کے بیٹے علی بن اصمغ کا جو قصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حجاج بن یوسف کے ساتھ پیش آیا ہے، لکھا ہے۔

باب الالف جس کے بعد طاء ہے

۴۴۷ اُط بن ابی اُط

بنی سعد بن بکر کے فرد۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایام صدیقی میں رہے۔ عراق میں نہر اُط انہی کی جانب منسوب ہے، چونکہ حضرت خالد نے انہیں اس علاقے کے خراج پر مقرر کیا تھا اس لیے وہ نہر ان کی جانب منسوب ہو گئی۔ یہ بات طبری نے بحوالہ سیف نقل کی ہے۔ ایک دوسری جگہ لکھا ہے اُط بن سوید، ہو سکتا ہے یہ ان کے والد کا نام ہو۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ میں نے قابل اعتماد آدمی کی تحریر سے دیکھا ہے، شروع والے حرف ہمزہ پر پیش ہے۔

۴۴۸ اعبد بن فدی

ابو لیلیٰ سعدی کے بھائی، ارتداد کی جنگ اور فتوح میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے انہیں قعقاع کے ہمراہ حیرہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ یہ بات طبری نے بحوالہ سیف نقل کی ہے۔ ابن فتحون نے ان کا بھی استدراک کیا ہے۔

۴۴۹ اعور بن ورد

بن حذیفہ بن بدر فزاری، عیینہ بن حصن کے چچا زاد بھائی۔ زمانہ نبوی پایا ہے۔ ان کے بیٹے ربیعہ بن اعور نے عقیل بن علفہ

بن حارث بن معاویہ مری کی مقابلہ میں ہجو کی ہے۔

باب الالف جس کے بعد غین ہے

۲۸۰ اغلب العجلی

رجز یہ شاعر پہلے حصے میں گزر چکے ہیں۔

باب الالف جس کے بعد فاء ہے

۲۸۱ (ز) افلح

ابو ایوب انصاری کے غلام، کنیت ابو کثیر تھی۔ زمانہ نبوت پایا ہے، اس واسطے کہ وہ خلافت صدیقی میں تمر کے چشمہ سے قیہ کیے گئے۔ حضرت عمر، عثمان اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے ان کی روایت ہے۔
عجلی کا قول ہے کہ وہ ثقہ اکابر تابعین سے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ابن سیرین سے صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ وہ ۷۰ھ میں شہید کر دیئے گئے۔ یہ ۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے ان کی روایت لی ہے۔

باب الالف جس کے بعد قاف ہے

۲۸۲ (ز) اقرع (مؤذن عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پادری سے کہا تھا کیا تم مجھے (اپنی) کتاب میں مذکور پاتے ہو؟ اس نے کہا: ہم آپ کو لوہے کا قرن دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لوہے کے قرن سے کیا مراد؟ اس نے کہا: سخت کام۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ اکبر“۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ قول وہ روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن شقیق عقیلی، ابو داؤد نے یہ اثر (صحابی کا قول) اسی مفہوم میں ذکر کیا ہے جو میں نے ذکر کیا۔ اس واسطے کہ جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں اذان پر مقرر ہو اس کا تقاضا ہے کہ اس نے بڑی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دیکھا ہے۔ ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۳ اقیشرا سدی

ان کا نام مغیرہ بن عبد اللہ ہے میم میں آئے گا۔

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۴۸۴ اکمل بن شماخ

بن زید بن شداد بن صخر بن مالک بن لائی بن ثعلبہ بن سعد بن کنانہ بن حارث بن عوف العکلی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جسر میں شریک تھے۔ اسی دن انہوں نے مرد شاہ کو گرفتار کر کے اس کی گردن اتار دی۔ جنگ قادسیہ میں بھی شرکت کی جس میں ان کے اچھے کارنامے ہیں۔ اسی دارقطنی نے مؤتلف میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا کہ شععی نے ان سے ایک روایت نقل کی ہے۔

ابن کلبی کا قول ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب اکمل کو دیکھتے فرماتے: جو کسی خوبصورت فصیح کو دیکھنا چاہے وہ اکمل کو دیکھ لے۔ ابن عبدالبر نے اسی کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے کیونکہ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے۔ واللہ اعلم

۴۸۵ اکثم بن صیفی

بن رباح بن حارث بن مخاشن بن معاویہ بن شریف بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم تمیمی مشہور صاحب حکمت شخص ہیں۔ حنظلہ بن ربیع بن صیفی کے چچا بنتے ہیں۔ جو خود مشہور صحابی ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا: ابن السکن سے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر کے اچھا کام نہیں کیا۔

اور جو حدیث انہوں نے ذکر کی یہ ہے کہ جب اکثم بن صیفی کو نبی ﷺ کی اطلاع ملی تو اس نے آپ کے پاس آنا چاہا تو اس کی قوم نے اسے نہ جانے دیا، تو اس نے کہا: پھر کوئی ایسا شخص چلا جائے جو میرا پیام آپ کو اور ان کا پیام مجھے پہنچا دے۔ پھر دو شخص پیش ہوئے کہ ہم جاتے ہیں، وہ دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں آئے، کہنے لگے: ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں؟ آپ کی حیثیت کیا ہے اور آپ کا پیام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کے سامنے قرآن کی یہ آیت: ”بے شک اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔“ (نحل: ۹۰) وہ دونوں اکثم کے پاس آئے اور اس سے یہ ساری بات ذکر کی تو اس نے کہا: ”اے قوم! وہ شخص اچھے اخلاق کا حکم دیتا اور برے اخلاق سے منع کرتا ہے لہذا اس کام میں تم پہل کرنے والے بنو پیچھے رہنے والے مت بنو!“ پھر کچھ ہی عرصے بعد اس کی وفات ہو گئی۔ وفات کے وقت اس نے کہا: ”میں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور صلہ رحمی کی وصیت کرتا ہوں پھر اس کی وصیت میں باقی حدیث ذکر کی۔“

ابن سکین نے کہا: ابن صاعد نے ہم سے بحوالہ حسن بن داؤد، محمد بن منکدر سے وہ عمر بن علی مقدمی سے وہ علی بن عبد الملک

اسد الغابۃ (ت ۲۱۶) الاستیعاب (ت ۱۵۸) الاستیعاب (۲۲۹/۱) اسد الغابۃ (۲۱۸) تجرید (۲۷/۱)

بخاری کتاب الصلح باب کیف یکتب ہذا ما صالح فلان بن فلان (حدیث ۲۶۹۹) ترمذی کتاب الدعوات باب ۹۷ (حدیث ۳۵۳۲)

مسند احمد (۲۱۰/۱) دلائل النبوة (۱۱۶/۱) کنز العمال (حدیث ۳۱۸۶۷) تہذیب تاریخ دمشق (۲۷۴/۱)

سے وہ عمیر سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں پھر اس حدیث کا ذکر کیا وہ روایت مرسل ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: اس روایت سے کسی ایسی چیز کا ثبوت نہیں ملتا جس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ابن فتحون نے کہا کہ باوردی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح ابن سکین ان کا ذکر کرتے اور وہ روایت ابراہیم بن یوسف سے بحوالہ منکر نقل کرتے ہیں۔ لیکن اموی نے مغازی میں ان کا ذکر کیا کہا کہ میرے چچا نے عبداللہ بن زیاد کے حوالہ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں مجھے اپنے کسی ساتھی نے بتایا اور عبدالملک کے حوالہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی۔ اور یہ اضافہ کیا کہ ان کے نزدیک اونٹ لایا گیا اور وہ نبی ﷺ کے ارادے سے سوار ہوئے لیکن راستے میں وفات پا گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ کہا جاتا ہے یہ آیت:

”جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف مہاجر بن کے نکلے پھر اسے موت آجائے تو اس کا

اجر و ثواب اللہ کے ہاں ثابت ہو گیا“۔ (سورۃ النساء: ۱۰۰)

عبداللہ بن زیاد وہ ابن سمعان ہے جو ایک متروک راوی ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو ابن عبدالبر کے خلاف ان کے اسلام لانے کے بارے میں حجت قائم ہو جائے گی یوں ان کی شرط کے مطابق یہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں گے جنہیں اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ جن کی نبی ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی۔

مجھے اس روایت کا شاہد مل گیا ہے جسے ابو حاتم بحتانی نے کتاب المتمرین میں عمرو بن محمد سعدی سے بحوالہ عامر شععی نقل کیا ہے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق پوچھا فرمایا: یہ اکثم بن صیفی کے بارے میں نازل ہوئی، میں نے عرض کیا: لیشی کہاں تھے؟ فرمایا: یہ لیشی سے بہت زمانہ پہلے کی ہے یہ آیت خاص، عام ہے۔ نیز ابو حاتم نے معمر بن راشد بن کرب سے وہ اپنے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔

اصمعی نے کہا: ہمیں ابو حاضراسدی نے بحوالہ اپنے والد بتایا کہ اکثم نے جب نبی ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو اپنے بیٹوں کو جو وصیت کی تھی یہ..... پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ عسکری نے کتاب الصحابہ کی اس فصل میں ”جنہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا لیکن آپ سے ملاقات نہ ہوئی“ نقل کیا ہے اہل تاریخ نے یہ روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کی غرض سے نکلے لیکن ان کے بھتیجے نے راستے میں انہیں دھوکا دے دیا تا کہ واپس آجائیں۔ ان لوگوں کا پانی ختم ہو گیا اور واپس آئے تو راستے میں یہ پیاس سے فوت ہو گئے۔

ابن مندہ نے ان کا یہ واقعہ نقل کرنے میں ابن السکین کی پیروی کی ہے اور مذکورہ روایت انہی سے نقل کی ہے۔ البتہ اس سے زیادہ ذکر نہیں کیا۔ پھر اکثم بن صیفی کے حالات ذکر کر کے کہا: وہ عبدالعزی کے بیٹے ہیں اس کے بعد ان کا نسب اکثم بن الجون خزاعی ذکر کیا، پھر کہا: اکثم بن الجون، ان کے علیحدہ سوانح ذکر کیے، تو یہ بات ان کی غلطیوں میں شمار ہوتی ہے۔

اکثم کے جس قصہ کی طرف عسکری نے کتاب الصحابہ میں اشارہ کیا ہے مجھے طویل مل گیا ہے۔ جس میں ان کے اسلام لانے کی وضاحت ہے۔ ابو حاتم نے معمر بن میں لکھا ہے: کہ جب اکثم نے نبی ﷺ کے ظہور کی بات سنی تو اپنے بیٹے جیش کو آپ کی خبر لانے کے لیے بھیجا اور جاتے وقت اسے یہ وصیت کی کہ میں تمہیں چند باتوں کی نصیحت کرتا ہوں انہیں میرے ہاں سے نکلتے سے واپس آنے تک پلے باندھ لو۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں یہ باتیں لکھوا بھیجیں۔

”میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مجھے اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں یہ کہوں

کہ اللہ کے سوا کوئی دعاء و عبادت کے لائق نہیں۔

(واپسی پر) اٹم نے اپنے بیٹے سے پوچھا: تم نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا: میں نے دیکھا وہ اچھے اخلاق کا حکم دیتے اور رے اخلاق سے روکتے ہیں۔ جس پر اٹم نے اپنی قوم کو جمع کر کے انہیں آپ علیہ السلام کی اتباع کی دعوت دی۔ اور ان سے کہا: دیکھو! صفیان بن مجاشع نے اس شخص سے محبت کی وجہ سے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا تھا۔ اور نجران کا پوپ ان کے دین اور بعثت کی اطلاع دیتا تھا اس واسطے اس کے دین کے پہلوٹھوں میں شامل ہو جاؤ اور پھسڈی نہ بنو۔

(یہ باتیں سن کر) مالک بن نویرہ ان سے کہنے لگا: لوگو! تمہارا یہ بوڑھا بہک گیا ہے۔ تو اٹم نے کہا: غمگین کے لیے غم سے خالی سے خرابی ہے، اللہ کی قسم! مجھے تم پر افسوس نہیں۔ لیکن عوام کا صدمہ ہے پھر انہوں نے اپنی قوم میں منادی کرائی تو سو آدمیوں نے ان کی بات مان لی۔ جن میں اقرع بن حابس سلمی بن قیس، ابوتیمہ ہجیمسی، رباح بن ربیع، ہنید، عبدالرحمن بن ربیع اور صفوان بن اسید شامل تھے۔ اکٹھے ہو کر چل نکلے ابھی مدینہ سے چار راتوں کے فاصلے پر تھے کہ ان کے بیٹے جیش کو ان کا جانا بھلا نہ لگا اور اپنے والد کے ساتھیوں کے اونٹ ذبح کر دیئے اور ان کے مشکیزے اور چھالگلیں پھاڑ دیں۔ یوں ان کے پاس نہ سواری رہی اور نہ پانی، پیاس نے انہیں لاغر کر دیا۔ اٹم کو تو موت کا یقین ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا اس شخص (محمد ﷺ) کے پاس جانا اور اسے بتانا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور دیکھنا اگر اس کے پاس اس کی باتوں کے مطابق کوئی کتاب ہو تو اس پر ایمان لے آنا اس کی پیروی اور نصرت کرنا۔ جب یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے تو سب کے سب اسلام لے آئے۔ ادھر حاجب اور کعب کو اٹم کے جانے کی خبر ملی تو وہ دونوں ان کے پیچھے نکل پڑے۔ اور ان کے ساتھیوں کے پاس آ گئے۔ ان سے پوچھا اٹم نے تمہیں کس کام کا حکم دیا تھا؟ انہوں نے کہا: اس نے ہمیں اسلام لانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ یہ دونوں بھی ان کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔

ابوحاتم کا قول ہے کہ اٹم تین سو تیس (۳۳۰) سال زندہ رہے اسی طرح ان کے والد صفی لمبی عمر والے شخص تھے وہ دو سو ستر (۲۷۰) سال زندہ رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اٹم ایک سو نوے (۱۹۰) سال زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں مرزبانی نے ان کے یہ اشعار پڑھے ہیں:-

”اگر کوئی شخص ایک سو نوے سال تک زندہ رہے تو جاہل شخص زندگی سے اکتاتا نہیں۔ دس پورے کیے دو سو سال ہو گئے۔ جبکہ زمانے کی رفتار سے یہ بھی کم نہیں۔“

خطیب نے یہ دونوں شعر ابوحاتم کی سند سے نقل کیے ہیں۔ اور ان سے یہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے:

”انسان کا دل اس کا تو تھڑا ہے جیسے اس کا باقی بدن گل سڑ جائے گا ایسے ہی دل بھی ختم ہو جائے گا۔“

خطیب نے کہا: وہ صاحب حکمت و بلاغت انسان تھے۔

بن عامر بن صعب بن کثیر بن عکارمہ بن ہذیل بن زہر بن تمیم اللخمی۔ زمانہ نبوی پایا ہے۔ سعید بن عفیر کا قول ہے کہ وہ اور ان کے والد فتح مصر میں شریک تھے۔ ابو عمر کندی نے کتاب الخندق میں لکھا ہے: یحییٰ بن ابی معاویہ بن خلف بن ربیعہ نے اپنے والد کے حوالہ سے مجھے بتایا کہ ولید بن سلیمان نے کہا: کہ اکدر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ دیندار فضیلت والے اور دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے شخص تھے۔

صحابہ کی مجلس میں بیٹھتے ان سے روایت لیتے۔ وہی میراث کے مسئلہ اکدریہ والے ہیں۔ ان میں سے تھے جو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی وجہ سے ان کی قوم سے اچھا برتاؤ کرتے، ان کی طرف عطیات بھیجتے ان کا اعزاز و اکرام کرتے اور انہیں بلند مقام پر جگہ دیتے۔ جب مروان نے اہل مصر کا محاصرہ کیا تو اکدر نے ان کے خلاف اپنی قوم کو لا جمع کیا اور ہر ایسے طریقے سے ان کے خلاف جنگ کی جو اسے ناپسند تھا۔ بعد میں جب اہل مصر نے مروان سے صلح کر لی تو مروان یہ بات بھانپ گیا کہ اکدر پھر سے اپنی سرگرمیاں شروع کر دے گا تو اس نے اس کے خلاف شام کے کچھ لوگوں کو جمع کیا جنہوں نے اس کے خلاف ایک شخص کے قتل کا دعویٰ کر دیا۔ مروان نے اسے بلایا اور انہوں نے گواہی قائم کر کے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

راوی کا بیان ہے مجھے موسیٰ بن علی بن رباح نے بحوالہ اپنے والد بتایا کہ میں اس وقت مروان کے دروازے پر کھڑا تھا جب اس نے اکدر کو بلایا۔ اسے پتہ نہ تھا کہ مجھے کس لئے بلایا گیا ہے۔ پھر جلد ہی اسے قتل کر دیا گیا۔ جس پر فوج نے شور مچا دیا: اکدر قتل ہو گیا، اکدر قتل ہو گیا۔ تو سب ہتھیار باندھے مروان کے دروازے پر آ موجود ہوئے جو تعداد میں اسی ہزار سے زیادہ انسان تھے۔ مروان نے مارے خوف کے دروازہ بند کر لیا تو یہ سب لوگ کرب بن ابرہہ کے پاس پہنچے۔ سارا واقعہ اسے بتایا وہ اپنی بیوی بسیہ بنت حمزہ بن عبد کلال کے جنازے میں مشغول تھا۔ جنازے سے فراغت کے بعد ان کے ساتھ مروان کے پاس آیا۔ مروان نے کہا: ابورشید ادھر آؤ! اس نے کہا: امیر المومنین! بلکہ آپ ادھر آئیں۔ مروان اٹھ کر اس کی طرف گیا تو اس نے اپنی چادر اس پر ڈال کر کہا: میں اس کا پڑوسی ہوں تو سارا لشکر واپس ہو گیا۔ یوں اکدر کا خون رائیگاں گیا۔

ابو عمر کندی نے ابن لہیعہ کے طریق سے روایت کی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرے کی راتوں میں اکدر بن حمام مدینہ میں بیمار ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے آئے، فرمایا: کیسی طبیعت ہے؟ کہا: امیر المومنین! جو حال آپ دیکھ رہے ہیں، فرمایا: ہرگز نہیں، تم ایک عرصہ جیتے رہو گے ایک دھوکے باز تمہیں فریب دے گا اور تم جنت جاؤ گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نبیہتی نے شعب میں عمرو بن حارث کی سند سے بحوالہ سعید بن خدیج بن صومی سے نقل کیا کہ انہوں نے اکدر بن حمام سے سنا فرماتے ہیں: مجھے ایک صحابی نے بتایا: کہ ایک دن ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے، تو ایک نوجوان سے ہم نے کہا: جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو! جہاد کے برابر کس چیز کا رتبہ ہے؟ اس نے جا کر پوچھا، آپ نے فرمایا: کوئی چیز بھی نہیں۔

✽ مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ (حدیث ۴۸۴۶)۔

ترمذی فی کتاب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل الجہاد (حدیث ۱۶۱۹)۔

ابو عمر کندی نے ابو بکر بن ابی مریم کی سند سے بحوالہ مسافر بن حنظلہ، اکدر بن حمام سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”کام سیکھ لو ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کسی شخص کو کام کی ضرورت پڑ جائے۔“

ابن ابی شیبہ نے کہا: ہم سے وکیع نے بحوالہ سفیان نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے اعمش سے پوچھا: میراث کے مسئلہ کو اکدر یہ کیوں کہا جاتا ہے؟ فرمایا: کہ عبدالملک بن مروان نے اکدر نامی ایک شخص کو یہ مسئلہ حل کرنے کو کہا تھا جو فرائض و میراث میں مہارت رکھتا تھا تو اس سے غلطی ہو گئی، وکیع فرماتے ہیں: اس سے پہلے ہم سنتے تھے کہ اس میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول تیرہ گوں (خلط ملط) ہے۔

میں کہتا ہوں اگر اعمش کا قول محفوظ ہے تو ہو سکتا ہے کہ عبدالملک نے بہت زمانہ پہلے یہ مسئلہ پیش کیا ہو کیونکہ عبدالملک مدینہ میں علم کا طلبگار تھا ورنہ یہ اکدر تو عبدالملک کو خلافت ملنے سے بہت عرصہ پہلے قتل ہو گئے تھے۔ تفسیر میں ابن المذہب نے علی بن مبارک سے بحوالہ زید بن مبارک، محمد بن ثور سے انہوں نے ابن جریج سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق نقل کیا ہے۔

”انہیں کوئی اذیت نہیں پہنچی“۔ (آل عمران: ۱۷۴)

فرماتے ہیں: بدر سے مشرکین کے ایک شخص نے اہل مکہ کو محمد بنی اللہ کے لشکر کی اطلاع دی جس سے وہ لوگ خوفزدہ ہو کر بیٹھ گئے جس پر اس نے شعر کہے، فرماتے ہیں: لوگوں کا گمان ہے وہ اکدر بن حمام تھے۔

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۴۸۷ امرؤ القیس بن عدی

بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم بن ہبل بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب کلبی، زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کے مسلمانوں کی قضاء شاخ کا امیر بنایا۔ حضرت علی اور ان کے بیٹوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے انہیں پیام نکاح بھیجا، تو انہوں نے ان حضرات سے اپنی بیٹیاں بیاہ دیں۔ ان کی بیٹی رباب جن کے بارے میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جن سے آپ کی بیٹی سکیئہ ہوئی۔

”تیری زندگی کی قسم مجھے اس گھر سے محبت ہے جس میں سکیئہ اور رباب ہوں۔“

میں کہتا ہوں: ہم نے ان کا قصہ امالی ثعلب میں نقل کیا ہے فرماتے ہیں: ہم سے ابن شیبہ نے بحوالہ زبیر، علی بن صالح سے وہ ابوالہشامیہ سے کہ مجھے کہ مجھے عبداللہ بن حسن نے بتایا فرماتے ہیں: مجھے میرے ماموں عبدالجبار بن منظور نے بحوالہ عوف بن خارجہ اطلاع دی۔ فرمایا: اللہ کی قسم! میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس تھا اتنے میں ایک شخص جس کے بال کم تھے لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے آپ کو خلافت والا سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: ایک نصرانی آدمی ہوں۔ میں امرؤ القیس بن عدی کلبی ہوں آپ اسے نہ پہچان سکے تو ایک شخص نے آپ سے کہا: یہ بکر بن وائل کا وہ ساتھی ہے جس نے جاہلیت میں ان پر حملہ کیا تھا۔ فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں

مسلمان ہونا چاہتا ہوں: آپ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے قبول کر لیا۔ پھر اس کے لئے نیزہ منگوا کر اس پر قضاہ کے مسلمانوں کے لئے جھنڈا باندھ دیا۔ وہ بوڑھا شخص واپس ہوا تو جھنڈا اس کے سر پر لہرا رہا تھا۔ عوف فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ ان سے پہلے کوئی شخص جس نے کوئی نماز نہ پڑھی ہو اور کسی جماعت کا امیر بنایا گیا ہو۔ فرماتے ہیں: مجمع میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے اٹھے اور اسے جا ملے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عم زاد ہوں اور میرے یہ دونوں بیٹے ان کی بیٹی سے ہیں۔ ہم آپ سے سسرالی رشتہ قائم کرنا چاہتے ہیں، ہم سے نکاح کرادو۔ تو اس نے کہا: علی! میں نے تم سے محیاء بنت امری القیس کا۔ اور حسن تم سے سللی بنت امری القیس کا اور حسین تم سے رباب بنت امری القیس کا نکاح کر دیا فرماتے ہیں یہی سیکینہ کی والدہ ہیں جن کے بارے حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تیری حیات کی قسم! مجھے اس گھر سے محبت ہے جس میں سیکینہ اور رباب رہتی ہیں۔“

اور یہ وہی ہیں جو ایک سال تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر مقیم رہیں اور اشعار کہے۔“

”ایک سال تک پھر تم پر سلام کا نام ہو۔ اور جو سال بھر روئے وہ معذور ہے۔“

۲۸۸ امیہ بن ابی عائد الہذلی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ مخضرمی ہیں۔ اور بارش کی تعریف میں ان کے یہ اشعار پڑھے:

”میں ایسی بجلی والی بارش کے لیے بیدار رہا جو کشادہ روئی سے ہوئی۔ جو چاندنی راتوں میں چمکتی تھیں۔ جنوبی ہوا کی انگیزا سے رس بھری کر دیتی ہے اور شمالی ہوا اس کے پھل وصول کرتی اور بادِ صبا مری کھجور کا دودھ دھنے والی ہے۔“

ابو عمرو بن العلاء سے مروی ہے انہوں نے کہا: بارش کی تعریف میں یہ عمدہ کلام ہے۔

باب الالف بعد ہانوں

۲۸۹ انس بن حذیفہ

قسم اول میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۹۰ انس بن نواس

بن سحان الحاربی، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی ہیں ان کا لقب الحبین ہے اور وہ یہ اشعار کہنے والے ہیں۔

”اگر تمہارے عقل مند تمہارے جاہلوں کو نہیں ہٹاتے تو تمہارے جاہل تمہارے ارد گرد ایسے لوگ پالیں گے جو انہیں روکیں۔ دشمنوں کی بات مت سنو اس واسطے کہ میں دشمنوں کی عقلوں کی تیزی کو دور دیکھتا ہوں۔“

۲۹۱ انس بن ہلال النمیری

ان لوگوں میں سے تھے جن سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کی فتوحات میں شنی بن حارثہ شیبانی کو مدد پہنچائی تھی وہ اپنے بھائی مسعود بن حارثہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۲ انیف بن یزید

بن فہدہ الکعبی، یکے از بنی عمرو بن تمیم۔ ان کے والد زمانہ جاہلیت میں نامی گرامی شہسوار تھے۔ ان کے بیٹے انیف کو زمانہ نبوت میسر ہے۔ انیف کا ایک بیٹا تھا جس کا نام غطفان تھا جو شاعر تھا۔ جس کا خلافت یزید بن معاویہ اور اس کے بعد کے دور میں ذکر ملتا ہے۔ وہی اس وقت کہتا ہے جب مسعود بن عمرو ازدی، عبید اللہ بن زیاد۔ کام کے بارے میں، بنی تمیم کو رجز یہ اشعار سے برا بیگختہ کرتا ہے۔

”اے آل تمیم یہ بات مذکور ہے اگر مسعود اس میں ناکام ہو گیا تو یہ مشہور ہو جائے گی اس لئے مقصورہ کی ایک جانب کو تھام لو۔“

چنانچہ بنی تمیم آئے اور مقصورہ میں مسعود کو منبر پر سے اتار کر اسے قتل کیا اور مالک بن مسعم کو اس کے گھر میں نظر بند کر لیا۔ اور اس کے آس پاس والے گھر جلا ڈالے۔ اسی کے بارے میں غطفان کہتا ہے:

”ابن مسعم نظر بند ہو گیا جو اپنے آس پاس کے محلات اور گھروں کو بچائے پھرتا تھا یہاں تک کہ ہم نے اس کے ارد گرد آگ بڑھکا دی۔“

مرزبانی نے اپنے معجم میں اس کا تذکرہ کیا ہے اسی قصہ کے متعلق مرزوق تمیمی اپنی قوم کے کرتوت پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

”ہم نے معزول کیا اور ہم نے امیر بنایا جبکہ بکر بن وائل اپنے کپورے گھسٹے حلیف کی تلاش میں تھے۔“

باب الالف جس کے بعد واو ہے

۲۹۳ اوس القرنی اویس میں آئے گا۔

۲۹۴ اوس بن بجیر الطائی

زمانہ نبوت پایا ہے اور جنگ بزاخہ میں خالد بن ولید کے دورِ صدیقی میں شرکت کی جہاں وہ کہتے ہیں اشعار:

”کاش! ابو بکر ہماری تلواریں اور جن بازوؤں اور گردنوں پر لگتی ہیں انہیں دیکھتے۔“

ایک اور شعر ہے:

”کیا تجھے پتہ نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں جو کفار پر عذاب کے کوڑے برساتا ہے۔“

۴۹۵ اوس بن ثویب الثعلبی

زمانہ نبوت حاصل ہے۔ امام بخاری* نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ دوران حج حمریر بن عبد اللہ نے مجھ سے کرائے پر اونٹ لیا۔ جس پر سوار ہو کر وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔

۴۹۶ اوس بن جذیمہ الہجیمی

انہیں زمانہ نبوت میسر ہے۔ فتنہ ارتداد میں ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے اپنی قوم کے ایک جھٹے کے ساتھ ”سجاح“ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، کے لشکر پر حملہ کیا۔ یہ بات سیف اور طبری نے ذکر کی ہے۔

۴۹۷ اوس بن ضَمْعَج الکوفی الحضرمی*

انہیں نخعی بھی کہا جاتا ہے۔ بڑے تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔ زمانہ جاہلیت دیکھا ہے یہ ابن سعد کا قول ہے عجلی* کہتے ہیں: ثقہ ہیں۔ اسماعیل بن ابی خالد کا قول ہے: پہلے قراء میں سے ہیں۔ خلیفہ کا کہنا ہے کہ بشر کی گورنری میں ۳۴ھ میں فوت ہوئے امام مسلم اور چار (کتب ستہ میں سے) نے ان کی روایت لی ہے۔ لفظ ضَمْعَج ضاد کے زبر میم ساکن پھر عین بغیر نقطے والا پھر جیم ہے جس کا معنی ہے موٹا۔*

۴۹۸ اوس بن مغراء القریعی

مخضرمی ہیں ابوالمغراء کنیت رکھتے تھے یہ مرزبانی کا قول ہے اور کہا کہ وہ فتوحات میں شریک رہے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دور تک زندہ رہے۔ نابغہ جعدی کے ساتھ ان کا قصہ ہے وہی یہ اشعار کہتے ہیں:

”تیری زندگی کی قسم! ملامت سے عامر کے کپڑے اس وقت تک بوسیدہ نہیں ہوں گے جب تک ان پر ماس، جلد باقی ہے۔“

ان کے وہ اشعار بھی ہیں جن میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہیں، جنہیں ابن سید الناس نے کتاب الصحابہ میں آپ ﷺ کی مدح کرنے والے لوگوں کے عنوان سے نقل کیا ہے اور کہا ہے: یہ مخضرمی ہیں۔ چند اشعار یہ ہیں:

محمد خیر من یمشی علی قدم
وصاحباہ وعثمان بن عفانا

”زمین پر چلنے والوں میں سے محمد ﷺ آپ کے دونوں ساتھی اور عثمان بن عفان سب سے بہتر ہیں۔“

چند ایک اشعار ابن اسحاق نے ”سیرۃ“ میں کہے ہیں: جب تک لوگ اپنے پڑاؤ کے قصد کریں گے سلامت رہیں گے۔ یہاں تک کہ یوں کہا جانے لگے: ”آل صفوان کو پناہ دو۔“

یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس میں انہوں نے فتوحات وغیرہ کی مشکلات کو گناہے اور قریش پر فخر کیا ہے۔ ابن ابی طاہر کا قول

* اسد الغابۃ (ت ۳۰۹) تجرید اسماء الصحابة (۱/۳۶)

* تاریخ البخاری (۲/۱۸)

* اسد الغابۃ (۱/۱۷۱)

* تاریخ الثقات (۷۴)

ہے کہ ان سے بہتر کلام کسی نے نہیں کہا۔

۴۹۹ اوسط بن عمرو

بعض نے ابن عامر اور ابن اسماعیل بجلي کہا ہے۔ ابواسمعیل، ابو محمد اور ابو عمرو بھی کہا جاتا ہے۔ شام و حمص کے رہنے والے ہیں۔ زمانہ نبوت نصیب ہوا۔ کئی طرق سے ان سے مروی ہے، فرمایا: نبی ﷺ کی وفات کے ایک سال بعد * ہم لوگ مدینہ منورہ آئے۔ جسے ابن ماجہ وغیرہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ ابن سعد نے شام کے طبقہ اولیٰ کے تابعین میں انھیں ذکر کیا ہے۔ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے روایت حاصل ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ ”اليوم واللیلة“ میں ان کی روایت نقل کی ہے۔ تاریخ حمص کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ وہ یزید کی طرف سے حمص کے والی مقرر ہوئے ان کا انتقال ۷۹ھ میں ہوا۔ *

۵۰۰ اویس بن عامر

کسی نے عمرو، تو بعض: اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدہ بن عمرو بن سعد بن عصفوان بن قرن بن رومان بن ناجیہ بن مراد المرادی القرنی کہتے ہیں۔ مشہور عابد، زاہد شخص ہیں۔ نبی ﷺ کا عہد مبارک پایا ہے اور حضرت عمرو علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے بشیر بن عمرو، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ روایت لیتے ہیں۔ ابن سعد نے کوفہ کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے: وہ ثقہ راوی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کر کے کہا: اس کی سند میں تا مل ہے۔ ابن عدی کا قول ہے: انہیں روایت حاصل نہیں، لیکن امام مالک رحمہ اللہ ان کے وجود ہی کے منکر ہیں، البتہ ان کی باتوں کی اتنی شہرت ہے جس میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں۔

عبدالغنی بن سعید فرماتے ہیں: القرنی، قاف اور را کے زبر سے ہے۔ وہ اویس ہیں جن کے متعلق نبی ﷺ نے ان کے موجود ہونے سے پہلے ہی خبر دی تھی۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نیک مسلمانوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ ضمرد نے اصغ بن زید سے نقل کیا، فرمایا: اویس نبی ﷺ کے دور میں ہی اسلام لے آئے تھے۔ لیکن اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاس نہ آ سکے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حدیث ابونضرہ بحوالہ اسیر بن جابر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بہترین تابعی اویس بن عامر نامی شخص ہوگا“۔ اور ان کی ایک روایت میں ہے: ”تم میں سے جس کی اس سے ملاقات ہو تو اسے کہنا وہ تمہارے لیے استغفار کرے“۔ انہی کی قادیہ کی سند سے بحوالہ زرارہ، اسیر بن جابر سے وہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تمہارے پاس اویس بن عامر آئے گا، اس کے ساتھ اہل یمن سے پھر وہ مراد سے پھر قرن کا ہوگا، اس کے برص ہوا ہوگا جس سے شفا یاب ہونے کے بعد صرف درہم برابر جگہ باقی رہ جائے گی، اس کی والدہ ہوگی جس سے وہ اچھا سلوک کرتا ہوگا۔ اگر وہ اللہ کی قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے اگر تجھ سے ہو سکے کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے تو ایسا کر لینا“۔ (حدیث) *

اسد الغابۃ (ت ۳۲۸) * مسند احمد (حدیث ۸/۱) * الاستیعاب (۲۲۹/۱) * اسد الغابۃ (ت ۳۳۱)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل اویس القرنی (حدیث ۶۴۳۹)

حوالہ سابقہ مستدرک للحاکم (حدیث ۴۰۳/۳) الطبقات الکبریٰ (۱۱۳/۶)

اسے بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل میں اور حلیہ میں اسی سند سے طویل نقل کیا ہے اس کے اور بھی طُرُق ہیں۔ ایک وہ جسے ابن مندہ نے سعد بن صلت کی سند سے بحوالہ مبارک بن فضالہ، مروان الاصغر سے وہ صصہ بن معاویہ سے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوفہ کا جب کوئی وفد آتا ان سے پوچھتے رہتے کیا تم لوگ اولیس بن عامر قرنی کو جانتے ہو؟ وہ کہتے نہیں۔ پھر اسی سے ملتی جلتی روایت ذکر کی۔ اسے ہد بن خالد نے بحوالہ مبارک مروان الاصغر کی بجائے ابوالاصغر سے نقل کیا، ابویعلیٰ نے اسے روایت کیا ہے۔

رویائی نے اپنی مسند میں بکر بن عبد اللہ کی سند سے بحوالہ ضحاک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، پھر متقی اور برگزیدہ لوگوں کی تعریف میں حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں ان میں سے ایک شخص کیسے ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اولیس ہوگا۔“

پھر نبی ﷺ کی وصیت میں حدیث بیان کی کہ آپ نے حضرت عمرو، علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اگر اس سے ملاقات ہو تو اپنے لئے استغفار کرانا۔ نیز اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انھیں تلاش کرنے کا قصہ ہے۔ ابن ابی خیشمہ کا قول ہے ہارون بن معروف نے ہمیں بحوالہ ضمہ، عثمان بن عطاء سے وہ اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اولیس قرنی کوفہ کے یسیر نامی فقیہ کے پاس بیٹھتے تھے، پھر منقطع حدیث ذکر کی۔ بیہقی کی دلائل میں شقی کی سند سے بحوالہ خالد، عبد اللہ بن شقیق، وہ عبد اللہ سے وہ ابوالجاء سے وہ مرفوع روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔“

ثقفی نے کہا: ہشام بن حسان کہتے ہیں حسن فرماتے تھے وہ اولیس قرنی ہیں۔ فرات بن حیان کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں فرمایا: ابو نعیم، شریک، یزید بن ابی زیاد، ان کے سلسلہ سند سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے، صفین کے روز ایک شامی شخص نے پکار کر کہا: کیا تم میں اولیس قرنی ہے؟ تو لوگوں نے کہا: ہاں۔ تو اس شخص نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”بہترین تابعی اولیس قرنی ہے۔“ اسے ایک جماعت نے شریک سے روایت کیا ہے۔

ابن عمار موصلی نے کہا: معانی بن عمران کے سامنے اولیس قرنی کا ذکر ہوا کہ وہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں پیادہ فوج میں شہید ہو گئے۔ اس پر معانی نے کہا: تمہیں یہ بات اعرج ہی نے بتائی ہوگی۔ تو عبد ربہ الواسطی ان سے کہنے لگے: مجھے شریک نے بحوالہ یزید، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے نقل کر کے بتائی، تو معانی خاموش ہو گئے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں بحوالہ عبد الرحمن بن مہدی عبد اللہ بن اشعث بن سوار سے انہوں نے محارب بن دثار سے وہ مرفوع روایت نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو عریانی کی وجہ سے اپنی مسجد و عید گاہ نہیں آسکیں گے، انہیں ان کا ایمان لوگوں سے سوال کرنے سے باز رکھے گا۔ ان میں سے ایک اولیس قرنی ہے اور فرات بن حیان۔“

حلیۃ الاولیاء (۸۱/۱) تہذیب تاریخ دمشق (۱۶۶/۳)

ترمذی کتاب صفة القيامة والرقائق والورع باب ما جاء في الشفاعة (حدیث ۲۴۳۸) المستدرک (حدیث ۴۰۵/۳)

مجمع الزوائد (حدیث ۸۴/۱۰) کنز العمال (حدیث ۳۴۰۶۵)

مسند احمد (حدیث ۴۸۰/۳) کنز العمال (۳۴۰۵۹) تہذیب تاریخ دمشق (۱۷۵/۳) الطبقات الکبریٰ (۱۱۳/۶)

کنز العمال (حدیث ۳۴۰۶۰) حلیۃ الاولیاء (۸۴/۲)

اس روایت کو زہد میں ہی ابو معاویہ سے بحوالہ اعمش، انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے مرسل نقل کیا ہے۔ اور مستدرک میں یحییٰ بن معین کی سند سے بحوالہ ابو عبیدہ حداد وہ ابو مکیس سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی مسجد میں ایک عورت دیکھی، وہ کہنے لگی کہ وہ اور ان کے ساتھی اس مسجد میں اکٹھے ہوتے، نمازیں پڑھتے اور قرآن پڑھتے اور پھر وہ جہاد کے لئے نکل گئے۔ تو اویس اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیادہ فوج میں شہید ہو گئی۔

اور اصبح بن نباتہ کی سند سے مروی ہے کہ صفین کے روز میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: موت پر مجھ سے کون بیعت کرے گا؟ تو ننانوے آدمیوں نے بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: جس سے تعداد مکمل ہوگی وہ کہاں ہے؟ تو ایک شخص نمودار ہوا جس پر بوسیدہ کپڑے تھے اس کا سر منڈا ہوا تھا تو اس نے قتل پر بیعت کی۔ لوگوں نے کہا: یہ اویس قرنی ہے۔ پھر وہ مسلسل لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ عبد اللہ بن احمد نے زیادات مسند میں عبد اللہ بن سلمہ کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آذربائیجان جہاد کیا۔ ہمارے ساتھ اویس قرنی تھے۔ جب ہم واپس ہوئے تو وہ بیمار پڑ گئے اور اسی میں ان کی وفات ہو گئی۔ سند میں یثیم بن عدی متروک راوی ہے، معتبر پہلی سند ہے۔

حاکم نے ابن مبارک کے طریق سے بحوالہ جعفر بن سلیمان، جریری سے وہ ابو نصرہ عبدی سے وہ اسیر بن جابر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کوفہ میں مجھے میرا ایک دوست کہنے لگا: کیا تمہیں کسی شخص کا انتظار ہے؟ پھر اویس کا قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے: پھر وہ ایک ستون کی جانب ہٹ کر دو گانہ ادا کر کے ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: میرا اور تمہارا کیا واسطہ؟ تم لوگ میرے پیچھے پڑے رہتے ہو جبکہ میں ایک کمزور انسان ہوں، مجھے کوئی کام ہوتا ہے جسے میں نہیں کر پاتا، صرف تمہارے ساتھ ہونے سے ایسا ہوتا ہے، سو اللہ تم لوگوں پر رحم کرے ایسا نہ کرو۔ جس کا مجھ سے کوئی کام ہو وہ عشاء کے بعد مجھ سے مل لے۔ پھر فرمایا: اس مجلس میں تین طرح کے آدمی ہیں: دین کی سمجھ رکھنے والا مومن، وہ مومن جسے دین کی سمجھ بوجھ نہیں اور منافق، اور دنیا میں اس کی مثال بارش کی سی ہے جب وہ کسی پھلدار درخت پر پڑتی ہے تو اس کی خوشبو اور پکنے میں بڑھوتری ہو جاتی ہے اور جب کسی بے ثمر درخت پر پڑتی ہے تو اس کے پتے پہلے سے زیادہ حسین ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد میں پھل بھی لگ جاتا ہے۔ اور جب سوکھے درخت پر پڑتی ہے تو اس کے پتے گرا دیتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی:

”اور قرآن میں سے جو بھی ہم نازل کرتے ہیں وہ مومن کے لیے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کا اس سے

نقصان ہی ہوتا ہے۔“ (الاسراء: ۸۲)

”اے اللہ! مجھے ایسی شہادت نصیب فرما جو میرے لئے زندگی اور رزق کو لازم کر دے۔“

اسیر کہتے ہیں: کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ لوگوں پر علی رضی اللہ عنہ کی مہم مسلط کر دی گئی۔ تو چادر والے اویس بھی نکلے ہم بھی ان کے ساتھ تھے، بالآخر ہم نے دشمن کے سامنے پڑاؤ کیا۔ ابن المبارک کا قول ہے مجھے حماد بن سلمہ نے بحوالہ جریری، ابو نصرہ سے وہ اسیر سے روایت کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منادی نے اعلان کیا: اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ اور خوشخبری پاؤ۔ لوگوں نے دشمن کے لیے صف بنالی۔ اویس نے اپنی تلوار سونپی اور ان کا پیالہ توڑ دیا گیا اسے پھینک کر وہ فرمانے لگے: لوگو! پورا کرو پورا، چہرے ضرور پورے ہوں۔ اور جنت دیکھے بغیر واپس نہ ہوں۔ وہ یہ کہتے جا رہے تھے کہ ایک تیران کے لگا جو دل میں پیوست ہو گیا۔ وہ اپنی جگہ پر گرے

گویا اسی وقت فوت ہو گئے۔ یہ روایت صحیح سند والی ہے۔

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۵۰۱ ایاس بن زید

ابوزکریا خزاعی۔ نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے، دمشق فروکش ہوئے۔ یہ ابن عساکر کا قول ہے۔ ابن ابی خيثمة اور ابو حاتم نے ابومسهر سے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ یا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میری طرف سے نیک شخص ابوزکریا ایاس بن زید کو سلام کہنا۔ ابوزکریا کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات سے روایت حاصل ہے۔

۵۰۲ ایاس بن صبیح

بن محرز بن عبد عمرو الحنفی، ابومریم کنیت رکھتے تھے۔ ابن سعد کا قول ہے کہ وہ پہلے مسلمانوں کے ساتھیوں میں سے تھے پھر تائب ہوئے اور اسلام سنوارا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بصرہ کے قاضی بنائے گئے۔ ہمیں یزید بن ہارون نے بحوالہ ہشام، محمد بن سیرین سے وہ ابومریم حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قضائے حاجت کے بعد قراءت کی تو ابومریم بولے آپ تو بیت الخلاء سے آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا مسلمانوں نے تمہیں اس کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں دوسرے طرق سے ہشام سے اسی کا مفہوم نقل کیا ہے۔ عسکری کا گمان ہے کہ یہ ابومریم اس ابومریم کے علاوہ ہے جس نے زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔

قسم رابع از حرف الف

باب الالف جس کے بعد باء ہے

۵۰۳ ابان العبدی

ابن مندہ نے ان میں اور محارب بنی میں فرق کیا ہے حالانکہ وہ یہی ہیں۔ کیونکہ محارب عبدالقیس کا بطن ہے۔

۵۰۴ ابجر المزنی

ابن مندہ نے ایک ایسی روایت نقل کی ہے جس میں شک ہے، جس کا راوی کہتا ہے: ابجر سے روایت ہے حالانکہ صحیح ابن ابجر

مستدرک (۳۶۵/۲) دلائل النبوة (۱۸۷/۴) الطبقات الكبرى (۵۸/۱/۲) فتح الباری (۴۱۳/۷)

بخاری فی تاریخہ (۴۳۶/۱) اسد الغابۃ (ت ۳) اسد الغابۃ (ت ۴)

ہے، وہ غالب بن ابجر مزینہ کے سردار ہیں۔ ابوداؤد * نے گھریلو گدھوں کے متعلق ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۵۰۵ ابراہیم بن عبدالرحمن العذری *

تابعی ہیں۔ مرسل حدیث نقل کرتے ہیں ابن مندہ وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حسن بن عرفہ نے بحوالہ اسمعیل بن عیاش، معان بن رفاعہ سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن عبدالرحمن العذری نے بیان کیا (اور وہ صحابی ہیں) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس علم کے حامل ہر پچھلے گروہ کے عادل لوگ ہوں گے۔“ (حدیث) * ابن مندہ کہتے ہیں: ابن عرفہ کی اس بات کا کہ ”وہ صحابی ہیں“ کوئی متابع نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: ہم نے اسے قاضی وکیع کی کتاب الغرر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے حسن بن عرفہ نے بیان کیا پھر وہ روایت ذکر کی۔ جس میں یہ نہیں کیا ”کہ وہ صحابی ہیں“۔ پھر ابن مندہ نے بقیہ کی سند سے بحوالہ معان، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسے ابو نعیم نے درج کیا ہے۔ پھر فرمایا: اسی طرح ولید نے معان سے بحوالہ ابو عثمان، اسامہ سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: خطیب نے ”شرف اصحاب الحدیث“ میں اس طریق کو متصل کہا ہے۔ ابن عدی نے اس حدیث کو بہت سے طرق سے نقل کیا ہے جو سارے کے سارے ضعیف ہیں۔

بعض جگہوں میں وہ کہتے ہیں: اسے ثقات نے روایت کیا ہے جس کی سند یوں ہے: ”ولید، عن معان، عن ابراہیم“ فرماتے ہیں، ہم سے ایک ثقہ صحابی رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا، پھر وہ روایت ذکر کی۔

۵۰۶ ابراہیم بن عبید *

بن رفاعہ الزرقی، عبدان نے صحابہ میں انھیں درج کیا ہے اور اسمعیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ محمد بن ابی حمید، ابن المنکدر سے وہ ابراہیم بن عبید بن رفاعہ سے، ان کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کھانا پکایا، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو مدعو کیا۔ (الحدیث) *

ابوموسیٰ کہتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے، پھر اسے دوسرے طریق سے ابن ابی حمید سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابراہیم بن عبید سے بحوالہ ابوسعید رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابراہیم کی اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا رفاعہ سے بدر میں حاضری کی روایت ہے۔ یہ چھوٹے تابعی ہیں ان کے والد کے لئے بھی صحابی ہونا ثابت نہیں، بلکہ کہا جاتا ہے وہ نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔

* ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی لحوم الحمر الاہلیۃ (حدیث ۳۸۰۸)

* اسد الغابۃ (ت ۱۱) تجرید (۲/۱)

* شرف اصحاب الحدیث للبغدادی (۵۳، ۵۴) الضعفاء للعقیلی (۲۵۶/۴) مختصر تاریخ دمشق (۷۸/۴) جامع المسانید والسنن (۲۶/۱، ۲۷)

* اسد الغابۃ (ت ۱۵) تجرید (۲/۱)

* دارقطنی فی السنن (۱۷۸/۲) نصب الرایۃ (۶۵/۲) المغنی عن حمل الاسفار (۱۱۴/۳) تہذیب تاریخ دمشق (۳۹۲/۱)

۵۰۷ ابراہیم الانصاری

امام بخاری رحمہ اللہ نے محمد بن ابی حمید سے بحوالہ منکر وہ اسمعیل بن ابراہیم انصاری سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سنا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سند ثابت نہیں۔ میں کہتا ہوں: کیونکہ اس سے ایک صحابی رہ گیا ہے اور محمد بن ابی حمید بھی ضعیف راوی ہے۔ اسے عمرو بن حارث نے جو ایک ثقہ راوی ہیں اسمعیل بن ابراہیم انصاری سے نقل کیا کہ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ انہوں نے مسلمہ بن مخلد کو دیکھا جو اپنے موزوں پر مسح کر رہے تھے۔ (الحديث)

۵۰۸ ابی بن لُبّی

ابن قانع نے ہمزہ میں انہیں کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لہی بن لہی لام کے پیش سے تصغیر ہے جن کا اپنے درست مقام پر ذکر آئے گا۔

۵۰۹ ابایۃ بن اثال

ابو امامہ حنفی، ابن الطلاع نے اپنے ”احکام“ میں ان کا یہی نام لیا ہے اور اسے مدوّنہ وغیرہ کتب کی طرف منسوب کیا ہے جو لفظی غلطی ہے وہ تو ثمامہ ہیں جیسا کہ آتا ہے۔

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

۵۱۰ احب بن مالک

ابن الدباغ نے ابن عبدالبر کی غلطی تو نکالی ہے لیکن انہیں وہم ہو گیا جبکہ یہ نام ”لاحب“ ہے جیسا کہ حرف میں درست طور پر آئے گا۔

باب الالف جس کے بعد وال ہے

۵۱۱ اذینۃ الشنی

باوردی نے ان میں اور عبدی میں فرق کیا ہے حالانکہ وہ یہی ہیں۔ اس لئے کہ شن عبدالقیس کا بطن ہے۔ اس پر رشاطی نے متنبہ کیا ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۱۵) بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلاة فی الخفاف (حدیث ۳۸۷)

اسد الغابۃ (ت ۴۰) اسد الغابۃ (ت ۶۳)

باب الالف جس کے بعد را ہے

۵۱۲ ارید بن رقیش اسدی

شہدائے بدر میں ان کا ذکر آتا ہے، حالانکہ یہ لفظی غلطی ہے وہ تو یزید بن رقیش ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا: جو انہیں ارید کہتے ہیں، ان کی غلطی ہے وہ یزید بن رقیش ہیں۔

۵۱۳ ارطاة الطائی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ اسمعیل بن ابی خالد، قیس سے وہ جریر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انھیں ذوالخلفہ کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے اسے گرا دیا۔ وہاں سے نبی ﷺ کی طرف ایک مژدہ بر (خوشخبری دینے والا) بھیجا جس کا نام ارطاة تھا۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ * قیس کو ان کا نام بتانے میں وہم ہوا ہے جبکہ وہ ابوارطاة حصین بن ربیعہ ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں لکھا ہے۔ ایسا ہی ان حفاظ نے ان کے نام پر اتفاق کیا جو اسماعیل بن ابی خالد کے شاگرد ہیں۔ واللہ اعلم

۵۱۴ ارطاة بن المنذر السکونی

ان کے بارے میں عبدان اور طبرانی * کو وہم ہوا ہے۔ صحیح لقیط بن منذر ہے، لگتا ہے یہ ارطاة بن منذر الہبانی جو تابعی ہیں ان کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے۔ ان کے بارے میں عبدان اور طبرانی کے وہم کا جس سے پتہ چلتا ہے یہ کہ ان دونوں نے جو حدیث لقیط جو درست ہے کے سوانح میں جس سند سے نقل کی وہی ارطاة کے حالات میں بغیر کسی تبدیلی کے نقل کر دی ہے۔ ہم صحیح انداز سے لقیط کے سوانح میں اس کا ذکر کریں گے۔

۵۱۵ ارقم الخزاعی

بغوی نے اسی طرح ذکر کر دیا ہے جبکہ درست ارقم (قاف پہلے) ہے، ابو عمر نے اس پر متنبہ کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد ز را ہے

۵۱۶ ازہر بن قیس

بغوی، ابن شاہین، ابن عبدالبر اور ابو موسیٰ نے انھیں صحابہ میں ذکر کیا ہے ابن الاثیر اور بعد کے لوگوں نے اس سلسلہ میں ان

اسد الغابۃ (ت ۶۷) تجرید (۱۱/۱)

بخاری کتاب المغازی باب غزوة ذی الخلفة (۴۳۵۷) مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل جریر بن عبد اللہ (حدیث ۶۳۱۶)

ابوداؤد کتاب الجہاد فی بعثہ البشرء (حدیث ۲۷۷۲) مسند احمد (۳۶۰/۴) (۳۶۱/۴) المعجم الكبير (۲۲۵۵) صحیح لابن حبان (۷۲۰۲)

اسد الغابۃ (ت ۶۹) تجرید (۱۲/۱) * المعجم الكبير (۹۹۸/۱) * اسد الغابۃ (ت ۷۸) الاستیعاب (ت ۱۹) تجرید (۱۳/۱)

کی پیروی کر لی حالانکہ جہاں تک مجھے علم ہے یہ ایک وہم ہے جس پر کسی نے متنبہ نہیں کیا۔ میں ان لوگوں کا کلام اور ان کی غلطی ذکر کروں گا۔ بغوی نے ازہر بن قیس ذکر کر کے کہا: مجھ سے زیادہ بن ایوب نے بحوالہ مبشر بن اسماعیل، حریر سے وہ ابوالولید ازہر بن قیس صحابی رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے، مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

اور ابن شاہین نے یوں کہا: ازہر بن قیس ابوالولید، ہم سے عبد اللہ بن محمد بغوی نے بیان کیا۔ پھر وہی بات ذکر کی اس پر اضافہ نہیں کیا۔ اور ابن عبدالبر نے کہا: ازہر بن قیس، ان سے حریر بن عثمان روایت کرتے ہیں ان کے علاوہ ان سے میرے علم کے مطابق کسی نے روایت نہیں کی۔ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ آپ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ابن شاہین کی سند سے نقل کیا ہے اور اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ اور جب ابن الاثیر نے اسے روایت کیا تو ابن عبدالبر کی روایت پر اکتفا کیا۔ یوں ان کے بارے ان سب کا وہم مکمل ہوا۔

در اصل اس کا سبب یہ بنا کہ جس سند کو بغوی نے پیش کیا اس میں ازہر کے والد اور صحابی کا نام رہ گئے۔ صرف ان کے والد کا نام باقی رہا۔ اس طرح اس عنوان کی ترکیب ازہر، ان کے والد اور صحابی کے نام سے بن گئی جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں۔ ابن شاہین اور بعد کے لوگوں نے بلا تامل بغوی کی پیروی کر لی۔ جس کی وضاحت یوں ہے کہ حریر بن عثمان نے مذکورہ حدیث ازہر بن راشد سے نقل کی۔ اور کسی نے ابن عبداللہ ہوزنی بحوالہ عصمہ بن قیس نبی ﷺ سے مروی کہا ہے۔ ابوزرعمہ دمشقی کہتے ہیں: ہمیں علی بن عیاش نے بحوالہ حریر بن عثمان، ابوالولید ازہر ہوزنی سے وہ عصمہ بن قیس صحابی رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے۔ ابن سعد * نے اپنے بتانے والوں سے بحوالہ ابن الیمان حریر سے روایت کیا ہے اسی طرح امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوالیمان سے روایت کیا ہے ابن ابوعاصم طبرانی * اور ابونعیم نے اسماعیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ حریر بن عثمان ازہر بن عبد اللہ سے وہ عصمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اس کی مزید وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب امام بخاری وغیرہ نے ازہر ہوزنی کے سوانح کا ذکر کیا تو ان کی یہ تعریف بھی کی کہ وہ عصمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے اور ان سے حریر بن عثمان روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری * نے فرمایا: ازہر ابوالولید ہوزنی عصمہ صحابی رسول ﷺ سے اور ان سے حریر روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم * کا قول ہے: ازہر بن راشد ابوالولید ہوزنی۔ صحابی رسول عصمہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرسل روایت کرتے ہیں، سلم بن عامر سے سنا ہے آگے ان سے حریر بن عثمان وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ ابن حبان * نے ثقات التابعین میں کہا: ازہر ابوالولید ہوزنی ایک صحابی سے اور ان سے حریر بن عثمان روایت کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ازہر بن قیس کا دنیا میں کوئی وجود نہیں۔

تعب کی بات یہ ہے کہ ابن عبدالبر نے مذکورہ حدیث عصمہ بن قیس کے سوانح میں درست ذکر کی اور یہاں وہم میں مبتلا ہوئے۔

* المعجم الكبير (حديث ۵۰۲/۱۷) مجمع الزوائد (حديث ۲۲۰/۷) * الطبقات الكبرى (۱۴۵/۷)

* المعجم الكبير (۱۸۷/۷) * التاريخ الكبير (۴۵۹/۱) * الجرح والتعديل (۳۱۳/۲)

* ثقات التابعين (۳۹/۴)

ہو گئے۔ ابن عبدالبر کے لئے اس وہم سے قریب کنیتوں میں، ابو خدش شرمی کے حالات میں تنبیہ ہو چکی ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ ان کے متعلق ان کا وہم مکمل ہوا۔ جن لوگوں نے ان سے پہلے ان کا ذکر کیا ہے ان کے وہم پر کسی نے تنبیہ نہیں کی۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۵۱۷ اسامہ بن مالک

ابوالعشر اء الدارمی۔ ابو موسیٰ نے کہا: عبدان نے ان کا ذکر کیا اور ان سے وہم ہو گیا کیونکہ ابوالعشر اء صحابی نہیں۔ صحابی تو ان کے والد ہیں ان کے اور ان کے والد کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔
میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اس بات پر بھی اعتماد کیا ہے کہ ابوالعشر اء کے والد کا نام اسامہ بن مالک بن قہطم بن حیان ہے جو صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حرف الف میں کہتے ہیں: ان میں سے اسامہ بن مالک بن قہطم ابوالعشر اء الدارمی کے والد ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں: ان کا نام عطار بن برز، اور بعض یسار بن بلز کہتے ہیں۔ پھر حماد بن سلمہ کی سند بحوالہ ابوالعشر اء سے وہ اپنے والد سے، ان کی حدیث بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: اہل حدیث کے ہاں مشہور یہ ہے کہ اسامہ ابوالعشر اء ہی کا نام ہے نہ کہ ان کے والد کا نام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۱۸ اسد بن ربیعۃ الجعفری الشاعر

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے امیر معاویہ کی ولایت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔ ایک سو چالیس (۱۴۰) سال عمر پائی یہ بات سمعانی نے ذکر کی ہے۔ ایسا ہی میں نے متاخرین میں سے کسی کے قلم سے صحابہ کے بارے میں جمع کردہ کتاب میں لکھا دیکھا ہے۔ اس نے بھی حرف الف میں لکھ دیا جبکہ یہ اس کی طرف سے لفظی غلطی ہے جبکہ وہ لبید بن ربیعہ مشہور شاعر ہیں۔

۵۱۹ اسد بن زرارہ

حاکم نے کتاب میں بھی ایسا لکھا ہے درست اسد بن زرارہ ہے جیسا کہ اس کے متعلق ابو موسیٰ نے متنبہ کیا ہے۔

۵۲۰ اسد بن صفوان

باوردی نے ان کا ذکر کیا اور مغلطی نے اپنے خط و قلم سے ان کا استدراک کیا ہے حالانکہ یہ وہم ہے درست اسید (شروع کے زبر، دوسرے کے زیر اس کے بعد سین اور یا ہے) جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

الانساب (۱۳۷۸)۔

مستدرک (۱۳۸/۳)۔

اسد الغابۃ (ت ۸۷) تجرید (۱۳/۱)۔

اسد الغابۃ (ت ۹۲) تجرید (۱۴/۱)۔

۵۲۱ اسد الترمذی

ایک جھوٹی روایت میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ذہبی نے مختصر طور پر تجرید میں اسے ذکر کیا ہے۔ مجھے ان سے روایت کرنے والے بھرام بن حمزہ کے سوانح سے ان کی واقفیت ہوئی۔ عمر نسفی نے ”تاریخ سمرقند“ میں لکھا ہے: ہمیں سرخس میں بھرام بن حمزہ نے بحوالہ موسیٰ بن یعقوب بن محمد حامدی سے وہ اسد بن عامش ترمذی سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔“ ابوسعید سمعانی * فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے سچائی پر ثابت قدمی کی دعا مانگو۔ بھرام کی حامدی سے روایت پر تعجب نہیں، تعجب وحیرت ہے تو عمر نسفی کی اس حرکت پر کہ انہوں نے اپنی کتاب میں اس روایت پر نکیر کیے بغیر شامل کر لی۔ بلکہ اس پر زیادہ تعجب ہے جو اسے حدیث سمجھتا ہے۔ فرماتے ہیں بھرام کی وفات پانچ سو سولہ (۵۱۶ھ) میں ہوئی۔ میں کہتا ہوں: اس کا تعلق رتن ہندی، اور مکلبہ بن مکاتن سے ہے۔

۵۲۲ (ن) اسعد بن ربیع

درست سعد بن ربیع ہے جیسا کہ ان کے احوال میں بیان کروں گا۔

۵۲۳ اسعد الدیلی

درست سر ہے جیسا کہ سین میں آئے گا۔

۵۲۴ اسقف نجران *

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے: مجھے معلوم نہیں وہ اسلام لائے یا نہیں؟ پھر ابن اسحاق کی حدیث بحوالہ جبلہ، ابن مسعود سے منقول بیان کی کہ نجران کا پوپ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: میرے ساتھ ایک امانتدار شخص روانہ کیجئے! تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے ساتھ انتہائی امانتدار شخص بھیجے لگا ہوں“ حدیث۔ اس میں اس کے اسلام کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ نجران کا پوپ اسلام نہیں لایا تھا۔ کسی نے کہا ہے: کہ نجران کے اس پوپ کا نام حارث بن علقم از بنی بکر بن وائل ہے۔ اسقف نصاریٰ کے بڑے لوگوں کا ایک لقب ہے۔

۵۲۵ اسلم الراعی * (چوپان)

ابوسلمی، ابن مندہ کا قول ہے: وہ خیبر میں شہید ہوئے۔ پھر ابوسلام کی حدیث نقل کی کہ ہم سے ابوسلمی راعی نے بحوالہ نبی ﷺ بیان کیا آپ نے فرمایا: ”واہ واہ پانچ چیزیں ترازو کو کس قدر وزنی کر دیتی ہیں۔“ *

* ابوداؤد کتاب الصلاة باب من يستحب ان يلي الامام في الصف و كراهية التأخر (۶۷۶). ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة والسنة في باب فضل ميمنة الصف (۱۰۰۵). مستدرک حاكم (۵۷۱/۱). السنن الكبرى (۲۰/۲). صحيح ابن حبان (۳۹۴). كنز العمال (۲۰۵۵۳). الانساب (۱۳۹/۱) * اسد الغابة (ت ۱۰۸) * السيرة النبوية (۱۶۲/۲، ۱۶۳). * اسد الغابة (ت ۱۱۶) تجريد (۱۶/۱). * مسند احمد (۴۴۳/۳) المعجم الكبير (۸۷۴/۲۲) صحيح لابن حبان (۸۸۳) مستدرک (۵۱۱/۱) الدر المنثور (۱۵۹/۱) مجمع الزوائد (۸۸/۱۰) الطبقات الكبرى (۱۴۷/۷)

ابونعیم کہتے ہیں ان سے ابوسلمی کے نام میں وہم ہوا ہے ان کا نام تو حریث ہے اور یہ کہنا کہ وہ خیبر میں شہید ہوئے اس واسطے کہ خیبر میں شہید ہونے والوں کی طرف سے ابوسلام، حدیثاً نہیں کہہ سکتے، یہ قابل توجہ اعتراض ہے کیونکہ ابوسلام کو صحابی ہونے کا شرف حاصل نہیں۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مندہ سے ایک سوانح میں دوسرے سوانح کا خلط ملط ہو گیا ہے، جو راعی خیبر میں شہید ہوئے وہ اس راعی کے علاوہ ہیں جن کی کنیت ابوسلمی ہے۔ واللہ اعلم

۵۲۶ اسلم (بغیر نسبت)

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے اور عبدالرحمن بن منہال بن مسلمہ کی حدیث بحوالہ ان کے چچا نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلم سے فرمایا: ”اس (عاشوراء) دن روزہ رکھا کرو“ انہوں نے عرض کیا ہم تو کھاپی چکے ہیں، آپ نے فرمایا: ”عاشوراء کا باقی ماندہ دن روزے کی طرح گزار دو“ * ابوموسیٰ کہتے ہیں آپ کا اسلم سے کہنا، اس سے مراد قبیلہ اسلم نامی ہے متعین شخص نہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ ان لوگوں نے عرض کیا: ”ہم تو کھاپی چکے ہیں۔“

۵۲۷ اسماء بن خارجہ اسلمی

کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے درست اسماء بن حارثہ جیسا کہ پہلی قسم میں گزر چکا، ابن حبان نے اس سے متنبہ کیا ہے۔ *

۵۲۸ اسمعیل بن ابی حکیم * المزنی

یکے از بنی فضیل، ابن مندہ نے ان کا ذکر درج کیا ہے اور کہا کہ بخاری نے افراد میں ان کی روایت نقل کی ہے مجھے ان کے صحابی ہونے کا کوئی پتہ نہیں۔ اور نہ یہ علم ہے کہ انہوں نے کوئی روایت کی ہے۔ پھر محمد بن اسماعیل جعفری کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن مسلمہ ابن شہاب سے وہ ان سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کہ اللہ تعالیٰ ”لہم یکن“ کی قراءت (خوشی سے) سنتے ہیں، اور فرماتے ہیں میرے بندے تجھے مبارک ہو“ *

ابونعیم کہتے ہیں: کسی نے اسماعیل کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ اور میرے نزدیک یہ سند منقطع ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ وہم ہے درست اسماعیل بن ابی حکیم مدنی ہے جو بنی فضیل میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں۔ جس میں لفظی غلطی ہوئی اور مدنی کی بجائے مزنی اور عن کی بجائے ثم بن گیا۔ حالانکہ وہ مشہور تابعی ہیں جو یحییٰ بن سعید انصاری کے موطا میں شیخ ہیں۔ اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ زہری سے ان کی روایت ہو۔“

۵۲۹ اسمعیل بن زید *

بن ثابت الانصاری، ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا اور ابن مردویہ کی سند سے بحوالہ زکریا بن اسماعیل زیدی۔ جو

* اسد الغابۃ (۱۲۲)۔ مسند احمد (۲۹/۵-۳۶۸/۵)۔ مجمع الزوائد (۱۸۸/۳)۔ الطبقات الکبریٰ (۵۸/۷)۔ مشکل الآثار (۸۸/۳)۔

آمالی الشجرى (۲۸۲/۲)۔ ثقات التابعین (۵۹/۴)۔ * اسد الغابۃ (ت ۱۲۵)

* جمع الجوامع (۵۰۲۴)۔ الدر المنثور (۳۷۷/۶)۔ کنز العمال (۲۷۱۱)۔ تفسیر لابن کثیر (۴۷۶/۸)۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۲۷)۔ تجرید (۱۷/۱)۔

ہوا۔ ❁ (حدیث)

انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے اور ان کی ان کے والد سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے۔

530

ضعیف راوی ہے۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں ایسے ہی نقل کیا ہے۔

071

ہے: کہ ان کی نبی ﷺ سے روایت کردہ حدیث مرسل ہے۔

OFF

حاکم * نے مستدرک میں یزید بن ہارون کی سند سے بحوالہ مسلم بن سعید، خبیب بن عبد الرحمن سے نقل کیا وہ اپنے والد سے

❁ المعجم الكبير (حديث ٣٦٩/١) ❁ ثقات التابعين (١٥/٤) ❁ تاريخ البخاري (٣٥٥/١)

❁ مسلم كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل (حديث ٧٢). السنن الكبرى (١٨٩/٨) المعجم الكبير (٩٥٤)

كنز العمال (٢٣٧٣٦) ❁ بخارى فى تاريخه (٣٧٦/١) ❁ الجرح والتعديل (٢٠٢/٢) ❁ مستدرک (١٢٢/٢٠).

خالد سے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کسی غزوے میں نکلے تو میں اور ایک دوسرا شخص اسلام لانے سے پہلے آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کسی مشرک سے امداد (جنگ) نہیں لیتا، اس کے بعد وہ فرماتے ہیں: یہ خبیب عبد الرحمن بن اسود بن حارثہ کے بیٹے ہیں، یوں ہی کہا: جو وہم ہے، اس حدیث کو امام احمد نے یزید بن ہارون سے نقل کیا ہے ان کی کتاب میں خبیب بن عبد الرحمن خبیب لکھا ہے اور ابن عبد البر نے اسے خبیب بن سیاف کے سوانح میں درج کیا ہے۔ جو صحیح ہے۔

۵۳۳ اسود (غیر منسوب)

ابن عبد البر کا قول ہے: ہشیم اور ابو عوانہ، یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ عامر بن اسود نقل کرتے ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے مسجد خیف میں آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کو لوگوں کے پیچھے دو شخص نظر آئے جنہوں نے باجماعت نماز نہیں پڑھی، وہ آپ کے پاس لائے گئے تو ان کے شانوں کا گوشت مارے خوف کے اچھل رہا تھا، آپ نے ان دونوں سے فرمایا: ہمارے ساتھ تم دونوں نماز کیوں نہ پڑھ سکے؟ حدیث۔ فرماتے ہیں: شعبہ نے ان دونوں ہشیم و ابو عوانہ کی مخالفت کی ہے انہوں نے کہا: یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ جابر بن یزید بن الاسود ان کے والد سے انہی الفاظ میں مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ایک غلطی ہے جو لفظی غلطی اور ایک راوی کو ساقط کرنے سے رونما ہوئی (حقیقت میں) نہ ہشیم و ابو عوانہ نے شعبہ کی اور نہ شعبہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔ بلکہ اس سے سب متفق ہیں کہ یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ جابر بن یزید بن اسود پھر ان کے والد سے مروی ہے۔ اسی طرح حفص بن عمر سے شعبہ ابوداؤد نے اور ہشیم کی حدیث سے ترمذی، نسائی اور بغوی نے روایت کیا ہے اور بغوی نے حدیث ابو عوانہ سے ایسے ہی نقل کیا ہے ان کی حدیث مکمل ہے۔

میرے خیال میں جو روایت ابن عبد البر کے ہاں ہے اس میں سے جابر کے والد یزید رہ گئے اور جابر کو عامر بنا دیا گیا جو انہیں عامر بن اسود اپنے والد سے روایت کرتے محسوس ہوئے اور یوں انہوں نے اسود کے نام سے عنوان سوانح قائم کر دیا۔

پھر مجھے یہی غلطی راوی کے سقوط والی، فاکہی کی کتاب مکہ میں نظر آئی۔ کہتے ہیں ہم سے حسین بن حسن نے بحوالہ ہشیم وہ یعلیٰ بن عطاء وہ جابر بن یزید بن اسود سے وہ اپنے والد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ یوں انہوں نے ”جابر“ کے بارے میں ایک جماعت کی موافقت کی جس میں لفظی نہیں کی اور جابر کو دادا کی طرف منسوب کیا۔

ابن عبد البر پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے مذکورہ حدیث کتاب التمهید میں یزید بن اسلم کے سوانح سے علی بن المدینی کی سند سے، بحوالہ ہشیم، یعلیٰ بن عطاء جابر بن یزید بن اسود سے ان کے والد سے منقول، صحیح روایت کی ہے اور اس کے بعد کہتے ہیں: اسے شعبہ نے یعلیٰ بن عطاء سے انہی الفاظ میں برابر برابر نقل کیا ہے تو یہاں انہوں نے شعبہ اور ہشیم کے اتفاق کی صراحت کر دی بخلاف اس بات کے جو استیعاب میں ذکر کی۔ واللہ الموفق۔

ابوداؤد کتاب الصلاة باب فیمن صلی فی منزله ثم ادرك ... (۵۷۵) نسائی کتاب الامامة باب اعادة الفجر مع الجماعة لمن صلی وحده (۸۵۷) مستدرک (۲۴۴/۱) السنن الکبریٰ (۳۰۰/۲) سنن دارقطنی (۴۱۳/۱) مصنف عبدالرزاق (۳۹۳۴)

۵۳۳ اسود بن عبدالاسد

بن ہلال الخزومی۔ ابوسلمہ کے بھائی۔ ابوموسیٰ نے عبدان کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کوئی روایت نہیں البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ادھر ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: کہ ابن کلبی اور زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں حالت کفر پر قتل ہو گئے۔ اور بات بھی ایسی ہی ہے جیسی ان دونوں نے کہی۔ کعب بن مالک نے جنگ بدر کے متعلق اپنے قصیدہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان میں سے ستر آدمی اونٹوں کے بنائے گئے باڑے میں ٹھہر گئے ان میں سے عتبہ اور اسود ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو ان کا تذکرہ استہزاء و مذاق کرنے والوں میں کیا ہے لہذا انہیں صحابہ میں ذکر کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ رہے ان کے بھتیجے اسود بن سفیان بن عبدالاسد تو ان کا تذکرہ قسم اول میں گزر چکا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ عبدان نے وہ مراد لیے ہوں۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ ان کی ایک بیٹی تھی جس کا نام فاطمہ تھا۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام لائیں اور بیعت سے سرفراز ہوئیں۔ یہ وہی ہیں جن کا ہاتھ چوری میں کاٹ دیا گیا تھا جو صحیح سند سے ثابت ہے۔ اس کا بیان ان شاء اللہ ان (فاطمہ) کے سوانح میں آئے گا۔

۵۳۵ اسید (ابتداء میں زبر سین کے زیر سے)

ابن ابی اسید (ہمزہ کے پیش سے تصغیر) ساعدی۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے کہ: محمد بن سنان، ابو عاصم، موسیٰ بن عبیدہ، عمر بن الحکم، ان کے سلسلہ سند میں اسید بن ابی اسید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی الجون کی ایک عورت سے شادی کی فرماتے ہیں: مجھے آپ ﷺ نے (اس کے پاس) بھیجا تو میں نے اس (کی سواری) کو گھائی میں اتارا۔ پھر پناہ لینے والی عورت کا قصہ ذکر کیا۔

ابوموسیٰ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہ عمر بن الحکم نے اسے خود ابواسید سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اس روایت کو حسن بن سفیان اپنی مسند میں محمد بن الفرغ سے بحوالہ محمد بن زبرقان، موسیٰ بن عبیدہ سے نقل کرتے ہیں جو مشہور روایت ہے۔ میں کہتا ہوں: موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے یہی حال محمد بن سنان کا ہے اس واسطے یہ احتمال ہے کہ پہلی سند سے ”عن ابیہ“ رہ گیا ہے، کیونکہ اسید بن اسید مشہور تابعی ہیں جن کی وفات ابو جعفر منصور کی خلافت تک مؤخر ہو گئی۔ جیسا کہ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بخاری نے مستعیذہ کی حدیث حمزہ کی سند سے بحوالہ ابواسید، ان کے والد سے نقل کی ہے۔

۵۳۶ (ز) اسید بن ثابت

مسدد کے مسند میں معاذ بن اشمش کی روایت سے ایک حدیث میں لکھا ہے: ”زیتون کھایا اور اس کا تیل لگایا کرو“ جو عطاء شامی کی سند سے بحوالہ اسید یا ابواسید بن ثابت نبی ﷺ سے مروی ہے جبکہ صحیح ابواسید، کنیت کے ساتھ ہے۔ درست نام کنیتوں

اسد الغابۃ (ت ۱۴۸) السیرۃ النبویۃ (۳۶۲/۲) اسد الغابۃ (ت ۱۶۰) المستدرک (۳۴/۴) ثقات التابعین (۴۱/۴) المعجم الکبیر (۲۶۳/۱۹) مشکل الآثار (۶۳/۱)

ن آئے گا۔ ان کا نام عبداللہ بن ثابت ہے۔

۵۳۷ (ن) اسید بن کرز القسری

بغوی کے ہاں ایسا ہی لکھا ہے درست اسد (ہمزہ کے زبر اور سین سے) ہے۔

۵۳۸ (ن) اسید بن مالک

ابوعمیرہ، امام احمد نے اپنی مسند میں ان کی روایت کی ہے۔ میں نے یونہی اپنے شیخ حافظ ابوالفضل عراقی کے قلم سے شرح ندی کی کتاب الزکوٰۃ میں لکھا دیکھا ہے۔ جو لفظی غلطی ہے درست رشید (را، شین، نقطوں والا) ہے صحیح آ رہا ہے۔

۵۳۹ اسید (پیش سے)

رافع بن خدیج کے بھتیجے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ عبدالرحمن بن یحییٰ نے ہمیں بحوالہ ابو مسعود، حماد بن مسعود، وہ ابن جریج سے وہ عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں، کہ اسید نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنی مسروقہ (چرائی ہوئی) چیز دیکھ لے اور (جس کے پاس ملے) وہ (چوری کی) تہمت سے بری ہو تو اصل مالک اگر چاہے تو وہ چیز بھاؤ سے لے لے۔ (حدیث) ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: کہ وہ ابو مسعود جن کی سند سے ابن مندہ نے روایت کی، اسے مسند اسید بن ظہیر میں درج کیا ہے۔

میں کہتا ہوں لیکن انہوں نے ایک علت کی وجہ سے (جسے میں بیان کروں گا) ان کی نسبت بیان نہیں کی۔ وہ یہ کہ ابوداؤد اور نسائی نے یہ روایت ہارون حمال سے بحوالہ حماد بن مسعود نقل کی ہے ان کے ہاں اسید بن ظہیر لکھا ہے ابوداؤد نے یہ ضافہ نقل کیا ہے: کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ان کی کتاب میں اسید بن ظہیر ہے لیکن بصرہ میں ابن جریج نے لوگوں سے ایسے ہی بیان کیا ہے۔

اور جب عبدالرزاق نے اسے ابن جریج سے نقل کیا تو کہا: اسید بن ظہیر اور اسحاق بن راہویہ نے ان سے اپنی مسند میں روایت کیا۔ اور نسائی نے اسے دوسرے طریق سے درج کیا ہے جو عبدالرزاق سے مروی ہے۔ ادھر روح بن عبادہ نے بحوالہ ابن جریج ان کی متابعت کی ہے۔ جس سے یہ مشہور ہو گیا کہ وہ اسید بن ظہیر ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے لہذا فرق کرنے کی ضرورت نہیں۔ انہوں (ابن مندہ) نے جو رافع کے بھتیجے ہیں کہا اس میں مواخذہ ہے اس واسطے کہ اسید بن ظہیر رافع کے چچا زاد ہیں نہ کہ بھتیجے، ہاں اتنی بات یاد رہے کہ رافع کا ایک بھتیجا اسید نامی بھی ہے جو تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ ابن حبان وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں اپنے چچا رافع بن خدیج سے روایت حاصل ہے۔ واللہ اعلم۔

اسد الغابۃ (ت: ۱۶۶) * اسد الغابۃ (ت: ۱۷۱) تجرید (۲۱/۱) * ابوداؤد فی المراسیل (۱۴۴)

سنائی کتاب البیوع باب: الرجل یبیع السلعة فیستحقها مستحق حدیث (۴۶۹۴)

مسند احمد (۲۲۶/۴) * الثقات (۲۴/۴)

۵۴۰) اَسِير (ہمزہ کے پیش سے آخر میں راہے)

اسلم کے ایک فرد ہیں۔ ابن عساکر نے مسند احمد کی فہرست میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور فرمایا: ان کی حدیث مسند انصار کے گیارہویں حصہ میں ہے۔ جو ایک غلطی ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوئی۔ مسند میں وہ سہیل بن ابی صالح کی سند سے بحوالہ ان کے والد، اسلم کے ایک شخص سے اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعہ تعوذ (پناہ مانگنے) کے بارے میں مروی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے نسخہ سے ”عن“ رہ گیا اور اسے ”ابیہ“ بنا دیا جو اسیر ہیں جس سے یہ وہم پیدا ہو گیا۔ اس سے حافظ ابو بکر بن المحب نے متنبہ کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۵۴۱) الاشج

ایک موضوع روایت میں ان کا ذکر آتا ہے جسے محمود بن علی طرازی جو ایک کذاب راوی ہے، نے پانچ سو کے بعد گھڑا ہے۔ کہتا ہے ہم سے اشج صحابی رسول ﷺ نے بیان کیا: ہم چار سو پچاس (۴۵۰) آدمی تجارت کی غرض سے نکلے۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا وہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لے گئے آپ اس وقت بدر کی غیمتیں بانٹ رہے تھے..... (الحديث) مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذہبی سے اجازت، بحوالہ ابراہیم بن حمویہ بتایا کہ ہمیں ظہیر بخاری نے بحوالہ محمد بن عبدالستار کردی بتایا وہ محمود بن علی سے بحوالہ انہی اشج سے ایک مختلف روایت نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: پھر مجھے ایک دوسری سند سے روایت کردہ نسخہ مل گیا جس میں چالیس سے زائد احادیث ہیں جو بحوالہ قیس بن تمیم، اشج سے مروی ہیں پھر یہی قصہ ذکر کیا۔ اور دیگر احادیث جن میں زیادہ تر موضوع ہیں۔ وضع ان میں بہت نمایاں ہے۔ جسے میں ان شاء اللہ تعالیٰ حرف قاف میں ذکر کروں گا۔

میں نے ابوسعد سمعانی کی کتاب میں پڑھا ہے فرماتے ہیں: میں نے محمد بن حسین شاشی کو دیکھا ہے وہ بہت رونے والا بزرگ، شعر گو اور حکایات سرا شخص تھا۔ وہ کہتا کہ میں نے اشج کو دیکھا ہے میں نے اپنے شیخ اشج سے سنا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”لکڑی سے لکڑی بوجھ اٹھانے والوں کی پیٹھ کو بوجھل بنا دیتی ہے اور لغزش پر لغزش گنہگاروں کی خطاؤں میں اضافہ کر دیتی ہے“ او۔ مجھے معلوم نہیں یہ قیس ہیں یا کوئی اور ہیں۔

۵۴۲) اشج ابوالدنيا المغربي

ان کے نام میں اختلاف ہے مشہور عثمان ہے، کسی نے علی اور کسی نے کچھ اور کہا ہے۔ اکثر روایات میں صحبت نبوی کا پتہ نہیں چلتا، البتہ ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ ہے اور بعض میں صحبت علیا کا ذکر ہے۔ بہر کیف اس کی تفصیل عثمان نامی حضرات کے سوانح میں آئے گی۔

۵۳۳ الاشج بن سنان

بعض لوگوں نے ان کا ذکر اس حدیث سے جوڑ کر کیا جو محاطی نے سولہویں حصے میں نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: سعید بن بحر نے ہم سے بحوالہ زید بن الحباب سفیان سے وہ منصور سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ بن مسعود سے، پھر روع بنت واشق کا قصہ بیان کیا۔ اس میں ہے: کہ اشج بن سنان اٹھے اور کہا: ہمارا فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے کر دیا ہے۔ درست یوں ہے: اشجی بن سنان (یائے نسبتی کی زیادت کے ساتھ) اٹھے اور وہ معقل بن سنان ہیں۔

۵۳۴ اشعب بن ام حمیدہ

”طمع“ سے معروف ہیں، جسے مغلطائی نے اسد الغابہ کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ ۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ زواج مطہرات کے ہاں آتی جاتی تھی۔ ابوالفرج اصہبانی * نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جس سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ عہد رسالت میں پیدا ہوئے لہذا انہیں دوسری قسم میں شمار کیا جائے۔ لیکن مجھے صحیح ثبوت نہ ملا۔ اس واسطے کہ ابوالفرج نے یہ روایت ایک غیر معتبر سند سے بحوالہ عبیدہ بن اشعب وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ابن عساکر نے ان کے حالات میں نصر بن علی الجہضمی کی سند سے بحوالہ اصمعی نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: اشعب نے مجھ سے کہا: ”کہ میری ولادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز ہوئی۔“

اور جو روایت قاضی وکیع نے ”غرر الاحکام“ میں محمد بن علی بن حمزہ، بحوالہ مازنی، اصمعی سے نقل کی کہ اشعب نے مجھ سے کہا کہ میں نے طویس کو مروان بن الحکم کی شادی پر دو شعر گاتے سنا پھر وہ قصہ ذکر کیا، تو اس میں بھی تامل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عبدالملک بن ولادت خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ ظاہر یہی ہے کہ اشعب کی بات پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو وہ اکابر صحابہ سے روایت کرتے، جبکہ ہمیں ایک صحابی سے بھی ان کی روایت معلوم نہیں۔ باستثنائے ابن عمر اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما تابعین سے ان کی کئی ایک روایات ہیں۔ مثلاً سالم، قاسم، فاطمہ بنت الحسین، پہلے قول کے باطل ہونے کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ علماء انساب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ ۵۴ھ میں فوت ہو گئے۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جن لوگوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے وہ ایک سو دس ۱۱۰ھ سے زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے۔ اشعب کے تفصیلی حالات میری کتاب ”لسان المیزان“ میں درج ہیں۔ *

۵۳۵ اشعث * (ثا سے)

بن جودان، ان سے ان کے بیٹے عمیر روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ بعض روایات میں ”عمیر بن اشعث بن جودان، اپنے والد سے“ کی سند لکھی ہے۔ درست اشعث بن عمیر بن جودان عن ابیہ ہے۔ یہ ابن مندہ وغیرہ کا قول ہے ”عمیر“ کے حالات میں صحیح آئے گا۔

* الاغانی (۱۸۲، ۱۳۵/۱۹)

* لسان المیزان (۴۵۰/۱)

* اسد الغابہ (ت ۱۸۴)

باب الالف جس کے بعد صا د ہے

۵۴۶ اصرم

اسے بعض نے غلط لکھ دیا ہے، یہ ”صرم“ ہے جو ابن سعید بن ربیع مخزومی کا لقب ہے۔

باب الالف جس کے بعد عین ہے

۵۴۷ اعرابی

بغوی نے حرف الف میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوالعلاء کی سند سے ان کی روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ اس کھلیان میں بیٹھے تھے تو ہمارے پاس ایک دیہاتی پراگندہ سر آیا، پھر اس کتاب کا قصہ ذکر کیا جو اس کے پاس تھی۔ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس کا نام نمز بن تولب ہے۔ ابن شاہین کا قول ہے: انہوں نے حرف الف میں ایسا ہی درج کیا ہے جبکہ مناسب یہ تھا کہ وہ نون میں ان کا تذکرہ کرتے۔

۵۴۸ اعشی بن قیس

بن ثعلبہ، میم میں آ رہا ہے، کیونکہ ان کا نام میمون ہے۔

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۵۴۹ اکیدر دومة

یہ اکیدر بن عبد الملک بن عبد الجح بن اعمیاء بن حارث بن معاویہ بن خلاوہ بن ایامہ بن سلمہ بن شکامہ بن شیب بن السکون، دومة الجندل کا حاکم ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسے صحابہ میں ذکر کر دیا ہے اور کہا کہ: نبی ﷺ نے اسے خط لکھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک دستہ اس کی طرف روانہ کیا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور نبی ﷺ کی جانب ایک دھاری دار جوڑا بھیجا۔ آپ نے وہ جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیا۔

ابن الاثیر نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے: اس نے ہدیہ دیا تھا اور نبی ﷺ سے صلح کی تھی اسلام قبول نہیں کیا تھا، جس میں اہل سیر کا کوئی اختلاف نہیں۔ اور جس نے یہ کہا، کہ ”وہ اسلام لایا تھا“ اس سے کھلی غلطی ہوئی۔ بلکہ وہ تو نصرانی تھا نبی ﷺ سے جب اس نے صلح کر لی تو اپنے قلعہ میں واپس چلا گیا اور وہیں رہا۔ بعد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دور صدیقی رضی اللہ عنہ میں اسے گرفتار کر کے کفر کی حالت میں قتل کر دیا۔

بلاذری نے ذکر کیا ہے: کہ اکیدردومہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا تو اسلام قبول کر لیا اور واپس دومہ لوٹ گیا۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو دیگر مرتدوں کے ساتھ یہ بھی مرتد ہو گیا اور اپنے ہاں سے کچھ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب عراق سے شام کی جانب روانہ ہوئے تو اسے قتل کر دیا۔ ابن الاثیر کہتے ہیں: بہر حال اسے صحابہ میں کر کرنا مناسب نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ جب اس نے وہ مال دینے سے انکار کر دیا جس پر صلح ہوئی تھی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے حیرہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلا وطن کیا تھا۔ ابن مندہ اس کے اسلام لانے کے بارے میں اس روایت پر اعتماد کرتے ہیں جسے انہوں نے بلال بن یحییٰ کی سند سے بحوالہ حذیفہ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے دومۃ الجندل کی جانب ایک مہم روانہ کی اور فرمایا: ”تمہیں اکیدردومہ قلعہ سے باہر ملے گا۔“ پھر اس کے اسلام لانے کی حدیث ذکر کی۔ اس میں ایسا ہی لکھا ہے۔ جبکہ ہم نے اس روایت کو زیادات مغازی میں یونس بن بکر کی سند سے بحوالہ سعد بن اوس، بلال بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کا امیر بنا کر دومۃ الجندل کی جانب اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایہاتوں کا امیر بنا کر ان کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ارشاد فرمایا: ”جاؤ! اکیدردومہ کو تم وحشی جانوروں کا شکار کرتے پاؤ گے اسے مضبوطی سے پکڑ کر میرے پاس بھیج دینا، اسے قتل نہ کرنا۔“ چنانچہ یہ لوگ وہاں پہنچے، ان کا محاصرہ کر لیا، اسے پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ اس قصہ میں یہ مذکور نہیں کہ وہ اسلام لایا تھا۔

ابو یعلیٰ اور ابن شاہین نے عبید اللہ بن ایاد بن لقیط کی سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد ایاد کو فرماتے سنا قیس بن نعمان سکونی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا لشکر نکلا تو اکیدردومۃ الجندل کو اس کی اطلاع ملی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (امان طلب کرنے) آن پہنچا، کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کا لشکر چل پڑا ہے۔ مجھے اپنی زمینوں اور مال (کے نقصان) کا خوف ہے۔ اس لیے آپ میرے لیے امان نامہ لکھ دیں تاکہ وہ میری کسی چیز سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ مجھ پر جو ذمہ داری عائد ہوگی میں اس کا بھرم رکھوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے تحریر لکھوا دی۔ اس کے بعد لیدر نے ریشم کی زربافت (سونا کا تان لگی) اچکن (قبا) نکال کر آپ ﷺ کے سامنے پیش کی، یہ وہ قبا تھی جو کسریٰ انہیں دیتا تھا۔ کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ میری طرف سے قبول فرمائیں۔ میں آپ کو ہدیہ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی قبائے کر ایسے چلے جاؤ اس واسطے کہ جو شخص دنیا میں ایسا (سونے والا) لباس پہنتا ہے آخرت میں اس سے محروم ہوگا۔“ وہ اسے لے کر اپنے اونٹ کے پاس پہنچا اور بالآخر اپنی منزل پر آ گیا لیکن اسے یہ خیال بے چین کیے ہوئے تھا کہ اس کا ہدیہ واپس ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ پھر واپس آ کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم ایسے گھرانے کے لوگ ہیں کہ اگر ہمارا تحفہ واپس یا رد کر دیا جائے تو ہم بڑا گراں گزرتا ہے۔ لہذا آپ ﷺ میرا یہ ہدیہ قبول فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ عمر کو دے دو۔“ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ شاید واقعہ اس شخص کی دلیل بن سکے جو یہ کہنے کا قائل ہے کہ وہ اسلام لایا تھا کیونکہ اس نے اس حدیث میں ”یا رسول اللہ ﷺ“ سے آپ ﷺ کو مخاطب کیا ہے۔

مسند احمد میں محمد بن عمرو بن علقمہ کی سند سے بحوالہ واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیدر دومہ کی جانب ایک مہم روانہ فرمائی، تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی جانب ایک جبہ جو ریشمی تھا اور اس میں سونا لگا ہوا تھا، ارسال کیا۔ رسول اللہ ﷺ اسے پہن کر منبر پر کھڑے ہوئے یا بیٹھے۔ لوگ اسے چھونے لگے۔ (الحديث)

ترمذی * اور نسائی * نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے، اس روایت کو امام احمد * نے علی بن زید کی سند سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی نقل کیا ہے کہ اکیدر دومہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں پیڑ نما ایک چیز کا گھڑا بھیجا چنانچہ آپ نے حاضرین میں سے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دیا۔ (حديث)

نیز ابن مندہ نے علی ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ رزق بن رزق بن ابی صدقہ بن مہدی بن حریث بن اکیدر بن عبد الملک سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں ہمیں ہمارے بڑوں یعنی آباء و اجداد نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف جہاد کے لیے نکلے، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ کہتے ہیں ان کے علاوہ نے یہ روایت نقل کی تو وہ کہتے ہیں، ان کے آباء و اجداد سے اور اکیدر تک سند پہنچاتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکیدر وہی اکیدر دومہ والا ہے۔ تو ابن مندہ نے اس کی روایت اس لیے لی ہے کہ وہ اسلام لایا تھا۔ جبکہ اس میں تامل ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں اس کا قصہ ذکر کیا ہے کہ یزید بن رومان اور عبد اللہ بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر بن عبد الملک کی جانب جو کندہ کا ایک فرد اور دومہ کا حاکم تھانذہ بن نصرانی (عیسائی) تھا روانہ فرمایا۔ آپ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا تھا: ”وہ تمہیں جنگلی گائے کا شکار کرتا ملے گا۔“ * پھر طویل قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ خالد بن ولید نے اکیدر کے بھائی حسان کو قتل کر دیا اور اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔ اور اس نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا چنانچہ وہ اپنے شہر لوٹ گیا۔ اسی جیسا قصہ عروہ نے ابن لہیعہ کی روایت سے ابوالاسود سے بحوالہ عروہ ذکر کیا ہے۔ اس بنا پر قیس بن نعمان کی روایت کے مطابق اس کا مدینہ آنا اس کے بعد ہوا ہوگا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ حرف باء میں بحیرہ بن بجرہ طائی کے حالات میں یہ قصہ طویل آئے گا۔ اور حرف حائیں حریث بن عبد الملک، جو اکیدر کا بھائی ہے کی سوانح میں باوردی کا کلام آئے گا۔

اور ابن حبیب حسان کے قول ان کے قصیدہ لامیہ، جو مشہور * ہے، میں کہتے ہیں: ”اگر تو میرا سر پرانگندہ اور کچھڑی بالوں والا ثغامہ درخت کی طرح دیکھے تو مجھے میرے دونوں دوست یوں دیکھتے ہیں کہ میں کسی محل یا کہی ہیکل کے درمیان میں ہوں۔“

یہ دومۃ الجندل بنی کلب کا ہے جس کا محل وقوع حجاز و شام کے مابین ہے جس کا بادشاہ اکیدر بن عبد الملک السکونی بن گیا آپ ﷺ نے اس کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا انہوں نے اسے اس میں قتل کر دیا۔ اس قلعہ میں دومان بن اسمعیل رہتا تھا۔

* ترمذی باب ما جاء فی الرخصة فی لبس الحریر فی الحرب حدیث (۱۷۲۳)

* نسائی باب لبس الدیاج المنسوج بالذهب حدیث (۵۳۱۷)

* مسند احمد حدیث (۱۲۲/۳)

* السنن الکبریٰ (۱۸۷/۹) دلائل النبوة (۲۵۰/۵) کنز العمال (۳۰۲۷۷)

* دیوان (۳۰۱)

ابو السعادات بن الاثیر، اسد الغابہ کے مصنف کے بھائی نے کہا ہے: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اکیدر اسلام لے آیا تھا، جو درست نہیں۔ جن لوگوں کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لایا تھا ان میں سے ایک واقدی ہے انہوں نے مغازی میں کہا ہے کہ دومہ کے ایک بوڑھے نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس اکیدر کے لئے ایک تحریر لکھوائی جو یہ ہے:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اکیدر کے لیے، جب اسلام آیا وہ خدا کے ہمسروں اور بتوں سے کنارہ کش ہو کر خالد بن ولید سیف اللہ کے ساتھ ہو گیا۔ جہاں یہ لوگ نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تم پر یہ اللہ کا عہد و پیمان واجب ہوتا ہے، پاسداری کرو گے تو تمہاری صدق و وفاداری قائم رہے گی۔“

نتیجہ یہ نکلا کہ اکیدر نے جزیہ پر صلح کی تھی جیسا کہ ابن اسحاق کا مغازی میں قول ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس کے بعد اسلام لایا ہو جیسا کہ واقدی کا قول ہے۔ پھر نبی ﷺ کے بعد مرتدوں کے ساتھ (نحوذ باللہ) مرتد ہو گیا ہو۔* جیسا کہ بلاذری کا قول ہے اور اسی حالت میں اسے موت آئی۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۵۵۰ امیہ بن خالد*

ابن حبان* کہتے ہیں: وہ مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ اور جس نے یہ سمجھا کہ وہ صحابی ہیں تو اسے وہم ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں: ایک جماعت کی جماعت نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے جو وہم ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ میرے علم کے مطابق سب سے پہلے انہیں بغوی نے ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: ”ہم سے قواریری نے بحوالہ یحییٰ بن سعید وہ سفیان وہ ابو اسحاق سے وہ امیہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین کے فقراء سے تقسیم کا آغاز فرماتے تھے۔“* بغوی کہتے ہیں: میرے خیال میں انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔ البتہ قواریری اور ابن ابی شیبہ نے یہ حدیث مسند میں نقل کی ہے۔ ابن قانع کا قول ہے کہ امیہ بن خالد کو میرے خیال میں روایت حاصل ہے اور عسکری فرماتے ہیں: امیہ بن خالد بن اسید کے بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ انہیں روایت نبوی حاصل ہے۔ طبرانی* نے بھی ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن مندہ نے کہا ہے: امیہ بن خالد بن عبد اللہ بن اسید اموی کے صحابی ہونے میں تاہل ہے۔ ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

۸۶ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ پھر قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ ابو اسحاق مہلب کے واسطے سے امیہ بن خالد بن اسد سے حدیث بیان کر کے اس کا ذکر کیا۔ جس نسب سے انہوں نے ان کے سوانح کا عنوان لگایا ہے وہ الٹا ہے۔ ابو نعیم نے اسے درست ذکر کر کے یوں لکھا ہے: امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ، پھر ان کی حدیث نقل کی۔ سند بیان کرتے ہوئے

* اسد الغابہ (۱/۱۵۹) * اسد الغابہ (۲۲۹) الاستیعاب (ت ۷۹) * الثقات (۴/۴۰)

* الطبقات الكبرى (۵/۴۷۸) مشکاة المصابیح (۵۲۴۷) * المعجم الكبير (۱/۲۹۲)

انہوں نے امیہ بن عبد اللہ بن خالد درست کہا۔ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اسی طرح کا قول ان سے پہلے باوردی نے اور ان کی اتباع میں ابن الجوزی نے اختیار کیا ہے، جہاں تک ابن عبد البر کا تعلق ہے تو وہ کہتے ہیں: میرے نزدیک امیہ بن خالد کا صحابی شمار ہونا صحیح نہیں۔ انہیں امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید کہا جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں: بخاری نے ان کے حال کو واضح کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں: امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور ابن مہدی بحوالہ سفیان، ابواسحاق سے، امیہ بن خالد بن عبد اللہ بن اسید سے روایت کرتے ہیں، ابو عبید نے کہا: میرے ہاں وہ امیہ بن عبد اللہ بن خالد ہیں، یعنی اس میں قلب (الٹ پلٹ) ہوا ہے۔

طبرانی نے معجم کبیر میں ان کی حدیث نقل کی اور ان کا نسب صحیح درج کیا ہے۔ فرماتے ہیں: محمد بن اسحاق بن راہویہ نے بحوالہ ابی، فرماتے ہیں: عیسیٰ بن یونس نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا ابواسحاق سے وہ امیہ بن عبد اللہ بن اسید سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ مہاجرین کے فقراء سے (تقسیم کا) آغاز کرتے تھے۔ اسی سند کو ابن اسحاق تک لے جا کر فرماتے ہیں خراسان میں امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید نے ہمیں امامت کرائی تو دونوں سورتوں کے درمیان انا نستعینک پڑھا۔

میں کہتا ہوں: ان امیہ کو نہ صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے اور نہ دیدار نبوی میسر ہے۔ صحابی تو ان کے دادا خالد ہیں۔ جو عتاب امیر مکہ کے بھائی ہیں۔ اور ان کے والد عبد اللہ بن خالد نبی ﷺ کی وفات کے وقت کم سن بچے تھے۔ امیر معاویہ نے انہیں فارس کا گورنر بنایا تھا۔ اور صاحب سوانح کو عبد الملک بن مروان نے خراسان کا والی بنایا تھا۔ تاریخ کتب میں ان کی ولایت کی بات مشہور ہے۔ مہلب ان کے ساتھ لشکر میں تھے۔ اسی طرح ابواسحاق بھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، ان امیہ کی والدہ ام حجر بنت شیبہ بن عثمان تابعیہ ہیں۔ امیہ بعض دفعہ اپنے دادا خالد کی طرف منسوب کر دیئے جاتے ہیں، جس سے بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ امیہ بن خالد امیہ بن عبد اللہ بن خالد کے چچا ہیں۔ اگر حدیث ایک نہ ہوتی اور اصحاب نسب جیسے زبیر وغیرہ از علماء قریش نے خالد بن اسید کا عبد اللہ کے علاوہ کوئی بیٹا ذکر نہ کیا ہوتا تو ہم اسے جائز قرار دے سکتے تھے۔

بیہقی کی سنن کبریٰ میں ولید بن مسلم کی سند بحوالہ سعید بن عبد العزیز، عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ ابن عمر اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما نے امیہ بن خالد بن اسید کو ایک خط بھیجا۔ تو انہوں نے ہمارے سامنے ان حضرات کا خط پڑھا پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں اس روایت میں امیہ کی نسبت ان کے دادا کی طرف کی گئی ہے۔ ایسا ہی ابن حبان امیہ بن خالد کا ذکر کرنے کے بعد تابعین میں اور ہم نے جو پہلے بیان کر دیا اس کے بعد: امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ابواسحاق السبئی روایت لیتے ہیں۔ ۸۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ علماء نے ان کا تعاقب کر کے کہا کہ انہوں نے دو شخص بنا دیئے حالانکہ جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں وہ ایک شخصیت ہے۔ مدائنی نے کہا: وہ ۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

۵۵۱ امیہ بن خویلد

بن عبد اللہ بن ایاس بن عبدناشرہ بن کعب بن جدی بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ۔ ابو عمرو الضمری، ابن عبد البر کہتے

ہیں: انہیں اور ان کے بیٹے عمرو کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے بلکہ عمرو زیادہ مشہور صحابی ہیں۔ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع، بحوالہ جعفر بن عمرو بن امیہ، ان کے والد سے، ان کی حدیث روایت کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے کہ نبی ﷺ نے انہیں اکیلے خبر رساں (جاسوس) بنا کر بھیجا۔ (حدیث) میں نے ابن السکن کی کتاب کے حاشیہ میں ان کے قلم سے لکھا دیکھا: امیہ الضمیری کی حدیث ان کے بیٹے سے ملتی ہے اس کے بعد ہشام بن عروہ کی سند بحوالہ زہری عمرو بن امیہ الضمیری سے نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے (گوشت) کھایا اور (اسی وضو سے) نماز پڑھی (نیا) وضو نہیں کیا۔ * جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو جاتا رہتا ہے۔ (عامرتی ندوی)

اس میں سے پہلی حدیث تو ابن مندہ نے امیہ بن عمرو کے سوانح میں درج کر کے کہا، بعض لوگ کہتے ہیں: ابن ابی امیہ ضمیری کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کا بیٹا عمرو بن امیہ روایت لیتا ہے۔ پھر جعفر بن عون کی سند بحوالہ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع سے فرماتے ہیں: مجھے جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں تنہا قریش کی جانب جاسوس بنا کر بھیجا۔ فرماتے ہیں: میں خبیث کی سولی والی لکڑی کے پاس آیا، مجھے ان کے جاسوسوں کا خوف تھا۔ موقع پا کر میں سولی کی لکڑی پر چڑھا اور خبیث کو کھول دیا۔ * (جو نبی ان کی نعش زمین پر آئی میں دور جا کر گرا، زمین پر پڑے پڑے میں نے دیکھا کہ کوئی ہے تو نہیں، وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ اتنے میں زمین ان کی نعش کو نگل گئی)۔ (عامرتی ندوی)

مغازی میں یہ قصہ عمرو بن امیہ کا ہے نہ کہ ان کے والد کا، انہی سے اس کی شہرت ہے ان کے والد سے نہیں۔ علی بن مدینی نے کتاب العلل میں اس قصہ کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ حدیث ابن مجمع (جن کا ابھی ذکر ہوا) کی سند سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ ”جعفر بن عمرو“ ابن عمرو بن امیہ الضمیری کے صلیبی بیٹے نہیں وہ تو جعفر بن عمرو بن فلان بن عمرو بن امیہ ہیں اور حدیث ان کے والد عمرو سے بحوالہ ان کے دادا عمرو بن امیہ سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ”ان کے دادا“ ضمیر عمرو بن فلان کی جانب راجع ہے نہ کہ جعفر کی طرف۔ اب یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ حدیث عمرو بن امیہ ضمیری کی سند سے لی گئی ہے نہ کہ ان کے والد سے۔

تنبیہ: معجم طبرانی میں مذکورہ حدیث میں لکھا ہے، جعفر بن عوف ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع، زہری سے فرماتے ہیں: مجھے جعفر نے بتایا۔

انہوں نے جو ”زہری سے“ کہا متصل اسانید میں اضافہ ہے۔ وہی دوسری حدیث اس سے ایک لفظ ”ابن“ ساقط ہو گیا۔ درست یوں ہے: زہری بحوالہ ابن عمرو بن امیہ وہ اپنے والد سے۔ کیونکہ زہری عمرو بن امیہ سے نہیں ملے وہ تو ان کے والد جعفر سے روایت کرتے ہیں، جیسا کہ ہم وضاحت کریں گے۔

اسی طرح ابن مندہ نے کہا: عبد الرحمن بن یحییٰ نے ہمیں بحوالہ ابو مسعود، عبد الرزاق سے، وہ معمر سے وہ زہری سے وہ عمرو بن امیہ ضمیری سے وہ اپنے والد سے، فرمایا: ”میں نے دیکھا نبی ﷺ نے بکری کے کندھے کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھائی اور (نیا) وضو

نہیں کیا۔ * ابن مندہ نے کہا: اسی طرح عبدالرزاق نے روایت کیا۔ اور اسے ابراہیم بن سعد نے بحوالہ زہری، جعفر بن عمرو بن امیہ وہ اپنے والد سے، یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سلسلہ میں وہم کی نسبت اکیلے عبدالرزاق کی طرف کرنا مناسب نہیں۔ اس واسطے کہ یہ احتمال ہے کہ یہ وہم ابوسعود یا ابن ابی مسعود کو یہ حدیث بیان کرتے ہو گیا ہو جبکہ اسی روایت کو ترمذی نے محمود بن غیلان سے بحوالہ عبدالرزاق صحیح روایت کیا ہے۔

اور خود مصنف عبدالرزاق میں اسحاق دیری کی ان سے روایت میں یوں ہی درج ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن المبارک کی سند سے بحوالہ معمر روایت کیا ہے۔ اور اسی روایت کو عقیل، صالح، شعیب، یونس اور عمرو بن الحارث نے زہری سے روایت کیا ہے اور یہ سب طرق صحیح ہیں۔ پس یہ ظاہر ہوا کہ دوسری حدیث بھی عمرو بن امیہ کی مسند سے ہے۔ واللہ اعلم

۵۵۲ امیہ بن ابی الصلت الثقفی

مشہور شاعر ہے۔ ابن السکن نے اسے صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ لکھا ہے: انہوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ اور نبی ﷺ ان کی تصدیق یوں کی ہے جو ان کے بعض اشعار سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ”امیہ مسلمان ہونے ہی والا تھا۔“ * پھر محمد بن اسماعیل بن اسحاق بن اسلمیث ثقفی کی سند سے بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا سے ان کی موت کا قصہ درج کیا ہے اور عکرمہ کی حدیث بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کی کہ نبی ﷺ نے امیہ کا یہ قول شعر میں پڑھا: ”زُحِلْ اور ثور اس کے دائیں پاؤں تلے ہیں، اور نسر دوسرے پاؤں تلے جبکہ اسد انتظار میں ہے۔“ فرمایا: اس نے سچ کہا: ”حالیں عرش کی یہی صفت ہے۔“

میں کہتا ہوں: شرید بن عمرو کی سند سے صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے اشعار سننے کی فرمائش ظاہر کی، پھر فرمایا: ”قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔“ *

بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے ”امیہ بن ابی صلت مسلمان ہونے لگا تھا۔“ * امیہ کی والدہ رقیہ بنت عبد شمس بن عبد مناف ہے اسی بنا پر امیہ بن ابی صلت نے اپنے مشہور قصیدے میں مقتولین بدر کی مرثیہ خوانی کی ہے۔ چونکہ بدر میں قتل ہونے والے سرداروں مثلاً عتبہ، شیبہ جو ربیعہ بن عبد شمس کے بیٹے تھے کا رشتہ دار تھا۔ وہ دونوں اس کے ماموں زاد تھے۔ امیہ کا والد ابو الصلت بھی شاعر تھا اور اس کا بیٹا قاسم بن امیہ بھی جس کا ذکر آ رہا ہے کہ وہ صحابی ہونے کے شرف سے سرفراز ہے ابو عبیدہ کہتے ہیں: عرب کا اس پر اتفاق ہے کہ امیہ ثقیف کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ زبیر بن بکار * نے کہا: مجھے میرے چچا نے بتایا کہ امیہ نے جاہلیت میں ایک کتاب دیکھ کر پڑھی، اونی لباس پہنا (جو درویش پہنتے ہیں) اور سب سے پہلے ابراہیم، اسماعیل علیہما السلام اور حنیفہ

* مسلم کتاب الحيض باب نسخ الوضوء ما مست النار (حدیث ۳۵۴)

ابوداؤد کتاب الطهارة باب في ترك الوضوء مما مست النار (حدیث ۱۸۷)

ترمذی فی کتاب الطهارة باب ما جاء في ترك الوضوء مما غيرت النار (حدیث ۸۰) عبدالرزاق فی مصنفه (۱/۱۶۴)

* بخاری کتاب الادب با ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه (حدیث ۶۱۴۷)

* پہلا حوالہ * اس کا حوالہ بھی گزر چکا۔ * دیوان (۲۰)۔

کی یاد میں اس نے عبادت کی، شراب کو حرام قرار دیا اور بتوں سے دور رہا۔ اسے نبوت کی طمع ہونے لگی۔ اس واسطے کہ اس نے کتاب میں پڑھا تھا کہ حجاز میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ لہذا اسے امید ہونے لگی کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ پھر جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو وہ آپ سے حسد کرنے لگا، اور اسلام نہیں لایا۔ اسی نے مقتولین بدر کی مرثیہ خوانی اس قصیدہ میں کی ہے جس کا مطلع ہے:

ماذا يسدر والعنقل من مرازية ججاج

مرآة کے مصنف نے اس کے سوانح میں ابن ہشام کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ امیہ بنی مضر پر ایمان لے آیا تھا، حجاز آیا تاکہ طائف سے اپنا ساز و سامان لے کر ہجرت کرے۔ مقام بدر پر پڑاؤ کیا تو کسی نے اس سے کہا: ابو عثمان! کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں محمد (ﷺ) کا اتباع کرنا چاہتا ہوں۔ تو کسی نے اس سے کہہ دیا۔ بھلا پتہ بھی ہے کہ اس کنوئیں میں کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ وہ شخص بولا: اس میں شیبہ، عتبہ تمہارے ماموں زاد اور فلاں فلاں کی لاشیں پڑی ہیں۔ تو اس نے اپنی اونٹنی کی ناک کاٹ دی، کپڑے پھاڑ کر رونے لگا۔ وہاں سے طائف چلا گیا اور وہیں اس کی موت ہوئی۔ مصنف نے تیسرے سال کے واقعات میں یہ بات ذکر کی ہے۔

مشہور یہ ہے کہ وہ نویں سال فوت ہوا۔ اصحاب سیر و تاریخ میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ کافر ہی مرا ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ وہ اتنا زندہ رہا کہ اس نے مقتولین بدر کا مرثیہ کہا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے: کہ اسی کے بارے میں یہ آیت:

”ان سے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا“۔ (اعراف: ۱۷۵)

بعض کہتے ہیں: وہ ثقفیوں کے اسلام لانے سے پہلے طائف میں ۹ھ کو کافر ہی مر گیا۔ مرزبانی نے کہا: ابوالصلت کا نام عبداللہ بن ربیعہ بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف ہے۔ اور بعض کہتے ہیں: وہ ابوالصلت بن وہب بن علان بن ابی سلمہ ہے۔ اس کی کنیت ابو عثمان اور بعض ابوالقاسم کہتے ہیں۔ حنین کے بعد طائف کے محاصرہ میں مرا۔ طبرانی کبیر میں ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تجارت کی غرض سے نکلا، ان میں امیہ بن ابی الصلت بھی تھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس میں امیہ نے کہا کہ حجاز میں قریش کا ایک نبی مبعوث ہوگا۔ پہلے وہ یہ سمجھتا تھا وہ ہی یہ نبی ہے، یہاں تک کہ اسے اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ قریش سے ہوگا۔ اور وہ چالیس سال کے اختتام پر رونما ہوگا۔ اس نے عتبہ بن ربیعہ سے پوچھا، اس نے کہا: اس سے تمہاری عمر بڑھ گئی۔ فرماتے ہیں: جب میں مکہ واپس آیا تو دیکھا نبی ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ امیہ سے ملاقات ہوئی، مجھ سے کہا: اس کی پیروی کر لو وہ حق پر ہے۔ میں نے کہا: اور تم (پیروی نہیں کرو گے)؟ اس نے کہا: اگر ثقیف کی بچیوں کا شرم نہ ہوتا، کیونکہ میں نے ان سے کہا کہ وہ نبی میں ہوں۔ جب وہ مجھے دیکھیں گی میں بنی عبد مناف کے ایک لڑکے کی پیروی کر رہا ہوں مجھے طعنہ دیں گی۔

امیہ کے قصیدے کا یہ شعر ہے: ”دین حنفی (ابراہیمی) کے سوا ہر دین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جھوٹا قرار پائے گا۔“ دوسرے قصیدے کا شعر ہے: ”اے میرے رب! مجھے ہمیشہ کافر نہ کرنا، اور میرے دل کی اندرونی حالت کو ہمیشہ (زمانہ ہجر) ایمان سے منور کر دے۔“

اس طرح کی باتیں اس کے اشعار میں بکثرت ہیں۔ اسی بنا پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اس کے اشعار پر از ایمان تھے اور اس کا دل کافر تھا۔“

”نوادر“ میں ابن الاعرابی نے ذکر کیا ہے کہ امیہ کسی سفر میں نکلا، پھر یہ قصہ ذکر کیا کہ اس نے ایک بوڑھا جن دیکھا۔ امیہ سے اس نے کہا: تیرے پاس جن آتا ہے، وہ کس جانب سے تمہارے پاس آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے بائیں کان سے۔ اس نے کہا، وہ تجھے کیا پہننے کا کہتا ہے؟ اس نے کہا: کالا لباس۔ اس نے کہا: یہ جنوں کا خطیب تھا۔ قریب تھا کہ تم نبی بن جاتے لیکن نہ بن پائے۔ نبی کے پاس وحی لانے والا اس کے دائیں کان کی طرف سے آتا ہے اور اسے سفید لباس پہننے کو کہتا ہے۔

عمر بن شہبہ نے اپنی سند سے زہری سے ذکر کیا ہے کہ امیہ اپنی بہن کے گھر گیا۔ (آرام کے وقت) اس کی چار پائی پر سویا ہوا اس کے پاس دو پرندے آئے، ان میں سے ایک پرندہ اس کے سینے پر آ بیٹھا اور چیر کر اس کا دل نکال لیا۔ دوسرے پرندے نے پہلے سے کہا: اس نے یاد کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا (حق) قبول کیا ہے؟ اس نے کہا: انکار کیا ہے۔ تو اس نے دل واپس اپنی جگہ رکھ دیا۔ اس کے بعد امیہ اٹھا اور کسی چیز کے پیچھے اپنی نگاہ لگالی۔ اور کہنے لگا: میں یہاں ہوں، میں یہاں ہوں۔ دیکھو میں تمہارے سامنے ہوں۔ تو وہ دونوں واپس آئے اور اس طرح تین مرتبہ کیا۔ تیسری مرتبہ اس نے یہ اضافہ کیا: ”اے اللہ! اگر تو بخش دے تو سب کچھ معاف کر دے۔ تیرا کون سا بندہ ہے جس سے لغزش نہیں ہوئی۔ اور پھر چھت بند ہو گئی۔ امیہ اپنا سینہ ملتے ہوئے اٹھا۔ بہن نے کہا: بھیا! کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: کچھ نہیں، بس اپنے سینے میں ایک حرارت سی محسوس کرتا ہوں۔“

زبیر اپنے چچا مصعب بن عثمان سے وہ ثابت بن زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ جب امیہ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو کہنے لگا: میری موت قریب آ گئی، مجھے پتہ ہے کہ دین ابراہیمی برحق ہے لیکن محمد (ﷺ) کے بارے مجھے شک ہوا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: جب بالکل مرنے لگا تو کچھ دیر بے ہوش رہ کر، ہوش میں آ کر کہنے لگا: میں حاضر ہوں۔ میں تم دونوں کے سامنے حاضر ہوں۔ پھر سابقہ بات جیسی بات ذکر کی۔ پھر وہ مر گیا اور نبی ﷺ پر ایمان نہیں لایا۔

۵۵۳ امیہ بن سعد قرشی

ابوزکریا ابن مندہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور خلف بن عامر کی سند سے بحوالہ فضل بن سہل الاعرج، نصر بن عطاء واسطی سے وہ ہمام سے وہ قتادہ سے وہ عطاء سے وہ امیہ قرشی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”میرے قاصد جب تمہارے پاس پہنچ جائیں تو انہیں اتنی زر ہیں دے دینا۔“ میں نے کہا: عاریہ (مانگے پر لی ہوئی چیز) تو قابل واپسی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ذیل میں ابو موسیٰ فرماتے ہیں: ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ ابو عاصم نے اسے فضل بن سہل الاعرج سے اسی سند کے ذریعہ روایت کیا ہے۔ تو کہا: عن عطاء عن یعلیٰ بن صفوان بن امیہ عن ابیہ، اسی طرح حبان بن ہلال نے یہ روایت بحوالہ ہمام نقل کی ہے۔ حدیث صفوان بن امیہ کی روایت سے محفوظ اور مشہور ہے۔ اور امیہ بن صفوان بن امیہ بحوالہ ان کے والد بھی مروی ہے جو ابوداؤد اور نسائی کے ہاں درست مرقوم ہے۔

کنز العمال (حدیث ۱۵۲۴۱) تہذیب تاریخ دمشق (۱۲۴/۳) فتح الباری (۱۵۴/۷) التمهید لابن عبد البر (۷/۴)
ابوداؤد کتاب الاجارۃ باب فی تضمین العاریۃ (حدیث ۳۵۶۶) ایضاً (۳۵۶۲)

۵۵۴ امیہ بن عبداللہ بن خالد

بن اسید۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ”امیہ بن خالد“ میں ہم پہلے کلام کر چکے ہیں۔

۵۵۵ امیہ بن عبداللہ بن عمرو

بن عثمان: عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا فرماتے ہیں فضل بن سہل نے بحوالہ یزید بن ہارون، عبد الملک بن قدامہ، ہمیں بتایا انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے نقل کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا: آج اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا تکبر آباء و اجداد کی تعظیم (کا فخر) ختم کر دیا۔ اب دو ہی قسم کے لوگ ہیں۔ نیکو کار و پرہیزگار جسے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و مقام حاصل ہے اور بدکار و بد بخت جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بے وقعت ہے۔ (حدیث)

ابو موسیٰ کہتے ہیں: یہ عبداللہ بن دینار کی بحوالہ عبداللہ بن عمر کی مشہور حدیث ہے اور عبد الملک بن قدامہ کی جو عبداللہ بن دینار سے روایت کرنے میں مشہور ہیں۔ مجھے معلوم نہیں یہ کیسے پیش آ گیا؟

میں کہتا ہوں: اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ عبداللہ بن دینار کی بحوالہ عبداللہ بن عمر حدیث ہے جبکہ امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان تبع تابعین سے ہیں۔ ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح بخاری نے ذکر کیا ہے کہ وہ مکرمہ سے روایت لیتے ہیں۔ خلیفہ کا قول ہے ۱۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۵۵۶ امیہ بن علی

ابن مندہ اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے جس میں لفظی غلطی اور اسقاط پایا گیا، ان کا ذکر کیا ہے چنانچہ یحییٰ فراء کی سند سے بحوالہ ابن عیینہ، عمرو بن دینار سے وہ عطاء سے وہ امیہ بن علی سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ آیت: ”وہ پکاریں گے اے مالک!“ پڑھتے سنا۔ ابن مندہ کہتے ہیں درست روایت وہ ہے جو ابن عیینہ کے شاگردوں نے عمرو سے بحوالہ صفوان بن یعلیٰ بن امیہ ان کے والد سے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۵۵۷ (ز) امیہ بن عمرو

بن وہب بن معتب بن مالک الشقی درست عمرو بن امیہ میں آئے گا۔

تجربہ (۲۹/۱) ترمذی کتاب التفسیر، تفسیر سورة الحجرات (۳۲۷۰)

الثقات (۷۰/۶) اسد الغابۃ (ت ۲۳۶) سورة الزخرف (۷۷)

بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا قال احدکم (آمین ۳۲۳۰)، مسلم باب رفع الصوت فی الخطبة حدیث (۲۰۰۸)

ابوداؤد کتاب الحروف والقراءات باب ۱ حدیث (۳۹۹۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۳۶)

۵۵۸ امیہ

عمر بن عثمان ثقفی کے دادا، * مدینہ کے رہنے والے ہیں ان کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی اور کچھڑ کے ساتھ اپنی سواری پر اشارہ کرتے ہوئے نماز پڑھی جس میں سجدہ رکوع سے زیادہ جھکاؤ سے تھا۔ اسی طرح ابن عبد البر * نے نقل کیا ہے وہم ہے، جبکہ ترمذی * مذکورہ حدیث کثیر بن زیاد کی سند سے بحوالہ عمرو بن عثمان بن یعلیٰ بن مرہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں کسی تنگ جگہ پہنچے جہاں نماز کے وقت بارش شروع ہو گئی۔ حدیث۔ ترمذی فرماتے ہیں غریب روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: سند میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے صحابی یعلیٰ بن مرہ ہیں نہ کہ امیہ۔ البتہ طبرانی نے اسے اپنی معجم میں روایت کرتے ہوئے کہا ہے: عمرو بن عثمان بن یعلیٰ بن امیہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں تو یہ امیہ کے ذکر کرنے وہم ہے۔ صحیح ”مرہ“ ہے۔ بہر کیف صحابی یعلیٰ ہیں نہ کہ امیہ اگر یعلیٰ کے والد امیہ کے لیے روایت کرنا ثابت بھی ہو جائے تو وہ امیہ ہوں گے جن کا قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۵۹ امیہ بن ابی مرثد الانصاری

کچھ لوگوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے جو وہم ہے اسما عیسیٰ یحییٰ بن سعید کی سند میں فرماتے ہیں: علی بن محمد عسکری ہمیں بحوالہ ابراہیم بلدی۔ وہ ابوصالح سے، بحوالہ لیث روایت کرتے ہیں فرمایا: یحییٰ بن سعید نے خالد بن ابی عمران کو بحوالہ مسعود لکھا کہ امیہ بن ابی مرثد انصاری نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا۔“ (حدیث) میں یوں ہی ہے، درست انس بن ابی مرثد ہے اسی طرح امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر * میں ابوصالح سے صحیح نقل کیا ہے۔ قسم انس بن ابی مرثد کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

باب الالف جس کے بعد نون ہے

۵۶۰ انس بن اسید *

بن ابی انس بن زینم الکنانی دعیل بن علی نے طبقات الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ شعراء نے مدح سرائی میں جو کلام ہے اس میں ان کا کلام سب سے سچا ہے: کسی اونٹنی پر محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی پاکدامن اور وفادار شخص سوار نہیں ہوا۔ میں کہتا ہوں: یہ شعر انس بن زینم کے قصیدے کا ہے جن کا تذکرہ میں نے قسم اول میں صحیح جگہ کیا ہے۔ ابواناس ان بھائی ہیں نہ ان کے دادا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

* اسد الغابۃ (ت ۲۳۷) الاستیعاب (ت ۷۶) * الاستیعاب (۱/۱۹۶) ترمذی کتاب الصلاة باب ماجاء فی الصلاة علی الدابة (حدیث)

* مسند احمد (۱/۱۶۹) المعجم الکبیر (۴/۲۴۹) * التاریخ الکبیر (۳/۱۵۳) * تجرید (۱/۳۰)

۵۶۱ انس بن ام انس

بغوی اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور محمد بن اسماعیل کی سند سے بحوالہ یونس بن عمران بن ابی قیس، انہوں نے اپنی دادی ام انس سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کو رفیق اعلیٰ عطا فرمائے اور مجھے آپ کے ساتھ رکھے۔ انس کی والدہ نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی (ایسا) عمل بتادیں۔ فرمایا: نماز نہ چھوٹے۔ (حدیث) بغوی نے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

یہ ایک غلطی ہے جو صرف ایک لفظ کے ساقط ہو جانے سے پیدا ہوئی۔ صحیح یہ ہے کہ ام انس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کوئی عمل..... ایسا ہی طبرانی نے اپنی معجم میں ام انس کے سوانح میں درج کیا ہے اور کہا ہے: یہ انس بن مالک کی والدہ نہیں۔ واللہ اعلم

۵۶۲ انس بن رافع

ابو الحیسر الاوی، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مکہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ان لوگوں کے پاس ریف لے گئے تو یہ سب مسلمان ہو گئے پھر سلمہ بن الفضل کی سند سے بحوالہ ابن اسحاق، حصین بن عبد الرحمن سے وہ محمود بن لبید، یہی روایت نقل کرتے ہیں۔ اور ابن اسحاق نے مغازی میں جو سند ذکر کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام نہیں لائے۔ وہ راقصہ ایاس بن معاذ کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ ابن مندہ کا یہ کہنا کہ ”وہ نبی ﷺ کے پاس آئے“ اس میں تاثر ہے۔ ابو الحیسر بن عبد اللہ اشعل کے چند نو جوانوں سمیت قریش سے خزرج کے خلاف معاہدہ طلب کرنے آئے تھے۔ وہاں ان کے پاس نبی ﷺ اسلام کی دعوت دینے آئے تھے۔ اس وقت یہ لوگ اسلام نہیں لائے اور واپس چلے گئے پھر ان میں مشہور جنگ ”بعاث“ ہوئی۔ ابو الحیسر کا ایک بیٹا ہے جو بدر میں شریک رہا اور ایک بیٹی تھی جس سے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی جس کی وجہ سے پ علیہ السلام نے فرمایا: ”ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی (کے گوشت) سے ہو“۔

۵۶۳ انس بن عبد اللہ

بن ابی ذباب۔ ابن ابی عاصم نے اور علی بن سعید عسکری نے ان کی پیروی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ ابو زکریا بن مندہ نے ان سے ان کے دادا کا استدراک کیا اور عسکری کا حوالہ دیا ہے اور ان کی کوئی روایت پیش نہیں کی۔ ہو سکتا ہے ان کی مراد انس بن عبد اللہ بن ابی ذباب ہو۔

میں کہتا ہوں: وہ یقیناً وہ ہی ہیں جس کا بیان یہ ہے کہ ابن ابی عاصم نے کہا: ہم سے محمد بن ثنی نے بحوالہ ابو الولید، یمان بن کثیر سے وہ زہری سے انہوں نے عبید اللہ سے وہ حضرت انس بن عبد اللہ بن ابی ذباب سے نقل کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندیوں کو مت مارا کرو“۔ (حدیث)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۳) المعجم (حدیث ۳۵۹/۲۵) السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۵۲/۲، ۵۳)
اسد الغابۃ (ت ۲۵۳) تجرید (۳۰/۱) الاحاد والمثنائی (حدیث ۱۸۶/۵)

ابن ابی عاصم نے بالکل اسی سند سے ایاس بن عبداللہ کے سوانح میں یہ روایت نقل کی ہے جو صحیح ہے۔ اسی طرح اصحاب السنن وغیرہ نے ایاس سے روایت کی ہے نہ کہ انس سے۔

۵۶۳ انس بن مالک

عبدالاشہل کے ایک فرد ہیں بعض نے انہیں انس بن مالک کعمی قشیری سے جدا کر کے ذکر کیا ہے اور سند میں وہ روایت پیش کی ہے جسے ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے حوالہ سے، وکیع سے وہ ابوہلال سے وہ عبداللہ بن سوادہ سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا: ”آؤ کھانا کھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ ہائے افسوس! میں نے رسول اللہ ﷺ کے کھانے سے کیوں نہ کھایا۔ اسی روایت کو ابن ماجہ نے علی بن محمد طنافسی سے بحوالہ وکیع طویل روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: بنی عبداللہ بن کعب کے ایک شخص سے روایت ہے۔ ایسا ہی امام ترمذی رحمہ اللہ نے ابوکریب سے بحوالہ وکیع اور ابوداؤد نے شیبان بن فروخ سے بحوالہ ابوہلال روایت کیا ہے جو درست ہے۔ انس بن مالک کعمی کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے۔

باب الالف جس کے بعد ہاء ہے

۵۶۵ اہبان الغفاری

ابوزر رضی اللہ عنہ کے بھانجے، مشہور تابعی ہیں۔ ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کر کے فرمایا: بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ انہیں صحابی شمار کرنا صحیح نہیں وہ تو ابوزر سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حمید بن عبدالرحمن۔ میں کہتا ہوں: ابن مندہ سمجھے کہ بخاری نے کہا کہ اہبان بن مثنیٰ وہی اہبان، ابوزر کے بھانجے ہیں میں نے جو ”تاریخ“ میں دیکھا ہے تو وہ دونوں میں فرق دیکھا ہے۔ ہاں البتہ ابن حبان نے انہیں ایک کر دیا ہے۔ صحیح یہی ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

۵۶۶ اوس بن اویس

ابوجعفر طحاوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ عمرو بن عبداللہ، عبدالملک بن المغیرہ طائفی کے حوالہ سے اوس بن اوس یا اوس بن اویس کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں آدھا مہینہ قیام کیا، میں نے

ابوداؤد کتاب النکاح باب ضرب النساء (۲۱۴۶) ابن ماجہ کتاب النکاح باب ضرب النساء (۱۹۸۵)

اسد الغابۃ (ت ۲۵۷) الاستیعاب (ت ۸۵) تجرید (۳۱/۱)

ابوداؤد، کتاب الصیام (۲۴۰۸) ترمذی کتاب الصوم (۷۱۵) ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ (۳۲۹۹)

اسد الغابۃ (ت ۲۸۱) الاستیعاب (۱۰۰) تجرید (۳۴/۱)

الاستیعاب (۲۰۴/۱)

الثقات (۱۷/۳)

دیکھا کہ آپ ﷺ تسوں والے جوتے پہن کر نماز پڑھ رہے تھے۔

میں کہتا ہوں: مجھے لگتا ہے کہ یہ اوس بن ابی اوس ثقفی ہیں جن کا ذکر گزشتہ قسم میں ہو چکا ہے۔ ان کے والد قیس کے نام میں لوگوں کو وہم ہو گیا ہے۔ اسی روایت کو شعبہ نے نعمان بن سالم سے روایت کیا، فرماتے ہیں: میں نے اوس بن ابی اوس کے پوتے سے سنا، فرماتے ہیں: میرے دادا جب نماز پڑھنے لگتے، فرماتے مجھے جوتے دو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتوں میں (پاؤں والے ہی) نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

۵۶۷ اوس بن بشیر

ایک یمنی شخص جن کے متعلق کہا جاتا ہے وہ حیشان کے تھے، نبی ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ ان کی حدیث لیث بن سعد کے ہاں عامر حیشانی سے ملتی ہے۔ ایسا ہی ابن عبد البر نے ابن ابی حاتم کی پیروی میں ذکر کیا ہے۔ جس میں کئی اوہام ہیں انہیں ہم بیان کرتے ہیں: انہوں نے ابن بشیر کہا۔ جو ابن بشر ہے، انہوں نے کہا: وہ حیشان سے ہیں۔ جبکہ وہ معافری ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ تو وہ نہیں آئے تھے بلکہ انہوں نے حیشان کے ایک شخص کا قصہ نقل کیا ہے وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا: عامر حیشانی تو وہ بھی معافری ہیں۔

اس حدیث کو ابو موسیٰ نے ذیل میں عبد اللہ بن صالح کی سند سے بحوالہ لیث، عامر بن یحییٰ سے انہوں نے اوس بن بشیر سے جو یمنی اور قبیلہ حیشان سے تعلق رکھتے ہیں سے نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ عرض کیا ہمارے ہاں مکئی کا ایک مشروب ہے جسے ہم لوگ مزر کہتے ہیں۔ (کیا اسے پی لیا جائے؟) فرمایا: کیا اس میں نشہ ہوتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ”تو پھر سے نہ پیا کرو۔“

ابو موسیٰ نے کہا: یہی حدیث دیلم حیشانی سے مروی ہے، میرے خیال میں انہوں نے پوچھا تھا۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اوس بن بشر معافری، مصریوں میں ان کا شمار ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کے فیض یافتہ ہیں ان سے عامر بن یحییٰ معافری، واہب بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے عقبہ بن عامر سے سنا۔ ایسا ہی ابن حبان نے انہیں ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔

۵۶۸ اوس بن ثابت الانصاری

طبرانی نے ان میں اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس بن ثابت میں فرق کیا ہے، حالانکہ وہ وہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کے سوانح میں عروہ سے روایت کیا ہے، بنی عمرو بن مالک بن نجار کے وہ لوگ جو بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ اور بدر میں اوس بن ثابت بن المزد رہی شریک تھے۔ اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے وہ حضرات جو بدر میں شریک تھے۔ ان میں اوس بن

المعجم الكبير (حدیث ۲۱۹/۱) مجمع الزوائد (حدیث ۲۲۵۰) مجمع الزوائد (۲۲۵۲)

اسد الغابة (ت ۲۸۹) الاستيعاب (ت ۱۱۰) تجرید (۳۴/۱) الاستيعاب (۲۰۸/۱) الجرح والتعديل (۳۰۵/۲)

مسند احمد (۲۳۲/۴) التاريخ الكبير (۱۹/۲) الثقات (۴۴/۴) اسد الغابة (ت ۲۹۰) الاستيعاب (ت ۱۰۳) تجرید (۳۴/۱)

المعجم الكبير حدیث (۲۳۱/۱)

ثابت بن المنذر بھی تھے۔ جن کی صلیبی اولاد نہیں۔

اصل میں طبرانی کو دو وجہ سے اشتباہ ہو گیا۔ اول: انہوں نے اوس بن ثابت حضرت حسان کے برادر کا نسب بیان نہیں کیا۔ دوم: انہوں نے کہا وہ شداد کے والد ہیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ کے قول کو دیکھا کہ ان کی اولاد نہیں، تو یہ حکم لگا دیا کہ یہ اور ہیں۔

۵۶۹ اوس بن حارثہ

بن لام بن عمرو بن ثمامہ بن عمرو بن طریف الطائی، ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور قسم اول میں پہلے گزر چکا ہے کہ انہیں اوس بن حارثہ کے بارے میں وہم ہوا ہے۔ مرزبانی نے انہیں معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ وہ جاہلی شاعر ہیں۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ ہانی بن قبیصہ بن اوس بن حارثہ بن لام، نصرانی تھے۔ ان کے نکاح میں ان کی نصرانی چچا زاد تھی جو اسلام لے آئی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں تفریق کر دی۔ اگر اوس بن حارثہ مسلمان ہوئے ہوتے تو ان کے پوتے عیسائی کیوں رہتے؟ ابو حاتم جستانی نے ”معمّرين“ میں لکھا ہے: اوس بن حارثہ بن لام دو سو بیس (۲۲۰) سال زندہ رہے یہاں تک کہ حواس باختہ ہو گئے اور ان کی سماعت و عقل جاتی رہی۔ وہ اپنی قوم کے رئیس تھے۔ یہ بات ابن کلبی نے اپنے والد کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔ فرمایا ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے بیٹے انھیں کھلے میدان میں بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے گئے اور وہ اسی عالم میں فوت ہو گئے۔ اسی سے ان لوگوں کو آج تک برا بھلا کہا جاتا ہے۔ اس سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے کہ انہوں نے اسلام کا دور نہیں پایا ہے۔

۵۷۰ اوس بن عرابہ

درست عرابہ بن اوس ہے جیسا کہ اوس بن ثابت کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۵۷۱ اوس بن محجن

ابو تمیم اسلمی، ابو موسیٰ اور ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد مسلمان ہوئے۔ ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ وہ تو اوس بن حجر ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۵۷۲ اوس المزنی

ابن قانع نے ایسے ہی ز اور نون سے ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر وغیرہ نے ان کا استدراک کیا، تو انہیں وہم ہو گیا، وہ تو اور المرئی را اور ہمزہ سے ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۵۷۳ اوس بے نسبت

ابن قانع نے ان کا بھی ذکر کیا ہے اور ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ عبد ربہ بن سعید بن یعلیٰ بن اوس سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ریاء کو شرک اصغر میں شمار کرتے تھے۔ یہ غلط ہے۔ جو حذف ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۲۹۵) * المعمرین (۴۵) * اسد الغابۃ (۱/۱۷۴) * اسد الغابۃ (ت ۳۲۷)

طبرانی فی المعجم الكبير (حدیث ۷/۷۱۶۰) مجمع الزوائد (۱۰/۲۲۲)

غلط ہوا وہ اس طرح کہ یہ حدیث تو یعلیٰ بن شداد بن اوس کی روایت سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ تو اس کے صحابی شداد بن اوس ہوئے۔ جب اس روایت میں یعلیٰ کو اپنے دادا اوس کی طرف منسوب لکھا دیکھا تو ابن قانع نے یہ سمجھ لیا کہ بظاہر ایسا ہی ہے۔ جبکہ حدیث شداد بن اوس سے کئی طرق سے مشہور ہے۔ اسی وجہ سے طبرانی نے یہ روایت یعلیٰ بن شداد بن اوس بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۵۴۴ ایاس بن عبد اللہ البہزی

ان سے عبد اللہ بن یسار (سیار) روایت کرتے ہیں۔ حنین میں شریک تھے۔ مسند طیالسی * میں ان کی حدیث ہے۔ ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید * میں ایسا ہی لکھا ہے۔

علامہ تقی بن مخلد نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ پھر ایاس بن عبد الفہر ی کو بغیر نسبت کے ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ دونوں ایک ہیں، اسد الغابہ * میں جو ہیں وہ ایاس بن عبد اللہ الفہری (راء اور فاء سے) ہیں، جن کی روایت عبد اللہ بن یسار لیتے ہیں۔ پھر مسند طیالسی کی سند کو بحوالہ ابو عبد الرحمن الفہری تک پہنچا کے بغیر نام کی حدیث پیش کی، پھر فرمایا: یہ روایت ابن عبد البر، ابن مندہ اور ابو نعیم * نے نقل کی ہے۔ لیکن ابن عبد البر نے کہا، ایاس بن عبد، بغیر نسبت کے، لہذا یہ ظاہر ہوا کہ انہیں دو شمار کرنا وہم ہے۔ اور وہ فاء اور را سے ہے جیسا کہ مسند طیالسی میں ہے۔ اور حدیث بیان کرتے ہوئے نام نہیں لیا، ان کے نام میں اختلاف ہے جیسا کہ کنتوں میں آئے گا۔

۵۴۵ ایاس بن مالک

بن اوس بن عبد اللہ بن حجر اسلمی۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ سراج نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے جبکہ وہ تابعی ہیں، پھر ان کی مرسل حدیث نقل کی ہے ادھر ابو نعیم نے ابن مندہ کو ان کے ذکر پر معیوب کیا ہے۔ اس لیے کہ تاریخ سراج میں جو مذکورہ سند سے مروی ہے وہ ایاس بن مالک بن اوس بحوالہ ان کے والد ہے۔ ابو نعیم * نے کہا: ابن مندہ کا بیان کردہ نسب جو سراج سے انہوں نے لیا ہے سراپا وہم ہے اور وہ اس سے بری الذمہ ہیں۔ ابن اشیر * کہتے ہیں کہ ابن مندہ نے مجھے خود بتایا کہ وہ تابعی ہیں۔ تو اب ان پر کوئی عیب نہ رہا، صرف یہ کہ انہوں نے سراج کی تاریخ سے برخلاف نقل کیا ہے۔

۵۴۶ ایاس بن معاویہ المزنی

طبرانی نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے، ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ اور طبرانی * کے طریق سے اپنی سند سے بحوالہ

* اسد الغابہ (ت ۳۴۰) * مسند طیالسی (۱۳۷۱/۲) * تجرید اسماء الصحابة (۳۹/۱) * ابن الاثیر (۱۸۱/۱)

* معرفة الصحابة (۲۳۰/۲) * اسد الغابہ (ت ۳۴۶) * تجرید (۴۰/۱) * معرفة الصحابة (۳۳۲، ۳۳۱/۲)

* اسد الغابہ (۱۸۳/۱) * اسد الغابہ (۱۸۳/۱) * معجم الکبیر (۲۷۱/۱)

ابن اسحاق رحمہ اللہ، عبد الرحمن بن حارث سے انہوں نے ایاس بن معاویہ مزی سے نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات میں نماز ضروری ہے چاہے بکری یا اونٹنی کے دودھ دوہنے کی مقدار ہو۔ عشاء کی نماز کے بعد جو (نفل) نماز پڑھی جائے گی وہ رات کی نماز ہوگی۔

جس نے انہیں صحابی شمار کیا ہے اسے وہم ہوا ہے حالانکہ وہ چھوٹے تابعی ہیں اسی سے ان کی شہرت ہے وہ قاضی ایاس ہیں جو ذہین ہونے میں مشہور ہیں ان کے دادا ایاس بن ہلال بن رباب کا ذکر گزر چکا ہے، اور قرہ بن ایاس ان کے بیٹے کا ذکر قاف میں آئے گا ابو نعیم نے یہ سمجھا ہے کہ مذکورہ حدیث انہی ایاس بن ہلال کی ہے۔ تو انہوں نے ان کے گزشتہ سوانح میں وہ روایت پیش کی ہے یہ غلطی ہے۔ کیونکہ قرہ کے بیٹے کی روایت نہیں۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ابوموسیٰ نے کہا: یہ حدیث ایاس بن معاویہ بن قرہ کی روایت سے بحوالہ انس اور تابعین سے روایت کی جاتی ہے۔ صحابی ہونے کا شرف تو ان کے دادا قرہ کو حاصل ہے چہ جائیکہ ان کے والد معاویہ کو۔ میں کہتا ہوں: ایاس بن معاویہ کا انتقال ایک سو اکیس ۱۲۱ھ میں اور بعض کہتے ہیں ۱۲۲ھ اور بعض کا قول ہے کہ وہ ابھی چالیس سال کے نہیں ہوئے تھے۔

۵۷۷ ایاس بے نسبت

خطیب کا قول ہے: مجھے ابوبکر الحرشی نے بحوالہ اصم، ابو عتبہ سے انہوں نے بقیہ سے انہوں نے اسمعیل سے انہوں نے عبد اللہ سے بتایا وہ ایاس سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ ”اللہ تعالیٰ بغیر عمل کے قول، اور بغیر نیت کے قول و عمل اور سنت تک رسائی کے بغیر قول، عمل اور نیت کو قبول نہیں کرتا۔“

ایسا ہی ابن الجوزی نے اپنی کتاب ”التحقیق“ کے آغاز میں نقل کیا ہے۔ ابن عبد الہادی نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: ان کا یہ کہنا ”ایاس“ سند میں غلطی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابان نے انس سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابن عسا کرنے اپنی امالیہ میں نقل کیا ہے۔

۵۷۸ ایف بن عبد الکلاعی

چھوٹے تابعی ہیں۔ ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے فرماتے ہیں: اسماعیلی نے انہیں صحابہ میں نقل کیا ہے اسماعیلی کہتے ہیں: ہمیں احمد بن حسن بن عبد الجبار نے بحوالہ حکم بن موسیٰ، ولید بن مسلم، صفوان بن عمرو بیان کیا کہ انہوں نے ایف بن عبد الکلاعی کو حص میں منبر پر فرماتے سنا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کر چکے گا تو جنتیوں سے کہے گا: تم زمین میں کتنے سال رہے۔“ (حدیث)

ابو یعلیٰ نے یثیم بن خارجہ سے بحوالہ ولید روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ اس کی سند کے رجال ثقہ ہیں۔ البتہ روایت مرسل یا معطل ہے۔ ایف کا کسی صحابی سے سماع صحیح نہیں۔ ابن ابی حاتم نے ان کی روایت راشد بن سعد سے لی ہے۔ داری

اتحاف السادة المتقين (۳۴/۱۰) * اسد الغابۃ (ت ۳۵۰) * جامع المسانید والسنن (۴۴۷/۱) ۴۴۸

سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل اول سورة البقرة و آية الكرسي (۴۴۷/۲)

نے اپنی مسند میں فرمایا: ہمیں یزید بن ہارون، بحوالہ حریر بن عثمان، ایفح بن عبد سے نبی ﷺ سے آیت الکرسی کی فضیلت بتائی ہے۔ یہ روایت بھی مرسل یا معضل ہے۔

۵۷۹ ایمن بن یعلیٰ

ابوثابت ثقفی، مشہور تابعی ہیں، یہ یعلیٰ کے بیٹے ہیں۔ البتہ انہیں ان سے روایت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ہمیں محمد بن ایوب بن حبیب اور خثیمہ بن سلیمان نے بحوالہ ہلال بن العلاء وہ اپنے والد اور عبد اللہ بن جعفر سے ان دونوں سے عبید اللہ بن عمرو نے یزید بن ابی انیسہ، اسماعیل بن ابی خالد سے وہ شععی سے وہ ابوثابت ایمن بن یعلیٰ ثقفی سے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے بالشت برابر بھی زمین کا حصہ دبایا یا خیانت کی تو وہ قیامت کے روز سب سے نچلی زمین تک اپنی گردن پر اٹھائے آئے گا۔“

ابن مندہ کہتے ہیں ایسا ہی عمرو بن زرارہ نے عبید اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے اور ایک جماعت نے عبید اللہ بن عمرو سے روایت کیا تو درمیان سے شععی کے واسطے کو ساقط کر دیا۔ علی بن معبد نے اسے عبید اللہ بن عمرو سے روایت کیا تو فرمایا: ابوثابت سے بحوالہ یعلیٰ بن مرہ ثقفی مروی ہے۔ اسی طرح ابو یعفر سے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے جن میں ابوثابت عن یعلیٰ ہے اور یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: بغوی نے عمرو بن زرارہ سے علی بن معبد جیسی روایت نقل کی اور ایمن ابوثابت یعلیٰ مذکور اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اسی بات کو بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ حدیث ابو یعفر کی روایت سے بحوالہ ایمن ابوثابت نقل کی فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث یعلیٰ سے سنی ہے۔ اور اپنی صحیح میں ربیع بن عبد اللہ بحوالہ ایمن، یعلیٰ بن مرہ سے درج کی ہے۔

۵۸۰ (ن) ایمن کچھ لوگ کہتے ہیں: یہ ابو مرثد کا نام ہے۔

۵۸۱ ایمن بے نسبت

ان کی ایک مرسل روایت ہے کعب کی اہلیہ کے بیٹے تیج اور خود کعب سے روایت کرتے ہیں ان سے عطاء اور مجاہد روایت کرتے ہیں، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ زبیر یا ابن زبیر کے غلام تھے۔ نسائی کہتے ہیں: میرے خیال میں وہ صحابی نہیں ہیں۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں منصور کی سند بحوالہ حکم، مجاہد اور عطاء سے وہ ایمن حبشی سے روایت کناں ہیں فرمایا: ”چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا“ مرسل روایت ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: جس کا یہ خیال ہو کہ وہ ایمن بن ام ایمن، اسامہ بن زید کے ماں شریک بھائی ہیں تو اسے وہم ہوا ہے کیونکہ وہ تو حنین میں شہید ہو گئے تھے۔ دارقطنی نے کہا: سرقہ کی حدیث کے راوی ایمن تابعی ہیں انہوں نے نہ نبی ﷺ کو اور نہ آپ کے بعد کے خلفاء کو دیکھا ہے۔ کسی نے کہا: وہ ایمن حبشی عبد الواحد بن ایمن بنی مخزوم کے غلام ہیں جن کا ذکر امام بخاری نے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اسد الغابۃ (ت: ۳۵۴) تجرید (۴۱/۱)۔ مسند احمد (۱۷۳/۴) المعجم الکبیر (۶۹۳/۲۲) جامع المسانید والسنن (۴۵۳/۱)۔
التاریخ الکبیر (۲۶/۲) الجرح والتعذیل (۳۱۹/۲) تاریخ البخاری (۲۵/۱)۔

حرف الباء

قسم اول جو ایسے لوگوں کی معرفت پر مشتمل ہے جن کی کوئی روایت آئی یا کوئی ایسا ذکر آیا جس سے ان کے

صحابی ہونے کا پتہ چلے، چاہے اس کی سند صحیح ہو یا نہیں، ساتھ اس کا بھی بیان ہوگا

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۵۸۲ باذام

خادم نبی ﷺ بغوی نے ان کا نبی ﷺ کے غلاموں میں ذکر کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے ان کی پیروی کی ہے۔

۵۸۳ باقوم

انہیں باقول (لام اور قاف سے) نجار (ترکھان) بنی امیہ کے غلام بھی کہا جاتا ہے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں لکھا ہے: ہمیں ابراہیم بن ابی یحییٰ نے بحوالہ صالح توأمہ کے غلام نے بتایا کہ باقول عاص بن امیہ کے غلام تھے۔ انہوں نے جھاؤ کی لکڑی سے رسول اللہ ﷺ کا منبر تین درجات والا بنایا، اس کی سند ضعیف اور یہ روایت مرسل ہے۔

اسی طریق سے ابن مندہ نے اسے نقل کیا ہے اور ابن السکن نے اسحاق بن ادریس کی سند سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں ہمیں ابواسحاق نے بحوالہ باقول بتایا کہ انہوں نے منبر بنایا پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن السکن نے کہا: میرے خیال میں ابواسحاق ابراہیم بن ابی یحییٰ ہیں اور صالح وہی توأمہ کے غلام ہیں۔ یہ روایت ہمیں اسی طریق سے پہنچی ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے۔ اس روایت کو ابو نعیم نے محمد بن اسماعیل مسمولی۔ جو ایک ضعیف راوی ہے کی سند سے بحوالہ ابوبکر بن ابی سیرۃ، توأمہ کے غلام صالح سے فرماتے ہیں مجھے سعید بن العاصی کے غلام باقوم نے بتایا: میں نے جنگلی جھاؤ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا۔ ایک نشست گاہ اور دو درجے۔ ایسے ہی انہوں نے یہ روایت متصل بھی ذکر کی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے منبر بنانے والے شخص کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے جسے میں نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے۔ سہل بن سعد کی صحیح حدیث میں ہے کہ وہ انصار کی ایک عورت کا خادم تھا لیکن اس میں کوئی منافاة نہیں کہ وہ بنی امیہ کا غلام تھا اور ایک انصاری عورت کا خادم تھا اس واسطے کہ یہ احتمال ہے کہ اس نے ہجر کے بعد عورت کے ہاں ملازمت اختیار کی ہو اور اسی سے اس کی شہرت ہو گئی ہو۔

تجريد (۴۲/۱) * اسد الغابة (ت ۳۵۸) الاستيعاب (ت: ۲۳۲)

جامع المسانيد و السنن (۳/۲) اسد الغابة (۱۹۰/۱) الاستيعاب (۲۶۸/۱)

ابن عیینہ نے اپنی جامع میں عمرو بن دینار سے بحوالہ عبیدہ بن عمیر نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قریش کے لئے کعبہ تعمیر کیا اس کا نام ”باقوم“ تھا وہ روم کا رہنے والا تھا۔ وہ ایک بحری جہاز میں تھا جسے ہوائی دباؤ نے روک لیا۔ قریش اس کی طرف نکلے اور اس جہاز کی لکڑیاں پکڑ لیں۔ اور بعد میں اس سے کہا: اسے عیسائی عبادت خانوں کی طرح تعمیر کرنا۔ اس کے رجال ثقہ ہیں اگرچہ روایت مرسل ہے۔ رومی کا تعمیر کعبہ کا قصہ مشہور ہے۔ فاکہی وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

عثمان بن ساج کی روایت میں بحوالہ ابن جریج مروی ہے کہ ایک باقوم نامی رومی تھا جو مندب تک تجارت کرتا تھا اس کی کشتی کسی تنگنائے ٹوٹ گئی۔ اس نے قریش کی طرف پیام بھیجا کہ تم میرے سامان میں اپنا سامان ملانا چاہتے ہو؟ یعنی تجارت کرنا چاہتے ہو۔ کہ میں لکڑی اور اس کی کاریگری سے تمہاری مدد کروں۔ جس سے تم ابراہیم کے گھر کی تعمیر کرو؟ اس طریق سے مقصود اس کا نام بتانا ہے، لہذا یہ احتمال ہے کہ وہ وہی ہو جس نے بعد میں منبر بنایا تھا۔ واللہ اعلم

۵۸۴ (ن) باقوم دیگر

ابن مندہ نے اس سے قبل والے سوانح کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے: کہ سعید بن عبدالرحمن ابوحرہ کے بھائی نے بحوالہ ابن سیرین کہا کہ باقوم رومی اسلام لائے اور ان کا انتقال ہوا، ان کا کوئی وارث نہ تھا تو نبی ﷺ نے ان کی میراث سہیل بن عمرو کو دی۔ میں کہتا ہوں: یہ تب صحیح ہوگا جب ان سے پہلے والے کوئی اور ہوں اس لئے کہ جو نبی ﷺ کے عہد میں ہوگا، مولیٰ تو اُمہ کا سماع اس سے نہیں ہو سکتا اور ابو نعیم کی سند سے یہ تصریح پہلے گزر چکی کہ صالح کا ان سے سماع ہے۔

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۵۸۵ بَجَاد* (ابتداء میں زبر پھر جیم)

بجارج بھی کہا جاتا ہے جس میں دال کی جگہ را ہے۔ ابن سائب بن عویر بن عامر بن عمران بن مخزوم بن یقطہ بن مرہ بن کعب بن لؤی الخزومی، ابو عمرو نے ان کا ذکر کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے کہ میں ان کا ذکر نہ کتاب زبیر میں نہ ان کی چچا کی کتاب میں اور جمہرہ لابن کلبی وغیرہ میں اور نہ بلاذری وغیرہ کی انساب میں دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۶ بَجَاد بن عمیر بن الحارث

بن حارث بن سعد بن تیم بن مرہ تمیمی صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں۔ ان کے بیٹے محمد بن بجاد کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی اولاد سے یوسف بن یعقوب بن موسیٰ بن عبدالرحمن بن الحصین بن محمد بن بجاد ہیں۔ وہ عسفان میں رہتے تھے ان کے اشعار ہیں، زبیر کے دور میں تھے انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۷ بُجید (تصغیر ہے)

ابن عمر ان الخزاعی۔ مغازی میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن ہشام * فتح مکہ کے قصہ میں لکھتے ہیں: بجید بن عمران خزاعی نے اس موقع پر کہا: اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد میں ایسے بادل پیدا فرمادیئے جو ٹکڑوں کی صورت میں تہہ بہ تہہ زمین کے قریب تھے۔ ہماری ہجرت جو ہماری زمین سے ہوئی اس کے بارے میں ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو بہترین املاء کرانے والے اور لکھنے والے کی جانب سے آئی ہے، ہماری وجہ سے حرمت مکہ (کچھ دیر کے لئے) ختم ہوئی تاکہ ہم تلواروں اور نیزوں سے بدلہ لے سکیں۔

ابن فتحون وغیرہ نے حرف با میں ان کا استدراک کیا ہے۔ بعض نے کہا: بجیر لکھا ہے جس کے آخر میں را ہے۔ درست آخر میں دال ہے جیسا سیرت میں ہے۔ کچھ متاخرین نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ بجید بن عمران بن حصین ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ جنی کے دادا حصین ہیں ان کے نام کے شروع میں نون ہے۔ اور وہ مشہور تابعی ہیں جہاں شعروالی شخصیت کا تعلق ہے بظاہر یہ اس کے علاوہ ہیں۔

۵۸۸ بُجیر (آخر میں را ہے تصغیر ہے)

ابن اوس * بن حارثہ بن لام الطائی، ابن عبد البر * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے اسلام لانے میں تامل ہے۔ ابن کلی کہتے ہیں: ان کی کنیت ابو لجا تھی سردار تھے، وفد میں آنے کا تذکرہ نہیں ملتا۔ میں قسم اول کے حرف الف میں اوس کے صحابی ہونے کے بارے میں اختلاف بیان کر چکا ہوں۔ صحیح یہی ہے کہ وہ صحابی نہیں ہیں۔

۵۸۹ بُجیر بن بجرہ * (شروع میں زبر اور جیم ساکن ہے)

الطائی۔ ابن عبد البر نے کہا: ان کے مرتدوں کے ساتھ جنگ میں عمدہ کارنامے اور اشعار ہیں۔ جنہیں ابن اسحاق * نے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے یزید بن رومان اور عبد اللہ بن ابی بکر نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کندہ کے اکید بن عبد الملک کی جانب بھیجا وہ دومہ کا سردار اور مذہباً عیسائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”وہ تمہیں گائے کا شکار کرتے ملے گا“ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ خالد نے اکید کے بھائی حسان کو قتل کیا اور اکید کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا اور جزیہ دینے پر اس سے صلح ہوئی۔ پھر اسے چھوڑ دیا یوں وہ اپنے شہر واپس چلا گیا تو طے کے ایک بجیرہ بن بجرہ نامی شخص نے کہا، پھر اس کے اشعار جو اس کے متعلق تھے ذکر کیے۔

پھر ابوالمعارک شامخ بن معارک بن مرہ بن صخر بن بجیر بن بجرہ طائی کی سند سے نقل کیا فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد۔ بحوالہ میرے دادا، اپنے والد بجیر بن بجرہ سے نقل کیا فرمایا: میں خالد بن ولید کے لشکر میں اس وقت شریک تھا جب انہیں نبی ﷺ نے اکید دومہ کے حاکم کی طرف روانہ فرمایا، اور بتایا کہ ”وہ تمہیں گائیوں کا شکار کرتا نظر آئے گا“ فرماتے ہیں: چاندنی رات میں

* السيرة النبوية (۵۵/۴) * اسد الغابة (ت ۳۶۲) الاستيعاب (ت ۱۶۴) * الاستيعاب (۱/۲۳۳)

* اسد الغابة (ت ۳۶۳) الاستيعاب (ت : ۱۶۵) * الاستيعاب (۱/۳۳۲)

* ذكره ابن هشام في "السيرة النبوية" عن ابن اسحاق (۴/۱۳۳)

ہمارا اس سے سامنا ہوا وہ اسی حالت میں تھا جیسا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ تو ہم نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے ہمارا مقابلہ کیا تھا۔ اس پر ریشمی قباحتی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے نبی ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ جب ہم نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے آپ کو یہ اشعار سنائے۔

گائیوں کو ہانکنے والا خوش قسمت ٹھہرا میں نے دیکھا اللہ تعالیٰ ہر درست روش کو ہدایت دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تیرے منہ کو سلامت رکھے“۔ ان کی عمر نوے (۹۰) سال ہو گئی پھر بھی ان کا ایک دانت تک نہ ہلا۔

ابونعیم اور ابن السکن نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابوالمعارک اور ان کے آباء واجداد کا کتب الرجال میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ سیف بن عمر نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ نجیر بن بجرہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

۵۹۰ بجیر بن ابی بجیر العبسی

انصار کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکائے بدر میں ایسا ہی ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ہمیں ان کی روایت کا علم نہیں۔

۵۹۱ بجیر بن زہیر

ابن ابی سلمیٰ (سین کے پیش سے) المزنی شاعر ہیں۔ کعب بن زہیر شہرت یافتہ شاعر کے برادر ہیں۔ اپنے بھائی سے پہلے اسلام لائے۔ جس کا تفصیلاً ذکر کعب کے سوانح میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ ابن اسحاق نے فتح مکہ کے روز ان کے کہے ہوئے اشعار پڑھے۔

جس دن نبی رحمت نے مکہ فتح کیا ہم نے ان کفار کو ایسی تلواروں سے مارا جو سفید اور پھر تیلی تھیں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی سچی محبت کا عہد و پیمان دیا۔ ہم ان کے پاس ایک ہزار سلیمی افراد کے ساتھ صبح تڑکے آپہنچے اور ہزار بنی عثمان کے افراد تھے جو تعداد میں پورے تھے۔ تو جیسا ہمارا ارادہ تھا ہم لوگ فتح یاب اور غنیمت سے مالا مال ہو کر واپس ہوئے اور وہ مخالفت میں پشیمان ہو کر لوٹے۔

۵۹۲ بجیر بن عبد اللہ

بن مرہ بن عبد اللہ بن صعب بن اسد۔ ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے: کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی زنبیل (سفری چرمی تھیلہ بطور تبرک) چھپا لیا تھا۔

❖ دلائل النبوة للبيهقي (۲۵۱/۵) المطالب العالی (۴۰۶۵) کنز العمال (۳۰۲۷۶) تہذیب تازیخ دمشق (۳۵۰/۱)

البدایة والنهاية (۱۷/۵) جامع المسانيد والسنن (۵/۲)

❖ اسد الغابة (ت ۳۶۴) الاستيعاب (ت : ۱۶۳) تجرید (۴۳/۱)

❖ اسد الغابة (ت ۳۶۶) الاستيعاب (ت ۱۶۶) تجرید (۴۴/۱)

❖ السيرة النبوية عن ابن اسحاق (۱۱۳/۴ - ۱۱۴)

❖ اسد الغابة (ت ۳۶۷) الاستيعاب (۱۶۷) ❖ الاستيعاب (۲۳۴/۱)

۵۹۳ بجیر بن العوام

بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ القرشی الاسدی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابو عبیدہ نے ان کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا: یہ وہم ہے ادھر مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ وہ جاہلیت میں قتل ہو گئے تھے۔ انہیں صبیح بن سعید بن ہانی دوسی جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اجداد میں سے ہیں نے قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم

۵۹۴ بجیر الخزاعی

بجید میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۹۵ بجیر

ابو مالک خزاعی، ابن حبان کا قول ہے: کہ وہ صحابی ہیں۔

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۵۹۶ بحث* (بروزن فعال حائے بے نقطہ آخر میں ثاء ہے)

ابن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک البلوی۔ بنی عمرو بن لوی کے حلیف۔ ان کا یہی نام و نسب ابن کلبی نے بیان کیا ہے۔ علماء نے ذکر کیا ہے: کہ وہ بدر و احد میں شریک تھے۔ لیکن ابن اسحاق* نے ان کا نام نحاب (شروع میں نون آخر میں با) بتایا ہے۔ ابن مندہ نے نون میں ان کا تذکرہ کیا ابو موسیٰ نے باء میں ان کی غلطی نکالی۔ ان کے نسب کے متعلق ابن شاہین نے عمارہ عین مفتوح اور میم مشدذ ذکر کیا ہے۔

۵۹۷ بحر* (شروع والاحرف اور حادونوں پر پیش ہے)

ابن ضُبُع (یہ دونوں بھی پیش سے ہیں) بن اُتَّہ بن یحمد الرّعینی۔ ابن یونس کہتے ہیں وہ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر* میں شریک رہے۔ ان کے پوتے مروان بن جعفر بن خلیفہ بن بحر کے سوانح میں لکھتے ہیں: وہ شاعر تھے وہی یہ کہتے ہیں: میرے دادا وہ ہیں جنہوں نے (بیعت کے لیے) رسول اللہ ﷺ (کے سامنے) اپنا دایاں ہاتھ (دیا) پیش کیا۔ اور آپ ﷺ کے دیدار میں ان کی سواریاں دور سے ہی مشتاق اور بے تاب تھیں۔ فرماتے ہیں ان کے دوسرے پوتے ابو بکر بن محمد بن بَحْر ہیں جنہیں عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دمیاط کی سواریوں کا نگران مقرر کیا گیا تھا۔

* اسد الغابۃ (ت ۳۶۹) الاستیعاب (ت ۲۸۸)

* السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۲/۲۵۵)

* اسد الغابۃ (۳۷۰) الاستیعاب (ت ۲۲۶) تجرید (۱/۴۴)

* اسد الغابۃ (۱/۱۹۳)

۵۹۸ بحیرا الراہب *

ان آٹھ میں سے ایک جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ (حبشہ سے) آئے تھے۔ ابن عدی * نے انتہائی کمزور سند سے بحوالہ جعفر بن محمد بن علی سے وہ اپنے والد، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: میں نے بحیرا راہب کو کہتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”آدمی جب ایک جام شراب کا پیتا ہے“۔ (حدیث)۔ ابن عدی فرماتے ہیں: یہ منکر حدیث ہے۔ بحیرا کی اس کے علاوہ مسند کوئی روایت میں نے نہیں سنی۔ بعض کا گمان ہے کہ اس حدیث والے بحیرا راہب وہی ہیں جنہوں نے بعثت سے قبل نبی ﷺ سے ملاقات کی تھی جبکہ آپ ﷺ ابو طالب کے ہمراہ تھے۔ یہ گمان درست نہیں۔ بلکہ اگر حدیث صحیح بھی ثابت ہو جائے تو وہ وہی ہیں جن کا ذکر علماء نے ابرہہ کے قصہ میں کیا ہے۔

۵۹۹ بحیر (شروع میں زبر حاکمور)

ابن ابی ربیعہ مخزومی * ان شاء اللہ تعالیٰ عبد اللہ نامی لوگوں میں تذکرہ آئے گا۔

۶۰۰ بحیر الانماری *

انہیں شرف صحبت و روایت حاصل ہے۔ یہ بات ابن ماکولا * نے کہی اور خطیب نے ان سے پہل کی ہے۔ چنانچہ اہل حمص کے طبقات میں یہ بات نقل کی ہے: کہ ابوسعف الخیر الانماری * ابن قانع کے ہاں ابوسعف الانماری ہے۔ میں کہتا ہوں: کتنوں میں آ رہا ہے۔

۶۰۱ (ن) بحیر بن عقرہ: بشر میں آئے گا۔

باب الباء جس کے بعد وال ہے

۶۰۲ بدر بن عبد اللہ المزنی *

ابن مندہ نے عمرو بن الحصین جو ایک متروک راوی ہے، کی سند سے بحوالہ ابو علاشہ، عبد الرحمن بن اسحاق، بکر بن عبد اللہ المزنی سے انہوں نے بدر بن عبد اللہ مزنی سے روایت نقل کی ہے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک سوداگر آدمی ہوں میرا مال نہیں بڑھتا * پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۶۰۳ بدر بن عبد اللہ الخطمی

بعض کا قول ہے کہ یہ یلیح بن عبد اللہ کے دادا کا نام ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں: نہیں ان کے دادا کا نام بدر ہے اور کسی نے

* اسد الغابہ (۳۷۱) تجرید (۴۴/۱) * الکامل فی الضعفاء (۱۳۴۸/۸)

* اسد الغابہ (ت ۳۷۴) * اسد الغابہ (ت ۳۷۳) * الإكمال (۱۹۶/۱)

* اسد الغابہ (ت ۳۷۷) تجرید اسماء الصحابة (۴۵/۱) * كنز العمال (۹۸۸۶) جامع المسانید والسنن (۱۰/۲)

حصین کہا ہے۔

۶۰۴ (ز) بدر بن عبد اللہ* (بے نسبت)

ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں قیس بن براء بحوالہ عبد اللہ بن بدر نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”جس کی یہ خواہش ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور اسے اپنی پونجی سے فائدہ ہو تو وہ میرے بعد میرے خاندان سے اچھے انداز سے پیش آئے۔“* یہ روایت ابو نعیم نے ملیح بن عبد اللہ خطمی کے دادا کے سوانح میں درج کی ہے تو یہ ان کی (روایت کردہ) حدیث نہیں ہے۔

۶۰۵ بدر ابو عبد اللہ*

رسول اللہ ﷺ کے غلام، محمد بن جابر بن عبد اللہ بن بکر بحوالہ اپنے والد ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ جو تجرید میں ملتی ہے۔

۶۰۶ بدر ابو مالک

بہی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۶۰۷ (ز) بدیل بن ام اصرم

ابن ورید نے ان کا کتاب الاشتقاق میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے وہ خزاعہ کے سرداران سے تھے۔ میرے خیال میں وہ بعد والے ہیں۔

۶۰۸ بدیل بن ام اصرم*

ابن سلمہ بن خلف بن عمرو بن الاحب بن مقیاس بن جبر بن عدی بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی السلولی: ابن کلبی نے کہا: ان کی والدہ ام اصرم بنت الاحجم بن دندنہ بن عمرو بن القین بھی خزاعیہ ہیں۔

ابو موسیٰ نے کہا: عبدان نے ان کا تذکرہ درج کر کے کہا: ہمیں ان کے ذکر اور قصہ کے علاوہ کوئی حدیث یاد نہیں۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر لقیط دلی کو جواب دیا تھا جب اس نے خزاعہ کی طرف سے پہنچائے گئے نقصانات کا ذکر کیا تھا۔ ابن عبد البر* فرماتے ہیں: انہی کو رسول اللہ ﷺ نے بنی کعب کی طرف بھیجا تھا تا کہ انہیں مکہ کی لڑائی کے لئے نکلنے کا کہیں۔ ان کے ساتھ بشر بن سفیان خزاعی بھی تھے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے وہ اشعار ذکر کیے ہیں جن میں انس بن زینم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”مصیبت سے انس رو پڑا، اور رونے سے اس کی آواز نکل آئی۔ جب جنگ کا چولہا سگا تو اس کے آنسو تھم گئے

* اسد الغابۃ (ت ۳۷۶) تجرید (۵۴/۱) * کنز العمال (۳۴۱۷۱)

* اسد الغابۃ (ت ۳۷۸) تجرید (۴۵/۱) * اسد الغابۃ (ت ۳۷۹) الاستیعاب (ت ۱۷۰)

* الاستیعاب (۲۳۶/۱)

میں ایسے مقتولوں کے لئے روپڑا جن کے خون سے چھوٹے مضبوط نیزے لتھڑے ہوئے تھے۔
دارقطنی نے حنظل (حاء پرز برون ساکن آخری حرف سے پہلے ٹا) قلم بند کیا اور ابن ماکولا نے با پھرتا سے لکھا ہے۔

۶۰۹ بدیل بن عمرو الخطمی الانصاری

ابن مندہ نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی سند سے بحوالہ خلّیس بن عمرو ان کی والدہ فارعہ سے وہ اپنے دادا بدیل بن عمرو خطمی سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سانپ کا دم پیش کیا تو آپ نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور اس میں میرے لئے برکت کی دعا کی۔

ابن مندہ نے کہا: غریب روایت ہے جسے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ باقی سند میں غیر معروف لوگ بھی ہیں۔ خلّیس تصغیر ہے۔

۶۱۰ بدیل بن عبد مناف

بن سلمہ، بعض کا قول ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے والے ہیں۔ اور سلمہ ان کے والد نہیں دادا ہیں۔

۶۱۱ بدیل بن کلثوم

بن سالم الخزاعی، ابن حبان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے: کہ انہیں خزاعہ کا (خطیب) گفتگو کنندہ کہا جاتا ہے۔ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اپنا قصیدہ سنایا۔

باوردی نے عبداللہ بن ادریس کی سند بحوالہ حزام بن ہشام نقل کیا وہ اپنے والد سے، فرماتے ہیں: بدیل بن کلثوم بنی کلثوم کے پاس تو آئے یہ قصیدہ کہنا: ”اے اللہ! میں محمد (ﷺ) کو واسطہ دیتا ہوں“ اشعار۔
میں کہتا ہوں: یہ منقطع سند ہے۔ ان اشعار کی نسبت سالم بن کلثوم کی طرف آ رہی ہے۔ واللہ اعلم

۶۱۲ بدیل

بریل بھی کہا جاتا ہے جس میں دال کی جگہ را ہے۔ بعض بریر (دونوں را سے) اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ ابن ابی مریم۔ کسی نے ابن ابی ماریہ سہمی کہا، عمرو بن العاص کے غلام ہیں۔ امام ترمذی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابو نصر، بازام سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی تفسیر کے متعلق نقل کرتے ہیں: ”اے ایمان والو! جب تم

السيرة النبوية عن ابن اسحاق (۳۹۳/۲) * الاكمال (۲۱۹/۱)

اسد الغابة (ت ۳۸۰) تجرید (۴۵۱/۱) * جامع المسانید و السنن (۱۲/۲)

اسد الغابة (ت ۳۸۱) تجرید (۴۵/۱) * السيرة النبوية (۳۰/۴)

اسد الغابة (ت ۳۸۲) تجرید اسماء الصحابة (۴۵/۱)

ترمذی کتاب التفسیر باب و من سورة المائدة حدیث (۳۰۵۹)

میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو تمہاری گواہی کا طریقہ کار یہ ہے کہ: ﴿فرماتے ہیں لوگ اسے میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ سمجھتے ہیں، وہ دونوں عیسائی تھے اسلام سے پہلے شام آتے جاتے ایک دفعہ شام تجارت کی غرض سے آئے تو ان کے پاس بنی سہم کے ایک غلام بدیل بن ابی مریم سامان تجارت لے کر آئے ان کے پاس چاندی کا ایک جام تھا۔

میں کہتا ہوں: ابونضر وہی محمد بن سائب کلبی ہے جو ضعیف راوی ہے۔ اسے ابن مندہ نے محمد بن مروان سدی سے بحوالہ کلبی نقل کیا: کہ بدیل بن ابی ماریہ مسلمان تھے۔ حدیث کی اصل بخاری ﴿میں دوسری سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ موجود ہے فرماتے ہیں: عدی اور تمیم (تجارت کی غرض سے) نکلے پھر وہ روایت ذکر کی۔ لیکن سہمی کا نام نہیں لیا۔ ”ابن بریرہ“ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ مفسرین میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ مہاجر مسلمان تھے۔

۶۱۳ بدیل (بے نسبت)

بنی نخم کے حلیف، ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی نے ان کا حوالہ دیا لیکن ان کی حدیث نقل نہیں کی۔ جبکہ باوردی اور ابن مندہ نے رشید بن سعد۔ جو ایک ضعیف راوی ہے، کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن علی بن رباح سے نقل کیا وہ اپنے والد سے وہ بدیل جو ان کے حلیف تھے ان سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

۶۱۴ بدیل بن ورقاء

بن عمرو بن ربیعہ بن عبد العزیٰ بن ربیعہ بن جری بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو بن ربیعہ الخزاعی۔ ابن السکن کا قول ہے: وہ صحابی ہیں اور مکہ کے باسی ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صفین میں شہید ہو گئے تھے۔

میں کہتا ہوں: صفین میں ان کا بیٹا عبد اللہ شہید ہوا تھا۔ ابن مندہ نے محمد بن احمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن سعید، عبد الرحمن بن حکم بن بشر سے نقل کیا ہے۔ ان سے کسی نے بدیل بن ورقاء کے بارے پوچھا: فرمایا: وہ نبی ﷺ سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ مغازی ابن اسحاق ﴿وغیرہ میں لکھا ہے: کہ فتح مکہ کے روز قریش نے بدیل بن ورقاء کے گھر اور ان کے غلام رافع کے گھر پناہ لی۔ وہ خود فتح مکہ سے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بغوی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن ابی عبیدہ بدیل بن ورقاء وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کی تشریف آوری ﴿تک (حنین کے) قیدیوں اور اموال کو جہانہ میں روکے رکھیں انہوں نے ایسا ہی کیا اس کی سند حسن ہے۔ ابو نعیم نے ابن جریج کی سند سے بحوالہ محمد بن یحییٰ بن حبان، ام الحارث بنت عیاش بن ابی ربیعہ نقل کیا کہ انہوں نے بدیل بن ورقاء کو منیٰ میں خاکستری اونٹ پر طواف کرتے دیکھا وہ فرما رہے تھے: تمہیں

﴿سورة المائدة (آیت ۶۰)﴾ بخاری کتاب الوصایا باب قول الله تعالى ﴿يا ايها الذين امنوا شهادة بينكم﴾ (حدیث ۲۷۸)

اسد الغابة (ت ۳۸۴) جامع المسانید والسنن (۱۶/۲) اسد الغابة (۱۹۸/۱)

اسد الغابة (ت ۳۸۳) الاستيعاب (ت ۱۶۸) تجرید (۴۸/۱) السيرة النبوية (۲۴۳/۳) جامع المسانید والسنن (۱۵/۲)

رسول اللہ ﷺ نے ان دنوں روزہ رکھنے سے منع فرمایا اس واسطے کہ یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔

اس روایت کو بغوی نے بھی ابن جریج سے نقل کیا ہے لیکن انہوں نے کہا: مجھے یہ روایت محمد بن یحییٰ سے پہنچی ہے۔ ابن اسکن نے مفضل بن صالح کی سند سے بحوالہ عمرو بن دینار ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے بدیل کو حکم دیا..... پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔

اسمعیل بن علی بن رزین بن عثمان بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے بدیل بن ورقاء سے سنا: کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے میرے رخساروں پر (بالوں کی) سیاہی دیکھی تو مجھ سے فرمایا: تمہاری کتنی عمر ہے؟ میں نے عرض کیا: ستانوے (۹۷) سال، فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہارا جمال اور سیاہ بال بڑھائے“ (حدیث)

ابن ابی عاصم نے فرمایا: ہمیں عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن بشیر بن عبد اللہ بن سلمہ بن بدیل بن ورقاء نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے اپنے والد عبد الرحمن سے وہ اپنے والد محمد بن بشیر سے وہ اپنے والد بشر بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد عبد اللہ بن سلمہ سے وہ اپنے والد سلمہ سے روایت کرتے ہیں مجھے میرے والد بدیل بن ورقاء نے ایک تحریر دی فرمایا: بیٹا! یہ رسول اللہ ﷺ کا لکھوایا ہوا پرچہ ہے اس کی حفاظت کرنا جب تک یہ تم میں رہے گا تم خیریت سے رہو گے۔

پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے کہ وہ تحریر حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ کی تھی۔ اور اسماعیل بن علی بن رزین بن عثمان بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء۔ ان کے اجداد سے روایت ہے کہ میں نے بدیل بن ورقاء کو فرماتے سنا: کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے کر کے فرمایا، یہ بدیل بن ورقاء ہے۔ آپ نے میرے رخساروں پر سیاہی دیکھ کر فرمایا: کتنی عمر ہے؟ میں نے عرض کیا: ستانوے (۹۷) سال آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہارے جمال اور سیاہ بالوں میں اضافہ فرمائے۔“

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۶۱۵ بَرِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابُو هَنْدٍ الدَّارِي

کنیت سے ہی شہرت ہے۔ ابن ماکولا نے یہی نام بتایا ہے۔ بعض نے بریر کہا ہے جیسا کہ آ رہا ہے اور کسی نے لیث بن عبد اللہ کہا ہے۔ یہ ابن الحذاء کا قول ہے کسی نے کچھ اور کہا ہے۔

۶۱۶ البراء بن اوس

بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول انصاری، ابن شاہین محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن زید ان کے رجال کی سند

جامع المسانید والسنن (۱۵/۲) المعجم الكبير (۱۱۸۸/۲) مجمع الزوائد (۱۷۳//) جامع المسانید والسنن (۱۴/۲)

اسد الغابة (ت ۳۸۷) تجرید (۴۸/۱) الاكمال (۲۶۰/۱)

اسد الغابة (ت ۳۸۸) الاستيعاب (۱۷۳).

روایت کرتے ہیں: کہ وہ اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے، فرماتے ہیں: وہ نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو دودھ پلانے والی کے خاوند ہیں اور اس عورت کا نام خولہ بنت الممذر بن زید ہے۔

واقدي* فرماتے ہیں: یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ وہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ وہ براء بن اوس بن خالد سے روایت کرتے ہیں: کہ وہ (مخاض جنگ میں) نبی ﷺ کے ساتھ دو گھوڑے لے گئے تو آپ نے ان کے لیے پانچ حصے مقرر کیے۔ اسے ابو نعیم* نے ذکر کیا ہے اور ابو عمر* نے کہا: وہ ابراہیم ابن نبی ﷺ کے رضاعی والد بنتے ہیں۔ اور ام بردہ کے خاوند تھے جس نے انہیں دودھ پلایا تھا۔

۶۱۷ البراء بن حزم

ابن حبان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے: کہ نبی ﷺ نے ان سے زکوٰۃ وصول کی۔ باوردی نے یعلیٰ بن اشدق۔ جو ایک ضعیف اور متروک راوی ہے۔ کی سند سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے دس صحابہ کو دیکھا ان میں سے البراء بن حزم اور عبداللہ بن جراد ہیں فرماتے ہیں: ہم سے نبی ﷺ نے سواونٹوں میں سے دو جوان اونٹ لئے۔

۶۱۸ البراء بن عازب*

بن حارث بن عدی بن جثم بن مجدعہ بن حارث بن حارث بن عمرو بن مالک بن الاوس انصاری اوسی، کنیت ابوعمارہ، بعض ابو عمرو کہتے ہیں۔ انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن کلبی نے ان کے نسب میں ”مجدعہ“ ذکر نہیں کیا یہی زیادہ درست ہے۔ امام احمد* فرماتے ہیں: ہمیں یزید بن شریک نے بحوالہ ابواسحاق، براء رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے فرمایا: بدر کے روز مجھے اور ابن عمر کو رسول اللہ ﷺ نے کم سنی کی وجہ سے واپس کر دیا اس لئے ہم اس جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔ ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں فرماتے ہیں: ہمیں شعبہ نے بحوالہ ابواسحاق بیان کیا انہوں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا: فرماتے ہیں: بدر کے روز مجھے اور ابن عمر کو کم سن قرار دیا گیا۔ اس روایت کو عبدالرحمن بن عوسجد نے براء رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: میں اُحد میں شریک تھا۔ اسے سراج نے نقل کیا ہے۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چودہ جنگوں* میں حصہ لیا۔ اور ایک روایت میں پندرہ ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اور انہی سے مروی ہے فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اٹھارہ سفر کیے“ اسے ابو ذر ہروی نے نقل کیا ہے۔ امام احمد* ثوری کی سند سے بحوالہ ابواسحاق براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کچھ ہم تم سے بیان کرتے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) یہ سب کچھ ہم نے سنا ہے۔ ہمیں ہمارے دوستوں نے بتایا اس لئے کہ ہمیں اونٹوں کی چرائی اس سے محروم کر دیتی تھی۔

انہی نے بقول ابو عمرو الشیبانی ۲۴ھ میں رے فتح کیا تھا۔ جبکہ دیگر لوگوں نے ان کی مخالفت کی ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ

* المغازی (۶۸۸/۲) * معرفة الصحابة (۷۶/۳) * الاستيعاب (۲۷۳/۱).

* اسد الغابة (ت ۳۸۹) الاستيعاب (۱۷۴) * مسند احمد (۲۹۸/۴)

* المعجم الكبير (۱۱۶۶/۲) التاريخ الكبير (۱۱۷/۲) الجرح والتعديل (۳۹۹/۲) * مسند احمد (۲۸۳/۴).

زودہ تستر میں شریک تھے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ خوارج سے جنگ میں بھی ان کے شریک کار رہے۔ کوفہ فروکش ہوئے تو وہاں ایک حویلی بنائی۔ مصعب بن زبیر کی گورنری میں انتقال ہوا۔ ابن حبان نے ۷۲ھ کی تاریخ بتائی ہے۔ تمام احادیث نبی ﷺ سے، اپنے والد، ابوبکر و عمر وغیرہ دیگر اکابر صحابہ سے اور ان سے روایت کرنے والے صحابہ بونحیفہ، عبداللہ بن یزید خطمی اور ایک جماعت ہے سب سے آخر میں ابواسحاق سبعی ہیں۔

۶۱۹ البراء بن عمرو

بن عبدالرحمن بن عبید بن قیس بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج خزرجی ساعدی۔ واقدی اور طبری نے انہیں شریکائے احد میں ذکر کیا ہے ایسا ابن شاپین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کی سند سے عدوی نے ان کا ذکر کیا کہ ان کی اولاد تھی پھر ختم ہو گئی۔

۶۲۰ البراء بن مالک بن نصر الانصاری

انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ان کا نسب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوانح میں گزر چکا ہے حضرت انس کے باپ شریک بھائی ہیں یہ بوحاتم کا قول ہے ابن سعد فرماتے ہیں: ان کے سگے بھائی ہیں دونوں کی والدہ ام سلیم ہے۔ جبکہ اس میں تاثر ہے اس واسطے کہ شریک بن سحاء کے سوانح میں عنقریب آئے گا کہ وہ براء بن مالک کے ماں شریک بھائی ہیں دونوں کی والدہ سحاء ہے اور حضرت انس کی والدہ تو وہ بلا اختلاف ام سلیم ہی ہیں۔ اور انجھہ کے سوانح میں یہ بات گزر چکی ہے کہ براء رسول اللہ ﷺ کے حدی خواں تھے۔ مستدرک میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن انس منقول ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ براء بڑی دلکش آواز والے تھے۔ اور آپ ﷺ کے کسی سفر میں اشعار پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”شیشوں کو بچاؤ!“ تو وہ رُک گئے۔ اور سراج نے حماد کی سند سے بحوالہ ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ براء مردوں کے حدی خواں تھے جس کی مکمل تفصیل انجھہ کے سوانح میں گزر چکی ہے۔

براء رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سوائے بدر کے تمام غزوات میں شریک رہے، جنگ یمامہ میں ان کے کئی قہصے ہیں۔ تستر کے قلعہ میں شہید ہوئے جو خلافت فاروقی ۲۰ھ کا زمانہ ہے۔ بعض نے اس سے قبل بھی کہا ہے۔ بعض کا قول ہے ۲۳ھ میں سیف نے ذکر کیا ہے کہ ہرمزان کو انہی نے قتل کیا تھا۔ ان سے ان کے بھائی انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ بغوی نے صحیح سند سے بحوالہ محمد بن سیرین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں براء بن مالک کے پاس گیا وہ گنگنا رہے تھے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر چیز (یعنی قرآن) عطا کر دی ہے۔ وہ کہنے لگے: کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ میں بستر پر پڑے پڑے جان دے دوں گا، اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس شہادت سے محروم نہیں کرے گا۔ دوسروں کے ساتھ مل کر میں نے جو کافر قتل کیے وہ تو الگ رہے تنہا میں نے سو کافر قتل کیے ہیں۔

جہی بن مغلہ اپنی مسند میں فرماتے ہیں: ہمیں خلیفہ نے بحوالہ ابوبکر، ابواسحاق سے بیان کر کے بتایا کہ جنگ یمامہ میں

مسلمانوں نے مشرکین کو دھکیلتے دھکیلتے ایک باغ تک جا پہنچایا۔ جہاں دشمن خدا میلہ کذاب بھی تھا۔ تو حضرت براء بن مالک نے فرمایا: ”مسلمانو! مجھے ان کی طرف پھینک دو“۔ تو سب نے انھیں اوپر اٹھایا یہاں تک کہ وہ دیوار پر چڑھ گئے اور اس مشکل گھڑی میں ان سے لڑتے رہے، بالآخر مسلمانوں کے لئے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ مسلمان بہتے سیلاب کی طرح اندر جا گھسے اور میلہ کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔

خليفة نے بحوالہ انصاری وہ اپنے والد سے وہ ثمامہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ براء نے اپنے تئیں ان پر پھینک دیا اور ان سے لڑتے لڑتے دروازہ کھول دیا۔ اس روز ان کے جسم پر نیزے اور تلوار کے ملے جلے اسی سے زائد زخم آئے۔ ان کے علاج معالجے کے لیے حضرت خالد ایک مہینہ تک ان کی دیکھ بھال میں مصروف رہے۔

تاریخ سراج میں بحوالہ یونس، حسن سے وہ ابن سیرین سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: جنگ یمامہ کے روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے براء سے کہا: براء اٹھو! فرماتے ہیں وہ اٹھے، اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر کہا: ”اے اہل مدینہ! آج مدینہ تمہارا نہیں، آج تو صرف اللہ اکیلا ہے اور جنت ہے“۔ پھر ایسے جذبے سے خود بھی اور مسلمان بھی آگے بڑھے کہ اہل یمامہ کے چھکے چھوٹ گئے۔ اس دوران براء کو یمامہ کا مضبوط ترین آدمی ملا (آپ نے اس پر وار کیا جو پاؤں سے ہوتا ہوا خطا گیا) آپ نے اسے پچھاڑا اور اس کی تلوار لے کر اس کا کام تمام کر دیا۔

بغوی ایوب کی سند سے بحوالہ ابن سیرین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، میلہ (سے جنگ) کے روز میری ایسے شخص سے مڈ بھڑ ہو گئی جسے یمامہ کا گدھا کہا جاتا تھا یہ ایک موٹا سا آدمی تھا جس کے ہاتھ میں سفید تلوار تھی۔ میں نے اس کے پاؤں پر وار کیا جو خطا گیا۔ میں نے پھر تلوار ماری جو اس کی گدی پر جا پڑی۔ اب میں نے اپنی تلوار نیام میں کر کے اس کی تلوار لی تو پھر سے جو وار کیا تو کارگر ثابت ہوا۔

طبرانی * میں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ کی سند سے مروی ہے: ایک دفعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی براء دشمن کے کسی قلعہ کے قریب تھے یعنی آگ والے قلعے کے۔ فرماتے ہیں وہ لوہے کی گرم زنجیروں میں آنکڑے پھینکتے جو کسی سے اٹک جاتیں تو اسے اپنی طرف اٹھا لیتے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کے لیے یہ حیلہ کیا ادھر سے براء آ گئے، انہوں نے دیوار میں سے دیکھ لیا، پھر اپنے ہاتھ سے وہ زنجیر پکڑ لی اور اسی حالت میں اسے کھینچے رکھا کہ وہ ٹوٹ گئی پھر جب اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو اس کی ہڈیاں دکھائی دے رہی تھیں، ان سے گوشت اتر چکا تھا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بچا لیا۔ ترمذی * ثابت کی سند سے بحوالہ علی بن زید، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بہت سے پراگندہ اور غبار آلود لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں، اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کرے۔ ان میں سے ایک براء بن مالک ہیں۔“

جب فارس کے شہر تستر کی جنگ ہوئی تو لوگوں کے قدم اکھڑنے لگے۔ مسلمانوں نے کہا: براء! اپنے رب کی قسم کھا۔ تو بولے: ”اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں تو نے ہمیں ان کے کندھے کیوں نہیں دیئے اور مجھے اپنے نبی کے ساتھ کیوں نہ ملا دیا۔“

عالم وجد میں حملہ کیا، مسلمانوں نے بھی ساتھ دیا، انہوں نے مرزبان الزارة فارس کا سورما مار دیا، اور اس کا ہتھیار و لباس لے لیا۔ یوں فارسیوں کو شکست ہو گئی اور براء بھی شہید ہو گئے۔ مستدرک میں سلامہ کی سند سے بحوالہ زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

۶۲۱ دوسرے براء بن مالک

ابن شاہین نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور سعید بن عثمان بلوی کی سند سے بحوالہ حصین بن قحوح روایت کیا ہے کہ براء بن مالک نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگے: مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اپنے آپ کو قتل کر دو۔“ چنانچہ جب وہ پیٹھ دے کر چلے گئے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بلاؤ، میں رشتے ختم کرنے کے لیے مبعوث نہیں ہوا۔“ فرماتے ہیں: پھر یہ بیمار پڑ گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے اور وہ حدیث ذکر کی جس میں ان کی موت کا ذکر ہے۔ اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”اے اللہ! براء بن مالک سے راضی ہو کر ملاقات کرنا۔“

یہ قصہ تو طلحہ بن براء سے مشہور ہے جیسا کہ حرف طاء میں آئے گا۔ ہو سکتا ہے نام میں وہم و ہاب بن ضحاک کو ہو گیا ہو جو ابن شاہین کا ایک راوی ہے۔ میں اس کے وہم کا یقین نہیں کرتا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ قصہ دو آدمیوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔ یہ براء حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں جن کا حال ابھی مذکور ہوا۔ کیونکہ وہ تو نبی ﷺ کے بعد بھی زندہ رہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔

۶۲۲ البراء بن معرور

بن ضحار بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارہ بن یزید بن جشم بن الخزرج انصاری خزرجی سلمی ابو بشر۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ زہری نقل کرتے ہیں کہ عقبہ میں پہلی بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ بقول ابن اسحاق سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی اور سب سے پہلے قبلہ کی جانب رخ کیا اور سب سے پہلے اپنے تہائی مال کی وصیت کی۔ وہ نقیب تھے۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھے معبد بن کعب نے بتایا کہ ان کے بھائی عبداللہ انصار میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد عقبہ میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں: ہم اپنی قوم کے حاجیوں میں نکلے، ہم لوگ نمازیں اور دینی سمجھ بوجھ حاصل کر چکے تھے۔ ہمارے ساتھ براء بن معرور بھی تھے جو ہمارے سردار اور بڑے تھے۔ پھر شب عقبہ کا طویل قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: سب سے پہلے براء بن معرور نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابن شہاب کی سند سے بحوالہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب روایت کیا ہے۔ کعب فرماتے ہیں کہ براء بن معرور پہلے شخص ہیں جنہوں نے زندگی میں کعبہ کی جانب رخ کیا اور اپنی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ادھر رخ کرنے سے پہلے رخ کیا۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس کی طرف رخ کر لو۔ تو انہوں نے بات مان لی اور جب جان کنی کا عالم تھا اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے کعبہ کی جانب کر دو۔

المعجم الكبير (۳۳/۴) مجمع الزوائد (۳۷/۳) الاولیاء لابن ابی الدنيا (۷۴) اسد الغابة (ت ۳۹۲) الاستيعاب (ت ۱۷۱)
السيرة النبوية عن ابن اسحاق (۶۲، ۶۱/۲) الطبقات الكبرى (۲۰/۱) اسد الغابة (۲۰۲/۱) معرفة الصحابة (۱۸۴/۳)

ابن شاہین نے ایک کمزور سند سے عبد اللہ بن ابی قتادہ کے طریق سے نقل کیا، فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے میرے والد کے حوالہ سے بتایا کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے فوت ہو گئے تو ان کی قبر کعبہ کی جانب بنائی گئی۔ کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کی تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی وصیت قبول فرمائی۔ پھر وہ وصیت ان کے بیٹے کو واپس کر دی اور ان کی نماز جنازہ یعنی قبر پر پڑھی جس میں چار تکبیریں کہیں۔

طبرانی میں ایک دوسری سند سے بحوالہ ابو قتادہ مروی ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ان کا تہائی مال جہاں چاہیں خرچ کریں، تو آپ ﷺ نے یہ وصیت رد کر دی۔ ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا انتقال نبی ﷺ کی آمد سے ایک ماہ قبل ہوا۔

۶۲۳) البربیر (دوباؤں سے جن کے درمیان راساکن، دوسری باکے نیچے زیر ہے پھریا ہے)

بکر میں تذکرہ آئے گا۔

۶۲۴) برقا بن الاسود

بن عبد شمس قضاعی، فتح مصر میں شریک تھے۔ بعض کا قول ہے کہ فتح اسکندریہ میں شہید ہوئے۔ یہ ابن یونس کا قول ہے اور فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۶۲۵) برح (شروع میں زیر اس کے بعد راساکن آخر میں حا)

ابن عسکر (عین پر پیش سین ساکن کاف پر پیش آخر میں را)۔ ایسا ہی ابن ماکولا نے ان کا نام و نسب لکھا ہے: برح بن عسکر بن وثار بن کرخ بن حضرمین بن نعمان بن مہری بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا تو کہا: وہ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ فتح مصر میں شریک رہے وہیں اپنے لئے ایک حویلی بنوائی جس میں سکونت رکھی اہل بصرہ میں وہ مشہور ہیں۔ منذری نے کہا: سلفی کہتے تھے: عسکل (لام سے) فرماتے ہیں: میں نے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ نیز انہوں نے عین کے بدلے حاء سے لکھا ہے۔ واللہ اعلم

۶۲۶) بردع بن زید

بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر الانصاری الظفری قتادہ بن فہمان کے بھائی۔ ابن ماکولا نے کہا: شاعر تھے، احد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے مجمل الشعراء میں ان کا ذکر کیا اور ان کے اشعار کہے۔ میں بحمد اللہ نہ تو گناہ کا لباس پہنتا ہوں اور نہ رسوائی سے پشیمان ہوتا ہوں۔ میں اپنی عزت بچانے کے لیے مال کو عزت کے آڑے لے آتا ہوں۔ کیونکہ وہ ایسا سامان ہے جو استغناء و مفلسی میں روکا ہوا ہے۔

الاستیعاب (۲۳۶/۱) المعجم الكبير (۱۱۸۳/۲) اسد الغابۃ (ت ۳۹۳) الاکمال (۲۲۶/۱)

اسد الغابۃ (۲۰۲/۱) الاکمال (۲۴۳/۱)

ابن فتحون نے ان کا استدراک کرتے ہوئے کہا: بَرْدَع بن نعمان از بنی ظفر، انہیں ابو عبیدہ نے انہی میں شمار کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: میرے خیال میں دونوں ایک ہیں۔ شاید انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ اور ابن الاثیر نے بردع بن زید بن عامر ذکر کیا ہے، حالانکہ وہ وہی ہیں۔ یوں ان کے نسب سے دو شخص رہ گئے۔

۶۲۷) بردع بن زید الجذامی

موسیٰ بن سہلی رملی نے کہا: وہ بیت جبرین میں فروکش ہوئے، ان کے ساتھ ان کے بھائی سوید اور رفاعہ بھی تھے۔ ابن مندہ نے محمد بن سلام بن زید بن رفاعہ بن زید الجذامی از بنی صیب کی سند سے وہ اپنے والد سلام سے وہ اپنے والد زید سے وہ اپنے دادا رفاعہ بن زید سے، فرماتے ہیں: میں اور میری قوم کی جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ ہم کل دس افراد تھے پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں ان کا اپنی قوم کی طرف واپس لوٹنا اور بردع اور سوید کا اسلام لانا مذکور ہے۔

مغازی میں ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھ اور بردع زید کے بیٹے تھے جو وفد کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ قبیلہ جذام کے کچھ لوگوں کو مسلمان ہو چکنے کے بعد بھی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے قیدی بنا لیا ہے۔ تو آپ نے وہ قیدی رہا کر دیئے۔ ایسا ہی واقعی وغیرہ نے یہ قصہ مغازی میں نقل کیا ہے۔ ان شاء اللہ ان کا ذکر حیان بن ملہ کے سوانح میں آئے گا۔
میں کہتا ہوں: مغازی میں زید کی آمد کا قصہ بھی مذکور ہے جسے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات میں ذکر کریں گے۔

۶۲۸) (ن) بردة القطعی

ذیل میں ابن فتحون نے ذکر کیا کہ باوردی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت بھی نقل کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: سب عورت تھی یا مرد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے ہاں دس بچوں کی ولادت ہوئی“۔ (حدیث) مجھے باوردی کی کتاب کے حرف باء میں نظر نہیں آیا پھر دیکھ لیا جائے۔ تمیم کے سوانح میں اس سے ملتا جلتا قصہ آئے گا۔

۶۲۹) بُرْز

ابورجاء عطاردی کے والد ابن سعد نے ان کا یہ نام بتایا اور ان کے لیے وفد میں آنا ذکر کیا۔ ان کے علاوہ علماء نے ان کا نام تمیم بتایا ہے۔

۶۳۰) بُرْز

ابوالعشر اء کے والد۔ بعض نے کہا: بلز، بعض مالک بن قھطم۔ یہ آخری زیادہ مشہور ہے۔ امام احمد اور اصحاب السنن نے حماد بن سلمہ کی سند سے بحوالہ ابوالعشر اء الدارمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا ذبح کرنا

اسد الغابۃ (۲۰۲/۱) * اسد الغابۃ (ت ۳۹۴) تجرید (۴۷/۱) * اسد الغابۃ (۲۰۲/۱)

السیرۃ النبویۃ (۱۹۸/۴) * اسد الغابۃ (ت ۳۹۶)

صرف حلق اور لبہ میں ہے؟ (حدیث) ابوالعشیراء کے نام میں اختلاف ہے جیسا کہ میں نے تہذیب التہذیب میں وضاحت کر دی ہے۔

۶۳۱) برمہ بن معاویہ الاسدی

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا کہ وہ صحابی ہیں۔

۶۳۲) بریدہ بن الحصیب

بن عبد اللہ بن حارث بن اعرج بن سعد بن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن حارث سلامان بن اسلم بن افسی اسلمی۔ ابن السکن کا قول ہے: یہ اس وقت اسلام لے آئے تھے جب مقام غمیم سے رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں سے ہجرت کے ارادے سے گزر رہے تھے۔ تو یہ اپنی جگہ ہی مقیم رہے اسی اثناء میں بدر واحد کے معرکے گزر گئے۔ بعد میں یہ (مدینہ) آئے۔ بعض کہنا ہے کہ نبی ﷺ کی بدر سے واپسی کے موقع پر اسلام لائے، اور جب بصرہ فتح ہوا تو وہاں سکونت اختیار کر لی۔ صحیحین میں ان سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں سولہ (۱۶) غزوے کیے۔ ابوعلی طوسی احمد بن عثمان ابن المبارک کے شاگرد فرماتے ہیں: بریدہ کا نام عامر ہے اور بریدہ ان کا لقب ہے۔ بریدہ کے واقعات بکثرت اور ان کے مناقب شہرت کے حامل ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں خراسان کا جہاد کیا۔ وہاں مرو کا رخ کیا جہاں وفات تک رہائش پذیر رہے۔ یزید بن معاویہ کے دور خلافت میں انتقال کیا۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ۶۳ھ میں فوت ہوئے۔

۶۳۳) بُرید (تصغیر) الاسلمی

ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور باوردی نے ایک ضعیف طریق سے بحوالہ عبید اللہ بن ابی رافع، ان صحابہ میں ذکر کیا ہے جو صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور وہیں شہید ہوئے۔ فرماتے ہیں انہی کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ اسلمی خاندان کو بہترین بدلہ دے جو خوبصورت چہروں والے تھے اور ہاشم کے ارد گرد پچھاڑے گئے۔“

بخاری کتاب الذبائح والصيد باب النحر والذبائح (تعلیقاً)

ابوداؤد کتاب الضحایا باب ما جاء فی ذبیحة المتردية (حدیث ۲۸۲۵)

ترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی الحلق واللبة (حدیث ۱۴۸۱)

نسائی کتاب الضحایا باب ذکر المتردية فی البئر التي لا یوصل الی حلقها (حدیث ۴۴۲۰)

ابن ماجہ کتاب الذبائح باب ذکاة الناد فی البهائم (حدیث ۳۱۸۴)

اسد الغابة (ت ۳۹۸) الاستيعاب (ت ۲۱۹)

المعجم الكبير (۱۱۵۰/۲) جامع المسانيد والسنن (۱۵۰/۲)

کتاب المغازی باب کم غزا النبی ﷺ (حدیث ۴۴۷۳) مسلم کتاب الجہاد باب عدد غزوات النبی ﷺ (حدیث ۴۶۷۳)

الطبقات الكبرى (۱۷۸/۴)

تجريد (۴۷/۱)

برید، عبداللہ، منقذ اور عروہ ان میں شامل تھے اور مالک کے دونوں بیٹے جو معزز لوگوں میں سے تھے۔
یہ سند اگر صحیح بھی ہو جائے پھر بھی وہ بریدہ بن الحصیب اسلمی کے علاوہ ہیں، کیونکہ ان کی وفات اس سے بہت بعد میں ہوئی۔

۶۳۴ بریل (پہلے نام کے وزن پر لیکن یہ دال کی جگہ لام سے ہے)

الشہابی۔ بعض الساہلی بھی کہتے ہیں۔ ایسا ہی ابن شاہین وغیرہ نے حرف باء میں ذکر کیا ہے اور بقیہ کی سند سے بحوالہ ابو عمرو اور سُلَیْمَی (سین کے پیش سے) بریل سہالی سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جو آپ ﷺ کے صحابہ کے لیے کھانا پکاتا تھا تو آگ سے اس کا کچھ بدن جھلس گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بعد تجھے ہرگز جہنم کی حرارت تک نہ پہنچے گی۔“ ابن مندہ کہتے ہیں: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔ اور ابو نعیم نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے جو وہم ہے۔ ابن ماکولا *
نے ان کا نام نون اور زائے لکھا ہے۔

۶۳۵ بُریر تصغیر وہی خطمی جیسا گزر چکا ہے۔

۶۳۶ بریر

سابقہ کی طرح، بعض بر (رائے مشدد سے) کہتے ہیں۔ جو ابو ہند الداری کا نام ہے۔ پہلے پر ابن اسحاق نے اور دوسرے پر ابن حبان نے اعتماد کیا ہے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔ ان شاء اللہ کنتیوں میں آئے گا۔

۶۳۷ بریر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ناموں میں سے ایک نام جو مروان بن محمد نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بتایا ہے۔ اسے ابن مندہ نے ذکر کیا اور کہا: اس میں کسی نے متابعت نہیں کی۔ رہے ابو نعیم تو وہ فرماتے ہیں یہ غلط ہے یہ تو ابو ہند کا نام ہے۔

باب الباء جس کے بعد زائے ہے

۶۳۸ بزیع (شروع کا زبر زاکا زیر آخر میں بے نقطہ عین ہے)

عباس کے والد، عبدان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور اسمعیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ محمد بن عیاض نقل کیا وہ اپنے والد وہ عباس بن بزیع سے وہ اپنے والد سے مرفوع روایت کرتے ہیں، جو جنت کے ارکان کی حسنین رضی اللہ عنہما سے تزیین و آرائش کے بارے میں ہے۔ اس میں ہے: ”(اے جنت!) تجھ میں کوئی (حق سے) جھگڑنے والا اور بخیل داخل نہیں ہوگا۔“ * اس مسند میں کہیں ایک مجہول راوی ہیں۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: بے حد غریب (انوکھی/ اوپری) روایت ہے۔ عبدان کا قول ہے کہ بزیع کا سماع مذکور نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ روایت مرسل ہے یا نہیں؟

* اسد الغابۃ (ت ۴۰۳) * جامع المسانید (۲/۲۵۳) اسد الغابۃ (۱/۲۰۶) * الاکمال (۱/۲۶۴)

* اسد الغابۃ (۲/۴۰۲) * اسد الغابۃ (۴۰۴) * جامع المسانید (۲/۲۵۴) کنز العمال (۳۳۶۸۶)

باب الباء جس کے بعد سین ہے

۶۳۹ بَسْبَسَ بن عمرو

بن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعد بن ذبیان بن رشدان، غطفان بن قیس بن جہینہ الجہنی، بنی طریف بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج کے حلیف جو دوزبر والی باؤں سے درمیان میں سین ساکن، پھر سین پر زبر سے ہے۔ اس لفظ کو بغیر ہا کے بسبس بھی کہا جاتا ہے جو ابن اسحاق کا قول ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بسبسہ کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ دیکھیں ابوسفیان کے قافلے کا کیا ہوا؟ پھر واقعہ بدر میں وہ حدیث ذکر کی یہ لفظ فعللہ کے وزن پر ہے۔ عیاض نے بیان کیا کہ مسلم میں یہ لفظ ایک با سے تصغیر کی صورت میں ہے۔ ایسا ہی ابن الاثیر کا قول ہے کہ انہوں نے ابن مندہ کی اصل کتاب میں بغیر ہا کے لکھا دیکھا ہے۔ درست پہلا لفظ ہے۔ اس لیے کہ ابن کلبی کہتے ہیں: انہی کو شاعر نے اپنے قول میں مراد لیا ہے: ”اے بسبس! ان کے سینے قائم رکھ، کیونکہ قوم کی سواریاں روکی نہیں جاتیں۔“

۶۴۰ بستانی الاسرائیلی

یہی وہی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے ان ستاروں کے نام پوچھے تھے جو یوسف علیہ السلام نے (خواب میں) دیکھے تھے۔ تفسیر میں بغوی نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اگر میں تمہیں بتا دوں تو کیا تم اسلام لے آؤ گے؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے انہیں وہ نام (بذریعہ وحی) بتائے اور وہ اسلام لے آئے۔ میں کہتا ہوں: یہ حدیث مسند ابی یعلیٰ وغیرہ میں عبد الرحمن بن سابط کی سند سے بحوالہ جابر منقول ہے جس میں ان کے اسلام لانے کا ذکر نہیں۔ بستانی کا تذکرہ ابن فتحون نے ذیل میں با کے تحت کیا ہے اور میں نے ابن مردویہ کی تفسیر کے ایک نسخہ میں ”بستانی“ دیکھا ہے، شاید یہ زیادہ درست ہو۔

بُسْر (با کے پیش سین کے سکون سے) نامی حضرات کا تذکرہ

۶۴۱ بُسْر بن ارطاة

یا ابن ابی ارطاة، ابن حبان نے کہا: جس نے ابن ابی ارطاة کہا اسے وہم ہوا۔ ابوارطاة کا نام عمیر بن عویمر بن عمران بن حلیم بن سیار بن نزار بن معیص بن عامر بن لوی قرشی عامری ہے۔ ابو عبد الرحمن کنیت رکھتے تھے۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف

اسد الغابۃ (۴۰۵) * مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید (۴۸۹۲) * اسد الغابۃ (۲۰۶/۱)
 علل الحدیث لابی حاتم رازی (۱۹۳، ۱۹۴) الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف (۸۸) اللالی المصنوعۃ (۴۷/۱)
 اسد الغابۃ (ت ۴۰۶) الاستیعاب (ت ۱۷۵) * الثقات (۳۶/۳)

ہے۔ اہل شام کہتے ہیں: انہوں نے یحییٰ بن زبیرؓ سے سنا ہے۔ سنن ابوداؤد میں ایک مصری مضبوط سند سے بحوالہ جناد بن ابی امیہ مروی ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ سمندری سفر میں بسر بن ابی ارطاة کے ساتھ تھے تو ایک چور لایا گیا۔ فرمانے لگے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سفر میں (چوروں کے) ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔“ *

ابن حبان * نے اپنی صحیح میں ایوب بن مسیرہ بن حلیس کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے بسر بن ابی ارطاة کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے اللہ! ہمارے تمام کاموں میں انجام اچھا فرما۔“ (حدیث)

رہے واقدی تو وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن معین قول ہے: نبی ﷺ کی وفات کے وقت کم سن تھے اور دارقطنی نے کہا: وہ صحابی ہیں۔ ابن یونس کہتے ہیں: صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فتح مصر میں شریک تھے وہیں ان کی حویلی ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مددگار تھے۔ امیر معاویہ نے انہیں چالیس کے اوائل میں یمن و حجاز کی جانب روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ جائزہ لیں جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف دار ہیں ان کا قصہ تمام کر دو۔ چنانچہ یہ اس مہم پر نکل گئے۔ امیر معاویہ کی طرف سے سمندری نگران رہے۔ آخری دور میں مایخو لیا ہو گیا تھا ابن السکن کا قول ہے: جب وہ فوت ہوئے تو حواس باختہ تھے۔ ابن حبان * کا قول ہے، امیر معاویہ کی طرف سے وہ کئی امور پر مقرر ہوئے۔ وہ جب دعا مانگتے تو اکثر اوقات ان کی دعا قبول ہوتی۔ فتنہ کے دور میں ان کی کئی باتیں مشہور ہیں جن میں مشغولی مناسب نہیں۔ بعض کا قول ہے کہ امیر معاویہ کے دور میں فوت ہوئے جو ابن السکن کا قول ہے۔ ایک قول خلیفہ کا ہے جس پر ابن حبان نے بھروسہ کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان کے دور خلافت تک زندہ رہے۔ اور مسعودی نے نقل کیا ہے کہ وہ ولید کی خلافت میں ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

۶۴۲ بسر بن ابی بسر المازنی *

از بنی مازن بن منصور بن عکرمہ، عبداللہ بن بسر کے والد ہیں۔ عبداللہ بن بسر کی حدیث سے صحیح مسلم * میں ان کا ذکر ثابت ہے۔ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ میرے والد کے ہاں فروکش ہوئے۔ ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔“ (حدیث) اور نسائی میں عبداللہ بن بسر سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور روزے کے بارے میں ہفتے کے دن روزہ رکھنے کے متعلق عبداللہ بن بسر کی روایت سے بحوالہ ان کے والد ایک حدیث نقل کی ہے۔ بعض ان کی بہن سے بحوالہ ان کے والد اور بعض ان سے بلا واسطہ روایت کے قائل ہیں۔ ابو زرعة دمشقی کا قول ہے کہ بسر ان کا بیٹا اور بیٹی رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ ابن السکن نے معاویہ بن صالح کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن بسر کے بیٹے وہ اپنے والد عبداللہ سے وہ اپنے والد بسر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس ایک خچر پر سوار ہو کر آئے جسے ہم شامی گدھی کہتے تھے۔

* ابوداؤد کتاب الحدود باب فی الرجل یسرق فی الغزو و یقطع (۴۴۰۸) ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء لا تقطع الایدی فی الغزو (۱۴۵۰) نسائی کتاب السارق باب القطع فی السفر (حدیث ۴۹۹۴) مسند احمد (حدیث ۱۸۱/۱) المعجم الكبير (۱۱۹۵/۲) صحیح ابن حبان (۹۴۹/۳) * الثقات (۳۶/۳) * اسد الغابۃ (ت ۴۰۷) تجرید (۴۸/۱) * مسلم کتاب الاشربة باب استحباب وضع النوی خارج التمر (حدیث ۵۱۵۵)

خزاعہ کے ایک شخص انھیں اپنے ساتھ لے گئے اور ہمارے پاس نبی ﷺ کا ایک نامہ مبارک نکال لائے۔ جو خزاعہ کی جانب تھا۔ جو آپ نے انھیں لکھوایا تھا اس میں لکھا تھا: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی جانب سے بدیل بن ورقاء بسر اور بنی عمرو کے سرداروں کی جانب“ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسے طبرانی نے عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن بسر بن عبد اللہ بن سلمہ بن بدیل بن ورقاء بحوالہ ان کے آباء باپ سے باپ بدیل تک روایت کیا ہے۔ پھر اسے ذکر کیا۔ فاکہی نے یہ روایت عبد الرحمن کے حوالہ سے ”کتاب مکہ“ میں نقل کی، فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی کتاب سے انھیں املاء کرائی۔ اور ابن ماکولا وغیرہ نے باکے زبر اور سین کے سکون سے قلمبند کیا ہے اور میں نے خود فاکہی کی اصل کتاب میں اس پر اجمال (نقطے کے بغیر) کی علامت دیکھی ہے۔

امام احمدؒ اپنی مسند میں لکھتے ہیں: ہمیں یزید بن ہارون نے بحوالہ محمد بن اسحاق زہری، عروہ بن زبیر، مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم بتایا کہ یہ دونوں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال صرف زیارت بیت اللہ کے لیے نکلے۔ آپ کا جنگ کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اپنے ساتھ ستر جانور بطور ہدی لے گئے۔ جب آپ ﷺ عسفان پہنچے تو یہاں بسر بن سفیان کعبی سے ملاقات ہوئی، وہ کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! قریش کو آپ ﷺ کے سفر کی اطلاع ہو گئی ہے تو وہ بھی بچے عورتیں لے کر نکل آئے ہیں۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

یہ روایت بخاریؒ میں معمر کی سند سے بحوالہ زہری منقول ہے، اس میں ہے: بدیل بن ورقاء اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ آئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی اور بسر کا نام نہیں لیا۔ انہی کو عبد اللہ بن زبیری، اس قصہ میں کہتے ہیں جس میں آل مخزوم نے خزاعہ سے ولید بن ولید بن مغیرہ کے خون کا مطالبہ کیا تھا:

”سنو! تم دونوں بسر بن سفیان کو اطلاع دے دو، میری طرف سے اسے (عورت کو) اونچی آواز والا خبردار شخص پہنچا دے۔“

پھر وہ قصیدہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: بسر نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے قریشیو! یہ میرا بیٹا تمہارے پاس دیت میں گروی ہے۔ تو خالد بن ولید نے اسے رکھ لیا پھر اسے کھلا پلا کر نیا جوڑا پہنایا اور خوشبو لگا کر کہا اپنے ابا کے پاس جاؤ۔ ادھر سے بسر بن سفیان ولید کی دیت لاد کر ان کے پاس آ گئے۔

۶۳۶ بسر بن سلیمانؒ

ان سے ان کی بیٹی سعبہ روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ابن ماکولاؒ نے کہا: ابن الاثیر نے انھیں پہلے والے پر استدراک کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

❖ مجمع الزوائد (۱۷۱/۸) ❖ المعجم الكبير حديث (۱۱۸۸/۲) ❖ الاكمال (۲۶۹/۱)

❖ مسند احمد (۳۲۳/۴) (۳۳۱/۴) بخاری كتاب الحج باب اشعار البدن (تعليقاً)

❖ اسد الغابة (ت ۴۱۲) ❖ الاكمال (۶۵/۳)

۶۴۳ بسر بن جعاش

قرشی ہیں تمس فروکش ہوئے یہ محمود بن سمیع کا قول ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ بنی عامر بن لؤی سے تعلق رکھتے تھے۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ اہل عراق انہیں بسر اور اہل شام بشر کہتے ہیں۔ دارقطنی اور ابن زبر کا قول ہے، نقطوں سے یہ نام ٹھیک نہیں۔ ابوعلی الجہری نے اپنے نوادر میں بغیر نقطے کے قلمبند کیا ہے البتہ ان کے والد کا نام جعش بتایا ہے۔ امام مسلم اور ابن السکن وغیرہ فرماتے ہیں: ان سے جبیر بن نفیر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں لی۔ مسند احمد اور ابن ماجہ میں صحیح سند سے ان کی احادیث مروی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: جمص میں وفات پائی، شامیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۶۴۴ بسر بن راعی البعیر الاشجعی

دارمی، عبد بن حمید، ابن حبان اور طبرانی نے عکرمہ بن عمار کی سند سے ایاس بن سلمہ بن الاکوع بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بسر بن راعی البعیر کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ وہ کہنے لگے: میں نہیں کھا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہ کھا سکو۔ پھر ان کا دایاں ہاتھ کبھی بھی منہ کی طرف نہ اٹھا۔“ اور مسلم نے یہ روایت اسی سند سے نقل تو کی لیکن بسر کا نام نہیں لیا۔ اور اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا کہ ”تکبر اس کے آڑے آگیا تھا۔“ ادھر عیاض نے شرح مسلم میں یہ ثابت کیا ہے کہ وہ منافق شخص تھا۔ نووی نے اپنی شرح میں اس بات کو دلیل بنا کر کہ ابن مندہ، ابو نعیم اور ابن ماکولا وغیرہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، عیاض کی تحقیق کی ہے۔ لیکن اس استدلال میں تامل ہے کیونکہ جن کا انہوں نے ذکر کیا ان کی سند ذکر نہیں کی سوائے اس حدیث کے لہذا احتمال برقرار ہے۔ یوں جمع بھی ممکن ہے کہ وہ اس حالت میں اسلام نہ لائے ہوں پھر مسلمان ہو گئے ہوں۔ انہیں بشر (نقطوں سے) بھی (لکھا پڑھا) گیا ہے، اسی کو ابن مندہ نے ذکر کیا اور ابو نعیم نے ان کی تردید کی ہے اور ان کے بیان کردہ نسب کو لفظاً غلط قرار دیا۔ ابن ماکولا اور دارقطنی نے اس لفظ سے کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا کہ یہ لفظ بغیر نقطے کے ہے۔ اور بیہقی نے سنن میں کہا ہے کہ نقطے والا زیادہ صحیح ہے۔ ابن فتحون نے عجیب کام کیا کہ اس نام کو بشیر میں استدراک میں ذکر کر دیا جیسا کہ آئے گا۔

۶۴۵ بسر بن سفیان

بن عمرو بن عویم بن صرمہ بن عبد اللہ بن عمیر بن حبشیہ بن سلول الخزاعی۔ ابن کلبی نے کہا: نبی ﷺ نے انہیں خط بھیجا، و شریف انسان تھے۔ ابو عمر نے کہا: ۶ھ میں اسلام لائے۔ حدیبیہ وغیرہ کے تذکرہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں ہمیں عبد الرحیم بن سلیمان نے بحوالہ زکریا بن ابی زائدہ بتایا، فرماتے ہیں: میں ابواسحاق یعنی سبعی کے ساتھ مکہ مدینہ کے درمیان تھا۔

اسد الغابۃ (ت ۴۰۸) الاستیعاب (ت ۱۷۸) اسد الغابۃ (ت ۴۰۹) تجرید (۴۹/۱)

دارمی کتاب الاطعمۃ باب الاکل بالیمین (۹۷/۲)

مسلم کتاب الاشربة باب آداب الطعام والشراب و احکامها (حدیث ۵۲۳۶)

الاکمال (۲۶۸/۱) اسد الغابۃ (۴۱۱) الاستیعاب (ت ۱۷۶) تجرید (۴۸/۱)

خزاعہ کے ایک شخص انھیں اپنے ساتھ لے گئے اور ہمارے پاس نبی ﷺ کا ایک نامہ مبارک نکال لائے۔ جو خزاعہ کی جانب تھا۔ آپ نے انھیں لکھوایا تھا اس میں لکھا تھا: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی جانب سے بدیل بن ورقاء بسر اور بنی عمرو کے سرداروں کی جانب“ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسے طبرانی نے عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن بسر بن عبد اللہ بن سلمہ بن بدیل بن ورقاء بحوالہ ان کے آباء باپ سے باپ بدیل تک روایت کیا ہے۔ پھر اسے ذکر کیا۔ فاکہی نے یہ روایت عبد الرحمن کے حوالہ سے ”کتاب مکہ“ میں نقل کی، فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی کتاب سے انھیں املاء کرائی۔ اور ابن ماکولا وغیرہ نے باکے زبر اور سین کے سکون سے قلمبند کیا ہے اور میں نے خود فاکہی کی اصل کتاب میں اس پر اھمال (نقطے کے بغیر) کی علامت دیکھی ہے۔

امام احمدؒ اپنی مسند میں لکھتے ہیں: ہمیں یزید بن ہارون نے بحوالہ محمد بن اسحاق زہری، عروہ بن زبیر، مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم بتایا کہ یہ دونوں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال صرف زیارت بیت اللہ کے لیے نکلے۔ آپ کا جنگ کوئی ارادہ نہ تھا۔ اپنے ساتھ ستر جانور بطور ہدی لے گئے۔ جب آپ ﷺ عسفان پہنچے تو یہاں بسر بن سفیان کعبی سے ملاقات ہوئی وہ کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! قریش کو آپ ﷺ کے سفر کی اطلاع ہو گئی ہے تو وہ بھی بچے عورتیں لے کر نکل آئے ہیں۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

یہ روایت بخاریؒ میں معمر کی سند سے بحوالہ زہری منقول ہے، اس میں ہے: بدیل بن ورقاء اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ آئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی اور بسر کا نام نہیں لیا۔ انہی کو عبد اللہ بن زبیری، اس قصہ میں کہتے ہیں جس میں آل مخزوم نے خزاعہ سے ولید بن ولید بن مغیرہ کے خون کا مطالبہ کیا تھا:

”سنو! تم دونوں بسر بن سفیان کو اطلاع دے دو، میری طرف سے اسے (عورت کو) اونچی آواز والا خبردار شخص پہنچادے۔“

پھر وہ قصیدہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: بسر نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے قریشیو! یہ میرا بیٹا تمہارے پاس دیت میں گروی ہے۔ تو خالد بن ولید نے اسے رکھ لیا پھر اسے کھلا پلا کر نیا جوڑا پہنایا اور خوشبو لگا کر کہا اپنے ابا کے پاس جاؤ۔ ادھر سے بسر بن سفیان ولید کی دیت لاد کر ان کے پاس آ گئے۔

۶۳۶) بسر بن سلیمانؒ

ان سے ان کی بیٹی سعبہ روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ابن ماکولاؒ نے کہا: ابن الاثیر نے انھیں پہلے والے پر استدراک کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

✽ مجمع الزوائد (۱۷۱/۸) ✽ المعجم الكبير حديث (۱۱۸۸/۲) ✽ الاكمال (۲۶۹/۱)

✽ مسند احمد (۳۲۳/۴) (۳۳۱/۴) بخاری كتاب الحج باب اشعار البدن (تعليقاً)

✽ اسد الغابة (ت ۴۱۲) ✽ الاكمال (۶۵/۳)

۶۴۷) بسر بن عبد الرحمن الحضرمی

صحابی ہیں جو حمص میں فروکش ہوئے۔ یہ بات احمد بن محمد بن عیسیٰ نے اپنی تاریخ میں لکھی ہے اور کہا ہے کہ ان سے ابوالمشی روایت کرتے ہیں۔

۶۴۸) بسر بن عصمة المزنی

از بنی ثور بن ہذمہ، مزینہ کے سرداروں میں سے تھے۔ ابوبشر آدمی کہتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد ”جس نے جہینہ قبیلہ کو اذیت پہنچائی اس نے گویا مجھے تکلیف دی“ سنا ہے اسے ابن ماکولاؓ نے نقل کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بشر نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۶۴۹) بسر سلمی رافع کے والد

بشر جوزیر سے ہے ان میں تذکرہ آ رہا ہے۔

۶۵۰) بشرہؓ بصرہ بھی کہا جاتا ہے بعد میں آئے گا۔

۶۵۱) (ن) بسطام

صفوان بن امیہ کے غلام۔ بسطاس جونون سے ہے اس میں ذکر آئے گا۔

بشر (زیر اور نقطوں والے شین سے) نامی حضرات کا ذکر

۶۵۲) بشر بن أبیرق الانصاری

ابن الحارث، تذکرہ آئے گا۔

۶۵۳) بشر بن براء بن معرور

قریب ہی ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے کہ وہ نقیب تھے اور ہجرت سے پہلے فوت ہوئے۔ جہاں تک بشر کا تعلق ہے تو وہ اپنے والد کے ساتھ عقبہ میں موجود تھے بدر اور بعد کے مہمات میں شریک رہے۔ خیبر کے بعد اس کھانے سے جو انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ زہر آلود بکری کا (گوشت) کھایا تھا، فوت ہوئے۔ یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں، ابوالشیخ نے ”امثال“ میں اور ولید بن ابان نے ”کتاب الجود“ میں صالح بن کیسان کی سند سے بحوالہ ابن شہاب، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بنی نضلہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جد بن قیس۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کس وجہ سے سردار مانتے ہو؟ عرض کیا: ہم سے زیادہ اس کا مال ہے۔

سرف ہم بخل کی وجہ سے اسے معیوب سمجھتے ہیں۔ فرمایا: بخل سے بڑھ کر کیا بیماری ہوگی؟ یہ تمہارا سردار نہیں۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! تو ہمارا سردار کون ہوگا؟ فرمایا: ”بشر بن براء بن معرور“۔

زہری سے روایت لینے میں ابن اسحاق نے ان (صالح) کی متابعت کی ہے اور اپنی روایت میں کہا: ”بلکہ تمہارا سردار سفید بک گھنگھریالے بالوں والا بشر بن براء بن معرور ہے“۔ ایسا ہی یونس اور ابراہیم بن سعد نے زہری سے اولیس کی ان سے روایت میں نقل کیا ہے۔ جبکہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے اسے اپنے والد سے مرسل روایت کیا ہے جسے ابن ابی یوسف نے نقل کیا ہے۔ ایسا ہی معمر نے بھی مرسل روایت کیا ہے جو مصنف عبدالرزاق، خرائطی کی مساوی الاطلاق، ابو عروبہ کی امثال میں زہری کے بھتیجے کی زہری سے روایت میں اور ابن ابی الیمان کے نسخہ میں شعیب کی زہری سے روایت میں ہے۔ معرفہ میں عبد الملک بن جابر بن عتیک کی بحوالہ جابر بن عبد اللہ کی حدیث سے اس کا شاہد بھی ہے جبکہ دوسرا شاہد مستدرک، ابو عروبہ کی امثال اور کامل بن عدی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔ جسے ابن عدی نے سعید بن محمد وراق کے سوانح میں محمد بن عمرو کی اسلمہ سے ان کی ان سے روایت میں نقل کیا ہے اس میں سعید تنہا نہیں بلکہ نصر بن شمیل نے ولید بن ابان اور ابوالشیخ کے ہاں اور محمد بن یعلیٰ نے حاکم کے ہاں ان (سعید) کی متابعت کی ہے۔

یہ روایت ابوالشیخ نے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بسند ضعیف نقل کی ہے۔

۶۵۴ بشر بن الحارث

بن سرج بن بجاد بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس العبسی۔ ابن شاہین نے ہشام بن کلبی کی سند سے بحوالہ ابوالشغب عبسی ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ان نو افراد میں سے تھے جو عبس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے پاس دسواں شخص بھی لے آؤ تا کہ میں تمہیں جھنڈا باندھ دوں“۔ تو یہ لوگ طلحہ بن عبید اللہ کو اپنے گروہ میں شامل کر لائے تو آپ نے ان کے لئے علم باندھا اور ان کا شعار عشرہ بنایا۔ جو آج تک برقرار ہے۔ وہ بشر بن الحارث یہی والے، حارث بن ربیع بن زیادہ سباع بن زید، عبد اللہ بن مالک، قرہ بن حصن، قنان بن دارم، میسرہ بن مسروق، ہرم بن سعدہ، اور ابوالحصین بن لقیم تھے جن میں سے ہر ایک کا ذکر اپنے محل میں آئے گا۔

۶۵۵ بشر بن الحارث

بن عمرو بن حارث بن الہیثم بن ظفر الانصاری الظفری۔ جو بشر بن امیرق ہیں۔

ابن عبد البر فرماتے ہیں: بشر اور ان کے دونوں بھائی مبشر اور بشیر احد میں شریک ہوئے۔ جن میں سے بشیر منافق تھا جو محابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو کرتا، پھر اس نے زرہ چالی اور بعد میں مرتد ہو گیا۔ اور اس کے بھائیوں بشر اور مبشر کے بارے میں نفاق کا ذکر نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔ رفاعہ بن زید میں یہ قصہ آئے گا۔

اتحاف السادة المتقين (۱۹۵/۸، ۱۹۶) الدر المنثور (۱۹۷/۶) الطبقات الكبرى (۴۱/۱)

اسد الغابة (ت ۴۲۰) الاستيعاب (ت ۱۸۹) الاستيعاب (۲۵۱/۱)

۶۵۶ بشر بن الحارث بن قيس

بن عدی بن سعید بن سہم القرشی السہمی وہ اور ان کے دونوں بھائی حارث اور معمر مہاجرین حبشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کا نام سہم بن حارث ہے۔

۶۵۷ بشر بن حزن

عبدہ بن حزن بھی کہا جاتا ہے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عبدہ میں ان کے متعلق گفتگو ہوگی۔

۶۵۸ بشر بن حنظلہ الجعفی

لگتا ہے یہ سوید بن حنظلہ کے بھائی ہیں۔ یہ تب ہے جب سند صحیح ہو۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حفص بن سلیمان کی سند سے بحوالہ علقمہ بن مرثد، سوید بن غفلہ وغیرہ سے بشر بن حنظلہ الجعفی سے مروی ہے، فرمایا: ہم وائل بن حجر حضرمی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ارادے سے نکلے، راستے میں ہمارا گزر وائل کے دشمن قبیلے سے ہوا، وہ کہنے لگے: تم میں وائل ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ (حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ابراہیم بن عبد اللہ اعلیٰ کی سند سے بحوالہ ان کی دادی بنت سوید بن حنظلہ ان کے والد سے اسی حدیث کا منقول ہے جبکہ پہلی سند کا چلاؤ زیادہ مکمل ہے۔

ازدی ان سوید کے متعلق کہتے ہیں: ان سے صرف ان کی بیٹی ہی روایت کرتی ہے۔ اگر کسی راوی سے غلطی نہ ہوئی ہو تو او بات ہے ورنہ یہ بات ازدی کے متعلق ہے بصورت دیگر احتمال ہے کہ بشر اور سوید دونوں کے ساتھ یہ واقعہ بنا ہو۔

۶۵۹ (ن) بشر بن ربیعۃ الخثعمی بشر غنوی میں آئے گا۔

۶۶۰ بشر بن سحیم

بن فلاں بن حرام بن غفار الغفاری۔ انہیں نہرانی اور خزاعی بھی کہا جاتا ہے۔ پہلا اکثر (لوگوں کا قول) ہے۔ ایام تشریو کے متعلق امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ ”یہ کھانے پینے کے دن ہیں“۔ اسے دارقطنی اور ابو ذر ہروی نے صحیح قرار دیا۔ ابن سعد کہتے ہیں: وہ کراع النعمیم اور ضحجان میں سکونت رکھتے تھے۔

۶۶۱ بشر بن سفیان العتکی

”ہوائف“ میں خراطی نے عبد اللہ بن العلاء کی سند سے بحوالہ زہری، عبد اللہ بن حارث وہ اپنے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حدیبیہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ مکہ کی جانب چلے تو ”بشر بن سفیان عتکی“ نے آ کر آپ

اسد الغابۃ (ت ۴۲۱) الاستیعاب (۱۸۰) الاستیعاب (۲۴۹/۱) تجرید اسماء الصحابة (۴۹/۱)

تجرید (۴۹/۱) جامع المسانید (۲۶۵/۲) اسد الغابۃ (ت ۴۲۷) الاستیعاب (ت ۱۸۳) تجرید (۵۰/۱)

نسائی کتاب الایمان باب تاویل قول اللہ تعالیٰ ﴿قالت الاعراب آمنا...﴾ (حدیث ۵۰۰۹)

ابن ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی النہی عن صیام ایام التشریق حدیث (۱۷۲۰) مسند احمد (۴۱۵/۳)

سلام کیا، سلام کے بعد) آپ نے ان سے فرمایا: ”بشر! کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ اہل مکہ کو میرے سفر کا پتہ چل چکا ہے؟“ وہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! فلائی رات میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور انہوں نے اس رات کا نام بتایا جس میں انہوں نے سفر کیا تھا۔ قریش اپنی مجالس میں بیٹھے تھے کہ ابوبتیس کی چوٹی سے ایک شخص نے چیخ کر کہا: ”چلو! تمہارا مخالف تمہاری طرف چل پڑا ہے۔ اس کی طرف جاؤ اور عزت والا گروہ بن جاؤ۔“ یہ آواز ان کے دور و نزدیک والے نے سن لی، جس سے سارا مکہ گونج اٹھا۔ کشاں کشاں یہ لوگ کعبہ کے پاس جمع ہونے لگے، وہاں انہوں نے عہد کیے، قسمیں کھائیں کہ آپ ﷺ ان کے پاس مکہ میں نہ آنے پائیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ بتوں کا شیطان ہے جسے عنقریب اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے گا۔“ پھر راوی نے ان کے مکہ ان لوگوں کے حالات کی ٹوہ لینے کے لیے بھیجے جانے کا ذکر کیا اور بقیہ قصہ بیان کیا۔

۶۶۲ بشر بن عاصم

بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم الحزومی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر، ابن رشدین نے اُن کا صحابہ میں یہی نسب ذکر کیا ہے۔ جبکہ بخاری، ابن حبان، ابن السکن اور ان کے تبعین نے کہا ہے: بشر بن عاصم، ان میں سے بعض نے ثقفی بھی کہا، اور بعض بشر بن عاصم بن سفیان کہتے ہیں یہ آخری قول وہم پر مبنی ہے اس واسطے کہ بشر بن عاصم بن سفیان بن عبد اللہ ثقفی جو اپنے والد بحوالہ اپنے دادا سفیان بن عبد اللہ سے روایت لیتے ہیں جو حضرت عمر کے گورنر تھے وہ بشر بن عاصم صحابی کے علاوہ ہیں۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے ان میں فرق ظاہر کیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: بشر بن عاصم صحابی رسول ہیں پھر فرمایا: بشر بن عاصم بن سفیان بن عبد اللہ بن ربیعہ ثقفی حجازی ہیں۔ جن سے ابن عیینہ نے سنا ہے پھر ان کے سوانح ذکر کیے۔

اور ابن حبان فرماتے ہیں: بشر بن عاصم کو شرف صحابیت حاصل ہے اور ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: بشر بن عاصم، صحابی ہیں، ان سے ابو وائل روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا فرماتے ہیں: ابو وائل سے صرف سوید بن عبد العزیز نے اس کا ذکر کیا ہے، اہ۔ ان کا اشارہ اس روایت کی طرف سے جو سوید، یسار بن ابی الحکم سے بحوالہ ابو وائل نقل کرتے ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر بن عاصم کو ہوازن کی زکوٰۃ کا نگران مقرر کیا تو بشر گھر ہی ٹھہرے رہے۔ بعد میں حضرت عمر سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: کیا تم پر ہمارا سننا ماننا لازم نہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا: ”جو مسلمانوں کے کسی کام کا ذمہ دار بنایا گیا اسے قیامت کے روز لا کر جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائے گا۔“ (حدیث)

اسے امام بخاری نے سوید کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق یہ روایت سیار سے سوید کے علاوہ کسی نے نقل نہیں کی۔ اس کی حدیث بیانی میں ڈھیلا پن ہے۔ یہ روایت سوید کی سند سے ہمیں ملی ہے جسے ابن ابی شیبہ نے ابن نمیر سے بحوالہ فضیل بن غزوان، محمد راسبی، بشر بن عاصم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا عہدہ لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا: مجھے اس کی ضرورت نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسد الغابۃ (ت ۴۲۹)، الاستیعاب (ت ۱۹۳) * التاريخ الكبير (۷۷/۲) * الثقات (۶۸/۴)

الجرح والتعديل (۳۶۰/۲) * المعجم الكبير (۳۹/۲) مجمع الزوائد (۲۰۶/۵) نصب الراية (۶۶/۴) جامع المسانيد (۲۷۲/۲)

المصنف لابن ابی شیبہ (۱۷۲/۱۳)

ان محمد کا ابن عبدالبر * نے ذکر کیا ہے کہ یہ سلیم راسی ہیں۔ اگر بات ایسے ہے جیسے انہوں نے کہا تو یہ سند منقطع ہے اس واسطے کہ انہوں نے بشر بن عاصم کو نہیں دیکھا۔ اس کی ایک سند اور بھی ہے جسے ابن مندہ سلمہ بن تمیم کی سند سے بحوالہ عطاء، عبداللہ بن سفیان سے وہ بشر بن عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر بن عاصم کو مکہ مدینہ کی زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا تو وہ گھر ہی ٹھہرے رہے باہر نہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملے پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

ابن مندہ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند یوں بھی بیان کی جاتی ہے بشر بن عاصم سے وہ اپنے والد سے، لیکن ”اپنے والد سے“ کے الفاظ درست نہیں۔

اب تک جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ بشر بن عاصم بن سفیان صحابی نہیں بلکہ تبع تابعین ہیں۔ اور بشر بن عاصم جو صحابی ہیں ان کا نسب سوائے ابن رشدین کی روایت کے، صحیح روایات میں بیان نہیں ہوا تو اگر وہ روایت صحیح محفوظ ثابت ہو جائے تو یہ قرشی ہیں ورنہ وہ یقیناً ثقفی کے علاوہ ہیں۔

ادھر ابن الاثیر * کا کلام اس کے منافی ہے جو کچھ میں تحریر کر چکا ہوں اس میں غور کرنے سے ان کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اللہ ہی رہنما ہے۔

۶۶۳ بشر بن عبداللہ الانصاری الخرجی *

ابن اسحاق نے ان کا شہدائے یمامہ میں ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے ان کا تذکرہ کر کے کہا: ہمیں انصار میں ان کا نسب نہیں ملا۔ اور ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم بن یزید سے اپنے راویوں سے ان کا ذکر کیا: کہ بشر بن عبداللہ بن حارث بن خزرج، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے جب ان کا ذکر کیا تو ان کا نام بشیر لیا جیسا کہ آئے گا یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہوں۔

۶۶۴ بشر بن عبداللہ

سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں انہیں حضرت سعد کے ساتھ عراق بھیجا تھا تو حضرت سعد نے انہیں قیس کے ہزار آدمیوں کا امیر بنا دیا۔ طبری نے ان کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ صرف صحابہ کو امیر بنایا جاتا تھا۔

۶۶۵ بشر بن عبد *

بصرہ میں سکونت پذیر رہے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے نبی ﷺ سے سنا: ”تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اس کے لیے استغفار کرو“ *

اور ان سے ان کے بیٹے عفان روایت کرتے ہیں میرے علم کے مطابق اور کوئی ان سے روایت نہیں کرتا۔

* الاستیعاب (۲۵۲/۱) * اسد الغابۃ (۲۲۴/۱) * اسد الغابۃ (۴۳۱) الاستیعاب (۱۸۱) تجرید (۵۰/۱)

* اسد الغابۃ (۴۳۲) الاستیعاب (۱۸۲) تجرید (۵۰/۱)

* مسند احمد (۳۶۰/۴ - ۳۶۳) المعجم الكبير (۱۹۹/۱۸) المطالب العالیۃ (۷۵۴۱) الكامل فی الضعفاء (۸۴۳/۲)

ایسا ہی ابن عبدالبر* نے ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ میں نے کسی کے ہاں ان کا تذکرہ نہیں دیکھا۔

۶۶۶ بشر بن عرقطہ*

بن خشاش الجہینی، انہیں بشیر بھی کہا جاتا ہے یہ اکثر کا قول ہے ابن مندہ کہتے ہیں پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ان کی حدیث ولید بن مسلم کے ہاں ملتی ہے فرماتے ہیں: عبد الحمید بن عدی الجہینی نے ہمیں بحوالہ عبد اللہ بن حمید جہینی بتایا کہ جہینہ کا بشر بن عرقطہ نامی ایک شخص اپنے اشعار میں کہتا ہے:

”فتح مکہ کے تڑکے ہم محمد ﷺ کے ساتھ، لوگوں سے آگے ایک ہزار کی نفری میں نمودار ہوئے۔ اور حنین کے روز

جس کی ہولناکی میں ہم موجود تھے بے شک وہ ایسا تاریک دن تھا جس میں موت ہی موت پکاری جا رہی تھی۔“

یہ اشعار جن میں وہ کہتا ہے:

”میں محمد ﷺ کے سامنے کھلے میدان میں ایسے لشکروں پر وار کر رہا ہوں جو نافرمان اور زیادہ ظالم ہیں۔“

اسے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں ہشام بن خالد سے اور غنوی نے اپنی تاریخ میں صفوان بن صالح سے وہ دونوں ولید سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان کا نام بشیر لیا ہے۔ ایسا ہی ”مغازی“ میں محمد بن ہامد نے ولید سے ذکر کیا ہے اور ”موتلف“ میں خطیب میں ہشام کی سند سے درج کیا ہے میں نے ان کے قلم سے بشیر بروزن عظیم لکھا دیکھا ہے۔

بغوی کہتے ہیں: مجھے اس سند سے اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ اور یہ سند مجہول ہے۔

میں کہتا ہوں: عبد الحمید کے متعلق ابو حاتم فرماتے ہیں: وہ دیندار صاحب صلاحیت شخص ہے۔ رہے ان کے شیخ تو میں انہیں نہیں جانتا۔ مذکورہ حدیث ہشام بن عمار نے ولید سے نقل کی تو یوں کہا: عبد اللہ بن حمید بحوالہ بشیر بن عرقطہ فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ نے دعا کی تو جہینہ اور ان کے پیروؤں میں سے ہزار آدمی اسلام لے آئے اور نبی ﷺ کے ساتھ غزوات و واقعات میں شریک رہے اسی کے متعلق بشیر فرماتے ہیں۔ پھر اشعار ذکر کیے۔ کسی سند میں مجھے ان کا بشر (سکون سے) نام نظر نہیں آیا اور نہ ابن مندہ نے ولید تک اس کی سند بیان کی ہے۔

۶۶۷ بشر بن عصمة الليثی*

طبرانی* نے ”کبیر“ میں مُجَاعَة بن مَحْصَن العبدی کی سند سے بحوالہ عبید بن حصین، بشر بن عصمة صحابی رسول سے روایت کیا فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان کے قبیلہ کے بارے میں فرمایا: ”یہ میرے اور میں ان کا ہوں“ (حدیث) اس کی سند میں ضعف ہے۔ مجاہد سے دوسری سند سے مروی ہے: وہ بشر بن عطیہ کہتے ہیں۔

۶۶۸ بشر بن عصمة المزنی*

ان سے کثیر بن اُلح ابویوب کے غلام روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”خزاعہ

* الاستیعاب (۲۴۹/۱) * اسد الغابۃ (۴۳۳) تجرید (۵۰/۱) * اسد الغابۃ (ت ۴۳۴) الاستیعاب (ت ۱۸۵) تجرید (۵۰/۱)

* المعجم الكبير (۱۲۲۷/۲) * اسد الغابۃ (۴۳۴) الاستیعاب (ت ۱۸۵)

میرے اور میں ان کا ہوں۔“ اسے ابن ابی حاتم، ابواحمد عسکری اور ابن عبدالبر نے روایت کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ پہلے والے ہیں جبکہ صحیح یہ ہے کہ وہ اور ہیں۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ آمدی نے کہا: یہ نام پیش اور بے نقطہ والے ساکن حرف سے ہے۔ سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ ان امراء سے ہیں جنہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ کی طرف بھیجا تھا وہ سارے کے سارے صحابہ تھے۔ ابن عساکر نے ان کا بشر نامی حضرات میں تذکرہ کیا ہے جیسا کہ یہ نام یہاں ہے۔ واللہ اعلم

۶۶۹ بشر بن عطیہ

ابن حبان نے ان کا ذکر کیا کہ ان کی روایت کی سند پر مجھے اعتماد نہیں۔ اور باوردی نے برد بن سنان کی سند سے بحوالہ مکحول، بشر بن عطیہ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے چوبیس کاموں پر لعنت کی۔ فرمایا: ”آگاہ رہو! اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی اس پر لعنت ہو جو کوئی میرا تھوڑا سا حق بھی کم کرے۔“ پھر لمبی حدیث بیان کی۔ اور ابن مندہ نے مکحول کی سند سے بحوالہ غصیف بن حارث، ابوذر سے روایت کیا ہے کہ بشر بن عطیہ نے نبی ﷺ سے کوئی بات پوچھی آپ نے اس کا جواب دیا۔

میں کہتا ہوں: وہ عکاف کے قصہ میں ہے جو ان کے سوانح میں آ رہا ہے۔ لیکن ان کا نام عطیہ بن بسر ہی محفوظ ہے اور ان کا تعلق قبیلہ مازن سے ہے۔ جو پیش اور سین کے سکون سے ہے۔ ”بشر بن عصمہ“ میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ انہیں بشر بن عطیہ بھی کہا گیا ہے۔

۶۷۰ بشر بن عقرۃ الجہنی

ابوالیمان، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے جیسا کہ آئے گا۔ بعض نے شین کے بعد یا کی زیادتی کے ساتھ بشیر بھی کہا ہے۔ ابن السکن بحوالہ بخاری فرماتے ہیں! بشر زیادہ صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں: امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی عنوان سے ان کے سوانح لکھے ہیں۔ فرماتے ہیں: مجھے عبد اللہ بن عثمان نے بحوالہ حجر بن حارث بتایا کہ وہ فرماتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عوف کو فرماتے سنا: میں نے بشر بن عقرۃ کو فرماتے سنا: کہ میرے والد کسی غزوے میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور وہاں ان کی شہادت ہو گئی۔ جب آپ کا میرے پاس سے گزر ہوا اور آپ نے مجھے روتے دیکھا تو فرمانے لگے: ”چپ کر جاؤ مت رو، کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ میں تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں ہو؟“ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

امام بخاری فرماتے ہیں: مجھے عثمان نے بتایا کہ بشر فلسطین میں مشہور ہیں۔ یہی بشر نام محمد بن المبارک نے بحوالہ حجر بن الحارث بتایا ہے۔ اور سعید بن منصور نے ”بشر بن عقرۃ“ کہا۔ میں کہتا ہوں: ان کا یہی نام جو میں نے ایک دوسری حدیث میں پڑھا ہے جس کی سند یوں ہے میں نے یہ حدیث ابوالفرج بن حماد کے سامنے پڑھی کہ علی بن اسماعیل نے انہیں بتایا، انہیں اسماعیل بن عبد القوی نے بحوالہ فاطمہ بنت سعد الخیر سے سن کر وہ فاطمہ جو زدانہ سے سن کر کہ ابن ربذہ نے انہیں بتایا، مجھے طبرانی نے، انہیں

✽ مسند احمد (۵۰۰/۳) المعجم الكبير (۱۲۲۷/۲) الجرح والتعديل (۳۶۰/۲) الاستيعاب (۲۵۰/۱) الثقات (۳۱/۳)

✽ كنز العمال (۴۴۰۵۷) جمع الجوامع (۹۰۸۳) اسد الغابة (ت ۴۳۵) الاستيعاب (۱۹۲) تجريد (۵۰/۱) التاريخ الكبير (۸/۲)

وزید قراطیسی اور علی بن عبدالعزیز نے وہ دونوں فرماتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے بحوالہ حجر بن الحارث غسانی، عبداللہ بن عوف کنانی سے وہ رملہ میں عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے گورنر تھے انہوں نے دیکھا کہ جب عمرو بن سعید قتل ہوئے تو عبدالملک بن مروان نے بشر بن عقرہ جہنی سے کہا: ابوالیمان! کوئی بات کرو! مجھے تمہاری گفتگو کی ضرورت ہے، تو بشر کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جو دکھلاوے اور سنانے کی غرض سے خطبہ دینے کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں اسے ہر کوئی دیکھ سکے اور اس کے بارے میں سن سکے۔“

اسے امام احمد نے بھی سعید سے نقل کیا ہے یوں ہم علوسند میں ان کے مطابق ہو گئے۔ اور بغوی نے علی بن عبدالعزیز سے ان کی موافقت بھی ہو گئی۔ ابن السکن فرماتے ہیں یہ مشہور حدیث ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی اسماعیل بن عیاش کی روایت سے بحوالہ مضمض بن زرعہ، شریح بن عبید، بشر بن عقرہ سے اسی مفہوم کی ایک اور سند بھی ہے۔ ابو حاتم نے ”بشر“ نام کو ترجیح دی ہے اور ابن حبان نے ان کے برعکس کہا کہ جو انہیں بشر کہتا ہے اسے وہم ہو گیا ہے۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں۔ بشر بن عقرہ ۸۵ھ کے بعد فوت ہوئے۔ اور ابن حبان کا قول ہے کہ فلسطین کے کسی ضلع کے کسی گاؤں میں فوت ہوئے۔ اور ابن سمیع نے ان کا فلسطین میں فروکش ہونے والوں میں ذکر کیا ہے اور بشر ان کا نام بتایا ہے۔ ان کا ذکر ایک اور حدیث میں بھی آتا ہے جس میں انہیں بشر (یا کازبر اور شمین کازیر) نام سے بلایا گیا ہے۔

ابن اسحاق ربلی نے اپنے فوائد میں لکھا ہے جسے میں نے سلفی کے قلم سے پڑھا ہے فرماتے ہیں: ہمیں حسن بن بشر نے بتایا کہ مجھے میرے والد نے اپنے والد حسن بن مالک بن نافذ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: میں نے بشر بن عقرہ جہنی سے سنا: فرمایا: میرے والد عقرہ جہنی نبی ﷺ کے پاس آئے، فرمایا: عقرہ! یہ تمہارے ساتھ (بچہ) کون ہے؟ عرض کیا: یہ میرا بیٹا بخیر ہے آپ نے فرمایا: ادھر آؤ، میں آپ کے قریب جا کر آپ کی دائیں ران پر بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا: تمہارا نام؟ میں نے عرض کیا: بخیر ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: نہیں! تمہارا نام بشر ہے میری زبان میں کچھ کنت تھی آپ نے میرے منہ میں پھونک ماری تو میرا ہکلا پن دور ہو گیا۔ اب میرے سر کے سارے بال سفید ہو گئے سوائے اس جگہ کے جہاں آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھا تھا وہ بدستور سیاہ ہیں“ پھر اسے اسحاق نے بحوالہ حسن بن سوید، عبدالرحمن بن عتبہ الجہنی سے وہ اپنے والد سے وہ عبداللہ بن بشر بن عقرہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: پھر اسی مفہوم کی حدیث ذکر کی۔ دونوں جگہوں میں ان کا نام بخیر ابتداء میں زبر اور حا کے زیر سے لکھا ہے۔

۶۴۱ بشر بن عمرو

بن محسن الانصاری۔ کنیت سے شہرت پائی نام میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ ہم کنیتوں میں ان کا ذکر کریں گے۔

۶۴۲ بشر بن قدامة الضبابی

(ضاد کے زبر اور دو باؤوں کے ساتھ)

حجة الوداع کے موقع پر موجود تھے۔ خطبہ کو نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں

مسند احمد (حدیث ۵۰۰/۳) المعجم الكبير (۲۹) الاستيعاب (۲۵۲/۱) الثقات (۳۱/۳)
اسد الغابة (۴۳۶) اسد الغابة (۴۳۹) الاستيعاب (۱۹۱) تجريد (۵۱/۱)

سرخ اونٹنی پر ٹھہرے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: ”اے اللہ! دکھا دے اور شہرت کے بغیر کا سال ہے۔“ (حدیث)
ان سے عبد اللہ بن حکیم کنانی روایت کرتے ہیں۔ اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ان کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس کی سند ابن عبد الحکم بحوالہ سعید بن بشر، عبد اللہ بن حکیم ہے اور باوردی نے اسے موسیٰ بن ہارون سے بحوالہ ابن عبد الحکم سے روایت کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اس میں منفرد ہیں۔ جبکہ ہمیں ابن مندہ کی ”معرفۃ“ اور ”تعضبات“ میں عالی سند سے مل گئی ہے۔

۶۴۳ بشر بن قیس

بن کلدہ التمیمی العنبری از بنی مالک بن عنبر، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور ان سے عبد اللہ بن ابی ظبیہ روایت کرتے ہیں۔ پھر ابن شاہین نے ایک ضعیف سند ولید بن عبد اللہ بن ابی ظبیہ بحوالہ ان کے والد، بشر بن قیس بن کلدہ کی پیش کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے ان کے ساتھ ان کا بیٹا رحیم بھی تھا۔ تو ایک قسم کی وجہ سے وہ دونوں ایک زنجیر میں بندھے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: بشر! اس زنجیر کو کاٹ دو اب تمہارے اوپر کوئی قسم نہیں۔ چنانچہ وہ زنجیر کاٹ دی اور اسلام لے آئے۔ آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی۔
میں کہتا ہوں: کہ خلیفہ کے والد بشر کے سوانح میں اس کا کچھ تذکرہ آئے گا۔

۶۴۴ بشر بن المحتضر المزنی

خزاعی بن عبد تمیم مزنی کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۶۴۵ بشر بن المحتضر البصری

فتوح میں ان کا تذکرہ آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سوس کا والی مقرر کیا تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ جو ہدیہ پیش کرتے ہیں ان کا کیا کروں؟ آپ نے منع کر دیا۔

۶۴۶ (ز) بشر بن مسعود

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے وہ صحابی ہیں جبکہ ان کی حدیث کی سند میں تامل ہے۔ میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے یہ بشر بن ابی مسعود ہوں جن کا ذکر قسم ثانی میں آئے گا۔

۶۴۷ بشر بن معاذ الاسدی

ذیل میں ابو موسیٰ نے ابو نصر احمد بن احید بن نوح البزار سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ۲۴۶ھ میں جابر بن عبد اللہ عقیلی سنا، فرمایا: مجھ سے بشر بن معاذ اسدی نے بیان کیا کہ انہوں نے اور ان کے والد نے نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی اس وقت وہ ۱۰ سال کے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے امام بنے ہوئے تھے آپ جبرائیل علیہ السلام کے سائے کی طرف دیکھتے جو بادل کے

السنن الکبریٰ (۳۳۳/۴) معرفۃ الصحابة (۹۵/۳) کنز العمال (۱۲۵۵۹) جامع المسانید (۲۷۶/۲)
تجرید (۵۱/۱) الثقات (۳۱/۳) اسد الغابۃ (۴۴۰) تجرید (۵۱/۱)

سائے کی طرح تھا۔ جب سایہ حرکت کرتا نبی ﷺ رکوع کرتے، بشر بن معاذ کے ہاں اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ ابونصر کا قول ہے ایک سو پچاس سال کے ہو گئے تھے۔ * میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ بشر بن معاذ ۱۰۰ھ کے بعد بھی زندہ رہے لیکن جابر جھوٹ میں مشہور کذاب ہے۔

غنجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امیر خالد بن احمد نے انہیں بخارا سے اس لئے جلا وطن کیا تھا کہ ان کا دعویٰ تھا کہ میں نے حسن بصری کا سماع کیا ہے وہ فرماتے ہیں: جب میری ولادت ہوئی تو مجھے نبی ﷺ کے سامنے لے جایا گیا۔ ان کی حدیث ”موتلف“ میں ابوسعید بالینی نے ابو جعفر عنبسہ بن محمد مروزی کی سند سے بحوالہ جابر بن عبد اللہ بن ایمن یمانی، بشر بن معاذ توزی سے جو اہل توز سے ہیں۔ ان کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ صحابی ہیں اس وقت ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال تھی فرمایا: ”میں نے اور میرے والد نے جب میری عمر دس سال تھی نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔“ (حدیث)

۶۷۸ بشر بن معاویہ *

بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البکاء، ان کا نام ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری بکائی ہے۔ باوردی فرماتے ہیں ان کی احادیث ان کی کسی اولاد سے مروی ہیں۔ اور ابن حبان کا قول ہے: وہ صحابی ہیں: اہل حجاز میں ان کا شمار ہے وہ اور ان کے والد وفد میں آئے تھے۔ ادھر بخاری * اور بغوی وغیرہ نے عمران بن ماعز کی سند سے روایت کیا اور ابن مندہ کی کتاب میں صاعد بن العلاء بن بشر ہے فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے اپنے والد بشر بن معاویہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے بشر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی..... حدیث۔ اسی میں ہے کہ ان کے چہرے پر آپ ﷺ کے چھونے کا اثر ایسے تھا جیسے سفید نشان، وہ جس چیز کو چھوتے تو وہ بارونق ہو جاتی، * بغوی کا قول ہے: عمران مجہول ہے ابن مندہ کہتے ہیں: ہم انہیں صرف اس سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کے اور طرق بھی ہیں۔ ایک وہ جسے ابو نعیم نے ابوالہیثم صائد بن طالب بکائی کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے والد ثور بن رباط وہ اپنے والد، وہ اپنے والد واصل بن کاہل سے وہ اپنے والد وہ اپنے والد مجالد بن ثور سے وہ بشر بن معاویہ بن ثور سے جو صاعد کے نانا ہیں روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان دونوں کو سورۃ یسین، فاتحہ، معوذات اور نماز کو بسم اللہ سے شروع کرنا سکھایا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی اس کی سند صاعد سے آگے زیادہ مجہول ہے۔

اس کا ایک اور طریق بھی ہے جسے ابن شاہین نے زیاد بن عبد اللہ بکائی کی سند سے بحوالہ معاویہ بن بشر بن یزید بن معاویہ بن ثور نقل کیا ہے فرماتے ہیں: ”کہ بشر بن معاویہ بن ثور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ اس سند میں انقطاع ہے۔

نیز ابن شاہین نے روایت کیا ہے اور ثابت نے ”دلائل“ میں ہشام کلبی کی سند سے بحوالہ ابومسکین، حضرت ابو ہریرہ کے

* جامع المسانید والسنن (۲/۲۷۷) * اسد الغابۃ (۴۴۱) الاستیعاب (ت ۱۸۴) تجرید (۱/۵۱)

* تاریخ الکبیر (۲/۸۳) * جامع المسانید والسنن (۲/۲۸۰)

غلام، جعد بن عبد اللہ بن معز بن مجالد بن ثور بکائی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معاویہ بن ثور بن عبادہ بن بکاء نبی ﷺ کے پاس آئے وہ انتہائی بوڑھے تھے ان کے ساتھ ان کا بیٹا بشر اور ہجنع بن عبد اللہ بن جندع بن بکاء اور جهم الاصم تھا۔ معاویہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کے چہرہ پر ہاتھ پھیر دیں، آپ نے پھیر دیا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے تو محمد بن بشر بن معاویہ نے اس کے بارے میں اشعار کہے:

میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر نبی ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا اور اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کی تھی۔ * عبد عمرو بن کعب کے سوانح میں ان کا تذکرہ آ رہا ہے نیز ان کے والد معاویہ بن ثور کے حالات میں آئے گا۔

۶۷۹ بشر بن المعلی *

بعض ابن حنشل بن معلی، بعض ابن عمرو اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ جارود عبدی ابوالمنذر اپنے لقب سے شہرت رکھتے ہیں نام میں اختلاف ہے جیم میں آئے گا۔

۶۸۰ بشر بن الہجنع البکائی *

ابن سعد نے ان کا تیسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ ضریۃ * (ضاد کے زبر را کے زیر اور یا کی تشدید سے) میں فروکش ہوئے۔ اور نبی ﷺ کے پاس آنے والے لوگوں میں سے ہیں۔ ایسا ہی ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔ اور جو روایت طبقات کبریٰ ابن سعد میں ہے اس کے لحاظ سے ان کا تذکرہ چوتھے درجہ کے وفود میں کیا ہے۔ بشر بن معاویہ کے سوانح میں مجمع کا تذکرہ ہو چکا ہے احتمال ہے کہ ان کے والد ہوں۔

۶۸۱ بشر بن ہلال العبدی *

عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور ایک مجہول سند بحوالہ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ چار اشخاص کو اسلام میں سرداری حاصل ہوئی۔ عدی بن حاتم، بشر بن ہلال، سراقہ بن مالک اور عروہ بن مسعود۔ *

۶۸۲ بشر (بے نسبت) *

خلیفہ کے والد، ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل بصرہ میں ہے۔ طبرانی * نے ابو معشر براء کی سند سے بحوالہ نوار بنت عمرو، فاطمہ بنت مسلم ان سے خلیفہ بن بشر بحوالہ اپنے والد بشر سے روایت کرتے ہیں: کہ جب وہ مسلمان ہو گئے تو نبی ﷺ نے انہیں ان کا مال و اولاد لوٹا دیا، پھر آپ کی ان سے اور ان کے بیٹے طلق سے ملاقات ہوئی یہ دونوں ایک رسی میں بندھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: یہ کیا (سزا) ہے؟ عرض کیا: ”میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے میرا مال و اولاد واپس کر دیا تو میں اپنے آپ کو

* جامع المسانید (۲۸۰/۲ - ۲۸۱) * اسد الغابۃ (۴۴۲) تجرید (۵۱/۱)

* اسد الغابۃ (۴۳۳) تجرید (۵۱/۱) * اسد الغابۃ (۲۲۰/۱)

* اسد الغابۃ (۴۴۴) تجرید (۵۱/۱) * لسان المیزان (۳۰۶/۳) میزان الاعتدال (۴۳۱۴)

* اسد الغابۃ (۴۲۴) تجرید (۴۹/۱) * المعجم الكبير (۲۵/۲)

باندھ کر جج کروں گا۔ آپ ﷺ نے وہ رسی کاٹ کر فرمایا: ”تم دونوں ایسے ہی جج کرو یہ شیطانی عمل ہے“ ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کیا ہے کہ یہ غریب روایت ہے۔ بشر سے ان کا بیٹا خلیفہ روایت کرنے میں متفرد ہے ایسا ہی حال بشر بن قیس کا گزر چکا ہے۔ مجھے نہیں پتہ دونوں ایک ہیں یا دو؟

۶۸۳ بشر سلمیٰ

رافع کے پدر بزرگوار، بعض شروع میں زبر اور یا کے اضافے کے قائل ہیں، اور کچھ لوگ شروع میں پیش بتاتے ہیں۔ اسی پر ابن السکن اور ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد بھروسا کیا ہے اور بعض دیگر حضرات پیش اور سین ساکن کے قائل ہیں۔ ان کی حدیث امام احمد اور ابن حبان نے ابو جعفر محمد بن علی کی سند سے بحوالہ رافع بن بشر سلمیٰ، ان کے والد سے روایت کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:...

اس کے آخر میں ہے جسے وہ پائے گی کھا ڈالے گی۔ ابن حبان نے ”صحابہ“ میں مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے، جس کا یہ گمان ہے کہ وہ صحابی ہیں اسے وہم ہوا ہے۔

۶۸۴ بشر الغنوی

انہیں خثعمی بھی کہا جاتا ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں: مصر کے باسی ہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور ابن السکن کا قول ہے کہ ان کا شمار اہل شام میں ہوتا ہے۔ ان کی حدیث امام احمد، بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی وغیرہ نے نقل کی ہے جو ولید بن مغیرہ معافری کی سند سے بحوالہ عبد اللہ بن بشر غنوی مروی ہے۔ بعض کہتے ہیں خثعمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”قسطنطیہ ضرور فتح ہوگا۔ اس گروہ کی کمان کرنے والا امیر کیا ہی اچھا ہوگا۔ اور کیا ہی بہترین وہ لشکر ہوگا۔“ فرماتے ہیں: مجھے مسلمہ بن عبد الملک نے بلایا مجھ سے مطالبہ کیا تو میں نے انہیں وہ حدیث سنائی تو وہ بھی قسطنطیہ کے جہاد میں شامل ہو گئے۔ میں کہتا ہوں: اس کا قائل عبد اللہ بن بشر ہے۔ ابن السکن نے اسی سند سے نقل کرتے ہوئے کہا: بر بن ربیعہ خثعمی، قسم ثالث میں بشر بن ربیعہ خثعمی آ رہا ہے۔ اس لیے یہ احتمال بھی ہے کہ وہ یہ ہوں یا کوئی اور ہوں۔

۶۸۵ بشر الاسدی

ہند جہنیہ کے عاشق جو اس کے عشق سے چل بے، یہ قصہ سراج نے طویل انداز میں اپنی کتاب ”مصارع العشاق“ (عشاق کی پچھاڑ) میں اور جعفر مستغفری نے اور ابو موسیٰ نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ”صحابہ“ میں ذکر کیا ہے۔ ہند میں اس کی سند آئے گی (یہ واقعہ آغاز اسلام کا ہے)۔

اسد الغابۃ (۴۵۷) الاستیعاب (۱۸۸) تجرید (۵۰/۱) الجرح والتعديل (۳۶۶/۲)

مسند احمد (۴۴۳/۳) صحیح ابن حبان (۶۸۴۰) اسد الغابۃ (۴۳۷) الاستیعاب (ت ۱۸۷) تجرید (۵۱/۱)

الجرح والتعديل (۳۶۹/۲)

مسند احمد (۳۳۵/۴) مستدرک (۴۲۲/۴) المعجم الكبير (۴۱۶/۲) الدر المنثور (۶۰/۶) جامع المسانید (۲۶۹/۲)

بشیر نامی (شروع میں زبر شین کے زیر پھریا) حضرات کا تذکرہ

۶۸۶ بشیر بن اکال (شروع میں زبر کاف مشدد)

المعاوی الانصاری۔ بغوی و باوردی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے، جبکہ بزار، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ نے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن معمر (جو ابوطوالہ انصاری ہیں) کی سند سے بحوالہ ایوب بن بشیر معاوی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: بنی معاویہ میں کوئی شورش ہوئی تو نبی ﷺ ان میں صلح کرانے گئے، آپ ایک شخص کا سہارا لے کر بیٹھے تھے اچانک ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”تو نہ جان سکے“۔ (حدیث) بغوی کہتے ہیں: مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ اس میں عمر بن صہبان ضعیف راوی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں تامل ہے۔ کیونکہ ان کی حدیث میں سماع اور حضور کا ذکر نہیں۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: مجھے ان کا نسب بیان کرتا کوئی نہ ملا۔ یہ احتمال ہے کہ وہ بشیر بن اکال بن لوزان بن حارث بن امیہ بن معاویہ اوسی ہوں۔ ان کے بھتیجے نعمان بن زید بن اکال کا تذکرہ آنے والا ہے۔

میں کہتا ہوں: ہو سکتا ہے وہ بشیر بن سعد بن نعمان بن اکال ہوں جن کا ذکر عنقریب آئے گا۔ شاید کسی راوی نے انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

۶۸۷ بشیر بن انس

بن امیہ بن عامر بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس، احد میں شریک تھے۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے اور ابن شاہین نے بروایت محمد بن یزید ان کے رجال سے نقل کیا، فرمایا: مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

۶۸۸ بشیر بن جابر

بن عراب (عین کے پیش سے) بن عوف بن ذوالہ بن شبوہ (شین کے زبر اور با کے سکون سے) ابن ثوبان بن عبس بن صحر بن عک بن عدنان، ثا سے بعض عدنان دونوں سے بھی کہتے ہیں۔ العبسی، ابن یونس نے کہا: نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر میں شریک تھے اور ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن سمعانی نے ان کا نام یا پھر سین تصغیر سے قلمبند کیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۸۹ بشیر بن حارث انصاری

ابن قانع وغیرہ نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں تذکرہ کیا ہے۔ ابن عبد البر کہتے ہیں: ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۴۴۵) تجرید (۵۱/۱)

المعجم الكبير (۱۲۳۷/۲) مجمع الزوائد (۵۳/۳) اتحاف السادة المتقين (۴۱۵/۱۰) جامع المسانيد والسنن (۳۰۹/۲)

اسد الغابۃ (۲۲۱/۱) اسد الغابۃ (۴۴۶) الاستیعاب (۲۰۲) اسد الغابۃ (۴۵۰) الاستیعاب (۲۰۸)

اسد الغابۃ (۲۲۱/۱) استیعاب (۲۵۶/۱) اسد الغابۃ (۴۵۲) الاستیعاب (۱۹۸) الجرح والتعديل (۳۷۳/۲)

میں کہتا ہوں: بات یہی ہے البتہ یہ اضافہ کیا ہے کہ بعض لوگ انہیں بشیر بن حارث یعنی پیش سے کہتے ہیں۔ ابن قانع نے داودی کی سند سے بحوالہ شععی، بشیر بن حارث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا یا تا میں اختلاف ہو جائے سے یا سے لکھا کرو، قرآن کو مذکر رہنے دو۔

ابن قانع کے الفاظ عامر یعنی شععی سے بحوالہ بشیر یا بشیر بن حارث ہیں، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تمہیں قرآن کی کسی آیت کے بارے مذکر مؤنث ہونے کا اشکال ہو جائے تو قرآن کو مذکر رہنے دو۔ ابن قانع کے الفاظ ہیں: ہمارے "ایسا ہی انہوں نے شک سے ابتداء کا زبر یا پیش (لفظ بشیر میں) ذکر کیا ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے کہ عبد بن حمید نے انہیں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ جو وہم ہے اس خطے کہ کئی لوگوں نے شععی کی سند سے بحوالہ بشیر بن حارث عبد اللہ بن مسعود یہ روایت موقوفاً نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے جو فرمایا اس کا احتمال ہے۔ لیکن یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مرفوع و موقوف دونوں روایت کی ہو۔ واللہ اعلم

۶۹۰ بشیر بن خصاصیہ

ابن محمد آ رہا ہے۔

۶۹۱ بشیر بن ابی زید انصاری

ابن کلبی کا بیان ہے کہ ان کے والد ابو زید أحد میں شہید ہوئے، وہ اور ان کے بھائی وداعہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تھے۔ یہ ابو عمر نے نقل کیا ہے۔

۶۹۲ بشیر بن ابی زید انصاری

ان میں کے ایک جنہوں نے عہد نبوی میں قرآن جمع کیا تھا، میری مراد ابو زید ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابوسعید ذکر کیا ہے کہ وہ ۷ھ کے روز شہید کر دیئے گئے۔ جبکہ ابن الاثیر نے ان پر یہ اعتراض کیا کہ وہ تو یوم الجسر میں خلافت فاروقی میں شہید ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: وہ سمجھے کہ ابن مندہ نے ان کے والد مراد لیے ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ ابو زید یوم الجسر میں اور ان کے یہ بھائی ۷ھ کے روز شہید ہوئے۔ یہ پہلے والے ہوں اس کا بھی احتمال ہے۔

۶۹۳ بشیر بن سعد

بن ثعلبہ بن جلاس (جیم کے زبر سے مخفف) اور دارقطنی نے یہ نام خاکے زبر اور لام کی تشدید سے قلمبند کیا ہے۔ بن زید بن

اسد الغابۃ (۲۲۲/۱) کنز العمال (۲۸۱۰) اسد الغابۃ (۴۵۸) الاستیعاب (۲۰۰)

اسد الغابۃ (۲۵۹) الاستیعاب (۱۹۴) تجرید (۵۳/۱)

مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج انصاری بدری، نعمان کے والد۔ صحیح مسلم * وغیرہ میں اولاد کو بہہ کے قصہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ان کی حدیث نسائی میں ہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں بمقام ”عین الثمر“ خلافت صدیقی ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ یہ انصار کے پہلے شخص تھے جنہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ واقدی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے شعبان میں انہیں فدک کی طرف ایک سریہ مہم میں بھیجا تھا اور پھر شوال میں وادی القریٰ کی جانب روانہ فرمایا۔

۶۹۴ بشیر بن سعد *

بن نعمان بن اکال انصاری معاوی، اپنے والد کے ہمراہ احد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ یہ عدوی کا بھوٹا ابن القدرح، قول ہے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۶۹۵ بشیر بن سعد

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا اور محمد بن کعب قرظی کی سند سے بشیر بن سعد صحابی رسول سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”مومنین کا مقام ایسا ہی ہے جیسا جسم میں سر کا مرتبہ“۔ * طبرانی نے یہ روایت نقل تو کی ہے لیکن بشیر بن سعد، نعمان کے والد کے سوانح میں۔

میں کہتا ہوں: یہ سند ضعیف ہے اگر صحیح بھی ثابت ہو جائے تو ابن قانع ٹھیک ہیں۔ اس واسطے کہ قرظی نے نعمان کے والد نہیں دیکھا لہذا احتمال ہے کہ وہ بشیر بن سعد بن نعمان بن اکال ہوں جن کا سب سے پہلے ذکر ہوا۔

۶۹۶ بشیر بن عبد اللہ انصاری الخرجی *

ابو موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ابن شہاب سے اور ابوالاسود نے عروہ کے حوالہ سے شہدائے یمامہ میں ذکر کیا ہے * یہ پہلے گئے چکا ہے کہ ابن اسحاق نے ان کا نام بشر بتایا ہے۔

۶۹۷ بشیر بن عبد المنذر انصاری

ابولبابہ کنیت سے مشہور ہیں، نام میں اختلاف ہے، کنیتوں میں آئے گا۔ ابن حبان * نے ابراہیم بن المنذر اور ابن سعد بھروسے پر اسے ترجیح دی ہے کہ ان کا نام بشیر ہے، فرماتے ہیں بعض کا قول ہے کہ رفاعہ ہے۔

۶۹۸ بشیر بن عتیک

بن قیس بن حارث بن بیدہ انصاری از بنی عمرو بن عوف، جبیر بن عتیک کے بھائی۔ احد میں شریک تھے اور یمامہ میں شہید ہوئے۔ عدوی نے بحوالہ ابن القدرح ان کا ذکر کیا ہے، ابن فتحون اور ابن الاثیر نے ان کا استدراک کیا ہے۔

* مسلم کتاب الہبات باب کراهة تفضيل بعض الاولاد فی الہبة (۴۱۵۳) (۴۱۵۴) (۴۱۵۵)

* جامع المسانید (۲۹۲/۲) * اسد الغابۃ (۴۶۰) * المعجم الکبیر (۲۸/۲) مجمع الزوائد (۱۳۰۹۴) تہذیب تاریخ دمشق (۲/۲)

* اسد الغابۃ (ت ۴۶۱) الاستیعاب (ت ۲۰۲) * الاستیعاب (۴۵۵/۱) اسد الغابۃ (۲۵۵/۱) * الثقات (۳۲/۳)

۶۹۹ بشیر بن عرفطۃ الجہنی

بشر میں گزر چکا ہے۔ ایسا ہی بشیر بن عقریہ اور بشیر بن عمرو بن محسن۔

۷۰۰ بشیر بن عنبس

بن زید بن عامر بن سود بن ظفر انصاری ظفری۔ ابو عمر کا قول ہے اُحد میں شریک تھے اور یوم جسر میں شہید ہوئے۔ طبری نے ان کا ذکر کیا کہ انہیں فارس الحواء کہا جاتا تھا۔ الحواء ان کا گھوڑا تھا، ایسا ہی دارقطنی نے ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے کہا: ہمیں محمد بن ابراہیم نے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے حوالہ سے بتایا کہ وہ اُحد و خندق میں شریک رہے اور خلافت فاروقی میں شہید ہوئے۔ اور ابن ماکولا نے ابن القدرح سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا نام نسیر بتایا ہے۔ نون کے پیش اور سین کے زبر سے۔ میرے نزدیک یہ زیادہ معتبر ہے۔

۷۰۱ (ز) بشیر بن کعب

بن ابی الحمری۔ سیف نے فتوح میں مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ یرموک سے روانہ ہوئے۔ پھر ایسا ذکر کیا جیسا قسم ثالث میں آئے گا اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ اس وقت صرف صحابہ کو امیر بنایا جاتا تھا اس لیے وہاں میں نے شک کی بناء پر ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۰۲ بشیر بن ابی مسعود

قسم ثانی میں تذکرہ آئے گا۔

۷۰۳ بشیر بن معبد

انہیں نذیر بن معبد بن شراحیل، بھی کہا جاتا ہے۔ بن سبع بن ضباری بن سدوس بن شیبان بن ذہل سدوسی، ابن خصاصیہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ لفظ خصاصیہ خا کے زبر اور صاد پر تشدید نہیں ہے۔ جو خصاصہ کی طرف منسوب ہیں ان کا نام الاءۃ بن عمرو بن کعب بن حارث الغطریف الاصغر بن عبد اللہ بن عامر الغطریف الاکبر الازدی۔ وہ بشیر کے جد اعلیٰ ضباری بن سدوس کی دادی ہیں۔ یہ بات دمیاطی نے بحوالہ ابن کلبی لکھی ہے اور رامہرمزی نے اس پر بھروسہ کرتے ہوئے، کہا: ان کا نام کبشہ تھا۔ بعض ماویہ بنت عمرو بن حارث غطریفیہ اور بعض بنت عمرو بن کعب بن الغطریف کہتے ہیں۔

رہے ابو عمر تو وہ اس بات کے قائل ہیں کہ خصاصیہ ان کی والدہ نہیں۔ وہ تو ان کی دادی ہیں۔ اور ان کے نسب میں ضباری کی جگہ ضباب کہا ہے جو لفظی غلطی ہے اور ان کے والد کا نام نذیر کی جگہ یزید لیا ہے، جو ان کے ہاں ابن السکن کی کتاب میں ابن مفرج کے قلم سے بدیر لکھا ہے جو درست ہے۔ ان کی حدیث امام بخاری کی الادب المفرد اور سنن میں ہے۔ ان کا نام زجم (زا اور حا کے

اسد الغابۃ (۶۶۸) الاستیعاب (ت ۱۹۵) الاستیعاب (۲۵۳/۱) الاستیعاب (۲۵۳/۱) الاستیعاب (۲۵۳/۱) الاستیعاب (۱۲۳) تجرید (۵۳/۱) الاستیعاب (۲۵۳/۱)

سکون سے) تھا تو آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا۔ ان کی اس حدیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں۔

۴۰۴ بشیر بن معبد

ابو معبد اسلمی۔ ابن حبان * کا قول ہے کہ وہ صحابی نہیں۔ اہل کوفہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی حدیث ان کے بیٹے مروی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بشیر اسلمی صحابی ہیں ان کی حدیث کوفیوں میں ہے۔ طلق بن غنم نے مجھے بتایا: ہم سے مجاہد بن بشر بن بشیر اسلمی اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ وہ اشنان لائے تاکہ اس سے وضو کریں۔ وہ انہوں نے دائیں ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی تو وہ ان پر نکیر کر کے کہنے لگے: ”(استنجہ کی چیز دائیں ہاتھ میں؟) ہم دائیں ہاتھ سے صرف اچھالی (نفاست) والے کام کرتے ہیں۔“ * اسے ابن مندہ نے ابو احمد زبیدی کی سند سے بحوالہ محمد روایت کیا ہے اور ان کے دادا کے متعلق فرماتے ہیں: انھیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اسی روایت کو ہم نے عباس دوری کی سند سے بحوالہ طلق بن غنم نقل کیا ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان میں موجود تھے۔ اور بغوی نے قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ بشر بن بشیر اسلمی سے وہ اپنے والد سے جنہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، روایت کرتے ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی۔ اور ابن السکن دوسری سند سے روایت کرتے ہیں جس میں قیس کے حوالہ سے فرماتے ہیں: وہ درخت (تلی بیعت کرنے) والوں میں سے تھے۔ مجھے حدیث کی کمی سند میں ان کے والد کا نام معبد نہیں ملا صرف ابو حاتم نے اس پر بھروسہ کیا ہے۔

ادھر ابن حبان نے ”صحابہ“ میں بشیر اسلمی جن کی حدیث ان کے بیٹے بشر بن بشیر سے مروی ہے کے درمیان اور بشیر بن معبد اسلمی (جو صحابی ہیں) کے درمیان فرق ظاہر کیا ہے۔ انھیں وہم ہو گیا حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے کہ بشیر اسلمی صحابی ہیں انہیں بشیر بن معبد کہا جاتا ہے۔ پھر یحییٰ بن یعلیٰ کی سند سے بحوالہ محمد بن بشر وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا بشیر بن معبد سے روایت کرتے ہیں۔ پھر گزشتہ حدیث ذکر کی۔ لہذا ہمیں مستند ذرائع میں ان کا نام معبد ہی ملا۔ واللہ اعلم۔ ان کی ایک اور حدیث بھی ہے جسے بغوی نے بخاری کی سند سے بحوالہ ابو مسعود، ابوسلمہ بشر بن بشیر اسلمی سے ان کے والد سے روایت کیا ہے جس میں بر رومہ کا ذکر ہے۔

۴۰۵ (ن) بشیر بن معاویہ

ابو علقمہ نجرانی، حاکم نے اکیل میں، ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں اور بیہقی نے ”دلائل“ میں یونس بن بکر کی سند سے بحوالہ سلمہ بن عبد یسوع ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوسعید کی روایت میں سعید بن عمرو سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے (جو عیسائی تھے پھر اسلام لے آئے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کو خط بھیجا، تو ان کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا، پھر واپس لوٹ گئے۔ اسی اثناء میں پوپ آپ ﷺ کا خط پڑھ رہا تھا اس کی سواری بدکی، تو ان کے بھائی جس کا نام بشیر بن معاویہ ابو علقمہ تھا محمد ﷺ کو برا بھلا کہنے لگا: تو پوپ نے اسے ڈانٹا کہ میں نے تمہارے سامنے ایک فرستادہ نبی کا ذکر کیا ہے۔ اس پر بشیر نے کہا: اس کا بدلہ یہی ہے

* اسد الغابۃ (ت ۴۷۱) الاستیعاب (۱۹۹) الثقات (۳/۳۴)

* الاستیعاب (۱/۲۵۴) اسد الغابۃ (۱/۲۲۹) معرفة الصحابة (۳/۱۰۰)

میں اس نبی سے جاملوں اور اپنی سواری کو مدینہ کی جانب ایڑ لگا دی۔ اور یہ اشعار کہتے جا رہے تھے: ”اشتياق سے تیری طرف رنی ہے نصاریٰ کے دین کے برخلاف اس کا دین ہے۔“

پھر ابوعلقہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے یہاں تک کہ ان کی شہادت ہو گئی۔ میں نے اس قصہ کو مختصر نقل کیا ہے ورنہ یہ تین دن تک پھیل جاتا۔ ان شاء اللہ کنتیوں میں ذکر ہوگا۔

۴۰۶ بشیر بن نعمان

بن عبید، انہیں مقرن بن اوس بن مالک انصاری اسی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن القدری فرماتے ہیں: وہ حرہ کے روز اور ان کے لہذا یمامہ کے روز شہید ہوئے۔

۴۰۷ بشیر بن نہاس عبدی

عبدان نے ان کا ذکر کیا اور انتہائی ضعیف سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے جس میں ان کا سماع نہیں، اس کا متن یہ ہے: جس بندے کو اللہ کمینہ اور گھٹیا کرتا ہے وہ علم سے محروم ہو جاتا ہے۔ * ابو موسیٰ نے اسے نقل کیا ہے۔

۴۰۸ بشیر بن یزید الضبعی

بغوی کے ہاں بشیر بن یزید لکھا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان کی حدیث بصرین میں عام ہے۔ ابن ابی حاتم * اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی کا کہنا ہے: میں نے ان کے بارے میں صرف اس حدیث میں سنا ہے، پھر اشہب ضبعی کی سند سے ان کے حوالہ سے وہ حدیث پیش کی۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ذی قار کے روز فرمایا: ”آج عرب عجم سے آدھے ہو گئے۔“ *

جبی بن مخلد نے اپنی مسند میں اسی سند سے نقل کی ہے، ایسا ہی امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، ان کے اور ابن السکن کے بیان میں ہے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ * فرماتے ہیں: ایک مرتبہ خلیفہ نے یزید بن بشر کہا۔ ابو عمر * کہتے ہیں: پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ابن حبان نے ان کا تابعین * میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا: بہت پرانے بوڑھے ہیں، دور جاہلیت پایا ہے، مرسل روایت نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی روایت کردہ کسی حدیث میں سماع کی وضاحت نہیں ہے۔ واللہ اعلم ذی قار عرب کی مشہور جنگ ہے جو کسریٰ کے لشکر اور بکر بن وائل کے درمیان ہوئی تھی۔ اس کے اسباب جنہیں مؤرخین نے ذکر کیا ہے مختلف ہیں جن کی شرح و تفصیل طویل ہے۔ بہر کیف وہ جنگ بدر کے واقعہ کے کچھ ماہ بعد ہوئی۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے۔

* اسد الغابۃ (ت ۴۷۲) تجرید (۵۴/۱) * میزان الاعتدال (۵۹۳) کنز العمال (۲۸۹۲۷)

* اسد الغابۃ (۴۷۳) الاستیعاب (۲۱۰) تجرید (۵۴/۱) * الجرح والتعديل (۳۸۰/۲)

* المعجم الكبير (۱۲۳۸/۲) التاريخ الكبير (۱۰۶/۲) مجمع الزوائد (۲۱۱/۶) جامع المسانید والسنن (۳۰۱/۲)

* التاريخ الكبير (۱۰۵/۲) * الاستیعاب (۲۵۷/۱) * الثقات (۷۰/۴)

فرماتے ہیں: مجھے کبھی نے بتایا، ابوصالح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے ذی قار جنگ کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ پہلا دن ہے جس میں عرب عجم سے آدھے ہو گئے اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی۔“ ❀

۴۰۹ بشیر الانصاری ❀

عبدان نے ان کا ذکر کیا کہ وہ بزم معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے تھے۔

۴۱۰ بشیر الثقفی ❀

بغوی اور اسمعیلی وغیرہ نے انہیں بشیر نامی (بروزن عظیم) صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور ان لوگوں نے ابوامیہ عبدالکریم بن ابی الخارق (جو ایک ضعیف راوی ہے) کی سند سے بحوالہ حفصہ بنت سیرین، ان سے روایت کرتے ہوئے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اونٹوں کی گوشت نہیں کھاؤں گا اور نہ شراب پیوں گا۔ آپ نے فرمایا: ”جہاں تک اونٹوں کے گوشت کی بات ہے تو وہ کھالیا کرو، رہی شراب تو وہ نہ پیو۔“ ❀ ابن ماکولا ❀ نے شروع میں پیش سے قلمبند کیا ہے بعض ان کے بارے میں بحیر بھی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

۴۱۱ بشیر الحارثی الکعبی ❀

عصام کے والد، ابن ابی حاتم ❀ بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں ان کی حدیث سعید بن مروان الرھاوی سے ملتی ہے۔ عمیرہ بن عبدالمومن، عصام بن بشیر حارثی کعبی سے روایت کرنے میں ان (سعید) کی متابعت کرتے ہیں۔ عصام فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا کہ میری قوم بنی حارث نے مجھے نبی ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ نے فرمایا: کہاں سے آ مد ہوئی ہے؟ میں نے عرض کیا: میں اسلام لانے میں آپ کی طرف اپنی قوم کا قاصد ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خوش آمدید تمہارا نام؟ میں نے عرض کیا: میرا نام اکبر ہے، آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔ ❀ یہ روایت نسائی نے الیوم واللیلۃ میں، بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن السکن نے نقل کی ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: غریب روایت ہے جسے ہم صرف اہل جزیرہ کی حدیث عصام سے مروی ہی جانتے ہیں۔ ایک روایت میں امام بخاری فرماتے ہیں: عصام کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال ہو گئی تھی۔

۴۱۲ بشیر الغفاری ❀

ان کا ایک حدیث میں ذکر آتا ہے جسے حسن بن سفیان اور ابن شاہین وغیرہ عبدالسلام بن عجلان، جو ضعیف راوی ہے، کی سند سے بحوالہ ابو یزید مزی مدنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ بشیر غفاری کی نبی ﷺ کے پاس نشست ہوا کرتی تھی

❀ حوالہ گزر چکا۔ ❀ اسد الغابۃ (ت ۴۴۷) ❀ اسد الغابۃ (۴۴۹) الاستیعاب (ت ۲۲۱)

❀ معرفۃ الصحابة (۱۱۹۸۳) جامع المسانید (۳۰۴/۲) ❀ الاکمال (۱۱۹) ❀ اسد الغابۃ (۴۵۴) الاستیعاب (۲۱۱) تجرید (۵۲/۱)

❀ الجرح والتعديل (۳۸۰/۲) ❀ التاريخ الكبير (۱۰۵/۲) ❀ اسد الغابۃ (۴۶۹) الاستیعاب (۲۰۳) تجرید (۵۴/۱)

س سے وہ کبھی غیر حاضر نہیں ہوئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں انہوں نے ایک اونٹ خریدا، جو بدک گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بدکے لوٹ آتے ہیں اس میں ہے ”اس وقت کیا حال ہوگا جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہے جب لوگوں کی رب العالمین کے حضور پیشی ہوگی؟“ اسے مردویہ نے اپنی تفسیر میں اسی سند سے روایت کیا ہے۔

۷۱۳ بشیر المعاوی

یہی ابن کال ہیں پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۷۱۴ بشیر والد رافع

بشر میں گزر چکا ہے اور باکے پیش سے تصغیر بھی کہتے ہیں۔

بشیر (پیش سے) نامی حضرات کا تذکرہ

۷۱۵ بشیر

ابن ماکولا نے اس پر بھروسہ کیا ہے کہ ثقفی پیش سے ہے والد رافع کے متعلق بھی لوگ کہتے ہیں: کہ وہ پیش سے ہے لیکن کاشوت نہیں، ایسا ہی بشیر بن حارث ہے۔

باب الباء جس کے بعد صاد ہے

۷۱۶ بَصْرَه بن اکثم الانصاری

بعض نے خزاعی بھی کہا ہے نکاح میں ان کی ایک حدیث ملتی ہے۔ سعید ابن المسیب ان سے روایت کرتے ہیں۔ جسے دوداد وغیرہ نے نقل کیا ہے بعض انہیں سُبْرہ پیش اور سین سے کہتے ہیں اور بعض نھلہ نون اور ضاد سے، کچھ نضرہ اسی وزن پر کہتے ہیں برف دال کو را سے بدل دیتے ہیں۔ رائج پہلا نام ہی ہے جو صفوان بن سلیم کی سند سے بحوالہ سعید بن المسیب محفوظ ہے۔

بعض راویوں نے عبدالرزاق سے روایت کرنے میں ان کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض نون ضاد سے، بعض لام سے اور بعض را سے کہتے ہیں، ایسا ہی یحییٰ بن ابی کثیر نے بحوالہ یزید بن نعیم، سعید سے نضرہ (نون ضاد) نقل کیا ہے۔ اسے ابن مندہ وغیرہ نے نقل کیا ہے اور محمد بن سعید بن المسیب سے بحوالہ ان کے والد شک کے ساتھ بصرہ یا نضرہ روایت کیا ہے اور ابن مندہ نے اسے اپنی سند سے بسرہ نقل کیا ہے۔ اور ان کے نسب میں کہا: غفاری ہیں یا کندی، اور اسے محمد سے روایت کرنے والا شخص انتہائی ضعیف ہے جو حاتم بن ابی فروہ ہے۔

اور طبرانی نے ان کی مذکورہ حدیث نکاح میں بصرہ بن ابی بصرہ غفاری۔ جن کا ذکر ان کے بعد ہوگا۔ کے سوانح میں نقل کی

ہے ادھر ابن کلبی نے اکثم بن ابی الجون کی اولاد میں: معبد، بصرہ اور جلدیہ * نامی ایک بیٹی کا ذکر کیا ہے لہذا احتمال ہے اس حدیث والے ہی بصرہ ہوں اگر اس نے یہ ضبط کیا ہو جس نے ابن اکثم خزاعی کہا۔

۴۱۷ بصرہ بن ابی بصرہ غفاری *

یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ اہل مصر فروکش ہونے والوں میں شمار ہوتے ہیں امام مالک اور اصحاب سنن نے ان کی حدیث نقل کی ہے جس کی سند صحیح ہے۔ ابن حبان * فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے: کہ وہ صحابی ہیں۔ یہ قول انہوں نے ان سے مروی حدیث میں اختلاف کی وجہ سے پیش کیا آیا وہ حدیث ان سے مروی ہے یا ان کے والد سے؟

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۴۱۸ بعجہ بن زید الجذامی

ان کے بھائی برزخ کے سوانح میں ان کی حدیث گزر چکی ہے۔ انیف بن مملہ کے حالات میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

باب الباء جس کے بعد غین ہے

۴۱۹ بغیض بن حبیب *

بن مروان بن عامر بن ضیاری بن جحیہ بن کابیہ بن حرقوص بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم تمیمی مازنی، نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان کا نام حبیب * رکھا ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا۔

باب الباء جس کے بعد قاف ہے

۴۲۰ بقیلۃ الاکبر الاشجعی

از بنی بکر بن اشجع۔ کنیت ابوالمنہال تھی یہ لفظ قاف سے تصغیر ہے۔ آمدی * نے حرف با میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اُحد کے روز نبی ﷺ کو کمک پہنچائی تھی انہیں اُحد کے روز گھوڑوں والا کہا جاتا ہے۔ یعنی اشجع کے لشکر کے لوگ کہتے ہیں: گھوڑوں والے مسعر اشجعی ہیں۔ بقیلہ بڑی عمر کے سردار شاعر آدمی تھے وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں۔ جو انہوں ایک غزوے سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھے تھے۔

”کوئی قاصد ابو حفص (عمر) کو یہ پیام پہنچا دے، با اعتماد بھائی کی طرف میرا ازار تم پہ فدا ہو۔ ہماری اونٹنیاں،

* جامع المسانید والسنن (۳۱۴/۲ - ۳۱۵) * اسد الغابۃ (۴۷۷) الاستیعاب (۲۱۸) * الثقات (۳۷/۳)

* اسد الغابۃ (۴۸۱) * اسد الغابۃ (۲۳۱/۱) * المؤلف والمختلف (۸۱)

اللہ آپ کو راہِ راست پر رکھے، حصار کے زمانہ میں ہم تم سے غافل رہے۔

وہ قصہ جعدہ سلمیٰ کے سوانح میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ مذکورہ بقیلہ کے یہ اشعار بھی ہیں۔

اگر تمہارے قریبی کے کپڑے بوسیدہ ہو جائیں تو اسے کپڑے بنا دو! جو پرانے کپڑے نہ پہنے اس کے لیے نئے نہیں ہیں۔
سب سے زیادہ شعر گو گھروہ ہے جس کا تو قائل ہے وہ گھر ہے جب میں اسے شعر کہنے کو کہوں تو وہ سچ کہے شعر تو آدمی کی عقل ہے جسے وہ مجالس کے سامنے پیش کرتا ہے چاہے وہ عقلمند ہو یا بے وقوف۔

عمر بن شہبہ نے ”اخبار مدینہ“ میں لکھا ہے بقیلہ بن المنہال الاشجعی نے کہا۔ اور وہ قادیسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ بعض لوگ نفیلہ یعنی نون فا سے کہتے ہیں۔ اور ان کے اشتیاق مدینہ کے اشعار نقل کیے۔ زبیر بن بکّار ”موفقیات“ میں ان کے اشعار نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: میں نے تنسی سے سنا وہ ان کا نام غلط پڑھتے تھے نفیلہ نون سے کہتے تھے۔

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

۴۲۱ بکر بن امیۃ الضمری

عمرو کے بھائی۔ ان کے بھائی کے سوانح میں ہی ان کا نسب آئے گا۔ ابن حبان، بخاری اور ابن السکن نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔

ابن حبان فرماتے ہیں: ان کی حدیث ان کے بھتیجے فضل بن عمرو بن امیہ سے ملتی ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کی حدیث ابن ابی الدنیا کی کتاب ”مجاہد الدعویۃ“ میں ملی ہے اور ”موفقیات“ میں محمد بن اسحاق کی سند سے بحوالہ حسن بن فضل بن حسن بن عمرو بن امیہ، ان کے والد سے وہ اپنے چچا بکر بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی ضمرہ کے شہروں میں ابتدائے اسلام کے دور میں ایک جہینی پڑوسی تھا اور ہم لوگ اس وقت شرک پر قائم تھے پھر جہینی کا ریشہ محارب بنی کے ساتھ پیش آمدہ قصہ اور اس کا ان پر ظلم کرنے کا واقعہ اور جہینی کی اس کے لیے بددعا کرنے کی روایت ذکر کی۔ ایک جماعت نے یہ روایت ابن اسحاق کی سند سے نقل کی ہے۔ وہ اسی روایت سے معروف ہیں۔ میرے خیال میں یہ سند منقطع ہے۔ اس واسطے کہ بکر بن امیہ فضل کے والد ہیں اور ان کی سند میں عن سے ہی روایت آئی ہے۔

۴۲۲ بکر بن جبّہ

بن وائل بن قیس بن بکر بن عامر بن عوف بن بکر، بن عوف بن عذرہ بن زید اللات کلبی ان کا نام عبد عمرو تھا آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا نام بکر رکھا، اسے ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔ اور ابن مندہ نے ہشام بن کلبی کی سند سے بحوالہ حارث بن عمرو وغیرہ نقل کیا ہے کہ

المؤتلف والمختلف (۸۲) * اسد الغابۃ (۴۸۲) الاستیعاب (۲۱۲) تہرید (۵۵/۱) * الثقات (۳۶/۳) * التاريخ الكبير (۸۷/۲)
الجرح والتعديل (۳۸۱/۲) * معرفة الصحابة (۱۳۸/۳) التاريخ الكبير (۸۷/۲) الجرح والتعديل (۳۸۱/۲)
اسد الغابۃ (ت ۴۸۳) تہرید (۵۵/۱) * اسد الغابۃ (۲۳۳/۱)

عبد بن عمرو جبلہ نے کہا: ہمارا ایک بت تھا جس کا نام غیر تھا لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے۔ ہم اس کے پاس رو رہے تھے تو میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی: ”بکر بن جبلہ! کیا تم لوگ محمد (ﷺ) کو جانتے ہو؟“ پھر حدیث ذکر کی۔ اسی میں ان کے اسلام لانے کا قصہ ہے۔ ایسا ہی ابن مندہ نے مختصر ذکر کیا ہے۔ مرزبانی نے ان کے قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان کے اشعار بھی پیش کیے۔ ایک شعر یہ ہے:

”جب رسول اللہ ﷺ ہدایت لائے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا، پھر میں اللہ پر ایمان لے آیا حالانکہ پہلے میں اللہ کا منکر تھا۔“

ان کے بھائی سعید بن ابرش کلبی کی اولاد سے بنی مروان کی حکومت کا مشہور امیر ہے، اس کا نام سعید بن ولید بن عبد عمرو بن جبلہ ہے۔

۴۲۳ بکر بن الحارث الانصاری

ابو المنقعه، انھیں ابو منقیعہ بھی کہا جاتا ہے۔ ترمذی اور ابن شاہین نے انھیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابو بکر بن عیسیٰ بغدادی حص فروکش ہونے والے صحابہ میں فرماتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن مخزومی سے ابو منقعه کا نام پوچھا، فرمایا: مجھے جابر بن نمر بن حبیب اور انس بن خالد نے بتایا کہ ابو منقعه کا نام بکر بن حارث تھا وہ صحابی رسول تھے۔ اور ایک نسخہ میں بکر بن حباب ہے، فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابو عبد السمیع ہے، ابن الدباغ، ابن الامین اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کر کے ان کا نام بکر بن حارث لیا ہے۔ پھر کلیب بن منقعه کی سند سے بحوالہ ان کے دادا، ان کی حدیث نقل کی ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کس سے نیکی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی والدہ سے“۔ (حدیث)

۴۲۴ بکر بن حارثہ الجہنی

دولابی نے ان کا ذکر کیا اور حسن بن بشر کی سند سے بحوالہ ان کے والد بشر بن مالک، ان کے والد مالک بن ناقد، ان کے والد ناقد بن مالک الجہنی سے وہ فرماتے ہیں: مجھے بکر بن حارثہ جہنی نے بتایا کہ میں ایک مہم میں تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا، ہماری اور مشرکین کی جنگ ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

”کسی مومن کے لیے کسی مومن کو قتل کرنے کی گنجائش نہیں، ہاں غلطی سے ہو جائے تو وہ اور بات ہے“۔ (سورۃ النساء: ۹۲) کے نازل ہونے کے بارے حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے نزدیک کر لیا۔

یہ روایت ابن مندہ اور معمری نے اسحاق بن ابراہیم رملی سے بحوالہ حسن بن بشر اسی سند کو بکر بن حارثہ جہنی تک پہنچاتے ہوئے نقل کی ہے کہ ان کی مشرکین سے جنگ ہوئی، رسول اللہ ﷺ مجھ سے فرمانے لگے: ”بکر! آج تمہاری کیا کارگزاری ہے؟“ میں نے عرض کیا: میں نے نیزے کے ذریعہ ان سے اچھی طرح مڈ بھڑکی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے میرا نام ”بربر“ رکھ دیا۔ ”حارث بن

اسد الغابۃ (۲۳۳/۱) * اسد الغابۃ (ت ۴۸۴) تجرید (۵۵/۱) * السنن الکبریٰ (۱۷۹/۴)

اسد الغابۃ (ت ۴۸۵) تجرید (۵۵/۱) * کنز العمال (۳۶۸۷۱)

یزید کے سوانح میں آ رہا ہے کہ اس آیت کا شان نزول ان کا وہ قصہ ہے جو عیاش بن ابی ربیعہ کے ساتھ پیش آیا۔

۴۲۵) بکر بن حبیب الحنفی *

ابونعیم * نے ان کا ذکر کیا کہ ان کا نام بربر تھا۔ آپ ﷺ نے بکر نام رکھ دیا۔ ابوموسیٰ * نے ان کا استدراک کیا ہے۔
لمرانی نے ان کے سوانح ذکر کیے لیکن کوئی حدیث پیش نہیں کی۔

۴۲۶) (ن) بکر بن حذلم الاسدی

حافظ ابن عساکر ان کے بیٹے عبداللہ بن بکر حذلم کے حالات میں فرماتے ہیں: لوگ کہتے ہیں ان کے والد صحابی ہیں۔

۴۲۷) بکر بن شداح الليثی

انہیں بکیر بھی کہا جاتا ہے۔ اشعث کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ ابن مندہ نے ابوبکر ہذلی کی سند سے بحوالہ عبدالملک بن یعلیٰ لیثی نقل کیا ہے کہ بکر بن شداح لیثی (بچپن میں) نبی ﷺ کے خدام میں سے تھے۔ جب وہ بالغ ہوئے تو نبی ﷺ کو آگاہ کیا، آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

ہشام کلبی نے یہ قصہ کتاب النسب میں ذکر کیا ہے، لیکن بکیر بن شداد بن عامر بن ملح بن یحمر کہا، وہی شداح بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث لیثی ہیں۔ پھر مذکورہ قصہ ذکر کیا۔ اس کے بعد کہا وہ اسی ”اطلال“ کے سوار تھے، جو شامخ نے اپنے اشعار میں مراد لیا ہے۔

موقان میں، میں اس لشکر سے غائب رہا جس نے بکیر بن شداح بن فارس اطلال کی بات مان لی۔

اطلال ان کے گھوڑے کا نام ہے جن کا ان کے ساتھ قصہ ہے جسے سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کی قوم کا امیر بنایا جب وہ عراق میں داخل ہوئی۔ جب لوگوں نے دجلہ میں گھسنا چاہا تو لوگ پانی سے دہشت زدہ ہو کر رُک گئے۔ بکیر نے کہا: ”اطلال کود!“ اس نے کہا: ”کو دنا ہے اور سورۃ البقرہ پڑھو“۔ بکر کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کئی واقعات ہیں جنہیں سیف وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ بعض میں انہوں نے بکر بن عبداللہ کہا ہے، اس لیے یہ احتمال ہے کہ بکر بن عبداللہ لیثی دوسرے ہوں بظاہر وہ ہذلی ہیں وہ اپنے جد اعلیٰ کی طرف منسوب ہو گئے۔ جو شداح ہیں۔ ابن کلبی نسب میں انہی سے رجوع کرتے انہی نے موقان فتح کیا جس کی طرف انہیں سراقہ بن عمرو نے روانہ کیا تھا۔

۴۲۸) بکر بن عبداللہ *

بن ربیع الانصاری۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور اسمعیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ سلیم بن عمرو انصاری، بکر بن عبداللہ بن ربیع انصاری سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی اولاد کو تیرا کی اور تیرا اندازی سکھاؤ۔“ (حدیث)

* اسد الغابۃ (۴۸۶) تجرید (۵۵/۱) * معرفة الصحابة (۱۴۲/۳)

* اسد الغابۃ (۲۳۴/۱) جامع المسانید والسنن (۳۱۷/۲) * جامع المسانید (۳۱۸/۲)

* اسد الغابۃ (۴۸۸) تجرید (۵۶/۱) * کنز العمال (۴۵۳۴۲) کشف الخفاء (۸۸/۲) الدر المنثور (۱۹۴/۳)

اور اسماعیل اپنے شہر کے علاوہ سے روایت لینے میں ضعیف قرار دیئے جاتے ہیں اور یہاں یہی صورت حال ہے۔ نیز ان کے شیخ غیر معروف ہیں اور بکرنے یہ ذکر بھی نہیں کیا کہ انہوں نے آپ علیہ السلام سے سنا ہے اس لیے مجھے خدشہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

۴۲۹ بکربن مبشر

بن جبر انصاری اوسی۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: یہ صحابی نہیں۔ ایسا ہی ابن حبان کا قول ہے، البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ابن السکن نے فرمایا: صحیح سند سے ان کی ایک ہی حدیث ہے۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں، ابوداؤد اور بخاری نے اپنی تاریخ میں، باوردی نے نقل کیا ہے ابن قطان نے کہا کہ ان سے صرف اسحاق بن سالم نے روایت لی ہے اور اسحاق غیر معروف ہیں۔

۴۳۰ بکیر

تصفیر ہے۔ ابن شداد جو ابن شداد سے مشہور ہیں پہلے گزر چکا ہے۔

باب الباء جس کے بعد لام ہے

۴۳۱ (ن) بلال بن اُحیجہ

بن الجلاح انصاری الخزرجی۔ عدوی نے انساب میں ان کا ذکر کر کے کہا: وہ اور ان کا بیٹا بلیل صحابی رسول ﷺ ہیں۔

۴۳۲ بلال بن بلیل

بن احیمہ بن الجلاح۔ بعض کا قول ہے کہ یہ ابو لیلیٰ کا نام ہے جن کا تذکرہ کنتیوں میں آئے گا۔ ان کا نسب صرف ابن دباغ کی سند تجرید میں ہے۔

۴۳۳ بلال بن حارث

بن عصم بن سعید بن قرہ بن خلاوہ (خانقہ والی جس پر زبر ہے) بن ثعلبہ بن ثور ابو عبد الرحمن المزنی، اہل مدینہ سے ہیں۔ نبی ﷺ نے انہیں عقیق کی زمین عطا کی۔ فتح مکہ کے روز مزینہ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ مدینہ سے باہر رہتے تھے بعد میں بصرہ منتقل ہو گئے۔ ان کی احادیث سنن میں ملتی ہیں، صحیح ابن حبان اور ابن خزیمہ میں بھی مروی ہیں۔ مدائنی وغیرہ کا قول ہے: ۶۰ھ میں بعمر اسی (۸۰) سال فوت ہوئے۔

اسد الغابۃ (۴۸۹) الاستیعاب (۲۱۳) تجرید (۵۶/۱) الجرح والتعديل (۳۹۲/۲) الثقات (۱۰۳/۶)

جامع المسانید (۳۲۱/۲) المستدرک (۲۹۶/۱)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب اذا لم يخرج الامام للعید فی یومہ یخرج من الغد (۱۱۵۸)

التاریخ الکبیر (۹۴/۲) اسد الغابۃ (۴۹۱) الاستیعاب (۲۱۶) جامع المسانید والسنن (۳۳۱/۲) اسد الغابۃ (۲۳۶/۱)

۴۳۴) بلال بن حارث

بن بجیر، از بنی مرہ، ابن شاہین نے بلال بن حارث مزی جو ان کے علاوہ ہیں، کے سوانح میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ہمیں عمر بن حسن نے بحوالہ منذر حسین بن محمد، ابو عبد الرحمن، یحییٰ بن عطیہ، وہ اپنے والد اور سمیع بن یزید سے وہ اپنے والد سے وہ بنی شقرہ کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: بلال بن حارث بن بجیرہ "یکے از بنی مرہ" آئے۔ وہ مددگاروں سے تھے۔ آپ نے انہیں زمین کا حصہ دیا۔

۴۳۵) بلال بن رباح الحبشی

مؤذن رسول ﷺ، بلال بن حمامہ، جو ان کے والد ہیں۔ مشرکین آپ کو توحید کی وجہ سے اذیت پہنچاتے تھے اس لیے حضرت ابوبکر الصدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے ہو کر رہ گئے اور آپ ﷺ کے ہاں اذان دینے پر مقرر ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ تمام واقعات میں شریک رہے۔ آپ نے ان میں اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بلال جہاد کے سلسلہ میں چلے گئے اور شام میں فوت ہوئے۔ ابو نعیم * فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے خزانچی بھی تھے۔ ابواسحاق جوز جانی اپنی تاریخ میں منصور کی سند سے بحوالہ مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب نے مشرکین کی حسب منشا بات کہہ دی سوائے بلال کے۔ ان کے بے شمار فضائل ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: وہ بنی جمح کے کسی فرد کی اولاد تھے۔ ان کی والدہ حمامہ تھیں۔ دو پہر تپتی تو امیہ بن خلف انہیں باہر لا کر پیٹھ کے بل گراتا اور مکہ کی ریت پر ان کے سینہ پر مضبوط چٹان نما پتھر رکھنے کا حکم دیا کرتا۔ اور یہ بکتا: یا تو یہ اسی عالم میں جان دے دے یا محمد (ﷺ) کا انکار کر دے۔ لیکن وہ (بلال) اس وقت بھی اَحَدُ اَحَدُ کہتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے اپنے سبب فام مضبوط اندام غلام کے عوض انہیں امیہ سے خرید لیا۔ امام بخاری * فرماتے ہیں: ان کا انتقال بعد فاروقی شام میں ہوا۔ ابن کبیر کا قول ہے کہ وہ عمواس کے طاعون میں فوت ہوئے۔ عمرو بن علی نے کہا: ۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ ابن زبیر فرماتے ہیں: وہ داریا میں فوت ہوئے۔ ابن مندہ کی "معرفة الصحابة" میں ہے کہ وہ حلب میں دفن ہوئے۔ *

۴۳۶) بلال بن سعد

ابن حزم نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جن کی روایات قحی بن مخلد نے نقل کی ہیں۔ مناسب ہے کہ اس کی سند دیکھ لی جائے اس لیے کہ مجھے خدشہ ہے وہ بلال بن سعد تابعی نہ ہوں جو شامی سے شہرت رکھتے ہیں۔

۴۳۷) بلال بن مالک مزی

ابو عمر نے ان کا تذکرہ کیا * کہ نبی ﷺ نے انہیں ۵ھ میں بنی کنانہ کی جانب روانہ کیا تو لوگوں نے انہیں جتا دیا، جن میں صرف ایک گھوڑا حاصل ہوا۔ میں کہتا ہوں: لکھ دینا چاہیے ایسا نہ ہو وہ بلال بن حارث ہوں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۳۸) بلال انصاری

ابو عمر نے کہا: ان کا نسب بیان نہیں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمان کا والی بنایا پھر (کسی بنا پر) معزول کر دیا۔ اور اس علاقہ کو عثمان بن ابی العاص کی ولایت میں شامل کر دیا، فرماتے ہیں: ان کا یہ واقعہ مشہور ہے۔

* اسد الغابۃ (ت ۴۹۳) الاستیعاب (۲۱۴) * معرفة الصحابة (۵۰/۳) * التاريخ الكبير (۱۰۶/۲) * جامع المسانید (۳۳۹/۲)

* اسد الغابۃ (۴۹۴) الاستیعاب (۲۱۵) * الاستیعاب (۲۶۱/۱) * اسد الغابۃ (ت ۴۹۶) الاستیعاب (ت ۲۱۷)

۴۳۹ (ن) بلال الفزاری

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ”اسلام کا آغاز اجنبیت میں ہوا۔“ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: ان کا حال نامعلوم ہے۔

۴۴۰ بَلَز

انہیں برز بھی کہا جاتا ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے یہ ابوالعشراء کا نام ہے۔

۴۴۱ (ن) بَلْعَام

مکہ کے ایک لوہار تھے۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور ابن مردویہ نے مسلم بن کیسان اعور (جو ضعیف راوی ہے) کی سند سے بحوالہ مجاہد، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک لوہار کو سکھاتے تھے، اس کی زبان عربی نہ تھی۔ مشرکین کی رسول اللہ ﷺ پر نظر تھی کہ آپ ﷺ کا اس کے پاس آنا جاننا رہتا ہے، کہنے لگے: یہ تو بلعام سے سیکھتے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

”یہ اپنے خیال سے کہہ دیتے ہیں کہ اسے ایک انسان سکھاتا ہے، جس زبان کی طرف ان کا اشارہ ہے وہ عجی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے۔“

حضری کے غلام کے سوانح میں اس کا کچھ تذکرہ آئے گا۔ ابن ابی حاتم نے اسے سدی کی سند سے روایت کیا تو کہا: جب وہ دیکھتے کہ آپ بنی حضری کے ابوالیسر نامی غلامی کے پاس آئے ہیں جو عیسائی تھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جو اسی مفہوم کا ہے۔ پہلے کے برعکس کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جس سے اس کے مسلمان ہونے کا پتہ چلے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف جیم کے لفظ جبر میں ان کے نام میں اختلاف کا بیان آئے گا۔

۴۴۲ (ن) بلقوم الرومی النجار

جس نے بعثت سے پہلے قریش کے کہنے پر کعبہ تعمیر کیا۔ ابن شہاب نے قریش کے تعمیر کعبہ کے قصہ میں ان کا نام لیا ہے۔ جسے عمر بن شبہ نے کتاب مکہ میں ابراہیم بن منذر بحوالہ ابن وہب، یونس سے وہ ان (ابن شہاب) سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ اسلام لایا تھا۔ لیکن جس بڑھئی نے منبر بنایا تھا اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہی شخص ہے جس نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس روایت میں اس کا نام باقوم (لام کی جگہ الف سے) ہے جس کا ذکر اس حرف کی ابتداء میں گزر چکا ہے۔ قالہ علم

۴۴۳ (ن) بلیع بن مخشی

مرزبانی نے معجم الشعراء کے حرف با میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اشعار ذکر کیے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے وہ صحابی ہیں

✽ مسلم کتاب الایمان باب بدأ الاسلام غریبا و سيعود كما بدأ (۳۷۰)

ابن ماجہ کتاب الفتن باب بدأ الاسلام غریبا (۳۹۸۶) کنز العمال (۱۲۰۱)

✽ اسد الغابۃ (۴۹۷) تجرید (۵۶/۱) ✽ النحل (۱۰۳)

جن میں سے دو یہ شعر ہیں:

”ہم نے اپنی تلواروں سے نبی ﷺ کی مدد کی۔ ہم لوگ مکہ میں بشارتیں لیتے تھے اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کے حکم سے (ہم نے ایسا کیا) جن کے حکم کے سامنے کسی کا حکم نہیں چلتا۔“

(۷۴۴) (ز) بلیع الارض ”زمین کے نگلے ہوئے“

خبيب بن عدی انصاری۔ خاء میں ذکر آئے گا۔

(۷۴۵) بُلَيْل (تصغیر ہے)

ابن بلال بن احيہ * بعض بلال بن بليل انصاری کہتے ہیں۔ ابولیلیٰ جو عبدالرحمن کے والد ہیں ان کے بھائی۔ خلیفہ نے کوفہ میں فروش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور عدوی کا قول ہے وہ اور ان کے بھائی عمران، احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ بعض کہتے ہیں: یہ ابولیلیٰ کا نام ہے۔ ابن کلبی نے جس پر بروسہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ابولیلیٰ کا نام داؤد ہے، بعض بلال بن بليل اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد نون ہے

(۷۴۶) بَنَةُ الْجَهَنِيِّ * (با کے بعد نون مشدذ بر والا)

ان کی حدیث ابن لہیعہ ابوزبیر کے حوالہ سے بواسطہ جابر ننگی تلوار پکڑنے کی ممانعت کے بارے میں ان سے روایت کرتے ہیں۔ * بغوی نے کہا: مجھے ان کی یہی روایت معلوم ہے جسے ابن لہیعہ ہی بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: رشدین بن سعد نے ان کی متابعت کی اور اسے ابو عمر نجیبی اور ابن لہیعہ دونوں کے واسطہ سے ابوالزبیر سے نقل کیا ہے۔ ابونعیم * نے اسے نقل کیا ہے۔ جبکہ حماد بن سلمہ نے ان کی مخالفت کی اور اسناد میں بنہ کا ذکر نہیں کیا۔ ان کا نام ضبط کرنے میں علماء کا اختلاف ہے اکثر نے با سے ذکر کیا ہے۔ ابن السکن آخری حرف یا میں با کی جگہ نقل کرتے ہیں یعنی بنہ میں۔ جبکہ عباس دوزی نے ابن معین کے حوالہ سے بنیہ یعنی نون پھر با سے تصغیر کہا ہے یہ روایت ابن وہب کی ہے۔ واللہ اعلم

باب الباء جس کے بعد ہا ہے

(۷۴۷) بهزاد ابو مالک *

عبدان مروزی کے حوالہ سے ابوموسیٰ نے ان کا یہی عنوان دیا ہے۔ پھر مسلم بن عبدالرحمن کی سند سے بحوالہ یوسف بن مالک

اسد الغابۃ (۴۹۸) * اسد الغابۃ (۴۹۹) الاستیعاب (۲۲۴) تجرید (۵۷/۱)

مؤسند احمد (۳۴۷/۳) المعجم الكبير (۱۱۹۰/۲) معرفة الصحابة (۱۸۵/۳) مجمع الزوائد (۲۹۱/۳) جامع المسانید (۳۲۳/۲)

معرفة الصحابة (۱۸۵/۳) * اسد الغابۃ (۵۰۱) تجرید (۵۷/۱)

بن بہزاد ان کے دادا سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کے دوران فرمایا: ”لوگو! ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں میرا خیال رکھنا۔“ (حدیث) عبدان فرماتے ہیں ان کی شہرت صرف اسی حدیث سے ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں جعفر بن عبد الواحد ہاشمی ہے جس پر جھوٹ کی تہمت ہے۔ ابن قانع نے بھی اسے نقل کیا تو کہا: بھڑا پھر اسی سند سے جس سے عبدان نے روایت بیان کی یہ روایت نقل کی: یوسف بن ماہک ہاء سے، ایسا ہی میں نے حافظ خطیب کے قلم سے تحریر کردہ پڑھا ہے۔ اور ابو موسیٰ کے ہاں سند میں یوسف بن ماہک ہاء سے اور عنوان میں مالک لام سے ہے۔

۴۲۸ بہزاد القشیری

انہیں بہزی بھی کہا جاتا ہے بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ثبیت۔ جو ثاء، با آخر میں ثاء سے تصغیر ہے۔ ابن کثیر ضعی کی سند سے بحوالہ یحییٰ بن سعید بن المسیب، بہز سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عرض (دانتوں کی چوڑائی) سے مسواک کیا کرتے تھے۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ بہز نے اس کے علاوہ کوئی روایت کی ہو۔ یہ روایت بھی منکر (ثقات کے خلاف) ہے۔ ابن مندہ کا کہنا ہے: اسے عباد بن یوسف نے ثبیت سے روایت کیا فرماتے ہیں: بہز کی بجائے قشیری سے مروی ہے۔ اور مخیس بن تمیم نے بہز بن حکیم بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے نقل کیا ہے۔ (ابن مندہ) کہتے ہیں: یہ روایت سعید بن المسیب نے بہز بن حکیم سے سنی ہے۔ اور راوی نے اسے مرسل بیان کر دیا۔ اس سے بعض لوگوں نے انہیں صحابی سمجھ لیا۔

میں کہتا ہوں: کہ ابن مندہ نے کہا: کہ سلیمان بن سلمہ جنازی نے اسے یمان بن عدی سے بحوالہ ثبیت، یحییٰ بن سعید معاویہ قشیری سے نقل کیا ہے۔ اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ سعید نے بہز بن حکیم کے دادا سے یہ روایت سنی ہو تو کبھی انہوں نے عن بہز کہا ہو اور کسی راوی نے جد کا لفظ ساقط کر دیا ہو۔ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے کہا: اس کی سند مضطرب ہے درست نہیں۔

۴۲۹ بھلول بن ذویب النباش

ایک بے ثبوت حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں وہ روایت غیر متصل سند سے محمد بن زیاد بحوالہ ابو ہریرہ منقول ہے فرمایا: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے عرض کیا: دروازے پر ایک نو جوان پڑا ہے جو اپنی جوانی پر اشک بہا رہا ہے، اجازت طلب کرتا ہے اجازت ملی اندر آیا، آپ نے فرمایا: بھی کیوں روتے ہو؟ عرض کیا: مجھ سے ایسے گناہ سرزد ہو گئے ہیں کہ اگر کسی ایک میں میری پکڑ ہو گئی تو ہمیشہ کے لئے جہنم مقدر ہوگا۔ پھر اس کے اعتراف میں حدیث ذکر کی کہ وہ قبروں سے کفن چراغ تھا۔ اسی میں ہے، وہ پکار کر کہنے لگا: اے میرے سردار! میرے آقا! یہ بھلول بن ذویب گلے میں طوق، ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈالے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے حاضر ہے، راوی کا بیان ہے پھر انہوں نے تقریباً دو ورقوں کی حدیث نقل کی۔

میں کہتا ہوں: اس روایت پر بعض حفاظ حدیث نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے لیکن ابو موسیٰ نے ذکر کیا کہ ابو شیخ

جامع المسانید (۳۲۶/۲) اسد الغابۃ (۵۰۰) الاستیعاب (۲۲۷)

المعجم الكبير (۱۲۴۲/۲) معرفة الصحابة (۱۸۰/۳) جامع المسانید (۳۲۴/۲)

اسد الغابۃ (۵۰۲) کنز العمال (۱۷:۶۳)

اسحاق بن ابراہیم سے بحوالہ سلمہ بن شیبہ عبدالرزاق سے وہ معمر سے انہوں نے زہری سے اسی مفہوم کی روایت مرسل نقل کی ہے اور اس شخص کا نام نہیں لیا۔ اور ابوسعید نیشاپوری نے ”الاسباب الداعیۃ الی التوبہ“ نامی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

۴۵۰ * بُہیر (تصغیر آخر میں راہے)

ابوالہیثم انصاری حارثی، ابن اسحاق نے ”عقبہ“ میں موجود لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے ایسا ہی ابوالاسود نے عروہ سے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ اُحد میں شریک تھے، یونہی طبری نے ذکر کیا کہ اس کے شروع میں نون ہے یعنی نہیر ہے۔

۴۵۱ * بھیس بن سلمی تمیمی

فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کا صرف وہ مال لینا جائز ہے جو اسے اپنی خوشدلی سے دے۔“ ایسا ہی ابو عمر نے مختصر ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد واو ہے

۴۵۲ * بُولَا (بے نسبت)

عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور خطاب بن محمد بن بولی کی سند سے بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گرم کھانے (پینے کے استعمال) سے بچو!“ (حدیث) اس کی سند مجہول ہے۔ ایسا ہی موسیٰ نے با میں ذکر کیا ہے۔ عبدالغنی بن سعید نے کتاب ”المؤتلف“ میں نقل کیا فرماتے ہیں: یہ نام تا سے ہے ایسا ہی میں نے لوطائی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے۔ البتہ المشتبه میں مجھے یہ نام نہیں ملا۔ اس میں صرف عبداللہ بن تولی، عثمان سے اور ان سے حازم روایت کرتے ہیں۔ ابن قانع نے اس میں لفظی غلطی کرتے ہوئے ”صحابہ“ میں لکھا ہے ”بُولَا“ عبداللہ کے والد ہیں۔ پھر بدالعزیز بن ابی حازم کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن بولی، اُن کے والد سے جو صحابی رسول ہیں فرماتے ہیں: نبی ﷺ سرخ پہاڑ کے آئے جہاں آپ نے ایک مردہ بکری دیکھی اس کی بدبو کی وجہ سے ہم نے اپنی ناکیں بند کر لیں۔ (حدیث) اس میں ہے: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی وہی قدر و منزلت ہے جو اس بکری کی اس کے مالکوں کے ہاں ہے۔“

ابوقانع نے اسے ”با“ میں نقل کیا جو غلط لکھ دیا اور اس کی سند میں ٹھوکر کھائی، درست سند یوں ہے عبدالعزیز بن ابی حازم سے وہ اپنے والد سے وہ عبداللہ بن تولی سے، اس میں ان کے والد سے کے الفاظ نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

اسد الغابۃ (۵۰۳) الاستیعاب (۲۲۳) تجرید (۵۷/۱) * اسد الغابۃ (۵۰۴) الاستیعاب (۲۳۳) تجرید (۵۷/۱)

السنن الکبریٰ (۱۰۰/۶) سنن دارقطنی (۲۶/۳) کنز العمال (۳۹۷) جامع المسانید (۳۲۷/۲)

اسد الغابۃ (۵۰۵) تجرید (۵۷/۱)

جمع الجوامع (۹۳۴۵) کنز العمال (۴۰۷۱۳) جامع المسانید (۳۲۸/۲)

ابن ماجہ کتاب الزہد باب مثل الدنيا (حدیث ۴۱۱۱) الدر المنثور (۲۳۸/۳) تہذیب تاریخ دمشق (۳۸۵/۵)

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

۴۵۳ **بَيَّحَرَهُ** (حائے مفتوحہ جس سے پہلے یائے ساکن ہے)

ابن عامر، ابن حبان ***** نے ”صحابہ“ میں لکھا ہے: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اور ابن السکن کا قول ہے: وہ صحابی ہیں جن کی ایک حدیث ہے۔ میں کہتا ہوں: انہوں نے اور طبرانی وغیرہ نے منذر عسری کی سند سے روایت کیا کہ انہوں نے ہجرہ بن عامر فرماتے سنا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا اور آپ سے نماز مغرب کی معافی کی درخواست کی آپ سے کہا کہ لوگ اونٹنیوں کا دودھ دوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ تم لوگ اونٹنیاں بھی دو ہو گے اور نماز بھی پڑھو گے۔ ***** ابو نعیم ***** فرماتے ہیں: رمال بن منذر سے بحوالہ ان کے والد یحییٰ بن راشد اس روایت میں مفرد ہے۔ میں کہتا ہوں: ***** ضعیف ہے۔ ابو عمر نے ان کا نام بحراۃ غلط لکھا ہے شاید انہوں نے ایسا اپنے حافظے سے کام لیا ہے جبکہ میں نے ابن السکن کی کتاب کے نسخہ میں ایسا ہی لکھا دیکھا ہے جیسا میں نے نقل کیا۔ ابن مندہ نے یہ نقل کیا ہے کہ انہیں بحرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور فرمایا: ان کا بصرہ کے دیہاتی لوگوں میں ہے۔ پھر میرے خیال میں ان کا تعلق عبدالقیس سے ہے رہا ان کا نام ہجرہ بن فراس بن عبد اللہ بن کعب بن قشیر قشیری تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کو چھو کر کدوایا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان پر لعنت کی، وہ ان کے علاوہ اور شخص ہے، میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کا صحابہ میں ذکر کیا ہے بظاہر شخص مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس کی یہ بات ان شاء اللہ تعالیٰ ضباعہ کے سوانح میں آرہی ہے۔ جو کتاب نساء میں ہے۔ بعد میں میں ابن السکن کی کتاب میں عنوان والی شخصیت کے بارے میں دیکھا کہ وہ ازدی ہیں۔

قسم ثانی از حرف باء

ان حضرات کا ذکر جنہیں دیدار نبوی ﷺ حاصل ہے

باب الباء جس کے بعد شین ہے

۴۵۴ **بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِي**

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوداؤد طیالسی کی سند سے بحوالہ ایوب بن عتبہ، ابن حزم انصاری سے انہیں عروہ نے ابو مسعود یا بشیر بن ابی مسعود بتایا ان دونوں نے نبی ﷺ کا دور دیکھا ہے پھر نماز کے اوقات ***** کی حدیث روایت کی۔ ایسا روایت علی بن عبدالعزیز نے اپنی مسند میں احمد بن یونس، بحوالہ ایوب بن عتبہ نقل کی اس میں فرماتے ہیں: ”وہ دونوں نبی ﷺ کے“

***** اسد الغابۃ (۵۰۷) تجرید (۵۷/۱) ***** الثقات (۳۷/۳) ***** المعجم الکبیر (۱۲۴۰)

***** معرفة الصحابة (۱۸۱/۳) ***** جامع المسانید (۲۹۹/۲) کنز العمال (۲۸۸۰۷)

صحابی ہیں۔ جو ایوب بن عتبہ کا خلط ملط ہے یہ روایت تو عروہ نے بشیر بن ابی مسعود سے بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں درج ہے۔ اور ابن مندہ نے سعید بن عبد العزیز کی سند سے بحوالہ ابن حلبس، بشیر بن ابی مسعود۔ جو صحابی ہیں سے روایت کیا ہے۔ اور مسعر کی سند سے بحوالہ ثابت بن عبید روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے بشیر بن ابی مسعود کو دیکھا جو صحابی رسول تھے۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں سندوں میں احتمال ہے کہ ضمیر ابو مسعود کی طرف لوٹ رہی ہو۔ ادھر ہم نے فوائد ابو العباس اسم کے جزء ثالث میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم سے ابو عتبہ نے بحوالہ بقیہ، انہوں سعید بن عبد العزیز سے بحوالہ ابن حلبس، فرماتے ہیں: بشیر بن ابی مسعود نے فرمایا: اور وہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جماعت کے ساتھ رہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ امت محمد ﷺ کو گمراہی پر جمع نہیں کرنے والا۔ یہ حدیث موقوف ہے۔ اور اگر یہ محفوظ ہے تو بشیر لازماً صحابی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان سے ”عن ابیہ“ کا لفظ رہ گیا۔ اس لیے کہ یہ کلام ابو مسعود کے قول سے محفوظ ہے جسے حاکم * وغیرہ نے مختلف طرق سے ان کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور بشیر کے بارے میں بخاری، * عجل، * مسلم اور ابو حاتم وغیرہ نے یقین کیا کہ وہ تابعی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں: وہ حیات نبی ﷺ میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں: نہیں بلکہ بعد میں پیدا ہوئے۔ یہ قول ابن خلفون نے ذکر کیا ہے ابن عبد البر نے ”تمہید“ میں اس پر بھروسہ کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے۔

۴۵۵ بشیر بن فدیك *

کنیت ابو صالح تھی۔ ابن السکن فرماتے ہیں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صحابی ہیں جبکہ صحابی تو ان کے والد ہیں۔ ابن مندہ کہتے ہیں انہیں دیدار نبوی ﷺ اور ان کے والد کو صحبت رسول ﷺ حاصل ہے۔ ابن حبان * نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور فرمایا: وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، ان کی حدیث ان کے بیٹے سے ملتی ہے۔ بغوی کا قول ہے کہ مجھے فدیك بن سلیمان کے ذریعہ بحوالہ اوزاعی، انہیں بحوالہ صالح بن بشیر بن فدیك، زہری کے ذریعہ یہ بات پہنچی کہ ان کے والد نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جس نے ہجرت نہیں کی وہ تو ہلاک ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز قائم کیا کرو“۔ *

باوردی نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے لیکن انہیں وہم ہو گیا۔ جبکہ بغوی اور ابن حبان نے یہ روایت زبیدی کے طریق سے بحوالہ زہری، صالح بن بشیر سے بحوالہ ان کے والد سے روایت کی ہے کہ فدیك بنی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اور ابن مندہ نے ایک دوسرے طریق سے بحوالہ زبیدی وہ صالح سے وہ اپنے والد سے فرمایا: فدیك آئے۔ معلوم ہوا ”ان کے والد سے“ پہلی روایت میں فدیك مراد ہیں۔ جو ان کے مجازی والد ہیں یعنی ان کے دادا ہیں۔ جس کسی نے بھی انہیں صحابہ میں ذکر کیا اس نے پہلی روایت کو دلیل بنایا اور زہری کے بارے میں زبیدی دوسروں سے زیادہ اثبت و محتاط ہیں اور ان کی حدیث صحیح ہے۔ اگر ابن مندہ کا یہ اطمینان نہ ہوتا کہ وہ دیدار سے مشرف ہیں تو ان کے لیے چوتھی قسم زیادہ بہتر تھی۔

* المستدرک (۵۰۸/۴) * التاريخ الكبير (۱۰۴/۲) * تاريخ الثقات (۸/۲) * اسد الغابة (۴۷۰) تجرید (۵۴/۱)
* الثقات (۳۳/۳) * السنن الكبرى (۱۷/۹) المعجم الكبير (۸۶۲/۱۸) كنز العمال (۴۳۴۰۱) المطالب العالیة (۲۸۸۳)
معرفة الصحابة (۱۱۵/۳) مجمع الزوائد (۲۵۵/۵)

ان حضرات کا ذکر جنہوں نے دورِ نبوی ﷺ پایا لیکن ملاقات نہ ہو سکی چاہے وہ آپ کی زندگی میں مسلمان ہوئے یا بعد میں

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۷۵۶ بابویہ الفارسی الکاتب

دلائل النبوت میں ابن ابی الدنیا لکھتے ہیں: ہمیں احمد بن محمد بن ایوب نے بحوالہ ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق سے نقل کر کے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کی طرف عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خط دے کر روانہ فرمایا، جس میں آپ اسے اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ (خط ملتے ہی) اس نے جب پڑھا، پڑھ کر پھاڑ دیا اور اپنے گورنر یمن باذان کو لکھا: کہ اس شخص (مراد نبی ﷺ) کی طرف دو مضبوط آدمی بھیجو جو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں تو باذان نے اپنے منتظم ”بابویہ“ کو بھیجا جو کاتب اور محاسب تھا۔ اور اس کے ساتھ فارسی آدمی جس کا نام ”خسرہ“ تھا، نبی ﷺ کی طرف بھیجا۔ یہ دونوں آ کر آپ سے کہیں: ہمارے ساتھ کسریٰ کے ہاں پیش ہوں اور ”بابویہ“ سے کہا اس شخص کا حال و احوال معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں طائف آئے۔ وہاں سے مدینہ پہنچے۔ بابویہ نے آپ سے گفتگو کی: سلطان کسریٰ نے شاہ باذان کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ وہ آپ کی طرف، آپ کو لے جانے کے لیے لوگ بھیجے۔ اگر آپ یہ بات تسلیم کرتے ہیں تو میں آپ کو ایک تحریر بنا دیتا ہوں جو آپ کو وہاں کام دے گی۔ اور اگر انکار کرتے ہیں تو وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا۔ شہروں کو برباد کر دے گا۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا: ابھی تم دونوں واپس (مسافر خانے میں) لوٹ جاؤ کل آنا۔

نبی ﷺ کے پاس وحی آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کا بیٹا مسلط کر دیا ہے جو اسے فلاں مہینے کی فلاں رات کی فلاں گھڑی میں قتل کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ان دونوں کو یہ اطلاع (بصورت پیش گوئی) دی۔ وہ دونوں بولے: ہم آپ کی یہ بات باذان کو لکھ بھیجتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے اور تم دونوں اس (باذان) سے کہہ دینا ”کہ اگر تم مسلمان ہو گئے تو میں تمہیں تمہاری بادشاہت پر برقرار رکھوں گا“ پھر خسرہ کو ایک ازاردیا جس میں سونا چاندی لگی تھی۔ یہ دونوں باذان کے پاس آئے اور اسے سارا واقعہ بتایا؟ وہ کہنے لگا: یہ کسی بادشاہ کا کلام نہیں، اگر اس کی بات برحق ہے تو وہ فرستادہ نبی ہے۔ اسی عالم میں اس کے پاس شیروہ کا خط آ گیا جس میں وہ کسریٰ کے قتل ہونے کی اطلاع دے رہا تھا۔ اور اس کی جانب لوگوں سے فرمانبرداری قبول کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ جس شخص کے متعلق کسریٰ نے تمہیں لکھا ہے اس کے کام میں دخل نہ دینا۔

راوی کا بیان ہے کہ باذان مسلمان ہو گیا اور فارس کی وہ نوجوان نسل جو یمن میں تھی وہ بھی اسلام لے آئی۔ بابویہ نے باذان سے یہ بھی کہا تھا کہ اس سے بڑھ کر کوئی بھی بارعب نہ تھا۔ ابن ابی الدنیا نے علی بن جعد سے بحوالہ ابو معشر، سعید المقبری سے انتہائی مختصر نقل کیا جس میں خسرہ اور بابویہ کا نام نہیں لیا۔

۴۵۷ (ن) باب (دونوں باء ہیں)

بن ذی الجرحہ (جیم کے زیر سے) الحمری مشہور شہسواروں سے تعلق رکھتے ہیں ۱۹ھ میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فتح تستر میں شریک رہے۔ آپ نے انہیں چالیس آدمیوں کی نفری میں قلعہ دستموی کی طرف روانہ کیا، یہ رات کو وہاں آئے دیکھا پہرے دار نشے سے دھت ہیں اور قلعہ کا دروازہ کھلا پڑا ہے تو یہ ان پر پل پڑے انہیں قتل کر دیا۔ لوگوں کو خبر ہو گئی۔ قلعہ کا امیر ذوالرتاق باب بن ذی الجرحہ سے الجھ گیا، باب نے اسے دبوچا کہ زمین پر پچھاڑے اس نے ان کی انگلی کاٹ کر چبادی، لیکن انہوں نے پھر بھی نہ چھوڑا اور زمین پر گرا کر قتل کر دیا اور قلعہ میں جو کچھ تھا جمع کر لیا، مدائنی نے اس کا تذکرہ کیا ہے مزید تذکرہ عبدالرحمن نامی شخصیتوں میں آئے گا۔

۴۵۸ باذان الفارسی (آخر میں نون بعض میم بھی کہتے ہیں)

وہ نوجوان جنہیں کسریٰ نے یمن بھیجا تھا وہ اپنے دور میں یمن کے حاکم تھے جب کسریٰ مر گیا تو باذان اسلام لائے اور اپنے اسلام کی اطلاع نبی ﷺ کو بھیجی۔ آپ نے انہیں انہی کے علاقہ کا گورنر بنا دیا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے بیٹے شہر بن باذان کو اپنے کسی کام پر مامور کر دیا۔ یہ بات ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی اور طبری نے ذکر کی ہے۔ اور باوردی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حرف جیم میں جمیرہ کے دادا کے سوانح میں بھی ان کا تذکرہ آئے گا۔ تاریخ و سیر کی کتب میں ان کے حالات مذکور ہیں۔ ثعلبی فرماتے ہیں: وہ پہلے عجمی بادشاہ ہیں جو اسلام لائے۔ اور پہلے مسلمان ہیں جو یمن کے حاکم بنائے گئے فاکہی فرماتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن ابی طالب نے بحوالہ علی بن عاصم، داؤد سے وہ شععی سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نبی ﷺ نے کسریٰ کو خط لکھا تو اس نے وہ خط پھاڑ دیا اور باذان کو پیام بھیجا کہ اس شخص سے کہو اپنی قوم کے دین پر ہی رہو اگر نہ مانے تو (نعوذ باللہ) اسے قتل کر دینا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے تو باذان یمن سے نبی ﷺ کی طرف نکلا تو عسی کذاب نے ان کا پیچھا کیا اور قتل کر دیا۔

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۴۵۹ بجاد بن قیس

بن مسعود بن ذی الحذین، زمانہ نبوی پایا ہے ان کے ایک مسعود نامی بیٹے ہیں جو کوفہ میں شرافت سے مشہور ہیں وہی سوار یوں کی حفاظت کرتے تھے یہ سواریاں وہ اونٹ تھے جو کوفہ میں حجاج کے زمانہ میں تجارت کے لئے پالے جاتے تھے۔ جن پر شیب بن عمرو بن کعب نے حملہ کر دیا۔ جن کا قصہ ابن کلبی نے ذکر کیا اور عمرو بن کعب کے حالات میں، اس کی طرف میں نے بھی اشارہ کر دیا ہے۔

۴۶۰ بجاله بن عبده التميمي العنبري

نبی ﷺ کا دور پایا ہے لیکن آپ کا دیدار نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وہ جزء بن معاویہ کے کاتب تھے۔ جس کا صحیح بخاری کے باب جز یہ میں ثبوت ہے لفظ بجالہ شروع کے زبر اور جیم مخفف ہے اور ان کے والد کا نام صحیح دوزبروں سے ہے۔

۴۶۱ بُجْر بن الحارث

بن امری القیس بن زہیر بن جناب کلبی ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے معمر بن میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایک سو سات سال زندہ رہے۔ وہی یہ اشعار کہتے ہیں، جو شخص ایک سو پچاس سال تک زندہ رہے وہ انتظار کرنے لگتا ہے اور آخر میں اس کی حیثیت پھینکے ہوئے ٹاٹ کی طرح ہوتی ہے۔ نہ اس سے کوئی مشورہ لیتا ہے اور نہ وہ کسی کو دیتا ہے۔ اور نہ چھوڑتا ہے۔ اس سے قریبی لوگوں سے گرنے بسر کرنے والوں سے پوچھ کہ اس کی کتنی لمبی عمر تھی بری زندگی بڑھا پایا ہے۔

۴۶۲ بُحَیر (جیم سے تصغیر ہے)

ابن الحصین الثعلبی بنی ناشب بن سبد بن رزام بن مازن بن ثعلبہ کے ایک فرد ہیں۔ ابو قاسم الآمدی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی شاعر ہیں اور جاہلیت کے شہسوار تھے۔

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۴۶۳ بحیر بن الحویرث

بن نقیر بن بحیر ابن عبد بن قحس نے زمانہ نبوی پایا ہے: لیکن آپ سے روایت نہیں، البتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں یہ بلاذری کا قول ہے جو مغلطائی کے قلم سے ہے۔

۴۶۴ بحیر (شروع کا زبر اور حا کا زیر)

ابن رسیان (را کے زبر اس کے بعد یا سا کن پھر سین) الکلاعی الیمانی، تحریر اپنا اسلام لانا نبی ﷺ کے پاس بھیجا جو حارث بن عبد کلال کے سوانح میں آئے گا۔ بحیر کی مصر میں آل اولاد ہے جس کا تاریخ مصر میں ذکر ملتا ہے۔

باب الباء جس کے بعد دال ہے

۴۶۵ (ز) بدر بن عامر الہذلی

ابو الفرج اصہبانی نے ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی شاعر ہیں جو عہد فاروقی میں اسلام لائے وہ اور ان کے چچا زاد مصر میں فروکش ہوئے۔ اصہبان نے ان کے اشعار بھی درج کیے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۷۶۶ بُرد بن حارثہ یسگری

ذی قار جنگ جو عربوں اور فارسیوں میں ہوئی تھی اس میں ان کا ذکر ہے۔ جس میں عربوں کو کامیابی ہوئی، قصہ میں ہے کہ برد بن حارثہ یسگری نے اس دن ہامرز فارس کے امیر کو لٹکا کر اور اسے قتل کر دیا، پھر برد مذکور نے مسلمانوں کو یمامہ میں قتل کیا اور ان کے بیٹے نے شیب کو، اس وقت یہ دونوں مسلمان ہو چکے تھے۔

باب الباء جس کے بعد شین ہے

۷۶۷ (ز) بشار بن عدی

بن عمرو بن سوید الطائی ثم المعنی، جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا، وہی کہتے ہیں: ”میں نے اشعار چھوڑ دیئے اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنا لیا جس کا کوئی شریک نہیں۔ میں نے شراب اور شراب کی مجلس چھوڑ دی جب صبح کا منادی مرغ بلاتا ہے۔“ یہ اشعار رشاطی نے بحوالہ ابن درید نقل کیے ہیں۔

۷۶۸ بشر بن ربیعہ

بن عمرو بن منارہ بن قُمَیر بن عامر بن رابیہ بن مالک بن واہب بن جلیحہ بن اکلہ بن ربیعہ بن عفرس بن خلف بن اقل بن انمار خثعمی۔ ابن کلبی نے فرمایا: کوفہ میں انہوں نے اپنی زمین کا احاطہ بنایا وہاں ان کی حویلی ہے جسے کوفہ میں جہانہ بشر کہا جاتا ہے۔ قادیسیہ میں شریک تھے وہی یہ اشعار کہتے ہیں: ”میں نے قادیسیہ کے (شہر) دروازے پر اپنی اونٹنی بٹھادی جبکہ سعد بن ابی وقاص میرے امیر تھے۔“ قسم اول میں بشر خثعمی کا تذکرہ ہو چکا ہے، انہیں غنوی بھی کہا جاتا ہے۔ بعض روایات میں جو بشر بن ربیعہ خثعمی لکھا ہے احتمال ہے کہ وہ یہی ہوں۔

۷۶۹ بُشر بن ربیعہ

بشر بن ابی رہم جہنی یہی کوفہ میں جہانہ (نامی جگہ) والے ہیں۔ یہ لفظ با کے پیش اور شین کے سکون سے ”امیر“ نے قلمبند کیا ہے کہ وہ بشر بن ابی رہم ہیں جو یمامہ میں شریک تھے۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں جیسا میں نے آغاز میں کہا ہے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایک شہسوار تھے۔ جو معرکہ قادیسیہ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اشعار میں کہتے ہیں:

”اللہ آپ کو ہدایت پر قائم رکھے باب قدیس میں ہماری تلواروں کے ٹکراؤ اور دلوں کا دہل جانا یاد کیجئے۔ جب

ہم ایک جتھے کے مقابلہ سے فارغ ہوتے، پہاڑوں کی طرح چلتے چلتے دوسرے کے لیے آگے بڑھ جاتے۔

نیز وہ کہتے ہیں: امیر المومنین کے پاس زائد انعامات ہیں، جبکہ ”ثنی“ کے پاس چاندی اور ریشم ہے۔

ابو عبیدہ نے یونس اور ابو الخطاب کے حوالہ سے نقل کیا ہے ان اشعار کا سبب یہ بنا کہ حضرت سعد نے غنیمت تقسیم کی تو کچھ ماں بچ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے فرمایا: وہ بقیہ مال حفاظ قرآن میں تقسیم کر دو۔ اتنے میں ان کے پاس عمرو بن معدی کرب آ گئے۔ آپ نے پوچھا: کتنی کتاب اللہ یاد ہے؟ انہوں نے کہا: جہاد میں مشغولی کی وجہ سے مجھے یاد کرنے کا موقع نہیں ملا۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے لئے اس میں کوئی نصیب و حصہ نہیں ہے۔ پھر بشر بن ربیعہ خثعمی آ گئے۔ ان سے بھی پوچھا۔ انہوں نے کہا: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“۔ تو انہیں کچھ نہ دیا۔ جس پر انہوں نے مذکورہ شعر کہا۔ اور عمرو نے دوسرے اشعار کہے۔ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق لکھا، فرمایا انہیں ان کی مصروفیت کی وجہ سے دے دو۔ تو ان دونوں کو دو دو ہزار دیئے۔

دبیل نے طبقات الشعراء میں لکھا ہے: بشر خثعمی، جہانہ والے وہی ہیں جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا، پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ بعد کے اشعار یہ ہیں: ”وہ ایسی صبح تھی کہ کچھ لوگ یہ چاہتے تھے کہ کاش! ان کے پرندوں جیسے پر ہوتے تو وہ وہاں سے اڑ جاتے۔“

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خراج تقسیم کر دیا تو کچھ بچ گیا جس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے فرمایا: قرآن کے قاریوں میں بانٹ دو۔ انہوں نے یہی کیا۔ جب پچھلا سال تھا تو وہ سات تھے اور اب ستر۔ آپ نے انہیں لکھا کہ دشمن سے برسر پیکار اور جنگ والوں میں بانٹ دو۔ تو بشر خثعمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ اشعار لکھ بھیجے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد سے مکاتبت کی کہ وہ مال جنگی لوگوں میں تقسیم کرو اور اسے مقدم رکھنا، سوانہوں نے ایسا ہی کیا۔

۴۴۰ بشر بن رذیح

یاذرتح بن حارث بن ربیعہ بن غنم بن عائد ثعلبی، خلافت فاروقی کے دور میں جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے۔ اس وقت ان کے والد حیات تھے جو بے حد عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ یہ مرزبانی کا ذکر کردہ بیان ہے کہ بشر کو حیات ان کے ان اشعار کی بنا پر کہا جاتا ہے: ”نوجوان بہادروں کا میدان جس میں میں تھا میں انہیں ہندوستانی لوہے کی مشرقی تلوار سے جھاڑ رہا تھا (جیسے پتے جھاڑے جاتے ہیں)۔“

۴۴۱ (ن) بشر بن شبر (شین کا زبر اور با کا سکون)

خطیب نے حسین رماس ہمدانی کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے مدائن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انیس (۱۹) شاگرد دیکھے جن میں سے بشر بن شبر بھی تھے۔

۴۴۲ (ن) بشر بن عامر بن مالک العامری

ابو عمر بن ابی براء۔ ملاعب الاسنہ (نیزوں سے کھیلنے والا) کے بیٹے، ان کے والد کا ذکر آ رہا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں (اس غم سے کہ ان کے بھتیجے عامر بن طفیل نے ان کا عہد توڑا تھا جس سے بر معونہ کا واقعہ پیش آیا، شراب پی کر جان دے دی) فوت ہوئے۔

دئے۔ اُن کے اس بیٹے نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے اور اتنا عرصہ زندہ رہے کہ مروان بن الحکم نے ان کی بیٹی سے شادی کر لی جس نے بشر بن مروان پیدا ہوئے، جو اپنے بھائی عبدالملک کی جانب سے کوفہ کے والی مقرر ہوئے۔ یہ بات مدائنی اور زبیر بن بکار وغیرہ نے ذکر کی ہے۔

۴۴۳ بشر بن عامر

بن مالک بن جعفر بن کلاب، لبید بن ربیعہ شاعر کے چچا زاد، انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ان کا ایک بیٹا ہے جس کا نام ”عبداللہ“ تھا۔ آل مروان کی خلافت میں اس کا ذکر آتا ہے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے ذمہ داری اٹھائی تھی جس میں ان کا اور عبدالعزیز بن زرارہ کلابی کا جھگڑا ہو گیا تھا۔ اور عبدالعزیز اپنے دور میں دیہاتیوں کا سردار تھا۔

۴۴۴ بشر بن قحیف

ابن مندہ نے ان کا صحابہ میں تو ذکر کیا ہے لیکن کہا: مجھے معلوم نہیں آیا وہ صحابی ہیں یا نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تابعین میں ذکر کیا ہے اور ابو نعیم فرماتے ہیں: وہ صحابی نہیں۔ احمد بن سيار نے انہیں صحابہ میں اس حدیث کی وجہ سے ذکر کر دیا ہے جو ہوں نے محمد بن جابر کی سند سے بحوالہ سماک، ان سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: ”میں نبی ﷺ کی نماز میں شریک ہوتا، آپ اسی رف رخ کرتے جس سمت بیٹھے ہوتے۔“ یہ روایت تو ان سے سماک بن حرب نے مغیرہ بن شعبہ کے ذریعہ روایت کی ہے۔ وہم بن جابر کی طرف سے واقع ہوا ہے۔

ادھر ابن حبان رحمہ اللہ اور ابن ابی حاتم نے ان کا ”ثقات التابعین“ میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ حضرت عمر اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد نے کہا: ہمیں یزید نے بحوالہ شعبہ، سماک بن حرب سے، وہ بشر بن قحیف سے، فرمایا: میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اس آیا، میں نے عرض کی: میں آپ سے بیعت ہونے آیا ہوں، فرمایا: کیا تم نے میرے امیر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ہوئی؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ فرمایا: جب تم نے میرے امیر سے بیعت کر لی تو گویا مجھ سے بیعت کر لی ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں، صرف زمانہ نبوی پایا ہے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آئے تھے جس سے معلوم ہوا کہ زمانہ نبوی میں عمر رسیدہ شخص تھے۔

۴۴۵ بشر بن قطبہ

بن سنان بن حارث بن جدعان بن نوفل بن فقعس اسدی فقعسی، انہیں بشر بن حارث بھی کہا جاتا ہے۔ قطبہ ان کی والدہ کا نام ہے جو سنان شہسوار، مخضرمی شاعر کی بیٹی ہیں جو عہد صدیقی میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک تھے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں: ”میں خالد کے لشکر میں لمبی کمر والے، پر گوشت گھوڑے پر کبھی آتا کبھی جاتا، وہ لشکر جسے وسیع میدان جنگ نے سمیٹ

رکھا تھا۔ یہ اشعار مرزبانی نے ذکر کیے ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سوانح میں تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ان کے متعلق ضحاک کی ایک تحریر دیکھی۔ بشر بن قطبہ، پھر حارث تک ان کا نسب بیان کیا اور مکمل بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں ابن جدعان بن نوفل بن فقعس، اسی میں ہے کہ یمامہ کے عرض والے حصہ میں عقرباء کے روز بشر نے یہ اشعار کہے جب وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے:

”جب سیف اللہ نے کہا ان پر ٹوٹ پڑو! تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا۔ باطل کے پیروکاروں کی ہم نے پروا نہیں کی۔ جب دل کی حالت نرم پڑ گئی تو میں نے اسے کہا: جب ڈرنے کا وقت تھا تو کیوں نہ ڈرا، اب ذرا صبر کر، امیر کے ساتھ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں ہونا اور گر منافق کا دل جھوٹ بولے تو، تو سچ بولنا۔“

۴۴۶ بشر بن قیس

زمانہ نبوی پایا ہے، عبدالرزاق، بحوالہ ثوری، زیاد بن علاقہ سے وہ بشر بن قیس سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک رمضان میں ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں مقیم تھے، ہم لوگ افطار کر بیٹھے جبکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس نے وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیا ہے وہ اس کی جگہ قضاء روزہ رکھے۔“ اس کی سند صحیح ہے۔

۴۴۷ بشر بن ثور العجلی

ابو اسماعیل ازدی نے فتوح الشام میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بنی عجل کے معزز شخص اور ثنی بن حارثہ کے شہسواروں میں سے تھے۔ انہوں نے خالد بن ولید کو مشورہ دیا تھا کہ وہ عراق میں ہی ٹھہرے رہیں، لیکن انہوں نے نہ مانا اور شام چلے گئے جس کا قصہ ہے۔

۴۴۸ بشیر (بروزن عظیم)

ابن کعب بن ابی الحُمَیْدی، یرموک کے حاکم۔ سیف نے اپنی اسناد سے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب یرموک سے چلے تو دمشق میں فروکش ہوئے۔ یرموک میں بشیر بن کعب بن ابی الحُمَیْرِ کو اپنے پیچھے ایک جماعت کا نائب بنا گئے۔ پھر یہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بشیر خضرمی ہیں۔ رہے بشیر بن کعب عدوی تو وہ تابعی ہیں اور بصرہ کے باسی ہیں۔ جو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت لیتے ہیں۔ صحیحین میں ان کی حدیث ملتی ہے۔ وہ نام با کے پیش سے ہے۔ ابن عساکر نے پہلا قصہ ان کے سوانح میں درج کیا ہے اور مزنی نے ”تہذیب“ میں ان کی پیروی کی ہے جس میں تامل ہے۔ ادھر ابن فتحون نے ”ذیل الاستیعاب“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں پہلے وہ لوگ جن کا نام بشیر (شروع کے زبر سے) ہے۔ واللہ اعلم

باب الباء جس کے بعد طاء ہے

۷۷۹ الباطن بن عبد الله الحنفی

بنی حنیفہ کے جو لوگ اسلام لائے اور نبی ﷺ کے وصال کے بعد اپنے اسلام پر برقرار رہے، ان میں سے ایک ہیں۔ وثیمہ بن فرات نے ان کا کتاب الردہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مجامع کے ساتھ پیش آمدہ قصہ میں ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد غین ہے

۷۸۰ بغیض بن شماس

بن لای بن شماس بن جعفر۔ بعد والے میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۷۸۲ بغیض بن عامر

بن شماس بن لای بن انف الناقہ جعفر بن قریع بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم تمیمی سعدی، جاہلیت میں بنی تمیم کے سردار تھے اسلام کا زمانہ تو پایا لیکن کسی سند سے یہ ثابت نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا ذکر آتا ہے۔

ابوالفرج اصہبانی، ابو عبد اللہ ابن الاعرابی، ابو عبیدہ اور یونس بن حبیب وغیرہ مؤرخین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی تمیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے زبرقان بن بدر بن امرئ القیس بن خلف بن بہدلہ بن عوف بن کعب کو مقرر کیا تھا۔ بعد میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی خدمت پر برقرار رکھا۔ پھر کسی وقت وہ اپنی قوم کی زکوٰۃ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حطیہ شاعر کی قرقری میں ان سے ملاقات ہو گئی۔ اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے اوس، سوادہ، بیٹی اور بیوی تھی۔ زبرقان نے اسے پہچان لیا۔ کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا: عراق کا ارادہ ہے، تاکہ وہاں کسی ایسے شخص کا قصد کروں جو میری اور میرے اہل و عیال کی خبر گیری کر سکے۔ اور میں اس کی مدح سرائی کروں۔ زبرقان نے کہا: وہ تمہیں مل گیا ہے۔ پوچھا کون؟ کہا: میں۔ کہنے لگا: آپ کی تعریف؟ کہا: میں زبرقان بن بدر ہوں۔ تم ام بدرہ (جو صعصعہ بنت ناجیہ کی بیٹی فرزدق شاعر کی پھوپھی اور زبرقان کی بیوی تھی) کے پاس میرا خط لے جاؤ، تو یہ ادھر چل پڑے۔ یہ بات بغیض بن عامر، ان کے بھائیوں اور چچیروں کو پتہ چل گئی، جو یہ تھے: بغیض بن شماس، علقمہ بن ہوزہ، شماس بن لای اور مخبل وغیرہ۔ یہ لوگ بدر بن زبرقان سے سرداری میں متنازع رہتے۔ ان میں اور زبرقان میں باہمی برائی کرنا جاری تھا۔ انہوں نے ام بدرہ کو دھوکے سے کہا کہ زبرقان حطیہ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ تمہیں ان کی عزت و تکریم کا کہے گا۔ تو ام بدرہ نے ان سے بے رخی کی۔ ادھر بغیض اور اس کے رشتہ داروں نے حطیہ کو پیام بھیجا کہ ہمارے ہاں آ جاؤ، ہم تمہارے لیے زبرقان سے زیادہ اچھے پڑوسی ثابت ہوں گے۔ نیز اسے طمع دلائی اور وعدے دیئے تو وہ ان

کے ہاں منتقل ہو گیا۔

جب زبرقان آئے، انہیں اطلاع ملی، فوراً ان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان سے کہا: میرا مہمان مجھے واپس کرو۔ انہوں نے انکار کر دیا، قریب تھا کہ دونوں فریق میں لڑائی چھڑ جاتی، اتنے میں قبیلے کے لوگ درمیان میں پڑ گئے اس پر صلح ہوئی کہ وہ حلیہ کو اختیار دیں، چنانچہ حلیہ نے بغیض اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں: زبرقان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان پر سختی کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے اختیار دینے کی ہامی بھر لی۔ راوی کا بیان ہے کہ حلیہ زبرقان سے چھیڑ چھاڑ کیے بغیر ان لوگوں کی مدح کرنے لگا۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ زبرقان نے تمر بن قاسط کے ایک دثار بن شیبان نامی شاعر کی طرف پیام بھیجا۔ جس نے بغیض اور اس کے گھرانے کی ہجو کی۔ حلیہ نے جب دثار کے اشعار سنے تو اپنے پڑوسیوں کی حمایت میں چند اشعار کہے جن میں سے چند یہ ہیں:

”بغیض کا کوئی گناہ نہ تھا، تمہارا باپ نہ رہے۔ اس تنگدست کے بارے میں جو لوگوں کے پیچھے اونچی آواز سے اشعار پڑھتا تھا۔“

یہ لمبا قصیدہ ہے۔ زبرقان نے حلیہ کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو مدد طلب کی یہ تھی کہ اسے قید رکھا، پھر جو ہوا سو ہوا۔ ابو حاتم بھستانی نے معمر بن میں بحوالہ اصمعی اس کا ذکر کیا ہے اور ان کے قصیدہ سے یہ اشعار نقل کیے: بغیض کا اس کے سوا کوئی گناہ نہیں کہ اس نے ایک فاقہ زدہ شخص کو دشوار مقام پر اترتے دیکھا۔ جو نیکی کا حکم کرتا ہے وہ اس کے بدلے سے محروم نہیں رہتا۔ نیکی اللہ اور بندوں کے درمیان ہرگز ضائع نہیں جاتی۔

باب الباء جس کے بعد عین ہے

(۷۸۲) (ن) بعاطر الاسقف

ضعاطر میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

(۷۸۳) (ن) بکاء الراهب

از اہل شام، اسلام کا زمانہ پایا۔ نبی ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن یہ مذکور نہیں کہ وہ آپ کی خدمت میں آئے ہوں۔ یثیم بن عدی نے حالات میں سعید بن العاص کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بدر میں جب میرے والد عاص بن سعید بن عاص قتل ہو گئے تو میں اپنے چچا ابان بن سعید بن العاص کی پرورش میں تھا۔ وہ شام کی جانب تجارت کی غرض سے نکلا جہاں ایک سال ٹھہر کر آیا۔ وہ اکثر رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا، تو سب سے پہلی بات جو اس نے پوچھی یہ تھی: محمد کا کیا ہوا؟ تو اسے میرے چچا

عبداللہ (جو حکم کے نام سے موسوم تھے، آپ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا تھا، وہ سفر میں ابان کے ساتھ تھے) نے کہا: وہ اللہ کی قسم پہلے سے زیادہ مضبوط اور اس کا کام بڑھ رہا ہے۔ اس پر ابان خاموش رہے اور جیسے پہلے آپ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتے تھے نہ کہا۔ اس کے بعد (واپسی پر) انہوں نے ایک جگہ کھانے کا بندوبست کیا اور بنی امیہ کے سرداروں کو پیام بھیجا، وہ آئے۔ ان سے کہا: میں شام کے ایک گاؤں میں تھا جہاں مجھے ایک راہب نظر آیا جو چالیس سال سے اپنے عبادت خانے سے نیچے نہیں آیا۔ ایک دن وہ نیچے آیا تو اس کے پاس زیارت کے لئے جمع ہو گئے۔ میں بھی اس کے پاس آیا۔ میں نے اسے کہا: مجھے تم سے کام ہے، تو وہ مجھے علیحدہ لے گیا۔ میں نے کہا: دیکھو! میں ایک قریشی ہوں۔ ہمارا ایک آدمی خیال کرتا ہے کہ اسے اللہ نے رسول بنا بھیجا ہے۔ اس نے پوچھا: اس کا نام؟ میں نے کہا: محمد (ﷺ)۔ کہنے لگا: کتنا عرصہ ہوا ہے کہ وہ مشہور ہوئے ہیں؟ میں نے کہا: بیس سال۔ کہنے لگا: کیا میں تمہیں اس کی نشانیاں نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور! تو اس نے آپ ﷺ کا حلیہ ایسا بیان کیا کہ ذرا سی بھی غلطی نہیں کی۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: اللہ کی قسم! وہ اس امت کا نبی ہے۔ اللہ کی قسم! وہ ضرور غالب آئے گا۔ پھر وہ واپس اپنے عبادت خانے میں چلا گیا۔ اتنے جاتے جتھے سے کہہ گیا: اسے میرا سلام کہنا۔ فرماتے ہیں: یہ زمانہ حدیبیہ کی بات ہے۔

۴۸۴ (ز) بکر بن عبداللہ

فتوح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آذربائیجان کا حاکم بنایا۔ میں نے یہ واقعہ تاریخ مظفری سے نقل لیا ہے۔

۴۸۵ (ز) بکر بن علی

بن تیم بن ثعلبہ بن شہاب بن لأم طائی۔ زمانہ نبوی پایا ہے۔ ان کے بیٹے مسعود کا حجاج کے زمانہ میں تذکرہ آتا ہے جو ایک شہسوار تھا۔ ابن کلبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد ہا ہے

۴۸۶ (ز) بہدل طائی

بلاذری نے انسام میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوت پایا ہے اور ان کی والدہ ام قرفہ عہد نبوی میں قتل ہوئیں اور وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں یحییٰ نے ان کے ذریعہ جعدہ بن ہبیرہ کو قتل کیا۔ تو ان سے قصاص لیا گیا۔

باب الباء جس کے بعد یا ہے

۴۸۷ (ز) بیاض بن سويد

بن حارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب کلبی، زمانہ جاہلیت پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام لائے۔

ابن عساكر نے ان کے بیٹے جو اس کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۸ بیرح بن اسد الطاحی

عمان کے رہنے والے ہیں۔ نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی تو آپ وفات پا چکے تھے۔ ان کی حدیث امام احمد ^{*} اور ابن ابی خثیمہ وغیرہ نے جریر بن حازم کی سند سے بحوالہ زبیر بن حریث، ابولبید سے روایت کی ہے۔ فرمایا: عمان کا ایک شخص بیرح بن اسد نامی ہجرت کر کے نبی ﷺ کے ارادے سے نکلا۔ آپ ﷺ کو مدینہ میں فوت پایا۔ ابھی وہ مدینہ کے کسی راستہ میں تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات ہو گئی وہ انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ پھر عمان کی فضیلت میں حدیث ذکر کی رشاطی کہتے ہیں: وہ نبی ﷺ کی وفات کے کچھ روز بعد مدینہ آئے، انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔

۴۸۹ (ز) بیر زطن ہندی

شاہان فارس کے زمانے کے ایک بوڑھے ہیں۔ سن کی گھاس کے متعلق ان کی مشہور روایت ہے جس کا ان علاقوں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی شہرہ کیا۔ اور یمن میں ان سے اس کی بہت شہرت ہو گئی۔ پھر اس بوڑھے شخص نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آئے۔ جس کا ذکر شیخ حسن بن محمد شیرازی نے کتاب السوانح میں اپنے شیخ جعفر بن محمد شیرازی کے حوالہ سے کیا ہے۔

قسم الرابع حرف باء

جن کا غلطی سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کتابوں میں ذکر ہو گیا اور اس کا بیان

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۴۹۰ (ز) باب بن عمیر

عسکری نے ان لوگوں کی فضیلت میں ان کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: انہیں کسی صحابی سے روایت حاصل نہیں۔ ابوداؤد میں ان کی روایت بعض تابعین سے ہے۔

۴۹۱ باذان شاہ ہند

ابن مفلح نے ذکر کیا ہے کہ جب کسری مارا گیا تو باذان نے اپنے اور اپنے ساتھ کے لوگوں کے اسلام کی اطلاع نبی ﷺ کی طرف بھیجی۔ جسے ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ذہبی نے تجرید میں درج کیا ہے جہاں انہوں نے نوجوانوں میں سے باذان فارسی کا تذکرہ کیا ہے جو قسم ثالث میں مذکور ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان سے پہلے کسی نے ان دونوں میں فرق کیا ہو۔ ان کا ملک الباقی

شاہ ہند کہنا قابل تامل ہے۔ درست ملک الیمین ہے۔ پھر تیسری جگہ ذہبی نے ذکر کیا، باذان شاہ یمین۔ واقدی نے اہل سبا کے مسلمانوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: یہ یقیناً پہلے والے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۴۹۲ بجیر بن بجرہ الطائی

ذہبی نے تجرید میں لکھا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی مدح سرائی کی تھی۔ ان میں اور بجیر بن بجرہ طائی جن کا مرتدوں سے جنگ میں ذکر ہے فرق کیا، جبکہ وہ دونوں ایک ہیں۔

۴۹۳ بجیر بن عبد بن الحضرمی

ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا اور اسے تفسیر ثعلبی کی طرف منسوب کیا کہ ان کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا: ”یقیناً ہمیں معلوم ہے یہ تمہارے متعلق کیا کہتے ہیں کہ اسے ایک آدمی سکھاتا پڑھاتا ہے“۔ (النحل: ۱۰۳)
جولفظی غلطی ہے یہی واقعہ عبدان نے اپنی تفسیر میں بحوالہ یونس، شیبان سے وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں: یحس یا، حائے مہملہ اور نون مشدد سے پھر سین ہے۔ جبکہ ان کا مشہور نام جبر ہے۔ جیسا کہ حرف جیم میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۴۹۴ (ن) بحراة بن عامر

یہی نام ابن عبدالبر نے لیا ہے جبکہ صحیح بخاری میں ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۴۹۵ بحیرا الراہب

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ابو نعیم نے بھی ان کی پیروی کی۔ مغازی میں ان کا قصہ مشہور ہے۔ مجھے معلوم نہیں انہوں نے بعثت نبوی پائی ہے یا نہیں؟ زہری سے منقول بعض واقعات میں آتا ہے کہ وہ تیماء کے یہودی تھے۔ مسعودی کی مروج الذهب میں لکھا ہے: ان کا نام جرجیس تھا اور وہ عبدالقیس کے عیسائی تھے۔ رہا ان کا قصہ تو اسے ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ ابوطالب ایک قافلہ میں تجارت کی غرض سے شام گئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ جب قافلہ بصری فروش ہوا، جہاں ایک بحیرہ نامی راہب اپنے جھونپڑے میں تھا جس کے پاس نصرانیت کا علم تھا۔ یہاں پہلے بھی قافلہ ٹھہرا کرتا تھا لیکن وہ ان سے بات چیت نہ کرتا۔

اسد الغابۃ (ت ۳۶۳) الاستیعاب (ت ۱۶۵) التجرید (۱۳) جامع المسانید (۵/۲)

اسد الغابۃ (ت ۳۷۱)

جب بحیرانے محمد ﷺ کو دیکھا کہ بادل ان پر سایہ افکن ہے تو وہ ان کے پاس آ گیا۔ ان لوگوں کے لیے کھانا بنایا اور انہیں اپنے پاس جمع کر لیا۔ محمد ﷺ صغریٰ کی وجہ سے ان کے کجاوؤں کے پاس رہ گئے۔ بحیرانے انہیں کہا: اس بچے کو بلاؤ، چنانچہ کوئی گیا اور آپ ﷺ کو لے آیا۔ بحیرا آپ ﷺ کو غور سے دیکھنے لگا، اور جو نشانیاں اسے معلوم تھیں وہ آپ ﷺ کے بدن پر ٹٹولنے لگا۔

جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ آپ ﷺ سے آپ کے متعلق مختلف باتیں دریافت کرنے لگا۔ آپ ﷺ اسے بتاتے جاتے۔ جو اس کے علم کے مطابق تھیں۔ پھر اس نے آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، جس پر وہ آپ ﷺ کے چچا سے کہنے لگا: اپنے بھتیجے کو اپنے شہر واپس لے جاؤ اور اسے یہودیوں سے بچا کر رکھنا۔ اس واسطے کہ تمہارے اس بھتیجے کا بڑا مرتبہ ہوگا۔ اسے جلدی اس کے علاقے میں لے چلو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہود کے ایک گروہ نے ان سب چیزوں کا مشاہدہ کیا جو بحیرانے دیکھیں تو انہوں نے آپ ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہا، بحیرانے انہیں ہٹا دیا اور انہیں اللہ کا واسطہ دیا اور جو آپ ﷺ کی صفات ان کی کتاب میں مذکور تھیں وہ یاد دلائیں کہ وہ ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ ان سے بحث مباحثہ کرتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کر دی۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ ادھر ابوطالب بھی شام کی تجارت سے فراغت کے بعد آپ ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔

اسے ابو نعیم نے بحوالہ واقدی "دلائل" میں ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ان کی سند سے طبقات ابن سعد میں مرقوم ہے۔ اس میں ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر بارہ (۱۲) سال تھی۔ اور یہ قصہ بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ جس میں یہ اضافہ ہے: وہ گروہ یہود تھا۔ یہ قصہ ایک ایسی سند سے بھی مروی ہے جس کے رجال ثقہ ہیں۔ جو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منقول ہے۔ جسے امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے، جو یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیج دیا۔ نکارت کی وجہ یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت اس بات کے اہل نہ تھے۔ اور نہ اس وقت انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو خریدنا تھا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس آخری جملہ کو دوسری حدیث کا ٹکڑا سمجھا جائے جو اس حدیث میں شامل کر دیا گیا ہے۔ الغرض یہ کسی راوی کا وہم ہے۔

ابن مندہ نے اپنی اسناد سے عبدالغنی بن سعید ثقفی (جو ایک ضعیف اور متروک راوی ہے) کی تفسیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے اس وقت دوست بنے جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ (۱۸) سال اور آپ ﷺ کی عمر بیس (۲۰) سال تھی ان لوگوں کا شام تجارت کے لیے جانے کا ارادہ تھا۔ چلتے چلتے آپ ﷺ ایک جگہ جہاں بیری کا درخت تھا سواری سے اترے اور اس کے سائے تلے بیٹھ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بحیرا راہب سے کوئی بات پوچھنے چلے گئے۔ اس نے کہا: بیری کے سائے تلے کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب، تو وہ پکارا اٹھا: اللہ کی قسم! یہ شخص نبی ہے۔ اس کے سائے تلے عیسیٰ بن مریم کے بعد صرف محمد (ﷺ) نے ہی بیٹھنا تھا۔ یہ بات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں رکھ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی پیروی کر لی۔ تو یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو احتمال ہے کہ یہ ابوطالب کے سفر کے بعد کوئی سفر تھا۔

ابو سعید نیشاپوری کی "شرف المصطفیٰ" میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے تجارت کے لیے گئے تھے، اس وقت بھی بحیرا سے آپ ﷺ کا گزر ہوا تھا، آپ کے ساتھ میسرہ تھے۔ بحیرانے آپ ﷺ سے کہا تھا: میں نے آپ کی

الطبقات الكبرى (۷/۱)

ترمذی کتاب المناقب باب ما جاء في بدء نبوة النبي ﷺ (۳۶۲۰)

تمام میں ہے علامات دیکھ لی ہیں سوائے خاتم نبوت کے۔ آپ ﷺ اپنی پیٹھ سے کپڑا ہٹائیے۔ آپ ﷺ نے کپڑا ہٹایا تو اس نے مہر نبوت دیکھ لی۔ دیکھتے ہی بول اٹھا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ نبی امی جس کی خوشخبری عیسیٰ بن مریم نے دی تھی پھر بہت لمبا قصہ ذکر کیا۔ واللہ اعلم

میں نے ان کا اس قسم میں صرف اس وجہ سے ذکر کیا ہے کہ صحابی کی تعریف ان پر منطبق (فٹ) نہیں آتی، جو یہ ہے کہ جس نے آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے آپ ﷺ کی زیارت کی اور اس پر اس کی موت واقع ہوئی ہو۔ تو ہمارا یہ کہنا: ”مسلمان“ اس سے وہ شخص خارج ہو گیا، جس کا بعثت سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان ہے جیسا کہ یہ شخص ہے۔ واللہ اعلم

۴۹۶ بحینہ

عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور عباس دوری سے بحوالہ ابو نعیم، عبدالسلام بن حرب، ابو خالد سے وہ محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے بحوالہ نحسینہ روایت کرتے ہیں، نماز فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ کا میرے ہاں سے گزر ہوا، میں کھڑے نماز (نفل) پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں کے درمیان فاصلہ رکھو۔“

ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ان کا یہی عنوان ہے اور یہ حدیث بیان کی۔ درست روایت وہ ہے جو خیمہ بن سلیمان نے بحوالہ اسری بن یحییٰ اسی سند سے ابو نعیم سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ابن نحسینہ سے روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: احمد بن حازم بن ابی عروہ نے اپنی مسند میں، اس میں وہم کرنے والے کو واضح کیا ہے۔ چنانچہ وہ اسے ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں جیسا کہ عباس نے روایت کیا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: ہمیں ابو نعیم نے کہا: وہ تو ابن نحسینہ ہیں۔ لیکن یہاں ہمیں عبدالسلام نے کہا: ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یونہی یحییٰ بن ابی کثیر نے ابن ثوبان سے درست نقل کیا ہے، پھر مسند احمد سے سے نقل کیا ہے۔

۴۹۷ (ن) بحیرہ بن عامر

ابن قانع نے نقل کیا ہے کہ اسے بعض لوگوں نے غلطی سے بخیرہ کی بجائے بحیرہ لکھ دیا، حالانکہ صحیح بحیرہ ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

باب الباء جس کے بعد دال ہے

۴۹۸ (ن) البداء بن عاصم اللخمی

ابو علی الکراہیسی نے کتاب القضاء میں عبدالملک بن سعید بن جبیر کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: بداء بن عاصم اور تمیم داری سفر میں نکلے، ان کے ساتھ بنی سہم کا ایک شخص تھا پھر اس آیت: ”اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی یوں ہے۔“ کے نزول کے متعلق حدیث ذکر فرمائی۔ اسے معلیٰ بن منصور، بحوالہ ابن ابی زائدہ محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے عبدالملک سے روایت کیا ہے۔

اسی روایت کو امام بخاری، ترمذی، طبرانی اور ابوداؤد رحمہ اللہ وغیرہ * نے کئی طرق سے ابن ابی زائدہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ اس پر سب متفق ہیں کہ وہ عدی بن بداء ہیں۔ لیکن کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ وہ بداء بن عاصم ہیں۔ شاید نسب یوں ہو ”عدی بن بداء بن عاصم“ اور لفظ عدی ساقط ہو گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

بہر کیف عدی کی تفصیل حرف عین میں ان شاء اللہ آئے گی۔

۷۹۹ (ز) البداح بن عدی انصاری

ابن حبان کہتے ہیں، لوگوں کا کہنا: ”وہ صحابی ہیں“ ان کی سند میں اختلاف اتنا زیادہ ہے کہ دل نہیں مانتا۔ پاوردی نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن وہ وہم ہے جو لفظی غلطی سے رونما ہوا۔ چنانچہ انہوں نے روح بن قاسم کی سند سے بحوالہ محمد بن ابی بکر بن حزم سے وہ بداح بن عدی سے وہ اپنے والد سے روایت کرنے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں کو (ایک دن رمی کرنے کی) رخصت دی۔ * (حدیث) اسی حدیث کو مالک رحمہ اللہ وغیرہ نے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم سے بحوالہ ابوالبداح بن عاصم بن عدی روایت کیا ہے جو صحیح ہے۔ ایسا ہی ابوداؤد نے ابن عیینہ کی روایت سے محمد بن ابی بکر بن حزم سے صحیح نقل کیا ہے۔ ابن القیم حنبلی کے سنن پر حاشیہ میں نے دیکھا کہ اس پر اعتماد ہے کہ جمیلہ بنت یسار جو معقل بن یسار کی بہن تھیں۔ ان کے خاوند کا نام بداح بن عاصم بن عدی تھا۔ کنیت ابو عمر تھی۔ اگر یہ بات محفوظ ہے تو وہ ابوالبداح تابعی کے بھائی ہوئے۔ واللہ اعلم

۸۰۰ (ز) بدیل * (بے نسبت)

ابن مندہ کہتے ہیں، صحابہ میں ان کا تذکرہ آیا ہے۔ * جبکہ اہل فن نے انہیں تابعین میں شامل کیا ہے۔ پھر موسیٰ بن سروان سے بحوالہ بدیل روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کی آستین گٹوں (کلائی کی ہڈی) تک تھی۔“

میں کہتا ہوں: بدیل موسیٰ کے شیخ ہیں جو ابن میسرہ عقیلی ہیں، صغیر تابعی ہیں، ان کی زیادہ روایات تابعین ہی سے ہیں۔

* بخاری کتاب الوصایا باب قوله تعالى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ﴾ (حدیث ۲۷۸۰)

ابوداؤد کتاب الاقضية باب شهادة اهل الذمة في الوصية في السفر (حدیث ۳۶۰۶)

ترمذی کتاب التفسير سورة المائدة (۳۰۶۰) طبرانی المعجم الكبير (۲۶۸/۱۷)

* ابوداؤد، کتاب المناسك باب رمي الجمار (۱۹۷۵)

ترمذی کتاب الحج باب ما جاء في الرخصة للرعاة ان يرموا يومًا (۹۵۴)

ابن ماجه کتاب مناسك، الحج باب تاخير رمي الجمار في عذر (۳۰۳۶)

مؤطا مالک کتاب الحج باب تكبير ايام التشريق (۹۲۲)

* اسد الغابة (ت ۳۸۵) الاستيعاب (ت ۱۶۹)

* ابوداؤد کتاب اللباس باب ما جاء في القميص حديث (۴۰۲۷)

ترمذی کتاب اللباس باب ما جاء في القميص (۱۷۶۵) المعجم الكبير (۴۱۶/۲۴)

باب الباء جس کے بعد ذال ہے

۸۰۱ بذیمہ والد علی* (با کے زبر اور ذال کے زیر سے ہے)

صحابہ میں ذکر ہوئے، جو سند میں سقوط کی وجہ سے غلطی پر مبنی ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: ابن صاعد نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور احمد بن منیع سے بحوالہ اشعث بن عبدالرحمن، ولید بن ثعلبہ، علی بن بذیمہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ پھر دعا* کے متعلق حدیث نقل کی، یہاں تک ابن مندہ کی بات ختم ہوئی۔

ابو نعیم نے ان کا ذکر کر کے کہا: یہ وہم ہے، لیکن وہم کی وجہ بیان نہیں کی۔ جو علی اور ان کے والد کے درمیان میں ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود کا رہ جاتا ہے۔ حدیث تو عبد اللہ بن مسعود کی سند سے ہے جسے مسعر نے اپنی روایت ”علی بن بذیمہ، بحوالہ ابو عبیدہ وہ اپنے والد سے“ میں بیان کیا ہے۔ حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ سالم بن عوف بن مالک کے احوال میں حدیث ذکر کروں گا۔ بذیمہ صحابی نہیں ہے نہ انہیں روایت و دیدار نصیب ہوا اور نہ روایت لینا۔ وہ تو شاہان فارس کے شہزادے تھے۔ فارس کی جنگ میں صغریٰ میں گرفتار ہوئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جابر بن سمرہ کو ہبہ کر دیا۔ مدائن کی جنگ کا یہ واقعہ ہے جسے ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۸۰۲ البراء بن الجعد

ابن عوف۔ ابن الجوزی نے اپنی تلخیص میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا تجرید میں ذہبی نے استدراک کرتے ہوئے درج کیا ہے جو وہم ہے۔ یہ اپنے دادا براء بن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف کی جانب منسوب کر دیئے گئے جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۸۰۳ البراء بن قبیصہ*

ابو موسیٰ نے کہا: عبدان نے ان کا ذکر کیا کہ میں نے تذکرہ میں ان کا نام دیکھا ہے لیکن مجھے معلوم نہیں یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ میں کہتا ہوں: تابعین میں انہیں امام بخاری، ابن ابی حاتم* بحوالہ اپنے والد اور دوسرے لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں ان کا نام براء بن قبیصہ بن ابی عقیل ثقفی لکھا ہے۔

۸۰۴ بردع بن زید*

بن عامر، ابن الاثیر نے استیعاب پر اضافہ کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ ابن زید نعمان بن

* اسد الغابۃ (ت ۳۸۶) تجرید (۴۶/۱) * جامع المسانید والسنن (۱۷/۲) * اسد الغابۃ (۳۹۰)

* الجرح والتعديل (۴۰۰/۲) * تجرید (۴۷/۱)

زید بن عامر ہیں۔ یوں ان کے نسب سے زید سے زید تک کے افراد رہ گئے اس لئے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۸۰۵) بریح بن عرفجہ*

ایسا ہی ابن مندہ نے حرف باء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو نعیم نے اسے وہم کہا ہے جو لفظی غلطی ہے۔ ابن مندہ نے فرمایا: عبد الرحمن محارب، لیث سے بحوالہ زیاد بن علاقہ، شریح بن عرفجہ سے یا شریح سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: دوسروں نے لیث سے روایت کی کہ عرفجہ بن شریح نے کہا: جو درست ہے۔

۸۰۶) بریدہ بن سفیان الاسلمی*

مشہور تابعی ہیں جو محدثین کے ہاں ضعیف ہیں۔ ابن حبان* نے کہا، بعض لوگوں کا کہنا ہے یہ صحابی ہیں۔ عبدان نے ایک حدیث کی وجہ سے جسے انہوں نے مرسل روایت کیا ان کا تذکرہ کیا، تو بعض ناموں میں انہیں وہم ہو گیا، وہ یوں کہ وہ عبد الرحمن بن عبد اللہ کی سند سے بحوالہ زہری وہ بریدہ بن سفیان اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن عدی، زید بن الدہم، خبیب بن عدی اور مرثد بن ابی مرثد کو روانہ فرمایا۔

پھر عاصم وغیرہ کے قتل کے قصہ کی حدیث روایت کی۔ وہ تو عاصم بن ثابت ہیں حدیث صحیحین میں کئی طرق سے منقول ہے جو زہری سے بحوالہ عمرو بن ابی سفیان، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح مروی ہے۔

باب الباء جس کے بعد سین ہے

۸۰۷) (ن) بُسْر (با کا پیش سین کا سکون)

ابن الحارث، وہ ابیرق بن عمرو ہیں ایسا ہی ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ ان کا ذکر کیا ہے۔ جسے انہوں نے غلط لکھ دیا وہ تو بشر ہے (شروع کا زیر اور شین نقطوں والا)۔

۸۰۸) بُسْر* (پیش سے اور سین بغیر نقطوں کے ساکن)

ابن مجن دلی، مشہور تابعی ہیں۔ جس پر امام بخاری رحمہ اللہ اور جمہور کا یقین ہے جبکہ بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ* میں ذکر کیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عمران بن ابی انس، حنظلہ بن علی سے وہ بسر بن مجن سے روایت نقل کی ہے، فرمایا میں نے ظہر کی نماز اپنے گھر پڑھی پھر اپنے اونٹ لے کر نکلا کہ انہیں چراگاہ کی طرف ماروں، میرا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزر رہا ہے آپ ﷺ اپنی مسجد میں ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے۔ (الحدیث) سند سے ”عن ابیہ“ کا لفظ رہ گیا ہے۔ یہی روایت امام مالک رحمہ اللہ سے اور ان کی سند سے نسائی نے زید بن اسلم سے بحوالہ بسر بن مجن ان کے والد سے نقل کی ہے اور امام احمد نے ثوری کی روایت سے بحوالہ

* اسد الغابۃ (۳۹۷) تجرید (۴۷/۱) * اسد الغابۃ (۳۹۹) الثقات (۸۱/۴) * اسد الغابۃ (ت ۴۱۴) تجرید (۴۸/۱)

* نسائی کتاب الامامة باب اعادة الصلاة مع الجماعة بعد ... (۸۵۶) مؤطا مالک کتاب صلاة الجماعة باب اعادة الصلاة مع الامام (۲۹۸) المستدرک (۲۴۴/۱) کنز العمال (۲۰۶۹۱)

عبدالاسلم نقل کی۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ درست ہے۔

۸۰۹) بسبس بن عمرو الجہنی

بن ساعدہ بن خزرج کے حلیف ابن مندہ نے ان میں اور بسبسہ بن عمرو جنہیں نبی ﷺ نے جاسوس بنا کر بھیجا تھا، فرق کیا ہے۔ جبکہ دونوں ایک ہیں۔

بشر (با کے زیر اور شین کے سکون سے) نامی حضرات

۸۱۰) بشر الثقفی

ابن شاہین اور ابن عبدالبر نے بشر نامی حضرات میں ان کا تذکرہ کیا ہے جو غلط لکھ دیا حالانکہ وہ بشیر شین کے بعد باضافہ یاء ہے جیسے کہ قسم اول میں گزر چکا ہے۔

۸۱۱) بشر بن صحار العبدي

عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور مسلم بن قتیبہ کی سند سے بحوالہ اُن کے نقل کیا ہے کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی چادر دیکھی جس پر ورس کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے گدھے باڑا بھی دیکھا، اس (گدھے) کا نام عفیر تھا میں (بچپن میں) ازواج النبی (امہات المؤمنین) کے گھروں میں آتا جاتا، چھتیں درست کرتا۔“ ابو موسیٰ کہتے ہیں: یہ بشر ابن صحار بن عباد بن عمرو تبع تابعین سے ہیں، حسن بصری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں: نبی ﷺ کی چادر وغیرہ کے دیکھ لینے سے یہ صحابی نہیں بن سکتے۔ میں کہتا ہوں: کہ بشر بن صحار سے، ابو عاصم النبیل اور ابوسلمہ التبوذکی وغیرہ نے روایت کی ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ ہیں۔ اور ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ صحابہ میں صحار عبدي دوسرے ہیں جو ان کے والد کے علاوہ ہیں۔ جن کا تذکرہ اپنے مقام پر آئے گا۔

۸۱۲) بشر بن عاصم

بن سفیان ثقفی، جس نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا اسے وہم ہوا ہے حالانکہ یہ تبع التابعین سے ہیں۔ جس کی تشریح میں نے قسم اول میں کر دی ہے۔ ابن الاثیر نے معاملہ الثا کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر رد کرنا شروع کر دیا کہ انہوں نے بشر بن عاصم کا تذکرہ کیا ہے جن کا صحابہ میں نسب نہیں بیان کیا۔ اور بشر بن عاصم بن سفیان کے علاوہ جدا عنوان قائم کیا ہے اور انہیں صحابی شمار نہیں کیا۔ جسے تھوڑا غور و فکر کا موقع ملے گا وہ جان لے گا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روش درست ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۴۱۶) تجرید (۴۸/۱) اسد الغابۃ (ت ۴۲۸) اسد الغابۃ (۲۱۵/۱)

الثقات (۱۹۴/۳) اسد الغابۃ (۴۲۹) تجرید (۴۹/۱) الاستیعاب (ت ۱۹۳)

۸۱۳ بشر الغنوی (عبداللہ بن بشر کے والد)

ابن شاہین نے بحوالہ محمد بن ابراہیم، محمد بن یزید سے اپنے رجال کے ذریعہ ان کا تذکرہ کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: انہیں ان میں اور بشر غنوی میں فرق کرنے سے وہم ہو گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ ختمی جن کا پہلے ذکر ہو چکا، وہ

عبداللہ کے والد ہیں، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

بشیر (باکازبر اور شین کے بعد یا کا اضافہ) نامی حضرات کا تذکرہ

۸۱۴ بشیر بن تیم

ابن ابی شیبہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور عبداللہ بن اخلع کی سند سے بحوالہ ان کے والد، عکرمہ سے وہ بشیر بن تیم

روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں کو مختلف چیزوں کے عوض چھوڑ دیا تھا۔ عباس رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا: ”آپ

فدیہ کا انتظام کریں“۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: یہ سند پلٹ گئی ہے۔ وہ تو یوں تھی: اخلع، بشیر بن تیم سے وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ بشیر بن تیم

ہیں جو تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے ان کا دور پایا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ

ہے۔ انہی بشیر بن تیم کی ایک اور مرسل روایت ہے جس کی وجہ سے عبدان نے انہیں (صحابہ میں) ذکر کر دیا۔ چنانچہ سعید بن مزاحم

سند سے بحوالہ معروف بن خربوذ، بشیر بن تیم سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات نبی ﷺ کی ولادت تھی موندان کسری نے ایک

کثیر تعداد میں دیکھا جس نے دجلہ کو عبور کر لیا ہے... پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

۸۱۵ بشیر ابو جمیلہ

از بنی سلیم۔ ابن مندہ نے ابن سعد کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابو نعیم نے ان کا تعاقب کر

ہوئے کہا: درست بشر ابو جمیلہ ہے۔ واقعی یہ ایسا ہی ہے جیسا (ابو نعیم نے) کہا ہے۔

۸۱۶ بشیر بن الحارث

بن سرج بن بجاد العسبی باوردی اور طبری نے بنی عیس میں سے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

فتحون نے حرف با میں ان کا استدراک کیا ہے۔ ایسا ابن الاثیر نے ان کا استدراک کیا بہر کیف دونوں کو وہم ہو گیا۔ صحیح یسیر (یا

پیش اس کے بعد سین) لفظ تصغیر ہے۔ ایسا حفاظ حدیث نے قلمبند کیا ہے۔ درست ان شاء اللہ تعالیٰ حرف یا میں آئے گا۔

اسد الغابۃ (۴۴۸) تجرید (۵۲/۱) معرفۃ الصحابة (۱۲۳/۳) طبقات لابن سعد (۸/۱/۴) جامع المسانید (۲۸۵/۲)

الجرح والتعديل (۳۷۲/۲) اسد الغابۃ (۴۵۱) الطبقات الکبریٰ (۴۱/۱)

۸۱۷ (ن) بشیر بن راعی البعیر

عمر بن شبہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے جو بے شک لفظی غلطی ہے۔ یہ نام سر با کے پیش اور سین کے سکون سے درست ہے، جیسا کہ پہلے قسم اول میں گزر چکا ہے۔

۸۱۸ (ن) بشیر بن رید الانصاری

حاکم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی مسانید بہت کم ہیں۔ ان کی ایک حدیث محمد بن اسحاق بلخی کی سند سے بحوالہ عمر بن قیس بن بشر وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اصرم کو کہا: ”احمق“۔ شعب میں بیہتی لکھتے ہیں کہ حاکم کو ان یا چار طرح سے وہم ہو گیا ہے۔ اول انہوں نے کہا: عمر بن قیس جبکہ وہ عمرو ہیں۔ دوم: انہوں نے کہا: بشیر جبکہ وہ یسیر ہے۔ سوم: انہوں نے حدیث کو مرفوع لکھا ہے جبکہ وہ موقوف ہے۔ چہارم: انہوں نے کہا: وہ صحابی ہیں، جبکہ انہوں نے صرف زمانہ نبوی پایا۔ میں کہتا ہوں: کچھ وہم اور بھی باقی ہیں۔ انہوں نے بشیر بن زید کہا، جبکہ وہ بشیر بن عمرو ہیں۔ نسب میں انہیں انصاری لکھا ہے۔ بلکہ وہ عبدی اور بقول بعض کندی ہیں۔

۸۱۹ بشیر بن عمرو

ہجرت کے سال پیدا ہوئے، خود فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت میں دس سال کا تھا، مروی ہے کہ وہ زمانہ حجاج میں اپنی قوم کے ناظم (معاملات کی دیکھ بھال کرنے والے) تھے۔ ۸۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ابو عمر نے اتنا ہی ذکر کیا ہے مگر اس نام میں لفظی غلطی کی یہ وہی بشیر بن عمرو ہیں جن کے متعلق سابقہ عنوان میں بیہتی نے متنبہ کیا تھا۔ جنہیں اسیر بن جابر بھی کہا جاتا ہے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے، ابن سعد نے ان کی تاریخ وفات ۸۵ھ بتائی ہے۔

ابو نعیم نے کہا: وہ زمانہ حجاج میں ناظم تھے۔ پھر عمرو بن قیس بحوالہ ان کے والد ان کے دادا بشیر سے روایت کی، فرمایا: جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی میری عمر دس سال تھی۔ ابن شاہین نے بھی ان کا نام غلط لکھا ہے۔ انہوں نے حرف باء میں ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے۔ پھر ایک حدیث عمرو بن قیس بن بشیر بن عمرو بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا کی سند سے روایت کی۔ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے: ”جب وہ اپنا وظیفہ لیتے، سال کا خرچ چلا لیتے“۔ (حدیث) موقوف ہے۔ یہ یسیر بن عمرو ہیں، انہیں اسیر بھی کہا جاتا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا: اہل بصرہ اسیر بن جابر اور اہل کوفہ اسیر بن عمرو کہتے ہیں۔ بخاری نے دوسرے کو ترجیح دی ہے اور جو انہیں ابن جابر کہتے ہیں: ان کے قول کی کمزوری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بخاری کے علاوہ لوگ اسیر بن عمرو بن جابر کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

۸۲۰ بشیر (ایوب کے والد)

معجم ابن قانع اور مسند بزار میں ان سے ان کے بیٹے ایوب روایت کرتے ہیں، ایسا ہی تجرید میں ذہبی نے درج کیا ہے۔

وہم سے انہیں دوبارہ ذکر کر دیا ہے وہ تو بشیر بن اکال ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔

۸۲۱) **بشیر بن زید ضبعی** درست ابن یزید ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۸۲۲) **بشیر** (با کے پیش سے تصغیر ہے)

ابن کعب العدوی۔ ابن شاہین اور عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: ہمارے بعض مشائخ نے ان کا تذکرہ کیا ہے، ہمیں نہیں معلوم وہ صحابی ہیں یا نہیں۔ وہ ایک شخص تھے جنہوں نے کتب پڑھی تھیں۔ فرماتے ہیں: طاؤس ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: آپ نے بشیر بن کعب سے فرمایا: فلاں حدیث کو دہراؤ۔

میں کہتا ہوں: یہ مسلم نے نقل کیا ہے۔ عبدان نے کہا: ہمیں عبد الجبار نے بحوالہ سفیان بتایا، انہوں نے عمر سے فرمایا ہے: میں نے طلق بن حبیب سے بحوالہ بشیر بن کعب روایت کرتے سنا، فرمایا: نبی ﷺ کے پاس دونو جوان آئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! کیا جو ہماری تقدیر لکھی جا چکی، اس میں ہم کوئی عمل کر سکتے ہیں؟ (الحديث) ایسا ہی ابن شاہین نے دونوں سندوں سے بحوالہ سفیان نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے فرمایا: اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بشیر صحابی ہیں جبکہ ایسا ہے نہیں۔ یہ روایت تو مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں: میں یہ پہلے بتا چکا ہوں کہ ابن عساکر نے انہیں دوسری شخصیت سے ملا دیا جنہیں بشیر بن کعب کہا جاتا تھا جو جنگ یرموک میں شریک تھے۔ اگر یہ بھی یرموک میں شریک ہوئے تو اکابر صحابہ کو دیکھا ہوگا۔ لیکن ہمیں ان کی کوئی روایت ان میں سے زیادہ قدیم سے جیسے ابو ذر اور ابو درداء ہیں، نہیں ملتی۔ بعض کا قول ہے کہ ان دونوں سے ان کی روایت مرسل ہے۔ واللہ اعلم

۸۲۳) **بشیر المازنی ابو عبد اللہ**

ابن قانع نے تضاعیف میں بشیر نامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن غلط لکھ دیا۔ چنانچہ وہ یزید بن حمیر کی سند سے بحوالہ ابن عبد اللہ بن بشیر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کے ساتھ ایک جگہ فروکش ہوئے، پھر کھانا اور کھجوریں بلا کر گئیں۔ (الحديث) اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لیے دعا فرمائی۔ تو یہ حدیث عبد اللہ بن بسر مازنی کی ہے (جو با کے پیش اور سین کے سکون سے ہے)۔

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۸۲۴) **بعجہ بن عبد اللہ**

بن بدرا الجہنی، عبدان نے ان کا ذکر کیا اور اسامہ بن زید بحوالہ بعجہ جہنی نبی ﷺ سے ان کی ایک مرسل حدیث نقل کی۔ آپ نے فرمایا: ”لوگوں نے ایک ایسا وقت بھی دیکھا ہے جس میں بہترین شخص وہ ہوگا جس نے اپنے گھوڑے کی لگام (راہ خدا میں)

اسد الغابۃ (۴۷۶) * مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ الخلق الادمی فی بطن امہ (حدیث ۶۶۷۷، ۶۶۷۸)

اسد الغابۃ (۴۸۰)

ہی ہوگی۔ (حدیث) عبدان کہتے ہیں: ہمیں بچہ کے بارے صحابی میں ہونے اور دیدار نبوی کا علم نہیں، صحابی تو ان کے والد ہیں۔ میں کہتا ہوں: بات وہی ہے جو انہوں (عبدان) نے کہی۔ مذکورہ حدیث بروایت بچہ (جن کا ابھی ذکر ہوا ہے) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح مسلم میں ہے۔ یوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام اس روایت سے ساقط ہو گیا۔ بچہ مشہور تابعی ہیں، نسائی نے ان کی شیخ کی ہے اور ابن حبان ^{۴۴} نے ان کی تاریخ وفات ۱۰۰ھ لکھی ہے۔

باب الباء جس کے بعد لام ہے

۸۲۵ بَلَز

ابو العشر اداری۔ ابن مندہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے جو غلطی ہے۔ صحابی تو ابو العشر اء کے والد ہیں۔

۸۲۶ (ز) بلال بن حمامہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے متعلق ان سے کعب بن نوفل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابو موسیٰ نے ان میں اور بلال بن رباح مؤذن رسول ﷺ میں فرق کیا ہے۔ یہ حدیث فضول روایت ہے۔ لکھنا بت ہو بھی جائے تو بلال بن رباح مؤذن ہی ہوتے۔

۸۲۷ بلال بن یحییٰ

حسن بن سفیان نے ان کا واحد ان میں ذکر کیا اور محمد بن عثمان قرشی کی سند سے ان کے حوالہ سے حبیب بن سلیم وہ ان سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا میں بندے سے اللہ تعالیٰ کی عافیت کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں پر پردہ لے رکھے۔“ ابو نعیم ^{۴۵} کہتے ہیں: میرے خیال میں یہ عیسیٰ کوئی ہیں جو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: بات ان کے گمان کے مطابق ہی ہے اس واسطے کہ حبیب بن سالم ہی ان سے روایت کرنے میں شہرت رکھتے ہیں جو مشہور تابعی ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ ادھر ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد روایت کیا ہے، فرمایا: وہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے بحوالہ حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ بات پہنچی ہے۔

۸۲۸ بلال الفزاری

کسی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے، مغلطائی نے اسد الغابہ پر اپنے قلم سے حاشیہ میں بحوالہ ابن ابی حاتم ^{۴۶} استدراک

^{۴۴} مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والرباط (۴۸۶۶) ابن ماجہ کتاب الفتن باب العزلة (۳۹۷۷) سنن البیہقی (۱۵۹/۹)

المعجم الکبیر (۱۰۷۶۸/۱۰) صحیح لابن حبان کتاب السیر باب فضل الجہاد (۴۶۰۰) المصنف لابن ابی شیبہ (۲۹۱/۵)

النفات (۸۴/۴) ^{۴۵} اسد الغابہ (۴۹۷) ^{۴۶} اسد الغابہ (۴۹۲) ^{۴۷} اسد الغابہ (۴۹۵) تجرید (۵۶/۱)

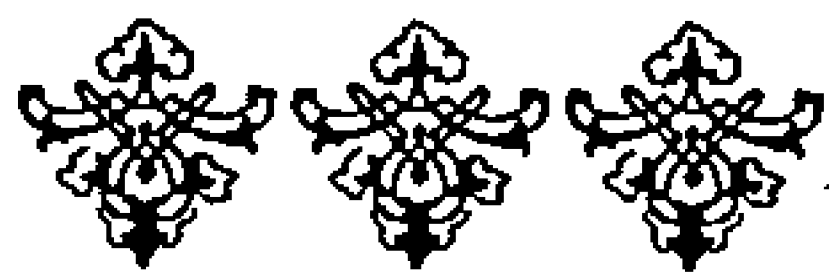
کنز العمال (۱۰۳۵۰) ^{۴۸} معرفۃ الصحابة (۶۳/۳) ^{۴۹} الجرح والتعديل (۳۹۷/۲)

کرتے لکھا ہے: جیسا انہوں نے کہا وہی بات ہے۔ جرح و تعدیل میں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے: ”اسلام کا آغاز اجنبی پن میں ہوا“۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا، فرمانے لگے: یہ مجہول ہے۔ میں کہتا ہوں: انہوں نے مرا سیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے وہ صحابی نہیں۔ میرے خیال میں وہ بلال بن مرداس ہیں، مذکورہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے، سند یوں ہے: ہمیں اسحاق نے بحوالہ جریر، لیث سے وہ بلال فزاری سے روایت کرتے ہیں... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ بلال بن مرداس جن کی طرف ابو حاتم نے اشارہ کیا ہے وہ چھوٹے درجے کے تابعی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد واو ہے

۸۲۹ بودان

علی بن سعید عسکری نے ان کا تذکرہ کیا اور ابن جریج کی سند سے بحوالہ ابن مینا نے ان سے روایت کیا ہے، وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے سامنے اس کا مسلم بھائی معذرت کرے“۔ (حدیث) ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کرتے کہا: اس روایت کو ابو بکر بن ابی علی نے بھی نقل کیا ہے۔ مشہور جودان ہے۔ میں کہتا ہوں: یہی درست ہے، یہ روایت اسی سند سے ابن ماجہ نے نقل کی جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔ پہلا غلط ہے۔



✽ مسلم کتاب الایمان باب بدأ الاسلام غریبا (۳۷۰) ابن ماجہ کتاب الفتن بدأ الاسلام (۳۹۸۸)

کنز العمال (۱۱۹۲) جمع الجوامع (۵۳۸۰)

✽ اسد الغابہ (ت ۵۰۶) تجرید (۹۴۵۷/۱)

✽ ابن ماجہ کتاب الادب باب المعاذیر (۳۷۱۸) جامع المسانید (۳۲۹/۲)

حرف التاء

قسم اول حرف تاء

باب التاء جس کے بعد لام ہے

۸۳۰ الثلب بن ثعلبه

بن ربیعہ بن عطیہ بن اخیف بن کعب بن العنبر بن عمرو بن تمیم تمیمی عنبری۔ بعض کا قول ہے کہ یہ زینب بنت ثعلبہ کے بھائی ہیں۔ بعض نے ان کے نسب کے متعلق کچھ اور کہا ہے۔ شرف صحابیت حاصل ہے، ان کی احادیث ہیں۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایت نقل کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے تین بار * استغفار کیا ہے۔ یہ لفظ تا کے زبر اور لام کے زیر سے ہے جس کے بعد باء مخفف ہے بعض نے کہا شد ہے۔ شعبہ یہ لفظ تا سے ثلب کہتے تھے۔ بہر کیف پہلا زیادہ صحیح ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: شعبہ کی زبان میں ہکلاہٹ (تا کی جگہ ٹا بولنے کی بیماری) تھی۔ ان کے نسب ”آخیف“ لفظ الف کے پیش خاء نقطے والی، تصغیر ہے۔

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۳۱ تمام بن عبیدہ الاسدی

اسد خزیمہ، ابن اسحاق نے مہاجرین میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھائی زبیر کا ذکر آ رہا ہے۔

۸۳۲ تمام الحبشی

ان آٹھ میں سے ایک جو حبشہ سے نبی ﷺ کے پاس آئے، ابرہہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۸۳۳ (ن) تمام بن یھودا

ضحاک بن مزاحم نے علماء یہود سے مسلمان ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۸۳۴ تمیم بن اسید

بعض نے اسد بن عبد العزی بن جعونہ بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی کہا۔ ابن سعد

* جامع المسانید (۳۷۰/۲)

* اسد الغابۃ (۵۰۹) الاستیعاب (ت ۲۴۴) تجرید (۵۷/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۵۱۳) تجرید (۵۸/۱)

* اسد الغابۃ (۵۱۱) تجرید (۵۸/۱)

* الطبقات الکبریٰ (۳۲/۴)

فرماتے ہیں: وہ اسلام لائے اور فتح مکہ سے پہلے صحابی ہونے کا شرف پایا۔ آپ ﷺ نے انہیں نشاناتِ حرم کی تجدید کے لیے بھیجے تھے۔ پھر اس کی ابن خثیم تک بحوالہ ابو طفیل سند بیان کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسی روایت کو ابو نعیم * نے باضافہ نقل کیا ہے: ابراہیم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کے دکھانے سے وہ پتھر رکھے تھے۔ اس کی سند حسن ہے۔ فاکہی نے ابن جریج کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے ابن خثیم نے بحوالہ محمد بن اسود بن خلف.... پھر وہ حدیث اضافہ کے ساتھ ذکر کی۔ وہ عبدالرحمن بن مطلب بن تمیم کے دادا ہیں۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نقل کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز سواری پر بیٹھے داخل ہوئے۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: ”آپ ﷺ جس بت کی طرف اشارہ کرتے وہ گدی کے بل گر پڑتا“۔ * اسی کے متعلق تمیم بن اسد خزاعی کہتے ہیں۔ ”اصنام (انصاب) میں معتبر اور علم اس شخص کے لیے ہے جو ثواب یا عذاب کی امید رکھے“۔ ابن مندہ نے اسے دوسری سند سے روایت کیا ہے، اور کہا ہے: یہ حدیث غریب ہے، جس میں یعقوب بن محمد زہری میں مفرد ہے۔

۸۳۵ تمیم بن اسید

ابورفاعہ العدوی، ان کے اور ان کے والد کے ناموں میں اختلاف ہے۔ کنیتوں میں آئے گا۔ وہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔

۸۳۶ تمیم بن اوس الاسلمی

دوسری قسم میں آئے گا۔

۸۳۷ تمیم بن اوس *

بن حارثہ۔ بعض خارجه بن سود، بعض سواد بن جذیمہ بن دراع بن عدی بن الدار ابورقیہ الداری کہتے ہیں۔ صحابہ میں شہرت کے حامل تھے۔ پہلے نصرانی تھے۔ مدینہ آ کر مسلمان ہوئے اور نبی ﷺ سے جساسہ اور دجال کا قصہ ذکر کیا۔ اور نبی ﷺ نے اسے منبر پر بیان کیا۔ یہ بات ان کے مناقب میں شمار ہوتی ہے۔ بقول ابن السکن وہ اور ان کے بھائی نعیم ۹ھ میں اسلام لائے اور دونوں کو معیت نبوی میسر ہوئی۔ اور ابن اسحاق فرماتے ہیں: مدینہ آئے اور نبی ﷺ کے ہمراہ جہاد میں شریک رہے اور ابو نعیم * فرماتے ہیں: وہ فلسطین کے راہب اور اہل فلسطین کے عبادت گزار انسان تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چرغ جلایا۔ جسے طبرانی * نے حدیث ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے، پہلے شخص ہیں جنہوں نے قصہ بیان کیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کی بات ہے جسے اسحاق بن راہویہ اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام منتقل ہو گئے۔ آپ ﷺ نے وہاں انہیں

* معرفة الصحابة (۱۹۹/۳)

* مسلم کتاب الجہاد والسير باب ازالة الاصنام حول الکعبة (۴۶۰۱)

ترمذی کتاب التفسیر باب سورة بنی اسرائیل (۳۱۳۸)

* اسد الغابة (۵۱۵) تجرید (۵۸/۱) * معرفة الصحابة (۱۹۲/۳) * المعجم الكبير (۱۲۹۴/۲)

بقعہ اراضی عینون نامی عطا کیا تھا۔ جس کے متعلق کئی طُرُق سے مروی ہے۔ بہت زیادہ تہجد گزار تھے۔ ایک آیت ﴿ام حسب الذین اجترحو السیّات﴾ (سورۃ الجاثیہ : ۲۱) میں پوری رات گزار دی۔ یہ بغوی نے ”جعدیات“ میں مسروق تک صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ”مجھے ایک مکی شخص نے تمیم بنی النعمان کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے“ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔

بغوی نے تمیم بنی النعمان کا حضرت عمر بنی النعمان کے ساتھ ایک قصہ ذکر کیا ہے۔ جس میں حضرت تمیم کی کرامت واضح ہے اور حضرت عمر بنی النعمان ان کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ جس میں معاویہ بن حمرل کے سوانح قسم الحضر میں ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔ ابن حبان کہتے ہیں: وہ شام میں فوت ہوئے۔ ان کی قبر فلسطین کے شہر بیت جبرین میں ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ابو ہند الداری ان کے بھائی ہیں۔ بعض نے امام بخاریؒ کا تعاقب کیا۔ لیکن ابن حبان فرماتے ہیں: ہاں یہ ان کے ماں شریک بھائی تھے۔

تنبیہ: تجرید میں ذہبی نے اس پر یقین کیا ہے کہ جام والا شخص جس کے اور اس کے ساتھ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ”اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو اس وقت تمہاری باہمی شہادت یوں ہے“۔ (سورۃ المائدہ: ۱۰۶) وہ تمیم داری کے علاوہ ہے، اور اسے مقاتل بن حیان کی طرف منسوب کیا، یہ ٹھیک نہیں۔ اس واسطے کہ ترمذی وغیرہ کتب میں بروایت ابن عباس بنی النعمان جام کے قصہ کے متعلق مروی ہے، وہ تمیم داری ہی تھے۔

۸۳۸ تمیم بن بشر اس کے بعد ان کا تذکرہ آئے گا۔

۸۳۹ تمیم بن جراحہ الثقفیؒ

(جیم کے پیش سے) مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابواسحاق بن سمان اسلمی کی سند سے بحوالہ عبدالعزیز بن یثیم، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ تمیم بن جراحہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میں ثقیف کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آیا، ہم لوگ اسلام لے آئے اور آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمیں ایک تحریر بنادیں جس میں شرطیں ہوں“۔ (حدیث) اس کی سند ضعیف ہے۔ ابواسحاق، ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اور ابویحییٰ وہی سمان ہیں۔

۸۴۰ تمیم بن حارثؒ

بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی۔ زیر فرماتے ہیں کہ وہ اجنادین کے روز شہید ہوئے۔ اور ان کے ساتھ ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو تمیمی بھی شہید ہوئے۔ ان کی والدہ بنی عامر بن صعصعہ سے تھیں۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ حبشہ کے مہاجرین میں ان کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی زہری نے نقل کیا۔ جبکہ واقدی نے ان کا نام نمیر (شروع میں پیش والا نون اور راء سے) لیا ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا: بشیر بن حارث، پھر ذکر کیا کہ انہوں نے حبشہ ہجرت کی۔

بلاذری کا قول ہے: تمیم بن حارث نے دوسری مرتبہ کی ہجرت میں حبشہ ہجرت کی۔ ان کے ساتھ بنی تمیم سے ان کے معبد نامی بھائی تھے۔ پھر اجنادین کے معرکہ میں تمیم شام میں شہید ہو گئے۔ ان کا والد مسلمانوں سے استہزاء (مذاق) کرتا تھا۔

الثقات (۳۹/۳) التاریخ الکبیر (۱۵۰/۲) التجرید (۱۷) اسد الغابۃ (۵۱۷) تجرید (۵۸/۱)

جامع المسانید والسنن (۳۹۶/۲) اسد الغابۃ (۵۱۸) الاستیعاب (۲۳۶) اسد الغابۃ (۵۱۹) الاستیعاب (۲۴۲)

۸۴۱ تمیم بن حجر الاسلمی

بقول ابن حبان * اور طبرانی، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ لیکن ان کی کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ ابن مندہ نے ابن سعد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ تمیم بن اوس بن حجر ابو نواس اسلمی عرج کے پاس فروکش ہوتے۔ یہ بریدہ بن سفیان کے دادا تھے۔ پھر ان کا تعاقب کرتے کہا: یہ وہم ہے، درست ابو تمیم اوس بن عبد اللہ بن حجر ہے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۸۴۲ تمیم بن ربیعہ *

بن عوف بن جراد بن ربوع بن طحیل الجھنی، ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ بہت پہلے اسلام لائے۔ حدیبیہ میں شریک تھے اور درخت کے نیچے بیعت بھی کی۔ اور ابن شاہین نے بحوالہ محمد بن ابراہیم، محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے ایسا ہی ذیل میں ابن فتحون نے بحوالہ طبری ذکر کیا ہے۔

۸۴۳ تمیم بن زید الانصاری *

عباد کے والد اور بقول اکثر حضرات، عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی کے بھائی۔ بعض کا کہنا ہے کہ ان کے ماں شریک بھائی ہیں۔ رہے ان کے والد تو وہ غزیہ بن عبد عمرو بن عطیہ بن خضاء ہیں۔ اسی پر دمیاٹی نے ابن سعد کی پیروی میں یقین کیا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں: تمیم بن زید مازنی صحابی ہیں جن کی حدیث ان کے بیٹے سے مروی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابن ابی عمر، بغوی، طبرانی اور باوردی وغیرہ سب نے ابو الاسود کی سند سے بحوالہ عباد بن تمیم مازنی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے اور پاؤں پر مسح کرتے دیکھا۔“ * اس کے رجال معتبر ہیں۔ ابو عمر نے غریب سمجھ کر ضعیف کہہ دی۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ عباد نے اپنے والد سے اس کے علاوہ کوئی روایت نقل کی ہے؟ بعض لوگوں نے اسی بات میں ان کی اتباع کی ہے جبکہ اس میں تامل ہے اس لیے کہ ابن مندہ نے ان کی دو حدیثیں نقل کیں۔ ایک حدیث جس میں شک ہے (کہ وہ کس سے مروی ہے) جس میں ابن لہیعہ کو وہم ہو گیا وہ تو ان کے چچا کے حوالہ سے مشہور ہے۔ دوسری حدیث جسے ہم نے فوائد عیسوی کے جزاء اول میں لیٹ کی سند سے بحوالہ ہشام بن سعد، ابن شہاب سے وہ عباد بن تمیم سے وہ اپنے والد اور چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے نبی ﷺ کو ”چت لیٹے ہوئے دیکھا۔“ (حدیث) یہ حدیث عباد سے بحوالہ ان کے چچا مشہور ہے۔ لیکن اس میں کوئی مانع نہیں کہ عباد اکٹھے ان دونوں سے روایت کرتے۔ یہی روایت باوردی نے ابو بکر ہذلی کی سند سے بحوالہ زہری نقل کی، فرماتے ہیں: عباد سے وہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں (شک کے ساتھ)۔ واللہ اعلم

۸۴۴ (ن) تمیم بن زید (دوسرے) ابن یزید میں تذکرہ آئے گا۔

* الثقات (۴۱/۳) * الطبقات الکبریٰ (۱۴۴/۴) * اسد الغابۃ (۵۲۲)

* اسد الغابۃ (۵۲۳) تجرید (۵۹/۱) * مسند احمد (۴۰/۴) المعجم الکبیر (۱۲۸۶/۲)

۸۴۵ تمیم بن سعد تمیمی

بنی تمیم کے اس وفد میں تھے جو آ کر اسلام لایا۔ ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید، اپنے راویوں سے ان کا ذکر کیا ہے اور ذیل میں ابن فتحون نے بحوالہ طبری ذکر کیا۔

۸۴۶ تمیم بن سلمہ

ابوموسیٰ نے وہیب بن خالد کی سند سے بحوالہ خالد الحذاء، ایک شخص سے وہ تمیم بن سلمہ روایت کرتا ہے، فرمایا: ایک دفعہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ آپ ﷺ کے ہاں سے ایک شخص واپس ہوا میں نے مڑ کر دیکھا وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا۔ جس کا شملہ اس نے پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون شخص تھا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جبرائیل“۔ اور علی بن سعید عسکری نے زیاد بن فیاض کی سند سے بحوالہ تمیم بن سلمہ مرفوع نقل کیا: ”جو شخص امام سے پہلے سراٹھاتا ہے۔“ اس کے رجال معتبر ہیں لیکن میرے خیال میں یہ روایت مرسل ہے۔ اس واسطے کہ تمیم بن سلمہ کو فی مشہور تابعی ہیں۔ ان سے زیاد بن فیاض وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ زیاد بن فیاض نے کسی صحابی سے روایت لی ہو۔

۸۴۷ (ن) تمیم بن عبد عمرو

بقول بعض: یہ ابو حسن انصاری کا نام ہے جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں آئے گا۔

۸۴۸ تمیم بن معبد

بن عبد سعد بن عامر بن عدی بن جشم انصاری مازنی۔ ابو عمر نے ان کے والد کے سوانح میں ذکر کیا کہ دونوں احد میں شریک تھے۔ ابن فتحون وغیرہ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۸۴۹ تمیم بن بشر

بن عمرو بن حارث بن کعب بن زید بن حارث بن خزرج انصاری (سفیان بن بشر کے بھائی) احد میں شریک تھے۔ ابن شاہین نے اسے اپنی سند سے نقل کیا ہے اور ایسا ہی ابن ماکولا نے کہا: اور ان کے والد کا نام نسر (نون کے زبر اس کے بعد سین ساکن آخر میں راء سے) قلمبند کیا۔ ابوموسیٰ نے تمیم بن بشر کہا پھر ان کا نسب بیان کیا جس میں لفظی غلطی کی۔

۸۵۰ تمیم بن یزید

یا، ابن زید انصاری۔ ابن مندہ نے ابولیح رقی کی سند سے بحوالہ ابو ہاشم جعفی نقل کیا، فرمایا: ہم لوگ مسجد قباء میں داخل

اسد الغابۃ (۵۲۴) * اسد الغابۃ (۵۲۵) تجرید (۵۹/۱)

دلائل النبوة (۱۱/۴) مصنف عبد الرزاق حدیث (۲۰۹۱۷) الدر المنثور (۱۷۸۸/۳) التفسیر لابن کثیر (۲۶۹/۵)

اسد الغابۃ (۵۲۹) * اسد الغابۃ (۵۱۶) الاستیعاب (۲۳۵)

الاکمال (۱۱۵) * اسد الغابۃ (ت ۵۳۱) تجرید (۳۰۰/۱)

ہوئے، لوگ کافی صبح کر چکے تھے۔ آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ * پھر حدیث ذکر کی، فرماتے ہیں: یہ حدیث صرف اسی سند سے مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں انقطاع ہے۔ اسے عمر بن شبہ نے دوسری سند سے ابویح سے بحوالہ ابوہاشم نقل کیا کہ تمیم بن زید انصاری مسجد قباء میں آئے۔ لوگوں سے پوچھا: اتنی دیر ہو گئی تم لوگ کیوں نہیں ادا کر رہے؟ انہوں نے کہا: ہم معاذ رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں ”ان کی انہیں امامت کرانے اور معاذ کی آپ سے شکایت کا ذکر ہے“۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”جب امام کہیں رہ جائے تو ایسا کر لیا کرو“۔ اس میں ہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اور تمیم نے جس نیکی میں مقابلہ کیا تمیم مجھ سے آگے رہے۔ شہادت میں ہمارا مقابلہ ہوا وہ شہید ہو گئے اور میں ابھی زندہ ہوں۔

۸۵۱ تمیم بن یعار *

بن قیس یا نسر بن عدی بن امیہ بن خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج عروہ، زہری اور ابن اسحاق وغیرہ نے شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا اور دارقطنی نے ان کے دادا کا نام نون اور سین سے ذکر کیا، رہے ان کے والد تو وہ نام شروع میں یاء پھر عین سے ہے۔

۸۵۲ تمیم *

خراش بن صمہ انصاری کے غلام۔ ابن ابی حاتم * نے کہا: مغازی سے وہ نکالے گئے ہیں۔ ان کی روایت نہیں۔ ابو عمر کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ان کے اور خباب (جو عتبہ بن غزوہ ان کے غلام تھے) کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ زہری عروہ، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ خراش خا اور آخر میں شین سے ہے۔

۸۵۳ (ن) تمیم الحبشی

آٹھ میں سے ایک۔ ابرہہ میں ان کا تذکرہ گزرا ہے۔

۸۵۴ (ن) تمیم بن غنم کے غلام *

بن سلم بن مالک بن اوس انصاری۔ بقول ہشام: وہ سعد بن خیشمہ کے غلام تھے۔ اور سعد بنی غنم سے تھے۔ زہری اور ابن اسحاق نے انہیں شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے کہا: ہمیں وکیع نے بحوالہ اسرائیل، جابر سے وہ عامر سے روایت کر کے بتایا: بدر میں چھ غیر عربی حضرات نے شرکت کی ان میں سے ایک بلال اور تمیم بھی تھے۔

* اسد الغابۃ (ت ۵۳۲) الاستیعاب (ت ۲۳۴)

* الجرح والتعديل (۴۴۰/۲)

* معرفة الصحابة (۲۰۹/۳) جامع المسانید (۴۰۱/۲)

* اسد الغابۃ (ت ۵۲۱) الاستیعاب (ت ۲۳۹)

* اسد الغابۃ (ت ۵۲۷) الاستیعاب (ت ۲۳۷) تجرید (۵۹/۱)

باب التاء جس کے بعد واؤ ہے

۸۵۵ التوام ابودخان *

ابن مندہ نے شعبہ بن دخان بن توأم سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اشعار کلام عرب کا قافیہ ہے“۔ * ابن مندہ کہتے ہیں: اس کی سند مجہول ہے، جو وہم ہے۔ ابن قانع نے بروایت جریر ان کی دوسری حدیث ذکر کی ہے جو مغیرہ سے وہ اپنے والد سے وہ شعبہ بن توأم سے وہ اپنے والد سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں: ”(جاہلیت کے قائم کردہ) عہد و پیمان کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں“۔ * فرمایا: یہ غلط ہے۔ درست پیشم کی مغیرہ سے روایت ہے جس میں شعبہ سے وہ قیس بن عاصم کے الفاظ ہیں۔

باب التاء جس کے بعد یاء ہے

۸۵۶ (ز) التیہان انصاری *

اسعد کے والد۔ ابن قانع، ابن شاہین اور ابن مندہ نے یہاں ذکر کیا ہے اور ابن السکن نے نون میں۔ گویا وہی رائج ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہیں ان کی حدیث کا ذکر آئے گا۔

جنہیں دیدار کی دولت نصیب ہوئی

قسم ثانی

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۵۷ تمام بن العباس *

بن عبدالمطلب ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچیرے بھائی۔ دس بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے۔ ان کی والدہ باندی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ”تمام سے پورے دس ہو جاؤ“۔ یہ زبیر بن بکار کا قول ہے اور ابو عمر نے کہا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے

* اسد الغابۃ (۵۳۴) تجرید (۴۶۰/۱) * جمع الجوامع (۷۳۵۴) جامع المسانید (۴۰۴/۲)

* بخاری کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی ﷺ و خص (۷۳۴۰)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب مواخاة النبی ﷺ بین اصحابہ رضی اللہ عنہم (۲۰۵)

المستدرک (۲۲۰/۲) کنز العمال (۴۶۴۳۲)

* اسد الغابۃ (۵۳۶) تجرید (۶۰/۱) * اسد الغابۃ (۵۱۰) الاستیعاب (۲۴۳)

تمام بیٹوں کو دیار حاصل ہے، سماع صرف فضل اور عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو میسر ہوا۔ ابن السکن نے کہا: وہ اپنے بھائیوں میں سب سے کم سن تھے۔ پورے قریش میں سب سے زیادہ حملہ آور تھے ان کی نبی ﷺ سے کوئی روایت ثابت شدہ سند سے مروی نہیں۔

ابن حبان * کا قول ہے: وہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں جو وہ اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: منصور پر جا کے اختلاف ہوتا ہے جو وہ ابوعلیٰ صیقل سے بحوالہ جعفر بن تمام وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح مسواک کیا کرو!“ * اسے ثوری اور منصور کے اکثر تلامذہ نے ذکر کیا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ عمر بن عبد الرحمن الابار نے منصور سے روایت کی تو یوں سند چلائی: تمام سے وہ اپنے والد سے، اسے بزار اور حاکم نے نقل کیا۔ اور شیبان نے منصور سے بحوالہ ابوعلیٰ، جعفر بن عباس سے انہوں نے اپنے والد سے۔ ایک روایت میں ان سے بحوالہ جعفر بن تمام، وہ اپنے والد سے ہے اور ثوری سے بحوالہ منصور وہ صیقل سے وہ قثم بن تمام یا تمام بن قثم سے وہ اپنے والد سے، کی سند مروی ہے۔ امام احمد نے یہ روایت معاویہ بن ہشام بحوالہ ان کے نقل کی ہے اور معاویہ خراب حافظے والے تھے۔ تمام علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ کے گورنر بنے اور اسی میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: وہ دس بھائی یہ ہیں: (۱) فضل (۲) عبد اللہ (۳) عبید اللہ (۴) قثم (۵) معبد (۶) عبد الرحمن (۷) کثیر (۸) صبیح (۹) مسہر اور (۱۰) تمام۔ سوائے آٹھویں اور نویں کے باقی سب ناموں پر اتفاق ہے۔ ان دو کو ہشام بن کلبی ذکر کرنے میں منفرد ہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں: کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

۸۵۸ (ن) تمیم بن ایاس

بن بکیر لیشی، ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابویونس نے تاریخ میں تمیم کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: فتح مصر میں موجود تھے اور وہیں دوسرے شہداء کے ساتھ شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ ۲۰ھ کی بات ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی ولادت عہد نبوی ﷺ میں ہونی چاہیے۔

۸۵۹ تمیم بن غیلان *

بن سلمہ ثقفی، بقول بغوی: ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ یہی ابن شاہین کا موقف ہے۔ امام بخاری تاریخ میں ابن جریج کی سند سے بحوالہ تمیم بن غیلان، عبد الرحمن بن عوف کی مرفوع روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے عبد الرحمن! عشا کے نام پر ہرگز (لفظ عتمہ) غالب نہ کرنا“۔ ابن ابی حاتم * فرماتے ہیں: ان سے عبد العزیز بن ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ بغوی، ابن شاہین اور ابن قانع نے مفضل بن تمیم بن غیلان کی سند سے بحوالہ ان کے والد نقل کیا، فرمایا کہ ”رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن حرب، مغیرہ بن شعبہ اور خالد بن ولید یا کسی اور کو روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ ثقیف کے سرکش ”کچلیں“ * (حدیث) ابن مندہ نے کہا: ہمیں یہ روایت اسی سند سے معلوم ہے اور ہے یہ مرسل۔

* الثقات (۸۵/۴) مسند احمد (۲۱۴/۱) السنن الكبرى (۳۶/۱) المستدرک (۱۴۶/۱) المعجم الكبير (۵۴/۲)

* اسد الغابة (۵۲۸) تجرید (۹۵/۱) الجرح والتعديل (۴۴۱/۲) * کنز العمال (۱۱۴۳۲) بخاری فی تاریخہ (۱۵۳/۲/۱)

وہ لوگ جنہوں نے زمانہ نبوی پایا لیکن آپ ﷺ کو نہیں دیکھا

قسم ثالث

باب التاء جس کے بعد باء ہے

۸۶۰ تبیع الحمیری

کعب احبار کی بیوی کے بیٹے۔ زمانہ جاہلیت پایا۔ خلیفہ نے اہل شام کے پہلے طبقہ میں انہیں ذکر کیا ہے۔ اور ابو بکر بغدادی نے اہل حمص کے اونچے طبقہ میں جو صحابہ کے قریب ہے ان کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی ﷺ کا دلال تھا آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس وقت وہ مسلمان نہ ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ وفات پا گئے بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ ابن سعد نے انہیں اہل شام کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا کہ وہ ۱۰۱ھ میں فوت ہوئے، نسائی نے ان کی روایت کردہ حدیث نقل کی ہے۔

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۶۱ تمیم بن حذلم

دور جاہلیت پایا اور عہد صدیقی میں آئے۔ امام بخاریؒ اپنی تاریخ میں اعمش کی سند سے بحوالہ علاء بن بدر، تمیم بن حذلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا دور پایا ہے اور ایک جماعت کا ذکر کر کے فرمایا: میں نے ابن مسعود سے زیادہ دنیا سے بے رغبت انسان نہیں دیکھا۔ بخاری نے الادب المفرد میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۸۶۲ تمیم بن مقبل

بن عوف بن حنیف بن قتیبہ بن عجلان بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ابو کعب مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں: انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آئے۔ وہ اہل جاہلیت پر آنسو بہاتے ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔ ان کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ ہے جب انہوں نے نجاشی شاعر کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپیل کی کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی ہجو کرتے تھے۔ قصہ مشہور ہے جسے ہم نے کتاب المجالسہ میں نقل کیا ہے۔ اور ثعلب نے اپنے ”فوائد“ میں ابوالحسن بن مقسم کی روایت سے ان سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں، ہمارے اصحاب نے کہا کہ تمیم بن مقبل نے نجاشی کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی انہوں نے کہا: امیر المومنین، اس نے میری برائی کی سو اس کے خلاف میری مدد کریں۔ آپ نے نجاشی سے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ وہ بولے: امیر المومنین! میں نے وہ بات کی جس میں مجھے کوئی گناہ نظر نہ آیا، پھر یہ اشعار سنائے:

”اللہ تعالیٰ جب کسی عہد و ذمہ داری کی وجہ سے اہل ملامت کو بدلہ دینے لگے تو ابن مقبل کے خاندان بنی عجلان کو بدلہ دے۔ اس کا قبیلہ کوئی عہد نہیں توڑتا اور لوگوں پر رائی برابر بھی ظلم نہیں کرتے۔“

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ”کاش میں ان سے ہوتا۔“ تو وہ آگے بولے:

”وہ شام کے وقت گھاٹ پر اترتے ہیں۔ جب پانی کی جگہوں سے پانی لینے والے نکل چکے ہوتے ہیں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ان پر کیا الزام جب بھی آئیں۔“ تو وہ کہنے لگے:

”عجلان کو اس کی اس بات کی وجہ سے جلد باز کہا جاتا ہے، غلام! برتن لے، دودھ دوہ اور جلدی کر۔“

اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اپنے کنبہ کو فائدہ پہنچانے والا بہترین شخص ہے۔“ تمیم فوراً بولے:

”حضرت! اس سے اس کے قول کے متعلق پوچھیں۔ یہ باندی کی اولاد اور کینے خاندان سے ہے۔ اور عاجز و ذلیل شخص کا کنبہ ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس پر تو میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا۔“ اسے قید میں ڈلوایا اور درے لگوائے۔

۸۶۳ تمیم بن نذیر العدوی

کنیت ابو قتادہ تھی اسی سے مشہور ہیں۔ بعض نے ان کا نام بدیر بن قنفذ بتایا جسے خلیفہ نقل کرتے ہیں۔ بقول بزار: زمانہ جاہلیت پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ اور نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ باوردی اور ابن السکن نے انہیں صحابہ میں شامل کیا ہے اور حمید بن ہلال کی سند سے بحوالہ ان کے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اپنی جانوں کو اللہ کے مال سے خرید لو۔“ (حدیث) اس کے راوی معتبر ہیں۔ بقول ابن السکن ان کی روایت کردہ حدیث میں کوئی چیز ایسی نہیں جس سے پتہ چلے کہ وہ صحابی ہیں۔ ایک جماعت نے یہ حدیث مسند میں داخل کر دی۔ ابن حبان * نے انہیں ثقات میں اور ابن سعد بصرہ کے ان کو طبقہ اولیٰ میں شمار کیا ہے جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہے۔ میں کہتا ہوں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ان کی حدیث صحیح مسلم میں ہے۔

۸۶۴ (ز) تمیم بن ورقاء الخثعمی

دور جاہلیت دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اپنی قوم کے ناظم تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ فتح کر کے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اطلاع دینے بھیجا۔ ابن عساکر نے حکم بن عبد الرحمن کے سوانح میں ہشام بن عمار کی سند سے بحوالہ یزید بن سمرہ، حکم بن عبد الرحمن ابن ابی العصماء ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ فتح قیساریہ میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں: امیر معاویہ نے سات سال اس کا محاصرہ جاری رکھا۔ رومی جنگجو جنہیں اس میں رصد ملتی تھی ایک لاکھ تھے، انہیں ایک شخص نے جو گروی رکھے لوگوں میں سے تھا ان کا خفیہ راستہ بتا دیا پھر وہ انہیں اس سرنگ سے لے آیا جہاں سے اونٹ سامان لے کر گزرتا تھا۔ یہ دن بھی اتوار کا تھا۔ وہ لوگ گر جا میں تھے مسلمانوں کی تکبیر بلند ہوئی تب انہیں پتہ چلا بس پھر ان کی ہلاکت تھی۔ یزید بن سمرہ کہتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری جن لوگوں کے ذریعہ بھیجی ان کے ساتھ تمیم بن ورقاء خثعم کے ناظم بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر فرمانے لگے: سنو! قیساریہ جبراً فتح ہو گیا ہے۔

* کنز العمال (۱۶۱۷۹) الدر المنثور (۱۷۴/۱) * الثقات (۸۵/۴)

جن کا ذکر لفظی غلطی سے صحابہ میں ہو گیا

قسم رابع

باب التاء جس کے بعد لام ہے

۸۶۵ تلید بن کلاب اللیثی

تجربہ میں ذہبی نے ان کا استدراک کیا ہے کہ ان کی حدیث مسند امام احمد میں ہے، ذوالخویصرہ کا آپ ﷺ سے کہنا: انصاف کیجیے! جسے ابن اسحاق نے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار سے بحوالہ مقسم وہ ایک شخص کے ذریعہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث مسند امام احمد کی مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص میں لکھی ہے۔ جس میں تلید بن کلاب کی روایت کا ذکر نہیں بلکہ صرف اس کا ذکر ہے امام احمد فرماتے ہیں: ہمیں یعقوب نے بحوالہ ابی، وہ ابن اسحاق سے وہ ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے وہ مقسم ابو العباس سے (جو عبداللہ بن حارث بن نوفل کے غلام ہیں) روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں اور تلید بن کلاب لیثی باہر آئے، چلتے چلتے ہم لوگ عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پاس پہنچ گئے، وہ اپنے نعلین ہاتھ میں لٹکائے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا: کیا آپ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جب حنین کے روز تھمی آپ سے گفتگو کر رہا تھا۔ فرمانے لگے: ہاں! بنی تمیم کا ایک شخص آیا جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا، پھر لمبی حدیث بیان کی۔ ایسا ہی طبرانی نے معجم کبیر میں مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص میں اسے نقل کیا ہے۔ یہاں یہ بات واضح ہو گئی کہ مقسم نے یہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص سے بالمشافہ (رو برو) حاصل کی ہے۔ سیاق میں کوئی چیز ایسی نہیں جس سے تلید کے صحابی ہونے یا روایت کرنے کا پتہ چلتا ہو۔

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۶۶ تمیم بن اسد الخزاعی

ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا کہ عبدان نے کہا: ہمیں ان کی کوئی روایت نہیں ملی۔ بظاہر ان کی مراد تمیم بن اسید ہیں جن کا تذکرہ گزر چکا۔ اسی پر ابن الاثیر نے اعتماد کیا ہے۔ ہوا یوں کہ جب ان کے والد کا نام تبدیل ہوا تو وہ اسے دوسرا شخص سمجھ بیٹھے اور اسے عبدان کی بات ”ہمیں ان کی روایت نہیں ملی“ سے مضبوط کر دیا۔ باوجودیکہ ان کی روایت ملتی ہے۔

۸۶۷ (ز) تمیم بن اوس الاسلمی

درست ابو تمیم اوس بن عبداللہ بن حجر سے پہلے تذکرہ گزر چکا ہے۔

۸۶۸ تمیم بن حمام انصاری

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا اور محمد بن مروان سدی کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تمیم بن الحمام بدر میں شہید ہوئے۔ ان کے اور چند دیگر حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جاتے ہیں انہیں مردے نہ کہو“۔ (سورۃ البقرہ : ۱۵۴)

ابونعیمؒ فرماتے ہیں: علماء کا اس پر اتفاق ہے وہ عمرو بن حمام ہیں۔ سدی سے غلطی ہوئی ہے جس کی بعض لوگوں نے پیروی کر لی۔

تمیمؒ (بے نسبت)

بقول ابن مندہ انہیں ”داری“ کہا جاتا ہے، جو صحیح نہیں۔ ان کی حدیث، موسیٰ بن علی بحوالہ یزید بن الحصین، تمیم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا کیا سب مرد تھا یا عورت؟ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: ایسا ہی عبد الوہاب بن عبدہ نے ابو عمرو سے بحوالہ لیث ان سے نقل کیا، فرماتے ہیں: ابو عمرو مجھول ہے۔ اسے موسیٰ نے بحوالہ اپنے والد یزید بن الحصین سے مرسل نقل کیا جس میں تمیم کا ذکر نہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن مردویہ نے زید بن الحباب کی سند سے بحوالہ موسیٰ ایسا ہی نقل کیا ہے لیکن ابن ابی خیشمہ نے اسے عبد الوہاب بن عبدہ سے بحوالہ عثمان بن کثیر، لیث سے انہوں نے موسیٰ بن علی سے وہ یزید بن حصین سے وہ تمیم داری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص..... پھر وہ روایت ذکر کی۔ اس میں ابن مندہ کا دو طرح سے تعاقب ہوا ہے۔ اول: ”ابو عمرو مجھول ہے“۔ تو اب ان کی جہالت ختم ہوئی کہ وہ عثمان بن کثیر ہیں۔ دوم: ان کا کہنا کہ کہا جاتا ہے ”وہ تمیم داری ہیں یہ بات صحیح نہیں“ اس واسطے کہ ابن ابی خیشمہ نے وضاحت کر دی کہ وہ تمیم داری ہی ہیں۔ ان کا یہ روایت مرسل روایت کرنے سے کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا کہ وہ شخص تمیم داری ہی ہوں۔ واللہ اعلم۔ حدیث فروہ بن مسیک سے مشہور ہے جس کا ذکر حرف فامیں آتا ہے۔ اسے ترمذی نے نقل کیا اور انہی الفاظ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جس کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے اور ابن مردویہ نے موصول روایت کیا ہے۔

باب التاء جس کے بعد یاء ہے

التیہان الانصاریؒ (۸۷۰)

ابوالہیشم کے والد، مطین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ طبرانی، باوردی اور ابن حبان نے ان کی اتباع کی ہے۔ چنانچہ مطین نے یونس بن بکر کی سند سے بحوالہ ابن اسحاق محمد بن ابراہیم تیمی سے وہ ابوالہیشم بن التیہان سے وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے خیرؒ میں عامر بن اکوع کا قصہ ذکر کرتے ہیں۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ غلط ہے، درست ابن ابی الہیشم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ مطین کو اس میں غلطی لگی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس یونس بن بکر کو وہم ہوا ہے ایسا ہی مغازی میں ان سے ہوا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ التیہان نے اسلام کا دور ہی نہیں پایا۔

معرفة الصحابة (۲۰۶/۳) * اسد الغابة (۵۳۳) تجرید (۵۹/۱)

معرفة الصحابة (۲۱۱/۳) جامع المسانید والسنن (۴۰۲/۲) اسد الغابة (۲۵۲/۱)

اسد الغابة (ت ۵۳۵) * المعجم الكبير (۱۳۰۴/۲) مجمع الزوائد (۱۲۸/۸) جامع المسانید (۴۰۵/۲)

حرف الثاء

قسم اول

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۸۷۱ ثابت بن ائله انصاری اوسی *

از بنی عمرو بن عوف۔ ابن اسحاق نے شہدائے خیر * میں ان کا تذکرہ کیا اور ابو موسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا استدراک کیا ہے۔ ابن عبد البر نے ان کے والد کے نام میں تحریف کر دی جیسا کہ میں قسم رابع میں اس پر متنبہ کروں گا۔

۸۷۲ ثابت بن اقرم *

بن ثعلبہ بن عدی ابن عجلان البلوی، انصار کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ نے بدرین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مغازی میں ابن اسحاق نے کہا: مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے بحوالہ عروہ بتایا کہ غزوہ موتہ میں پھر جھنڈا ثابت بن اقرم نے تھام لیا جب ابن رواحہ شہید ہو گئے تھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ ایسا ہی ابن مندہ نے ابوالیسر کی حدیث سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور واقدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: میں موتہ میں موجود تھا تو ثابت بن اقرم نے مجھ سے کہا: تم بدر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے، وہاں ہماری کثرت کی وجہ سے مدد نہیں کی گئی۔ اہل مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ ثابت بن اقرم عہد صدیقی میں شہید ہوئے انہیں طلحہ بن خویلد اسدی نے شہید کیا (جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے)۔ طلحہ کے اسلام لانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تم سے کیسے محبت کروں جبکہ تم نے دونیک شخص عکاشہ بن محسن اور ثابت بن اقرم شہید کیے؟ تو طلحہ نے جواب دیا: میرے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو عزت بخشی اور مجھے ان دونوں کے ہاتھوں سے رسوا نہیں کیا۔ عروہ نے اس کے خلاف روایت کی ہے چنانچہ طبرانی نے ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ ابوالاسود، عروہ سے نقل کیا فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے نجد کے علاقہ غمر کی جانب ایک دستہ بھیجا جن کے امیر ثابت بن اقرم * تھے جس میں وہ زخمی ہوئے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں شہید ہو گئے تھے۔ البتہ یوں اس کی تاویل کرنا ممکن ہے کہ وہ زخمی ہوئے تھے لیکن فوت نہیں ہوئے تھے۔ میں کہتا ہوں: غمرہ غین کے زبر سے ہے۔

* اسد الغابۃ (۵۳۷) * اسد الغابۃ (۲۵۴/۱) السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۲۶۶/۳)

* اسد الغابۃ (۵۳۹) الاستیعاب (۲۵۰) تجرید (۶۰/۱) * المعجم الکبیر (۷۷/۲) مجمع الزوائد (۲۱۰/۶)

۸۷۳ ثابت بن الجزع

ان کا نام ثعلبہ بن زید بن حارث بن حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شہدائے طائف میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نیز انہی دونوں نے اہل عقبہ میں بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ طبرانی کی روایت میں موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ثابت بن اجذع ہے جو لفظی غلطی ہے۔

۸۷۴ ثابت بن حارث انصاری

ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا نسب بیان کیا ہے، بعض ابن حارث کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد، ثابت بن حارث انصاری، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ”آپ ﷺ نے بدری شخص کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے“۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کیا معلوم؟ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جھانک کر دیکھا ہو“۔ (حدیث) حسن بن سفیان، ابن سعد اور طبرانی نے ابن المبارک کی سند سے بحوالہ ابن لہیعہ حارث بن یزید سے وہ ثابت بن حارث انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے غنائم تقسیم کیے تو سہلہ بنت عاصم بن عدی انصاری اور ان کی بیٹی کا حصہ بھی نکالا جو پیدا ہوئی تھی۔ اس کی سند قوی ہے اس لئے کہ ابن المبارک کی ابن لہیعہ سے روایت لینا ابن لہیعہ کی حدیث کے قوی ہونے کی نشانی ہے۔

اور بغوی نے اسے کامل بن طلحہ سے بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا تو کہا: مجھے حارث نے اسی سے ملتا جلتا مفہوم بتایا۔ اور فرماتے ہیں: مجھے ان کی اس کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: طبرانی کے ہاں ان کی اسی سند سے ایک اور حدیث ہے اور ابن مندہ کے ہاں دوسری ہے جسے ابن وہب بحوالہ ابن لہیعہ، حارث بن یزید سے وہ ثابت بن حارث انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم انصار کا ایک شخص منافق سا ہو گیا، اس کا بھتیجا جسے ورقہ کہا جاتا تھا، آ کر رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! (میرے خیال میں) میرا چچا منافق ہو چکا ہے، مجھے اجازت دیجئے اس کا سر قلم کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ بدر میں شرکت کر چکا ہے، شاید یہی اس کے لیے کفارہ بن جائے“۔ (حدیث) اسی کی طرف ابو حاتم نے اشارہ کیا ہے۔

۸۷۵ ثابت بن حسان

ابن خضاء میں تذکرہ آئے گا۔

۸۷۶ ثابت بن خالد

بن نعمان۔ بقول بعض: ابن عمرو بن نعمان بن خضاء بن عیسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، ابن اسحاق موسیٰ بن عقبہ اور ابن کلبی نے انہیں شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ اور قداح نے بر معونہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا اور ابن لہیعہ

اسد الغابۃ (۵۴۰) الاستیعاب (۲۴۵) اسد الغابۃ (۲۵۴/۱) الاستیعاب (۲۷۴/۱)
اسد الغابۃ (۵۴۱) الاستیعاب (۲۶۹) الجرح والتعديل (۴۵۰/۲)
المعجم الكبير (۹۹/۱۲) اسد الغابۃ (۵۴۳) الاستیعاب (۲۴۸) تجرید (۶۱/۱)

نے ابوالاسود سے بحوالہ عروہ ان کی مخالفت میں انہیں شہدائے یمامہ * میں ذکر کیا، ایسا ہی واقدی نے البتہ ان کے دادا کا نام نعمان کی جگہ عمرو بتایا ہے۔ ان کی دو بیٹیاں دبیہ اور رقیہ تھیں جو صحابیات ہیں۔ عسیرۃ ان کے نسب میں جو نام ہے وہ سین سے تصغیر ہے اور ابن شام نے نقطے والے سے لکھا ہے۔

۸۷۷ ثابت بن خنساء *

انیس، ابن حسان بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے واقدی نے ان کا نام ابن خنساء اور دوسروں نے ابن حسان لیا ہے۔ ابو عمر سے ذہول ہوا وہ سمجھے کہ واقدی بدر میں ان کا ذکر کرنے میں اکیلے ہیں۔ اس طرح وہ یہ گمان کر بیٹھے کہ وہ اس ابن حسان کے علاوہ کوئی شخص ہیں جن کا ابن اسحاق اور موسیٰ نے تذکرہ کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے یہ بات ابن شاہین کی عبارت سے لی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ثابت بن خنساء پھر ان کا نسب بیان کرتے ہیں کہ واقدی کی روایت کے مطابق بدر میں شریک رہے۔

۸۷۸ ثابت بن دحداح *

نعیم بن غنم بن ایاس، انصار کے حلیف۔ وہ بلوی تھے۔ بنی عمرو بن عوف سے معاہدہ کیا۔ انہیں ثابت بن دحداح بھی کہا جاتا ہے۔ ابودحداح اور ابودحداح کنیت رکھتے تھے۔ طبرانی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن یسار، سماک بن حرب سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ثابت بن دحداح کے جنازے میں دیکھا تھا“۔ * (حدیث) یہ حدیث صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مروی ہے لیکن اس میں انہوں نے نام نہیں لیا۔ فرماتے ہیں: ہم نے ابن دحداح کا جنازہ پڑھا اور ایک روایت میں ہے، ابودحداح کا جنازہ پڑھا۔

باوردی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ محمد بن ابی عدی، عکرمہ یا سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ ثابت بن دحداح نے نبی ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا تو یہ آیت:

”لوگ آپ سے حیض (عورتوں کی ماہواری) کے متعلق پوچھتے ہیں“۔ (البقرة: ۲۲۲)

نازل ہوئی۔ واقدی غزوہ اُحد کے بیان میں لکھتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عمار خطمی نے بتایا: اُحد کے روز ثابت بن دحداح سامنے آ کر کہنے لگے: ”(جب یہ افواہ پھیل گئی کہ محمد ﷺ شہید ہو گئے) انصار! اگر محمد (ﷺ) شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے جسے موت نہیں آتی۔“ تو اپنے دین کو بچانے کے لئے لڑو۔ تو انہوں نے اپنے ساتھ چند مسلمانوں کو لے کر یکبارگی حملہ کیا۔ خالد نے ایسا نیزا مارا کہ آ رہا ہو گیا وہ زمین پر گر پڑے۔ بقول واقدی: ہمارے بعض احباب کہتے ہیں: وہ وہاں سے نکل آئے اور اس زخم سے تندرست ہو گئے تھے۔ بعد میں ان کی وفات بستر پر ہوئی جب نبی ﷺ حدیبیہ سے لوٹے۔ واللہ اعلم

* المعجم الكبير (۷۸، ۷۷/۲) * اسد الغابة (۵۴۴) الاستيعاب (۲۴۹) تجريد (۶۱/۱)

* اسد الغابة (۵۴۵) الاستيعاب (۲۵۵)

* مسلم كتاب الجنائز باب ركوب المصلى على الجنازة اذا انصرف (۲۲۳۵) المعجم الكبير (۲۵۰، ۲۴۱، ۲۱۹/۲)

۸۷۹ ثابت بن دينار

ثابت بن قيس میں تذکرہ آئے گا۔

۸۸۰ ثابت بن ربيعہ

از بنی عوف بن خزرج انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۱ ثابت بن ربيع انصاری

عبدان نے ان کا تذکرہ کیا اور ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ثابت بن ربيع کے پاس عیادت کے لئے آئے تو عورتیں رونے لگیں۔ (حدیث) اس میں ”جب وہ فوت ہو جائے تو میں ہرگز کسی رونے والی کی آواز نہ سنوں“۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث جابر بن عتیک کی روایت سے مشہور ہے اس میں ہے جن کے گھر آپ آئے تھے وہ عبد اللہ بن ثابت تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت موطا وغیرہ میں ہے۔ اس میں ابن لہیعہ نے خلط کر دیا۔ لیکن مخرج حدیث کے مختلف ہونے کی وجہ سے احتمال ہے کہ قصہ کئی بار واقع ہوا ہے۔

۸۸۲ ثابت بن رفاعہ انصاری

ابن مندہ اور ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا اور ابن مندہ نے ہی عبد الوہاب کی سند سے بحوالہ سعید، قتادہ سے نقل کیا کہ ثابت بن رفاعہ کے چچا نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ثابت یتیم ہے جس کی پرورش میرے ہاں ہے تو میرے لئے اس کا کونسا مال استعمال کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم اس کے مال کے ذریعہ اپنا مال بچائے بغیر دستور کے مطابق کھا سکتے ہو“۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس کے راوی معتبر ہیں۔

۸۸۳ ثابت بن رؤف

انہیں رفیع انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ابی حاتم نے فرمایا: ثابت بن رفیع صحابی ہیں، میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا وہ شامی ہیں، میرے نزدیک ان کا (معتبر نام) رؤف بن ثابت ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: وہ مصر میں فروکش ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن موسیٰ سے بحوالہ اسرائیل، زیاد المصفر سے حسن بصری سے نقل کیا، فرمایا: مجھے مصر کے ثابت بن رفیع نے بتایا (وہ)

اسد الغابۃ (۵۴۸) الاستیعاب (۲۵۵) تجرید (۶۲/۱) اسد الغابۃ (۵۴۷)

ابوداؤد کتاب الجنائز باب فضل من مات بالطاعون (۳۱۱۱)

نسائی کتاب الجنائز باب النهی عن البكاء علی المیت (۱۸۴۵) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب ما یرجى فیہ الشہادۃ (۲۸۰۳)

السنن الکبریٰ (۷۰/۴) التاریخ الکبیر (۲۰۹/۲)

اسد الغابۃ (۵۴۹) تجرید (۶۲/۱) معرفۃ الصحابۃ (۲۴۳/۳) کنز العمال (۴۰۵۰۰۰) الدر المنثور (۱۲۲/۲)

اسد الغابۃ (۵۵۰) الاستیعاب (۲۶۵) تجرید (۶۲/۱) الجرح والتعدیل (۴۵۲/۲)

اکثر دستوں کے امیر بنائے جاتے تھے) میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”خبردار! مال غنیمت کی خیانت سے تم لوگ بچنا“۔ (حدیث) ایسا ہی انہوں نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ اور سعید بن مسعود وغیرہ نے بحوالہ عبید اللہ بن موسیٰ ان کی متابعت کی ہے۔ بقول ابن السکن: مجھے ان کا ذکر صرف اسی روایت میں ملا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا ایک دوسرا طریق بھی ہے جسے ابوبکر ہذلی نے عطاء خراسانی سے بحوالہ ثابت بن رفیع روایت کیا اور ابن یونس نے تاریخ مصر میں لکھا ہے: ثابت بن رفیع بن ثابت بن السکن انصاری۔ ابوملیکہ بلوی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے یزید بن ابی حبیب۔ اہل مصر میں سے ثابت بن رفیع سے حسن بصری روایت کرتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ ثابت بن روہفیع یہی ہیں، اس واسطے کہ ان کے والد مصری صحابہ میں شہرت رکھتے ہیں۔

۸۸۴ ثابت بن زید حارثی

ابوزید، جنہوں نے قرآن جمع کیا۔ یہی نام محمد بن سعد نے بحوالہ ابوزید نحوی سے نقل کیا ہے۔ ان کا گمان ہے یہ ان کے دادا ہیں۔ بقول بعض ان کا نام قیس ہے یہی اکثر کا قول ہے۔ ان کا ایک بیٹا ثابت نامی ہے جو تابعی ہے۔

۸۸۵ ثابت بن زید

بن قیس بن زید بن نعمان ابن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج محمد بن ابراہیم بحوالہ محمد بن یزید سے ابن شاہین نے اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا کہ وہ غزوہ احد میں شریک تھے۔

۸۸۶ ثابت بن زید

بن مالک بن عبید بن کعب بن عبدالاشہل انصاری اشہلی، سعد بن زید کے بھائی۔ ابن شاہین نے گزشتہ سند سے ذکر کیا کہ وہ احد میں شریک تھے۔

۸۸۷ ثابت بن زید بن ودیعہ

ابن ودیعہ میں تذکرہ آئے گا۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

۸۸۸ ثابت بن سفیان

بن عدی بن امری القیس بن عمرو بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ وہ اور ان کے دونوں بیٹے سماک اور حارث احد میں شریک ہوئے، تو حارث اسی دن شہید ہو گئے۔ یہ بات ابن شاہین نے اپنے رجال کے ذریعہ محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید نقل کی ہے۔

۸۸۹ ثابت بن سماک

بن ثابت بن سفیان، سابقہ شخصیت کے پوتے۔ ان کا بھی ابن شاہین نے ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا کہ باپ،

بیٹا اور دادا سب غزوہ اُحد میں شریک ہوئے۔

میں کہتا ہوں: اسی پر عدوی اور طبری نے بھروسا کیا ہے۔

۸۹۰ ثابت بن الصامت انصاری

خزرجی۔ عبادہ بن الصامت کے بھائی ابن الاثیر نے بعد والے عنوان میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۱ ثابت بن الصامت

بن عدی بن کعب بن عبد الاشہل انصاری اشہلی، ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم ***** بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن خزیمہ نے ابن ابی حبیب کی سند سے بحوالہ عبد الرحمن بن عبد الرحمن بن ثابت بن الصامت، اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ **”نبی ﷺ نے بنی عبد الاشہل کی مسجد میں نماز ادا فرمائی آپ ﷺ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس سے زمین کی ٹھنڈک سے بچاؤ کا سامان کیے ہوئے تھے“**۔ اسی سند سے ابن ماجہ ***** نے یہ روایت نقل کی ہے، لیکن ان کے ہاں: عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ثابت لکھا ہے۔ **”ان کے والد ان کے دادا سے“** کے الفاظ رہ گئے ہیں، جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ صحابی عبد اللہ بن عبد الرحمن ہیں جبکہ ایسا نہیں۔ ابن السکن کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ ثابت بن صامت زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ صحابی ان کے بیٹے ہیں۔ اسی پر ابو عمر نے ابن سعد کی پیروی میں بھروسا کیا ہے اس حدیث کے متعلق ابن سعد کہتے ہیں: یا تو عبد الرحمن بن عبد الرحمن کے بیٹے ہیں جو اپنے والد سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں یا وہ اپنے والد سے بحوالہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں **”عن جدہ“** کے الفاظ نہیں۔ اس واسطے کہ جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں جنہوں نے آپ سے روایت کی وہ عبد الرحمن بن ثابت ہیں نہ کہ ان کے والد۔ اس بارے میں ابن سعد کا جس پر بھروسا ہے وہ ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ ثابت بن صامت جاہلیت میں فوت ہو گئے عنقریب عبد الرحمن بن ثابت کے سوانح میں آئے گا کہ جو صامت جاہلیت میں فوت ہوئے وہ عبادہ کے والد ہیں۔ نیز وہ اشہلی نہیں۔ اور ابن قانع نے عجیب کام کیا کہ صامت، جو ثابت کے والد ہیں انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ اور اس حدیث کو دوسری سند سے بحوالہ ابن ابی شیبہ روایت کیا تو کہا: عبد الرحمن بن ثابت اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا نقل کرتے ہیں گویا ان کی روایت سے ابن کا لفظ چھوٹ گیا۔ یوں وہ روایت ابن عبد الرحمن سے ہے۔

۸۹۲ (ن) ثابت صہیب

بن کرز بن عبد مناة بن عمرو بن غیان ساعدی۔ ابن سعد اور ابن شاہین نے ذکر کیا کہ وہ اُحد میں شریک تھے یہی بات طبری نے نقل کی ہے۔

۸۹۳ ثابت بن الضحاک

بن امیہ بن ثعلبہ ابن جشم بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن عمرو بن الخزرج۔ بقول ابن مندہ، ابن سعد نے ان کا ذکر

***** اسد الغابۃ (۲۵۹/۱) ***** اسد الغابۃ (۵۵۶) الاستیعاب (۲۶۳) تجرید (۶۳/۱) ***** الجرح والتعديل (۴۵۳/۲)

***** ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاة والسنة فیہا باب السجود علی الثیاب فی الحر والبرد (۱۰۳۲)

***** اسد الغابۃ (۵۵۷) الاستیعاب (۲۵۲) ***** اسد الغابۃ (۵۵۸) الاستیعاب (۲۶۰)

کیا کہ ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ برقی نے ان کا ذکر کیا اور ان کی ایک حدیث روایت کی۔ واقدی نے ان کا تذکرہ کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے ان سے کوئی روایت محفوظ نہیں۔

۸۹۴ ثابت بن الضحاک

بن خلیفہ بن ثعلبہ بن عدی بن کعب بن عبد الاشہل الانصاری الاشہلی بیعت رضوان میں شریک تھے جیسا کہ اس کا ثبوت صحیح مسلم میں ابو قلابہ کی روایت سے ہے کہ انہوں نے خود یہ بات بیان کی۔ ابن مندہ نے بحوالہ بخاری نقل کیا ہے کہ وہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے کہا کہ بخاری نے کہا: وہ حدیبیہ میں شریک تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ بات ترمذی نے بھی نقل کی ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ ابن شاہین بحوالہ ابن ابی داؤد اور ابن السکن، ابوبکر بن ابی الاسود کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ خندق کے روز ثابت بن ضحاک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے اور حمراء الاسد کی جانب آپ کے رہبر تھے۔ وہ درخت تلے بیعت کنندگان میں سے تھے۔ ابو عمر واقدی کی اتباع میں کہتے ہیں: وہ ہجرت کے تیسرے سال پیدا ہوئے اور ۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے، شاید وہ بعثت کے تیسرے سال پیدا ہوئے ہوں۔ اس واسطے کہ جو شخص ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں شریک ہو کر اس میں بیعت کرتا ہے ہجرت کے تین سال بعد اس کی ولادت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس لحاظ سے حدیبیہ میں اس کی عمر تین سال ہونی چاہیے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہجرت کے تیسرے سال جن کی ولادت ہوئی وہ ان سے پہلے والی شخصیت ہے۔ واللہ اعلم ابو حاتم فرماتے ہیں: مجھے بحوالہ ابن نمیر یہ روایت پہنچی ہے، انہوں نے فرمایا: وہ زید بن ثابت کے والد ہیں۔ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو غلط ہے اس لیے کہ ابو قلابہ نے زید بن ثابت کو نہیں دیکھا تو ان کے والد کا زمانہ کیسے پالیا، کہ وہ کہیں: مجھے ثابت بن ضحاک نے بتایا ہے؟

میں کہتا ہوں: شاید ان لوگوں نے ابن نمیر کی جو بات سمجھی ہے وہ ان کی مراد نہ ہو، ہاں! یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ان کا ایک بیٹا زید نامی تھا نہ یہ کہ وہ ان زید بن ثابت کے والد ہیں جو مشہور فقیہ ہیں۔ بغوی بحوالہ ابو موسیٰ ہارون بن عبد اللہ فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابو زید تھی۔ وہ عبد اللہ بن زبیر کے دور میں فوت ہوئے۔ یہی تاریخ طبری، ابن سعد اور ابو احمد حاکم نے بیان کی ہے۔ بعض ۶۴ھ کا اضافہ کیا ہے۔ عمرو بن علی فرماتے ہیں: ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی، شاید انہوں نے بھی واقدی کی پیروی کی ہے۔

۸۹۵ ثابت بن طریف المرادی قسم ثالث میں تذکرہ آئے گا۔

۸۹۶ ثابت بن ابی عاصم

ابن ابی عاصم نے وحدان میں ان کا تذکرہ کیا اور ثعلبہ بن مسم کی سند سے ان کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں سماع کا ذکر نہیں کیا۔ ثعلبہ تبع تابعین سے ہیں۔ وہ کسی صحابی سے نہیں ملے۔ بقول ابو نعیم وہ تابعین کے زیادہ مناسب ہیں۔

اسد الغابۃ (۵۵۹) الاستیعاب (۲۶۱) تجرید (۸۳/۱) کتاب الایمان باب غلط تحریم قتل الانسان نفسه (۲۹۸)

الجرح والتعديل (۴۵۳/۲) اسد الغابۃ (۵۶۱) تجرید (۶۳/۱) الاحاد والمثنائی (۱۶۶/۵)

۸۹۷ ثابت بن عامر

بن زید انصاری، بدر میں شریک تھے، ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد ان کا تذکرہ کیا۔ ابو عمر نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ جبکہ یہ وہم ہے درست ثابت بن عمرو بن زید ہے جن کا تذکرہ آنے والا ہے۔

۸۹۸ ثابت بن عبید انصاری

بدر میں پھر اس کے بعد جنگ صفین میں شریک رہے اور اسی میں شہید ہو گئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۹ ثابت بن عتیک

بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول انصاری جسر ابی عبید کے روز ۱۵ھ میں شہید ہوئے۔ یہ موسیٰ بن عقبہ اور عمرو وغیرہ کا قول ہے۔

۹۰۰ ثابت بن عدی

بن مالک بن حرام ابن خدیج بن معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف الاوسی۔ ابن شاہین نے بحوالہ محمد بن یزید، محمد بن ابراہیم سے اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا کہ وہ اور ان کے بھائی حارث، عبدالرحمن اور سہل احد میں شریک رہے۔ ان لوگوں کی والدہ ام عثمان بنت معاذ بن فروہ خزرجیہ ہے۔ بعینہ عدوی اور طبری نے نقل کیا، عدوی فرماتے ہیں: وہ جسر ابی عبید کے روز شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں: لفظ حرام بغیر نقطہ حا اور را سے ہے اور خدیج نقطہ والی خاء سے آخر میں جیم ہے۔

۹۰۱ ثابت بن عمرو

بن زید بن عدی بن سواد بن مالک بن غنم بن عدی بن نجار۔ ابو الاسود کے ہاں بحوالہ عروہ، ان کے نسب میں سواد کے بعد مخالفت ہے، وہ لکھتے ہیں: سواد بن عصمہ ابو عصمہ انصاری، ان کے حلیف ہیں۔ اصلاً وہ اشجع کے تھے بعد میں انصار سے عہد باندہ پھر بیٹے ہونے کی وجہ سے انہی میں شمار ہونے لگے۔ جیسا کہ بہت سے عرب کا اس سے اتفاق ہوا ہے۔ مثلاً مقداد بن الاسود ورنہ نجار کی طرف ان کا نسب بیان کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اصلاً انصاری ہوں نہ کہ معاہدہ کی بنا پر۔ وہ بدر میں شریک رہے اور ماسوائے ابن اسحاق سب کے قول کے مطابق احد میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے ابن جریر کی اتباع میں کہا ہے: ابن اسحاق نے ان کا بدری صحابہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔ جبکہ موسیٰ بن عقبہ نے شہدائے احد میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

اسد الغابۃ (۵۶۲) الاستیعاب (۲۵۷) اسد الغابۃ (۳۱۲/۱) الاستیعاب (۲۷۹/۱) الجرح والتعديل (۴۵۳/۲)

اسد الغابۃ (۲۵۹) اسد الغابۃ (۵۶۳) اسد الغابۃ (۲۶۲/۱) الاستیعاب (۲۷۹/۱)

اسد الغابۃ (۵۶۴) تجرید (۴۶۳/۱) اسد الغابۃ (۵۶۵)

اسد الغابۃ (۲۶۲/۱) اسد الغابۃ (۵۶۷) الاستیعاب (۲۴۷)

المعجم الكبير (۸۰/۲)

۹۲ ثابت بن قیس

بن خطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر انصاری ظفری۔ ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابو عمر فرماتے ہیں، صحابہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ سعید بن العاص نے انہیں اس وقت کوفہ کا گورنر بنایا۔ جب اہل کوفہ کی ان سے شکایت کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں طلب فرمایا تھا، مجھے ان کی روایت کا علم نہیں، ان کے والد جاہلیت میں نامور شاعر تھے۔

مصعب بن زبیری فرماتے ہیں: مجھے عبد اللہ بن محمد بن عمار القدح نے بتایا کہ نبی ﷺ نے قیس بن خطیم کے سامنے اسلام پیش کیا جب وہ مکہ میں تھے، تو انہوں نے مدینہ آنے تک مہلت مانگی۔ پھر ہجرت سے قبل اوس و خزرج کی باہمی کسی لڑائی میں قیس قتل ہو گئے۔ فرماتے ہیں: یزید بن قیس ان کے بیٹوں میں سے ہیں، انہی کے نام کی کنیت رکھتے تھے۔ ثابت بن قیس کو جنگ احد میں بارہ (۱۲) گھاؤ آئے۔ اس دن آپ ﷺ نے ان کا نام حاسر (جس کے بدن پر زرہ اور سر پر خود نہ ہو) رکھا آپ فرماتے: حاسر! آگے بڑھو! حاسر! پیچھے ہٹو، وہ آپ ﷺ کے سامنے اپنی تلوار چلا رہے تھے۔ اس کے بعد والی جنگوں میں بھی شریک کار رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا۔ وہ اسی کے گورنر رہے بالآخر مغیرہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے گورنر بن کر آئے تو انہیں معزول کر دیا۔ ثابت کا انتقال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ہوا۔

ابن سعد طبقات مصعب سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔ بعینہ قداح نے محمد بن صالح بن دینار سے اپنی سند سے روایت کیا کہ حضرت امیر معاویہ، ثابت بن قیس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں رہنے کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے۔ انصار نے ایک بار اکٹھے ہو کر حضرت معاویہ کو اطلاع لکھنا چاہی کہ وہ ان کے حقوق روکے ہوئے ہیں تو ثابت نے انہیں مشورہ دیا کہ ان سے ایک آدمی خط و کتابت کرے مبادا کوئی ایسا جواب آئے جسے تم لوگ ناپسند کرو۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا کہ وہ ان کا خط لے کر ان کے پاس گئے اور ان دونوں کے مابین خط و کتابت ہوئی۔

حرابی نے غریب الحدیث میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عاصم بن عمر نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: خزرج نے جاہلیت میں قیس بن خطیم کو قتل کر دیا۔ جب ان کا بیٹا مسلمان ہو گیا تو انہوں نے اس کے پاس ان کے ہتھیار بھیج دیئے، تو کہنے لگا: اگر اسلام نہ ہوتا تو تمہیں اپنا کیا عجیب لگتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عدی بن ثابت کی جو روایت بحوالہ ان کے دادا ان کے والد سے سنن میں آتی ہے اس میں ان کے دادا سے مراد یہی ثابت بن قیس ہیں۔ کیونکہ وہ (راوی) عدی بن ابان بن ثابت بن قیس بن خطیم ہیں اسی پر ابو احمد دمیاطی نے بعض علماء نسب مثلاً ابن کلبی کی پیروی کرتے ہوئے، بھروسہ کیا ہے۔ اس میں کافی اختلاف ہے۔ بعض ثابت بن عازب کو براء کا بھائی، اور بعض نے ثابت بن عبید بن عازب کے متعلق کہا کہ وہ براء کے بھتیجے ہیں۔ بقول بعض ان کے دادا کا نام عدی بن عمرو بن اخطب ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ ان کے نانا عبد اللہ بن یزید ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں: وہ ثابت بن دینار ہیں۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں۔

دمیاطی کے قول پر اہل نسب مثلاً ابن کلبی اور ابن سعد کا اتفاق معلوم ہوتا کہ ابان بن ثابت بن قیس ختم ہو گئے ان کا کوئی وارث نہیں۔

۹۰۳ (ز) ثابت بن قیس

بن زید بن نعمان خزرجی، ابوزید، ابن حبان * نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا کہ وہ صحابی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں فوت ہوئے یہ وہ نہیں ہیں جنہوں نے قرآن جمع کیا، ان کا نام قیس بن سکین ہے۔

۹۰۴ ثابت بن قیس *

بن شماس بن زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج انصاری خزرجی، خطیب انصار، ابن السکن نے ابن ابی عدی کی سند سے بحوالہ حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد پر ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، عرض کیا: جس سے ہم اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچاتے ہیں اسی سے آپ کو بچائیں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت۔ لوگوں نے بیک زبان کہا: ہم راضی ہیں۔ جعفر بن سلیمان بحوالہ ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے، جن کی کنیت ابو محمد بقول ابو عبد الرحمن تھی۔ اہل مغازی نے انہیں بدری صحابہ میں ذکر نہیں کیا ان کا کہنا ہے کہ ان کی شرکت کا پہلا معرکہ احد اور اس کے بعد والے غزوات ہیں۔ مشہور قصہ میں نبی ﷺ نے انہیں جنت کی بشارت دی جسے موسیٰ بن انس بحوالہ اپنے والد روایت کیا۔ اس حدیث کی اصل مسلم نے نقل کی ہے۔

ترمذی * میں صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ”ثابت بن قیس بہترین مرد ہے“۔ بخاری میں مختصر اور طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے طویل روایت ہے کہ جنگ یمامہ کے روز لوگوں کے قدم اکھڑتے دیکھے تو میں نے ثابت بن قیس سے کہا: چچا جان! چچا جان! آپ یہ کیا دیکھ رہے ہیں؟ وہ حنوط لگا رہے تھے، فرمانے لگے: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی معصیت میں اس طرح تو نہیں لڑتے تھے، تم لوگوں نے اپنے دوستوں کو بری عادت ڈال دی ہے۔ اے اللہ! میں تیرے حضور اس سے برأت کا اعلان کرتا ہوں جو انہوں (مسلمانوں) نے کیا اور جو ان (مشرک) لوگوں نے کیا، اس کے بعد لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

ان کے جسم پر بڑی عمدہ زرہ تھی ان کی نعش سے کسی مسلمان کا گزر ہوا تو اس نے وہ زرہ لے لی۔ اسی اثناء میں ایک مسلمان نے خواب دیکھا ثابت اس سے کہہ رہے ہیں، میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں، لیکن خیال کرنا اسے خواب سمجھ کر ضائع نہ کرنا، وہ وصیت یہ ہے کہ جب میں شہید ہو گیا تو میری زرہ فلاں شخص نے اتاری ہے۔ اس کا ٹھکانہ لوگوں سے دور ہے۔ اس کے خفیہ مقام کے پاس گھوڑے آگے پیچھے دوڑ رہے ہوں گے، اس نے زرہ پر ہنڈیا دے کر اس کے اوپر اونٹ کا کجاوا رکھ دیا ہے۔ تم خالد بن ولید کے پاس جانا کہ وہ اسے لے لیں اور ابو بکر سے کہنا کہ مجھ پر جو اتنا وتنا قرض ہے وہ ادا کر دیں اور فلاں جو میرا غلام ہے آزاد ہے۔ وہ شخص چونک کر جاگا اور سیدھا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ساری بات سنا دی۔ انہوں نے زرہ کے لیے آدمی بھیج کر منگوا لی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

* الثقات (۱۲۳/۶) * اسد الغابۃ (۵۶۹) الاستیعاب (۲۵۳)

* ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل (۳۷۹۵)

سے خواب بیان کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت * نافذ فرمائی۔

بغوی نے یہ روایت دوسری سند سے عطاء خراسانی سے بحوالہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹی، طویل ذکر کی ہے۔

۹۰۵ (ن) ثابت بن قیس

انہیں ابن کامل ابوورد بھی کہا جاتا ہے، کنیتوں میں تذکرہ آئے گا۔ بقول بعض ان کا نام عبید یا کچھ اور ہے۔

۹۰۶ ثابت بن مَخْلَد *

بن زید بن مَخْلَد ابن حارث بن عمرو انصاری خطمی۔ ابن شاہین نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے کہ وہ ۷۰ھ کے روز شہید ہوئے۔ یہ روایت انہوں نے عبد اللہ بن سلیمان بن الاشعث سے سنی ہے۔ ابن شاہین ہی نصر بن علی کی سند سے بحوالہ محمد بن بکر، ابن جریج سے وہ ابن المنکدر سے وہ ابوایوب سے وہ ثابت بن مَخْلَد انصاری سے مرفوع روایت کرتے ہیں ”جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈالے گا“۔ (حدیث) اس میں تاثر ہے۔ اسی روایت کو امام احمد نے اپنی مسند * میں محمد بن بکر سے اسی سند کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ تو انہوں نے مسلمہ بن مَخْلَد کہا۔ یہ ان کی مشہور حدیث ہے اس میں ان کا ابوایوب کے ساتھ ایک واقعہ بھی ہے جسے ہم نے خطیب کی کتاب الرحلہ میں نقل کیا ہے۔

۹۰۷ ثابت بن مسعود

آخری قسم میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۹۰۸ ثابت بن نعمان بن امیہ

بقول بعض یہ ابو حبیہ بدری کا نام ہے۔

۹۰۹ ثابت بن نعمان *

بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس، ابو حبیہ کنیت تھی۔ بقول ابن البرقی اور ابن یونس فتح مصر میں شریک تھے۔ یہ وہ بدری نہیں ہیں وہ کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف کے بیٹے ہیں جس پر علماء کا اتفاق ہے۔ ابن مندہ کو وہ ہم ہوا انہوں نے دونوں کو ایک بنا دیا۔ ادھر ابن اسحاق نے ابو الصباح ثابت بن نعمان کو شہدائے اُحد میں ذکر کیا اور بعینہ یہ نسب وہاں بیان کیا ہے، اس لحاظ سے ان کے والد ان کے بعد کافی عرصہ زندہ رہے۔

۹۱۰ ثابت بن نعمان *

بن حارث بن رزاح بن ظفر انصاری ظفری، ابن شاہین نے سابقہ سند کے ذریعہ ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول قذح، اُحد اور

* بخاری کتاب الجہاد باب التحنط عند القتال (۲۸۴۵) والمعجم الكبير (۱۳۰۹/۲)

* اسد الغابۃ (۵۷۰) تجرید (۶۴/۱) * مسند احمد (۱۰۴/۴) * اسد الغابۃ (۵۷۵) تجرید (۶۵/۱)

* اسد الغابۃ (۵۷۶) الاستیعاب (۲۶۸)

بعد کے غزوات میں شرکت کی۔ البتہ عدوی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ جسراہی عبیدہ کے روز شہید ہوئے۔ ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۹۱۱ ثابت بن نعمان

بن زید بن عامر بن سواد بن ظفیری انصاری ظفیری۔ ان کا بھی ابن شاہین نے تذکرہ کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا: میرے خیال میں یہ پہلے والے نہیں۔ جبکہ ابن الاثیر نے اس کا رد کیا ہے۔ اسی طرح ابو عمر نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔

۹۱۲ ثابت بن ہزال

بن عمرو بن عمرو بن قریوس بن لوزان بن سالم بن عوف انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ ان کا شرکائے بدر اور شہدائے یمامہ میں تذکرہ کیا ہے اور ابن عبد البر نے ذکر کیا کہ وہ بنی عمرو بن عوف کے فرد ہیں۔

۹۱۳ ثابت بن ودیعہ

ابن یزید میں تذکرہ آئے گا۔

۹۱۴ ثابت بن ودیعہ بن خدام

بنی امیہ بن زید بن مالک کے فرد ہیں ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے والد منافق تھے اور ان میں اور ثابت بن یزید میں فرق کیا ہے۔ ابن ودیعہ سے مشہور ہیں۔ ابن الاثیر نے اس کا رد کیا ہے۔ میرے سامنے جو بات ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ دونوں جدا شخصیتیں ہیں، کیونکہ دونوں کا نسب مختلف ہے۔ اور بظاہر بھی ودیعہ ان کے والد نہیں رہے وہ جن کا تذکرہ آئے گا تو ان کی والدہ کا نام ودیعہ ہے۔

۹۱۵ ثابت بن وقش

بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل انصاری اشہلی۔ مغازی میں ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ عاصم بن عمر نے مجھے بحوالہ محمود بن لبید بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ احد کی جانب نکلے تو ثابت بن وقش اور حسل بن جابر جو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے والد ہیں ٹیلوں پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ دکھائی دیئے دونوں ضعف و پیری میں تھے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم آج کل میں کھوپڑیاں بن جائیں گے۔ تمہارا ناس! ہمیں کس چیز کا انتظار ہے؟ پھر وہ دونوں مسلمانوں سے آ ملے تاکہ شہادت حاصل کریں۔ جب وہ دونوں

السيرة النبوية (۹۶/۳) * اسد الغابة (۵۷۷) الاستيعاب (۲۵۶) * السيرة النبوية (۹۶/۳)

اسد الغابة (۲۶۷/۱) * اسد الغابة (۵۷۸) الاستيعاب (۲۴۶) تجرید (۶۵/۱)

المعجم الكبير (۱۳۵۹/۲) معرفة الصحابة (۲۳۵/۳) اسد الغابة (۲۶۸/۱)

الاستيعاب (۲۷۴/۱) * اسد الغابة (۵۸۰) الاستيعاب (۲۶۳) تجرید (۶۵/۱)

جامع المسانيد (۴۲۲/۲) * اسد الغابة (۲۶۸/۱)

اسد الغابة (۵۸۱) الاستيعاب (۲۵۸)

لوگوں میں شامل ہوئے تو مشرکین نے ثابت بن قش کو شہید کر دیا۔ اور مسلمانوں کی تلواریں حذیفہ کے والد کی جانب مڑ چکی تھیں۔ حذیفہ بولے: میرے والد، میرے والد ہیں۔ اتنے میں وہ شہید ہو گئے۔ وہ انہیں پہچانتے نہ تھے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا: اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور اپنے والد کی دیت * مسلمانوں پر صدقہ کر دی۔ حذیفہ کے والد کا قصہ صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے لیکن اس میں ”ثابت“ کا ذکر نہیں۔

۹۱۶ ثابت بن یزید *

بن ودیعہ، انہیں ابن یزید بن عمرو بن قیس بن جزی بن عدی بن مالک بن سالم بھی کہا جاتا ہے۔ وہ حنبلی بن عوف بن عمرو بن الجحوج انصاری ہیں۔ کنیت ابوسعید تھی۔ ترمذی نے ذکر کیا کہ ودیعہ ان کی والدہ ہے جس سے وہ مشہور ہیں۔ جس کا روایات میں تذکرہ آتا ہے۔ ابوداؤد وغیرہ نے ضب * (گوہ) کے متعلق ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ اکثر کے ہاں وہ ثابت بن ودیعہ سے مروی ہے اور ورقاء کی روایت میں بحوالہ حصین، زید بن وہب سے وہ ثابت بن یزید انصاری سے، جس سے معلوم ہوا وہ وہی ہیں۔ بقول ابن ابی حاتم: * ثابت بن یزید صحابی ہیں۔ جن سے عامر بن سعد روایت کرتے ہیں، وہ یہی ہیں۔

۹۱۷ ثابت بن یزید

یہودیوں کو تحریر لکھنے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ان کا تذکرہ آتا ہے، عبد اللہ بن ثابت میں بھی ذکر آئے گا۔

۹۱۸ ثابت بن یزید * (نسب کا ذکر نہیں)

باوردی، ابن مندہ اور طبرانی نے نصر بن علقمہ کی سند سے مسند شامیین میں بحوالہ ان کے بھائی محفوظ، وہ ابن عائد سے فرماتے ہیں: ثابت بن یزید نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ایک پاؤں لنگڑا ہے جو زمین پر نہیں لگتا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا فرمائی تو وہ پاؤں ٹھیک ہو گیا اور دونوں برابر زمین پر لگنے لگے، جیسے دوسرا * پاؤں صحیح طور پر زمین کو چھوتا تھا۔ بقول ابن مندہ ہمیں انہیں صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ فرماتے ہیں: یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ابن ودیعہ ہوں۔

۹۱۹ (ن) ثابت بن یسار

بقول بعض ان کے متعلق یہ آیت:

* اسد الغابۃ (۲۶۹/۱) معرفۃ الصحابۃ (۲۲۴/۲)

* اسد الغابۃ (۵۸۲) الاستیعاب (۲۶۳) تجرید (۶۵/۱)

* ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی اکل الضب (۳۷۹۵) نسائی کتاب الصيد باب الضب (۴۳۳۱)

ابن ماجہ کتاب الصيد باب الضب (۳۲۳۸) مسند احمد (۲۲۱/۴) ابوداؤد طیالسی (۱۶۵۸) المعجم الکبیر (۸۱، ۸۰/۲)

* الجرح والتعديل (۴۵۹/۲)

* اسد الغابۃ (۵۸۳)

* اسد الغابۃ (۲۷۰/۱) جامع المسانید (۴۲۵/۲) معرفۃ الصحابۃ (۲۴۰/۳)

”جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو یا تو بھلے طریقے سے انہیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو“۔ (البقرة: ۲۳۱)

اسے طبرانی اور ابن المنذر نے سدی کی سند سے نقل کیا ہے کہ ثابت بن یسار نامی ایک شخص تھے انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ جب اس کی عدت پوری ہونے لگی تو اس سے رجوع کر لیا۔ پھر طلاق دے دی۔ ایسا اس نے کئی بار کیا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ثعلبی نے اسے بغیر سند نقل کیا ہے۔ رہی وہ آیت جو اس کے قریب ہی ہے جس میں ہے: ”انہیں مت روکو“ (البقرة: ۲۳۱) تو وہ معقل بن یسار کے بارے میں اتری۔

ثابت ۹۲۰

اخنس بن شریق کے غلام، عبدان نے کہا وہ بذریعہ شریک تھے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ فتح مصر میں بھی موجود تھے جسے ابو موسیٰ نے نقل کیا ہے۔

ثابت الحجبی ۹۲۱

عقبہ بن عامر کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے، جسے طبرانی * نے مسند عقبہ بن عامر میں سعید بن عبد الجبار الکراہی کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن ثابت الحجبی نقل کیا۔ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے عقبہ بن عامر کے حوالہ سے بتایا کہ وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے تو حفاظت کی ذمہ داری میرے اور ثابت الحجبی کے سپرد ہوئی۔ تو میں نے اپنے شریک کار سے کہا: فرما میرے علاقہ کا خیال کرنا تاکہ میں تھوڑی دیر حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھ آؤں۔ (حدیث)

ثابت ۹۲۲

بقول بعض غلام رسول ﷺ ابو رافع کا نام ہے۔

باب الثاء جس کے بعد راء ہے

ثروان بن فزارہ * ۹۲۳

بن عبد یغوث ابن زہیر بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن صعصعہ۔ ابن کلبی اور طبری نے ذکر کیا کہ وہ وفد میں آئے، وہی یہ اشعار کہتے ہیں:

”اللہ کے رسول! آپ کے اشتیاق میں میری سواری صبح و شام چلتے چلتے کئی آبادیوں کی مسافت طے کر آئی۔“

ایسا ہی ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

باب الثاء جس کے بعد عین بے نقطہ ہے

(ن) ثعلبہ بن اوس ۹۲۳

انہیں ابن ناشر بھی کہا جاتا ہے، تذکرہ آئے گا۔

ثعلبہ بن ابی بلتعہ* ۹۲۵

حاطب بنی النضر کے بھائی۔ ابویسی ترمذی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے دور نبوی پایا ہے اکثر روایات صحابہ سے لی ہیں۔

(ن) ثعلبہ بن ثابت ۹۲۶

عورتوں کی کیتوں میں ام کجہ میں تذکرہ آئے گا۔

ثعلبہ بن حارث ۹۲۷

زید بن حارث میں ذکر آئے گا۔

ثعلبہ بن حاطب* ۹۲۸

بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے اصحاب بدر میں ان کا ذکر کیا۔ ایسا ہی ابن کلبی نے ان کا تذکرہ کیا۔ البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔

ثعلبہ بن حاطب* ۹۲۹

یا ابن ابی حاطب انصاری۔ ابن اسحاق نے ان کا تذکرہ بانیان مسجد ضرار میں کیا ہے۔ باوردی، ابن السکن اور ابن شاپین وغیرہ نے معان بن رفاعہ کی سند سے بحوالہ علی بن زید، قاسم سے وہ ابو امامہ سے، سابقہ والے عنوان میں روایت کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے کہا: یا رسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے مال نصیب کرے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ تھوڑا مال جس کا تم شکر کر لو اس سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا نہ کر سکو“۔ پھر وہ لمبی حدیث ذکر کی جس میں آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ ان کا مال بڑھنا اور زکوٰۃ دینے سے باز رہنا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

”ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد باندھا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہمیں

نوازا تو ہم خیرات کریں گے“۔ (سورۃ التوبہ: ۷۵)

نازل ہونا، وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس میں ہے کہ نبی ﷺ فوت ہو گئے اور ان سے زکوٰۃ نہیں لی اور نہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے۔ وہ خلافت عثمانی

* اسد الغابہ (۵۸۶) * اسد الغابہ (۵۹۰) الاستیعاب (۲۷۳) تجرید (۶۶/۱) * اسد الغابہ (۵۹۰) الاستیعاب (۲۷۳)

* طبری (۱۳۰/۱۰) القرطبی (۲۰۹/۸) الواحی (۱۸۰) الدر المنثور (۲۶۱/۳) تہذیب تاریخ دمشق (۲۰/۴)

میں فوت ہوئے۔ اس قصہ والی شخصیت کے بارے، اگر یہ واقعہ صحیح ثابت ہو جائے لیکن میرے خیال میں صحیح نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہ بدری صحابی ہیں، تامل ہے ابن کلبی کے قول سے ان میں فرق یقینی ہو جاتا ہے کہ بدری صحابی اُحد میں شہید ہو گئے۔ جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن مردویہ نے عطیہ کی سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ آیت کے متعلق اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ ایک شخص تھا جسے ثعلبہ بن ابی حاطب کہا جاتا تھا وہ انصار میں سے تھا ان کی ایک مجلس میں آ کر کہنے لگا: ”اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے نوازے“ پھر وہ طویل قصہ ذکر کیا، فرمایا: یہ ثعلبہ بن ابی حاطب ہے۔ اور بدری صحابی کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ وہ ثعلبہ بن حاطب ہیں۔ اور یہ روایت پایہ ثبوت تک پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو لوگ بدر و حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی (مسلمان) بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔“ *

نیز وہ ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے فرمایا: ”جو چاہے کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔“ *

جس کا یہ مرتبہ ہوا سے اللہ تعالیٰ دل میں نفاق کا بدلہ کیسے دے گا۔ اور جو کچھ نازل ہوا اس کے متعلق کیسے نازل ہو سکتا ہے

لہذا یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اس شخصیت کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم

۹۳۰ (ز) ثعلبہ بن حرام

ابن زید میں تذکرہ آئے گا۔

۹۳۱ ثعلبہ بن الحکم *

بن عرفطہ بن حارث بن لقیط بن یعر الشداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن عبد مناف بن کنانہ الکنانی اللیشی

بقول امام بخاری * وہ صحابی ہیں، چنانچہ اپنی تاریخ صغیر میں رقمطراز ہیں: ”انہیں بچپن میں صحابہ نے گرفتار کر لیا تھا“ جس کی سند انہوں نے تاریخ کبیر میں بیان کی ہے۔ ”اوسط“ میں ستر سے اسی سال کے درمیان وفات پانے والوں میں ان کا ذکر ہے۔ ابن ماجہ میں بروایت سماک بن حرب، صحیح سند سے ان کی ایک حدیث ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ثعلبہ بن حکم کو فرماتے سنا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے ایک موقع پر لوگوں نے بکریاں لوٹ لیں تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

۹۳۲ (ز) ثعلبہ بن خدام انصاری

ان میں سے ایک جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اوس بن خدام کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

* مسند احمد (۳۶۳/۶) الدر المنثور (۲۸۲/۴) کنز العمال (۳۳۹۰۲) اتحاف السادة المتقين (۷۹/۱۰) السنة لابن ابی عاصم (۴۱۵/۲)

* السنن الكبرى (۱۴۶/۹، ۱۴۷) فتح الباری (۴۷/۱۱) الدر المنثور (۲۰۴، ۲۰۳/۶) کنز العمال (۳۷۹۵۷، ۳۷۹۶۳)

اتحاف السادة المتقين (۱۳۶/۷) (۷۹/۱۰)

* اسد الغابة (۵۹۲) الاستيعاب (۲۷۸) تجرید (۶۶/۱)

* التاريخ الكبير (۱۷۳/۲)

* ابن ماجه كتاب الفتن باب النهی عن النهبة (۳۹۳۸)

۹۳۳ ثعلبہ بن زہدم تمیمی

الحفظی۔ از بنی ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ۔ بقول ابن ابی فدیہ، ان کے متعلق لوگ کہتے ہیں: یہ صحابی نہیں، امام بخاری نے لکھا کہ ثوری نے فرمایا: ”انہیں شرف صحابیت حاصل ہے“۔ جبکہ یہ بات صحیح نہیں۔ امام مسلم اور عجل نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ نسائی میں ان تک صحیح سند کے ساتھ ایک حدیث مروی ہے۔

۹۳۴ (ز) ثعلبہ بن زید

بن حارث بن حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی ابن سارودہ بن یزید بن جشم بن خزرج انصاری خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں وہ طائف میں شہر ہوئے۔ انہی ثعلبہ کا لقب ”جدع“ ہے اور یہ ان ثابت کے والد ہوتے ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا یوں ذکر کیا ہے: ثعلبہ بن الجعد، ان کے لقب کو ان کے والد کا نام بنا دیا۔ جب دوبارہ ان کا تذکرہ کیا تو یوں کہا: ”ثعلبہ بن حارث“ انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا۔ ابو موسیٰ اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا تو کہا: ثعلبہ بن حرام انہیں ان کے والد کے دادا کی طرف منسوب کر کے ایک شخص تین افراد میں تبدیل ہو گیا۔

۹۳۵ ثعلبہ بن زید انصاری

بن عمرو بن عوف کے فرد ہیں۔ بقول ابن مندہ، مغازی میں ان کا ذکر آتا ہے۔ عبدالغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی سند سے نقل کیا۔ یہ ان میں سے ایک ہیں جن کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا: ”اور نہ ان لوگوں پر جہاد میں نہ جانے میں کوئی حرج ہے جب وہ آپ کے پاس آئیں تاکہ آپ انہیں سواری کا جانور دیں“۔ (التوبة: ۹۲)

اور عبدان نے احمد بن سیار سے نقل کیا کہ ثعلبہ بن زید بنی حرام سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو انصار کے بہت رونے والے شخص تھے۔ ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: جن کا تعلق بنی حرام سے ہے وہ پہلے والی شخصیت ہے اور جن کا تعلق بن عمرو بن عوف سے ہے وہ یہی صاحب سوانح شخصیت ہے اس لیے ممکن ہے کہ دونوں زیادہ رونے والے ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ صاحب سوانح شخص کا نام تبدیل ہو گیا۔ ادھر مجمع بن حارث نے زیادہ رونے والوں کے نام شمار کیے ہیں ان میں ثعلبہ بن زید کو نہیں گنا۔ البتہ ثعلبہ بن زید حارثی کو شامل ہے۔ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں یہ بات نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

۹۳۶ ثعلبہ بن ساعدہ

بن مالک، ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے جسے طبرانی، ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ ابو نعیم

اسد الغابۃ (۵۹۵) الاستیعاب (۲۷۷) تجرید (۶۷/۱) التاريخ الكبير (۱۷۳/۲)

نسائی کتاب القسامة باب هل یؤخذ احد بجزيرة غیرہ (۴۸۴۸) بمعناه اسد الغابۃ (۵۹۷) تجرید (۶۷/۱)

اسد الغابۃ (۲۷۵/۱) اسد الغابۃ (۵۹۹) تجرید (۶۷/۱) المعجم الكبير (۱۳۹۲/۲، ۱۳۹۳)

فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ سہل بن سعد کے بھائی ہیں۔ ایسا لگتا ہے اس میں تحریف ابن لہیعہ سے ہوئی ہے۔ جو ابوالاسود سے روایت کرنے والے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر نے اس بات پر یقین کیا ہے کہ وہ ابو حمید ساعدی کے چچا ہیں۔ لہذا دونوں جدا ہو گئے۔

۹۳۷ ثعلبہ بن سعد

بن مالک بن خالد ابن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج ابن ساعدہ خزرجی ساعدی سہل بن سعد کے بھائی، بدر میں شریک اور احد میں شہید ہوئے۔ طبرانی نے عبدالمہممن بن عباس بن سہل بن سعد سے بحوالہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرا بھائی بدر میں شریک اور احد میں شہید ہوا۔ * موسیٰ بن عقبہ نے شہدائے احد میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۹۳۸ ثعلبہ بن سعید

ان لوگوں میں سے ہیں جو یہودیت * سے اسلام لائے، اسد بن سعید میں ذکر گزر چکا ہے۔

۹۳۹ ثعلبہ بن سلام

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ طبرانی نے ابن جریج کا یہ یقینی قول نقل کیا ہے کہ یہ ان میں سے ایک نہیں جن کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

”اہل کتاب کی ایک جماعت حق پر قائم ہے“۔ (آل عمران: ۱۱۳)

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۴۰ (ن) ثعلبہ بن سوید انصاری

ابن فتحون نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ان کے بھائی اوس بن سوید میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۴۱ ثعلبہ بن سہیل

بقول بعض یہ ابو امامہ حارثی کا نام ہے (لیکن) مشہور یہ ہے کہ ابو امامہ حارثی کا نام ایاس بن ثعلبہ، کنیتوں میں آئے گا۔ ثعلبہ نامی حضرات کے آخر میں اس اختلاف کا سبب آئے گا۔

۹۴۲ ثعلبہ بن صعیر

انہیں ابن ابی صعیر بن عمرو بن زید بن سنان بن سلمان قضاعی عذری بھی کہا جاتا ہے۔ بنی زہرہ کے حلیف۔ بقول طبرانی: یہ صحابی ہیں اور ان کا بیٹا عبداللہ دیدار سے مشرف ہے۔ ابن ابی عاصم اور باوردی وغیرہ نے بکر بن وائل کی سند سے بحوالہ زہری عبداللہ

* اسد الغابۃ (۶۰۰) الاستیعاب (۲۷۱) * المعجم الکبیر (۸۹/۲) * المعجم الکبیر (۱۳۸۸/۲) مجمع الزوائد (۳۲۷/۶)

* اسد الغابۃ (۶۰۲) الاستیعاب (۲۷۴) * الاستیعاب (۲۸۵/۱) * اسد الغابۃ (۶۰۳) الاستیعاب (۲۷۶) تجرید (۶۷/۱)

* اسد الغابۃ (۶۰۴) الاستیعاب (۲۷۹) تجرید (۶۷/۱)

بن ثعلبہ بن صعیر سے وہ اپنے والد سے صدقہ فطر کے متعلق روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: اس میں ہمام، بکر سے روایت کرنے میں مفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: بحر بن کنیر سقاء نے بحوالہ زہری بکر کی متابعت کی ہے جسے حسن بن سفیان نے نقل کیا ہے اور ان کی سند سے ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

مذکورہ حدیث کو ابو داؤد نے نعمان بن راشد کی سند سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے تو یوں کہا: ثعلبہ بن ابی صعیر اپنے والد سے، اور ایک روایت میں ان کے ہاں ہے عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابی صعیر عذری کا سماع صحیح نہیں۔ پھر اپنی سند جو ابن معین تک ہے سے روایت کرتے ہیں، فرمایا ثعلبہ بن ابی صعیر نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔

ابن شاہین نے یحییٰ بن خارجہ کی سند سے بحوالہ زہری نقل کیا تو کہا: عبد اللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر سے مروی ہے۔ بقول ابن شاہین۔ اس روایت کو یحییٰ بن خارجہ نے مرسل روایت کیا ہے۔ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے عبد اللہ بن ثعلبہ کے سوانح میں آئے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں، ہاں جہاں ”عن ابیہ“ کے الفاظ ہوں وہ زیادہ مناسب ہے۔ رہے ثعلبہ بن ابی صعیر تو وہ ان لوگوں میں سے نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ثعلبہ بن صعیر، ثعلبہ بن ابی صعیر کے علاوہ کوئی شخصیت ہونی چاہیے۔ فاللہ اعلم

(ز) ثعلبہ بن عبد اللہ بن سام ثعلبہ بن ابی مالک میں آئے گا۔ ۹۴۳

ثعلبہ بن عبد الرحمن انصاری ۹۴۴

ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔ ابن شاہین اور ابو نعیم نے ایک طویل روایت سلیم بن منصور بن عمار کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ منکر بن محمد بن منکر روہ اپنے والد سے وہ جابر سے کہ انصار کا ایک نوجوان ثعلبہ بن عبد الرحمن نبی ﷺ کی خدمت کرتا تھا، آپ نے اسے کسی کام سے بھیجا وہ کسی انصاری کے گھر سے گزرے ان کی بیوی غسل کر رہی تھی تو اسے گھورنے لگا۔ اتنے میں دل میں خوف ہوا کہ وحی نازل نہ ہو جائے۔ سیدھا بھاگ نکلا اور مکہ و مدینہ کے درمیان پہاڑوں میں رہنے لگا۔ نبی ﷺ نے اسے چالیس دن گم پایا اور یہ وہ دن تھے جن میں (وحی کا سلسلہ موقوف تھا اور) لوگ کہتے پھرتے تھے: ”انہیں (محمد ﷺ کو) ان کے رب نے چھوڑ دیا اور ان سے ناراض ہے۔“ جبرائیل علیہ السلام آ کر کہنے لگے: ”محمد (ﷺ)! بھاگنے والا پہاڑوں میں جہنم سے میری پناہ مانگتا ہے۔“ آپ ﷺ نے اس کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، اور فرمایا: تم اور سلمان جاؤ، اسے میرے پاس لے آؤ۔ راستہ میں انہیں ذفانہ نامی گڈریا ملا، وہ کہنے لگا: شاید تم دونوں کو جہنم سے بھاگنے والے کی تلاش ہے۔ پھر اس کے لانے کے بارے میں لمبی حدیث ذکر کی۔ اس کا بیمار پڑ جانا اور اپنے گناہ کے خوف سے فوت ہو جانے کا قصہ بیان کیا۔ ابن مندہ نے یہ قصہ

ابوداؤد کتاب الزکاة باب من روی نصف صاع من قمح (۱۶۱۹) المعجم الكبير (۸۷/۲) السنن الكبرى (۱۶۷/۴)

اسد الغابة (۶۰۶) کنز العمال (۴۵۸۷) الامالی للشجرى (۲۴۹/۱) حلیۃ الاولیاء (۳۳۰/۹) علل الحدیث (۱۵۱، ۱۵۳)

الموضوعات لابن الجوزی (۱۲۲/۸)

مختصر روایت کرنے کے بعد کہا: منصور اسے نقل کرنے میں متفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ ضعیف ہے اور اس کا شیخ اس سے زیادہ ضعیف ہے۔ اور روایت کے بیان سے پتہ چلتا ہے یہ حدیث کمزور ہے۔ اس واسطے کہ آیت ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ (سورة الضحیٰ: ۳) بلا اختلاف ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔

۹۴۵ ثعلبہ بن عبید

بن عدی۔ ”تجرید“ میں ذہبی فرماتے ہیں: ابن الجوزی نے ”تلخیص“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ڈر ہے کہ ان کے والد کے نام میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ وہ ثعلبہ بن عنمہ بن عدی ہیں جن کا تذکرہ تھوڑے وقفہ سے آئے گا۔

۹۴۶ ثعلبہ بن عمرو جذامی

ابن اسحاق نے مغازی میں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بنی جذام سے ان کے مسلمان ہونے کے بعد گرفتار کیا گیا تھا اور آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دینے کا حکم دیا تھا۔

۹۴۷ (ن) ثعلبہ بن عمرو

بن محسن ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول بن مالک ابن التجار انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ بن اہل بدر میں ان کا ذکر کیا اور کہا وہ جسر ابی عبید کے روز شہید ہوئے۔ بقول واقدی خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔

۹۴۸ (ن) ثعلبہ بن عمرو

بقول بعض جسے بغوی نے نقل کیا ہے، ابو عمرہ انصاری کا نام ہے۔

۹۴۹ ثعلبہ بن عنمہ

ابن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمیٰ خزرجی، موسیٰ بن عقبہ اور عروہ وغیرہ نے شرکائے بدر و عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے تھے جو بنی سلمہ کے بت توڑتے تھے۔ بقول ابن اسحاق: غزوہ خندق میں شہید ہوئے، ہبیرہ بن ابی وہب نے آپ کو شہید کیا۔ ابن لہیعہ بحوالہ ابوالاسود عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ خیبر میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا کہ انہوں نے پوچھا کہ ہلال (چاند) کیسے چھوٹا سا ظاہر ہو کر بڑھتا رہتا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد نازل ہوا ”لوگ آپ سے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں“۔ (سورة البقرة: ۱۸۹)

۹۵۰ (ن) ثعلبہ بن قیس سلمہ بن سلام میں ان شاء اللہ ذکر آئے گا۔

تجرید (۲۰/۱) * اسد الغابہ (۶۱۰) * السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۴/۹۹۱، ۲۱۳)

اسد الغابہ (۶۰۹) الاستیعاب (۳۷۲) * اسد الغابہ (۶۱۱) الاستیعاب (۲۷۰)

المعجم الكبير (۱۴۰۳/۲) معرفة الصحابة (۲۶۹/۳) اسد الغابہ (۲۸۰/۱)

۹۵۱ ثعلبہ بن قیظی

بن صخر بن سلمہ انصاری۔ مطین اور طبرانی وغیرہ نے عبید اللہ بن ابی رافع کی سند سے ان اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے جو صفین میں شریک تھے، عبید اللہ تک سند بہت کمزور ہے۔

۹۵۲ ثعلبہ بن ابی مالک القرظی

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن معین فرماتے ہیں: انہیں دیدار حاصل ہے اور ابن سعد نے کہا: ابو مالک جن کا نام عبد اللہ بن سام تھا یمن سے آئے ان کا تعلق کندہ سے تھا۔ انہوں نے قریظہ کی ایک خاتون سے شادی کر لی تو قریظی مشہور ہو گئے۔ بقول مصعب زبیری یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کی قریظہ کے دن مسیس نہ پھوٹی تھیں تو انہیں بھی عطیہ کی طرح چھوڑ دیا گیا۔ میں کہتا ہوں: عطیہ کا ذکر آئے گا۔ بغوی وغیرہ نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابو مالک بن ثعلبہ بن ابی مالک وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس مہزور کے لوگ آئے آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جب پانی ٹخنوں تک پہنچ جائے اوپر سے نہ روکا جائے۔ ولید بن کثیر نے ابو مالک سے روایت کرنے میں ابن اسحاق کی متابعت کی ہے اور ابن ابی عاصم نے صفوان بن سلیم کی سند سے بحوالہ ثعلبہ اسی مفہوم کو روایت کیا ہے، اس کے رجال معتبر ہیں۔ ابن ماجہ نے اسے دوسری سند سے بحوالہ محمد بن عقبہ بن ابی مالک، ان کے چچا ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابو حاتم فرماتے ہیں: تابعی ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحیح بخاری میں ہے جس کے والد قریظہ میں قتل ہوئے اور وہ ان لوگوں میں سے ہو کہ اگر اس کے داڑھی نہ ہوتی تو قتل کر دیا جاتا۔ اس سے کوئی مانع نہیں کہ اس کا سماع صحیح ہو۔ اسی احتمال کی بنا پر میں ان کا یہاں ذکر کر رہا ہوں۔

۹۵۳ (ن) ثعلبہ بن ودیعہ انصاری

ان میں سے ایک جو غزوہ تبوک سے رہ گئے اوس بن خدام میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹۵۴ ثعلبہ تمیمی عنبری

ہرماس بن حبیب عنبری کے دادا، اسحاق بن راہویہ نے نصر بن شمیل سے بحوالہ ہرماس سے اپنی روایت میں وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے ان کا نام لیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس اپنا ایک قرض خواہ لایا، آپ نے فرمایا: ”اس سے جدا نہ ہوتا۔“ (حدیث) بقول ابن مندہ: حسن بن عمر بن شقیق نے نصر سے روایت کرنے میں ان کی مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ہرماس

اسد الغابۃ (۶۱۲) تجرید (۶۹/۱) المعجم الكبير (۸۷/۲) اسد الغابۃ (۶۱۳) الاستیعاب (۲۸۰) تجرید (۶۹/۱)

ابن ماجہ کتاب الرہون باب الشرب من الاودیۃ و مقدار حبس الماء (۲۴۸۱) الثقات (۹۸/۴) الجرح والتعديل (۴۶۳/۲)

ابوداؤد کتاب الاقصیۃ باب فی الحبس فی الدین وغیرہ (۳۶۲۹)

ابن ماجہ کتاب الصدقات باب الحبس فی الدین والملازمۃ (۲۴۲۷) التاريخ الكبير (۲۴۷/۸) علل الحديث (۱۴۲۴)

بن حبیب سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا ہرماں بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ابن مندہ نے قنبل بن مخزوم بن حوالہ قنبل بن ہرماں بن حبیب بن ہرماں بن زیاد نقل کیا ہے اور ایک جماعت نے اسے نصر سے روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے ہرماں بن حبیب کے دادا کا نام نہیں لیا۔ واللہ اعلم

۹۵۵ (ز) ثعلبہ انصاری

عبداللہ کے والد، بقول بعض ان کے والد کا نام سہیل ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ کیا۔ باوردی اور ابو مسلم لکھی نے خالد بن حارث کی سند سے اور حاکم نے مستدرک میں، حسن بن سفیان اور ابواحمد حاکم نے الکافی میں عبداللہ بن حمران کی سند سے دونوں عبدالحمید بن جعفر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے عبداللہ بن ثعلبہ انصاری نے بتایا کہ میں نے عبدالرحمن بن کعب کو فرماتے سنا، میں نے تمہارے والد ثعلبہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص بھی کسی کا حق جھوٹی قسم سے مارے گا تو اس کے دل میں نفاق کی وجہ سے سیاہ داغ لگ جائے گا جسے قیامت تک کوئی چیز نہ مٹا سکے گی۔“

جی بن مخلد کی سند میں ثعلبہ بن عبداللہ لکھا ہے۔ واللہ اعلم

ابواحمد حاکم نے نقل کیا کہ حسین بن محمد قبانی نے کہا: یہ ثعلبہ ابوامامہ حارثی ہیں۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ابوامامہ کا نام ایاس بن ثعلبہ ہے۔ جن لوگوں نے صحابہ کے متعلق تصنیفات چھوڑی ہیں ان میں سے کئی ایک مثلاً بغوی، ابن ابی حاتم اور ابن شہین وغیرہ نے اس پر یقین کیا کہ وہ کوئی اور ہیں۔ ادھر دونوں حدیثوں میں متن اور اسناد کے لحاظ سے فرق ہے، اس لیے احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔ اسی فرق پر ابواحمد وغیرہ نے یقین کیا ہے۔ واللہ اعلم

۹۵۶ ثعلبہ انصاری

نزیل مصر عبدالرحمن کے والد۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن چوری کے متعلق ایک حدیث نقل کرتے ہیں جو ابن ماجہ و ابن مندہ نے یزید بن ابی حبیب کی سند سے بحوالہ عبدالرحمن درج کی ہے۔ ابو عمر نے ذکر کیا کہ وہ ثعلبہ بن عمرو بن محسن ہیں۔ البتہ ابن ابی حاتم نے، ایسا ہی طبرانی نے دونوں میں فرق کیا ہے، یہی درست ہے۔

۹۵۷ (ز) ثعلبہ (کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہیں)

”ابن ثعلبہ“ کے مبہمات میں ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا۔ اور دونوں نے یحییٰ بن جابر کی سند سے بحوالہ ابن ثعلبہ ان کی روایت نقل کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ! میرے لیے اللہ کے حضور شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس کچھ بال لاؤ۔“ چنانچہ وہ بال لائے۔ فرمایا: ”اپنے کندھے سے کپڑا ہٹاؤ۔“ فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے وہ بال ان کے بازو پر باندھ دیئے پھر ان میں پھونک مار کر فرمایا: ”اے اللہ! ثعلبہ کا خون مشرکین اور منافقین کے لیے حرام فرمادے۔“

اسد الغابۃ (۶۰۵) تجرید (۶۸/۱) الجرح والتعديل (۴۶۲/۲) المستدرک (۲۹۴/۴)

ابن ماجہ کتاب الحدود باب السارق یعترف (۲۵۸۸) المعجم الكبير (۸۶/۲) مجمع الزوائد (۳۷۹/۹)

ابن الاثیر فرماتے ہیں، ان دونوں کے ہاں ”ثعلبہ کا خون“ کے الفاظ ہیں۔ سوائے اول سند کے کسی چیز سے ابن ثعلبہ کا پتہ نہیں چلتا۔

میں کہتا ہوں: ابن ثعلبہ کا نام ضمیرہ ہے۔ یہ حدیث ان کے سوانح میں حرف ضاد میں گزر چکی ہے۔ لہذا اگر یہ روایت ثابت ہے تو ”وہ ابن“ ضمیر کا مرجع ثعلبہ ہوگا۔ یوں صحابہ میں ان کا ذکر متعین ہو جائے گا اور وہ اس قسم میں شمار ہوں گے جو خود بھی صحابی اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ لیکن جو روایت حرف ضاد میں گزری ہے اس میں ہے: ”اے اللہ! ابن ثعلبہ کا خون حرام فرما دے“۔ لفظ ابن کا اضافہ ہے۔ واللہ اعلم

باب الثاء جس کے بعد قاف ہے

۹۵۸ ثقف بن عمرو العدواني

بقول ابن ابی حاتم بحوالہ ان کے والد مہاجرین اولین سے ہیں۔ اور ابن مندہ نے ابن المبارک کی سند سے بحوالہ حماد بن زید انہوں نے ایوب، انہوں نے جرمی جو ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہ ثمامہ بن عدی اور ثقیف بن عمرو مہاجرین اولین سے ہیں۔ ان سے کوئی حدیث منقول نہیں۔

۹۵۹ ثقب بن قزوه

بن البدری انصاری ساعدی۔ انہیں احش کہا جاتا ہے، ان کا نام ونسب ابن القداح نساب نے بتایا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے، لیکن نام تصغیر سے ذکر کیا جسے ابن شاہین نے درج کیا کہ ثقیف شروع کا زبر آخر میں فاء ہے، ایسا ہی ابن عبدالبر * اور ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

۹۶۰ ثقف بن عمرو

بن سمیط از بنی غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا کہ وہ اور ان کے دونوں بھائی مدلاج اور مالک بدر میں شریک ہوئے اور وہ خود خیر * میں شہید ہوئے۔ بقول واقدی: ثقف بن عمرو کو اسید بن رزام یہودی نے شہید کیا۔

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۹۶۱ ثمامہ بن اثال

بن نعمان بن مسلمہ بن عتبہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن دؤل بن حنیفہ حنفی ابو امامہ میامی، ان کی حدیث بخاری * میں

* اسد الغابۃ (۶۱۶) * اسد الغابۃ (۶۱۵) الاستیعاب (۲۸۴) * الاستیعاب (۲۹۰/۱)

* اسد الغابۃ (۶۱۷) الاستیعاب (۲۸۵) تجرید (۶۹/۱) * المعجم الکبیر (۱۰۴/۲)

* اسد الغابۃ (۶۱۹) الاستیعاب (۲۸۲) * بخاری کتاب الصلاة باب الاغتسال اذا اسلم و ربط (۴۶۲)

سعید المقبری کی سند سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نجد کی جانب ایک دستہ بھیجا تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ اسے لا کر مسجد کے ستون سے باندھ دیا۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے۔ فرمایا: ”ثمامہ کو چھوڑ دو“۔ وہ مسجد کے قریبی نخلستان میں غسل کر کے واپس مسجد آ کر کہنے لگے: میں اللہ کے معبود ہونے اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ اسی طرح انہوں نے طویل روایت نقل کی ہے جسے ابن اسحاق نے مغازی میں سعید المقبری سے طویل نقل کیا ہے جس کا آغاز اس طرح ہے کہ ثمامہ جب آپ کے سامنے قتل کے ارادے سے آئے آپ نے اپنے رب سے دعا کی کہ مجھے اس پر قابو دے دے۔ اسلام لانے کے بعد جب وہ عمرہ کرنے مکہ گئے تو (کفار مکہ سے) کہنے لگے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، (اگر تم باز نہ آئے) تمہارے پاس یمامہ سے ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا۔ وہ مکہ والوں کی معیشت کی وسعت کا ذریعہ تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اجازت دے دیں۔ اسے حمید نے سفیان سے بحوالہ ابن عجلان سعید سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نیز ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ جب اہل یمامہ مرتد ہوئے تو ثمامہ اسلام پر ثابت قدم رہے وہ اور ان کے پیروکار جو ان کی قوم سے تعلق رکھتے تھے کوچ کر گئے، اور علماء حضرمی رضی اللہ عنہ سے مل کر بحرین کے مرتدوں کے خلاف جنگ کی۔ جب انہیں فتح ہو گئی تو ثمامہ نے وہ جوڑا خریدا جو ان کے سردار کا تھا، جب انہیں بنی قیس بن ثعلبہ کے لوگوں نے دیکھا وہ سمجھے کہ انہی نے اسے قتل کر کے اس کا لباس اتارا ہے اور انہیں شہید کر دیا۔ عامر بن سلمہ کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

ابن مندہ نے علماء بن احمر کی سند سے بحوالہ عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت میں ثمامہ کے اسلام لانے اور یمامہ جانے، قریش کو غلہ سے روکنے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے نازل ہونے کا قصہ نقل کیا ہے:

”ہم نے انہیں (قط کے) عذاب میں مبتلا رکھا پھر بھی یہ اپنے رب کے سامنے نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کرتے ہیں“۔ (سورۃ المومنون: ۷۶)

اس روایت کی سند حسن ہے۔ وثیمہ نے فتنۃ ارتداد میں ان کا کارنامہ ذکر کیا ہے اور بنی حنیفہ کی مخالفت میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔

میں ایک بات کو چھوڑنے کا قصد کرتا ہوں لیکن نبی محمد ﷺ کا احسان مجھے واپس (اپنی حالت پر) لے آتا ہے۔ میں بیڑیوں سے آزاد کرانے پر ان کا شکریہ ادا کیا جبکہ مجھے تلواروں کے سائے نظر آ رہے تھے۔

۹۶۲ ثمامہ بن انس

بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی ایک حدیث روایت کی ہے۔ احتمال ہے کہ وہ ثمامہ بن انس بن مالک ہوں، اس بنا پر یہ حدیث مرسل ہوگی۔

۹۶۳ ثمامہ بن بجاد العبدي

ابو حاتم، ابن السکن اور باوردی نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ کتاب الزہد میں امام لکھتے ہیں: ہمیں ابوداؤد

نے نے بحوالہ زہیر، ابواسحاق سے بتایا اور ابواسحاق سے بحوالہ ثمامہ بن بجاد جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے روایت کرنے میں شعبہ نے ان کی متابعت کی ہے، فرمایا: میں تمہیں سوف سوف (پھر کر لوں گا) سے ڈراتا ہوں۔ اسے ابواسحاق سے ایک جماعت نے نقل کیا (لیکن) انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ صحابی ہیں۔ بقول ابو حاتم: ان سے عیزار بن حریت بھی روایت کرتے ہیں۔

۹۶۴ ثمامہ بن ابی ثمامہ*

بن بکر جذامی ابوسودہ۔ ابوسعید بن یونس فرماتے ہیں: میں نے عمرو بن حارث کی کتاب میں بحوالہ بکر بن سوادہ جذامی، ان کے غلام سے مروی لکھا دیکھا کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا ثمامہ* کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اسے ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس روایت کیا ہے۔

۹۶۵ ثمامہ بن حزن قسم ثالث میں تذکرہ آئے گا۔

۹۶۶ ثمامہ بن عدی قرشی

ثقف بن عمرو میں ان کا تذکرہ ہوا کہ وہ مہاجرین اولین سے ہیں۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ طبری نقل کیا کہ وہ بدر* میں شریک تھے۔ اور بقول ابن السکن: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ وہ صنعاء کے گورنر تھے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن سعد نے ابوقلابہ تک بحوالہ ابوالاشعث الصنعانی صحیح سند سے نقل کیا ہے، جب ثمامہ بن عدی کو جو صنعاء (شام) کے گورنر اور صحابی تھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو وہ رو پڑے اور دیر تک روتے رہے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے: یہ وہ وقت ہے جس میں نبوت کی خلافت چھن گئی۔ باوردی نے دوسری سند سے ایوب سے بحوالہ ابوقلابہ نقل کیا ہے اور ابن مندہ نے نصر بن معبد کی سند سے بحوالہ ابوقلابہ نقل کیا، فرماتے ہیں: ابوالاشعث صنعانی نے مجھے بتایا کہ ثمامہ صنعاء کے گورنر تھے اور ان کا تعلق اصحاب محمد ﷺ سے تھا۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔

- باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

۹۶۷ ثوبان*

خادم رسول اللہ ﷺ مشہور صحابی ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق عرب کے حکمی قبیلہ سے تھا جو حکم بن سعد بن حمیر کی طرف منسوب تھا۔ بقول بعض: فارسی سرداروں سے تھے۔ آپ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر بھی انہوں نے آپ کی وفات تک خدمت کی۔ اس کے بعد وہ رملہ پھر وہاں سے حمص منتقل ہو گئے اور وہیں بقول ابن سعد وغیرہ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ ابن السکن نے یوسف بن عبد الحمید کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میری ثوبان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھرانے

* اسد الغابہ (۶۲۱) تجرید (۷۰/۱) * اسد الغابہ (۲۸۴/۱) معرفة الصحابة (۲۹۵/۳)

* المعجم الكبير (۹۰/۲) * اسد الغابہ (۶۲۴) الاستيعاب (۲۸۶) تجرید (۷۰/۱)

کے لیے دعا فرمائی، میں نے عرض کیا: میں بھی اہل بیت سے ہوں، تیسری مرتبہ پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک تم دروازے پر رکاوٹ بنے کھڑے نہ رہو اور کسی گورنر سے سوال کرنے نہ جاؤ“۔ ابوداؤد * نے عاصم کی سند سے بحوالہ ابوالعالیہ ثوبان سے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مجھے یہ ضمانت دے دے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں“۔ ثوبان بولے: میں۔ چنانچہ وہ کسی سے کچھ بھی نہیں مانگتے تھے۔

۹۶۸ ثوبان انصاری *

محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان کے دادا، ابن مندہ محمد بن حمیر کی سند سے بحوالہ عباد بن کثیر، محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جسے تم مسجد میں شعر کہتے سنو اسے کہو ”اللہ تمہارے دانت توڑے“۔ (حدیث) اور اسے ابوخیثمہ جعفی کی سند سے بحوالہ عباد بن کثیر روایت کیا تو اس میں ”دادا سے“ کے الفاظ نہیں۔ عباد اس میں ضعیف ہیں۔ یزید بن خصیفہ نے ان کے خلاف روایت کی تو کہا: محمد بن عبدالرحمن سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی محفوظ ہے جسے نسائی اور ترمذی * نے نقل کیا ہے۔

۹۶۹ ثوبان *

عمر بن حکم ابن ثوبان کے دادا۔ ابن ابی عاصم * نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور عبید اللہ بن عبد اللہ اموی کی سند سے بحوالہ عبد الحمید بن جعفر، عمر بن حکم بن ثوبان سے وہ اپنے چچا سے وہ اپنے والد ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ ”نبی ﷺ نے (نماز میں) کوئے کی طرح ٹھونگ مارنے سے اور درندے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا ہے“۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: عبد الحمید بن جعفر کے شاگردوں نے ان کے خلاف روایت کی ہے۔ چنانچہ وہ عبد الحمید کے واسطے سے بحوالہ عمر بن حکم بن ثوبان بحوالہ عبدالرحمن مرسل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: عمر بن حکم کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ وہ سعد بن ابی وقاص جیسے اکابر صحابہ سے روایت کرتے ہیں تو ان کے دادا کیسے صحابی نہیں ہو سکتے حالانکہ وہ انصاری ہیں؟

۹۷۰ (ز) ثوبان العنسی

عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان کے دادا، ابن عساکر، اوزاعی کی سند سے ثابت بن ثوبان سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھانے میں امام، یا کھانا پکانے (دینے) والا یا جوان میں نیک ہو وہ لوگوں میں سے پہلے کرے“۔ * ثابت بن ثوبان مشہور تابعی ہیں مجھے ان کے والد کا ذکر صرف اسی روایت میں ملا ہے جس میں انہوں نے سماع کا ذکر نہیں کیا، مجھے معلوم نہیں یہ روایت مرسل ہے یا نہیں۔

* ابوداؤد کتاب الزکاة باب کراہیۃ المسالۃ (۱۶۴۳) * اسد الغابۃ (۶۲۶)

* ترمذی کتاب البیوع باب النہی عن البیع فی المسجد (۱۳۲۱) * اسد الغابۃ (۶۲۵)

* الاحاد والمثنائی (۳۳۲/۱) * الکامل فی الضعفاء (۱/۲۸۱، ۱۶۳۸)

۹۷۱ ثوب (ابو مسلم خولانی کے والد)

یہ لفظ ثاء کے پیش اور واؤ کے زبر سے ہے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ابو مسلم خولانی کے سوانح میں ذکر کیا ہے کہ ابو مسلم اہل شام کے عبادت گزار لوگوں میں سے تھے۔ ان کے والد صحابی ہیں۔

۹۷۲ ثور بن عزہ

بن عبد اللہ بن سلمہ ابو العکیر القشیری۔ ابن شاہین نے ابو الحسن مدائنی سے بحوالہ یزید بن رومان وغیرہ سے اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا، وہ لوگ فرماتے ہیں: ثور بن عزہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں حمام اور سند کے مقامات عطا کیے جو عقیق میں ہیں۔ اور انہیں ایک تحریر بنا کر دی۔ اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے: ”اگر میسرہ بن بشر تجھ پر غالب آ جائے تو تیرا باپ ابو العکیر ہے جو مقام حمام میں رہتا ہے۔“

۹۷۳ ثور السلمی

معن بن یزید بن اخنس سلمی کے نانا۔ ان کی کنیت ابو امامہ ہے۔ ابن حبان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے۔ اور باوردی نے ان کے سوانح میں ابو الجوریہ کی سند سے بحوالہ معن بن یزید بن ثور روایت نقل کی کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے، میرے والد اور میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ اس سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ثور ان کے دادا کا نام ہے جبکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ ان کا نام تو اخنس ہے۔ بہتر روایت وہی ہے جو ابن حبان نے بیان کی۔

۹۷۴ (ن) ثور بن معن

بن اخنس بن حبیب بن جرہ بن زغب بن مالک بن خفاف بن امری القیس بن بھشہ بن سلیم سلمی۔ ابو علی ہجری نے نوادر میں لکھا ہے: وہ، ان کے والد اور ان کے دادا صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ابن رشاطی کی روایت کے مطابق یہ لوگ بنی معن سے مشہور ہیں۔ میں کہتا ہوں: مشہور معن بن اخنس ہے، بخاری نے ان کی حدیث نقل کی ہے ان کا ذکر آ رہا ہے۔ شاید یہ ثور ان کے چچا زاد بھائی ہیں۔ واللہ اعلم۔ اگر یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جائے تو معن بن اخنس، معن بن یزید الاخنس کے چچا ٹھہرے۔

اسد الغابۃ (۶۲۸) * اسد الغابۃ (۲۸۷/۱) * اسد الغابۃ (۶۲۹) * الثقات (۴۹/۳)

بخاری کتاب الزکاة باب اذا تصدق علی ابنہ وهو لا یشعر (۱۴۲۲) مسند احمد (۴۷۰/۳) (۲۵۹/۴)

المعجم الكبير (۱۴۵۵/۲) فتح الباری (۲۹۲، ۲۹۱/۳)

قسم ثانی از حرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

(ن) ثابت بن مری ۹۷۵

بن سنان بن سنان بن ثعلبہ۔ ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب آ رہا ہے۔ بقول عدوی: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے ماں شریک * بھائی ہیں۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

قسم ثالث از حرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

ثابت بن طریف المرادی * ۹۷۶

فتح مصر میں شریک تھے ان لوگوں سے ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت پایا ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس اور ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حاکم نے ابن عبد الاعلیٰ یعنی ابن یونس کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ جنہوں نے دور جاہلیت پایا ہے۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابن مندہ نے ان کے صحابی ہونے کی تصریح نہیں کی۔ ان کا ذکر تو اس لحاظ سے کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ اور جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات میں شریک رہے انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے لیکن ان میں سے بعض کو شرف صحابیت حاصل ہے اور بعض اس سے محروم ہیں، اہ مختصراً *۔

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

ثعلبہ بن ابی رقیہ اللخمی * ۹۷۷

ابن یونس نے ان کا ذکر کیا کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے ایسے ہی ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

(ن) ثمامہ بن اوس ۹۷۸

بن ثابت بن لام طائی۔ سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے خلافت ابی بکر میں ضرار بن ازور کی طرف پیام بھیجا جبکہ وہ طلحہ سے برسر پیکار تھے کہ میرے ساتھ جذیمہ قبیلہ کے پانچ سو آدمی ہیں۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے انہوں

نے دور جاہلیت پایا ہے۔

۹۷۹ ثمامہ بن حزن

بن عبد اللہ بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ قشیری ابوالورد بن ثمامہ کے والد۔ نبی ﷺ کے عہد میں نوجوان آدمی تھے۔ مسلم نے محضر میں اور ابن حبان * نے ثقات التابعین میں شمار کیا ہے۔ بقول ابو نعیم: انہوں نے دور نبوی تو پایا لیکن آپ ﷺ کو نہ دیکھ پائے۔ تاریخ بخاری * میں لکھا ہے: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس آئے۔ اس وقت ان کی عمر پینتالیس سال تھی۔ اور بقول ابن عبد البر بنی عامر کے بعض اہل نسب نے ذکر کیا کہ ثمامہ بن حزن صحابی ہیں۔

۹۸۰ (ن) ثمامہ الردمانی ان کے غلام

خارجہ بن عراق۔ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے اور اپنے آقا کے ساتھ فتح مصر میں عمرو بن العاص کی معیت میں شریک تھے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

۹۸۱ ثور بن تلدہ *

انہیں باء سے ثوب بھی کہا جاتا ہے۔ یوں اس نام کو قلمبند کرنے میں اختلاف رونما ہوا۔ بقول ابن کلبی: ثياب واحد کا لفظ ہے اور جسے دارقطنی نے یثم بن عدی کی پیروی میں ثاء کے پیش واؤ کے زبر سے لکھا ہے۔ رہا ان کے والد کا نام تو یثم اور ابن کلبی نے کہا: وہ ثاء کے زیر اور لام کے سکون سے ہے جبکہ دارقطنی نے تا کے زبر سے تحریر کیا ہے۔ نیز انہیں تصغیر سے تلیدہ کہا جاتا ہے ان کا تعلق بنی والبہ بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ، بقول بعض تلدہ یا تلیدہ ان کی والدہ، باندی یا انہیں گود لینے والی خاتون ہے اور ان کے والد کا نام ربیعہ ہے۔ یہ بات سیف نے فتوح میں ذکر کی ہے۔ ابو حاتم بختانی * معمرین میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے، آپ نے ان سے پوچھا: میرے آباء و اجداد میں سے تم نے کسی کا زمانہ پایا ہے؟ تو وہ بولے: امیہ بن عبد شمس کا دور میں نے پایا ہے۔ وہ نابینے ہو گئے تھے اور ان کا غلام ذکوان ان کا ہاتھ تھامے لے جاتا تھا۔ حضرت معاویہ جھٹ سے بولے: ارے وہ تو ان کا بیٹا تھا۔ وہ کہنے لگے: یہ بات تو آپ لوگ کہتے ہیں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے امیہ کے زیادہ مشابہ کون ہے؟ وہ بولے: یہ اور عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ کی جانب اشارہ کیا۔ جو "اشدق" کے عرف سے مشہور ہیں۔

اس قصہ کا کچھ حصہ ابو موسیٰ نے ذیل میں ابو یعقوب سراج کی سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے جس کی سند عاصم بن ابی النخود سے ہے، فرمایا: ہم یعنی بنی اسد بن خزیمہ بدر کے روز مہاجرین کا ساتواں حصہ تھے۔ ہمارا ایک آدمی تھا جس کا نام ثور بن تلدہ تھا اس کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال ہو گئی تھی پھر کچھ واقعہ ذکر کیا۔ ابو موسیٰ، عاصم کی یہ بات "ہمارا ایک آدمی

تھا“ سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اس کا تعلق ”ہم بدر کے روز“ سے ہے، یوں صاحب عنوان شخصیت بدریین میں شمار ہوتی ہے جبکہ ایسا نہیں۔ بلکہ عاصم کا ارادہ اپنی قوم کی خصوصیات شمار کرنا ہے۔ اس لیے انہوں نے ذکر کیا کہ وہ مہاجرین کا ساتواں حصہ تھے اور ان میں اس عمر رسیدہ شخص کا تذکرہ کیا۔ اگر بات بظاہر ایسی ہوتی جیسی ابو موسیٰ سمجھے ہیں تو ”ہم“ کہنے سے عاصم بھی بدریین میں شمار ہوتے، جبکہ وہ چھوٹے تابعی ہیں، ان کی روایات تابعین سے ہے۔

دارقطنی نے مؤلف میں ابو بکر بن عیاش کی سند سے بحوالہ عاصم روایت کی فرمایا کہ ثور بن تلدہ نے فرمایا: میں نے والبات کی تین پشتیں دیکھی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کی عمر دو سو چالیس (۲۴۰) سال ہو گئی تھی۔ ابن کلبی نے ان کا شعر کہا ہے۔

اگر آدمی نوے سے دو سو سال تک بھی زندہ رہے یہ ساری مدت اپنی جگہ پھر بھی اس نے جانا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں جب انہوں نے امیر معاویہ کے سامنے یہ اشعار کہے پھر اس کے بعد زندہ رہے یا نہیں۔ سیف بن عمر نے ذکر کیا کہ وہ فتوحات میں شریک اور قادیسیہ میں موجود تھے اس میں انہوں نے اشعار کہے، مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو آدمی نے کسی اور کے حوالہ سے ذکر کیے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف نوں میں نسیر بن ثور عجمی کے سوانح میں آئے گا۔

۹۸۲ (ن) ثور بن قدامہ

دور نبوی پایا ہے اور فتوح میں وہ کافی معرکوں میں رہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی سند سے نقل کیا، فرمایا: ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا۔ ان سے ابراہیم عقیلی روایت لیتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔

۹۸۳ ثور بن مالک الکندی

نبی مکی ﷺ کے عہد میں تھے اور یمن، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی مکی ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو انہیں کندہ پر اپنا نائب بنا کر گئے۔ یہ روایت دشیمہ نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے، جب اہل کندہ نے ارتداد کا پختہ عزم کر لیا تو انہوں نے وہاں جو تاریخی خطاب کیا وہ بھی ذکر کیا ہے اور ان کا جواب بھی بیان کیا ہے پھر ان کی جو بات چلی یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا چنانچہ وہ ان اشعار میں کہتے ہیں:

”میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا دین اختیار کیے رہو تو وہ بے وقوفی سے کہنے لگے: تمہارے منہ میں خاک پڑے۔ پھر کیا تھا ان کی ہلاکت پر میں رونے لگا جو کچھ انہوں نے کیا میں اس میں شریک نہ ہوا۔“

قسم رابع از حرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۸۴ (ن) ثابت بن اجدع ثابت ابن الجذع میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹۸۵ ثابت بن ابی الاقلع

ابونعیم نے دلائل میں محمد بن مروان کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط کو بدر سے قید کے بعد ثابت بن ابی الاقلع نے قتل کیا۔ مشہور یہ ہے کہ اسے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلع نے قتل کیا تھا۔

۹۸۶ (ن) ثابت بن ابی زید الانصاری

بعض نے حاکم کی کتاب ”علوم الحدیث“ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ عزہ بن ثابت، محمد بن ثابت اور علی بن ثابت ان کے والد ثابت بن ابی زید صحابی رسول ﷺ ہیں۔ لفظ صحابی مجرور واقع ہو کر ابو زید کی صفت ہے۔ جنہوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا وہ یہ سمجھے کہ یہ لفظ مرفوع ہے، اس صورت میں وہ ثابت کی صفت بن جائے گی جبکہ ایسا نہیں۔ واللہ اعلم

۹۸۷ ثابت بن الضحاک

بن ثعلبہ۔ ابو موسیٰ نے بحوالہ سعید بن یعقوب سراج ان کا استدراک کیا ہے۔ استدراک کی کوئی وجہ بنتی نہیں اس لئے کہ ابن مندہ نے ان کا صحیح اندراج کیا ہے۔ جبکہ نسب سے صرف ایک شخص ساقط ہوا ہے اور وہ ثابت بن الضحاک بن خلیفہ بن ثعلبہ ہے جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے۔

۹۸۸ ثابت بن عمرو انصاری

بدر میں شریک ہوئے۔ ابونعیم نے بحوالہ موسیٰ بن عقبہ ان کے اور اشجعی جو انصار کے حلیف ہیں اور ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے کے درمیان فرق کر کے ان کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک شخصیت ہے۔ انہیں وہم ہو گیا۔

۹۸۹ (ن) ثابت بن قیس انصاری

حدیث جابر میں ان کا تذکرہ آتا ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں: اس کے راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ ابوداؤد، قاضی اسمعیل نے ”احکام“ میں اور ابو مسلم کجی نے ”سنن“ میں بشر بن مفضل کی سند سے بحوالہ ابن عقیل، جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کی معیت میں نکلے۔ چلتے چلتے ہم لوگ انصار کی ایک خاتون کے ہاں آئے، وہ جلدی سے دو بچیاں لا کر کہنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! یہ دونوں ثابت بن قیس کی بیٹیاں ہیں۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ احد میں شرکت کے باعث شہید ہو گئے۔ (حدیث) ابوداؤد فرماتے ہیں: راوی سے غلطی ہوئی جبکہ صحیح یہ ہے کہ وہ سعد بن ربیع ہیں۔ اس کے بعد ابن وہب کی سند سے بحوالہ داؤد بن قیس وغیرہ سے، ابن عقیل سے نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمرو نے بحوالہ ابن عقیل ایسا ہی فرمایا ہے۔ جو درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر حدیث کا مخرج ایک نہ ہوتا تو واقعہ میں تعدد ہو سکتا تھا۔

اسد الغابۃ (۵۵۸) الاستیعاب (۲۶۱) اسد الغابۃ (۵۶۷) تجرید (۶۴/۱) اسد الغابۃ (۲۶۳/۱)

ابوداؤد کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الصلب (۲۸۹۱)

(۹۹۰) (ز) ثابت بن قیس (دوسرے)

ابو المتوکل، میم میں، کنیتوں میں تذکرہ آئے گا۔

(۹۹۱) ثابت بن مسعود

عبدان نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ ان کا صرف صفوان بن محرز کی حدیث میں تذکرہ آتا ہے۔ جبکہ سعید بن یعقوب سراج نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حماد بن ثابت بنانی کی سند سے بحوالہ صفوان بن محرز ان کی روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا، میرے ساتھ ایک صحابی رسول ﷺ ہوتے، جنہیں وہ ثابت بن مسعود سمجھتے ہیں۔ فرمایا: میں جب اونچی آواز میں قراءت کرتا وہ اپنی آواز پست کر لیتے۔ میں نے ان سے اچھا کوئی پڑوسی نہیں دیکھا۔ مجھے جب انکے ہوتے تو وہ فتح (لقمہ) دے دیتے۔ نماز سے فراغت کے بعد میں طواف میں شامل ہو گیا۔ بعد میں وہ بھی آگئے اور میرا ہاتھ تھام کر فرمانے لگے: ”روحیں جمع کیا ہوا شکر ہیں۔“ (حدیث)

”ذیل“ میں ابو موسیٰ لکھتے ہیں: انہوں نے ایسا ہی درج کیا۔ دو حافظ الحدیث شخصیتوں پر تعجب ہے کہ ان سے یہ بھول کیسے ہو گئی؟ درست عبارت یوں ہے: ہمارے خیال میں وہ ثابت (جو البنانی ہیں) بن مسعود ہیں۔ ابن مسعود نحسبہ کا مفعول ثانی ہے جس سے عبد اللہ بن مسعود مراد ہیں۔

میں کہتا ہوں: باوردی نے اس سلسلہ میں ان سے اتفاق کیا ہے اور ثابت بن مسعود کا عنوان قائم کیا ہے اور یہ حدیث انہی کے سوانح میں حماد کی سند سے بحوالہ ثابت روایت کی ہے جہاں تک ابو عمر کا تعلق ہے تو وہ فرماتے ہیں: ثابت بن مسعود، فرمایا: صفوان بن محرز نے جو اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک شخص میرے پڑوسی تھے، میرے گمان میں وہ ثابت بن مسعود تھے، میں نے ان سے بڑھ کر اچھا پڑوسی نہیں دیکھا۔ پھر وہ روایت ذکر کی: یہ ان کے الفاظ ہیں۔ ثابت کے حذف سے جو اسے صفوان سے روایت کرنے والے ہیں یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ جنہیں وہ ابن مسعود سمجھ بیٹھے وہ صفوان ہیں۔ ذہبی نے ”تجرید“ میں یہ ابو عمر کا عیب شمار کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: مجھے یہاں صفوان بن محرز کی جانب سے توقف ہے اس لئے کہ میرے خیال میں انہوں نے ابن مسعود کو نہیں دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

(۹۹۲) (ز) ثابت بن معاذ انصاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث جو ضعیف سند سے بیان کی گئی ہے اس میں ان کا ذکر آتا ہے جسے خطیب نے ”مؤتلف“ میں قاسم بن خلیفہ کی سند سے بحوالہ ابویحییٰ تمیمی اسمعیل بن ابراہیم، مطیر ابو خالد سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، روایت کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۵۷۲) الاستیعاب (۲۶۶)

بخاری کتاب الانبیاء باب الارواح جنود مجنۃ (۳۳۳۶) مسلم کتاب البر والصلة باب الارواح جنود مجنۃ (۵۶۵۰، ۵۶۵۱)

ابوداؤد کتاب الادب باب من یؤمر ان یجالس (۳۸۳۴) مسند احمد (۵۳۹/۲) المعجم الکبیر (۳۲۳/۶)

حلیۃ الاولیاء (۱۹۸/۱) المستدرک (۴/۲۴۰، ۴۲۰) التجرید (۲۵/۱)

فرماتے ہیں: ”ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھنا چاہتے تو حضرت علی، سلمان فارسی یا ثابت بن معاذ رضی اللہ عنہم سے کہتے، کیونکہ صحابہ میں یہ لوگ آپ ﷺ کے سامنے جرات کر لیتے تھے۔ پھر جب ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ (سورۃ النصر: ۱) نازل ہوئی۔ اس کے بعد راوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک منکر (ضعیف راوی کی ایسی روایت جو ثقات کے خلاف ہے) حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: ”یہ (علی رضی اللہ عنہ) میرے بھائی، میرے وزیر، میرے اہل بیت میں میرے خلیفہ اور میرے بعد خلیفہ ہونے کے لئے بہترین آدمی ہیں۔“ * خطیب فرماتے ہیں: مطیر مجہول راوی ہے۔ میں کہتا ہوں: جبکہ ابویحییٰ تمیمی تو بے حد کمزور راوی ہے۔

۹۹۳ ثابت بن معبد *

تابعی، مرسل اور موصول روایت کر دیتے ہیں جس سے بعض راویوں کو شبہ ہو جاتا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ان کے متعلق وہم کی وجہ بیان کی۔ فرمایا: عمرو بن خالد نے عبید اللہ بن عمرو سے بحوالہ عمرو بن عمیر وہ کلب کے ایک شخص سے بحوالہ ثابت بن معبد روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے ایک عورت کے بارے میں پوچھا جس کے حسن سے وہ متاثر ہو گیا تھا۔ (حدیث) * عمرو نے ایسا ہی کہا۔ جبکہ علی بن سعید وغیرہ نے اسے عبید اللہ بن عمرو سے بحوالہ عبد الملک انہوں نے ثابت بن معبد سے وہ کلب کے ایک شخص کے واسطے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہی درست ہے، اسے عمرو بن خالد نے آگے پیچھے کر دیا تھا۔ تاریخ بخاری میں ہے: ثابت بن معبد سے وہ کلب کے ایک شخص کے واسطے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہی درست ہے اسے عمرو بن خالد نے آگے پیچھے کر دیا تھا۔ تاریخ بخاری میں ہے: ثابت بن معبد سے عبد الملک بن عمیر کوفیوں میں ان کی منقطع حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان * نے ”تابعین“ میں لکھا ہے، ثابت بن معبد اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبد الملک بن عمیر روایت لیتے ہیں۔ ابن ابی حاتم * اپنے والد کے حوالہ سے فرماتے ہیں: ثابت بن معبد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبد الملک، ابن مندہ فرماتے ہیں: وہ تابعی ہیں اہل کوفہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۹۹۴ ثابت بن المنذر *

بن حرام بن عمرو از بنی مالک بن نجار بن اوس۔ بدر میں شریک تھے ایسا ہی ابن مندہ نے نقل کیا اور پھر ابن اسحاق تک اپنی سند سے بیان کیا: وہ لوگ جو بدر میں شریک ہوئے ان کے نام یہ ہیں: از بنی مالک بن نجار بن اوس بن ثابت بن المنذر پھر ان کا تذکرہ کیا۔

ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: یہ کھلا وہم ہے اس واسطے کہ نجار تو ثعلبہ بن مالک کے بیٹے ہیں۔ درست نسب وہ ہے جو ابراہیم بن سعد وغیرہ نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: بنی عمرو بن مالک بن نجار سے اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بدر میں شریک ہوئے۔ تو کاتب نے اوس سے پہلے ابن بڑھادیا جس سے یہ انتہائی برا وہم پیدا ہو گیا۔ ابن مندہ جیسے پیشوا

* السلسلة الصحيحة (۱۷۵۰) * اسد الغابہ (۵۷۳) تجرید (۶۵/۱) * اسد الغابہ (۲۶۶/۱) معرفة الصحابة (۲۵۳/۳)

* النقات (۹۲/۴) * الجرح والتعديل (۴۵۷/۲) * اسد الغابہ (۵۷۴)

شخص سے یہ بات کیسے پوشیدہ رہ گئی کہ ثابت بن منذر جو حضرت حسان اور ان کے بھائیوں کے والد ہیں انہوں نے اسلام کا دور نہیں پایا ہے؟ ادھر موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں اوس بن ثابت کا ذکر بدرین میں صحیح طرح کیا ہے۔ اور کئی لوگوں نے اس طرح ذکر کیا ہے جیسا پہلے ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ اس میں طبرانی سے بھی بھول ہو گئی چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ثابت بن منذر بن حرام۔ اور ابن لہیعہ تک اپنی سند میں، ابوالاسود سے بحوالہ عروہ، اہل بدر کے نام لیتے ہوئے فرماتے ہیں: بنی مالک بن نجار سے ثابت بن المنذر۔ ابو نعیم کا خیال ہے کہ وہم ابن لہیعہ کی وجہ سے پیدا ہوا۔ واللہ اعلم

اس کی نظیر ابن عبدالبر کے ساتھ حارثہ بن مالک کے سوانح میں بھی پیش آئی ہے۔

۹۹۵ ثابت بن وائلہ

خیبر میں شہید ہوئے۔ ابن عبدالبر نے ایسا ہی دہج کیا ہے البتہ انہوں نے ان کے والد کا نام بدل دیا۔ جو وائلہ ہمزہ کے زیر اور ثاء کے سکون سے ہے جیسا کہ پہلے درست گزر چکا ہے۔

۹۹۶ ثابت بن وقش

بن زعوراء۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن شاہین نے ان کا تذکرہ کیا ہے ان میں اور ثابت بن وقش بن زغبہ بن زعوراء میں فرق کیا ہے۔ بقول ابن الاثیر یہ فرق بہت بعید ہے۔ پھر فرمایا: اس میں تو شک نہیں کہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔ نسب سے زغبہ کے رہ جانے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ دونوں میں فرق ہے۔

۹۹۷ ثابت بن یزید الانصاری

باوردی اور ابو نعیم نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور شریک کی سند سے بحوالہ ابواسحاق، عامر بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں قرظہ بن کعب ثابت بن یزید اور ابومسعود کے پاس آیا تو وہاں چھوکر یاں اور دوسری لہو و لعب کی چیزیں تھیں۔ میں نے تعجب سے کہا: آپ لوگ اصحاب رسول ہو کر یہ شغل کر رہے ہیں؟ وہ حضرات بولے: ہمیں شادی کے موقع پر اتنے لہو و لعب کی اجازت ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ثابت بن یزید وہی ابن ودیعہ ہیں۔ جس نے انہیں دو شخصیتیں سمجھا اسے وہم ہوا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں شعبہ سے بحوالہ ابواسحاق یہ حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ثابت بن ودیعہ۔ ابواسحاق سے کئی طرق کے ذریعہ یہ روایت محفوظ ہے۔ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ابن ابی حاتم سے یہ نام تبدیل ہو گیا۔ ودیعہ کی جگہ وداعہ کر دیا۔ ان میں اور ثابت بن یزید بن ودیعہ کے درمیان فرق کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ثابت بن یزید بن وداعہ کوفہ کے رہنے والے صحابی ہیں۔ ان سے براء، زید بن وہب اور عامر بن سعد روایت کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے لکھتے ہیں: ”ثابت بن یزید بن ودیعہ“ اور اسی طرح کی

المعجم الكبير (۷۷/۲) السيرة النبوية (۱۱۸/۳) * اسد الغابة (۵۷۹) الاستيعاب (۲۶۷)

الاستيعاب (۲۸۲/۱) * اسد الغابة (۵۸۱) الاستيعاب (۲۵۸) تجريد (۶۵/۱) * اسد الغابة (۲۶۹/۱)

اسد الغابة (۵۸۴) تجريد (۶۵/۱) * ابوداؤد طیالسی فی مسنده (۱۲۲۱)

بات ذکر کی۔ اور اس سے پہلے انہوں نے فرمایا: ثابت بن زید صحابی ہیں جن سے عامر بن سعد وغیرہ روایت کرتے ہیں، یوں ایک شخصیت سے تین افراد قرار دیئے۔

۹۹۸ ثابت بن یزید

ابو اسید انصاری ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام عبداللہ بن ثابت ہے جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔ ”زیتون کھایا کرو“ * (حدیث) حدیث کے وہ راوی ہیں، بقول بعض ان کا نام ان کی کنیت ہے۔

۹۹۹ ثابت انصاری

عدی بن ثابت کے والد، ابو موسیٰ نے ذیل میں بحوالہ ابن ماجہ ان کا ذکر کیا ہے اور ہم ثابت بن قیس بن خطیم کا ذکر پہلے کر چکے ہیں۔ اگر ابن کلبی کی بات صحیح ثابت ہو جائے کہ عدی بن ثابت ہی ابن ابان بن ثابت بن قیس بن خطیم ہے اور عدی کی نسبت ان کے دادا کی طرف بھی کی جاتی ہے۔ تو پھر یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ورنہ نہیں۔ اس کے باوجود ان کے دوبارہ ذکر کرنا زرا وہم ہے۔ واللہ اعلم

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

۱۰۰۰ ثعلبہ بن الجذع

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ ان میں اور ثعلبہ بن حارث جن کا لقب جذع ہے فرق کر کے ان کے لقب کو ان کے والد کا نام قرار دے کر دوسری شخصیت سمجھ بیٹھے۔ ان لوگوں کے اوہام کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ جو ثعلبہ بن زید بن حارث کے سوانح میں ہے وہاں ہم نے اسے درست ذکر کیا ہے۔

۱۰۰۱ ثعلبہ بن زبیب العنبری *

ان سے ان کے بیٹے عبداللہ روایت کرتے ہیں جس میں ارسال اور ضعف ہے تجرید میں ایسا ہی تحریر ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ نسب پلٹ گیا ہے جبکہ یہ ”عبداللہ بن زبیب بن ثعلبہ“ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۱۰۰۲ ثعلبہ بن العلاء الكنانی *

ابو احمد العشال نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور حجاج بن ارطاة کی سند سے بحوالہ سماک بن حرب، ثعلبہ بن العلاء کنانی

* ترمذی کتاب الاطعمۃ باب ما جاء فی اكل الزيت (۱۸۵۱، ۱۸۵۲) ابن ماجہ باب الزيت (۳۳۱۹، ۳۳۲۰)

مسند احمد (۴۹۷/۳) دارمی باب فضل الزيت (۱۰۲/۲) المعجم الكبير (۲۷۰/۱۹) المستدرک (۳۹۸/۲) علل الحديث (۱۲۵۰)

* اسد الغابۃ (۵۹۴) تجرید (۶۷/۱) * اسد الغابۃ (۶۰۸) تجرید (۶۸/۱)

سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے خیر * کے روز نبی ﷺ کو فرماتے سنا آپ ﷺ مشلہ (ناک، کان، ہونٹ کاٹ کر عیب دار کرنے سے منع فرما رہے تھے۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: اسے زہیر بن معاویہ نے سماک بن حرب سے بحوالہ ثعلبہ بن حکم بن لیث کے بھائی سے اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بنی لیث کا تعلق بنی کنانہ سے اس لحاظ سے نسب ایک ہوا اور راوی بھی ایک۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ حجاج کو ان کے والد کے نام میں وہم ہو گیا یا علاء ان کے آباء میں سے کسی کا نام ہو۔ قسم اول میں ثعلبہ بن حکم کا درست عنوان گزر چکا ہے۔

۱۰۰۳ (ز) ثعلبہ بن معن

بن محسن از بنی عامر بن مالک بن نجار، ابن فتحون نے ان کے بارے تلافی مافات کی ہے اور کہا کہ ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ نام ابن ابی حاتم کی کتاب کے اکثر نسخوں میں ثعلبہ بن عمرو بن محسن ہے ابو عمر نے ان کا حوالہ دیا اس لیے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۱۰۰۴ ثعلبہ البهرانی *

عبدان نے ان کا ذکر کیا اور موسیٰ بن اعیان کی سند سے بحوالہ عبد الکریم جزری، فرات سے وہ ثعلبہ بہرانی سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ”عن قریب علم اُچک لیا جائے گا“۔ (حدیث) * یہ سلسلہ سند غلط ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوا۔ روایت فرات بن ثعلبہ سے ہے۔ لفظ ابن کو عن بنا دیا گیا۔ فرات بن ثعلبہ مشہور تابعی ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے کہ اہل شام سے روایت کرتے ہیں۔ بقول ابو موسیٰ: مذکورہ حدیث ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے۔

باب الثاء جس کے بعد لام ہے

۱۰۰۵ الثلب العنبری

ابن الامین نے استدراک کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے، درست ثاء سے ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا اور قسم اول میں اس تنبیہ بھی کی گئی ہے۔

۱۰۰۶ (ز) ثلدہ الاسدی

ابن الامین وغیرہ نے ان کا استدراک کیا ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ درست ثور یا ثوب بن ثلدہ ہے جیسا کہ قسم ثالث میں گئے

* ابن ماجہ کتاب الفتن باب النهی عن النهبة (۳۹۳۸) المصنف لعبد الرزاق (۱۸۸۴۱) المعجم الكبير (۱۳۷۵)

مجمع الزوائد (۴۹/۵) جامع المسانید والسنن (۴۳۳/۲) معرفة الصحابة (۲۵۶/۳)

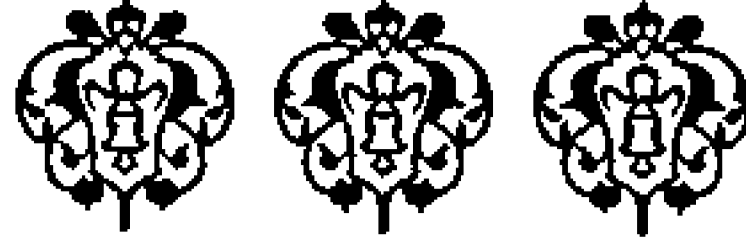
* الجرح والتعديل (۴۶۱/۲) * اسد الغابة (۵۸۷) تجرید (۶۶/۱) * كنز العمال حدیث (۳۸۵۲۴)

چکا ہے۔ اور وہاں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ بقول عوام شلہ ان کی والدہ کا نام ہے۔

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

(۱۰۰۷) (ن) ثوبان بن فزارہ العامری

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ثوبان نامی لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے غلام ثوبان کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ درست ثروان را پھر واؤ سے ہے جیسا کہ پہلے قسم اول میں گزر چکا ہے۔



حرف جیم

قسم اول از حرف جیم

باب الجیم جس کے بعد الف ہے

۱۰۰۸ جابان *

میمون کے والد، ابن مندہ نے ابوسعید مولا بنی ہاشم کی سند سے بحوالہ ابو خالد روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے میمون بن جابان سے بحوالہ ان کے والد سنا، انہوں نے کئی بار جس کی تعداد دس بن جاتی ہے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو کسی عورت سے انیت سے شادی کرے کہ اسے مہر نہیں دے گا اس کی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات ہوگی کہ وہ زانی شمار ہوگا۔“ *

میں کہتا ہوں: اگر یہ محفوظ ہے تو انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے ایسا ہی کہا ہے۔

۱۰۰۹ جابر بن ازرق الغاضری *

ان کی حدیث اہل حمص سے ملتی ہے۔ ابن مندہ نے فرمایا: وہ حمص میں فروکش ہوئے۔ اور نصر بن علقمہ کی سند سے بحوالہ اپنے بھائی محفوظ، عبدالرحمن بن عائد سے وہ ابوراشد حیرانی سے فرمایا: مجھے جابر بن ازرق غاضری نے بتایا: میں ایک سواری پر اپنے ساتھ کچھ سامان لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مجھے ایک شخص نے ہٹا دیا۔ میں نے کہا: یمن کے دور دراز علاقہ سے نبی ﷺ کی بات سننے آیا ہوں تاکہ اسے محفوظ (یاد) کر کے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو سناؤں (میرا تو یہ مقصد ہے) اور تم مجھے (اندیشہ جانے سے) روک رہے ہو۔ اس شخص نے کہا: تم نے سچ کہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے۔ اس کے بعد وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں آپ ﷺ کی سرمنڈانے والوں کے لیے تین بار * کی دعا ہے۔ (ابن مندہ) فرماتے ہیں: انوکھی روایت ہے جو صرف اسی سند سے پہچانی جاتی ہے۔

* اسد الغابۃ (۶۳۰) تجرید (۷۱/۱)

* المعجم الكبير (۴۱/۸) المعجم الصغير (۴۳/۱) مجمع الزوائد (۶۶۵۲) تہذیب تاریخ دمشق (۴۵۵/۶)

کنز العمال (۴۴۷۲۵) اتحاف السادة المتقين (۱۰/۱۰) الترغیب والترہیب (۵۹۹/۲)

* اسد الغابۃ (۶۳۱) تجرید (۷۱/۱)

* بخاری کتاب الحج باب الحلق والتقصیر (۱۷۲۶) مسلم کتاب الحج باب تفضیل الحلق علی التقصیر و جواز التقصیر (۳۱۳۲)

ابوداؤد کتاب المناسک باب الحلق والتقصیر (۱۹۷۹) ترمذی کتاب الحج باب ما جاء فی الحلق والتقصیر (۹۱۳)

ابن ماجہ کتاب المناسک باب الحلق (۳۰۴۴) کنز العمال (۱۲۷۴۲)

۱۰۱۰ جابر بن اسامہ الجہنی

کنیت ابوسعادتھی۔ مصروف و کش ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ یہ بات ابویونس نے ایک حدیث ذکر کر کے اس میں کہی جو ابن وہب سے بحوالہ اسامہ بن زید مروی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی عاصم اور طبرانی وغیرہ اسامہ بن زید کی سند سے بحوالہ معاذ بن عبد اللہ بن خبیب، جابر بن اسامہ جہنی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں نے بازار میں نبی ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہ تھے میں نے ان لوگوں سے پوچھا آپ علیہ السلام کا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا: تمہاری قوم کی مسجد بنانے کا۔ میں اپنی قوم کے پاس واپس آیا تو وہ لوگ آپ سے کہنے لگے: ہمارے لیے مسجد کا نقشہ بنا دیں اور قبلہ کی جانب ایک لکڑی گاڑ دیں۔ ابن السکن نے کہا: ان سے اس سند کے سوا کچھ مروی نہیں۔ اسی مفہوم سے ملتی جلتی بات بغوی نے لکھی ہے۔

۱۰۱۱ جابر بن حابس

عابس العبدي۔ طبرانی نے حصین بن نمیر کی سند سے فرمایا: مجھے میرے والد نے اپنے والد کے حوالہ سے بتایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ کہا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔“ اس کی سند مجہول ہے اور یوسف بن خلیل کی روایت میں ان کے قلم سے عابس سے ایسا ہی ابن الجوز کے ہاں مرقوم ہے۔

۱۰۱۲ (ز) جابر بن حارث العبدي

اس وفد کے ایک آدمی جواج کے ہمراہ آ کر مسلمان ہوئے ان کا تذکرہ صحاح العبدي کے سوانح میں ان شاء اللہ آئے گا۔

۱۰۱۳ جابر بن خالد

بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارث بن دینار بن نجار خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب، اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور محمد بن اسحاق نے شرکائے بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن اسحاق کے ہاں جابر بن عبد اللہ لکھا ہے جبکہ درست پہلا نام ہے۔

۱۰۱۴ جابر بن رباب

ابن عبد اللہ بن رباب میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۱۵ جابر بن ابی سبرہ الاسدي

حاکم اور بیہقی نے ”شعب“ میں اور ابن مندہ نے ابن عجلان کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن سائب، سالم بن ابی الجعد سے

اسد الغابة (۶۳۲) الاستيعاب (۳۰۲) تجريد (۷۱/۱)

المعجم الكبير (۱۹۴، ۱۹۳/۲) المعجم الصغير (۲/۵۸/۱) التاريخ الكبير (۲۰۲/۱)

اسد الغابة (۶۳۳) الاستيعاب (۲۹۹) تجريد (۷۱/۱) المعجم الكبير (۱۳۵/۱) (۳۲/۷)

اسد الغابة (۶۳۴) الاستيعاب (۲۸۸) اسد الغابة (۶۳۵) الاستيعاب (۳۰۱) تجريد (۷۱/۱)

شعب الايمان (۴۲۶۴)

انہوں نے جابر بن ابی سبرہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے جہاد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”شیطان انسان کے راستوں میں بیٹھا ہوتا ہے۔“ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں، انوکھی روایت ہے جس میں طارق متفرد ہے اس میں محفوظ سالم بن ابی الجعد، بحوالہ سبرہ بن ابی فاکہہ ہے، جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔

۱۰۱۶ جابر بن سفیان

از بنی زریق خزرجی، معمر بن حبیب جمحی کے حلیف۔ ان دونوں کے والد نے معمر سے معاہدہ کیا اور مکہ میں مقیم ہو گئے اسلام لانے کے بعد حبشہ ہجرت کی پھر وہ اور ان کے دونوں بیٹے جابر اور جنادہ حبشہ سے دو کشتیوں میں آئے یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔ ابن کلبی اور ابن اسحاق ہی کا کہنا ہے کہ تینوں خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ شرجیل بن حسنہ، جابر اور جنادہ کے باپ شریک بھائی تھے۔ پھر شرجیل کا سعید بن المعلیٰ کے ساتھ پیش آمدہ وہ قصہ ذکر کیا جب وہ انصار سے علیحدہ ہو کر زہرہ کے حلیف بن گئے۔

۱۰۱۷ جابر بن سلیم

بقول بعض سلیم بن جابر یا جزئی جمحی۔ کنیت زیادہ مشہور ہے۔ اس لئے کئیوں میں آئے گا۔

۱۰۱۸ جابر بن سمرہ

بن جنادہ بن جندب بن حجر بن رباب بن حبیب بن سواءۃ بن عامر بن صعصعہ عامری سوائی۔ بنی زہرہ کے حلیف، ان کے والدہ خالدہ بنت ابی وقاص، سعد بن ابی وقاص کی بہن ہیں۔ انہیں (جابر) اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ صحیح مصنفین نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ شریک نے سماک سے بحوالہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے، فرمایا: میں کوئی سو سے زائد بار نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوں، اسے طبرانی نے نقل کیا ہے۔ صحیح روایت میں ان سے مروی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں دو ہزار سے زیادہ بار نماز پڑھی ہے۔ بقول ابن السکن: ان کی کنیت ابو عبد اللہ، بقول بعض ابو خالد ہے۔ کوفہ فروش ہوئے وہیں ایک حویلی بنائی۔ عراق میں بشری گورنری کے دوران فوت ہوئے۔ جو ۷۴ھ کا سن ہے۔ مسلم بن جنادہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن حریث نے ان کا جنازہ پڑھایا۔

۱۰۱۹ جابر بن شیبان

بن عجلان بن عتاب بن مالک النخعی۔ مدائنی نے ”اخبار ثقیف“ نامی کتاب میں ذکر کیا کہ وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن دباغ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۶۳۶) الاستیعاب (۲۹۳) السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۱) (۲۶۹/۱)

اسد الغابۃ (۶۳۸) الاستیعاب (۳۰۳) المعجم الکبیر (۱۹۴/۲) (۲۲۶/۲)

اسد الغابۃ (۶۳۹)

۱۰۲۰ جابر بن صخر

بن امیہ انصاری۔ جبار کے بھائی بقول ابن القدرح عقبہ میں شریک تھے۔ اور بدر کے علاوہ باقی غزوات میں شرکت کی ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق نے کہا ہے ابن سعد لکھتے ہیں: واقف نہیں اور نہ موسیٰ بن عقبہ کو ان کی خبر ہے مسند مسدد میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابوسعید جابر بن عبد اللہ سے مروی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور جابر بن صخر کو اپنی اقتداء میں کھڑا کر کے نماز پڑھائی۔ ان کے علاوہ نے روایت کی تو جابر بن صخر کہا، یہی محفوظ ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آ رہا ہے۔

۱۰۲۱ جابر بن ابی صعصعہ ابن عمرو میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۲۲ جابر بن طارق

بن ابی طارق بن عوف الحمسی البجلي۔ اپنے دادا کی طرف نسبت کیے جانے سے جابر بن عوف اور جابر بن ابی طارق کہلاتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں: شرف صحابیت سے مشرف ہیں ان کی حدیث نسائی کے ہاں صحیح سند سے مروی ہے۔ بغوی کا قول ہے مجھے ان کی اور حدیث معلوم نہیں۔ ادھر ابن السکن اسمعیل بن ابی خالد کی سند سے بحوالہ حکیم بن جابر سے (جو اہل قادسیہ سے تھے) وہ اپنے والد سے، پھر حدیث ذکر کی۔ یہی روایت شیرازی کی کتاب ”اللقاب“ میں اس قول کے بغیر ہے ”وہ اہل قادسیہ سے تھے“ کہ ایک دیہاتی نے نبی ﷺ کی نعت کہی یہاں تک کہ بولتے بولتے اس کے منہ کے کناروں سے جھاگ نمایاں ہونے لگی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگ کم بولا کرو، اس لیے کہ گفتگو کی فصاحت و بلاغت شیطان کا حصہ ہے۔“ ابن حبان نے جابر بن طارق الحمسی اور جابر بن عوف الحمسی میں فرق کر کے پہلی شخصیت کے متعلق کہا: وہ کوفہ میں رہے سرخ خضاب لگاتے تھے اور دوسری کے متعلق کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، حکیم کے والد ہیں۔ ایسا ہی ابو عمر (کی کتاب) پر ابن فتحون نے استدراک میں کہا ہے۔ چنانچہ جہاں انہوں نے جابر بن عوف درج کیا ابن فتحون نے جابر بن طارق لکھا ہے۔ یہ سارے وہم ہیں، شخصیت ایک ہی ہے۔

۱۰۲۳ جابر بن ظالم

بن حارثہ بن عتاب بن ابی حارثہ بن جدی بن تدول بن سحر البحرانی الطائی۔ بقول طبری نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے آپ نے انہیں ایک تحریر دی جو ان لوگوں کے پاس ہے ابن فتحون اور رشاطی نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۲۴ جابر بن عباس

یہی ابن حابس ہیں، تذکرہ گزر چکا ہے۔ ان کا نسب تجرید کی تلیق میں ہے وہاں تنبیہ نہیں ہے کہ یہ شخصیت پہلے مذکور ہو گئی ہے۔

مسند احمد (۶۴۱) مسند احمد (۴۲۱/۳) المعجم الكبير (۲۱۳۷/۲) مجمع الزوائد (۹۵/۲)

اسد الغابة (۶۴۳) تجرید اسماء الصحابة (۷۲/۱) تفسیر ابن کثیر (۴۳۰/۲)

الثقات (۵۳/۳) اسد الغابة (۶۴۴) الاستيعاب (۲۹۸) اسد الغابة (۲۹۳/۱)

۱۰۲۵ جابر بن عبد اللہ

بن رباب بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم ابن کعب بن سلمہ انصاری سلمیٰ ان چھ میں کے ایک جو عقبہ اولیٰ میں حاضر تھے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے شیوخ کے حوالہ سے بتایا، فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ انصار کے چھ آدمیوں: اسعد بن زرارہ، جابر بن عبد اللہ بن رباب، قطبہ بن عامر، رافع بن مالک، عقبہ بن عامر بن زید، عوف بن مالک سے ملے تو یہ لوگ اسلام لے آئے۔ اور پھر وہ حدیث ذکر کی۔ * موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے اور ابوالاسود نے عروہ سے شرکائے بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے ابن عبد البر ان کے سوانح میں لکھتے ہیں: ابن کلبی کے ہاں بحوالہ ابوصالح ان سے مروی ایک حدیث ہے مجھے اس کے علاوہ ان کی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: جابر بن عبد اللہ بن رباب سے مروی ضعیف طرُق سے کئی اور احادیث بھی ہیں جن میں سے بغوی، ابن السکن وغیرہ نے وازع بن نافع کی سند سے بحوالہ ابوسلمہ جابر بن عبد اللہ بن رباب سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”میکائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت میرے پاس سے گزرے“ * (حدیث) بغوی فرماتے ہیں: وازع ضعیف ترین راوی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے جابر کی اس کے علاوہ کوئی مسند روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: کیوں نہیں ان کی ایک روایت اور بھی ہے جسے بخاری نے تاریخ میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ کلبی ابوصالح سے وہ جابر بن عبد اللہ بن رباب سے ابویاسر بن اخطب کے قصہ میں نقل کرتے ہیں۔ جسے یونس بن بکیر نے مغازی میں ذکر کیا ہے۔ جس کی سند یوں ہے ابن اسحاق، محمد بن ابی محمد سے وہ عکرمہ یا سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر بن رباب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابویاسر بن اخطب نبی ﷺ کے ہاں سے گزرے، آپ ﷺ سورہ فاتحہ اور ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هُوَ اللَّهُ﴾ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ ﴿ (سورۃ البقرہ: ۱، ۲) کی تلاوت فرما رہے تھے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ لگتا ہے جابر کی نسبت ان کے دادا کی طرف ہوئی۔ اسی طرح ابن شاہین اور ابن مردویہ ہمام کی سند سے بحوالہ کلبی اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے“ (سورۃ الرعد: ۳۹) کے متعلق نقل کرتے ہیں، فرمایا: رزق کا کچھ حصہ ختم کر دیتا ہے۔ میں نے کہا: آپ سے یہ بات کس نے بیان کی؟ فرمایا: ابوصالح نے بحوالہ جابر بن رباب رسول اللہ ﷺ سے۔

۱۰۲۶ جابر بن عبد اللہ

بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمیٰ۔ ابو عبد اللہ، ابو عبد الرحمن اور ابو محمد کنیت رکھنے کے کئی اقوال ہیں۔ نبی ﷺ کے ارشادات بکثرت روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں ان سے صحابہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہے وہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ صحیح میں ان سے مروی ہے کہ وہ عقبہ * میں شریک تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ابوسفیان سے

- * اسد الغابۃ (۶۴۶) الاستیعاب (۲۸۹) تجرید (۷۳/۱) * المعجم الكبير (۱۷۶۷/۲) مجمع الزوائد (۳۹/۶)
- * المعجم الكبير (۱۷۶۷/۲) السنن الكبرى (۱۳۱/۳) دلائل النبوة حديث (۱۳۱/۳) كنز العمال (۲۲۶۳۴)
- * التاريخ الكبير (۲۰۸/۱) * اسد الغابۃ (۶۴۷) الاستیعاب (۲۹۰) * المعجم الكبير (۱۸۰/۲ - ۱۸۲) مجمع الزوائد (۱۶۴/۵)
- * التاريخ الكبير حديث (۲۰۷/۱)

بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ صحیح سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: ”جنگ بدر کے روز میں اپنے ساتھیوں کے لیے چلو بھر بھر کر پانی لاتا تھا۔“ اور حجاج بن یوسف کی سند سے مروی ہے، فرمایا: ”مجھے ابوزبیر نے بحوالہ جابر بتایا، آپ نے ان سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس ایس (۲۱) غزوات کیے جن میں سے میں انیس (۱۹) غزوات میں شریک ہوا۔“ واقدی نے ابوسفیان کی جابر سے بیان کردہ روایت کا انکار کیا ہے۔ امام مسلم * زکریا بن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابوزبیر روایت کی ہے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں انیس (۱۹) غزوات کیے۔ حضرت جابر خود فرماتے ہیں کہ میں بدر واحد میں شریک نہ ہو سکا مجھے ہرے والد نے کم سنی کی وجہ سے منع کر دیا تھا۔ جب وہ شہید ہو گئے تو پھر میں پیچھے نہ رہا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اونٹ کی خریداری کی رات رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے پچیس بار استغفار فرمایا۔ اسے امام احمد وغیرہ * نے حماد بن سلمہ کی سند سے ابوزبیر سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

مصنف و کعب میں ہشام بن عروہ سے مروی ہے، فرمایا: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگتا تھا جہاں سے لوگ اہم حاصل کرتے تھے۔ بغوی نے عاصم بن عمرو بن قتادہ کی سند سے نقل کیا، فرمایا: ہمارے پاس جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے جب ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی انہوں نے اپنے سر اور اپنی داڑھی پر زرد خضاب کر رکھا تھا۔ *

ابو ہلال کی سند سے بحوالہ قتادہ مروی ہے، فرمایا: مدینہ میں صحابہ میں سے حضرت جابر نے سب سے آخر میں وفات پائی۔ نوی فرماتے ہیں: یہ وہم ہے، وہاں سہل بن سعد آخری صحابی فوت ہوئے۔ یحییٰ بن بکیر وغیرہ کا قول ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷ھ میں ہوا۔ علی بن مدائن نے فرمایا: حضرت جابر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوت ہوئے۔ آپ نے یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ حجاج * برا جنازہ نہ پڑھانے پائے۔

میں کہتا ہوں: یہ یثیم بن عدی کے قول کے موافق ہے کہ وہ ۷ھ میں فوت ہوئے۔ طبری اور تاریخ بخاری * میں اس کا ثابہ موجود ہے کہ حجاج ان کے جنازے میں شریک تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ وہ ۳ھ میں فوت ہوئے اور بقول بعض وہ چورانوے (۹۳) سال زندہ رہے۔

۱۰۲۷ (ن) جابر بن عبد اللہ *

انہیں ابن عبید بن جابر العبدی بھی کہا جاتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کتاب الاثر بہ میں اور ان سے بغوی نے حارث بن مرہ کی سند سے بحوالہ نفیس، عبد اللہ بن جابر عبدی سے روایت کی ہے، فرمایا: ”عبد القیس کا جو وفد نبی ﷺ کے پاس آیا میں بھی اس میں

مسلم باب عدد غزوات النبی ﷺ حدیث (۴۶۷۱)

ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما (۳۸۵۲)

نسائی فی المناقب السنن الکبریٰ علی تحفة الاشراف (۲۹۴/۲) جامع المسانید والسنن (۱۱۳/۲۵)

المعجم الکبیر (۱۸۲/۲) مجمع الزوائد (۱۶۴/۵)

المعجم الکبیر (۱۸۱، ۱۸۰/۲) مجمع الزوائد (۴۳۱/۹)

التاریخ الکبیر (۲۰۷/۲)

اسد الغابۃ (۶۴۸) الاستیعاب (۳۰۰) تجرید (۷۳/۱)

تھا، اگرچہ میرا تعلق اس قبیلہ سے نہیں، میں تو اپنے والد کے ساتھ تھا رسول اللہ ﷺ نے انہیں (مخصوص) برتنوں میں پینے سے منع فرمایا تھا۔ (حدیث) ❀

اسی میں ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے بعد اپنے والد کے ہمراہ حج کیا، تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ انہیں سلام کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے گھرے میں نبیذ بنانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے رخصت دی۔ تو میرے والد نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کے بعد بھی رخصت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! تم لوگوں کے بعد آپ علیہ السلام نے اس کی رخصت دے دی۔ اس کی سند حسن ہے (لیکن) مجھے یہ روایت مسند احمد میں نہیں ملی۔ البتہ ابو نعیم نے اسے قطعی سے بحوالہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل بحوالہ ان کے والد روایت کیا ہے۔ ابن الاثیر نے انوکھا کام کیا کہ اسے مسند کی سند سے بیان کیا۔ لگتا ہے انہوں نے جب ابو نعیم کی اسناد دیکھی تو اسے مقدم کیا۔ جبکہ وہ کتاب الاثر بہ امام احمد کی روایت ہے۔ ادھر باوردی نے نصر بن شمیل کی سند سے بحوالہ حبیب بن ابی جویرہ طفاوی نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے قیس نے بتایا کہ میں حج کے ارادے سے رخت سفر باندھ کر نکلا تو قبیلہ عبد القیس کے ایک شخص سے ملاقات ہو گئی جس کا نام عبد اللہ بن جابر تھا۔ وہ شخص کہنے لگے: میں نے اپنے والد کے ہمراہ حج کیا تھا پھر ہم لوگ مدینہ کے رخ چل پڑے۔ فرمانے لگے: ام المومنین کے ہاں نہ اتریں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ ہم ان کے ہاں روانہ ہو گئے۔ میرے والد نے ان سے عرض کیا میں سن رہا تھا: میں اس وفد کے ساتھ تھا جو بحرین سے آیا تھا، کیا آپ نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ہمارے بعد مشروبات کے بارے میں کوئی نیا حکم صادر فرمایا ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

❀ ۱۰۲۸ جابر بن عبد اللہ راسبی

صالح جزرہ کا قول ہے بصرہ فروکش ہوئے اور ابو عمر نے کہا: ان سے ابوشد اد روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے عمر بن برقان کی سند سے بحوالہ ابوشداد، جابر بن عبد اللہ راسبی سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: ”جس نے اپنے (رشتہ دار) کے قاتل سے درگزر کیا وہ جنت میں جائے گا۔“ ❀ فرماتے ہیں: یہ انوکھی روایت ہے، اگر محفوظ ہو۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: انہیں راسبی کہنا وہم ہے وہ تو انصاری ہیں۔

❀ ۱۰۲۹ (ن) جابر بن عبد اللہ از انصار

ابو الفتح یحمری نے سیرۃ نبویہ میں ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہیں نبی ﷺ نے احد کے روز (کم عمری کے باعث) واپس کر دیا تھا۔ فرماتے ہیں: یہ وہ نہیں جن سے حدیث مروی ہے۔

❀ بخاری کتاب الاشربة باب ترخیص النبی ﷺ فی الاوعية (۵۵۹۴)

مسلم کتاب الاشربة باب النهی عن الانتباذ فی المزفت (۵۱۷۲) نسائی کتاب الاشربة باب النهی عن نبیذ (۵۶۴۸)

ابن ماجہ کتاب الاشربة باب النهی عن نبیذ الاوعية (۳۴۰۳) مسند احمد (۹۰/۳)

❀ اسد الغابة (۶۴۵) الاستيعاب (۲۹۱) تجرید (۷۲/۱)

❀ کنز العمال (۳۹۸۵۵)

میں کہتا ہوں: انصار کے علاوہ کوئی ایسے صحابی نہیں دیکھے گئے جنہیں جابر بن عبد اللہ کہا جاتا ہو سوائے عبیدی کے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ شخصیت راہی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی کے متعلق یہ بیان نہیں کیا گیا کہ انہیں اُحد سے واپس بھیج دیا گیا ہو، ہو سکتا ہے یہ تیسری شخصیت ہو۔ پھر مجھے ابن فتحون کے ”ذیل“ میں ان کا ذکر مل گیا۔ فرماتے ہیں: ابن سعد نے کہا: ہمیں ابن سماعہ نے بحوالہ قاضی ابو یوسف، عثمان بن عبد اللہ بن یزید بن حارثہ سے وہ اپنے چچا ابن یزید بن حارثہ سے وہ اپنے والد کے واسطے سے بتاتے ہیں، فرمایا کہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ نے ابن عمر زید بن ارقم ابو سعید اور جابر بن عبد اللہ کو کم سن قرار دیا یہ وہ جابر نہیں جن سے حدیث مروی ہے۔ ان میں سعد بن حبہ بھی شامل ہیں، اسے طبری نے بحوالہ ابن سعد نقل کیا ہے۔

۱۰۳۰ جابر بن عتیک *

بن قیس بن حارث بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن زید بن معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس انصاری۔ ابن کلبی اور ابن اسحاق نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے اور فرماتے ہیں: وہ بدر اور باقی غزوات میں شریک رہے۔ امام مالک * نے مؤطا میں عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک سے بحوالہ عتیک بن حارث بن عتیک (وہ عبد اللہ کے نانا ہیں) روایت کی ہے کہ جابر بن عتیک نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے آئے تو انہیں بے ہوش پایا، آپ نے انہیں آواز دی تو وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، فرمایا: ابوربیع ہم تمہارے بارے میں قضاء الہی سے ہار گئے۔ (حدیث) اسے ابوداؤد اور نسائی نے امام مالک رحمہ اللہ کی سند سے روایت کیا اور نسائی نے عبد الملک بن عمیر کی سند سے روایت کیا تو فرمایا: جبر بن عتیک سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک میت کے پاس گئے تو عورتیں رو پڑیں۔ * (حدیث) اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابواسامہ اور دیگر لوگوں کی سند سے بحوالہ ابوالعمیس، عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے اسی مفہوم کی روایت کرتے ہیں۔ اور نسائی نے جعفر بن عون کی سند سے بحوالہ ابوالعمیس سے ہے اس میں عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے، مروی ہے بہر کیف اس میں کافی اختلاف ہے ان سب میں امام مالک کی روایت معتبر ہے جس کی ترجیح ابوداؤد اور نسائی کی اس روایت سے ہوتی ہے جو محمد بن ابراہیم تیمی کی سند سے بحوالہ ابن جابر بن عتیک ان کے والد سے مرفوع منقول ہے: ”غیرت کی بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہیں“۔ * (حدیث) اس کی سند صحیح ہے۔

تاریخ بخاری میں نافع بن یزید کی سند سے بحوالہ ابوسفیان بن جابر بن عتیک ان کے والد سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے کسی مسلمان شخص کا مال اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعہ دبا لیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر

* اسد الغابۃ (۶۴۹) الاستیعاب (۲۹۴)

* مؤطا مالک کتاب الجنائز باب النهی عن البكاء علی المیت (۵۵۲)

* ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی فضل من مات بالطاعون (۳۱۱) نسائی کتاب الجنائز باب النهی عن البكاء علی المیت (۱۸۴۵)

* ایضاً کتاب الجہاد باب من خان غازیاً فی اہلہ (۳۱۹۴) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب ما یرجى فیہ الشہادۃ (۲۸۰۳)

* ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الخیلاء فی الحرب (۲۶۵۹) نسائی کتاب الزکاة باب الاختیال فی الصدقة (۲۵۵۷)

ان تمام احادیث سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ ان کا نام جابر ہے لیکن وہ آخری حدیث جو آئندہ عنوان میں آ رہی ہے اس کا احتمال رکھتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے دادا کا نام نہیں لیا گیا۔ دمیاطی نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ ان کا نام جبر تھا۔ جبکہ دوسرے علماء بغوی وغیرہ نے اس کا یقین کیا ہے کہ جبران کے بھائی کا نام ہے۔ ابن اسحاق وغیرہ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے کہ جبر بن عتیک بدر میں شریک ہوئے۔ اور صحابہ میں جابر بن عتیک نامی ان کے علاوہ دو شخصیتیں ہیں۔ ان میں سے ایک

۱۰۳۱ جابر بن عتیک

بن نعمان بن عتیک انصاری ہیں۔ ابن حبان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کر کے لکھا ہے، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا ابوسفیان روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوسفیان بن جابر کی روایت کردہ حدیث جو ان کے والد کے حوالہ سے مروی ہے تاریخ بخاری میں ہے۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کو فرماتے سنا: ”جس نے کسی مسلمان کا مال اپنی (جھوٹی) قسم سے دبا لیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا۔“ فرماتے ہیں: ”ابوسفیان مصر آئے کسی کو ان کا نام معلوم نہیں (کنیت سے ہی مشہور ہیں)۔“ دوسری شخصیت

۱۰۳۲ جابر بن عتیک

بن قیس بن اسود بن مری بن کعب بن غنم بن سلمہ انصاری سلمی ہے۔ پہلی شخصیت (۱۰۳۰) کی ہمنام حتیٰ کہ ان کے والد اور دادا کا نام بھی ایک جیسا ہے برخلاف ثانی کے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ آیا وہ اُحد میں شریک ہوئے یا نہیں۔ چنانچہ ابن سعد نے علماء سیر کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ وہ اُحد کے بعد والی مہمات میں شریک تھے۔ وہ عبد الملک بن جابر بن عتیک کے والد ہیں جو جو جابر بن عبد اللہ سے یہ روایت کرتے ہیں: جب کوئی شخص کسی قوم سے کوئی بات کر کے چلا جائے تو وہ بات امانت ہوگی۔ یہ دمیاطی کا قول ہے۔

۱۰۳۳ جابر بن ابی صعصعہ

عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار انصاری مازنی ابن القدرح نے انصار کے نسب میں ان

مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمن فاجرة بالنار (۳۵۱)

نسائی کتاب آداب القضاء باب القضاء فی قلیل المال و کثیرہ (۵۴۳۴)

ابن ماجہ کتاب الاحکام باب من حلف علی یمین فاجرة لیقتطع بها مالا (۲۳۲۴)

موطا مالک کتاب الاقضیۃ باب ما جاء فی الحنث علی منبر النبی ﷺ (۱۳۳۵)

المعجم الكبير (۲۴۹/۱) (۲۱۰/۲) السنن الكبرى (۱۷۹/۱۰)

حوالہ گزر چکا۔

ابوداؤد کتاب الادب باب فی نقل الحدیث (۴۸۶۸) ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جاء فی المجالس امانة (۱۹۵۹)

مسند احمد (۳۷۹/۳) السنن الكبرى (۲۴۷/۱۰) الدر المنثور (۲۲۶/۵) فتح الباری (۸۲/۱۱) کنز العمال (۵۳۷۸)

اسد الغابة (۶۴۲) الاستیعاب (۲۹۷)

کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں: عوف بن مبذول کی اولاد سے قیس بن ابی صعصعہ ہیں جو عقبہ، بدر میں شریک ہوئے اور ان کے بھائی جابر بن ابی صعصعہ نے اُحد اور بعد کے غزوات میں شرکت کی۔ اور جنگ موتہ میں شریک ہوئے۔ ایسا ہی ابن سعد اور ابن شاہین نے جابر کے متعلق لکھا ہے۔

۱۰۳۴ جابر بن عمیر انصاری

امام بخاری رحمہ اللہ کا ارشاد ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور بقول ابن حبان: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ نسائی نے عطاء سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا، فرمایا: میں نے جابر بن عبد اللہ اور جابر بن عمر کو کشتی کرتے دیکھا، ان میں سے ایک اکتا کر بیٹھ گئے تو ان کے ساتھی کہنے لگے: سست پڑ گئے ہو کیا؟ فرمایا: ہاں۔ فرمایا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سوائے چار چیزوں کے جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوگا وہ کھیل تماشا ہے“۔ (حدیث)

۱۰۳۵ (ن) جابر بن عوف ابن طارق میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۰۳۶ جابر بن عوف الثقفی

سعید بن یعقوب نے ان کا ذکر کیا اور یعلیٰ بن عطاء کی سند سے بحوالہ ان کے والد اوس بن ابی اوس (ان کا نام جابر بن عوف) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی اور اپنے پیروں پر تر ہاتھ پھیرا۔ (کتابوں میں) محفوظ، ابو اوس کا نام حذیفہ ہے جیسا کہ آئے گا۔

۱۰۳۷ جابر بن ماجد الصدفی

ابن یونس نے ان کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے اور فتح مصر میں شریک تھے۔ ابن لہیعہ نے عبد الرحمن بن قیس بن جابر صدفی سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جس کا متن یہ ہے: ”عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے، پھر امراء اس کے بعد ظالم بادشاہ ہوں گے“۔ (حدیث) اوزاعی نے اس کے خلاف روایت کی ہے، چنانچہ وہ اسے قیس بن جابر سے وہ اپنے والد اپنے دادا سے، اس بنا پر روایت جابر کے والد ماجد کی ہوگی اور ابن لہیعہ والی روایت میں ”اپنے دادا سے“ مراد قیس ہوں گے۔ واللہ اعلم

۱۰۳۸ جابر بن نعمان

بن عمیر بن مالک بن قیس بن مالک بن سواد البلوی۔ انصار کے حلیف۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کر کے کہا: وہ کعب بن عجرہ

النقات (۵۳/۳)

اسد الغابة (۶۵۰) الاستيعاب (۲۹۶) تجريد اسماء الصحابة (۷۳/۱)

نسائی فی عشرة النساء فی السنن الکبریٰ علی ما فی تحفة الاشراف (۴۰۴/۲) اسد الغابة (۶۵۱) تجريد (۷۳/۱)

اسد الغابة (۲۹۷/۱) اسد الغابة (۶۵۳) الاستيعاب (۲۹۲)

ابن حبان (۱۵۵۶) سنن الکبریٰ (۱۵۸/۸) کنز العمال (۳۸۶۶۷) اسد الغابة (۶۵۴) الاستيعاب (۲۹۵)

کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور صحابی ہیں۔ ان کے نسب میں سواد نامی شخص کا نام ابن ماکولا * نے شروع کے پیش سے قلمبند کیا ہے۔

۱۰۳۹ جابر بن یاسر *

بن عویص بروزن قدیر (ع اور صاد سے) الرعینی۔ بقول ابن مندہ صحابہ میں ان کا ذکر آتا ہے اور ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر میں شریک تھے یہ عباس بن جابر کے بیٹوں عباس اور جابر کے دادا ہیں۔ ان کی کوئی حدیث معروف نہیں ہے۔

۱۰۴۰ (ن) جابر الاسدی

سیف نے فتوح میں ذکر کیا کہ سعد بن ابی وقاص نے قادسیہ کی لڑائی میں بعض مہمات کا انہیں امیر مقرر کیا تھا۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ امارت صرف صحابہ کو دی جاتی تھی۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۴۱ جاحل ابو مسلم الصدفی *

ابن مندہ نے ابن وہب کی سند سے بحوالہ ابوالاشیم دمیاط کی مسجد کے مؤذن وہ شراحیل بن یزید سے وہ محمد بن مسلم بن جاحل سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس قرآن کو زیادہ یاد رکھنے والے میری امت کے منافق لوگ ہوں گے۔“ * فرماتے ہیں: یہ انوکھی حدیث ہے جسے ہم اسی سند سے پہچانتے ہیں۔ ابو نعیم نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا: میرے نزدیک ان کا صحابی ہونا مسلم نہیں۔ متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ محمد بن ربیع جیزی نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ہم نہیں جانتے وہ فتح میں شریک تھے اور نہ مصر میں ان کی کوئی جائیداد ہی ہے۔ البتہ مصری ان کے حوالہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں پھر وہ حدیث ذکر کی، اسے ابن یونس اور ابن زبر نے ذکر کیا ہے۔ ان میں ابن مندہ قابل نمونہ ہیں۔

۱۰۴۲ الجارود بن المعلى *

انہیں ابن عمرو بن المعلى بھی کہا جاتا ہے۔ بقول بعض الجارود بن العلاء، ترمذی نے ”عبدی ابوالمنذر“ نسبت و کنیت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض ابو غیاث (زیادہ صحیح غین اور ثناء سے ہے) بعض نے عین اور باء سے کہا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا نام بشر بن حنش ہے (حا اور نون زبر والا پھر شین نقطوں والا) اور ابن اسحاق فرماتے ہیں: جارود بن عمرو بن حنش پہلے عیسائی تھے نبی ﷺ کے پاس آئے پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ ان کے نام کے متعلق اور کچھ بھی لوگوں نے کہا ہے، ان کا لقب جارود (خالی کر دینے والا) اس وجہ سے پڑا کیونکہ انہوں نے بکر بن وائل پر حملہ کر کے ان کا استیصال کر دیا تھا۔ شاعر کہتا ہے: ”ہم نے ہر طرف سے ان پر گھوڑے گھسیڑ دیئے جیسے جارود نے بکر بن وائل کا صفایا کر دیا تھا۔“

* الاکمال (۴۲/۲) * اسد الغابۃ (۶۵۵) * اسد الغابۃ (۶۵۶)

* جمع الجوامع (۶۱۲۴) جامع المسانید والسنن (۵۸۵/۲) * اسد الغابۃ (۶۵۷) الاستیعاب (۴۵۴) تجرید (۷۴/۱)

وہ قبیلہ عبدالقیس کے سردار تھے۔ ابن السکن ان کے لقب کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالقیس کے علاقہ میں قحط پڑا تو جارود کے چند اونٹ رہ گئے۔ وہ انہیں لے کر اپنے ماماؤں بنی قدید بن شیبان کے ہاں چل دیئے۔ ان کے ماماؤں کے اونٹ خارش ہونے لگے تو لوگ کہتے پھرتے تھے بشر نے انہیں خارش بنا دیا ہے، یوں ”جارود“ ان کا لقب پڑ گیا۔ اور شاعر نے کہا پھر وہ اشعار ذکر کیے۔

جارود عبدالقیس کے آخری وفد میں ۱۰ھ میں آئے۔ نبی ﷺ ان کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے۔ طبرانی * نے زربی بن عبداللہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: جب جارود نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے تو آپ ان سے بے حد خوش ہوئے انہیں اپنے قریب رکھا اور نزدیک بٹھایا۔ ابن اسحاق کا مغازی میں قول ہے: ان کا اسلام بہت عمدہ تھا اور بڑے کٹر دیندار تھے۔ طبرانی * نے ابن سیرین کی سند سے بحوالہ جارود روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: میرا ایک مذہب ہے، میں اپنا مذہب چھوڑ کر آپ کے دین میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب تو نہیں دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں دے گا۔ بغوی نے اسے طویل ذکر کیا ہے۔

جارود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے داماد تھے اور بحرین میں ان کے ساتھ تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں روانہ فرمایا تھا جیسا کہ قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سوانح میں آئے گا۔ وہ فارس کی زمین عقبہ الطین (مٹی کی گھاٹی) میں شہید ہوئے، اس کا نام ہی عقبہ الجارود پڑ گیا۔ یہ حضرت عمر کی خلافت ۲۱ھ کی بات ہے۔ بقول بعض وہ نہادند میں نعمان بن مقرن کے ساتھ شہید ہوئے اور ایک قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ ابن مندہ نے ابوبکر بن ابی الاسود کی سند سے بحوالہ جارود کی اولاد میں سے کسی شخص نے نقل کیا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فارس کی زمین میں شہید ہوئے۔ ابو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان کے عمدہ اشعار یہ ہیں:

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ برحق ہے اور میرے دل کے خیالات گواہی دینے اور اٹھنے سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تک میرا پیام پہنچا دے، میں جہاں بھی زمین پر ہوا دین حنیف پر رہوں گا۔ اگرچہ میرا گھر یثرب میں تمہارے درمیان نہیں، پھر بھی اٹھتے بیٹھتے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں اپنی جان کو تم پر آنے والی ہر مصیبت کے سامنے ڈھال بنا لوں گا اور اپنی عزت سے تمہاری عزت بچاؤں گا۔“

ان کے بیٹے المنذر بن الجارود بصرہ میں عبدالقیس کے سرداروں میں سے تھے، جن کی تعریف اُشی حرمازی نے کی ہے اور ان کا پوتا حکم بن منذر وہی ہے جس کے متعلق یہی اُشی کہتا ہے:

”اے حکم! منذر بن جارود کے بیٹے، بزرگی کی قاتیں تجھ پر تھیں۔ تو سخی کا بیٹا قابل تعریف سخی ہے تو سخاوت والے گھر میں سخاوت میں پلا ہے۔“

فرماتے ہیں: حجاج ان کے اشعار کی وجہ سے حکم سے حسد کرتا تھا۔

۱۰۴۳ الجارود بن المنذر العبدي

یہ دوسرے ہیں۔ امام بخاری نے ان میں اور سابقہ شخصیت کے درمیان کتاب الوجدان میں فرق کیا ہے یہ ابن مندہ کا قول ہے اور انہیں وہی شخصیت قرار دیا ہے جن سے حضرت ابن سیرین روایت کرتے ہیں۔ رہے حسن بن سفیان اور طبرانی وغیرہ تو انہوں نے ابن سیرین کی حدیث سابقہ والے جارود کے سوانح میں نقل کی ہے۔ درست یہ ہے کہ یہ دو شخص ہیں۔ اس لئے کہ جارود بن منذر اتنا زندہ رہے کہ ان سے حسن بصری اور ابن سیرین نے روایت لی ہے۔ اور جارود بن معلی اس سے پہلے فوت ہو گئے۔ منذر ان کی کنیت ہے ان کے والد کا نام نہیں۔ واللہ اعلم

۱۰۴۴ جاریہ بن اصرم کلبی اجداری

از بنی عامر بن عوف، عامر اجدار کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔ شرقی بن قطامی نے زہیر بن منظور سے بحوالہ جابر بن اصرم روایت کیا ہے: میں نے جاہلیت میں دومتہ الجندل میں وڈبت کو مرد کی صورت میں دیکھا۔ ابن ماکولا فرماتے ہیں: جاریہ بن اصرم صحابی کا شمار بصری صحابہ میں ہوتا ہے۔ اور ابو نعیم لکھتے ہیں: وہ صحابی نہیں ہیں۔

۱۰۴۵ جاریہ بن جابر العصری

رشاطی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ وفد عبدالقیس کے ایک فرد تھے۔ میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ان کا ”جویریہ العصری“ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں۔ صحابہ بن عباس عبیدی کے سوانح میں ان کا ذکر ہے کہ جو لوگ اشج کے ساتھ آ کر اسلام لائے ان میں یہ بھی تھے۔

۱۰۴۶ جاریہ بن حمیل

(بے نقطے حرف سے تصغیر ہے) ابن شبہ بن قرط الاشجعی۔ بقول طبری: اسلام لائے اور نبی ﷺ کے صحابی ہوئے۔ دارقطنی وغیرہ نے ان کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: جاریہ بن حمیل بن شبہ بن قرط بن مرہ بن بصار بن دھمان بن نصر بن سبیح بن بکر بن اشجع دھمانی اشجعی، نبی ﷺ کی معیت میں بدر میں شریک ہوئے۔ بقول ابن البرقی: احد میں شہید ہوئے۔

۱۰۴۷ جاریہ بن زید

ابن کلبی نے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک صحابہ میں شمار کیا ہے۔

۱۰۴۸ جاریہ بن ظفر الیمامی الحنفی

ابونمران۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ اور بروایت دہشم بن قران، بحوالہ نمران بن جاریہ وہ اپنے والد سے، ابن ماجہ میں

اسد الغابۃ (۶۵۸) * اسد الغابۃ (۶۵۹) * ایضاً (۲۹۹/۱) * الاکمال (۲۹۲/۲)

اسد الغابۃ (۶۶۰) الاستیعاب (۳۰۷) * اسد الغابۃ (۲۹۹/۱) الاستیعاب (۳۰۰/۱)

اسد الغابۃ (۶۶۱) الاستیعاب (۳۰۹) * اسد الغابۃ (۶۶۲) الاستیعاب (۳۰۸) تجرید (۷۵/۱)

دو حدیثیں ہیں۔ ان کی روایت صرف دشمن کی سند سے مشہور ہے۔ اور دشمن بے حد ضعیف راوی ہے۔ یزید بن معبد حنفی یمامی کے سوانح میں جاریہ کا تذکرہ آئے گا۔

۱۰۴۹ جاریہ بن عبد اللہ الاشجعی

انصار میں سے بنی سلمہ کے حلیف۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا اور سیف بن عمر سے نقل کیا کہ وہ جنگ یرموک کے روز حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ بائیں دستے کے امیر تھے۔ اسے دارقطنی اور ابن ماکولا نے سیف سے روایت کیا ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی جنگوں میں صرف صحابہ کو امارت ملتی تھی۔

۱۰۵۰ جاریہ بن قدامہ

بن مالک بن زہیر بن حصن بن رزاح بن سعد بن بکیر بن ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ ابن تمیم تميمی سعدی۔ انہیں "احنف کا چچا" بھی کہا جاتا ہے۔

طبرانی فرماتے ہیں کہ احنف انہیں تعظیماً چچا کہا کرتے تھے، ورنہ وہ دونوں سعد بن زید میں یکجا ہو جاتے ہیں۔ ابن سعد نے بصرہ فروش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ امام احمد نے یحییٰ بن سعید وغیرہ سے بحوالہ ہشام بن عروہ وہ اپنے والد سے وہ احنف سے وہ جاریہ بن قدامہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے اور ہو بھی مختصر سی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "غصہ نہ کرنا"۔ یہ روایت ابن مندہ کی "معرفت" نامی کتاب میں عالی سند سے ہے۔ اس میں ہشام سے آگے اختلاف ہے۔ ان کے اکثر شاگرد نے ایسا ہی نقل کیا ہے جیسا پہلے گزر گیا۔ ابن حبان نے اپنی سند سے اس کی تصحیح کی ہے اور ابو معاویہ اور یحییٰ بن ابی زکریا غسانی اور سعید بن یحییٰ النخعی نے اسے ہشام سے نقل کیا تو اس میں یہ اضافہ کیا "جاریہ سے وہ اپنے چچا سے" جبکہ اسے ابن ابی شیبہ نے عبدہ بن سلیمان سے بحوالہ ہشام اس کے برعکس روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: "احنف سے وہ اپنے چچا سے وہ جاریہ سے"۔

ابویعلیٰ کی روایت میں لکھا ہے: جاریہ بن قدامہ سے وہ اپنے والد کے چچا سے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ پہلی سند زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ طبرانی نے ابن ابی زناد کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ عروہ سے، اور محمد بن کریب کی سند سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے، فرمایا: میں احنف کے پاس تھا وہ اپنے چچا سے وہ اپنے چچا جاریہ بن قدامہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے، انہوں نے عرض کیا: مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو مجھے نفع دے اور مختصر کریں.... (حدیث)

ابن ماجہ کتاب الاحکام باب الرجلان یدعیان فی خص (۲۳۴۳)

اسد الغابۃ (۶۶۴) الاستیعاب (۳۰۶) تجرید (۷۵/۱)

الجرح والتعذیل (۵۲۰/۲)

بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب (۶۱۱۶) ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی کثرة الغضب (۲۰۲۰)

مسند احمد (۴۸۴/۳) المستدرک (۶۱۵/۳) الصحيح لابن حبان (۱۹۷۱، ۱۹۷۲) المصنف لابن ابی شیبہ (۳۴۵/۸)

المعجم الكبير (۲۶۱/۲، ۲۶۲) السنن الكبرى (۱۰۵/۱۰) التاريخ الكبير (۲۶۷/۵)

ابو عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں ان کے ساتھی تھے۔ یہ وہی ہیں جنہیں عبد اللہ بن حضرمی نے بصرہ کے دارسید میں جلا دیا تھا۔ اس لئے کہ حضرت معاویہ نے ابن حضرمی کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ائین بن ضبیعہ کو روانہ کیا وہ قتل ہو گئے تو جاریہ بن قدامہ کو روانہ کیا۔ ابن حضرمی نے ان کا محاصرہ کر لیا پھر آگ لگا دی۔ بقول بعض وہ جویریہ بن قدامہ ہیں جو بخاری میں اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔

ان جاریہ کا امیر معاویہ کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا جس میں وہ کہتے ہیں: حضرت معاویہ نے ان سے کہا: ابو قدس! اپنی ضرورت بیان کرو۔ انہوں نے کہا: لوگوں کو ان کے گھروں میں رہنے دو، انہیں اپنے پاس بلانے کے لیے قاصد نہ بھیجے اس لئے کہ وہ آپ کے پاس مالداروں کو تو لے آتے ہیں جبکہ ناداروں کو چھوڑ آتے ہیں۔

۱۰۵۱ جارہ بن مجمع

بن جارہ انصاری۔ طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن انہوں نے ان کے سوانح میں یہ ذکر کر دیا ہے کہ وہ قرآن جمع کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ جبکہ محفوظ روایت ان کے والد کے بارے میں ہے۔

۱۰۵۲ جاہمہ بن العباس

بن مرداس اسلمی، سنن میں ابن ماجہ نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے اور ابن السکن فرماتے ہیں: انہیں ابن العباس بن مرداس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن سعد ^{رحمہ اللہ} نے خندق میں شریک طبقہ میں ان کا ذکر کیا کہ وہ اسلام لائے اور صحابی بنے۔ بغوی، ابن ابی خثیمہ اور طبرانی نے سفیان بن حبیب کی سند سے بحوالہ ابن جریج، محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے انہوں نے معاویہ بن جاہمہ سلمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس جہاد میں شرکت کے مشورے کے لیے آیا، آپ نے فرمایا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ”بس اس کی خدمت میں لگے رہو“۔ ^{رحمہ اللہ} اس روایت میں ابن جریج سے آگے راویوں کا اختلاف ہے۔ سفیان بن حبیب نے عمدہ سند بیان تو کی لیکن طلحہ کو سند سے ساقط کر دیا۔ یہ بغوی کا قول تھا بقول بعض یحییٰ بن سعید قطان سے بحوالہ ابن جریج ایسی ہی روایت منقول ہے اور یحییٰ بن سعید اموی نے ابن جریج سے بحوالہ محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ وہ اپنے والد سے وہ معاویہ بن جاہمہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔

بغوی نے یہ روایت شریح بن یونس سے بحوالہ اموی نقل کی ہے پھر اسے حجاج بن محمد کی سند سے بحوالہ ابن جریج روایت کی محمد بن طلحہ کا نسب مختلف کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: محمد بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن وہ اپنے والد طلحہ سے وہ معاویہ بن جاہمہ سے کہ جاہمہ نبی ﷺ کے پاس آئے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ایسا ہی نسائی اور ابن ماجہ نے حجاج کی سند سے روایت کیا ہے امام بیہقی فرماتے ہیں: حجاج کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ ابو عاصم نے ان کی متابعت کی ہے وہ روایت ابن شاہین کی کتاب میں معاویہ بن جاہمہ کے سوانح

اسد الغابۃ (۶۶۵) تجرید اسماء الصحابة (۷۵/۱) المعجم الكبير (۲۶۱/۲) الفتح للحافظ (۵۳/۹)

اسد الغابۃ (۶۶۶) الاستیعاب (۳۵۶) تجرید (۷۵/۱) الطبقات الكبرى (۱۷/۴)

نسائی کتاب الجہاد باب الرخصة فی التخلف لمن له والدۃ (۳۱۰/۴) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الرجل یغزو وله ابوان (۲۷۸۱)

میں درج ہے۔

میں کہتا ہوں: امام احمد رحمہ اللہ نے یہ روایت بحوالہ رُوَح بن عبادہ، حجاج کی روایت کی طرح نقل کی ہے جبکہ ابن ماجہ نے محمد بن اسحاق کی سند سے یوں نقل کی: محمد بن طلحہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر سے، حجاج کی موافقت تو کی البتہ عبد اللہ بن طلحہ کا نام حذف کر دیا۔ اور ابن شاپین نے معاویہ بن جاہمہ کے سوانح میں ابراہیم بن سعد کی روایت سے بحوالہ ابن اسحاق نقل کی تو ان کا نام برقرار رکھا۔ ادھر محمد بن سلمہ خزاعی نے بحوالہ محمد بن اسحاق ان کی متابعت کی ہے یہی ان سے مشہور ہے۔ بقول بعض: ابن اسحاق سے بحوالہ زہری وہ ابن طلحہ سے وہ معاویہ سلمی سے۔

ابن لہیعہ نے کہا: یونس بن یزید سے بحوالہ ابن اسحاق اسی سند سے لیکن صحابی کا نام اور نسبت بدل دی، یوں کہا: ”جہم سلمی سے“ اور عبد الرحمن بن سلیمان نے بحوالہ ابن اسحاق روایت کی تو کہا: محمد بن طلحہ اپنے والد طلحہ بن معاویہ بن جاہمہ سے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ یہ غلط ہے جو لفظی غلطی ہے اور ادل بدل سے پیدا ہوئی۔ درست یوں ہے: محمد بن طلحہ سے وہ معاویہ بن جاہمہ سے وہ اپنے والد سے۔ لکھنے والے نے ”عن“ کو ابن کر دیا اور ”عن ابیہ“ کو مقدم کر دیا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ طلحہ کے لیے صحابیت ثابت ہے جبکہ ایسا ہے نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اور معاویہ بن جاہمہ میں خاندانی نسبت نہیں۔ اگر معاملہ سند کے ظاہر پر ہوتا تو یہ چاروں حضرات یکے بعد دیگرے اصحاب رسول ﷺ بن جاتے: طلحہ بن معاویہ بن جاہمہ بن عباس بن مرداس۔

طبرانی * نے سلیمان بن حرب کی سند سے بحوالہ محمد بن طلحہ بن مصرف، معاویہ بن درہم سے روایت نقل کی ہے کہ درہم نبی ﷺ کے پاس آئے، کہنے لگے: میں آپ ﷺ کے پاس جہاد میں شرکت کے مشورہ کے لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ زندہ ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، زندہ ہے۔ فرمایا: ”بس اس (کی خدمت) سے جدا نہ ہونا“۔ یہی قصہ بعینہ جاہمہ کے ساتھ پیش آیا۔ اگر لفظ جاہمہ درہم سے بدل گیا ہو، ان کے نسب میں محمد بن طلحہ لکھا ہے یوں ان کے دادا کے نام میں وہم ہوا، ورنہ یہ کوئی اور قصہ ہے جو کسی دوسری شخصیت کے ساتھ پیش آیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

۱۰۵۳ جبار بن الحارث عبد الجبار میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۵۴ جبار بن الحكم السلمي *

ابن سعد اور دائی نے نبی ﷺ کے * پاس وفد میں آ کر اسلام لانے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۰۵۵ جبار بن سلمى * (سین کے پیش سے)

(بقول بعض زہری) ابن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کلابی۔ ان کے والد کو ”نزال المضیق“ کہا

* المعجم الكبير (۲/۲۸۹) * اسد الغابة (۶۶۸) * اسد الغابة (۱/۳۰۲)

* اسد الغابة (۶۶۹) الاستيعاب (۳۱۱)

جاتا ہے۔ ابن سعد نے ذکر کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس عامر بن طفیل کے ساتھ وفد میں آئے۔ یہ عامر بن طفیل وہی مشرک ہے، جنہوں نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ مغازی ابن اسحاق میں ہے، جبار بن سلمیٰ کی اولاد میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا، جبار ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز عامر بن طفیل کے ساتھ بر معونہ میں شریک تھے۔ بعد میں اسلام لائے۔ واقدی نے ذکر کیا کہ ضحاک بن سفیان کلابی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ واقدی ہی نے موسیٰ بن شیبہ کے واسطے سے خارجہ سے بحوالہ عبد اللہ بن کعب بن مالک روایت کی ہے کہ بنی کلاب کا وفد آیا اس میں تیرہ مرد تھے جن میں لبید بن ربیعہ بھی تھے یہ لوگ رملہ بنت حارث کے فرزند تھے۔ جبار بن سلمیٰ اور کعب بن مالک کے درمیان دوستانہ تھا۔ کعب نے انہیں خوش آمدید کہا اور جبار بن سلمیٰ کا اعزاز واکرام کیا اور ان کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس چل کر گئے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جبار بن سلمیٰ وہی ہیں جنہوں نے اس روز عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تھا۔ تو انہوں نے کہا تھا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ نیزہ لگنے سے وہ زمین پر گرے تو سہی لیکن ان کا جسم نہ ملا۔ اس کرامت کی وجہ سے جبار اسلام لے آئے، بہترین مسلمان بن گئے۔ ابن کلبی روایت کرتے ہیں: لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ عامر بن طفیل سے زیادہ گھڑ سوار تھے۔

۱۰۵۶ جبار بن صخر

بن امیہ بن خضاء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری ثم سلمی۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب اہل عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اہل بدر میں۔ طبرانی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم نقل کیا کہ عبد اللہ بن رواحہ تو صرف ایک سال پھل کا اندازہ لگانے گئے پھر وہ غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جبار بن صخر کو اہل خیبر کے پھلوں کا اندازہ لگانے بھیجتے تھے۔

مغازی ابن اسحاق میں ہے مجھے عبد اللہ بن ابی بکر نے بحوالہ عبد بن مکلف بتایا کہ حارثہ نے مجھ سے بیان کیا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے یہودیوں کو باہر نکال دیا تو سوار ہو کر مہاجرین و انصار میں گھومے آپ کے ساتھ جبار بن صخر بھی تھے وہ اہل مدینہ کے قیاس گر اور ان کے خزانچی تھے (زرعی حساب و کتاب ان کے پاس تھا)۔ امام مسلم نے عبادہ بن ولید کی سند سے بحوالہ جابر بن عبد اللہ روایت کی ہے کہ وہ کسی غزوہ میں نبی ﷺ کی معیت میں تھے۔ پھر حدیث ذکر کی، فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم سے پہلے جا کر کون ہمارے لیے حوض کو جھری مٹی سے بند کرے گا تا کہ خود بھی سیراب ہو اور ہمیں بھی سیراب کرے“۔ جابر فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: یہ شخص۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جابر کے ساتھ کون ہے؟“ تو جبار بن صخر کھڑے ہو کر بولے: میں رسول اللہ ﷺ۔ (حدیث)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بغوی وغیرہ نے ابن ابی اویس کی سند سے بحوالہ شریح بن سعد جبار بن صخر سے اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔ بغوی کہتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

اسد الغابۃ (۳۰۲/۱) * اسد الغابۃ (۶۷۰) الاستیعاب (۳۱۰) * المعجم الکبیر (۲۷۰/۲)

* مسلم کتاب الزہد باب حدیث جابر الطویل وقصة ابی الیسر (۷۴۳۷) * مسند احمد (۴۲۱/۳)

میں کہتا ہوں: بلکہ ان کی ایک اور روایت بھی ہے جسے ابن شاہین اور ابن السکن وغیرہ نے زہیر بن محمد کی سند سے بحوالہ شریحیل انہوں نے جبار بن صخر سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ہمیں اپنے اعضاء مستورہ دیکھنے سے روک دیا گیا ہے۔“ ابراہیم بن ابی یحییٰ نے شریحیل سے روایت کرنے میں ان (زہیر) کی متابعت کی ہے۔ اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے اور ابن السکن وغیرہ فرماتے ہیں: جبار بن صخر ۳۰ھ خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔ ابو نعیم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ باسٹھ (۶۲) سال کے تھے۔

۱۰۵۷ (ن) جبار الثعلبی

واقدی نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ذی امر جاتے ہوئے انہیں ربیع الاول میں (جو ہجرت کا پچیسواں ابتدائی مہینہ بنتا تھا) گرفتار کیا تھا۔ نبی علیہ السلام کے پاس لائے، آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے۔ دوسری جگہ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ غطفان کی پیش قدمی میں نبی ﷺ کے راہ نما تھے (لیکن) وہ لوگ بھاگ نکلے تھے۔

۱۰۵۸ (ن) جبار بے نسبت جبلہ میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۵۹ جبارة (زیر اور تخفیف سے)

ابن زرارہ بلوی۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

۱۰۶۰ جَبَاب

دو جیموں اور دو باؤں سے، بے نقطی حاء میں آئے گا۔

۱۰۶۱ جبر بن انس

بن سعد بن عبد اللہ بن عبد یلیل بن خزاق بن غفار غفاری۔ ابن ماکولا نے ان کا ذکر کیا کہ وہ صحابی ہیں۔ انہیں جبر بن عبد اللہ قبلی بھی کہا جاتا ہے، تذکرہ آئے گا۔

۱۰۶۲ جبر بن انس

بن ابی زریق طبرانی نے بحوالہ مطین ان کی سند سے جو عبد اللہ بن ابی رافع تک ہے ان کا ذکر شرکائے صفین صحابہ میں کیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ فرماتے ہیں: بدری ہیں۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ مغازی کے مصنفین نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ انہوں نے جبیر بن ایاس کا تذکرہ کیا ہے۔

کنز العمال (۲۱۶۸۴) * اسد الغابۃ (۶۷۱) الاستیعاب (۳۸۷) * الاکمال (۱۱۵/۲)

اسد الغابۃ (۶۷۳) * المعجم الکبیر (۲۵۹/۲)

میں کہتا ہوں: ابو موسیٰ نے روایت کیا ہے۔ انہیں جزء بن انس بھی کہا جاتا ہے، صحیح نہیں۔ اس واسطے کہ جزء بن انس تذکرہ آئے گا کہ وہ سلسلی ہیں جبکہ یہ انصاری ہیں۔

۱۰۶۳ (ز) جبر بن ایاس

جبر میں تذکرہ ہوگا۔

۱۰۶۴ جبر بن عبد اللہ قبطی

بنی غفار کے غلام، انہیں ابوبصرہ غفاری کا غلام بھی کہا جاتا ہے۔ ابن یونس نے حسن بن علی بن خلف بن قدید سے نقل کیا کہ وہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچانے کے مقوقس کی جانب سے قاصد تھے۔ حسن کہتے ہیں: مجھے مصر میں ان کی اولاد سے کوئی نظر آیا تھا۔ ہانی بن منذر کہتے ہیں: وہ ۶۳ھ میں فوت ہوئے۔

۱۰۶۵ (ز) جبر بن ابی عبید ثقفی

بلاذری نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ جسر کے روز شریک ہوئے جس کی تفصیل ابوعبید کے سوانح میں کنتیوں ان شاء اللہ آئے گی۔

۱۰۶۶ جبر بن عتیک

بن قیس بن حیثہ بن حارث۔ جابر بن عتیک میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ جابر بن عتیک کے بھائی ہیں۔ جن کا ذکر پہلے ہو گیا ہے۔ فتح مکہ کے روز ان کے پاس اپنی قوم کا جھنڈا تھا۔ واقدی فرماتے ہیں: بن عتیک انصاری ۱۷ھ میں فوت ہوئے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: وہ تین بھائی: جابر، جبر اور عبد اللہ تھے۔ جبران سے بڑے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کے سوانح میں لکھا ہے، حجاج بن ارطاة کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن مہاجر، موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے، فرمایا: میں نے جبر، سعد اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، یہ لوگ چوتھائی اور تہائی پر اپنی زمینیں دیتے تھے۔ میں کہتا ہوں: ابوعوانہ وغیرہ نے حجاج کے خلاف روایت کی ہے انہوں نے جبر کے بدلے خباب کہا ہے۔

۱۰۶۷ جبر (بے نسبت)

ابن قانع اور ابن مندہ نے رحمہ بن مصعب کی سند سے بحوالہ شریک بن اشعث بن سلیم، اسود بن ہلال سے نقل کیا، فرمایا ہمارے ہاں ایک دیہاتی تھا جو حیرہ میں اذان دیا کرتا، اس کا نام جبر تھا۔ اس نے کہا: عثمان جب تک خلیفہ نہیں بن جاتے ہرگز فوت نہیں ہوں گے۔ کسی نے اس سے کہا: تمہیں اس کا کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا: میں نے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، نماز سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف رخ انور متوجہ کر کے فرمایا: آج کی شب میرے صحابہ کا وزن کیا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ

اسد الغابۃ (۶۷۵) الاستیعاب (۳۱۴) * اسد الغابۃ (۳۰۴/۱) الاکمال (۱۴/۲)

اسد الغابۃ (۶۷۶) الاستیعاب (۳۱۳) * الطبقات الکبریٰ (۳۷/۳)

تولا گیا تو اس کا وزن بڑھ گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو وہ بھی وزنی ہوا، عثمان رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو وہ بھی وزن دار ہوا۔ * ابن مندہ کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے جبکہ ابو موسیٰ نے کہا کہ ابن مندہ نے جبر بن عتیک کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ دست یہ ہے کہ یہ دوسری شخصیت ہے۔ میں کہتا ہوں: ایسے ہی ابو عمر نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے اس میں ہے جبر اعرابی محاربی۔

(۱۰۶۸) (ز) جبر

عامر بن حضرمی کے غلام، بعد والی شخصیت کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

(۱۰۶۹) (ز) جبر بنی عبدالدار کے غلام

واقعی کا بیان ہے کہ وہ مکہ میں رہنے والے یہودی تھے۔ نبی ﷺ سے سورہ یوسف کی تلاوت سنی تو خفیہ طور پر اسلام لے گئے۔ بعد میں اپنے مالکوں کو بتایا تو وہ انہیں اذیت پہنچانے لگے۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ سے اس کی شکایت کی، آپ ﷺ نے ان کی قیمت دی تاکہ اپنے آپ کو خرید کر چھڑالیں، یوں وہ آزاد اور مالدار ہو گئے اور بنی عامر کی ایک صاحب شرافت خاتون سے نکاح کر لیا۔ مقاتل بن حیان نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا: ”مگر وہ شخص کافر نہیں جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو“۔ (سورۃ النحل: ۱۰۶)

یہ ارشاد بھی انہی کے متعلق نازل ہوا:

”ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے“۔ (سورۃ الفرقان: ۲۰)

بری نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

”اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بولے یا یہ کہے کہ میری طرف وحی آتی ہے“۔ (سورۃ الانعام: ۹۳)

کے متعلق سدی کی سند سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اسلام لانے کے بعد مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ عمار اور جبر ابن حضرمی یا ابن عبدالدار کے غلام کی چغلی خوری کی تو انہوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور انہیں اذیتیں دینے لگے۔ ان دونوں نے انکار کر دیا، پس پر یہ آیت:

”اگر وہ مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو“۔ (سورۃ النحل: ۱۰۶)

نازل ہوئی۔ ابن ابی خاتم اور عبد بن حمید کی تفسیر میں حصین بن عبدالرحمن کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن مسلم الحضرمی منقول ہے۔ فرمایا: ہمارے دو غلام تھے، ایک کا نام یسار اور دوسرے کا جبر تھا۔ دونوں لوہار تھے۔ دونوں اپنی کتابیں پڑھتے اور ان پر عمل کرتے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو دونوں کی قراءت سنتے لوگ کہنے لگے (محمد ﷺ) ان سے سیکھتا ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”ہمیں بخوبی علم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو کوئی انسان سکھاتا ہے“۔ (سورۃ النحل: ۱۰۳)

یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور قتادہ کی سند سے وہ ابن الحضرمی کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی جس کا نام تحسن

تھا۔ جس کا تذکرہ عنقریب آئے گا۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۴۰ جبر الکندی

ابن شاہین نے عمرو بن غیاث کی سند سے بحوالہ عبد الملک بن عمیر، کندہ کے ایک ابن جبر کندی نامی شخص سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جو وفد میں تھے کہ نبی ﷺ نے سکاسک اور سکون کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا: اہل یمن مسلمان ہو گئے، وہ نرم دل لوگ ہیں۔ اور مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! ان کے دل متوجہ فرما“۔ مسند قحی بن مخلد میں حدیث ابن جبیر سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ واللہ اعلم

۱۰۴۱ جبل (جیم اور باء کے زبر سے)

ابن جزل * بن صفوان بن بلال بن اصرم بن ایاس بن عبد غنم بن حجاج بن بجالہ بن مازن بن ثعلبہ بن سعد بن ذبیان شاعر ذبیانی ثم ثعلبی۔ دارقطنی نے مؤلف میں لکھا ہے: یہ صحابی ہیں اور ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ یہودان بنی قریظہ کے ساتھ تھے پھر اسلام لائے اور حیی بن اخطب کا ان اشعار میں مرثیہ کہا: تیری زندگی کی قسم! ابن اخطب نے اپنے آپ کو ملامت نہیں کی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ رسوا کر دے رسوا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اشعار ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اشعار خود حیی بن اخطب کے ہیں۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے ذکر کیا: وہ فیطیون بن عامر بن ثعلبہ کی اولاد سے تھے۔ اور معجم الشعراء میں مرزبانی نے لکھا ہے: پہلے یہودی تھے پھر اسلام لائے۔ جب نبی ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو انہوں نے اشعار کہے: مصیبت میں نبی (ﷺ) کی طرف سے ایک ڈنشل پھینکا گیا جو مہروں اور عزت والی چمکدار ہے۔

دیوان حسان بن ثابت جو ابو سعد سکری کا بحوالہ ابن حبیب تیار کردہ ہے اس میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابت نے جبل بن جزل ثعلبی، جو پہلے یہودی تھے بعد میں اسلام لا کر ان اشعار کا جواب دیا:

”خبردار! اے بنی معاذ کے سعد! جو کچھ قریظہ اور نصیر نے کیا ہے، تم نے اپنی ہنڈیاں چھوڑیں جن میں کچھ بھی نہ تھا اور قوم کی ہنڈیاں گرم کھول رہی تھیں۔“

حضرت حسان نے فرمایا:

”وہ جماعت یاد کرے جسے ہمارے خلاف مدد دی گئی اب ان کے شہر میں کوئی مددگار نہیں ہے۔ ان لوگوں کو کتاب دی گئی جسے انہوں نے ضائع کر دیا۔ اب وہ تورات سے اندھی اور ہلاک ہونے والی ہے۔ بنی لوی کے

اسد الغابۃ (۶۷۷)

بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین و اهل الیمن (۴۳۸۸) مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اهل الایمان فیہ (۱۸۲)

ترمذی کتاب المناقب باب فضل الیمن (۳۹۳۴) (۳۹۳۵) مسند احمد (۲۷۷/۲) (۲۵۵/۲) المعجم الکبیر (۱۲۵/۵)

دلائل النبوة (۲۳۶/۶) المطالب العالیۃ (۴۴۳۰) کنز العمال (۳۷۷۹۱۲)

اسد الغابۃ (۶۷۸) الاستیعاب (۳۶۵)

السیرۃ النبویۃ (۱۹۰/۳) (۲۱۵/۳) الاکمال (۴۷/۲) اسد الغابۃ (۳۰۵/۱)

سرداروں پر وہ آگ ہلکی رہی جو بویہ میں چھا گئی تھی۔ (اشعار)
 رزبانی نے مذکورہ اشعار جبل کے ذیل میں ذکر کیے اور ان میں یہ اضافہ کیا ہے:
 ”لیکن اموات کے ساتھ ہمیشہ رہنا نہیں ہوتا جو اچک لیتی اور قبر میں سمیٹ لیتی ہیں۔ گویا وہ عید کی بکریاں ہیں جو ذبح کی جاتی ہیں ان پر کوئی نکیر کرنے والا نہیں۔“

۱۰۴۲ (ن) جبلہ بن الازرق الحمصی

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ نے معاویہ بن صالح کی سند سے بحوالہ راشد بن سعد، جبلہ بن الازرق سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیوار کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جس میں بہت زیادہ پتھر لگے تھے، وہ نماز ظہر کی تھی یا عصر کی۔ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ ایک بچھونے آپ کو ڈس لیا جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے جھاڑ پھونک کی تو آپ کو افاقہ ہو گیا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی لیکن تمہاری جھاڑ پھونک سے نہیں۔ (اپنی رحمت سے)۔ بغوی کہتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ ابن السکن کہتے ہیں: ان کے علاوہ کوئی روایت نہیں ہے۔

۱۰۴۳ جبلہ بن اشعر خزاعی

واقدی نے ذکر کیا کہ وہ فتح مکہ کے روز کرز بن جابر کے ساتھ قتل ہوئے۔ ابو عمر نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ کرز کے ساتھ قتل ہونے والے حبیش بن خالد تھے، وہی حبیش بن اشعر ہیں۔ جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا، اشعر ان کے زیادہ لوگوں کی وجہ سے ان کا لقب بن گیا۔

۱۰۴۴ جبلہ بن ثعلبہ انصاری خزرجی بیاضی

مطین نے عبید اللہ بن ابی رافع تک اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ اہل بدر میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہونے والوں میں شامل تھے۔ طبرانی اور ابونعیم وغیرہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں، جبلہ بن ثعلبہ از بنی بیاضہ بدری صحابی ہیں۔ ابن الاثیر نے کہا: درست رحیلہ بن خالد بن ثعلبہ ہے، راگر گئی اور غلطی سے اپنے دادا کی طرف منسوب ہو گئے۔ میں کہتا ہوں: یہ احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔ ہاں یہ بات بجا ہے کہ بدر میں شریک ہونے والے رحیلہ ہیں اور اس کا کئی بار واسطہ پڑا ہے کہ عبید اللہ بن ابی رافع تک سند انتہائی کمزور ہے۔

اسد الغابۃ (۶۷۹) الاستیعاب (۳۲۲)
 المعجم الكبير (۲۸۷/۲) التاريخ الكبير (۲۱۸/۱) تفسير القرطبي (۴۶/۲) جمع الجوامع (۴۸۶۹)
 الطبقات الكبرى (۱۴۶/۷) كنز العمال (۲۸۳۵۸) (۲۸۵۲۳)
 اسد الغابۃ (۶۸۰) الاستیعاب (۳۲۵) اسد الغابۃ (۳۰۵/۱) اسد الغابۃ (۶۸۱)
 المعجم الكبير حديث (۲۱۹۸/۲) الثقات (۵۸/۳)

۱۰۷۵) جبلة بن ثور حنفی

بنی حنیفہ کے وفد میں تھے، ابو عبید نے ذکر کیا کہ وہ قاتلین مسلمہ کذاب میں شریک تھے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۷۶) جبلة بن جنادہ

بن سوید بن عمرو بن عرفطہ بن ناقد بن تیم بن سعد بن کعب بن عمرو بن ربیعہ خزاعی ان کا تذکرہ ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ و ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے ایسا ہی انہوں نے آئندہ والی شخصیت جبلة بن سعید کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۷۷) جبلة بن حارثہ

بن سراحیل، زید بن حارثہ کے بھائی اور اسامہ بن زید کے چچا۔ جو عمر میں حضرت زید سے بڑے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اور ابو یعلیٰ نے اسمعیل بن ابی خالد کی سند سے بحوالہ ابو عمرو الشیبانی، جبلة بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: میرے بھائی کو میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے سامنے ہے اگر وہ جانا چاہے تو میں اسے منع کرنے کا نہیں۔“ اس پر حضرت زید بولے: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے مقابلہ میں کسی کو پسند نہیں کر سکتا۔“ حضرت جبلة فرماتے تھے: میں نے اپنے بھائی کی بات کو اپنی بات سے بہتر پایا۔

تاریخ بخاری میں اسی سند سے شیبانی سے منقول ہے، فرمایا: میں نے جبلة رضی اللہ عنہ سے سنا، ان کی ایک متصل روایت صحیح سند سے نسائی میں ہے جو ابو اسحاق کی روایت سے بحوالہ فروہ، جبلة بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نیند کے وقت پڑھنے کے بارے میں ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی چیز سکھائیے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے۔“ فرمایا: ”جب اپنے بستر پر سونے کے لئے آنے لگو تو ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ (سورۃ الکافرون: ۱) پڑھ لیا کرو۔“

۱۰۷۸) جبلة بن سعید

بن الاسود بن سلمہ بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین۔ ابن شاہین ابو موسیٰ اور ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے جبلة بن جنادہ میں گزر چکا ہے۔

۱۰۷۹) جبلة بن سراحیل کلبی

زید بن حارثہ کے چچا، ابن مندہ نے ایک احتمالی امر سے ان کا ذکر کیا ہے جس کی شرح فصل اخیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

اسد الغابۃ (۶۸۲) * اسد الغابۃ (۶۸۳) الاستیعاب (۳۲۰)

ترمذی کتاب المناقب باب مناقب زید بن حارثہ (۳۸۱۵) * التاريخ الكبير (۲۱۷/۱)

نسائی عمل اليوم والليلة (۸۰۰، ۸۰۲) * اسد الغابۃ (۶۸۴)

۱۰۸۰ جبلة بن عمرو

بن اوس بن عامر بن ثعلبة بن قش بن ثعلبة بن طریف بن خزرج بن ساعدة ساعدی انصاری۔ ابن السکن کہتے ہیں: وہ احد میں شریک ہوئے۔ یہ ابو مسعود کے بھائی کے علاوہ ہیں، کیونکہ نسبتوں میں اختلاف ہے۔
میں کہتا ہوں: بات ویسی ہی ہے جیسی انہوں نے کہی۔ ابن شہب نے اخبار مدینہ میں عبدالرحمن بن ازہر کی سند سے نقل کیا کہ لوگوں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بقیع میں دفن کرنا چاہا تو جبلة بن عمرو ساعدی نے دفنانے سے روک دیا چنانچہ وہ ”حش کوکب“ ان کی میت لے گئے، ان کے ساتھ معبد بن معمر بھی تھے، جہاں انہیں دفن کر دیا۔

۱۰۸۱ جبلة بن عمرو

بن ثعلبة ابن اسیرہ انصاری، ابو مسعود بدری کے بھائی طبرانی نے مطین سے ان عبید اللہ بن ابی رافع تک کی سند سے ان کا ذکر صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک صحابہ کرام میں کیا ہے۔ اور ابن السکن نے ہارون ہمدانی کی سند سے بحوالہ ثابت بن عبید روایت کی ہے۔ فرمایا: میں ابو مسعود انصاری کے بھائی جبلة بن عمرو کے پاس گیا، وہ تازہ کھجوریں توڑ رہے تھے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن السکن نے بکر بن انشج کی سند سے بحوالہ سلیمان بن یسار نقل کیا کہ وہ لوگ مغرب میں ایک غزوہ میں معاویہ بن خدیج کے ساتھ تھے۔ انہوں نے لوگوں کے لیے انعام مقرر کیا۔ ان کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ تھے جس کی سوائے جبلة بن عمرو انصاری کے کسی نے تردید نہیں کی۔ ابن مندہ نے اسے خالد بن ابی عمران کی سند سے بحوالہ سلیمان بن یسار نقل کیا ہے۔ ان سے جنگ میں انعام رکھنے کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا: میں نے معاویہ بن خدیج کے ساتھ کسی کو نہیں دیکھا وہ انعام رکھتے ہوں۔ ہمیں افریقہ کے غزوے میں خمس کے بعد ثلث (تہائی) زائد حصہ ملا۔ جبکہ ہمارے ساتھ کئی ایک انصار و مہاجرین صحابہ تھے ان میں جبلة بن عمرو انصاری بھی تھے۔

۱۰۸۲ جبلة بن ابی کریب

بن قیس بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین۔ بقول ابن سعد: نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اور ڈھائی ہزار کے عطیہ میں تھے۔ ابن شاہین نے اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا اور ابن فتحون و ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۸۳ جبلة بن مالک

بن جبلة بن صفارہ ابن ذراع بن عدی بن الدار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن نخعی داری۔ دارین کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن شاہین نے اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا اور ابو عمر نے ان کا مختصر حوالہ دیا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ مجھے ان کا پتہ نہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ نعیم بن اوس

الاستیعاب (۳۲۱) الاستیعاب (۳۰۷/۱) اسد الغابۃ (۶۸۶) المعجم الكبير (۲۱۹۷)
التاریخ الكبير (۲۱۸/۱) اسد الغابۃ (۳۰۷/۱) اسد الغابۃ (۶۸۷) اسد الغابۃ (۳۰۷/۱)
اسد الغابۃ (۶۸۸) الاستیعاب (۳۲۴) الجرح والتعديل (۵۱۰/۲)

کے سوانح میں بحوالہ واقدی ان کا تذکرہ آئے گا۔ ابواسحاق بن الالبین نے ابن عبدالبر کی کتاب پر استدراک میں حرف حاء بے نقط میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ان سے گزشتہ لوگوں نے حاء میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۰۸۴) (ز) جبلة (بے نسبت)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں، اور ابن سیرین نے ان سے مرسل روایت کی ہے۔ میرے خیال میں یہ پہلے والے شخص ہیں یعنی جبلة بن عمرو انصاری۔ ابن السکن فرماتے ہیں، لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صحابی ہیں جبکہ نبی ﷺ سے ان کی کوئی روایت نہیں۔ بخاری میں تعلیقاً ہے ابن سیرین نے فرمایا: ان سے روایت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ان کی مراد بیوی اور اس بیوی کے خاوند کی پہلی بیوی سے جو بیٹی ہوئی دونوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن السکن اور بغوی نے یہ روایت حماد کی سند سے بحوالہ ایوب، ابن سیرین سے موصول نقل کی ہے، فرمایا: انصار میں سے ایک صحابی رسول ﷺ مصر میں رہتے تھے جن کا نام جبلة تھا۔ انہوں نے ایک خاتون اور اس کے پہلے خاوند کی پہلی بیوی سے جو بیٹی تھی دونوں سے نکاح کیا تھا۔ ایوب فرماتے ہیں: حسن اسے ناپسند سمجھتے تھے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ایسا ہی عفان وغیرہ نے روایت کیا جبکہ سلیمان بن حرب نے اسے حماد سے نقل کیا تو کہا: ”جبار“ پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن علیہ نے ایوب سے یوں ہی نقل کیا ہے اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے اور ایسا ہی عبدالوہاب ثقفی سے بحوالہ ایوب روایت کر کے کہا: مجھے بتایا گیا کہ سعد بن قرقاء ایک صحابی رسول ﷺ تھے۔ پھر اسی روایت کا مفہوم ذکر کیا۔

(۱۰۸۵) حبیب (جیم دو باؤں سے تصغیر ہے)

ابن الحارث۔ ابن السکن نے ان کا ذکر کیا کہ ان کی حدیث کی سند صحیح نہیں۔ پھر وہ خود اور طبرانی نوح بن ذکوان کی سند سے بحوالہ ہشام وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حبیب بن حارث نبی ﷺ سے آ کر کہنے لگے: میں ایک گنہگار شخص ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے توبہ کی دعا مانگو“۔ (حدیث) ابن مندہ نے کہا: غریب ہے صرف اسی سند سے پہچانی جاتی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں لکھا ہے، ہشام سے صرف اسی سند سے مروی ہے جس میں عیسیٰ بن ابراہیم، بحوالہ سعید بن عبداللہ، نوح سے وہ ان سے روایت کرنے میں متفرد ہے اور عبدالغنی بن سعید نے ”مؤتلف“ میں لکھا ہے کہ اسے ایوب بن ذکوان نے ہشام سے روایت کیا۔

میں کہتا ہوں: ایوب اور نوح دونوں ضعیف ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ کسی راوی نے نوح کو ایوب بنا دیا ہو۔ شعب میں بیہقی نے اسے متنبہ کیا ہے کہ کسی نے اسے روایت کیا ہے تو فرمایا: جبیر بن حارث را سے ہے۔ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے ابن شاہین نے اسے غلط لکھ دیا ہے اور خاء میں ان کا نام درج کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ نیز حبیب کا تذکرہ ابوالغادیہ کے سوانح میں آئے گا۔

اسد الغابة (۶۸۹) الاستيعاب (۳۲۳) اسد الغابة (۳۰۸/۱) اسد الغابة (۶۹۱) الاستيعاب (۳۶۴)
سنن دارقطنی (۱۰۲/۳) السنن الكبرى (۲۷۱/۸) مجمع الزوائد (۲۰۰/۱۰) تفسیر لابن کثیر (۱۰۳/۳)

۱۰۸۶ جیبر بن ایاس

بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق انصاری خزرجی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب۔ ابن اسحاق * اور ابو معشر وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کوئی روایت معروف نہیں۔ اور ابن قدامہ نے لکھا ہے: جبر میں جیم پر زبر اور باء ساکن ہے۔

۱۰۸۷ جیبر بن بھینہ

عبداللہ کے بھائی۔ ابن مالک بن القشب ازدی بنی المطلب کے حلیف ابوالاسود نے بحوالہ عروہ یمامہ میں شہید ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے ان کا تذکرہ لکھتے ہوئے ان کے سوانح کے آغاز میں لکھا ہے: جبر بن مالک نوفلی، نوفلی میں انہیں وہم ہو گیا جبکہ وہ ازدی ہیں یا مطلبی۔

۱۰۸۸ جیبر بن الحباب

بن المہذبان انصاری۔ ابن حبان * فرماتے ہیں: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صحابی ہیں، جس کی سند میں تامل ہے۔ البتہ مطین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا کہ عبید اللہ بن ابی رافع کی سیر میں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک صحابہ میں ان کا نام لیا ہے۔ باوردی اور طبرانی * نے مطین ہی کے حوالہ سے اور ابن مندہ باوردی اور ابو نعیم نے طبرانی کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۸۹ جیبر بن حویرث

بن نقید بن بحیر بن عبد بن قصی بن کلاب قرشی۔ زیر لکھتے ہیں: ان کے والد فتح مکہ میں قتل ہو گئے۔ بقول ابن سعد: نبی ﷺ کا دور پایا ہے اور آپ کی زیارت بھی کی ہے، لیکن ان سے کوئی روایت نہیں ملتی۔ البتہ ابوبکر صدیق اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ واقدی نے ابن المسیب سے بحوالہ جیبر بن حویرث روایت کی ہے، فرمایا: معرکہ یرموک میں میں شریک تھا، مجھے سوائے لوہے کی ٹنٹن کے آدمیوں کی ایک بات بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔

میں کہتا ہوں: جو شخص یرموک میں جوان مرد ہو یقیناً فتح مکہ کے روز ممتاز و مشہور ہوگا۔ لہذا انہیں صحابہ میں شمار کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ اگرچہ انہوں نے روایت نہیں کی۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ جبکہ ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۱۰۹۰ جیبر بن حیہ

ابن مسعود ثقفی، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھتیجے۔

* اسد الغابۃ (۶۹۲) الاستیعاب (۳۱۶) السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۲) * اسد الغابۃ (۶۹۳) الاستیعاب (۳۱۷) * اسد الغابۃ (۶۹۴)
* الثقات (۵۱/۳) * المعجم الکبیر (۱۶۱۲) * اسد الغابۃ (۶۹۵) الاستیعاب (۳۱۹) * اسد الغابۃ (۶۹۶)

میں کہتا ہوں: صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات میں شریک رہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے متعلق حدیث بھی روایت کی ہے جو زائدہ بن زیاد بن جبیر سے ان کے حوالہ سے ہے۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے جبیر کو صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ حالانکہ وہ ان کی شرط پر پورا اترتے ہیں۔ اس واسطے کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں ثقیف کا جو شخص بھی باقی بچا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شہو یک ہوا ہے۔

ابوموسیٰ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا اور ان کی ایک حدیث نقل کی جس کے متعلق مرسل ہونے کا گمان کیا ہے اور اس بات کو صحیح قرار دیا کہ وہ تابعی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان کا صحابی ہونا اس لحاظ سے ثابت ہے کہ جو شخص عہد فاروقی کی فتوحات میں جوان سال ہو اور جس قصہ میں انہوں نے اپنی شرکت کا بتایا وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد دس سال سے کم کے عرصہ میں پیش آیا ہے تو کم از کم ان کے لئے دیدار نبوی تو ثابت ہوتا ہے۔ یہ مذکورہ شخص طائف میں رہتے تھے اور کاتبوں کے معلم تھے عراق آئے تو شاہی دیوان کے کاتب مقرر ہو گئے۔ بعد میں زیاد نے انہیں اصہبان کا والی بنا دیا۔ یوں عبد الملک کی حکومت میں ان کی عظمت بڑھ گئی۔

۱۰۹۱ جبیر بن مالک نوفلی

ابن حنین ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۱۰۹۲ جبیر بن مطعم

بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی، ان کی والدہ ام حبیبہ بنت سعید اور بقول بعض ام جمیل بنت سعید بن عبد اللہ بن ابی قیس از بنی عامر بن لوی ہیں۔ وہ قریش کے اکابر اور علماء انساب میں سے تھے۔ بدر کے قیدیوں کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا تو یہ بھی اس میں شامل تھے۔ نبی ﷺ سے سورہ طور کی تلاوت سنی، فرماتے ہیں: یہ پہلا موقع تھا کہ ایمان نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ یہ بات امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں روایت کی ہے اور نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”آج اگر تمہارے والد زندہ ہوئے اور مجھ سے ان قیدیوں کی رہائی کی بات کرتے تو میں یہ ان کے حوالہ کر دیتا۔“

حضرت جبیر حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں اسلام لائے۔ بقول بعض فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ ابن اسحاق کے سامنے جب نعمان کا نسب لایا گیا تو آپ نے جبیر بن مطعم کو بلا بھیجا۔ وہ قریش میں سے قریش اور سارے عرب کے سب سے زیادہ انساب کے عالم تھے، فرماتے ہیں: میں نے علم انساب ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سارے عرب کے انساب کے بڑے عالم تھے۔ صحابہ میں سے ان سے روایت کرنے والے سلیمان بن مرد اور عبد الرحمن بن ازہر ہیں۔ ابن المسیب ان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے کہ جیسی تقسیم آپ نے بنی ہاشم و مطلب کے لیے کی ہے میرے لیے بھی کریں۔ اور ساتھ یہ بھی کہا: ہماری رشتہ ساجھی ہے، یعنی ہاشم، مطلب اور نوفل جو جبیر کے دادا اور عبد شمس جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دادا تھے، آپس میں بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور

اسد الغابۃ (۶۹۸) الاستیعاب (۳۱۵)

بخاری کتاب المغازی باب ۱۲ حدیث (۴۰۲۴)

فرمایا: ”بنی ہاشم اور بنی مطلب تو شیر و شکر ہیں“۔ ان کی وفات ستاون، اٹھاون یا انسٹھ (۵۷/۵۸/۵۹) ھ میں ہوئی۔

۱۰۹۳ جبر بن نفیر کنڈی

عسکری نے ان میں اور جبر بن نفیر حضرمی میں فرق کیا ہے۔ تھوڑا قریب ہی جبر کنڈی میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۰۹۴ جبر بن نوفل

ابن حبان فرماتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے۔ اور مطین، باوردی اور ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ سب نے ابوبکر بن عیاش کی سند سے بحوالہ لیث بن ابی سلیم، زید بن ارطاة سے انہوں نے جبر بن نوفل سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب کسی چیز سے حاصل نہ کر سکا بجز اس کے جو اس سے نکلی ہے یعنی قرآن مجید۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے بکر بن حنیس نے لیث سے بحوالہ زید انہوں نے ابوامامہ سے نقل کیا ہے۔ اور علاء بن حارث نے بحوالہ لیث زید سے انہوں نے جبر بن نفیر سے مرسل روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۰۹۵ جبر مولیٰ کثیرہ بنت سفیان

ان کا تذکرہ سعید مولیٰ کثیرہ کے سوانح میں آئے گا۔

۱۰۹۶ (ن) جبر

نبی کریم ﷺ نے اس نام سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو اس حدیث میں مخاطب فرمایا ہے جسے ابو عبد اللہ صدقہ والے ابو زبیر سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی خثیمہ وغیرہ نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۰۹۷ جبیلہ بن عامر

بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن حلاوہ بن سمیع بن بکر بن اشجع بلوی، انصار کے حلیف۔ ابن الامین نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور نسب بیان نہیں کیا۔ جبکہ انساب میں رشاطی نے نقل کیا ہے اور ابن کلبی سے نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے معاہدوں والے اور غزوہ احزاب میں آپ کے جاسوس تھے۔ فرماتے ہیں: ابن عبد البر اور ابن فتنون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش (۳۵۰۲)

ابوداؤد کتاب الخراج باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذی القربی (۲۹۷۸)

نسائی فی کتاب قسم الفی باب ۱ حدیث (۴۱۴۷، ۴۱۴۸) ابن ماجہ فی باب الجہاد باب قسمۃ الخمس (۲۸۸۱)

السنن الکبریٰ (۳۴۰/۶) (۳۱/۷) تفسیر طبری (۵/۱۰) حلیۃ الاولیاء (۶۶/۹)

اسد الغابۃ (۷۰۱)

ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ۱۷ (حدیث ۲۹۱۱) مسند احمد (۲۶۸/۵) المعجم الکبیر (۱۶۱۴)

مجمع الزوائد (۲۵۰/۲) کنز العمال (۲۳۶۶)

باب الجیم جس کے بعد ثاء ہے

۱۰۹۸ جثامہ (شروع کے زبر اور ثا مشدد سے) ابن قیس *

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور حبیب بن عبید الرجبی کی سند سے بحوالہ ابو بشر جثامہ بن قیس (جو صحابی رسول ﷺ ہیں) سے مرفوعاً نقل کیا ہے، فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے سو سال کی مسافت جہنم سے دور کر دے گا۔“ * اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ صعب بن جثامہ بن قیس بن عبد اللہ بن یعر لیشی اور ان کے والد کے سوانح میں اس کے علاوہ روایت آ رہی ہے۔

۱۰۹۹ جثامہ بن مساحق *

بن ربیع بن قیس الکنانی، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ”ہرقل“ کی طرف بھیجا تھا۔ ابن مندہ نے عبد الحلق حمصی کی سند سے بحوالہ یحییٰ بن ایوب، کنانی سے جو ہرقل کی جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاصد تھے۔ جنہیں جثامہ بن مساحق کہا جاتا تھا، فرمایا: ہرقل کی مجلس میں جب میں کرسی پر بیٹھا تو مجھے معلوم نہ تھا کہ اس چادر کے نیچے کیا ہے۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ یہ سونے کی کرسی ہے۔ جونہی میں نے اسے دیکھا میں اس سے اتر پڑا، جس پر ”ہرقل“ ہنسنے لگا۔ مجھ سے بولا: کیا اتر پڑے؟ میں نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ (سونے کی) ایسی چیزوں سے منع فرماتے تھے۔“

۱۱۰۰ (ن) جثاٹ

بقول بعض یہ ابو عقیل صاع والے (جنہوں نے رات بھر محنت سے دو صاع کمائے ایک صاع گھر والوں کے لیے اور ایک صاع اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا جس پر منافقوں نے طعنہ زنی کی اس وقت سے ان کا نام صاحب الصاع پڑ گیا) کا نام ہے۔ سہیلی نے یہ نام ابن عبد البر کی اقتداء میں حاء بے نقط سے قلمبند کیا ہے۔ اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا نام کچھ اور ہے ان کے حالات کنتیوں میں آئیں گے۔

۱۱۰۱ (ن) جثیلہ (جیم اور ثاء سے تصغیر) ابن عامر

حاء بے نقط میں آئے گا۔

* اسد الغابۃ (۷۰۲)

* بخاری کتاب الجہاد باب فضل الصوم فی سبیل اللہ (۲۸۴۰) مسلم کتاب الصوم باب فضل الصیام فی سبیل اللہ (۲۷۰۴)

ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الصوم (۱۶۲۳) نسائی کتاب الصیام ذکر الاختلاف علی سفیان فیہ (۲۲۵۳)

السنن الکبریٰ (۲۹۶/۴) مجمع الزوائد (۱۶۰/۳) المعجم الکبیر الصغیر (۱۶۱/۱) التاریخ الکبیر (۲۳۴/۲)

کنز العمال (۱۰۸۰۰) (۲۳۵۹۶)

* اسد الغابۃ (۷۰۳)

باب الجیم جس کے بعد حاء ہے

۱۱۰۲ جحدم بن فضالہ الجہنی

ابن مندہ نے محمد بن عمرو بن عبد اللہ بن جحدم کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے والد وہ اپنے دادا جحدم سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تھے آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا، اور فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ جحدم کو برکت دے۔“ اور ان کے لیے ایک تحریر بھی بنوائی۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اجنبی روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ پھر وہ مروی بھی نصر بن سلمہ بن شاذان سے ہے جو متروک راوی ہے۔

۱۱۰۳ جحدم الحمسی (حاء بے نقط کی پیش میم کے سکون سے پھر سین ہے)

میں نے خطیب کے قلم سے مؤلف میں ایسا ہی لکھا ہوا پڑھا ہے، اور انہوں نے محمد بن المسیب ارغیانی کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن سہل رملی، محمد بن عمرو بن عبد اللہ بن فضالہ فرمایا: میں نے اپنے والد کو اپنے والد عبد اللہ سے وہ اپنے والد فضالہ سے وہ جحدم الحمسی سے روایت کرتے سنا وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جحدم کو برکت دے۔“ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ وہ پہلے والے ہوں، اور پہلی شخصیت کے بارے میں جہنی کہنا غلطی سے لکھا گیا ہو اور قصہ کی دو سندیں ہوں۔

۱۱۰۴ (ن) جحدم (بے نسبت)

عیسیٰ غنجر نے مغیرہ بصری سے بحوالہ یثیم بن میمون، حکیم بن جحدم سے میرے خیال میں وہ اپنے والد سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”جو اپنی بکری دوہ لے، اپنی قمیص پر پیوند لگا لے، اپنا جوتا گانٹھ لے، اپنے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالے اور بازار اپنا سودا سلف لے آیا کرے تو ایسا شخص تکبر سے بری ہے۔“ اس کی سند ضعیف ہے، ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔

۱۱۰۵ (ن) جحدم الجذیمی

از بنی جذیمہ، جیم کے زبر ذال نقطے والی کا زیر، اموی نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا مغازی میں ذکر کیا ہے کہ بنی جذیمہ کے جو لوگ اسلام لائے ان میں سے ہیں۔ اور واقدی نے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے۔ بنی جذیمہ کے جن لوگوں کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے قتل کیا تھا کہ انہوں نے ”مسلمان ہوئے“ کہنے کی بجائے ”ہم بے دین ہوئے“ کہا تھا۔ قصہ مشہور ہے البتہ ان میں سے ان کا جحدم نام لینے میں متفرد ہے۔ ابن فتحون نے اپنے ذیل میں اس کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۷۰۶) کنز العمال (۳۶۸۸۳) جامع المسانید (۶۴۹/۲) اسد الشاہۃ (۷۰۵)

اتحاف السادة المتقين (۴۰۷/۸) جامع المسانید (۶۴۹/۲)

۱۱۰۶ جہدہ (بے نسبت، نسب کا ذکر نہیں)

انہیں صحابی ہونے اور روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ یہ ابوجباب کا ایاد سے بحوالہ ان کے قول ہے، ایسا ہی ذہبیؒ کی تجرید میں لکھا ہے۔ آخری قسم میں جہدہ آئے گا جہاں اس قول کی وضاحت کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۱۱۰۷ جحش الجہنیؒ

اپنے ذیل میں ابن فتحون نے لکھا ہے: طبری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: آخری قسم میں جحش الجہنی کا تذکرہ آئے گا کہ بعض راویوں نے ان کا نام غلط لکھ دیا۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہی ہیں یا کوئی اور؟

۱۱۰۸ (ن) جحش بن رناب الاسدی

ابو احمد کے والد، انہی کے سوانح میں ان کا نسب آئے گا۔ بقول ابن حبانؒ: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ جہابی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو خود اور ان کے بیٹے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ دارقطنی نے ایک کمزور سند سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان جحش کا نام تبدیل کیا تھا۔ پہلے ان کا نام برہ تھا آپ ﷺ نے جحش رکھا۔ (لیکن) مشہور یہ ہے کہ ان کی بیٹی کا نام تھا آپ نے اس کا نام تبدیل کیا تھا۔

باب النجیم جس کے بعد دال ہے

۱۱۰۹ جدارؒ (شروع کے حرف کے زیر اور دال کی تخفیف سے)

بغوی اور ابن ابی عاصم وغیرہ نے عباس بن فضل بن عمرو انصاری کی سند سے بحوالہ قاسم بن عبد الرحمن انصاری، وہ زہریؒ یزید بن شجرہ وہ جدار سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا، جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنایان کی اس کے بعد ارشاد فرمایا: ”لوگو! صبح ہوتے ہی تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کوئی سبز کوئی زرد اور کوئی سرخ ہو شروع ہو گئیں اور گھروں میں جو ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔“ پھر لمبا خطبہ ذکر کیا۔

ابن معدہ لکھتے ہیں: اجنبی روایت ہے اسے یزید بن ابی زیاد نے مجاہد سے بحوالہ یزید بن شجرہ طویل ذکر کیا ہے لیکن ”جدار“ کا تذکرہ نہیں کیا۔ ایسا ہی یزید سے منصور نے روایت کیا لیکن موقوف۔

میں کہتا ہوں: مجاہد سے موقوف نقل کرنے میں اعمش نے ان کی متابعت کی ہے۔ عباس بے حد ضعیف راوی ہے۔ عباد دوری نے ابن معین سے بحوالہ یزید بن شجرہ کہا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ رہی جدار کی حدیث تو وہ صحیح نہیں، ہمیں معلوم نہیں کہ زہریؒ

التجريد (۲۷/۱) * اسد الغابة (۷۰۷) * الثقات (۶۵/۳) * اسد الغابة (۷۰۸) * المعجم الكبير (۲۸۹/۲) مسند البزار (۱۷۱۴) مجمع الزوائد (۲۷۵/۵) الاحاد والمثاني (۱۱۴/۵)

یزید بن شجرہ سے کچھ روایت کیا ہو۔ حدیث منصور سے مروی ہے اور بغوی نے اسی مفہوم کی روایت کی ہے۔ البتہ اس میں اضافہ کیا ہے کہ زہری نے یزید سے نہیں سنا: ابن الجوزی بحوالہ نسائی فرماتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے اور دارقطنی کا ارشاد ہے یہ روایت محفوظ نہیں۔ درست منصور اور اعمش کا قول ہے یہ بات انہوں نے ”علل“ میں لکھی ہے۔

۱۱۱۰ (ن) جَدُّ جَد (دو پیش والی جیموں اور درمیان میں دال ساکن) الجندعی

بیہقی نے دلائل میں عبدالرزاق کی روایت سے بحوالہ ایک شخص، سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص انصار سے آ کر کہنے لگا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے اور فلاں عورت سے میرا نکاح کیا ہے۔ آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت علی اور مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا: ”وہ تمہیں ملے تو اسے قتل کر دینا لیکن وہ تمہیں نہیں ملے گا۔“ تو انہوں نے اسے دیکھا کہ کسی سانپ نے اسے ڈس لیا تھا۔ بیہقی فرماتے ہیں: اس شخص کا نام لیا گیا ہے جو عطاء بن سائب کی بحوالہ عبداللہ بن حارث کی روایت میں جد جد ہے۔ میں کہتا ہوں: منہ کے ہاں یحییٰ بن بسطام کی سند سے بحوالہ عمرو بن فرقہ، عطاء بن سائب سے عبداللہ بن حارث سے منقول ہے کہ جرتج جندعی پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جسے جندع انصاری کے سوانح میں درج کیا ہے جو درست نہیں، اس بنا پر عطاء بن سائب سے آگے اس شخص کے نام میں اختلاف ہے۔

۱۱۱۱ جَدُّ بَن قیس

بن صخر بن خنساء ابن سنان بن عبید بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری ابو عبداللہ۔ طبرانی اور ابن منہ نے معاویہ بن عمار وہنی کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ ابو زبیر سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے میرے ماموں جد بن قیس سوار کر کے لے گئے اور میں انصار کے ستر گھڑ سواروں میں پتھر بھی نہ پھینک سکتا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد بنا کر گئے یعنی کم سن تھا۔ پھر بیعت عقبہ کی حدیث ذکر کی۔ اس کی سند قوی ہے۔ ابن منہ فرماتے ہیں: اجنبی روایت ہے جو معاویہ بن عمار کی حدیث سے مروی ہے جسے محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ نقل کرنے میں متفرد ہے۔ جد بن قیس بنی سلمہ کے سردار تھے جیسا کہ عمرو بن الجحوم کے حالات میں آئے گا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جد بن قیس منافق شخص تھا۔ ابونعیم اور ابن مردویہ ضحاک کی سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اس کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

”ان میں سے بعض کہتے ہیں: مجھے اجازت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔“ (سورۃ التوبہ: ۴۹)

اسے ابن مردویہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ضعیف سند سے بھی ذکر کیا ہے اور حدیث جابر سے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں مبہم شخص ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جد حدیبیہ اور بیعت سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اسے ابن عساکر نے اعمش کی سند سے بحوالہ ابوسفیان، ان سے روایت کیا ہے۔

عبدالرزاق، معمر سے بحوالہ قتادہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

”ان کا عمل رلا ملا ہے کچھ نیک اور کچھ بد بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر مہربانی فرمائے۔“ (سورۃ التوبہ: ۱۰۲)

کے متعلق فرماتے ہیں: ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوا جو غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے۔ ان میں ابولبابہ اور جد بن قیس ہیں ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ ابو عمر ان کے سوانح کے آخر میں لکھتے ہیں: کچھ لوگوں کا کہنا ہے انہوں نے توبہ کی اور اچھے انداز سے تائب ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

۱۱۱۲ جلدہ (سین اور سکون سے)

ابن سبیرہ العنقی۔ بقول ابن یونس: صحابی ہیں فتح مصر میں شریک ہوئے ایسا ہی عبدالغنی بن سعید نے ذکر کیا۔

۱۱۱۳ جَدِيع بن كُذَيْر (دونوں نام تصغیر سے ہیں)

المرادی ثم الکعبی از بنی کعب بن عوف جو مراد کا بطن ہے۔ نبی ﷺ کے خادم۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ صحابی ہیں، نبی ﷺ کی خدمت کی لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ابوظبیاں عبدالرحمن بن مالک کے دادا ہیں۔

۱۱۱۴ جُدِّي (تصغیر ہے)

ابن مرہ بن سراقہ البلوی، بنی عمرو بن عوف جو انصار کی ایک شاخ ہے اس کے حلیف۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا کہ وہ اور ان کے والد خیبر میں شہید ہوئے۔

۱۱۱۵ جَدِيمه بن عمرو العصري

از وفد عبدالقیس، رشاطی نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد کی صورت میں آئے ان میں جدیمہ بن عمرو، عمرو بن مرحوم اور ہمام بن ربیعہ شامل ہیں۔ ان چار حضرات کا تذکرہ ابو عبید نے بھی کیا ہے، جبکہ ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

باب الجیم جس کے بعد ذال ہے

۱۱۱۶ الجذع الانصاری ثعلبه بن زید

۱۱۱۷ الجذع الانصاری

ابن شاہین نے ان کا تذکرہ پہلے شخص سے جدا کیا ہے۔ شریک بن ابی نمر کی سند سے بحوالہ انصار کے ایک شخص جن کا نام ابن الجذع ہے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے اکثر لوگوں کو اس لئے مال نہیں دیا گیا کہ وہ حق کے منکر ہو جائیں اور ان سے بالکل مال چھینا نہیں گیا کہ وہ سوال کرنے لگ جائیں۔“ ابو موسیٰ لکھتے ہیں: میں نہیں جانتا یہ ثعلبہ بن یزید ہیں یا کوئی اور؟

میں کہتا ہوں: ہاں! یہ دوسری شخصیت ہے۔ اس واسطے کہ ان کا بیٹا ثابت بن ثعلبہ طائف میں شہید ہوا، جن کا زمانہ شریک

اسد الغابۃ (۳۱۴/۱) الاستیعاب (۳۳۱) اسد الغابۃ (۷۱۱) اسد الغابۃ (۷۱۰)
الطبقات الکبریٰ (۸۹/۴) اسد الغابۃ (۷۱۲) جامع المسانید (۶۵۳/۲)

بن ابی نمیر نے نہیں پایا جس کی وضاحت ان سے مروی حدیث سے ہوگئی لہذا دونوں میں فرق ہو گیا۔

باب الحجیم جس کے بعد راء ہے

۱۱۱۸ الجراح الاشجعی

طبرانی نے ان کے حالات تو لکھے ہیں لیکن ان کا نسب بیان نہیں کیا۔ انہیں ابوالجراح بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کی سند سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: مجھے عبداللہ بن مسعود نے ایک شخص کے بارے میں بتایا جس نے ایک عورت سے شادی کی پھر اس سے ہمبستر ہوا اور کچھ مقرر کیے بغیر ہی فوت ہو گیا۔ (حدیث) فرماتے ہیں: تو اشجع کا ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا اس کا فیصلہ ہمارے لیے نبی ﷺ نے بروء بنت واشق کے بارے میں کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر اپنے دو گواہ لاؤ“۔ فرماتے ہیں: تو ابوسنان اور جراح جو اشجع کے دو آدمی تھے انہوں نے گواہی دی (اور آپ ﷺ نے اس کے لئے مہر مثل مقرر فرمایا)۔

۱۱۱۹ جراد بن عبس

ان کا شمار بصرہ کے دیہاتیوں میں ہوتا ہے۔ ابن مندہ نے عبدالرحمن بن عمرو بن جبلة (جو متروک راوی ہے) کی سند سے بحوالہ قرہ بنت مزاحم روایت کی ہے۔ انہوں نے ام عیسیٰ بنت جراد سے سنا وہ اپنے والد جراد بن عبس یا ابن عیسیٰ کے حوالہ سے نقل کرتی ہیں۔ فرمایا: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے کنویں ہیں وہ کیسے میٹھے ہوں گے؟ (حدیث)

۱۱۲۰ جراد العقیلی

عبداللہ کے پدر بزرگوار، ابن مندہ نے یعلیٰ بن اشدق سے (جو متروک راوی ہے) بحوالہ عبداللہ بن جراد العقیلی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ فرمایا جس میں قبیلہ ازد اور اشعری لوگ تھے۔ وہ غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے۔ (حدیث) ابو نعیم فرماتے ہیں: یہ روایت خود عبداللہ بن جراد سے مشہور ہے۔ میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے انساب میں جراد بن اسقف بن عامر بن عقیل کا ذکر کر کے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس آئے بظاہر وہ یہی ہیں ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۲۱ (ن) جرثوم ابو ثعلبہ الخشنی۔ ان کا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ذکر کیا گیا ہے جو کئیوں میں آئے گا۔

۱۱۲۲ (ن) جرجرہ الاسرائیلی حائے بے نقطہ میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۲۳ جرج

ابو نعیم نے اس میں جو ابن بشکوال اور ابواسحاق بن الامین نے واقعہ بیان کیا ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حوالہ سے اسد بن

وداعہ کی حدیث بیان کی کہ ایک جرج نامی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ! میری اہلیہ میری بات نہیں مانتی۔ (حدیث) لفظ جزء جیم کے زبرزا کے سکون آخر میں ہمزہ میں درست نام آئے گا۔

۱۱۲۴ جرموز الہجیمی*

ابوحاتم* فرماتے ہیں: جرموز قرطبی بصری، صحابی ہیں۔ ابن قانع نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: جرموز بن اوس بن عبد اللہ بن جریر بن عمرو بن انمار بن بجیم بن عمرو بن تمیم۔ بقول ابن السکن صحابی ہیں۔ بصریین میں ان کی حدیث ملتی ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ابوعامر العقدی کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن ہوذہ قرطبی، بنی بجیم کے ایک شخص سے وہ جرموز سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ امام احمد وغیرہ نے عبد الصمد بن عبد الوارث کی سند سے بحوالہ عبد اللہ بن ہوذہ، ایک شخص سے جس نے جرموز بھیجی سے فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں زیادہ لعن طعن نہ کرنا۔* اسے ابن السکن نے مسلم بن قتیبہ کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن ہوذہ، میں نے انہیں بڑھاپے کی وجہ سے ان کی چار پائی انہیں دیکھا فرماتے ہیں: مجھ سے جرموز نے بیان کیا پھر وہ روایت ذکر کی۔ اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ عبید اللہ نے ان سے یہ روایت واسطے سے سنی ہو پھر براہ راست ان سے سنی ہو۔ پہلی روایت میں مبہم شخص جس کے متعلق بغوی اور ابن السکن نے یقین کیا ہے کہ ابو تمیمہ یحییٰ ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: اسی طرح ان سے ان کے بیٹے حارث بن جرموز بھی روایت کرتے ہیں، یہی قول ابن ابی حاتم* کا بحوالہ ان کے والد ہے۔

۱۱۲۵ (ن) جرحہم

بقول بعض یہ ابو ثعلبہ کا نام ہے۔ یہ قول بغوی نے امام احمد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ ایسے ہی رشاطی اور ابو عمر نے بھی ذکر کیا۔

۱۱۲۶ جرو السدوسی* (راء ساکن پھرواؤ بقول بعض ز پھر ہمزہ سے)

ابن مندہ نے محمد بن جابر کی سند سے بحوالہ حفص بن المبارک بنی سدوس کے جرو نامی شخص سے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس یمامہ کی کھجوریں لائے، آپ نے فرمایا: یہ کونسی قسم کی کھجوریں ہیں؟ (حدیث)* فرماتے ہیں: یہ اجنبی روایت ہے (لیکن) اس مخرج اچھا ہے۔

میں کہتا ہوں: محمد بن جابر یمامی ضعیف راوی ہے اسی حدیث کو ابو نعیم نے ابن مندہ کی سند سے نقل کیا ہے شاید انہیں اس کے علاوہ کوئی طریق نہیں ملا۔

* اسد الغابۃ (۷۱۸) الاستیعاب (۳۷۰) الجرح والتعديل (۶۲/۲)

* مسند احمد (۷۰/۵) مجمع الزوائد (۷۱/۸) المعجم الكبير (۲۸۳/۲، ۲۸۴) المستدرک (۴۹۸/۴)

التاریخ الكبير (۲۴۸/۲) الترغیب والترہیب (۴۷۰/۳)

* الجرح والتعديل (۶۲/۳) اسد الغابۃ (۷۱۹)

* مجمع الزوائد (۴۱/۵) کنز العمال (۳۸۳۲۶)

۱۱۲۷ جرو بن عمرو العذری

بقول بعض تصغیر سے اور بعض نے جزء زاء، اور ہمزہ سے اور بعض نے جزی زاء کے زیر اور اس کے بعد یاء سے کہا ہے۔ میں نے استیعاب کے صحیح نسخہ میں جزء بروزن خفاء لکھا دیکھا ہے۔ ابن مندہ نے ابو ثمامہ بن الضریس بن ربیع کی سند سے بحوالہ ان کے والد ربیع وہ اپنے والد اقصیر سے روایت کرتے ہیں کہ جرو بن عمرو نے ان سے بیان کیا: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر بنوائی کہ ”تم پر جمع ہونا اور عشر دینا واجب نہیں“۔ یہ سند مجہول ہے۔

۱۱۲۸ جزل بن مالک

بن عمرو از بنی نجیح بن عوف بن عوف بن عمرو بن عوف اوسی انصاری، بقول بعض زاء اور ہمزہ سے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۲۹ جزل بن الاحنف

بن سمط بن امری القیس بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبر الکندی۔ بقول بعض یہ رجاء بن حیوہ کا نام ہے۔ جواحد بن محمد بن الحجاج بن رشدین کا قول ہے۔ طبرانی نے جاریہ بن مصعب کی سند سے بحوالہ رجاء بن حیوہ، بحوالہ اپنے والد، اپنے دادا جو صحابی رسول ﷺ ہیں، فرماتے ہیں: حنین کے قیدیوں میں سے ایک لڑکی آپ ﷺ کے پاس سے گزری، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کس کی ہے؟ (حدیث) ان کے دادا کا نام راوی نے نہیں لیا۔ اس بارے میں حافظ ابن عساکر نے دو اور قول نقل کیے ہیں، ایک جندل نون سے دوسرا دال کے بدلے زاء سے۔

۱۱۳۰ جزل بن عباس

بن عامر انصاری۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ابن اسحاق اور خلیفہ نے شہدائے یمامہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: ابن ماکولہ کی کتاب میں ہے: جرو (جیم کے پیش اس کے بعد زاء سے ہے) ابن عیاش (یا اورشین سے) از بنی مالک بن اوس یہ عطاردی کی، یونس بن بکیر سے بحوالہ ابن اسحاق روایت ہے اور ابراہیم بن سعد کی ان سے روایت میں جرو بن عباس ہے شروع کے زبر با اور سین سے۔ موسیٰ بن عقبہ کے ہاں جیم کے زبر زاء کے سکون اور اس کے بعد ہمزہ سے ہے۔ با اور سین پر اتفاق کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۱۳۱ جزل

انہیں جرو بن مالک ابن عمرو بن عویر بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ بسر بن ابی ارطاة نے جب مدینہ پر حضرت امیر معاویہ کی جانب سے چڑھائی کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

اسد الغابۃ (۷۲۰) * کنز العمال (۳۰۳/۱۲) * اسد الغابۃ (۷۲۴) * اسد الغابۃ (۷۲۲) * المعجم الکبیر (۷۶۶/۲۲)

اسد الغابۃ (۷۲۳) الاستیعاب (۳۵۲) * الاکمال (۱۳۴/۱) * اسد الغابۃ (۷۲۴)

خلافت کا آخری دور تھا تو مدینہ میں ان کا مکان گرا دیا۔ اس لیے کہ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف باغیوں کو مدد دی تھی۔

۱۱۳۲ جَزْهَد بن خُوَيْلِد

بن بجرہ بن عبد یاسیل بن زرعہ بن رزاح بن عدی بن سہم بن تمیم بن مازن بن حارث بن سلامان بن اسلم بن افسی اسلمی۔ اہل صفہ میں شامل تھے کنیت ابو عبد الرحمن تھی، لوگ کہتے ہیں: شریف انسان تھے، ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ ان کی مشہور حدیث ”ران (پردہ) ستر ہے۔ محدثین کا اس کی سند میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے، فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے ان کے علاوہ دیگر علماء کا کہنا ہے: ”اہل مدینہ میں“ یہی صحیح ہے۔

ابن السکن نے ایاس بن سلمہ بن الکوع کی سند سے بحوالہ مسلم بن جرہد، چچا زاد سے وہ اپنے والد سے (جو حدیبیہ میں شریک تھے) روایت کرتے ہیں، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ طبرانی * نے زرعہ بن عبد الرحمن بن جرہد کی سند سے بحوالہ ان کے والد ان کے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ وہ اصحاب صفہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور سفیان بن فروہ کی سند سے بحوالہ بنی جرہد کے کسی شخص سے وہ جرہد سے کہ انہوں نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”دائیں ہاتھ سے کھاؤ“ انہوں نے عرض کیا: اس میں تکلیف ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس پر پھونک ماری۔ پھر مرتے دم تک انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔ واقدی فرماتے ہیں: مدینہ میں ان کا گھر تھا، اس میں یزید کی حکومت کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔

۱۱۳۳ جَرِيج الاسرائيلي

پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے۔ ابو علی بن اشعث (جو ایک متروک و متہم بالکذب راوی ہے) کی کتاب السنن میں ان کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی سند سے بحوالہ اہل بیت حضرت علی رضی اللہ عنہ تک کی روایت کرتے ہیں کہ ایک جریج نامی یہودی تھا... پھر ان کے اسلام لانے کی حدیث ذکر کی۔ میں نے اس لفظ کو دوسری جگہ جَوْرِجُورۃ لکھا پایا ہے۔

۱۱۳۴ جَرِيج الجندعي

جدجد میں تذکرہ ہو گیا ہے۔

۱۱۳۵ جریر بن الارقط

فرماتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کو دیکھا آپ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ((اعطیت الشفاعۃ)) مجھے (قیامت کے روز خصوصی) شفاعت عطا کی گئی۔ * اسے ابن مندہ نے یعلیٰ بن اشعث (جو متروک راوی ہے) کی سند سے

* اسد الغابۃ (۷۲۵) الاستیعاب (۳۶۳) * المعجم الكبير (۲/۲۷۳) * اسد الغابۃ (۷۲۷)

* بخاری کتاب التیمم باب (حدیث ۳۳۵) مسلم کتاب المساجد باب المساجد ومواضع الصلاة (۱۱۶۳)

نسائی کتاب الفسل باب التیمم بالصعید (۴۳۰) السنن الكبرى (۲/۴۳۳) مسند احمد (۱/۳۰۱)

المعجم الكبير (۱۱/۴۷) (۱۲/۱۳۵۲۲) السنة لابن ابی عاصم (۲/۳۷۳)

ایت کیا ہے۔

۱۱۳۶ جریر بن اوس

بن حارثہ طائی۔ خرم کے بھائی۔ ابو عمر فرماتے ہیں: دونوں بھائی ایک ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہ وہی جریر ہیں جن سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا: جو ہمارے سائل کو عطا کرے اور جاہل کو معاف کر دے۔ تو حضرت معاویہ نے فرمایا: ”جریر! تم نے بہت بہتر کہا۔“

۱۱۳۷ جریر بن عبد اللہ

بن جابر بن مالک بن نصر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بن خزیمہ بن حرب بن علی الجبلی مشہور صحابی ہیں۔ کنیت ابو عمرو اور بقول بعض ابو عبد اللہ تھی۔ وہ کس وقت مسلمان ہوئے اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ طبرانی کی الاوسط میں حصین بن عمر الحمسی کی سند سے بحوالہ اسمعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم، جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے میں آپ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: ”تم کس وجہ سے آئے؟“ میں نے عرض کیا: مسلمان ہونے، آپ نے اپنی چادر میری طرف پھیلا کر فرمایا: ”جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔“ اس سند میں حصین ضعیف راوی ہے۔ اگر صحیح ثابت ہو جائے تو اسے مجاز پر محمول کیا جائے گا۔ یعنی جب ہمیں نبی ﷺ کی بعثت کی خبر ملی، یا مخذوف (کچھ عبارت پوشیدہ) پر محمول کیا جائے گا۔ یعنی جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور آپ مدینہ تشریف لائے اس کے بعد قریش وغیرہ سے جنگ کی، فتح مکہ ہوئی اور آپ کے پاس کئی وفود آئے۔ ابن حزم نے ان کی اس روایت پر بھروسہ کیا کہ وہ نبی ﷺ کی وفات سے چالیس روز قبل مسلمان ہوئے، جو غلط ہے۔ صحیحین میں ان سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے، آپ نے ان سے فرمایا: ”حجۃ الوداع میں لوگوں کو خاموش رہنے کا کہو۔“ اور واقدی نے اس پر بھروسہ کیا ہے کہ وہ ۱۰ھ کے رمضان میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اور ذی الخصلہ کی طرف ان کی روانگی اس کے بعد ہوئی۔ اور انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ پورا حجۃ الوداع اسی سال گزارا۔

لیکن میرے نزدیک اس میں تاثر ہے اس واسطے کہ شریک نے شیبانی سے انہوں نے شععی سے بحوالہ جریر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت جریر نے فرمایا، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا: ”تمہارا نجاشی بھائی فوت ہو گیا۔“ (حدیث) اسے طبرانی نے نقل کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا زمانہ ۱۰ھ سے پہلے کا ہے۔ اس واسطے کہ نجاشی کی وفات اس سے پہلے ہوئی ہے۔ حضرت جریر خوبصورت و رعنا شخص تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے: یہ اس امت کا یوسف ہے۔ عراقی جنگوں میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے تمام بجیلہ لوگوں سے انہیں پیش پیش رکھا۔ ان لوگوں کا فتح قادیسیہ میں نمایاں اثر ہے۔ اس کے بعد حضرت جریر کو فوج دینے

۱۔ اسد الغابۃ (۷۲۸) الاستیعاب (۳۲۷) ۲۔ اسد الغابۃ (۳۱۹/۱) الاستیعاب (۳۱۱/۱)

۳۔ اسد الغابۃ (۷۳۰) الاستیعاب (۳۲۶) ۴۔ المعجم الكبير (۲۲۶۶)

۵۔ بخاری کتاب العلم باب الانصات للعلماء (۱۲۱) مسلم کتاب الایمان باب بیان معنی قول النبی ﷺ لا ترجعوا ... (۲۲۰)

۶۔ المعجم الاوسط (۵۹۸۳، ۸۵۲۵)

لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قاصد بنا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اس کے بعد یہ دونوں فریق سے جدا ہو کر قریسا میں سکون پذیر رہے یہاں تک کہ ۵۱ھ اور بقول بعض ۵۲ھ میں فوت ہو گئے۔

صحیح روایت * میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے انہیں ذی الخلفہ بھیجا جسے یہ منہدم کر آئے۔ اسی روایت میں ان سے مروی ہے فرمایا: جب سے میں مسلمان ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا۔ اور جب مجھے دیکھتے تبسم و مسکان فرماتے بغوی نے قیس کے طریق سے بحوالہ جریر رضی اللہ عنہ نقل کیا، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے (لنگوٹ میں) کپڑوں کے بغیر دیکھ کر فرمایا میرے خیال میں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے اس طرح کی صورت صرف اس نوجوان کو ملی ہے۔ ابراہیم بن اسماعیل کھیلی کی سند سے مروی ہے کہ حضرت جریر کا قد چھ ہاتھ لمبا تھا۔ اور طبرانی * نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موفوع حدیث نقل کی ہے ”جریر ہم اہل بیت سے ہے“۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: جریر میری خدمت کرتے حالانکہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے (محض انس وجہ سے کہ حضرت انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے)۔ اسے نے نقل کیا ہے۔

۱۱۳۸ جریر بن عبد اللہ الحمیری *

ابن عساکر فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ پھر سیف بن عمر سے فتوح میں بحوالہ محمد، ابو عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یمامہ سے عراق جانے کا عزم کیا تو لشکر کو نئے سرے سے ترتیب دی، پہلے صحابہ کو طلب کیا پھر ان سے زرہ پوشوں کو تلاش کیا اور فرمایا: ”قضاء قبیلہ پر یمن کی طرف جریر بن عبد اللہ حمیری، اقترع بن عبد اللہ کے بھائی قاصد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے“۔ اور وہ قصہ ذکر کیا۔ * اسی طرح سیف ذکر کرتے ہیں کہ یہی جریر بن عبد اللہ جنگ یرموک میں مدینہ جانے کا قاصد تھے۔ سیف نے مختلف مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک اور ابن الاثیر نے تجرید میں ان کا ذکر ہے۔ بقول بعض: جریر بن عبد الحمید سے۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ لفظی غلطی ہے۔

۱۱۳۹ جریر بن معدان الکندی

ہشیش میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۴۰ جری الحنفی * (جیم کے بعد را تصغیر ہے)

ابن مندہ ”سلام طویل“ کی سند سے بحوالہ اسماعیل بن رافع، حکیم بن سلمہ وہ بنی حنیفہ کے جری نامی شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اکثر اوقات جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو میرا ہاتھ میری شرمگاہ میں

* بخاری کتاب الجہاد والسیر باب من لا یثبت علی الخیل (۳۰۳۵)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل جریر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۶۳۱۴)

* المعجم الكبير (۲۹۱/۲، ۲۹۲) * اسد الغابة (۷۲۹) * اسد الغابة (۳۱۹/۱) * اسد الغابة (۷۳۲)

حاکم لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نماز جاری رکھا کرو“۔ فرماتے ہیں: اجنبی روایت ہے۔
میں کہتا ہوں: سلام اور اسی طرح اسمعیل دونوں ضعیف ہیں۔

(ن) جری بن عمرو العذری جرو میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

(ن) جری (بے نسبت) بعد والے میں ذکر آئے گا۔

جزء (جیم کے زبرزا کے سکون اور ہمزہ سے یازا کے زیر اور اس کے بعد یاء) نامی حضرات کا ذکر

باب الجیم جس کے بعد زاء ہے

جزء بن انس السلمی

ابن ابی عاصم نے ان کا ذکر کیا اور نائل بن مطرف بن عبدالرحمن بن رزین بن انس کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد اور دادا کے پاس نبی ﷺ کا تحریر کروایا ہوا ایک نوشتہ دیکھا جو آپ نے رزین بن انس کے لیے لکھوایا، وہ ان کے دادا کے چچا ہیں۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں: رزین کے لیے جو تحریر تھی اس میں جزء کا ذکر نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابو محمد بن حزم نے عبدالکریم بن امیہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ جزء بن انس نے رسول اللہ ﷺ سے خرگوش کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا: تم اسے نہیں کھاتے۔ (حدیث) ابو عمر کہتے ہیں: جری (جیم اور اسے) بے نسبت ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے گوہ، لومڑی اور حشرات الارض کے بارے میں پوچھا، اس کی سند قوی نہیں سارا دار و مدار عبدالکریم بن امیہ پر ہے۔ اسی طرح انہوں نے جری (جیم کے زبرزا کے زیر اور اس کے بعد یاء) میں اس کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں جن کا ابن حزم نے ذکر کیا ہے۔

جزء بن الحدرجان

بن مالک الیمانی۔ ابن مندہ نے ہاشم بن محمد بن ہاشم بن جزء بن عبدالرحمن بن جزء بن الحدرجان بن مالک کی سند سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا وہ اپنے والد عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھ سے میرے والد جزء بن الحدرجان نے (جو صحابی رسول ﷺ ہیں) بیان کیا کہ میرے بھائی قداہ بن الحدرجان نبی ﷺ کے پاس اپنے ایمان اور اپنے گھرانے کے لوگوں کے ایمان کی یمن سے اطلاع دینے گئے یہ چھ سو گھر تھے جنہوں نے حدرجان کی بات مانی اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے۔ راستے میں انہیں نبی ﷺ کا لشکر ملا، قداہ نے ان سے کہا: میں مومن ہوں۔ انہوں نے اس کی بات نہ مانی اور اسے قتل کر دیا، مجھے اطلاع ملی تو میں

کنز العمال (۲۷۱۷۹) جامع المسانید والسنن (۷۷/۳) اسد الغابۃ (۷۳۵)

الاحاد والمثنائی (۱۰۷/۳) اسد الغابۃ (۷۳۶)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چل نکلا جس پر یہ آیت:

”اے ایمان والو! جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرو تو اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو“۔ (سورۃ النساء: ۹۴)

تو نبی ﷺ نے مجھے میرے بھائی کی دیت سو سرخ اونٹنیاں دیں۔ (اسی دوران) میں بنی طے سے جنگ کی جہاں سے مجھے بہت سی غنیمتیں اور چالیس قیدی عورتیں ہاتھ لگیں اور انہیں مدینہ لے آیا، جن سے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کی شادیاں کرا دیں۔ *
یہ سند مجہول ہے ابن ماکولا کے ہاں لکھا ہے: جزء بن الحدرد صحابی ہیں ایسا ہی ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے، شاید وہ یہی ہوں جن کے والد کے نام میں اختلاف ہو گیا ہو۔ جمہرہ ابن کلبی میں ازد کے نسب میں لکھا ہے: عبد الملک بن جزء بن الحدرد جان شام میں شریف النسب تھے، حجاج کے زمانہ میں والی بنے۔

۱۱۳۵ (ن) جزء بن سہیل السملی

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے حافظ ابن عسا کر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے اور ثابت بن قاسم نے ”دلائل“ میں نصر بن علقمہ کی سند سے بحوالہ جبیر بن نفیر، عبد اللہ بن حوالہ سے روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس تھے آپ نے فرمایا: ”خوشخبری پاؤ“۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا، اس میں ہے میں نے عرض کیا: شام کون جاسکتا ہے؟ وہاں تو بالوں والے رومی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں اس میں خلافت عطا فرمائے گا یہاں تک کہ ان میں کی سفید چہروں والی جماعت تم میں سے کالے شخص کی حکم بجا آوری کے لیے کھڑی ہوگی وہ انہیں جو حکم دے گا وہ کر گزریں گے“۔ * فرماتے ہیں: میں نے عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر کو فرماتے سنا: تو اصحاب رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ علامت جزء بن سہیل سملی میں پہچان لی وہ عجمیوں کے والی بنے، جبکہ وہ رنگ کے سیاہ اور چھوٹے قد کے تھے۔ یہ لوگ ان عجمیوں کو ان کے ارد گرد کھڑے دیکھتے، جس کام کا انہیں حکم دیتے وہ کرنے لگ جاتے تو اس حدیث کی وجہ سے انہیں تعجب ہوا۔

۱۱۳۶ جزء السدوسی اور

۱۱۳۷ جزء العذری اور

۱۱۳۸ جزء بن عباس اور

۱۱۳۹ جزء بن مالک از بنی جحجسی، سب کا ذکر جرود اور جردل میں گزر چکا ہے۔

۱۱۵۰ جزء بن معاویہ *

بن حصین ابن عبادہ بن النزال بن مرہ بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم تمیمی سعدی، اخف بن قیس کے چچا۔ ابو عمر فرماتے ہیں وہ اہواز پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے گورنر تھے۔ بقول بعض: صحابی ہیں * لیکن یہ قول صحیح نہیں۔

* جامع المسانید والسنن (۷۹/۳، ۸۰) مشکل الآثار (۳۶/۲)

* اسد الغابۃ (۷۴۳) الاستیعاب (۳۶۹) اسد الغابۃ (۳۲۳/۱) الاستیعاب (۳۲۸/۱)

یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ اُس دور میں صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ جزء اتنا عرصہ زندہ رہے کہ زیاد کے کسی عہدے پر فائز ہوئے۔ یہ بات ”بلاذری“ نے انساب الاشراف میں ذکر کی ہے۔

۱۱۵۱ (ن) جزء* (بے نسبت)

بقول ابن مندہ: اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ طبرانی* نے معاویہ بن صالح کی سند سے بحوالہ اسد بن وداعہ روایت کیا ہے کہ ان سے جزء نامی شخص نے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری اہلیہ میری نافرمانی کرتی ہے، میں اسے کیسے سرزنش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین بار عفو و معافی سے کام لو اس کے بعد اگر سزا دینا بھی چاہو تو بقدر گناہ دو، دیکھنا چہرے پر مارنے سے بچنا۔“ ابوسعود رازی نے اسی سند سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: اسد بن وداعہ سے بحوالہ جزء نامی شخص جو نبی ﷺ کے پاس آئے۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔ جبکہ ابن بشکوال اور ابن الامین نے ابو نعیم کی طرف یہ قول منسوب کر کے بحوالہ طبرانی مذکورہ سند سے ان کا ذکر جرج (جیم کے پیش را کے سکون اور اس کے بعد جیم سے) نامی لوگوں میں کیا ہے۔ رائج وہی ہے جو پہلے گزر چکا۔ واللہ اعلم

۱۱۵۲ جزئی*

ابو خزیمہ سلمی، سلمی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن نے یحییٰ بن محمد الجاری کی سند سے بحوالہ حصین بن عبدالرحمن (جن کا تعلق اہل دقینہ سے ہے) حبان بن جزئی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس قاصد بن کر آئے آپ نے انہیں پہننے کو دو کپڑے دیئے۔ اور طبرانی* نے اسی سند سے ان الفاظ میں یہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک قیدی لایا گیا نبی ﷺ کے پاس آپ کے صحابہ تھے۔ جنہوں نے اسے حالت شرک میں گرفتار کیا تھا۔ پھر مسلمان ہوئے تو جزء بھی اسلام لے آیا۔ آپ نے فرمایا: ”عائشہ کے پاس جاؤ وہ تمہیں دو چادریں دے گی۔“ ابن مندہ نے اسے حدیث جزء سے یوں ذکر کیا ہے کہ جزء کو دو چادریں پہننے کو دیں اور وہ اسلام لا چکے تھے۔

باب الجیم جس کے بعد سین ہے

۱۱۵۳ جسر بن وہب*

بن سلمہ ازدی: دارقطنی نے مؤلف میں ان کا ذکر کیا اور وجیہ بن عمارہ کی سند سے بحوالہ ابو عمارہ بن دجی بن جسر، انہوں نے جسر بن زهران وہ اپنے دادا جسر بن وہب سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ”(اللہ کی راہ میں جنگی) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر و برکت رکھ دی گئی ہے۔“* یہ مجہول سند ہے بقول ابن ماکولا* یہ نام جیم کے زیر سے ہے۔

* اسد الغابۃ (۷۴۰) * المعجم الكبير (۲/۲۱۳۰) * اسد الغابۃ (۷۴۲) الاستیعاب (۳۶۸)

* المعجم الكبير (۲/۲۶۸) * اسد الغابۃ (۷۴۴)

* مسلم کتاب الزکاة باب اثم مانع الزکاة (۲۶) ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب فضل من ارتبط فرسا فی سبیل اللہ (۱۶۳۶)

المستدرک (۹۱/۵) المعجم الكبير (۲/۳۸۵) کنز العمال (۳۵۲۴۴) حلیۃ الاولیاء (۳/۴۳) * الاکمال (۲/۱۰۰)

باب الجیم جس کے بعد شین ہے

۱۱۵۴ جشیب* (جیم کے زبر شین نقطوں والا پھر یا ہے آخر میں با ہے)

ابن ابی عاصم۔* ابن ابی ندیک کے طریق سے بحوالہ جیم بن عثمان، ابن جشیب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے برکت کی امید سے میرا نام رکھا تو برکت اس کی طرف آجائے گی اور قیامت تک رہے گی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اگر یہ جشیب وہی جشیب ہیں جن سے سعید بن سوید نقل کرتے ہیں تو وہ پرانے تابعی ہیں جو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں شامل ہیں۔

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

۱۱۵۵ جعال بن زیاد جعیل میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۵۶ جعال بن سراقہ ضمری* / غفاری / ثعلبی

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور اسامہ بن زید بن اسلم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد وہ عوف بن سراقہ سے وہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، اس وقت آپ اُحد کی جانب متوجہ تھے: ”مجھے کسی نے کہہ دیا کہ تم کل قتل کر دیے جاؤ گے“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا سارا زمانہ کل آئندہ نہیں؟“* ابوموسیٰ فرماتے ہیں: علماء نے جعیل بن سراقہ کا بھی ذکر کیا ہے (لیکن) مجھے معلوم نہیں آیا وہ اسی (نام) کی تصغیر ہے یا کوئی اور شخصیت ہے؟

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ ان کے بھائی ہوں۔ واقدی مغازی میں عرباض بن ساریہ کی سند سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو جعال بن سراقہ اور عبد اللہ بن مغفل نمودار ہوئے۔ پھر ہم تینوں نے آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا اس کے بعد وہ قصہ ذکر کیا۔

موسیٰ بن عقبہ غزوہ بنی مصطلق کے واقعہ میں ذکر کر چکے ہیں: اصحاب رسول ﷺ میں ایک جعال نامی شخص تھے جن کے متعلق گمان ہے کہ وہ بنی ثعلبہ سے تعلق رکھتے تھے اور دوسرے صاحب بنی غفار سے تھے، جن کا نام ججھاہ تھا۔ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں، پھر ایک قصہ ذکر کیا جس میں طوالت ہے۔ مغازی میں ابن اسحاق کا قول ہے: جب شعبان میں نبی ﷺ نے غزوہ بنی مصطلق کیا جو ۶ھ کا واقعہ ہے تو مدینہ میں جعال ضمری کو مقرر فرمایا۔ یہ موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مخالف ہے کہ وہ غزوہ بنی مصطلق میں ان کے ساتھ تھے۔ دونوں میں جمع کی یہ صورت بنتی ہے کہ انہیں دو شخصیتیں تسلیم کیا جائے۔

* اسد الغابۃ (۷۴۵) الاحاد والمثنائی (۲۷۵/۵) * اسد الغابۃ (۷۴۸) الاستیعاب (۳۷۱)

* اسد الغابۃ (۳۲۵/۱) الاستیعاب (۳۳۸/۱)

۱۱۵۷ (ن) جعال الحبشی

ابن شاہین نے اعمش کے طریق سے ایک ضعیف ہند سے بحوالہ مجاہد، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ سے آ کر کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں آپ کے سامنے قتال کرتے کرتے شہید ہو جاؤں تو میرا رب مجھے جنت میں داخل فرمائے گا اور میری حقارت نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ وہ کہنے لگا: میرا پسینہ بدبودار اور میرا رنگ سیاہ ہے، پھر بھی؟ * اسی میں ہے کہ وہ شہید ہو گئے۔

ابوموسیٰ انہیں بے نسبت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: میں نہیں جانتا آیا یہ وہی یعنی ابن سراقہ ہیں یا کوئی اور؟ ابن الاثیر فرماتے ہیں: بلکہ یہ دوسری شخصیت ہے۔

میں کہتا ہوں: کتاب الانساب میں صفار نے ان کا یوں ذکر کیا ہے، الحبشی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱۵۸ (ن) الجعد بن قیس المرادی

شاعر اور بنی غطیف کے فرد ہیں۔ ابوسعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ نامی کتاب میں ان کی حدیث روایت کی ہے، فرماتے ہیں: جعد بن قیس نے فرمایا: اس وقت وہ سو سال کے ہو چکے تھے۔ ہم چار شخص زمانہ جاہلیت میں حج کے ارادے سے نکلے، یمن کی کسی وادی سے ہمارا گزر ہوا، رات ہوئی تو ہم نے وادی کے (جن) سردار کی پناہ طلب کی اور اپنی سواریاں باندھ دیں۔ جب رات تھی اور میرے ساتھی سو گئے تو مجھے وادی کے کونے سے کسی کہنے والے کی آواز آئی: ”اے پڑاؤ کرنے والے سوارو! جب تم مقام حطیم اور زمزم پر کھڑے ہونا تو محمد (ﷺ) کو جو مبعوث ہوئے ہیں ہماری طرف سے سلام کہہ دینا جو ان کے ساتھ رہے جب بھی وہ چلیں یا (چلنے کا) قصد کریں اور ان سے کہہ دینا ہم آپ کے دین کے مددگار ہیں، اس کی ہمیں مسیح ابن مریم علیہ السلام نے وصیت کی ہے۔“ پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں ان کے اسلام لانے کا قصہ ہے۔

۱۱۵۹ جعدہ بن خالد

بن الصّمہ الجشمی۔ امام احمد اور نسائی نے ان کی دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک کی سند صحیح ہے ان کی حدیث بصریین * سے ملتی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ کوفہ میں فروکش ہوئے۔ ابن قانع نے ان کا نام ابو معاویہ بتایا ہے۔

۱۱۶۰ جعدہ بن ہانی الحضرمی

ابن مندہ محفوظ بن علقمہ کے طریق سے بحوالہ ابن العائد روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے مقدم کندی، جعدہ بن ہانی اور ابو عتبہ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے انہیں مدینہ میں ایک نصرانی شخص کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا، اگر وہ انکار کر دے تو اس کا مال

* اسد الغابۃ (۷۴۹) * اسد الغابۃ (۳۲۵/۱) * اسد الغابۃ (۷۵۰) الاستیعاب (۳۱۰)

* مسند احمد (۴۷۱/۳) عمل الیوم واللیلۃ (۱۰۶۴) * اسد الغابۃ (۷۵۱)

۱۱۶۱ جعدہ بن ہبیرہ الاشجعی

کوئی ہیں۔ یزید ازدی ان سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں۔“ ان کی حدیث ادریس اور داؤد (جو دونوں یزید اودی کے بیٹے ہیں) کے ہاں بحوالہ ان کے والد، ان سے مروی ہے ایسا ہی ابن عبد البر نے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے علیحدہ ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: غالب گمان یہی ہے کہ وہ یہی ہیں۔ کیونکہ حدیث کو عبد اللہ بن ادریس نے اپنے والد، اپنے دادا سے بحوالہ جعدہ بن ہبیرہ مخزومی روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن میں نے نہیں دیکھا جس نے ان کا تذکرہ کیا ہو اس نے انہیں اشجعی کہا ہو۔ ہاں! ابن ابی شیبہ، احمد بن منیع، ابن ابی عاصم بغوی، باوردی، ابن قانع، طبرانی اور حاکم نے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کے سوانح میں نقل کی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب لکھا ہے وہ یہی مخزومی ہیں، لگتا ہے ابن عبد البر کو انہیں دوسری شخصیت بنانے میں وہم ہوا ہے۔ ابن ابی حاتم نے ذکر کیا کہ ان کے والد نے ان لوگوں سے یہ حدیث وحدان بن جعدہ مخزومی کے سوانح میں بیان کی ہے اور یہ بھی کہا کہ جعدہ تابعی ہیں۔

۱۱۶۲ جعدہ بن ہبیرہ

ابن ابی وہب بن عائد بن عمران بن مخزوم قریشی مخزومی، ان کی والدہ ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ بلا اختلاف انہیں دیدار نبوی حاصل ہے۔ اس واسطے کہ ان کے والد فتح مکہ کے بعد کافر قتل ہوئے۔ ان کے صحابی اور ان کے سماع کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے جسے میں ان شاء اللہ قسم ثانی میں تفصیل سے بیان کروں گا۔

۱۱۶۳ جعدہ (بے نسبت)

ان کے گھنگھریالے بال تھے اس وجہ سے نبی ﷺ نے ان کا نام ”جعدہ“ رکھ دیا۔ اسے ابو داؤد طیالسی نے محمد بن عبد اللہ بن حسین بن جعدہ سے بحوالہ ان کے گھر کے کسی فرد سے وہ اپنے دادا جعدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

جامع المسائند (۸۶/۳) اسد الغابۃ (۷۵۲) الاستیعاب (۳۲۹)

بخاری کتاب الجہاد باب لا یشہد علی شہادۃ جور... (۲۶۵۲)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم... (۶۴۱۹)

ترمذی کتاب المناقب باب ما جاء فی فضل من رأى النبی ﷺ و صحبه (۳۸۵۹)

ابن ماجہ کتاب الاحکام کراہیۃ الشہادۃ لمن لم یتشہد (۲۳۶۲)

مسند احمد (۲۷۷/۴) المستدرک (۱۹۱/۳) (۴۷۱/۳) التاريخ الكبير (۱۰۲/۱) (۱۸۸/۱)

المعجم الكبير (۲۸۵/۲) الجرح والتعديل (۵۲۶/۲)

اسد الغابۃ (۶۵۳) الاستیعاب (۳۲۸) الجرح والتعديل (۵۲۶/۲)

۱۱۶۴ جعشم الخیر بن خلیبہ

بن شاجی بن موہب الصدنی۔ درخت تلے بیعت کی۔ نبی ﷺ نے انہیں اپنی قمیض اور اپنے نعلین پہنے کودیے اور اپنے بال بھی عطا کیے۔ انہوں نے آمنہ بنت طلیق بن سفیان بن امیہ سے شادی کی تھی۔ شریذ بن مالک نے عکاشہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد انہیں شہید کر دیا۔ * یہ فتنہ ارتداد کا دور تھا۔ ایسا ہی ابو عمر نے ذکر کیا ہے۔ جہاں تک ابن یونس کا تعلق ہے تو وہ تاریخ مصر میں لکھتے ہیں: وہ فتح مصر میں شریک تھے، اس بنا پر وہ فتنہ ارتداد میں شہید نہیں ہوئے، اس واسطے کہ وہ فتح مصر سے پہلے ہے۔ ابن ماکولا * فرماتے ہیں: شریذ بن مالک سے پہلے آمنہ بنت طلیق سے شادی کی۔ یہ صحیح بات کے زیادہ قریب ہے۔ شاید قتلہ تا سے (بجائے قبلہ) لفظی غلطی ہو اور ارتداد میں ضمیر وہم ہو (یعنی لفظ قبل قتل بنا کر اس کے ساتھ ضمیر لگا دی گئی۔ [عامرتقی ندوی])

۱۱۶۵ جعفر بن ابی الحکم

بقول بعض جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم۔ یہ بھی کسی نے کہا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ "وحدان" میں ان کی ایک روایت یحییٰ بن حسانی سے بحوالہ عبد اللہ بن جعفر وہ عبد الحکم بن صہیب سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے جعفر بن ابی الحکم نے دیکھا، میں برتن میں سے ادھر ادھر سے کھا رہا ہوں۔ فرمایا: "بھتیجے! نہ! ایسے شیطان کھاتا ہے"۔ آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنے سامنے سے اپنا ہاتھ نہ بڑھاتے۔ * یہی روایت بخاری نے اپنی تاریخ میں دوسری سند سے عبد اللہ بن جعفر سے بحوالہ عبد الحکم نقل کی کہ انہوں نے جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم سے یہ روایت سنی ہے، فرماتے ہیں: یہ مرسل روایت ہے۔ جبکہ ابراہیم نے ایک سند سے عبد اللہ بن جعفر سے بحوالہ عبد الحکم انہوں نے جعفر بن ابی الحکم سے نقل کی ہے۔ فرمایا: مجھے حکم بن رافع بن سنان نے دیکھا۔ اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو جعفر کی صحابیت منفی ثابت ہوگی۔ لیکن چونکہ اس کا راوی نعمان بن شبل ضعیف ہے اس لیے مشکل ہے۔ بہر کیف احتمال پھر بھی ہے۔

۱۱۶۶ جعفر بن ابی سفیان

بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم۔ ابن سعد * فرماتے ہیں: ان کے گھرانے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حنین میں شریک تھے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہے اس کے درمیانی عرصہ میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی ابن شاہین نے محمد بن یزید سے بحوالہ ان کے رجال سے ذکر کیا اس میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک جڑے رہے۔ جبکہ ابو نعیم کا گمان ہے کہ ابن مندہ اس میں منفرد ہیں۔ لیکن ان کا تعاقب ہوا کہ یہ وہم ہے۔ حنین میں ان کے والد ابو سفیان شریک تھے۔ اس بارے میں ابو نعیم کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ابن حبان نے اس پر بھروسہ کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے، اور حنین میں شریک ہوئے۔ ان کی والدہ حمامہ بنت ابی طالب ہیں اور دمشق میں ۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

* اسد الغابۃ (۷۵۴) الاستیعاب (۳۸۲) * اسد الغابۃ (۳۲۶/۱) الاستیعاب (۳۴۲/۱) * الاکمال (۲۴۷/۱)

* اسد الغابۃ (۷۵۵) * کنز العمال (۱۸۱۷۵) اتحاف السادة المتقين (۱۱۷/۷) جامع المسانید (۸۹/۳)

* اسد الغابۃ (۷۵۸) الاستیعاب (۳۳۲) * الطبقات الکبریٰ (۳۸/۴)

بھالی نے ”جس نے اور اس کے والد نے نبی ﷺ سے روایت کی“ نامی کتاب میں لکھا ہے: مقام ابواء میں جعفر بن سفیان اور ان کے والد نبی ﷺ سے ملے اور اسلام لے آئے۔ ان کے والد ابوسفیان کے سوانح میں آئے گا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی، جس پر وہ کہنے لگے: اگر مجھے اجازت نہیں تو میں اپنے بیٹے کو کر دور نکل جاؤں گا۔ ابوالیقظان فرماتے ہیں: جعفر کا کوئی بیٹا نہ تھا۔

۱۱۶۷ جعفر بن ابی طالب *

بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی، ابو عبد اللہ، نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: پچیس (۲۵) آدمیوں کے بعد اسلام لائے بقول بعض: اکتیس (۳۱) آدمیوں کے بعد۔ نبی ﷺ نے ان میں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میں رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: نبی ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل جعفر تھے۔ بخاری * میں انہی سے مروی ہے، فرمایا: جعفر مساکین کے لیے بہترین انسان تھے۔ خالد الحذاء بحوالہ عکرمہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے نبی ﷺ کے بعد جوتے پہننے، سوار ہونے اور پیدل چلنے والوں میں جعفر بن ابی طالب سے بڑھ کر افضل شخص نہیں دیکھا۔ اسے ترمذی * اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ سند صحیح ہے۔ اور بغوی مقبری کی سند سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، جعفر مساکین سے محبت کرتے ان کے پاس بیٹھتے ان کی خدمت کرتے وہ بھی ان کا کوئی کام کر دیتے اسی بنا پر نبی ﷺ نے انہیں ابوالمساکین کی کنیت دی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم شکل و شباهت اور اخلاق میں مجھ جیسے ہو“ * اسے امام بخاری اور مسلم رحمہما نے بروایت کی حدیث سے روایت کیا اور مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: ”مجھے ایسے رفقاء دیئے گئے جو شریف ہیں“۔ ان میں ان کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے حبشہ ہجرت کی تو نجاشی اور ان کے پیروکار ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ جعفر نے وہیں قیام کیا اس کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت کی، آئے تو نبی ﷺ خیبر میں تھے۔ یہ سب کچھ مغازی میں متعدد صحیح روایات سے ثابت ہے۔ بغوی وابن السکن محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمر کے طریق سے بحوالہ یحییٰ بن سعید، قاسم سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں جب جعفر اور ان کے ساتھی آئے، نبی ﷺ نے ان کا استقبال کیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ ابن السکن مجاہد کے طریق سے بحوالہ شعبی، عبد اللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں، میں نے اپنے چچا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب کوئی ایسی چیز مانگی جو وہ نہ دینا چاہتے تو میں جعفر کا واسطہ دیتا تو وہ مجھے دے دیتے۔ شام کی سرزمین میں بمقام موتہ میں بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ نبی ﷺ کی حیات میں رومیوں سے جہاد کیا جو جمادی الاولیٰ ۸ھ کا واقعہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ پورے چالیس پائے صحیح روایت کے مطابق زیادہ عمر پائی۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے بحوالہ اپنے والد بتایا، فرمایا: مجھے میرے رضاعی والد نے بتایا: ان کا تعلق بنی مرہ بن عوف سے تھا، اللہ کی قسم! میں گویا اب بھی جعفر بن ابی طالب کو

* بخاری کتاب فضائل الصحابة مناقب جعفر بن ابی طالب (۳۷۰۸)

* اسد الغابة (۷۵۹) الاستيعاب (۳۳۱)

* ترمذی کتاب، باب والعنوان و احد (۳۷۶۴) بخاری کتاب المغازی باب عمرة القضاء (۴۲۵۱)

پنے سرخ زرد رنگ کے گھوڑے پر دیکھ رہا ہوں، وہ جنگ میں گھس پڑے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اس کے بعد آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ابوداؤد * نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں: اسلام میں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے (جنگ میں گھوڑے کی) ٹانگیں کاٹیں۔ طبرانی * نے بحوالہ ابن عمر، نافع کی حدیث روایت کی ہے، فرمایا: میں اس غزوے میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے جعفر کو بھیڑ میں سے تلاش کیا۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم پر سامنے سے نوے سے زائد نیزے اور تیر کے زخم لگے ہوئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جعفر کو ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے دیکھا“۔ اسے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نقل کیا ہے، نیز طبرانی * میں سالم بن ابی الجعد کے طریق سے مروی ہے، نبی ﷺ کو جعفر دو پروں والے خون آلود فرشتے کی صورت میں دکھائے گئے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جہاد کرتے ہوئے ان کے دونوں بازو کاٹ گئے۔ صحیح * میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ ﷺ جب بھی عبد اللہ بن جعفر کو سلام کرتے تو فرماتے: ”اے ذوالجناحین کے بیٹے! السلام علیک“۔

دارقطنی نے غرائب میں ضعیف سند سے مالک، نافع بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے آسمان کی طرف اپنا سراٹھایا اور فرمایا: ”وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ“۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیا کیا؟ فرمایا: ”جعفر ابن ابی طالب فرشتوں کے ہمراہ گزرتے ہوئے مجھے سلام کر رہے تھے“۔ * ابوہل بن زیاد القطن کے فوائد کے جزء رابع میں سعدان بن ولید کے طریق سے بحوالہ عطاء، ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے، فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اسماء بنت عمیس آپ کے پاس ہی تھیں، اچانک آپ نے فرمایا: اے اسماء! ابھی جعفر بن ابی طالب، جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ گزرے اور میرے سلام کا جواب دیا۔ (حدیث) اسی میں ہے: ”اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں ہاتھوں کے بدلے دو پر عطا کیے ہیں جن سے وہ جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں“۔ * مغازی میں ابن اسحاق فرماتے ہیں، مجھ سے عبد الرحمن بن قاسم نے بحوالہ اپنے والد، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں: جب جعفر کی وفات کی خبر آئی تو ہم لوگوں نے نبی ﷺ کے چہرے پر غم کے نمایاں آثار دیکھے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو جب عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو اہل موتہ کا مرثیہ کہتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

”میں نے دیکھا کہ بہترین اہل ایمان گھاٹیوں میں اتر گئے اور میں پیچھے رہ جانے والوں میں چھوڑ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ موتہ میں پے در پے شہید ہونے والوں کو ہرگز (اپنی رحمت سے) دور نہیں کرے گا جن میں ذوالجناحین جعفر، زید اور عبد اللہ تھے جو یکے بعد دیگرے سب شہید ہوئے جبکہ موت کے اسباب پیش آ رہے تھے“۔

نیز اسی قصیدے میں فرماتے ہیں:

”ہمیں جعفر میں محمد (ﷺ) سے وفاء اور کام کی مضبوطی نظر آتی جب انہیں کسی کام کا حکم دیا جاتا۔ اسلام میں

* ابوداؤد کتاب الجہاد باب الدابة تعرقب فی الحرب (۲۵۷۳) * المعجم الكبير (۱۰۷/۲)

* المعجم الكبير (۱۰۸/۲، ۱۰۹) * بخاری کتاب المغازی باب غزوه مؤتہ من ارض الشام (۴۲۶۴)

* المستدرک (۲۱۲/۳) الطبقات الكبرى (۲۶/۴) تهذيب تاريخ دمشق (۳۳۲۰۷) فتح الباري (۷۶/۷)

* المستدرک (۲۱۰/۳) (۲۱۲) کنز العمال (۳۳۲۰۸)

آل ہاشم کے ہمیشہ سے عزت کے ستون قائم رہیں گے جن پر فخر کیا جائے گا۔

(۱۱۶۸) (ز) جعفر بن عبد یزید

بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف قرشی مطلبی۔ رکانہ کے بھائی، سائب بن یزید بن عبد یزید جو امام شافعی رحمہ اللہ کے دادا ہیں ان کے چچا۔ یحییٰ بن سعید اموی نے مغازی میں ابن اسحاق کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر کی کھجوروں میں تیس (۳۰) وسق اور ان کے بھائی رکانہ کو پچاس (۵۰) وسق کھجوریں کھانے کے لیے دیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۱۶۹) جعفر بن محمد

بن مسلمہ انصاری۔ ابن شاہین نے عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور فتح مکہ اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۱۷۰) (ز) جعونہ بن زیاد الشنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ عبد الرحمن بن عمرو بن جبلة (جو ایک ضعیف راوی ہے) نے بحوالہ عبید اللہ بن زیاد شنی، جلاس بن زیاد شنی، وہ جعونہ بن زیاد شنی سے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ناظم کے بغیر چارہ نہیں (لیکن بے انصاف) ناظم جہنم میں ہے۔“ اس کے باقی رجال مجہول ہیں۔

(۱۱۷۱) (ز) جعونہ بن نضلہ انصاری

فتوح میں ان کا ذکر آتا ہے ابن جریر نے تاریخ میں اور باوردی نے ”الصحابة“ میں ابو معروف عبد اللہ بن معروف کے طریق سے بحوالہ ابو عبد الرحمن انصاری، محمد بن حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب حلوان عراق فتح کیا۔ مسلمان نکلے ان میں ایک انصار کے جعونہ بن نضلہ نامی شخص تھے۔ ایک گھائی تھے گزرے تو نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ پھر زریب بن ثعلبی، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے وحی کے قصہ کی لمبی حدیث ذکر کی۔ یہ اسناد ضعیف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم زریب کے سوانح میں باوردی کے طریق سے قصہ کا سیاق ذکر کریں گے۔

ابن ابی حاتم کی ”الجرح والتعديل“ میں لکھا ہے: جعونہ بن نضلہ سعید بن ابی وقاص سے اور ان سے قتادہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے اپنے والد سے یہ کہتے سنا ہے، اس میں جو فساد ہے وہ پوشیدہ نہ رہے۔ اس قصہ کا ایک طریق متصل بھی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے، جو نافع کے طریق سے بحوالہ ابن عمر مروی ہے اس میں اس شخص کا نام نضلہ بن معاویہ انصاری لیا ہے اور دوسرا طریق منصور بن دینار بحوالہ عبد اللہ بن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے نضلہ بن عمرو انصاری کو روانہ کیا جیسا کہ آ رہا ہے۔

اسد الغابۃ (۷۶۱) * اسد الغابۃ (۷۶۳) * کنز العمال (۱۴۹۷۵) جامع المسانید (۱۰۲/۳)
الجرح والتعديل (۵۴۰/۲)

۱۱۴۲ جُعِيلُ بْنُ زِيَادِ الشَّجْعِيِّ

بقول بعض ابنِ ضمِرہ۔ ان کی حدیث نسائی نے صحیح سند سے عبد اللہ بن ابی الجعد کی روایت سے نقل کی ہے، اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوہ میں شرکت کی۔ انہیں جعال بھی کہا گیا ہے۔

۱۱۴۳ جُعِيلُ بْنُ سَرَّاقِہِ ضَمَرِي

جعال بن سراقہ کے سوانح میں ان کے متعلق کچھ گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں محمد بن ابراہیم تیمی سے نقل کیا کہ اسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو (دینار وغیرہ) عطا کیے ہیں اور جعیل کو محروم چھوڑ دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جعیل بن سراقہ زمین پر نظر آنے لے عیینہ اور اقرع جیسوں سے بہتر ہے۔ انہیں ان کا دل بہلانے کو دیتا ہوں اور جعیل کو اس کے ایمان پر چھوڑ دیتا ہوں (ورنہ اس سے بھی ویسا ہی معاملہ کرتا)۔“ یہ مرسل روایت ہے لیکن اس کا شاہد موصول روایت ہے۔ رویانی نے اپنی مسند میں اور ابن عبد الحکم نے فتوح مصر میں بکر بن سوادہ کے طریق سے بحوالہ ابوسالم جیشانی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: جعیل تمہیں (مال کے لحاظ سے) کیسا لگتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اپنے جیسے لوگوں کی طرح مسکین ہے، پھر فرمایا: فلاں کے متعلق کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا: سرداروں میں سے سردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ان جیسے لوگوں سے زمین بھر جائے پھر بھی جعیل ان سے بہتر ہے۔“ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! فلاں تو ایسا ہی ہے پھر بھی آپ ﷺ اس سے ایسا سلوک کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اپنی قوم کا سردار ہے، میں اس کی دلجوئی کے لیے ایسا کرتا ہوں۔“

اس کی سند صحیح ہے جسے ابن حبان نے دوسری سند سے بحوالہ ابوذر نقل کیا ہے لیکن جعیل کا نام نہیں لیا۔ اور بخاری نے سہل بن سعد کی حدیث سے نقل کیا ہے جس میں جعیل اور ابوذر کو مبہم رکھا ہے۔ ابن مندہ یعقوب بن عتبہ بحوالہ عبد الواحد بن عوف، سراقہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے بھائی جعیل کی آنکھ بنی قریظہ کے غزوے میں ضائع ہو گئی۔

۱۱۴۴ (ن) جُعِيلُ (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ان میں اور پہلے شخص میں فرق کیا ہے۔ اور مغازی میں ابن اسحاق نے یزید بن رومان سے بحوالہ عروہ، عبد اللہ بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھودائی کو لوگوں پر تقسیم کر دیا، آپ خود بھی ان کے ساتھ کھودائی میں مشغول تھے۔ ان میں جعیل نامی ایک شخص تھے، آپ ﷺ نے ان کا نام عمرو رکھا۔ جس پر بعض فی البدیہہ بول اٹھے: آپ نے اس کا نام جعیل سے عمرو رکھ دیا اور تنگ دست کے لئے مدد کا دن تھا، لوگ جب عمرو کہتے آپ بھی عمرو کہتے اور جب ظہر کہتے آپ بھی ظہر کہتے۔

اسد الغابۃ (۷۶۴) الاستیعاب (۳۳۴)

المعجم الكبير (۲۸۰/۲) دلائل النبوة (۱۵۳/۶) کنز العمال (۳۵۳۸۴) جامع المسانید (۱۰۴/۳)

دلائل النبوة (۱۸۳/۵) الطبقات الكبرى (۱۸۱/۴) کنز العمال (الحديث: ۳۳۲۳۹)

دلائل النبوة (۱۸۳/۵) حلیۃ الاولیاء (۳۵۳/۱) الطبقات الكبرى (۱۸۱/۴) فتح الباری (۸۰/۱) و (۲۷۷/۱۱)

اسد الغابۃ (۷۶۶) اسد الغابۃ (۳۳۱/۱)

باب الجیم جس کے بعد فائے

۱۱۷۵ جفشیش بن النعمان الکندی *

ابن مندہ نے ان کے والد کا یہی نام لیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں معدان بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ابوالخیر تھی۔ ”جریر معدان“ بعض نے کہا ہے۔ اور بعض روایات میں جفشیش خانقے والی سے لکھا ہے۔ اور یہ اضافہ کیا ہے بے نقطى حاسے پڑھا جاتا جس کے شروع میں زیر اور پیش کا ذکر کیا ہے یعنی جفشیش۔

ابن کلبی و ابن سعد لکھتے ہیں: ان کا نام معدان بن اسود بن معدی کرب بن ثمامہ بن اسود ہے۔ ابو عمر بن عبدالبر * نے کہا ہے: مجالد کے طریق سے بحوالہ شععی مروی ہے کہ اشعث بن قیس نے کہا: ہمارے اور حضرمی شخص کے درمیان جس کا نام جفشیش زمین کا تنازعہ تھا۔ (حدیث) خبر کی اصل سنن ابوداؤد میں مسلم بن ہیضم کی روایت سے بحوالہ اشعث موجود ہے لیکن جفشیش کا نام لیا گیا۔

ابو عمر نے ابن عون کے طریق سے بحوالہ شععی، جریر بن معدان سے (جن کا لقب جفشیش تھا) روایت کی کہ انہوں نے شخص سے اپنے تنازعہ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ سے کرایا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: اس سے ظاہر ہوتا ہے ان کا نام جریر تھا۔ اور وہ صحابی تھے۔ جبکہ یہ روایت اجنبی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے: ”اللقب“ جریر کے والد کی طرف ضمیر راجع ہو اور حدیث جریر کی روایت سے بحوالہ ان کے والد مروی ہو۔ جریر نے اس میں ارسال کام لیا ہو، میرے نزدیک یہی زیادہ صحیح ہے۔ ابوسعید نیشاپوری نے مسلمہ بن محارب کے طریق سے بحوالہ سدی، ابومالک، ابن علی رضی اللہ عنہما ذکر کیا ہے: حضرت موت کے بادشاہ آئے۔ کندہ کا وفد آیا اس میں اشعث بن قیس تھے پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: اسی متعلق جفشیش کہتے ہیں: ان کا نام معدان بن اسود کندی تھا۔ بھورے رنگ کے اونٹ ہمیں یمن والے دیہاتیوں سے تیز لے گئے ہمیں لے کر بلندی کے بعد پستی میں لے اترتے۔ بالآخر ایک مجمع کے پاس ہم نے وہ اونٹ جا بٹھائے جن میں صادق امین رسول تھے۔ طبرانی * نے صالح بن حی کے طریق سے بحوالہ جفشیش کندی روایت کیا ہے، فرمایا: کندہ کی ایک جماعت رسول ﷺ کے پاس آئی، کہنے لگی: آپ ہمارے خاندان سے ہیں اور اس کا دعویٰ کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ”تم لوگ ہم (عربوں) سے اپنی نفی نہ کرو اور ہم اپنے باپ دادا سے اپنی نفی نہیں کرتے۔“

ان کی ایک اور طریق سے بحوالہ صالح روایت ہے: ”ہم سے جفشیش نے بیان کیا“ جو غلط ہے اس واسطے کہ انہوں نے کا دور نہیں پایا۔ حدیث کی اصل مسند احمد * میں مسلم بن ہیضم کی روایت سے بحوالہ اشعث موجود ہے۔ فرمایا: میں کندہ کی جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس میں جفشیش کا ذکر نہیں۔ ابو عمر نے عمران بن موسیٰ بن طلحہ سے بحوالہ جفشیش

* اسد الغابۃ (۷۶۷) الاستیعاب (۳۸۰) * الاستیعاب (۳۴۱/۱)

* المعجم الكبير (۲/۲۸۵، ۲۸۶) المعجم الصغير (۱/۸۱) * مسند احمد (۵/۲۱۱)

روایت کو نقل کیا ہے، وہ مرسل ہے۔ ابن کلبی نے اسے بغیر سند روایت کر کے کہا: انہوں نے یہ بات تین بار کہی، تیسری بار میں آپ نے جواب دیا۔ اس پر اشعث نے اس سے کہا: اللہ تمہارے دانت گرائے دو مرتبہ پر تم کیوں خاموش نہ ہوئے۔ فرمایا: ہفتیش ہی فتنہ داد کے زمانہ میں کہتے ہیں: ”ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمانبردار ہیں جب وہ صادق موجود تھے۔ تعجب ہے ابو بکر کو بادشاہی مل گئی۔“

میں کہتا ہوں: کامل میں مبرد نے یہ بیت حلیہ کے حوالہ سے پڑھی ہے اس میں صادق کی جگہ حاضر ہے۔ اور عجبا کی جگہ لہفا ہے۔ عمر بن شبہ نے ذکر کیا کہ ہفتیش کندہ ان لوگوں میں سے تھے جو مرتد ہو گئے گرفتاری کے بعد قید کر کے انہیں باندھ کر قتل کر دیا گیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو پھر وہ صحابی نہیں۔ جتنے بھی لوگوں نے ان سے روایت کی وہ مرسل ہی ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے یہ زمانہ نہیں پایا۔ واللہ اعلم

۱۱۷۶ جفینہ الجہنی

بقول بعض نہدی اور غسانی، ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد، بغوی طبرانی * ابو بکر زاہری کے طریق سے بحوالہ سفیان، ابواسحاق سے وہ عرینہ سے وہ جفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کی طرف ایک خط بھیجا، جس سے انہوں نے اپنا ڈول مرمت کر لیا۔ اس پر ان کی بیٹی کہنے لگی: آپ نے عرب کے سردار کے خط سے (جو چمڑے پر لکھا تھا) اپنا ڈول مرمت کر لیا ہے؟ تو ارے خوف کے وہ بھاگ نکلے، اپنا تھوڑا بہت مال سمیٹ لیا بعد میں مسلمان ہو کر آ گئے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”دیکھو! حصوں کی تقسیم سے پہلے تمہیں جو اپنا سامان نظر آئے وہ لے لو“۔ بغوی فرماتے ہیں ثوری کی حدیث میں منکر روایت ہے۔ اور ابو بکر زاہری ضعیف الحدیث شخص ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث ہمیں فوائد عیسوی کے جزء ثانی میں عالی سند سے ملی ہے اور اسے اسرائیل نے روایت کیا ہے جو ابواسحاق کے متعلق ابواسحاق سے روایت کرنے میں سب سے مستند ہیں وہ بحوالہ شععی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے رعیہ حیمی کو خط لکھا.... پھر طوالت سے اس کا ذکر کیا جس کا شاہد حماد بن سلمہ کی بحوالہ حجاج بن ارطاة، ابواسحاق سے مروی روایت ہے۔ البتہ انہوں نے بحوالہ رعیہ الجہنی کہا، شععی کا ذکر نہیں کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرفِ رامیں درست نام آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد لام ہے

۱۱۷۷ جلاس بن سوید

بن صامت انصاری۔ پہلے منافقوں سے میل جول تھا پھر توبہ کر لی اور اچھے طریقے سے توبہ کی۔ یحییٰ بن سعید اموی اپنے غازی میں لکھتے ہیں: ہمیں محمد بن اسحاق نے بحوالہ زہری، عبدالرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ آئے تو میرے پاس میری قوم آ کر کہنے لگی: تم ایک شاعر آدمی ہو اگر رسول اللہ ﷺ

اسد الغابۃ (۷۶۸) الاستیعاب (۳۷۳) الجرح والتعديل (۵۵۰/۲)

المعجم الكبير (۲۸۹/۲) اسد الغابۃ (۷۶۹) الاستیعاب (۳۵۴)

سے کچھ معذرت کرنا چاہو تو کر لو۔ پھر کعب بن مالک کی توبہ والی لمبی حدیث ذکر کی، جس میں کہا کہ منافقوں میں پیچھے رہ جانے والوں میں جلاس بن سوید بن صامت بھی تھے، جن کے متعلق قرآن نازل ہوا۔ ام عمیر بن سعدان کی زوجیت میں تھی۔ اور عمیران کی پرورش میں تھے۔ ایک دن انہوں نے سن لیا کہ یہ کہہ رہے تھے کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا کہ ان دونوں کے درمیان پیش آیا۔ اور اس آیت کا نازل ہونا: ”وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے یہ بات کہی..... پس اگر وہ توبہ کر لیں یہ ان کے لیے بہتر رہے گا“ (سورۃ التوبہ: ۷۴) تک۔ تو لوگوں نے سمجھا کہ جلاس نے توبہ کر لی اور ان کی توبہ اچھی رہی۔

میں کہتا ہوں: جلاس کی توبہ کے قصہ کو اموی کعب کی توبہ کے قصہ میں شامل کر دیا ہے جبکہ کعب کی حدیث اس سے پہلے ہو چکی ہے۔ ابن ہشام نے صرف کعب کے قصہ پر اکتفا کیا ہے جلاس کا قصہ ذکر نہیں کیا۔ ادھر واقدی نے یہ قصہ عبد الحمید بن جعفر سے بحوالہ ان کے والد طویل ذکر کیا ہے جس کے آخر میں ہے: جلاس نے توبہ کر لی اور ان کی توبہ اچھا رنگ لائی۔ اور جو بھلائی وہ عمیر سے کرتے تھے اس سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ جس سے ان کی توبہ کی پہچان ہوئی۔ عذری نے نقل کیا ہے کہ جلاس وہی ہیں جنہوں نے اپنے والد سوید بن صامت کے بدلے میں مجذہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ مجذہ کا قاتل حارث بن سوید تھا (جو مرتد ہو گیا تھا پھر مکہ کے موقع پر اسلام لائے آپ نے انہیں مجذہ کے قصاص میں قتل کر دیا تھا) جیسا کہ آ رہا ہے۔

۱۱۷۸ (ز) جلاس بن صلیت الیربوعی *

ابن السکن اور ابن شاہین نے عبدالرحمن بن عمرو بن جبلة کے طریق سے بحوالہ مرار بنت منقذ صلیتیہ روایت کیا ہے کہ ام بنت جلاس بن صلیت یربوعیہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مالدار خطرناک اور رشتہ داروں والا شخص ہوں، میرے آباؤ اجداد اس مقام تک پہنچے کہ انہوں نے آگ جلائی دسترخوان بچھائے یہ کیا اور وہ کیا، انہیں یہ سب کام فائدہ دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے کہا: پھر آپ نے ہمارے موالیٰ میں سے ایک نو جوان کو ہمارا امیر مقرر کیا جو اللہ کی کتاب زیادہ پڑھتا تھا، فرماتے ہیں: جلاس کی اولاد نے اسلام میں عظیم کارنامہ سرانجام دیا ابن مندہ نے اسی سے بحوالہ جلاس تعلیقاً نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے وضو کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ اور مرتبہ وضو کر لینا کافی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے آپ کو ایک عضو تین بار دھوتے دیکھا۔ * ابن مندہ کہتے ہیں: اجنبی روایت ہے کہ اسی سند سے مشہور ہے۔ عبدالرحمان حدیث میں قابل ترک شخصیت ہے۔

میں کہتا ہوں: لفظ مرار کو میں نے ابن شاہین اور ابن سکین کی کتاب کے مستند نسخہ میں پیش تخفیف اور آخر میں دال سے لکھا ہوا اور ان کے علاوہ کتابوں میں اسے لکھا دیکھا۔ واللہ اعلم

۱۱۷۹ جلاس بن عمرو الکندی *

بغوی نے علی بن قرین کے طریق سے بحوالہ یزید بن ہلال، اپنے والد ہلال بن قطبہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: میں جلاس بن عمرو سے سنا کہ میں اپنی قوم کی جماعت میں کندہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جب ہم واپس آنے لگے، ہم نے عمرو

کیا اللہ کے رسول! ہمیں کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر کوشش کرنے والے کی ایک انتہاء ہوتی ہے اور انسان کی آخری حد موت ہے۔“ (حدیث) * علی بن قرین تو بہت ضعیف راوی ہے جبکہ اس سے اوپر کے راوی غیر معروف ہیں۔

۱۱۸۰ جلیبیب * (بے نسبت جلاباب کی تصغیر)

امام مسلم * نے حماد کی حدیث سے بحوالہ ثابت، کنانہ بن نعیم، ابو برزہ اسلمی سے نقل کیا کہ نبی ﷺ کسی غزوے میں تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر جنگ سامان دیا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا: تم کسی کو گم پاتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: فلاں فلاں شخص نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”لیکن مجھے جلیبیب نظر نہیں آ رہا۔“ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ * نسائی نے اسے نقل کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے جس میں ایک انصاری عورت سے ان کی شادی کرانے کا ذکر ہے، جس میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”لیکن تم اللہ تعالیٰ کے ہاں کھوٹے نہیں۔“ جو برقانی کے ہاں ابو برزہ کی حدیث میں ان کے استخراج میں ہے۔ امام احمد نے اسے طویل ذکر کیا ہے۔ حدیث انس بزار نے عبدالرزاق کے طریق سے بحوالہ معمر، ثابت نے ان سے طویل ذکر کی ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے عبدالرزاق سے اور ابن عبدالبر نے ان کے سوانح میں نقل کیا ہے کہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

”کسی مسلمان مرد اور عورت کے لئے اس کی گنجائش نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں تو پھر انہیں کسی قسم کا اختیار باقی ہو۔“ (سورۃ الاحزاب: ۳۶)

مجھے یہ بات حدیث انس کے کسی موصول طریق میں نہیں ملی اور نہ حدیث ابی برزہ میں اس کا ذکر ہے۔

۱۱۸۱ جلیجہ بن عبد اللہ *

بن محارب ابن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة لیشی۔ ابن اسحاق اور واقدی نے شہدائے طائف * میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے دادا کا نام بعض نے محارب کی بجائے حارث ذکر کیا ہے۔

۱۱۸۲ جلیجہ بن شجار العافقی

باب الجیم جس کے بعد میم ہے

۱۱۸۳ جمانہ الباہلی *

ابو الفتح ازدی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بکر بن حنیس کے طریقہ سے بحوالہ عاصم بن حمانہ باہلی نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے لیے بددعا کی اجازت دے دی تو فرشتے آمین کہتے

* کنز العمال (۴۲۱۳۱) مسند ابن شہاب (۱۰۲۵) * اسد الغابۃ (۷۷۲) الاستیعاب (۳۶۶)

* مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل جلیبیب (۶۳۰۸) * مسند احمد ۱۶۱/۳

* اسد الغابۃ (۷۷۳) الاستیعاب (۳۸۱) * المعجم الكبير (۲۷۵/۲) * اسد الغابۃ (۷۷۴)

تھے۔ (حدیث) * اسی میں مجاہدین کی فضیلت کا ذکر ہے۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۱۸۴ جمرہ بن عوف *

کنیت ابو یزید۔ اہل فلسطین میں شمار ہوتے ہیں۔ دارقطنی نے مؤتلف میں وہاس بن علاق بن ہاشم بن یزید بن جمرہ کے طریق سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا یزید بن جمرہ سے روایت کرتے سنا فرمایا: میں اپنے والد جمرہ بن عوف کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ *

ابن مندہ نے اسی سند سے روایت کر کے اس میں کہا: یزید بن جمرہ سے روایت ہے، فرمایا: کہ میرے والد جمرہ بن عوف ان کے بھائی حرث بنی ﷺ کے پاس آئے۔ اس سند کے رجال مجہول ہیں۔

۱۱۸۵ جمرہ بن نعمان *

بن ہوذہ بن مالک بن سمان العذری۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ پہلے شخص ہیں جو نبی ﷺ کی خدمت میں بنی عذرہ کی زکوٰۃ لے کر آئے۔ ابو حاتم * فرماتے ہیں: وہ عذرہ کے وفد میں آئے۔ بقول طبری: بنی عذرہ کے سردار تھے نبی ﷺ کے پاس ان کی زکوٰۃ لے کر آئے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: اہل حجاز میں سے پہلے شخص ہیں جو اپنی قوم کی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے انہیں ان کے گھوڑے کی دوڑ اور کوڑے کی پھینک کے بقدر وادی قری سے زمین دی۔ جہاں وہ فروکش ہوئے اور موت * تک وہیں رہے۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن بے نقطہ حاء میں۔ ایسا ہی ابن بشکوال نے بحوالہ ابن رشدین اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن دونوں کو اس میں وہم ہوا ہے جبکہ دارقطنی وغیرہ نے جیم را سے یہ نام قلمبند کیا ہے۔

واقدی شعیب بن میمون سے بحوالہ ابو مرایہ بلوی روایت کرتے ہیں، انہوں نے حمزہ بن نعمان عذری سے جو صحابی ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں بال اور خون دفن کرنے کا حکم دیا۔ * دارقطنی نے مؤتلف میں اپنی سند سے اسے نقل کیا ہے سعد بن مالک عذری کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۱۸۶ (ز) جمرہ (بے نسبت)

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے ابن لہیعہ نے حارث بن یزید سے بحوالہ عبدالرحمن بن جبیر، یعیش غفاری سے روایت کیا ہے، آپ ﷺ نے اپنے پاس کھڑی اونٹنی کے متعلق فرمایا: اسے کون دوہے گا؟ ایک شخص اٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: مرہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پھر دوسرا شخص اٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے عرض کیا: جمرہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ (حدیث) * ایسا ہی ابو علی بن السکن نے ذکر کیا ہے اور ابن عبدالبر نے حنون کے طریق سے بحوالہ

* کنز العمال (۱۰۶۶۵) الاتحافات السنیة (۲۵۳) جامع المسانید (۱۰۹/۳) * اسد الغابۃ (۷۷۶)

* جامع المسانید (۱۱۱/۳) * اسد الغابۃ (۷۷۷) الاستیعاب (۳۷۴) * الجرح والتعديل (۵۴۸/۲)

* جامع المسانید (۱۱۲/۳) * کنز العمال (۲۸۴۸۷) المصنف لابن ابی شیبہ (ذ/۴۱۷) فتح الباری (۳۴۶/۱۰)

* مؤطا مالک کتاب الاستئذان باب ما یکرہ من الاسماء (۱۸۱۹) مجمع الزوائد (۴۷/۸)

ابن وہب، ابن لہیعہ سے اس کا سیاق بیان کیا ہے۔ حرب نامی لوگوں میں (حائے بے نقطہ تذکرہ آئے گا۔ انہوں نے جمرہ کی جگہ حرب کہا ہے۔

۱۱۸۷ جہان الاعمی

ابن الاثیر نے ان کا استدراک میں ذکر کیا ہے۔ میں نے فاطمہ بنت عبد الہادی کے سامنے بحوالہ حسن بن عمر کردی، مکرم بن ابی الصقر نے حاضر ہو کر پڑھا کہ سعد بن سہل نے انہیں بتایا، انہیں ابوالحسن بن اہرم نے انہیں ابونصر فامی نے ان سے احم، ان سے ربیع، ان سے اسد بن موسیٰ، ان سے نصر بن طریف، ان سے ایوب بن موسیٰ ان سے مقبری، ذکوان سے بحوالہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس تھیں اتنے میں جہان نابینے آئے، آپ نے فرمایا: پردے میں ہو جاؤ، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جہان نابینے ہیں آپ نے فرمایا: عورتوں کے لیے مردوں کو دیکھنا ایسے ہی مکروہ ہے جیسے مردوں کا عورتوں کو دیکھنا۔ * نصر بن طریف ضعیف راوی ہے۔

۱۱۸۸ (ز) الجموح الانصاری

از بنی سلمہ، عمر بن شبہ کتاب مکہ میں ان اصنام کے ذکر میں لکھتے ہیں جن کی جاہلیت میں پوجا کی جاتی تھی: بنی سلمہ کا مناف نامی بت تھا۔ اس کے پاس ان میں سے ایک شخص گیا جسے جموح کہا جاتا تھا اس کے ساتھ کتابا باندھ دیا اور پھر دونوں کو ایک کنویں میں پھینک کر کہا: تمام تعریفیں احسانوں والے صاحب جلال اللہ کے لئے ہیں، جس نے مناف میل والے کا برا حال کر دیا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں (اے مناف!) اگر تو الہ و معبود ہوتا تو تو اور کتابا دونوں رسی سے بندھے کنویں کے درمیان میں نہ پڑے ہوتے۔

۱۱۸۹ (ز) الجموح بن عثمان

بن ثابت بن الجذع الغفاری۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور عمر بن شبہ نے عبد العزیز بن عمران کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابراہیم بن جعفر مولیٰ بنی غفار، جموح سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ اپنے گھروں میں تھے کہ رات ایک چیخنے والے نے چیخ ماری پھر اشعار ذکر کیے فرماتے ہیں پھر دوسری اور تیسری رات اس نے بلایا زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ ہمیں نبی ﷺ کے ظہور کی اطلاع مل گئی۔

۱۱۹۰ جمیع بن مسعود

بن عمرو بن اصرم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج انصاری ہشام بن کلبی فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کے عہد میں اپنا سارا سامان صدقہ کر دیا تھا۔

۱۱۹۱ جمیل الغفاری ابوبصرہ بے نقطہ حرف میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۹۲ جمیل بن اسید الفہری

کنیت ابو معمر تھی۔ فراء نے معانی القرآن میں ان کا نام ذوالقلمین (دو دلوں والا) بتایا ہے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں: ہمیں

عمر بن ابی بکر موصلی نے بحوالہ زکریا بن عیسیٰ، ابن شہاب سے روایت کر کے بتایا کہ ذوالقلمین کا تعلق بنی حارث بن فہر سے تھا۔ کنیت ابو معمر تھی، یہ وہی ہیں جنہوں نے قریش کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی اور مقاتل اپنی تفسیر میں باری تعالیٰ کے اس ارشاد: ”اللہ تعالیٰ نے کسی مرد کے پیٹ میں دو دل نہیں بنائے“ (سورۃ الاحزاب: ۴) کے بارے میں لکھتے ہیں، یہ آیت ابو معمر فہری کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایسا ہی اسمعیل بن ابی زیاد شامی نے کہا ہے کہ ابو معمر فہری کے بارے میں نازل ہوئی وہ عرب کے ذہین ترین اور حافظے والے انسان تھے۔

ابوزکریا فراء معانی القرآن میں فرماتے ہیں: یہ آیت ابو معمر جمیل بن اسید کے حق میں نازل ہوئی۔ اہل مکہ کہتے تھے کہ ابو معمر کے سینے میں دو دل ہیں۔ اور دو عقلیں ہیں۔ کیونکہ ان کا حافظہ بہت تیز تھا۔ اسی طرح واحدی نے ”الاسباب“ میں ان کا ذکر کیا۔ رہے ابن درید تو انہوں نے ان کا نام عبداللہ بن وہب اور بقول بعض ذوالقلمین جمیل بن معمر ہیں جن کا ذکر آئے گا۔ یہ سہیلی قول ہے جبکہ مشہور یہی ہے کہ یہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱۹۳ جمیل بن ردام العذری

ابن مندہ نے عتیق بن یعقوب کے طریق سے بحوالہ عبدالملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، اپنے والد سے وہ اپنے دادا عمرو بن حزم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمیل بن ردام عذری کے لیے ایک تحریر لکھوائی: ”مقامِ رمد کی وہ تحریر ہے جو محمد رسول اللہ (ﷺ) نے جمیل بن ردام عذری کو عطا کیا، اس میں کوئی اسے جھگڑ نہیں سکتا۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تحریر کیا۔

۱۱۹۴ جمیل بن عامر

بن حذیم الجمحی سعید کے بھائی۔ نافع بن عمر بن عبداللہ بن جمیل بن عامر الحنفی المکی مشہور محدث کے دادا۔ ابو عمر کہتے ہیں مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

۱۱۹۵ جمیل بن معمر

بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح الحنفی۔ ابوالعباس مبرّد کامل میں لکھتے ہیں یہ صحابی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خصوصی آدمی تھے۔ ان میں اور جمیل بن عبداللہ بن معمر عذری کے درمیان کوئی نسب نہیں۔ جو بیٹہ والے مشہور شاعر ہیں۔ انہی نے قریش کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی۔ جیسا کہ سیرۃ ابن اسحاق میں بحوالہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں جب میرے والد مسلمان ہوئے آپ نے فرمایا: کونسا قریشی بات جلدی پہنچاتا ہے؟ کسی نے کہا: جمیل بن معمر الحنفی۔ تو انہوں نے اسے اپنے اسلام کی تو خبر دی لیکن کہا کہ اسے پوشیدہ رکھنا۔ وہ اونچی آواز سے پکار کر بولے: عمر بے دین ہو گیا... پھر قصہ ذکر کیا۔

بعد میں جمیل بھی اسلام لے آئے اور حنین میں شریک ہوئے۔ زہیر بن انجر کو قتل کیا جس کا مشہور قصہ ہے۔ ابو خراش ہذلی

❖ اسد الغابۃ (۷۸۱) ❖ السنن الکبریٰ (۱۴۵/۶) المستدرک (۵۱۷/۳) الطبقات (۴۵/۲/۱) کتبخانیہ (۳۰۳/۷) جامع المسانید (۱۱۳/۳)

❖ اسد الغابۃ (۷۸۲) الاستیعاب (۳۳۵) ❖ اسد الغابۃ (۷۸۳) الاستیعاب (۳۳۶)

نے مشہور زمانہ اشعار میں زہیر کا مرثیہ کہا۔ کامل میں مبرد لکھتے ہیں: جمیل بن معمر فتح مکہ میں شریک تھے اور ابو حراش ہذلی کے بھائی کو قتل کیا۔ ابن یونس فرماتے ہیں: جمیل بن معمر فتح مصر میں موجود تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ آپ کو ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ میرے خیال میں جب وہ فوت ہوئے سو (۱۰۰) سال کے لگ بھگ تھے۔ کیونکہ جب وہ حرب الفجار میں شریک تھے نو جوان مرد تھے، اور ان کے والد اکابر صحابہ میں سے تھے، جیسا کہ آئے گا۔ زبیر لکھتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پاس آئے سنا کہ وہ حدی کی طرح کا ایک راگ گار ہے ہیں:

”جب جمیل بن عمر کا مدینہ میں کوئی کام نہیں رہا تو اس کے بعد میرا ٹھہرنا کیا ہوگا۔“

فرمایا: ابو محمد یہ کیا الاپ رہے ہو؟ فرمایا: ہم جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو ویسا ہی کہتے ہیں * جیسا لوگ کہتے ہیں (یعنی اشعار گنگنا تے ہیں) مبرد نے یہ قصہ ذکر کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یہ شعر گنگنانے لگے۔ واللہ اعلم

۱۱۹۶ جمیل النجرانی *

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یعقوب بن شبہ کے طریق سے ان کی سند جو جمیل نجرانی تک ہے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا آپ نے اپنی وفات سے ایک سال پہلے فرمایا: ”میں ہر دوستی والے کی دوستی سے بری ہوں (میں نے اگر کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا وہ بھی میرے بھائی اور یار غار ہیں)۔“ (الحديث) * ابن الاثیر نے اسے مختصر ذکر کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد نون ہے

۱۱۹۷ جناب بن حارثہ

بن صحر بن مالک بن عبدمناة العذری۔ ابو حاتم بستانی * نے معمرین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حارثہ نے اسلام کا زمانہ پایا لیکن مسلمان نہیں ہوا، البتہ اس کا بیٹا جناب مسلمان ہو گیا اور مدینہ ہجرت کی۔ جس سے ان کے والد نے بہت بے صبری کا مظاہرہ کیا۔ اس کے وہ اشعار بھی ذکر کیے جو ان کے متعلق اس نے کہے تھے:

”جب ٹہنیوں پہ کبوتری چبکتی ہے تو میرے آنسوؤں کے قطرے لگا تار بننے لگتے ہیں۔ کبوتری مجھے میری زندگی

کی پسندیدہ چیز جناب کی یاد دلاتی ہے۔ جناب سے صلح کے لیے میرا کون مددگار ہے؟ میری جدائی میں تو نے

اپنے رب کی طرف سے ثواب کا ارادہ کر لیا ہے جبکہ میری نزدیکی ثواب کے زیادہ نزدیک ہے۔“

یہ اشعار امیہ بن اسکر کے ان اشعار کے مشابہ ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کلاب کے متعلق کہے تھے۔ ان اشعار سے یہ بھی

معلوم ہوتا ہے کہ حارثہ اسلام لے آئے۔

* اسد الغابۃ (۳۳۷/۱) الاستیعاب (۷۸۴) * اسد الغابۃ (۷۸۴)

* جامع المسانید (۱۱۴/۳) * المعمرین (۷۰/۱)

۱۱۹۸ (ز) جناب بن زید انصاری

حائے بے نقطہ میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۹۹ جناب الکنانی (حائے کے والد)

ابن مندہ، عبد اللہ بن العلاء کے طریق سے بحوالہ زہری، سعید بن المسیب سے وہ حائے بن جناب کنانی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں ایک دفعہ جنگل میں تھا کہ ہمارے پاس سے بہت بڑی تعداد میں ایک لشکر گزرا، کسی نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ ہیں“۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی، جبکہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۱۲۰۰ جناب الکلبی

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا کہ وہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے سنا آپ ایک درمیانے قد والے شخص سے فرما رہے تھے: میری دائیں طرف جبرائیل بائیں طرف میکائیل ہے۔ فرشتوں نے میرے لشکر پر سایہ رکھا ہے تو تم اپنے کوئی اشعار سناؤ۔ اس شخص نے سر جھکا کر پھر کچھ کہنا شروع کیا۔ وہ اشعار ذکر کیے۔ فرماتے ہیں: وہ شخص حسان بن ثابت تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا ذکر پہلے ہو گیا۔ شاید ان کے نسب میں اختلاف ہو۔

۱۲۰۱ جناد بن میمون

ابن مندہ بحوالہ ابن یونس لکھتے ہیں: صحابہ میں ان کا شمار ہے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا دیکھا: مجھے ابن یونس کی تاریخ میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

۱۲۰۲ جنادہ بن ابی امیہ ازدی

امام احمد، نسائی اور بغوی نے یزید بن ابی حبیب کے طریق سے بحوالہ ابوالخیر حذیفہ بارتی وہ جنادہ بن ابی امیہ ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آٹھ افراد جس میں سے وہ آٹھویں تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ جمعہ کا روز تھا آپ نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا۔ حدیث جس میں جمعہ کے دن نفلی روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ بعض نے ”جنادہ ازدی“ کہا، ابن ابی امیہ نہیں کیا۔ امام احمد بھی یزید کے طریق سے بحوالہ ابوالخیر روایت کرتے ہیں کہ جنادہ بن ابی امیہ نے ان سے بیان کیا کہ بعض صحابہ کہنے لگے: ہجرت ختم ہو گئی جس میں اختلاف ہو گیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: ”جب تک جہاد ہو رہے گا ہجرت ختم نہیں ہوگی“۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے۔ ان سے ان کی اہلیہ روایت کرتی

اسد الغابۃ (۷۸۵) * جامع المسانید (۱۱۵/۳) * اسد الغابۃ (۷۸۷) الاستیعاب (۳۷۹)

کنز العمال (۳۲/۴۴) جامع المسانید (۱۱۶/۳) * اسد الغابۃ (۷۸۸) * اسد الغابۃ (۷۸۹) الاستیعاب (۳۴۰)

مسند احمد (۲۹۶/۳) * مسند احمد (۶۲/۴)

ہیں۔ جن روایات سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہے ان میں اہل مصر کے علاوہ کسی کی ان سے روایت کرنا ثابت نہیں۔
ہاں البتہ طبرانی * نے ضعیف سند سے بحوالہ شہر بن حوشب، ابو عبد الرحمن صنعانی سے نقل کیا کہ جنادہ ازدی نے ایک قوم کو نماز پڑھائی۔ (حدیث) اسی میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص کسی ایسی قوم کی امامت کرائے جو اسے ناپسند کریں تو اس کی نماز ہنسی سے آگے نہیں بڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی)۔ طبرانی نے اسے انہی جنادہ کے سوانح میں درج کیا ہے۔ یہ پہلی دو حدیثیں صحیح ہیں جن میں ان کے صحابی ہونے کی صحیح صراحت موجود ہے۔ میرے نزدیک ان کے والد کا نام صحیح نہیں۔ ابن السکن نے جنادہ بن مالک ازدی کے حالات میں وہ حدیث ذکر کی ہے جو جنادہ بن ابی امیہ کے سوانح میں گزر چکی ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ بظاہر یہ وہم ہے۔ واللہ اعلم

ادھر ابن سعید (سعد)، ابو حاتم، * ابن عبد البر اور کئی ایک نے جنادہ بن ابی امیہ ازدی اور جنادہ بن مالک ازدی کے درمیان فرق کیا ہے۔ عبد الغنی بن سرور مقدسی نے ابو نعیم پر دونوں کو یکجا کرنے پر رد کیا ہے میں پیچھے ذکر کر آیا ہوں۔ ان کے ہاں جنادہ بن ابی امیہ ایک اور شخص بھی ہیں، جن کے والد کا نام کبیر ہے۔ وہ مخضرمی ہیں۔ نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ شیخین وغیرہ نے ان کی بحوالہ عبادہ بن الصامت روایت نقل کی ہے۔ وہ شام میں رہتے تھے وہیں ۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ جن کے متعلق عجلی * لکھتے ہیں: اکابر تابعین میں سے ثقہ تابعی ہیں۔

”تابعین“ میں ابن حبان * لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ ابن سعد یعقوب بن سفیان اور ابن جریر نے اکابر تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: جنادہ ازدی صحابی ہیں۔ لیث، یزید سے وہ حذیفہ ازدی سے وہ ان (جنادہ ازدی) سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہی عنوان والی شخصیت ہے جن کے والد کا نام ذکر نہیں کیا۔

۱۲۰۳ جنادہ بن تمیم مالکی کنانی

سیف نے فتوح میں ذکر کیا کہ ۱۵ھ کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں اجنادین کے روز لڑائی میں فوج کے ایک دستے کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ ابن فتحون نے اپنے ذیل میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۲۰۴ جنادہ بن جراد عیلانی باہلی *

دارقطنی نے مؤلف میں ابن السکن اور ابن شاہین نے زیاد بن قریع (جو بنی عیلان بن جاؤہ کے ایک فرد ہیں) کے طریق سے بحوالہ ان کے والد وہ جنادہ بن جنادہ ابن جراد (جو بنی عیلان بن جاؤہ بن معن کے ایک شخص ہیں) سے روایت کرتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس اپنا اونٹ لے کر گیا جس کی ناک پر میں داغ لگایا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تمہیں سوائے چہرے کے داغنے کو کوئی عضو نہ

* المعجم الكبير (۳۱۷/۲) الجرح والتعديل (۵۳۷/۲) تاريخ الثقات (۹۹/۱)

* الثقات (۱۰۳/۴) اسد الغابة (۷۹۲) الاستيعاب (۳۴۲)

ملا؟ (حدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں جبکہ اس کی بھی سند غیر مشہور ہے۔ میں کہتا ہوں: لفظ عیلائی کو رشاطی نے عین بے نقطہ قلمبند کیا ہے کہ ابن عیلائی باہلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ابن ماکولا * اور ابن نقطہ اس نسبت سے "مشتبه النسبة" میں بیان کرنے سے غافل رہے ہیں۔ البتہ ابن ماکولا عیلائی اور غیلائی دونوں ذکر کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: نقطے والا زیادہ مشہور ہے اور جو بے نقطہ ہے وہ قیس عیلائی ہے۔ اور عیلائی طرف قیس کی نسبت کے سبب میں اختلاف کو ذکر کیا۔

۱۲۰۵ جنادہ بن زید حارثی *

ابن السکن اور باوردی نے عبدالرحمن بن عمرو بن جبلة کے طریق سے بحوالہ سودہ بنت متمس وہ اپنی دادی ام المتمس بنت جنادہ بن زید وہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، میں نے عرض کیا: میں بحرین سے اپنی قوم بلحارث کا قاصد ہوں، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دشمنوں پر فتح دے۔ فرماتے ہیں: آپ نے دعا فرمائی اور ہمارے لیے ایک نوشت لکھوائی * اس کی سند ضعیف اور مجہول ہے۔

۱۲۰۶ جنادہ بن سفیان الجمحی

اپنے بھائی جابر بن سفیان کے ساتھ عنقریب تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۲۰۷ جنادہ بن ابی نبقہ *

عبداللہ بن علقمہ بن مطلب بن عبدمناف۔ ابو عمر نے ذکر کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے ایسا ہی ابو محمد بن حزم نے جھر النسب میں لکھا ہے کہ جنادہ اور ان کے بھائی ہذیم یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان دونوں کا بیٹا کوئی نہ تھا۔

۱۲۰۸ (ز) جنادہ بن عوف

بن امیہ ابن قلع بن عباد بن حذیفہ بن عبد بن فقیہ بن عدی بن زید بن عامر بن ثعلبہ بن حارث بن مالک بن کنانہ ابو ثمامہ کنانی ابن اسحاق نے سیرت کی ابتداء میں نسی کی رسم ذکر کرنے کے بعد کہا: جنادہ بن عوف پر اسلام کا دور آیا، لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ مسلمان ہوئے۔ سہیلی لکھتے ہیں: مجھے ان کے متعلق ایک حدیث ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے وہ اسلام لائے تھے۔ اس واسطے کہ وہ حج کے موسم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آئے تھے۔ لوگوں کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو چومنے میں بھیڑ بنائے ہوئے ہیں۔ کہا: لوگو! میں نے یہ پتھر تم سے اجرت پر لے لیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درے سے آہستہ سے مار کر فرمایا: خاموش رہو! اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے معاملات ختم کر دیئے ہیں۔

ہشام بن کلبی نے ذکر کیا کہ انہوں نے چالیس سال نسی کی رسم رکھی، بہت پرانی یاد اور لمبی عمر والے تھے۔ زبیر نے کتاب

* المعجم الكبير (۲۸۳/۲) مجمع الزوائد (۱۱۰/۸) كنز العمال (۲۵۶۳۶) * الاكمال (۱۷۸/۲)
* اسد الغابة (۷۹۳) * جامع المسانيد (۱۲۳/۳) * اسد الغابة (۷۹۵) الاستيعاب (۳۴۱)

سب میں لکھا کہ قلمس کے بعد سب سے پہلے جس نے نسی کی رسم شروع کی وہ حذیفہ بن عقیق بن عدی تھا۔ وہ قلمس بن عامر بن لبہ پھر عباد بن حذیفہ پھر قلع بن عباد پھر امیہ بن قلع پھر عوف بن امیہ پھر جنادہ ہے انہی کے دور میں اسلام کا ظہور ہوا۔ بقول بعض ہوں نے چالیس سال نسی کی رسم جاری رکھی۔ اسی طرح ابو عبیدہ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ ابو ثمامہ جنادہ بن عوف کے دور میں اسلام کا ظہور ہوا۔ پھر محمد بن حسن سے بحوالہ عمر، ابن ابی نجیح، مجاہد سے نقل کیا کہ سب سے پہلے حارث بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ نے نسی کی رسم شروع کی اور سب سے آخر میں ابو ثمامہ نے، ان کا نام امیہ بن عوف بن جنادہ بن عوف بن عباد بن قلع بن عقیق بن عدی بن عامر بن حارث بن ثعلبہ ہے۔ حارث تک سب نے نسی کی رسم رکھی۔

۱۲۰۹ جنادہ بن مالک ازدی

ابو عبد اللہ: ابن سعد۔ ابن سکن اور طبرانی نے ولید بن قاسم کے طریق سے بحوالہ مصعب بن عبد اللہ بن جنادہ وہ اپنے والد ہ اپنے دادا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تین باتیں جاہلیت کی ہیں جنہیں مسلمان نہیں چھوڑیں گے: (۱) ستاروں کے ذریعہ بارش کی طلب۔ (۲) نسب (میں) پر طعن زنی۔ (۳) اور میت پر نوحہ کرنا۔“ * اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں روایت کر کے فرمایا: اس کی سند میں تامل ہے۔ اس میں پہلے جنادہ بن ابی امیہ کے سوانح میں بتا چکا ہوں کہ اس کے متعلق ابن مندہ کو جو وہم ہوا ہے۔

۱۲۱۰ جنادہ (بے نسبت)

ابن مندہ نے پہلی سند سے جمیل بن ردام بن عمرو بن حزم کے سوانح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنادہ کے لیے تحریر لکھوائی:

”یہ خط محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے جنادہ، اس کی قوم اور اس کے متبعین کے لئے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ اور محمد (ﷺ) کی ذمہ داری ہے۔“ *

۱۲۱۱ (ن) جُنُبُذ

جیم پر پیش نون ساکن، اس کے بعد با پیش والی آخر میں ذال نقطے والی، بقول بعض نون کے بعد یا پھر دال بے نقطہ تصغیر کا میغہ ہے۔ ابن سبع، بعض نے ابن سباع کہا ہے ابو جعدہ کنیتوں میں تذکرہ آئے گا ان کی اسی نام سے معجم طبرانی * میں ایک حدیث ہے۔

۱۲۱۲ (ن) جُنْدُب بن الاعجم الاسلمی

واقدی نے مغازی میں غزوہ حنین کے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کی ترتیب دی پرچم اور

* اسد الغابۃ (۷۹۶) الاستیعاب (۳۳۸) * التاريخ الكبير (۲۱۳/۲) اسد الغابۃ (۷۹۸) * جامع المسانید (۱۲۴/۳)

* جامع المسانید (۱۲۴/۳) * المعجم الكبير (۲۹۰/۲)

جھنڈے بنائے۔ قبیلہ اسلم کے دو جھنڈے تھے، ایک بریدہ بن حصیب کے پاس دوسرا جندب بن اعجم کے پاس۔

۱۲۱۳ (ز) جندب بن الادلع الہذلی

ابن اسحاق اور واقدی فرماتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر حراس بن امیہ نے انہیں جاہلیت کے باہمی خون کے بدلہ جو ان میں تھا قتل کر دیا تھا۔ تو نبی ﷺ نے خزاعہ کو دیت ادا کرنے کو کہا۔ طبری نے بحوالہ ابن اسحاق یہ قصہ ذکر کیا تو ان کا نام جنیدب تصغیر سے لیا۔

۱۲۱۴ جندب بن جنادہ

ابوذر غفاری، کنیتوں میں تذکرہ آئے گا۔

۱۲۱۵ (ز) جندب بن حارث

بن وحشی ابن مالک الجنبی۔ ابو ظبیان حصین بن جندب جو مشہور تابعی ہیں ان کے والد۔ بقول بعض صحابی ہیں۔ معانی بن زکریا نے ”جلیس“ میں ان کی ایک روایت سعد بن عامر کے طریق سے بحوالہ قابوس بن ابی ظبیان، ان کے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ حضرت حسن کی رانوں میں سے ان کی ناف پر بوسہ دے رہے تھے یہ حدیث اجنبی ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں دوسری سند سے بحوالہ قابوس روایت فرماتے ہیں ان کے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ واللہ اعلم۔

بقول بعض: صحابی ان کے دادا ہیں، اس لحاظ سے ان کے دادا کی ضمیر ابو ظبیان کی جانب ہوگی۔ حائے بے نقطی میں آئے گا۔

۱۲۱۶ جندب بن حیّان

ابو رمثہ کنیتوں میں ذکر آئے گا۔ ابن البرقی نے ان کا نام جندب بتایا ہے۔

۱۲۱۷ جندب بن خالد

بن سفیان، ابن عبد اللہ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۲۱۸ جندب بن زہیر

بن حارث بن کثیر بن سُبَّع بن مالک ازدی غامدی۔ بعض لوگ، جندب بن عبد اللہ بن زہیر غامدی کہتے ہیں۔ ابن کلبی نے تفسیر میں ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ جندب بن زہیر غامدی جب نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے یا صدقہ کرتے تو اس کی وجہ سے بہت راحت محسوس کرتے جس پر آیت: ”پس جسے اپنے رب سے ملنے کی اُمید ہو (یقین کے درجہ میں) اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے“ (سورۃ الکہف: ۱۱۰) نازل ہوئی۔

عمیر بن حارث ازدی کے سوانح میں بھی ان کا ذکر ہے کہ وہ اپنی قوم کی جماعت میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں جندب بن زہیر، مخنف بن سلم، عبد اللہ بن سلیم اور جندب بن کعب وغیرہ حضرات شامل تھے۔ علی بن سعد ”الطاعة والمعصية“ نامی کتاب میں مقاتل کے طریق سے بحوالہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ازد کا ایک جندب بن زہیر غامدی نامی شخص نبی ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں جب آپ کے پاس سے اٹھ کر جاتا ہوں تو نہ مال سے دل بہلتا ہے نہ اولاد سے، جب تک واپس نہ آؤں چین نہیں ملتا۔ آپ ﷺ کو دیکھتا ہوں تو قرار ملتا ہے۔ کیا قیامت کی ہولناکی میں آپ ﷺ کا ساتھ میسر ہوگا؟ اس کے بعد قیامت کے ہولناک مناظر کے بارے میں لمبی حدیث ذکر کی۔ مقاتل ضعیف راوی ہے۔

ابن سعد اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ خلیفہ علی بن زید کے طریق سے بحوالہ حسن روایت کرتے ہیں کہ جندب بن زہیر جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ایسا ہی ان کا ذکر مفضل غلابی نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جنگ جمل کے روز عبد اللہ بن زہیر رضی اللہ عنہ نے ہمارا چناؤ کیا۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حواریوں میں سے ایک شخص گویا ہم سے خیر خواہی کرنے باہر آیا، کہنے لگا: قریشی جوانو! میں تمہیں دو آدمیوں سے آگاہ کرتا ہوں، ایک جندب بن زہیر غامدی دوسرا اشتر۔ ان کی تلواروں کے سامنے تم نہ ٹھہرنا۔ رہا جندب تو وہ ایسا شخص ہے جس کا قدمیانہ ہے، وہ جب اپنی زرہ کھینچتا ہے تو اس کا نشان تک * مٹا دیتا ہے۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں: زہیر نے ذکر کیا۔ جادوگر کے قاتل یہی جندب بن زہیر ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ اور شخص ہیں۔ جندب بن زہیر کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اور سری بن اسمعیل کی وجہ سے ان کی حدیث کے متعلق ناقدین نے کلام کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: زہیر نے بحوالہ اپنے چچا ”کتاب الموفقیات“ میں جندب بن زہیر اور جندب بن کعب ابن کبشہ جادوگر کے قاتل کے درمیان فرق کیا ہے۔ ایسا ہی فرق ابن کلبی نے بھی کیا ہے۔

(ن) جندب بن سفیان ابن عبد اللہ۔ تذکرہ آئے گا۔ (۱۲۱۹)

جندب بن ضمیرہ جندع میں ذکر ہوگا۔ (۱۲۲۰)

(ن) جندب بن عبد اللہ * (۱۲۲۱)

بن ارقم ازدی غامدی۔ انہیں جندب الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ ابن کلبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ زہیر بن بکار فرماتے ہیں: میرے چچا مصعب نے فرمایا: جناد بن جن کا تعلق ازد سے ہے ان کے نام یہ ہیں: جندب بن عبد بن سفیان، جندب بن عبد اللہ بن جبیر، جندب بن زہیر بقول بعض تصغیر ہے جندب بن کعب جادوگر کے قاتل اور جندب بن عفیف۔

(ن) جندب بن عبد اللہ بن زہیر، ابن زہیر میں تذکرہ ہو چکا ہے۔ (۱۲۲۲)

(۱۲۲۳) (ز) جندب بن عبد اللہ جادوگر کے قاتل ابن کعب میں ذکر ہوگا۔

(۱۲۲۴) (ز) جندب بن عبد اللہ

بن سفیان بجلی ثم علقی۔ ابو عبد اللہ، اپنے دادا کی طرف منسوب ہو کر جندب بن سفیان بھی کہلاتے ہیں۔ پہلے کوفہ پھر بصرہ میں رہائش پذیر ہوئے، جہاں مصعب بن زبیر کے ساتھ آئے۔ ان سے دونوں شہروں کے لوگ روایت کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: اہل شام میں سے ان سے شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: مجھے جندب بن سفیان نے بتایا کہ ابن السکن فرماتے ہیں کہ اہل بصرہ انہیں جندب بن عبد اللہ اور اہل کوفہ جندب بن سفیان کہتے ہیں، حالانکہ اس میں کوئی اور شریک نہیں وہ ایک ہی شخصیت ہے۔ انہیں جندب الخیر بھی کہا جاتا ہے جس کا ابن کلبی نے انکار کیا ہے۔

بغوی فرماتے ہیں: انہیں جندب الخیر، جندب الفاروق اور جندب بن ام جندب کہا جاتا ہے۔ ابن حبان * فرماتے ہیں: جندب بن عبد اللہ بن سفیان، جس نے انہیں ابن سفیان کہا تو دادا کی نسبت سے۔ بقول بعض جندب بن خالد بن سفیان جبکہ پہلا نسب زیادہ صحیح ہے۔ طبرانی نے بھی اسی سے ملتا جلتا قول ذکر کیا ہے۔ طبرانی * میں ابو عمران جونی کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ جندب بن عبد اللہ بن سفیان نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے عہد میں طاقتور لڑکا تھا۔ صحیح مسلم * میں صفوان بن محرز کے طریق سے مروی ہے کہ جندب بن عبد اللہ بن زبیر کی شورش کے زمانہ میں عسکس بن سلامہ کی طرف پیام بھیجا کہ میرے لیے اپنے بھائیوں کو یکجا کرو۔ طبرانی میں حسن کے طریق سے مروی ہے، فرمایا: میں مصعب بن زبیر کی امارت کے دور میں جندب کے پاس بیٹھا۔

(۱۲۲۵) (ز) جندب بن عقیف ازدی جندب بن کعب میں تذکرہ آئے گا۔

(۱۲۲۶) جندب بن عمار

بن نعیم بن شہاب ابن لام بن عمرو بن طریف الطائی ثم اللأمی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا کہ وہ شاعر تھے قادیسیہ میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے پھر قادیسیہ میں شریک ہوئے۔ وہی یہ اشعار کہتے ہیں: طعنہ زنوں کا گمان ہے کہ جندب کی اونٹنی گاؤں کے ایک طرف بے پالان جھاڑیوں کے جھنڈ میں تھی۔ طعنہ زنوں نے جھوٹ کہا وہ اگر قادیسیہ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ دیکھ لیتے تو کہتے اس کا سوار صفوں میں گھسارہا اور اونٹنی اس کے تابع رہی ہے۔ اگر کوئی بھدی آواز والا شخص اس کی گردن کے نیچے ستار بجاتا ہوا ترنم سے گاتا تو یہ بھی چیخنے لگتی۔

(۱۲۲۷) جندب بن عمرو

بن حمہ دوسی۔ بنی امیہ کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اجنادین کے روز شہید ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ زبیر نے کتاب النسب میں عبد العزیز

* اسد الغابۃ (۸۰۴) الاستیعاب (۳۴۴) * الثقات (۵۶/۳) * المعجم الكبير (۱۵۸/۲)
* مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال: لا إله الا الله (۲۷۵) * اسد الغابۃ (۸۰۵)

بن عمران کے طریق سے بحوالہ محرز بن جعفر وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جندب بن عمرو بن حمہ دوسی ہجرت کر کے آئے۔ پھر شام کی طرف چل نکلے اور اپنی بیٹی ام ابان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چھوڑ گئے اور یہ کہہ گئے کہ اگر کوئی کفو (برابری کا رشتہ) ملا تو اس کی شادی کر دینا، اگر چہ (ہونے والے خاوند کے) تھے کے بدلے ہو ورنہ اس وقت تک روکے رکھنا جب تک وہ اپنی قوم کے گھرانے سے نہیں جاملتی۔ چنانچہ وہ بچی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہری رہی۔ وہ آپ کو ابنا کہہ کر بلاتی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کی شادی کر دی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی ان سے عمرو بن عثمان پیدا ہوئے جن کا تذکرہ طفیل بن عمرو کے سوانح میں آئے گا۔

ابن کلبی فرماتے ہیں: جندب بن عمرو بن حمہ بن حارث بن رافع بن ربیعہ بن ثعلبہ بن لوی بن عامر بن غانم بن دھمان بن منہب بن دوس کے والد عرب کے فیصل لوگوں میں سے تھے۔ ابن درید فرماتے ہیں: ہمیں سکین بن سعید نے بحوالہ محمد بن عباد، شرقی سے وہ مجالد شععی سے روایت کر کے بتاتے ہیں: ہم لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، آپ اس وقت زمزم کے کنارے لوگوں کو مسائل بتا رہے تھے۔ اچانک ایک شخص آپ کے پاس آ کر کہنے لگا: آپ نے لوگوں کو تو بتا دیا اب ہمیں بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بولو! اس نے کہا: شاعر کے اس قول کا کیا مطلب ہے:

”فیصلے والے کے لیے آج سے پہلے لاٹھی نہیں کھٹکھٹائی جاتی تھی، انسان کو اسی لیے سکھایا گیا تا کہ وہ جان جائے۔“

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اس سے مراد عمرو بن حمہ دوسی ہے۔ انہوں نے تین سال تک عربوں کے فیصلے کیے جب وہ بوڑھے ہو گئے تو ان کی اولاد میں سے ساتویں یا نویں بیٹے کو ان کے ساتھ کر دیا۔ تو وہ جب غافل ہو جاتے تو وہ نو جوان لاٹھی کھٹکھٹاتا۔ جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو ان کے پاس ان کی قوم اکٹھی ہوئی، انہوں نے انہیں بہت اچھی وصیت کی جس میں حکمت کی باتیں تھیں۔

(ز) جندب بن کعب ۱۲۲۸

بن عبد اللہ بن جزء بن عامر بن مالک بن دھمان ازدی غامدی ابو عبد اللہ، بسا اوقات اپنے دادا کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ جندب الخیر اور جادوگر کے قاتل بھی یہی ہیں۔ جندب بن زہیر کے سوانح میں پہلے ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ ابن حبان ^{۱۲۲۸} فرماتے ہیں: جندب بن کعب ازدی صحابی ہیں۔ ابو حاتم ^{۱۲۲۸} فرماتے ہیں: جندب بن کعب جادوگر کے قاتل ہیں۔ بقول بعض جندب بن زہیر یوں انہوں نے دونوں شخصوں کو ایک کر دیا۔ ابن سعد بحوالہ ہشام بن کلبی فرماتے ہیں، ہمیں لوط بن یحییٰ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ظبیان ازدی ابن غامد کو خط لکھ کر انہیں اور ان کی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ تو انہوں نے اپنی قوم کی ایک جماعت سمیت یہ دعوت قبول کی۔ جن میں مخنف، عبد اللہ اور زہیر بنی سلیم، عبد شمس بن عقیف بن زہیر شامل تھے۔ یہ لوگ تو مکہ میں آپ کے پاس آئے۔ مدینہ میں آپ کے ہاں آنے والوں میں جندب بن زہیر، جندب بن کعب، اور حجر بن مرقع تھے۔ بعد میں چالیس آدمیوں کے ساتھ حکم بن مغفل آئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ ^{۱۲۲۸} نے اپنی تاریخ میں خالد الحذاء کے طریق سے بحوالہ ابو عثمان روایت کی ہے کہ ولید بن عقبہ

بن ابی معیط کے پاس ایک مسخرا تھا جو انسان کو ذبح کر کے اس کا سر جدا کرتا تھا، ہمیں اس سے بڑا تعجب ہوتا، وہ پھر سر کو جوڑ دیتا۔
جندب ازدی نے آ کر اسے قتل کر دیا اور عاصم کے طریق سے بحوالہ ابو عثمان مروی ہے جندب بن کعب نے اسے قتل کیا۔

دلائل میں بیہقی نے ابن وہب کے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ، ابوالاسود سے روایت کیا ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط عراق کے امیر تھے۔ ان کے سامنے ایک انسان کرتب دکھاتا وہ ایک شخص کا سر کاٹ دیتا پھر چیخ کر اسے پکارتا تو وہ کپڑے سے باہر نکل کر کھڑا ہو جاتا۔ وہ شخص دوبارہ اس میں سر لگا دیتا۔ جس پر لوگ کہنے لگے: سبحان اللہ! یہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ مہاجرین میں سے ایک نیک شخص کی نظر اس پر پڑی تو دوسرے دن اپنی تلوار لیے آ پہنچے۔ وہ شخص اپنا کرتب دکھانے لگا، انہوں نے اپنی تلوار سونپی اور اس کی گردن اتار کر فرمایا: اگر سچا ہے تو اپنے آپ کو زندہ کرے۔ ولید نے انہیں قید کا حکم سنایا۔ تھانیدار کا نام دینا رہا تھا۔ وہ بھی نیک آدمی تھا۔ اسے اس طرح کا آدمی اچھا لگا۔ وہ ان سے گویا ہوا: ”آپ چلے جائیں آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی نہیں پوچھے گا۔“ زید بن صوحان کے سوانح میں اس کا حدیث بریدہ سے دوسرا طریق آئے گا۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: مذکورہ جادوگر کا نام بستانی تھا۔ استیعاب میں ابوستان لکھا ہے۔ ”فصوص“ صاعد لغوی اس کا نام بطروناتبتا ہے۔ ابن السکن، یحییٰ بن کثیر بصری کے شاگرد کے طریق سے بحوالہ اپنے والد وہ جریری وہ عبد اللہ بن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ اپنے صحابہ کی جماعت کو کہیں لے کر گئے۔ آپ فرمانے لگے: جندب کہاں ہے؟ جندب کی کیا شان ہے! یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

صحابہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ﷺ نے دو لفظ بولے ہیں جن کا مطلب ہم نہیں سمجھتے؟ اس پر آپ نے فرمایا: ”وہ ایک تلوار مارے گا اور اکیلے پوری امت جتنا کارنامہ سرانجام دے گا۔“ فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو انہوں نے ایک ایسا شخص بٹھایا جو انہیں یہ کرتب دکھاتا گویا وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پھر جندب کا اسے قتل کرنے کا قصہ ذکر کیا۔ ان کا مقدمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں پیش ہوا۔ آپ نے ان سے فرمایا: تم نے اسلام میں تلوار اٹھائی؟ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے تمہارے متعلق نہ سنا ہوتا تو تمہیں مدینہ کی عمدہ تلوار سے قتل کر دیتا۔ پھر انہیں جبل دخان کی جانب چلے جانے کا حکم دیا۔

استیعاب میں دوسری سند سے مروی ہے کہ جندب کے بھتیجے نے تھانیدار کو مار کر اپنے چچا کو نکال لیا اور اس کے متعلق اشعار کہے۔ ”کیا جادوگر کو مارنے کی وجہ سے جندب کو جیل میں ڈالا جاتا ہے اور نبی ﷺ کے پہلے صحابہ کو قتل کی دھمکی دی جاتی ہے۔“ ع

ترمذی نے حسن کے طریق سے بحوالہ جندب بن کعب روایت کیا ہے کہ جادوگر کی حد تلوار سے اس کا قتل ہے اور اس حدیث کے موقوف ہونے کو راجح کہا ہے۔ طبرانی نے جندب بن عبد اللہ بجلی کے سوانح میں جادوگر کی حد کی حدیث نقل کی ہے۔ درست یہی ہے کہ وہ دوسرے ہیں۔ ابن قانع اور حسن بن سفیان نے حضرت حسن کے حوالہ سے دوسندوں سے اسے جندب الخیر سے

تہذیب تاریخ دمشق (۱۴/۶) الطبقات الکبریٰ (۸۶/۶) کنز العمال (۳۳۲۳۴) (۳۶۹۱۹)

ترمذی کتاب الحدود باب ما جاء فی حد الساحر (۱۴۶۰)

المعجم الکبیر (۱۷۷/۲)

نقل کیا ہے کہ وہ ساحر کے پاس آئے اور تلوار سے اس کی گردن اتار دی۔ وہ مر گیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۱۲۲۹ جناب بن مکیث * شروع کا زبر آخر میں ٹا ہے

ابن عمرو بن جراد بن یربوع بن طحیل بن عدی بن ربحہ بن رشدان جہنی، رافع بن مکیث کے بھائی۔ ابن سعد * فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انہیں جبینہ کی زکوٰۃ پر مقرر فرمایا، بغوی نے ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ یعقوب بن عتبہ، مسلم بن عبد اللہ وہ جناب بن مکیث سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے غالب لیثی کو ایک سریہ میں بھیجا، میں بھی ان میں شامل تھا۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ * عسکری لکھتے ہیں: جناب بن عبد اللہ بن مکیث اپنے دادا کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں، جبکہ اوروں نے دونوں میں فرق کیا ہے اور دوسرے شخص کو پہلے کا بھتیجا بتایا ہے۔ ابن الاثیر نے اسی کو رائج قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے بعض طرق میں اس حدیث کے متعلق جسے ابن اسحاق نے ذکر کیا اور وہ طبرانی میں ہے جناب بن عبد اللہ جہنی سے مروی لکھا ہے۔

۱۲۳۰ جناب بن ناجیہ ناجیہ بن جناب میں ذکر ہوگا۔

۱۲۳۱ (ن) جناب بن نعمان ازدی

ابوعزیز۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: میں نے ابوالحسین رازی کی کتاب میں پڑھا ہے: ابونصر ظفر بن محمد بن عمر بن حفص بن عمر بن سعید بن ابی عزیز ازدی نے مجھ سے اپنے والد کے حوالہ سے وہ اپنے والد ظفر سے وہ اپنے والد عمر سے وہ اپنے والد حفص سے وہ اپنے والد سعید بن ابی عزیز سے روایت کرتے ہیں کہ ابوعزیز جناب بن نعمان ازدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا۔ ان کا اسلام بہت اچھا رہا وہ اپنی قوم کے ناظم بنائے گئے۔ بعد میں خلافت فاروقی میں شام ہجرت کر گئے دمشق رہائش رکھی دارنخلہ سے ان کا گھر مشہور ہے۔ وہیں وہ خود ان کا بیٹا سعید اور پوتا عمر بن سعید دفن ہوئے تھے۔ پھر حفص بن عمر بن سعید * زمکا منتقل ہو کر وہیں مقیم ہو گئے۔ اس کی سند اوپری ہے۔ اس کے راویوں کو میں صرف اسی سند میں جانتا ہوں۔ یہی روایت ابوعمر نے کنی میں مختصر ذکر کی لیکن انہوں نے ابوعزیز بن جناب کہا، فرماتے ہیں: بقول وہی جناب ہیں۔

۱۲۳۲ جناب * (بے نسبت)

قحی بن مخلد نے اپنی مسند میں قیس بن ربیع کی روایت سے بحوالہ زہیر بن ابی ثابت سے وہ ابن جناب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے اللہ! میرے ستر پر پردہ ڈال۔ مجھے میرے خوف میں امن“

* اسد الغابۃ (۸۰۷) استیعاب (۳۴۵) * الطبقات الکبریٰ (۶۷/۴)

* ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الاسیر یوثق (۲۶۷۸) المعجم الکبیر (۱۷۸/۲)

السیرۃ النبویۃ (۲۸۲/۴) جامع المسانید (۱۴۹/۳)

* جامع المسانید (۱۵۲/۳) * اسد الغابۃ (۸۱۰)

دے، اور میرا قرض ادا فرما۔*

ابن مندہ نے دوسری سند سے بحوالہ قیس اسے روایت کیا ہے۔

۱۲۲۳ جندره بن خيشنه ابو قرق صافہ کنانی۔ کنتوں میں ذکر آئے گا۔

۱۲۲۴ جندع بن ضمہ*

بن ابی العاص جندعی ضمیری یالیثی۔ سیرۃ میں ابن اسحاق بحوالہ یزید بن عبد اللہ بن قسیط ان کی قوم کے رجال سے روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت کی، اس وقت جندع بن ضمہ بن ابی العاص مسلمان شخص تھے، ان سے تاخیر ہو گئی پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں وہ اپنے بیٹوں سے کہتے ہیں: مجھے مکہ سے باہر لے چلو۔ چنانچہ وہ ہجرت کی غرض سے نکلے اور راستے ہی انتقال کر گئے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلا...“ (سورۃ النساء: ۱۰۰)

ابن اسحاق سے یہی مشہور ہے۔

اسی روایت کو حماد بن سلمہ نے ابن اسحاق سے روایت کر کے ”جندب بن ضمہ“ کہا، اسی پر واقدی نے اعتماد کیا ہے اور ابن مندہ نے جابر بن عبد اللہ کے طریق سے بحوالہ سفیان بن عیینہ، ابن طاؤس سے وہ اپنے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ بنی لیث کا ایک شخص تھا جس کا نام جندب بن ضمہ تھا پھر وہ روایت ذکر کی۔ ابویعلیٰ اور ابن ابی حاتم اشعث کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”ضمہ بن جندب“ نکلے اور ابن مندہ نے حکم بن ابان کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا: ”ضمہ بن جندب“ اسی سند سے ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں: ”ضمہ“ شک کا اظہار نہیں کیا۔ اور فاکہی نے ابن جریج کے طریق سے فرمایا: جندب بن ضمہ، اور فرماتے ہیں: مولیٰ ابن عباس ضمہ کہتے تھے۔ ابن عیینہ کے طریق سے بحوالہ عمرو بن دینار عکرمہ سے مروی ہے کہ بنی بکر کے ایک شخص نے کہا، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں: ہمیں روایت ملی ہے کہ وہ ضمہ بن جندب ہیں اور سعید بن جبیر نے فرمایا: ضمہ بن العیص، بقول بعض جو ان سے مروی ہے، ابو ضمہ العیص۔ واللہ اعلم

بلاذری اور سراج نے ابو بشر کے طریق سے بحوالہ سعید بن جبیر نقل کیا، فرماتے ہیں: خزاعہ کے ضمہ بن العیص یا العیص ضمہ بن زنباع نامی ایک شخص تھے۔ ابن ابی حاتم نے سالم افسس کے طریق سے بحوالہ سعید بن جبیر روایت کیا ہے کہ ”ابو ضمہ العیص“ نکلے۔ عبد الغنی بن سعید ثقفی اپنی تفسیر میں عطاء اور ضحاک کے طریق سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، ضمضم عمرو نکلے۔ ان کے علاوہ نے ضمہ بن عمرو کہا ہے۔ ابن عبد البر نے اشعث کے سابقہ طریق سے جو انہوں نے ذکر کیا، ضمہ بن جندب

* مسند احمد (۲۵/۲) المعجم الكبير (۹۴/۴، ۳۴۳/۱۲) جمع الجوامع (۹۷۱۷) موارد الظمان (۲۳۵۶)

کنز العمال (۴۹۹۷) جامع المسانید والسنن (۱۵۷/۳)

* اسد الغابۃ (ت ۸۱۳)

کہا بقول بعض ابن حبیب اور ابن انس۔ واقعہ عطاء خراسانی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے حبیب بن ضمیرہ فرمایا۔

۱۲۳۵ جندع الانصاری الاوسی

حناد بن سلمہ، ثابت سے وہ عبداللہ بن حارث بن نوفل کے کسی بیٹے سے وہ اپنے والد سے وہ جندع الانصاری سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ کہا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“
ابو نعیم نے نقل کیا۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ان سے حارث بن نوفل نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن الجوزی نے عجیب کام کیا کہ ان کا عنوان موضوعات میں جندع بن ضمیرہ قائم کر کے ان کے حالات لکھ دیئے شاید اس بارے انہوں نے ابن مندہ کی پیروی کی ہے جبکہ انہوں نے ان کو پہلی شخصیت سے رلا ملا دیا ہے، جو غلطی ہے، اس واسطے کہ پہلی شخصیت عہد نبوی میں فوت ہوئی جیسا کہ گزر چکا ہے۔ وہ اتنا زندہ نہیں رہے کہ ان سے کوئی روایت لیتا۔ جد جد میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۲۳۶ (ز) جندل صحریں ان کی حدیث آئے گی۔

۱۲۳۷ (ز) جندل

جندل بن نھلہ بن عمر بن بہدہ بھی کہلاتے ہیں۔ اعلام النبوة میں ان کی ایک حسن حدیث ہے۔ ایسا ہی ابو عمر نے مختصر کہا ہے۔ ”شرف المصطفیٰ“ میں ابوسعید خدری نے نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! میں جنگی نعر تھا، ایک جن میرا دوست تھا، ایک دفعہ وہ اچانک آ کر کہنے لگا: ہوشیار ہو جاؤ اس لیے کہ صادق مہذب امین کی وجہ سے دین کا رخ چمک اٹھا ہے، تو ایسی اونٹنی پر سفر کر جو محفوظ اور ٹھوکر لگنے سے مامون ہو، جو ہموار اور بلند زمین پر چل سکتی ہو۔ میں چونک کر متنبہ ہوا، میں نے کہا: کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: ”زمین کو پھیلانے والے اور مقرر کرنے والے کی قسم، زمین کے طول عرض پر محمد مبعوث ہو چکے ہیں۔ وہ حرمت والی بڑی جگہوں میں پلے بڑھے اور امن والی زمین مدینہ کی طرف ہجرت کر آئے ہیں۔“ فرماتے ہیں: میں بل پڑا، مجھے ایک غیبی آواز والے نے کہا: ”اے سوار جو اپنی سواری کو رسول (ﷺ) کی طرف لے جانے والا ہے، تجھے ہدایت کی نئی روشنی دی گئی۔“ تو وہ میرا جن دوست ہی تھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس میں کہا: نبی ﷺ نے میرے سامنے اسلام پیش کیا تو میں مسلمان ہو گیا۔

۱۲۳۸ جنید بن سبع یا جمعه

کنیتوں میں تذکرہ ہوگا، ان کے اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

اسد الغابۃ (۸۱۲) الاستیعاب (۳۸۶)

بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی (۱۰۶) مسلم مقدمہ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ (۴)

ابوداؤد باب فی التشدید فی الکذب علی رسول اللہ (۳۶۵۱) مسند احمد (۱/۱۶۵) جامع المسانید (۱۶۲/۳)

اسد الغابۃ (۸۱۴) الاستیعاب (۳۸۴)

۱۲۳۹ (ز) جنید بن سمیع المزنی

عقیلی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ایسا ہی تجرید میں ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ پہلے والی شخصیت ہے۔ والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔

۱۲۴۰ جنید بن عبدالرحمن

بن عوف بن خالد بن عقیف بن بجید بن رؤاس بن کلاب عامری رؤاسی ہشام بن کلبی نے ذکر کیا کہ وہ، ان کے بھائی عمر بن مالک اور حمید آئے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۴۱ (ز) جنید بن عوف

بن عبد شمس بن عمرو بن عابس بن ظرب بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ حارث بن عباس بن عبدالمطلب کے نانا۔ ان کے والدہ کا نام فاطمہ بنت جنید تھا۔ زبیر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بیٹے کو بھی شرف صحابیت حاصل ہے لیکن اصحاب سیر نے دونوں کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۴۲ جنید

اس نام سے نبی ﷺ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا تھا۔ یہ بات سنن ابن ماجہ کی کتاب الادب میں لکھی ہے۔

۱۲۴۳ (ز) جنید بن الادلع

جندب بن الادلع میں ذکر ہو چکا ہے۔

باب جیم کے بعد ہاء

۱۲۴۴ جہیش جیم کے زیر سے جہیش تصغیر کے صیغہ میں ذکر ہوگا۔

۱۲۴۵ جہبل بن سیف

از بنی جلاح، ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا، فرماتے ہیں یہ وہی شخص جنہوں نے حضرت موت نبی ﷺ کی وفات کی خبر پہنچائی تھی۔ انہی کو امرؤ القیس بن عابس کہتا ہے۔ اس دن سے موت کی خبریں ہو گئیں جس دن جہبل نے احمد بنی ہدایت والے کی خبر دی۔ فرماتے ہیں: جہبل اور ان کے گھرانے کا تعلق کلب سے ہے اور یہ حضرت موت میں رہتے ہیں۔

۱۲۳۶ جہجہ بن سعید

بقول بعض ابن قیس اور بقول بعض ابن مسعود غفاری، حدیبیہ میں بیعت رضوان میں شریک تھے۔ شیخین نے حدیث جابر سے روایت کیا ہے کہ ہم غزوہ بنی مطلق میں تھے ایک مہاجر شخص نے ایک انصاری کولات مار دی، حدیث جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ایسا ضرور ہو کر رہے گا کہ مدینہ کے عزت مند وہاں کے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے، کے متعلق ہے، ابن عبد البر فرماتے ہیں: مہاجری جہجہ اور انصاری سان تھے۔ واقدی کا بیان ہے کہ وہ غزوہ مرتسیع میں شریک تھے، جہاں ان میں اور سان بن وبرہ میں جھگڑا ہو گیا، یہاں تک کہ دونوں نے اپنے اپنے قبیلوں کو بلا لیا۔ جہجہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مزدور تھے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ بحال کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن ابی شیبہ، عبید الاغز کے طریق سے بحوالہ عطاء بن یسار، جہجہ غفاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ اسلام لانے کے ارادے سے آئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھ بیٹھے آدمی کا ہاتھ پکڑ لے۔ پھر ان کے اسلام لانے سے پہلے سات بکریوں کا دودھ پینے کی حدیث ذکر کی۔ اور جب مسلمان ہو گئے تو ایک بکری کا دودھ بھی مکمل نہیں پی سکے۔

حدیث انوکھی ہے جس میں موسیٰ بن عبیدہ، عبیدہ سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔ سوانح میں ترمذی نے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ جہجہ خلافت عثمانی تک زندہ رہے۔ باوردی ولید بن مسلم کے طریق سے بحوالہ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جہجہ غفاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے لاٹھی لے کر توڑ ڈالی۔ ابھی جہجہ کو سال بھی نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں خارش لگا دی جس سے وہ فوت ہو گئے۔ ابن السکن سلیمان بن بلال اور عبد اللہ بن ادریس کے طریق سے بحوالہ عبید اللہ بن عمر، نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی روایت نقل کرتے ہیں۔ اور اسے فلیح بن سلیمان کے طریق سے بحوالہ اپنی پھوپھی، اپنے والد اور ان کے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ فرماتے ہیں: جہجہ بن سعید غفاری ان کی طرف بڑھے اور ان کے ہاتھ سے لاٹھی لے کر اپنے گھٹنے پر توڑ دی، لوگوں نے انہیں پکارا (ارے یہ کیا!) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر گھر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے غفاری کے گھٹنے میں بیماری پیدا فرمادی۔ ابھی سال بھی نہ گزرا تھا کہ فوت ہو گئے۔ اسی روایت کو ہم نے محامیات میں حماد بن زید کے طریق سے بحوالہ یزید بن حازم، سلیمان بن یسار سے نقل کیا ہے کہ جہجہ غفاری.... پہلے واقعہ کی طرح۔

ابن السکن فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سال سے کم عرصہ میں فوت ہوئے۔

۱۲۳۷ جہر ابو عبد اللہ

طبرانی جہرانی سے عثمان بن عبد الرحمن وقاص کے طریق سے بحوالہ زہری، عبد اللہ بن جہر سے وہ اپنے

اسد الغابۃ (۸۱۸) الاستیعاب (۳۶۰) سورة المنافقون (۸)

البخاری (حدیث: ۴۹۰۵) مسلم (حدیث: ۶۵۲۶ و ۶۵۲۷) مصنفہ (الحدیث: ۱۸۰۴۱) دلائل النبوة (۵۴/۴) الدر المنثور (۲۲۵/۶)

المعجم الكبير (۲۷۴/۲) مسند ابی یعلیٰ (۵۸/۲) فتح الباری (۵۳۸/۹) کنز العمال (۳۶۲۸۳)

جامع المسانید والسنن (۱۶۵/۳) اسد الغابۃ (۸۲۰) المعجم الكبير (۲۸۸/۲)

والد جہر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہر! مجھے نہیں اپنے رب کو سناؤ۔“ طبرانی نے اسے حرف جیم میں نقل کیا تو عبد اللہ بن جہر سے مروی ہے کہا، اور ابن قانع نے حرف حاء میں نقل کیا تو عبد اللہ بن جہر کہا اور ابو احمد عسکری نے ایک طریق سے بحوالہ وقاص نقل کیا، فرماتے ہیں: عبد اللہ بن جابر سے مروی ہے۔ یہ تین اقوال ہیں، ان میں پہلا قول راجح ہے۔

میں نے ابن السکن کی کتاب میں ابن عبد البر کے قلم سے لکھا حاشیہ پڑھا ہے جن کا ابن السکن نے ذکر نہیں کیا۔ ان میں سے ایک جہر ہیں۔ ہم سے بیان کیا، پھر اپنی سند سے دوسری طرح عثمان بن عبد الرحمن مخزومی تک سلسلہ کو پہنچایا۔ جو وقاص ہیں، جن کا ابھی ذکر ہوا، اور یہی روایت ذکر کی۔ فرماتے ہیں: جہر نے اس کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: وقاص ضعیف راوی ہے۔ چنانچہ نعمان بن راشد نے ان کے مخالف روایت کی۔ وہ زہری سے بحوالہ ابو سلمہ، ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ عبد اللہ بن حذافہ دن میں نماز پڑھتے ہوئے جہراً (اوپنی آواز سے) قراءت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عبد اللہ! اللہ کو سناؤ ہمیں نہ سناؤ۔“ اسے امام احمد، ابن ابی خثیمہ اور حاکم ابو احمد نے کئی میں نقل کیا ہے۔ ہم نے چوتھے درجہ میں عالی سند سے یہ حدیث، حدیث ابی جعفر بن بختری سے اسی سند سے سنی ہے۔

۱۲۳۸ جہم بن قثم العبدی *

حدیث زارع کی روایت سے مطرب بن ہلال عنزی کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، ان کے ساتھ جہم بن قثم بھی تھے۔ ابو عمر کنندی نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ماریہ کی بہن جہم عبدی کو بخش دی تھی جن سے زکریا بن جہم پیدا ہوئے۔ ابن زولاق فرماتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ آپ نے وہ حسان کو عطا کی تھی۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر کنندی نے اپنی ذکر کردہ بات ابن اسحاق کی مغازی سے لی ہے۔ اس واسطے کہ وہ ان دونوں کے متعلق کہتے ہیں: مجھے زہری نے بحوالہ عبد الرحمن بن عبد القاری بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کی طرف بھیجا، پھر وہ قصہ ذکر کیا، اس میں ہے اس نے آپ کو دو بانندیاں ہبہ کیں ان میں سے ایک کا نام ام ابراہیم اور دوسری آپ نے جہم بن قثم العبدی کو عطا کر دی۔ جو ام زکریا بن جہم ہے۔ یہ وہی ہیں جو عمرو بن العاص کے خلیفہ تھے۔ بیہقی نے دلائل میں ابو بشر دولابی کے طریق سے پھر عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے وہ اپنے والد سے وہ یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے مقوقس کی طرف بھیجا، پھر وہ قصہ ذکر کیا اس میں ہے اس نے آپ کی خدمت میں تین بانندیاں ہدیہ میں بھیجیں، لیکن حدیث میں کہا: ان میں کی ایک آپ نے جہم بن حذیفہ کو بخش دی۔

۱۲۳۹ جہم بن قیس *

بن عبد شریل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی العبدی، ابو خزیمہ انہیں جہیم (تصغیر) بھی کہا جاتا ہے۔ جہیم بن الصلت کے ماں شریک بھائی۔ ابن اسحاق نے حبشہ ہجرت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ابو ہند داری تک ضعیف

سند سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی، جس میں تھا، عباس بن عبدالمطلب، جہم بن قیس اور شریحیل بن حسنہ موجود تھے۔ اگر یہ حدیث اس سلسلہ میں ثابت ہو جائے تو احتمال ہے یہ شاہد صاحب عنوان کے علاوہ کے لیے ہو۔

۱۲۵۰ (ز) جہم الاصم العامری

بشر بن معاویہ بکائی کے حالات میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۲۵۱ جہم البلوی*

بغوی نے عبدالعزیز بن عمران کے طریق سے بحوالہ جہم بن مطیع، علی بن جہم بلوی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہمارا رسول اللہ ﷺ سے سامنا ہوا، آپ نے فرمایا: ”تم کون لوگ ہو؟“ ہم نے عرض کیا: ہم بنی عبدمناف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ کے بندے کی اولاد ہو!“ * اس کی سند ضعیف ہے۔ ابو حاتم * فرماتے ہیں: عبدالعزیز بن عمران ضعیف راوی ہے، اس کی روایت پر اعتماد نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: میں نے زبرقان نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں فضیلت حاصل ہے۔ انہوں نے ایسا کہا: لیکن مجھے ان کی کتاب میں زبرقان نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

۱۲۵۲ جہم (بے نسبت)

ابن ابی غرزہ نے اپنی سند میں لیث کے طریق سے بحوالہ مجاہد، ابوداؤد سے روایت کیا کہ ذوالکلاع کا گمان ہے کہ اس نے جہم کو فرماتے سنا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔“ * اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن مندہ نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے۔ ابو نعیم نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ بلوی ہوں۔ جبکہ ابن قانع نے دونوں میں فرق کیا ہے اور اسے لیث کے طریق سے نقل تو کیا لیکن انہوں نے ابوداؤد سے بحوالہ زبرقان بن حکم روایت کیا کہ ذوالکلاع نے ان سے بیان کیا، پھر اسی حدیث کا ذکر کیا۔ مجاہد کا تو ذکر نہیں کیا البتہ حکم کا اضافہ کیا ہے۔

۱۲۵۳ جہم الاسلامی جہم میں ذکر ہوگا۔

۱۲۵۴ جہم بن سعد

قضائی نے کتاب النبی ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اور زبیر دونوں زکوٰۃ کی مالیت لکھتے تھے۔ ایسا ہی مفسر قرطبی نے ان کا ذکر اپنی کتاب المولد النبوی میں کیا ہے۔

* اسد الغابۃ (۸۲۲) الاستیعاب (۳۴۹) المعجم الكبير (۲/۲۱۵۵) کنز العمال (۱۴۱۲۷) جامع المسانید (۱۶۸/۳)

* الجرح والتعديل (۵۲۱/۲) الجرح والتعديل (۵۲۱/۲)

* کنز العمال (۳۷۶۹۳) البدایہ والنہایہ (۱۷۹/۸) جامع المسانید (۱۶۹/۳)

ترمذی کتاب المناقب باب مناقب الحسن والحسین (۳۷۶۸) مسند احمد (۸۲، ۶۴، ۶۲/۳)

جہیش

۱۲۵۵

آخر میں شین تصغیر ہے، بقول بعض شروع میں زبر ہا کے نیچے زیر اور یا ساکن ہے۔ اور بعض نے شروع کا زبر ہا ساکن اور اس کے بعد بالکھی ہے۔ اسی پر ابن الامین بن اویس نخعی نے اعتماد کیا ہے۔ ابن مندہ نے عمار بن عبد الجبار کے طریق سے بحوالہ ابن المبارک اوزائی وہ یحییٰ بن ابی سلمہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جہیش بن اویس نخعی رسول اللہ ﷺ کے پاس مذج قبیلے سے اپنے ساتھیوں کی جماعت میں آئے یہ لوگ کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ہم مذج قبیلے کے لوگ ہیں، پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں شعر ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

”یا رسول اللہ ﷺ! آپ تصدیق یافتہ ہیں، ہدایت پانے اور ہدایت کرنے میں بابرکت ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمارے لیے دین حنیف مقرر کیا جب کہ ہم لوگ گدھوں کی طرح بتوں کی پوجا کرتے تھے۔“

خطابی نے غریب الحدیث میں ان کا طویل ذکر کیا اور ان کی تشریح کی۔ ابن سعد نے طبقات میں نخع کے وفد میں فرمایا: ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے ہمیں اپنے والد کے حوالے سے وہ نخع کے بوڑھوں سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ قبیلہ نخع نے اپنے دو آدمی نبی ﷺ کے پاس اپنے اسلام کی خبر دینے کے لئے بھیجے۔ ان میں سے ایک ارطاة بن شریل بن کعب، دوسرے جہیش جن کا نام ارقم تھا۔ ان کا تعلق بنی بکر بن عمرو بن عوف بن نخع سے تھا۔ وہ دونوں وہاں سے نکلے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو دونوں نے قبول کر کے اپنی قوم کی طرف سے آپ ﷺ سے بیعت کر لی۔ رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں کی حالت اور شائستگی پسند آئی۔ فرمایا: کیا تم لوگ اپنے پیچھے اپنی قوم میں سے اپنے جیسے آدمی چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اپنے پیچھے اپنی قوم کے ستر آدمی چھوڑ آئے ہیں جو ہم سے بھی افضل ہیں۔ وہ دونوں قطعی فیصلہ کرتے اور کئی امور نافذ کرتے۔ جب کوئی کام درپیش ہوتا وہ ہمارے ساتھ شریک نہ ہوتے۔ آپ نے ان دونوں اور ان کی قوم کے لیے دعا فرمائی۔ ”فرمایا: اللہ! نخع کو برکت دے۔“ پھر ارطاة کے لیے جھنڈا بنایا اور ان کا قصہ ذکر کیا۔ ”تجرید“ میں ذہبی لکھتے ہیں: انہیں خزاعی کہا جاتا ہے، پھر ایک حدیث ذکر کی گویا وہ موضوع ہے۔

(ن) جہیش بن زید

۱۲۵۶

بن مالک بن عبد اللہ بن حارث بن بشر بن یاسر نخعی۔ ہشام بن کلبی فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے۔

جہیم بن الصلت

۱۲۵۷

بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف مطلبی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے، مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ایسا ہی بلاذری نے کہا، اور یہ اضافہ کیا کہ جاہلیت میں انہوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا، اسلام آیا تو وہ لکھتے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ

اسد الغابة (۸۲۷) * الطبقات الكبرى (۷۷/۲) * التجريد (۲۷/۱)
اسد الغابة (ت ۸۲۸۰) الاستيعاب (ت ۳۵۰)

کی خدمت لکھائی کا کام بھی کیا۔ ابو عمر فرماتے ہیں: خیبر کے سال اسلام لائے۔ آپ نے انہیں خیبر کی کھجوروں میں سے تیس وسق کھانے کے لئے دیئے۔ مغازی میں ابن اسحاق * نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تبوک پہنچے آپ کے پاس یحٰیہ بن رؤبہ آیا اور آپ سے صلح کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ایک تحریر لکھوائی، اس کے آخر میں ہے وہ تحریر جہیم بن صلت نے لکھی۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے بدر کے دنوں میں ایک گھڑ سوار دیکھا جو کہہ رہا تھا: عتبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹے قتل ہو گئے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے: ابو جہل نے کہا: یہ بنی عبدالمطلب کا سندیا (پیام) دینے والا۔

تاریخ والے حماد جی لکھتے ہیں: زبیر اور جہیم بن صلت زکوٰۃ کی مالیت لکھتے تھے۔

(ن) جہیم بن قیس وہی جہیم ہیں۔ (۱۲۵۸)

جہیم بن ابی جہیمہ الاسلمی (۱۲۵۹)

جیسا کہ آ رہا ہے۔ وہ حنین کی غنیمتیں لانے پر مقرر تھے۔ ان کا ذکر عثمان بن ابی جہیمہ کے حالات میں ہے۔

باب الجہیم جس کے بعد واؤ ہے

(ن) جودان العبدی * (بے نسبت) (۱۲۶۰)

ابن شاہین نے شعیب بن صفوان کے طریق سے بحوالہ عطاء بن سائب، اشعث بن عیسر، وہ جودان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: وفد عبد القیس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے مشروبات کے متعلق پوچھا۔ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے عطاء بن سائب نے بحوالہ اپنے والد جودان روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے روضة العقلاء میں وکیع کے طریق سے بحوالہ سفیان وہ ابن جریج وہ عباس بن عبد الرحمن بن مینا وہ جودان سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”جس نے اپنے بھائی سے معذرت کی اور اس نے اس کا عذر قبول نہیں کیا تو اس پر ٹیکس لینے والے جیسا گناہ ہے۔“ * ابن حبان فرماتے ہیں: * اگر ابن جریج نے ان سے سنا ہے تو یہ روایت حسن غریب ہے۔ اسے ابن ماجہ اور طبرانی نے اسی سند سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے مراسیل میں سہل بن صالح سے بحوالہ وکیع، ابن جودان سے وہ اپنے والد سے۔ ابن ابی حاتم * نے فرمایا: میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق پوچھا، فرمایا: جودان نامعلوم شخص ہیں جو صحابی نہیں۔ شاید جودان عبدی اس راوی کے علاوہ کوئی شخص ہوں جن کی حدیث پر ابوداؤد اور ابو حاتم کا اتفاق ہے کہ وہ مرسل ہے۔ واللہ اعلم

(ن) الجون بن قتادہ (۱۲۶۱)

بن الاغور بن ساعدہ بن عوف بن کعب التمیمی۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قسم رابع میں ہم ان

* السيرة النبوية (۱۹۶/۲) * اسد الغابة (۸۳۰) الاستيعاب (۳۷۶)

* ابن ماجہ باب المعاذیر (۳۷۱۸) المعجم الكبير (۲۷۵/۲) * الثقات (۶۵/۳) * الجرح والتعديل (۵۴۲/۲)

کا تذکرہ کریں گے۔

۱۲۶۲ (ز) الجون بن مجاسر

بن الضبین بن مالک بن مرہ بن عامر بن حارث بن انمار عبدی انج العصری کے ماموں زاد، آمدی فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اپنی قوم کے کام کے متعلق پوچھا جو ان کے لئے عیب بتاتے تھے۔ آپ نے انہیں ایسا جواب دیا جس میں تو یہ تھا (دونوں پہلو تھے)۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تم میں سخاوت نہ ہوتی تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دیتا اور میں تمہیں ملک بدر کر دیتا تم پر تف ہے کہ اپنی قوم کے قاصد بن کر آئے ہو“۔ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۶۳ جویریہ العصری

محمد بن محمد بن مرزوق نے فرمایا: ہمیں سہلہ بنت سہیل نے بتایا کہ میں نے اپنی دادی حمادہ بنت عبد اللہ سے بحوالہ جویریہ العصری سے سنا، فرمایا: میں وفد عبد القیس میں نبی ﷺ کے پاس آیا، ہمارے ساتھ منذر بھی تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تمہاری دو خصلتیں بردباری اور حزم و وقار اللہ تعالیٰ کو پسند ہے“۔ اسے ابن مندہ نے تعلیقاً اور ابو نعیم نے موصولاً ذکر کیا ہے، روایت کی سند میں جن دو عورتوں کا ذکر ہے وہ غیر معروف ہیں۔

القسم الثانی جنہیں دیدار حاصل ہے

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

۱۲۶۵ جبیر بن حویرث

بن نقید بن عبد الدار بن قصی بن کلاب۔ انہیں دیدار اور حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے عبد الرحمن بن سعید بن ربیع روایت لیتے ہیں۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ”انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا آپ کا دیدار کیا (لیکن) آپ سے کچھ روایت نہیں کیا۔ ان کے والد فتح مکہ کے موقع پر کا فر مارے گئے جنہیں علی بن ابی طالب نے قتل کیا“۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تاہل ہے۔ میں کہتا ہوں: کسی نے یہ حدیث روایت کی تو ان کا نام جملہ بتایا، جو تبدیلی ہے درست جبیر ہے۔

❖ مجمع الزوائد (۴۷۱۲)

❖ اسد الغابۃ (۸۳۲) الاستیعاب (۳۸۴)

❖ کنز العمال (۵۸۳۸) (۳۷۵۱۸) الطبقات الكبرى (۵۴/۲/۱) جامع الحديث (۶۶۸/۴) جامع المسانید (۱۷۱/۳)

❖ اسد الغابۃ (۶۹۵) الاستیعاب (۳۱۹)

❖ اسد الغابۃ (۳۰۹/۱) الاستیعاب (۳۰۶/۱)

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

۱۲۶۶ جعدہ بن ابی ہبیرہ *

بن ابی وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی، ان کی والدہ ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے خراسان کے گورنر بنے۔ ابن مندہ فرماتے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ امام بخاری * فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ازدی وغیرہ نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے جن سے صحابی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ حاکم اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ان کے متعلق کہا جاتا ہے: انہیں دیدار کی دولت نصیب ہے۔ ابن حبان * فرماتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کے متعلق کوئی معتمد روایت نہیں ملی۔ بغوی فرماتے ہیں: عہد نبوی میں پیدا ہوئے لیکن صحابی نہیں۔ ابن السکن نے اسی جیسا قول اختیار کیا ہے۔ اجری فرماتے ہیں: میں نے ابو داؤد سے پوچھا: کیا جعدہ بن ہبیرہ صحابی ہیں؟ فرمایا: انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔

میں کہتا ہوں: ان کی روایت تو برحق ہے اس واسطے کہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ وہ آپ کی چچا زاد بہن کے بیٹے ہیں۔ اور ام ہانی کی خصوصیت نبی ﷺ سے مشہور ہے۔ طبرانی نے ابن جریج کے طریق سے ابو ہبیرہ سے وہ مجاہد سے وہ جعدہ بن ہبیرہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (حدیث)

حافظ ضیاء نے مختارۃ میں طبرانی کے طریق سے نقل کیا ہے کیونکہ باوردی نے اسے طبرانی کے شیخ سے اپنی سند کے ذریعے بحوالہ جعدہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: مجھے میرے ماموں علی نے منع فرمایا، پھر وہ روایت ذکر کی حدیث صحیح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بذریعہ دوسری سند مشہور ہے۔ طبرانی نے جعدہ بن ہبیرہ بے نسبت کے سوانح میں ایک دوسری حدیث نقل کی ہیں جس میں فرماتے ہیں بنی عبدالمطلب کے ایک غلام کا نبی ﷺ کے سامنے ذکر ہوا کہ وہ نماز پڑھتا رہتا ہے سوتا نہیں۔ (حدیث) یہ روایت مرسل ہے۔ امام بخاری * وغیرہ نے فرمایا جعدہ امیر معاویہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ام ہانی کے حالات میں آئے گا کہ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو ان کے صحابی ہونے کے منکر لوگوں کی بات غلط ہو جائے گی۔ جس کی طرف میں نے قسم اول میں اشارہ کر دیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد نون ہے

۱۲۶۷ (ن) جنید (تصغیر ہے)

ابن جنید بن عمرو بن حمہ دوسی قسم اول میں قریبی ہی ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے۔ یہ جنید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

* اسد الغابۃ (۷۵۳) الاستیعاب (۳۲۸) * التاريخ الكبير (۲۳۹/۲)

* الثقات (۱۱۵/۴) * التاريخ الكبير (۲۳۹/۲)

ساتھ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے ان کی ان سے کم عمر ایک بہن تھی جس کے متعلق انہیں والد نے وصیت کر رکھی تھی۔ جن کی شادی حضرت عمر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی تھی اس کا تقاضا یہی ہے کہ انہیں اسی قسم کے لوگوں میں شمار کیا جائے گا۔

القسم الثالث اسلام و جاہلیت کا دور پانے والے حضرات جن کے متعلق یہ وارد نہیں کہ انہوں نے

آپ ﷺ کو دیکھا ہے

باب الجیم جس کے بعد الف ہے

(ن) جابر بن عمر مزی (۱۲۶۸)

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دجلہ اور فرات سے سیراب زمین مقرر کیا لیکن انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ یہ طبری کا قول ہے۔

(ن) جابر بن کعب (۱۲۶۹)

بن کرمان بن طرفہ، ابن وہب بن مازن بن تیم بن اسد بن حارث بن العتیک الازدی۔ ثابت بن قطبہ بن کعب بن جابر مشہور شاعر کے دادا۔ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدالاعز شاعر ان کے بیٹے ہیں۔ بنی امیہ کی حکومت میں ان کا ذکر آتا ہے۔

(ن) جابر بن یاسر (۱۲۷۰)

بن عویص (سین کے زبر سے) آخر میں رہے ابن فذک رعینی قتبانی۔ زمانہ نبی ﷺ حاصل ہے۔ ابن یونس فرماتے ہیں فتح مصر میں شریک تھے۔ اور یہی عباس کے بیٹوں عیاش اور جابر کے دادا ہیں۔

(ن) جابر یا جویر العبدی (۱۲۷۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جوان آدمی تھے، اس لحاظ سے انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ امام بخاری نے ”الادب المفرد“ میں ابونضرہ کے طریق سے روایت کیا، فرماتے ہیں: ہمارے ایک جابر یا جویر نامی شخص فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مجھے ایک ضرورت پیش آئی۔ رات کے وقت میں مدینہ پہنچا، آپ کے پاس گیا، ذہانت و زبان تو مجھے (قدرت سے) ملی تھی۔ آپ نے رضی اللہ عنہ کے سامنے دنیا کی حقارت بیان کرنے لگا، پھر وہ قصہ ذکر کیا۔

(ن) جابر الرعینی (۱۲۷۲)

سعید بن جابر کے والد۔ ابن عسا کرنے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا کہ انہوں نے دور نبوی پایا اور فتح دمشق میں شریک تھے۔

میں کہتا ہوں: شاید یہ پہلے والے ہوں۔

باب الجحیم جس کے بعد باء ہے

(۱۲۴۳) (ن) الجَبَان (بے نسبت)

مجھے ان کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ ان کا یہ لقب ان کی بہادری کی وجہ سے پڑا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح تستر میں شرکت کی۔ زمانہ نبوی پایا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں: ہم سے فزاد ابونوح نے بحوالہ عثمان بن معاویہ قرشی وہ اپنے والد سے وہ عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے روایت کر کے بتایا: جب ابو موسیٰ لوگوں کو لے کر ہرمزان کے مقابلہ میں تستر فروکش ہوئے۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا جس میں ہے: مجراۃ بن ثور ایک سرنگ سے تین سو آدمیوں سمیت شہر میں داخل ہوئے۔ اس تعداد میں سے چھیاسی (۸۶) آدمی مخصوص کر لیے ان سے کہا: جب تک تمہارے باقی ماندہ ساتھی اندر نہیں پہنچا دیتا میں نہیں لوٹوں گا۔ تو ان سے ایک کوئی، جس کی بہادری کی وجہ سے اسے جبان (بزدل) کہا جاتا تھا، کہنے لگا: مجراۃ آپ اپنی فکر کریں، آپ کے علاوہ بھی کوئی یہ کام کر سکتا ہے۔ آپ کو جس کا حکم ہے وہ کریں۔ انہوں نے جواب میں فرمایا: تم نے صحیح کہا۔ پھر وہ انہیں دروازے تک لے گئے اور اس شخص کو ان پر نگران بنا کر ایک جتھہ لے کر دیوار کی طرف چل پڑے۔ ایک کافر سردار ان کی طرف اتر پڑا اور انہیں نیزہ مارا جو نشانے پر لگا۔ مجراۃ نے ان سے کہا: اپنے امیر کی طرف چلو، غفلت میں نہ پڑنا۔ انہوں نے پہچان کے لیے ان پر ٹاٹ ڈال دیا اور چل پڑے۔ دیوار پر مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی اور انہوں نے دروازہ کھول لیا۔ ابو موسیٰ نے بھی ادھر کا رخ کیا، پھر باقی ماندہ حدیث سنائی۔

(۱۲۴۴) جَبْرِ بن قَشَعَم

بن یزید بن ارقم بن نعمان بن عمرو بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کندی، زمانہ نبوی پایا ہے اور عراق کی فتوحات میں شریک رہے بلکہ خلافت فاروقی میں قادسیہ کے قاضی بھی رہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ ان کے نسب میں بنی ارقم بن نعمان کی جس جماعت کا ذکر ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں تھی۔ کچھ کوئی لوگ حضرت عثمان کے خلاف کچھ کہنے لگے، تو بنی ارقم نے کہا: ہم اس شہر میں نہیں رہتے جہاں عثمان کو برا بھلا کہا جائے۔ چنانچہ یہ لوگ امیر معاویہ کے ہاں منتقل ہو گئے۔ آپ نے انہیں جزیرہ کی زمین رہا پر ٹھہرایا۔

(۱۲۴۵) جَبْرِ بن نَفِير * (نون، فاسے تصغیر ہے)

ابن مالک بن عامر حضرمی ابو عبدالرحمن، اکابر تابعین میں سے مشہور شخص، ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن حبان * ثقات التابعین میں لکھتے ہیں: انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔ باوردی اور ابن السکن نے عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر کے طریق سے بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے جاہلیت کا دور دیکھا ہے، ہمارے پاس یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا تو ہم لوگ

اسلام لے آئے۔ ابن شاہین نے یہ روایت طویل ذکر کی ہے۔ ابواحمد عسکری کا گمان ہے کہ جبیر بن نفیر دو ہیں۔ ایک کنڈی جو آئے دوسرے حضری ہیں جو صحابی نہیں اور نہ وفد میں آئے۔

میں کہتا ہوں: انہیں اس میں غلطی لگی ہے، جس کا سبب یہ ہے ان کے پاس حدیث اس طرح لکھی ہے جبیر بن نفیر کی روایت ہے کہ ”وہ نبی ﷺ کے پاس آئے“۔ جبکہ درست یہ ہے جبیر بن نفیر سے بحوالہ ان کے والد جیسا کہ آ رہا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد وال ہے

(ن) جد جمیرہ (دونوں جیموں سے)

انہیں خرہ خسرہ (دونوں نقطوں والی خاؤں اور سین سے) فارسی بھی کہا جاتا ہے۔ کسریٰ کا حکم نبی ﷺ تک پہنچانے کے لیے باذان کے قاصد، بعد میں اسلام لے آئے۔ ابوسعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ میں ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ زہری ابوسلمہ بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا خط کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پڑھ کر چاک کر دیا اور یمن میں اپنے گورنر باذان کو لکھا: کہ حجاز والے اس شخص کی طرف اپنے پاس سے دو مضبوط آدمی بھیجو۔ جو اسے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے ذمہ دار ابونوہ کو بھیجا، وہ فارسی زبان لکھنے اور حساب کتاب کرنے والا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک فارسی شخص روانہ کیا جس کا نام ”جد جمیرہ“ تھا۔ انہیں ایک خط دے کر نبی ﷺ کی طرف روانہ کیا جس میں آپ کو ان دونوں کے ساتھ کسریٰ کی طرف متوجہ ہونے کا کہا، ذمہ دار سے کہا: اس شخص کی طرف سے پوری چھان بین کرنا اور اس سے گفتگو کر کے مجھے اس کی اطلاع دینا۔ یہ دونوں وہاں سے نکل کر طائف پہنچے۔ جہاں انہیں قریش کے چند تاجر ملے ان سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھا، ان لوگوں نے بتایا وہ یثرب میں ہیں وہ خوش ہوئے کہنے لگے کسریٰ نے اس کی سزا مقرر کر رکھی ہے۔ وہ شخص تمہیں کافی ہے۔ وہاں سے چلے مدینہ آ گئے۔ ابونوہ نے آپ سے بات کی کہ کسریٰ نے باذان کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کے پاس ایسے شخص بھیجے جو آپ کو لے جائیں۔ اس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب (سرائے میں) لوٹ جاؤ، کل میرے پاس آنا“۔ دوسرے دن جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ اور اس کے بیٹے شیروہ کو فلاں رات فلاں مہینے اس پر مسلط کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ جانتے ہیں جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں (اس کا کیا نتیجہ ہوگا)؟ یہ بات ہم باذان کو لکھ بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس سے کہنا: اگر تم مسلمان ہو گئے تو میں تمہیں تمہارے عہدے پر برقرار رکھوں گا۔ پھر آپ نے جد جمیرہ کو ایک ازار بند عطا کیا جو آپ کو ہدیہ میں ملا تھا۔ اس میں سونا چاندی لگی تھی۔ پھر وہ دونوں باذان کے پاس آئے، اسے حالات سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو بادشاہ کا کلام نہیں، ہم ان کی بات کا ضرور انتظار کریں گے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اس کے پاس شیروہ کا خط آ پہنچا: صورت حال یہ ہے کہ میں نے فارس کے لئے غصہ میں کسریٰ کو قتل کر دیا ہے، کیونکہ اس نے فارس کے بڑے بڑے لوگ قتل کرنا حلال سمجھ لیا تھا۔ اپنی جانب کے لوگوں سے میری فرمانبرداری کا پروانہ لے لو اور اس شخص کی ذرا بھی گستاخی نہ کرنا جس کے لیے کسریٰ نے تمہیں لکھا تھا۔ جب اس نے خط پڑھا، کہنے لگا: بے شک یہ شخص فرستادہ نبی ہے اور وہ اسلام لے آئے۔

س کی وجہ سے وہاں کے وہ سب فارسی * نو جوان بھی مسلمان ہو گئے جو یمن میں رہتے تھے۔ ابو نعیم اصبہانی نے ”دلائل النبوة“ میں لکھا ہے جو ابن اسحاق سے بلا سند مروی ہے لیکن انہوں نے ان کا نام خرخرہ لیا ہے۔ البتہ ان کے رفیق ”ابانوہ“ کے نام پر اتفاق کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد را ہے

(ن) جرّاد بن طہیمہ ۱۲۷۷

بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن عامر بن کلاب کلابی وحیدی، مخضرمی، زمانہ جاہلیت و اسلام پایا ہے۔ ان کے بیٹے شیبہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب وہ شہید ہوئے، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(ن) جرّاد بن مالک ۱۲۷۸

بن نویرہ تميمی سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کے چچا متمم نے ان کا مرثیہ کہا ہے۔ حرف میم میں ان شاء اللہ تعالیٰ مالک کے قتل ہونے کی روایت آئے گی۔

(ن) جرّاد البجلی ۱۲۷۹

جاہلیت کا دور پایا اور جریر کے ساتھ فتح قادسیہ میں شریک ہوئے۔ خلال کہتے ہیں: ہمیں جعفر بن احمد بن بسر نے بحوالہ ابوسر بن محالد بن جرّاد بتایا، اور جرّاد ان لوگوں میں سے ہیں جو جریر کے ساتھ فتح قادسیہ میں شریک تھے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔

(ن) جرجہ / جرجیر رومی ۱۲۸۰

ابویونس ازدی نے فتوح الشام میں ان کا ذکر کیا ہے اور دلائل میں ابو نعیم کے طریق سے مروی ہے، کہا: ”جرجیر“ فتوح میں سیف بن عمر نے جرجہ لکھا ہے۔ اور اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ یرموک میں شہید ہوئے۔ ابو حذیفہ اسحاق بن بشر نے فتوح میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔

(ن) جروول بن اوس ۱۲۸۱

حاء بے نقطہ میں ان کا ذکر ہوگا۔ حطیہ عسی شاعر ہیں۔

(ن) جروول العبسی (دوسرے ہیں) ۱۲۸۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے اور عہد فاروقی میں شریک جنگ رہے۔ یعقوب بن شیبہ نے اپنی مسند میں سرج بن نعمان سے بحوالہ یثیم بن عمران بن عبد اللہ، فرماتے ہیں: میرے دادا عبد اللہ نے بحوالہ اپنے والد ابو عبد اللہ جروول بتایا، فرمایا: میں عتبہ بن غزوہ ان کے ساتھ فتح اصطر میں شریک تھا۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے شام کے گورنر کو لکھا کہ ابو عبد اللہ کے حساب میں

ستر دینار کا اور ان کے اہل و عیال کے وظیفے میں دس دس دینار کا اضافہ کر دو۔

۱۲۸۳ (ن) جرہ بن یزید الطائی

ابو حاتم بھستانی نے معمر بن میں ان کا ذکر کیا کہ وہ سو سال کے قریب زندہ رہے۔ پھر اسلام کا زمانہ پایا۔ حضرت عثمان غنی کی خلافت میں ترکوں سے جنگ میں اخف بن قیس کے ساتھ شریک تھے جس میں ان کا ہاتھ شل ہو گیا تو اخف نے انہیں اس دیت عطا کی۔ بعد میں بلخ فروش ہوئے وہ اکثر ترکوں سے شریک جنگ رہے۔ اس وقت وہ بے حد بوڑھے تھے بالآخر سعید بن اسلم کے ساتھ شہید ہوئے اس کے متعلق ان کے بہت سے اشعار بھی ہیں۔

۱۲۸۴ (ن) جَرَبَہ (جیم اور باء سے تصغیر ہے)

ابن الاشیم بن عمرو بن وہب بن دثار بن فقہس اسدی ثم فقہسی، آمدی فرماتے ہیں: بنی اسد کے شاعروں اور جاہلیت ان کے شاعروں میں سے ایک ہیں۔ پھر اسلام لے آئے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

”جو مذہب پرانا ہو گیا وہ میرے لیے ایک نئے دین سے تبدیل ہو گیا۔ گناہ کی ایسی کثرت تھی گویا میں اندھیروں میں تھا۔ اے دین کے مالک! ہمیں قائم رکھ تا کہ ہم سیدھے رہیں۔ میں اگر گناہ کا ارادہ بھی کروں گنہگار نہ ہوں۔“

مرزبانی لکھتے ہیں: جاہلی شاعر ہیں۔ فرماتے ہیں:

”نشان زدہ گھڑ سواروں پر فدا، غبار کے تلے میرا ماموں اور چچا تھا۔ ہم نے دشمنوں سے کہا اترو! تو وہ نہیں اترے۔ اترو! اترو! کی ان پر کثرت ہو گئی۔“

ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا اور صرف ان کا شاعرانہ وصف بیان کیا۔ عنقریب فقہس تک ان کا نسب آئے گا جیسا کہ یہاں ہے۔

باب الجیم جس کے بعد زاء ہے

۱۲۸۵ جزء بن حارث بن جذیمہ العبسی

ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد دور جاہلیت میں فوت ہوئے۔ اور ان کے چچا قیس بن زہیر اپنے دور میں عبس کے رئیس تھے، وہ بھی دور جاہلیت میں فوت ہوئے۔ رہے یہ جزء تو مجھے کوئی ایسا نظر نہیں آیا جس نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے ان کا بیٹا عباس جوام الولید بن عبد الملک کے والد ہیں تابعین سے ہیں۔ بنی امیہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔

۱۲۸۶ (ن) جزء بن ضرار الغطفاء

مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی شاعر ہیں جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو بہترین بدلہ دے اور اس پھٹے ہوئے چمڑے میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں برکت ہو۔“ (اشعار)

۱۲۸۷ (ن) جزء بن مالک اسدی

حضرمی بن عامر میں تذکرہ ہوگا۔

باب الجیم جس کے بعد شین ہے

۱۲۸۸ جشیش الدیلمی * (جیم کے بعد دو شین سے تصغیر ہے)

یہ نام دارقطنی نے لکھا ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسود کذاب کے قتل میں امداد بہم پہنچائی تھی۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف نے کتاب الردہ میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے جشیش، رویہ اور فیروز کی طرف پیغام بھیجا کہ اسود العنسی سے جنگ کرو۔ اسے دو سندوں کے لئے ذریعہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے۔ مایا: اس پیغام کا قاصد وبرہ بن تحسن تھا۔ ایسا ہی واقدی نے درہ میں ہمام بن منبہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی سیف نے فرمایا: ہمیں مستنیر بن یزید نے بحوالہ عروہ بن غزیہ دیشنی ضحاک بن فیروزہ جشیش دیلمی سے روایت کر کے بتاتے ہیں، فرمایا: ہمارے سوا براہین تحسن نبی ﷺ کا خط لے کر آئے جس میں آپ ﷺ ہمیں اپنے دین پر قائم رہنے، جنگ میں ثابت قدم رہنے اور اسود کذاب کے خلاف متحرک رہنے کا حکم دے رہے تھے۔ پھر ان کا وہ لمبا قصہ ذکر کیا جس میں انہوں نے اسود کو قتل کیا۔ اس کے آخر میں ہے پھر میں نے اذان دی اور ان کے سامنے اس کا (کٹا ہوا) سر ڈال دیا۔ وبرہ نے نماز قائم کی پھر ہم نے ان پر ہلہ بول دیا اور نبی ﷺ کو حالات کی خبر دی۔ آپ ﷺ اس وقت باحیات تھے۔ اسی رات آپ ﷺ کے پاس وحی آ چکی تھی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو اس کی اطلاع دی آپ کے بعد ہمارے قاصد صدیق اکبر کے پاس آئے اور انہوں نے ہی ہمارے خطوط کا جواب دیا۔ دادو کے حالات اس آئے گا کہ یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے اسود کے قتل میں اعانت کی تھی۔

باب الجیم جس کے بعد را ہے

۱۲۸۹ جرجست فارسی

اگر اس میں لفظی غلطی نہیں تو یہ دوسرے شخص ہیں۔ اس میں بھی کوئی مشکل نہیں کہ وہ متعدد ہوں۔

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

(۱۲۹۰) جعدہ سلمیٰ

جہالت کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینے میں ان کا ایک قصہ ہے۔ آمدی * نے ان کا ذکر کیا کہ وہ غزل گو عورتوں والے شاعر تھے۔ عورتوں سے باتیں کرتے، انہیں ہنساتے اور ان سے مذاق کرتے وہ بھی ان کے پاس جمع ہو جاتیں۔ انہوں نے ایک عورت کو پکڑا اسے باندھا اور کہا کہ اب چلو وہ لڑکھڑا کر گری جس سے اس کے کپڑے کھل گئے اور سب عورتیں ہنسنے لگیں۔ یہ بات بقیلہ اشجعی کو پتہ چلی، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شریک جہاد تھے انہوں نے آپ کی طرف خط لکھا۔

کوئی قاصد ابو حفص کو یہ پیغام پہنچا دے میرا بھائی آپ پر قربان ہو اللہ آپ کی رہنمائی کریں ہماری اونٹنیوں کا خیال کرو، ہم محاصرہ کے زمانے میں آپ لوگوں سے غافل رہے۔ ان اونٹنیوں کا کون نگہبان ہوگا جو بیڑیاں ڈال کے چھوڑ دی گئیں۔ مختلف جھگڑوں کو لے کر سلع پہاڑ چل پڑا کچھ اونٹنیاں بنی کعب ابن عمرو کی کچھ قبیلہ اسلم، جہینہ اور غفار کی ہیں۔ جنہیں سفید شرارتی باندھتا ہے اور وہ شخص کیا ہی برا جو اچھے اونٹوں کو باندھتا ہے۔ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جعدہ کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں جلا وطن کر دیا۔ قصہ مشہور ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کی طرف سے تھی نقل کیا جاتا ہے۔ میں نے تاریخ ابن عساکر میں جعفر بن خزابه کے طریق سے اسمعیٰ تک ان کی سند سے مروی پڑھا ہے۔ فرمایا: ہمیں ابو عمرو بن العلاء نے بتایا، فرمایا کہ مدینہ میں بنی سلیم کا جعدہ نامی ایک شخص تھا جس کے پاس مدینہ کے درمیان میں عورتیں آ کر باتیں کرتیں۔ وہ ایک عورت کو رسی سے باندھتا پھر کہتا: رسی سے بندھا گھوڑا چھلانگ لگائے گا۔ جب وہ عورت کودتی تو گر جاتی جس سے اس کی شرمگاہ کھل جاتی، جہاد میں شریک کچھ لوگوں کو اس کی اطلاع ملی جن میں سے ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس جعدہ بن سلیم لایا جائے۔ چنانچہ وہ لایا گیا۔ سعید بن المسیب فرمایا کرتے تھے: میں ان جوانوں میں شامل تھا جو جعدہ کو پکڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔ آپ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا: جیسا تمہارے متعلق کہا گیا کہ وہ سفید رنگ شرارتی ہے، تو ایسا ہی ہے، پھر اسے کوڑے مارے اور عمان کی طرف جلا وطن کر دیا۔

(۱۲۹۱) جعفر بن علس

بن ربیعہ بن حارث بن عبد یغوث بن حارث بن معاویہ حارثی۔ ابوالفرج اصبہانی فرماتے ہیں: دور جاہلیت پایا پھر اسلام لے آئے۔

(۱۲۹۲) (ن) جعفر بن قرط العامری

ابو حاتم بختانی * نے معمر بن میں ان کا ذکر کیا کہ وہ تین سو سال تک زندہ رہے، اسلام کا زمانہ پایا تو مسلمان ہو گئے۔

۱۲۹۳ (ن) جعونه بن شعوب الليثي

ابوبکر بن شداد بن شعوب کے بھائی، زمانہ نبوی پایا ہے۔ فاکہی نے ابو اویس کے طریق سے بحوالہ اپنے والد کے چچا ربیع بن مالک سے وہ اپنے والد سے وہ جعونه بن شعوب لیثی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ باہر نکلا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ رکھا تھا یا میرے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ آپ کی نظر ایک قافلے پر پڑی جو گھائی سے نکل رہا تھا اور اپنی سواریاں بھیج چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر قافلے کو اس فضیلت کا علم ہو جائے جو وہ لے کر جا رہے ہیں..... (حدیث)

۱۲۹۴ جعونه بن مرثد الاسدي

مخضرم طلحہ بن خویلد نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اس کے متعلق اشعار ہیں:

”بنی اسد نے جو کچھ کہا مجھے برا لگا، جو قوم اللہ سے جنگ کرنے لگے اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا، میں دین حنیف کا پیروکار ہوں اگرچہ تم بے وقوفی کی وجہ سے دین مستقیم پر قائم رہنے کی بنا پر برا بھلا کہو، پھر بھی میں مسلمان ہوں۔“

۱۲۹۵ (ن) الجعيد (بے نسبت)

میرے خیال میں وہ بنی تغلب کے فرد ہیں۔ مدائنی نے کتاب المکاند میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ان عربوں میں سے تھے جو اجنادین کی جنگ کے بعد رومیوں کے ساتھ تھے اور ان کی قید سے چھوٹ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہیں دشمنوں کے خفیہ ٹھکانوں کی اطلاع دی۔ اور ان کے لیے ایک تدبیر سوچی جس پر عمل کر کے ناقوصہ کے روز انہیں شکست دے دی۔ اور ان کے دس لاکھ سے زائد سوار قتل کر دیے۔ اور ذکر کیا کہ یرموک اور ناقوصہ کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے۔

۱۲۹۶ (ن) جعیده بن عبیدہ کلابی

ارتداد کے خلاف جنگ کے دوران اور فتح شام میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ وہی کہتے ہیں: ”مجنون کی بیٹی کہتی ہے: کیا تو بیٹھا ہوا ہے۔ نہیں اس کے باپ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اس کی بات نہیں مانوں گا جس کا خالد کے لشکر میں بکثرت آنا جانا ہو۔ رومیوں کی طرف سے اس پر ان کے آنسو بہتے ہوں گے۔“

باب الحجیم جس کے بعد لام ہے

۱۲۹۷ الجندی

شروع کا پیش لام پرزبرنون ساکن اور دال پرزبر، عمان کے بادشاہ۔ دھیمہ نے ردۃ میں ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے عمرو بن العاص کو انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا تو انہوں نے کہا: تم نے مجھے اس نبی امی کے متعلق بتایا کہ وہ جس بھلائی کا حکم دیتا ہے سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتا ہے اور جس شر سے منع کرتا ہے سب سے پہلے خود اس سے باز رہتا ہے۔ جب وہ غالب آتا ہے تو نہ ٹھکراتا ہے اور نہ جھڑکتا ہے۔ وہ عہد کی پاسداری اور وعدے کی وفاداری کرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں وہ نبی ہے۔

پھر چند اشعار کہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

”عمر و میرے پاس وہ بات لے کر آیا جس کے بعد نہ کوئی حق ہے اور نہ خیر خواہی۔ میں نے اس سے کہا: جو کچھ تم لے کر آئے اس میں اضافہ نہیں کیا، عمان کا جلندی چیتا ہے۔ اے عمرو! میں کھلے عام اللہ تعالیٰ کے لیے مسلمان ہو چکا ہوں جس کی صدا دونوں وادیوں میں پھیل رہی ہے۔“

عنقریب جعفر بن جلندی کے سوانح میں آئے گا کہ جن کی طرف پیام بھیجا گیا عمرو تھے، اس لیے امکان ہے کہ باپ اور بیٹے دونوں کی طرف آپ نے پیام بھیجا ہو۔ مدائنی نے ذکر کیا کہ کسی عجمی بادشاہ نے جلندی بن عبدالعزیز ازدی کو گورنر بنایا، انہیں جاہلیت میں عبد جمل کہا جاتا تھا، پھر قصہ ذکر کیا۔

باب الجیم جس کے بعد میم ہے

(ن) جماع بن ضرار (۱۲۹۸)

شماخ بن ضرار کے حالات میں تذکرہ ہوگا۔

(ن) جمرہ بن شہاب (۱۲۹۹)

مختصری ہیں۔ ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا جسے ہم نے ”فوائد ابی القاسم بن بشران“ میں موسیٰ بن عقبہ کے طریق سے بحوالہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: جمرہ۔ آپ نے فرمایا: کس کے بیٹے ہو؟ کہا: شہاب کا۔ فرمایا: کن سے ہو؟ کہنے لگا: آگ جلانے والوں میں سے۔ فرمایا: تمہارا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا: حرہ میں۔ فرمایا: کس محلہ میں؟ کہا: ذات لظی (لپٹ والی) میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہنچو! پہنچو! تمہارے گھر والے تو جل گئے۔ چنانچہ وہ شخص آیا، دیکھا تو واقعی اس کے گھر والے جل چکے تھے۔

عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ زہری ابن المسیب سے روایت کیا، فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اسی سے ملتے جلتے مفہوم کی روایت ذکر کی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے مؤطا میں یحییٰ بن سعید سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: جمرہ۔ پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔ اس روایت کا ابوبلال اشعری کی روایت سے ایک اور طریق ہے جو خالد اشعری سے بحوالہ مجالد ایک شیخ سے جس نے جاہلیت کا دور دیکھا ہے، کہا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا پھر اسی مفہوم کا قصہ ذکر کیا۔ اخبار منشورہ میں ابن درید لکھتے ہیں: ہمیں ابو حاتم بستانی نے بحوالہ ابو عبیدہ بن ثنیٰ بتایا کہ شہاب بن جمرہ جہینی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے ایسا ہی الٹ ذکر کیا ہے جبکہ صحیح نام پہلے والا ہے۔ ابن کلبی نے ”الجامع“ میں ان کا ذکر کیا کہ وہ جمرہ بن شہاب بن ضرام بن مالک الجہنی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ان کا قصہ بھی ذکر کیا ہے۔

باب الحیم جس کے بعد نون ہے

۱۳۰۰ جناب بن مرثد (ابوہانی الرعینی)

نبی ﷺ کے دور میں اسلام لائے اور یمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ابن یونس وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۰۱ جنادہ بن ابی امیہ الدوسی

ان کے والد کا نام کبیر (باء سے) ہے۔ عباده بن الصامت رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔ میں نے ان کے ہمنام کے سوانح میں فرق پہلے بتا دیا ہے جس سے فائدہ ہوگا۔ یہ کہ انہوں نے دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ ۶۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۱۳۰۲ (ن) جندب بن سلامہ الہذلی

دور جاہلیت دیکھا ہے، عہد فاروقی میں مدینہ کے تاجر تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں سلمہ بن جندب کے طریق سے بحوالہ جندب بن سلامہ روایت کیا ہے، فرمایا: ہم لوگ اس بازار کے تاجر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اپنے اور تمہارے درمیان اس چیز کو راستہ نہیں دیں گے جسے تم ذخیرہ کر سکو۔ مسلم بن جندب کہتے ہیں: جندب بن سلامہ کا تعلق میری قوم سے تھا۔

۱۳۰۳ (ن) جندب بن سلمی مدلجی

بنی سوق کے فرد، ان لوگوں میں سے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں (نعوذ باللہ منہ) مرتد ہو گئے۔ ان کی طرف عتاب بن اسید گورنر مکہ نے اپنا بھائی خالد بن اسید بھیجا جو انہیں ابارق میں جا ملے۔ انہیں شکست دی اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ اس کے بعد انہیں ندامت ہوئی اور دوبارہ مسلمان ہو گئے، چنانچہ وہ کہتے ہیں: مجھے ندامت ہوئی اور میں نے یہ یقین کر لیا کہ میں نے اس کا انکار کر دیا جس کی عار ہمیشہ زمانے کے ساتھ رہے گی۔

۱۳۰۴ جندع بن صمیل

نبی ﷺ کے عہد میں اسلام لائے آپ کی طرف رخت سفر باندھا لیکن رستے میں فوت ہو گئے۔ رافع بن خدش کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا وہ ان کے چچا زاد ہیں۔

۱۳۰۵ جندل العجلی

مخضرمی ہیں۔ ۱۲ھ کو جابان کے قتل کی خوشخبری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچانے کے لئے خالد بن ولید کے قاصد تھے۔ سیف اور طبری نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ جندل فصیح آدمی تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک قیدی لڑکی ہبہ کی جس سے ان کی اولاد ہوئی۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد ہاء ہے

(ن) جہمہ بن عوف الدوسی (۱۳۰۶)

ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے معمر بن میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ تین سو ساٹھ (۳۶۰) برس زندہ رہے۔ اسلام کا زمانہ پایا۔ چنانچہ جب وہ کسی کو لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے سنتے تو فرماتے، میں نے اپنی جوانی میں لوگوں کو یہ کلمہ پڑھتے سنا ہے وہ ایک وادی سے گزرتے جو بے آب و گیاہ تھی، فرماتے ہیں: میں اس وادی سے گزرتا جس میں کوئی درخت نہ ہوتا وہ اتنا زندہ رہے کہ ان کی ابروئیں ان کی آنکھوں پر پڑ گئی تھیں۔ مندرجہ ذیل اشعار کے قائل وہی ہیں:

”میں بوڑھا ہو گیا اور عمر لمبی ہو گئی یہاں تک کہ مجھے ہات کے اڑدھوں کے ڈسے شخص کا قائم مقام بنا دیا جو ودیعت اور امانت نہیں رکھا گیا۔ نہ تو مجھے بیماری کی مصیبت ہے نہ کوئی اور غم ہے، ہاں موسم گرما اور بہار کے لگاتار سال مجھ پر گزرے جن میں تین سو سال مکمل گزرے۔ دیکھو اب میں چوتھے کی امید پر ہوں۔ میں گزشتہ سالوں کی باتیں بتاتا ہوں۔ ایک دن ایسا ضروری ہے جس میں پچھڑنے کے لیے مجھے اڑایا جائے۔“

(ن) جہم بن کلدہ الباہلی (۱۳۰۷)

دارقطنی کی ”المختلف و المؤلف“ میں مظہر بن سعید باہلی کے طریق سے ان کا ذکر آیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے دادا مظہر بن جہم بن کلدہ نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا کہ ہم لوگ سوقہ میں تھے جو ریتلا علاقہ ہے۔ جب ہمارے پاس نبی ﷺ کی وفات کی اطلاع پہنچی تو لوگوں نے اپنے گھر گرانا شروع کر دیئے پھر سات دن تک تعمیر نہیں ہوئے۔

(ن) جہم الحضرمی (۱۳۰۸)

عامر بن جہم میں ذکر آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد واؤ ہے

(ن) جویریہ بن قدامہ التیمی (۱۳۰۹)

خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے ابو جمرہ (جیم سے) روایت کرتے ہیں بخاری میں ہے بقول بعض نام ان کا جاریہ اور جویریہ لقب ہے۔ اور کسی نے کہا کہ اکابر تابعین میں سے وہ آخری شخص ہیں۔ اور جو روایت ابن عساکر نے سعید بن عمرو الاموی کے طریق سے روایت کی ہے اس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہ دونوں ایک ہی شخص ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان سے کہا: جاریہ بن قدامہ کو اندر آنے کی اجازت دو! جب وہ اندر آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: جویریہ! پھر قصہ ذکر کیا۔

باب الجیم جس کے بعد یاء ہے

۱۳۱۰ جیفر

بروزن جعفر لیکن عین کی جگہ یا ہے بن جُلندی از دی شاہ عمان۔ ابو عمر نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: انہوں نے اور ان کے بھائی نے نبی ﷺ کا دیدار نہیں کیا۔ ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابن سعد نے عمرو بن شعیب کے طریق سے عمرو بن العاص کے مولیٰ سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے عمرو بن العاص کو فرماتے سنا: میں نجاشی کے پاس مسلمان ہوا پھر اپنی ہجرت کا واقعہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے جیفر اور عبید کی طرف بھیجا جو جلندی کے صاحبزادے اور عمان میں رہتے تھے۔ ان میں سے بادشاہ جیفر تھا۔ ان دونوں کا تعلق قبیلہ ازد سے تھا۔ پھر ان کے اسلام لانے کا واقعہ ذکر کیا۔ اور ان دونوں نے انہیں کلوۃ کی عام اجازت دی۔ نبی ﷺ کی وفات تک وہ عمان میں ہی رہے۔

ادھر عبدان نے زہری تک صحیح سند سے بحوالہ عبد الرحمن بن عبد القاری روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو جیفر اور عباد کی طرف بھیجا جو جلندی کے بیٹے اور عمان کے گورنر تھے۔ حضرت عمرو ان کے ہاں گئے تو وہ دونوں اسلام لے آئے۔ ان کے ساتھ بہت سے لوگ بھی حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ نے اسلام نہ لانے والوں پر جزیہ مقرر کیا۔ میں کہتا ہوں: اس میں اور جلندی تک جو مرسل روایت ہے اُس میں کوئی منافات نہیں۔ اور یہ مشکل بھی نہیں کہ جلندی خود بوڑھے ہو گئے ہوں اور اختیار مملکت اپنے دونوں بیٹوں کو دے دیا ہو۔ واللہ اعلم

۱۳۱۱ (ن) جیفر بن چشم از دی

وشیمہ نے کتاب الردۃ میں ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔

القسم الرابع جن کا وہم اور غلطی سے ذکر ہوا

باب الجیم جس کے بعد الف ہے

۱۳۱۲ (ن) جابر بن عبد اللہ الاشہلی

ان کے متعلق ابن مندہ کو وہم ہوا ہے، درست یوں ہے: جابر بن خالد بن مسعود، پہلے بھی تذکرہ ہوا ہے۔ وہم کی وجہ یہ بنی کہ وہ بنی عبد الاشہل سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ان کے جد اعلیٰ کی طرف نسبت کر دی اور اسے تبدیل کر کے عبد الاشہلی کر دیا۔

۱۳۱۳ (ز) جابر بن عیاش *

ابونعیم فرماتے ہیں: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ انہوں نے ان کا اسی طرح مختصر تذکرہ کیا ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں جبکہ انہیں وہم ہوا ہے: ابونعیم نے تو جابر بن یاسر بن غویص (جو عیاش کے دادا ہیں) کے سوانح کے دوران کہا، جابر بن عیاش بن جابر نہ ان کا تذکرہ مشہور ہے اور نہ روایت۔ ابن الاثیر یہ سمجھے کہ انہوں نے جابر بن عیاش کو سابقہ ذکر کردہ ناموں پر عطف کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ انہوں نے تو ان کے بھائی عیاش پر عطف کیا۔ اور جابر بن عیاش مصریوں میں صغارتا بعین کے طبقہ سے مشہور ہیں۔

۱۳۱۴ جابر بن نعمان *

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”مسکین کو دینا (بُری موت سے محفوظ رکھتا ہے)۔“ میں نے فوائد ابی العباس احمد بن علی الابار میں ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ فرمایا: ہم سے علی بن ہاشم نے بحوالہ ابن فدیك، محمد بن عثمان سے وہ اپنے والد سے وہ جابر بن نعمان سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ میں نے سلفی کے طریق سے ایک صحیح نسخہ میں ایسا ہی پایا ہے۔ مجھے کوئی مؤرخ ایسا نظر نہ آتا جس نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہو، حالانکہ یہ ان کی شرط کے مطابق ہیں پہلے میں یہ بات جائز قرار دیتا تھا کہ وہ جابر بن نعمان بلو انصار کے حلیف ہوں جن کا ذکر قسم اول میں گزرا ہے۔ بعد میں مجھے حسن بن سفیان، طبرانی اور ابونعیم کے ہاں حلیہ میں حارثہ بن نعمان انصاری کے سوانح میں یہ حدیث مل گئی۔ قسم اول میں ان کے سوانح میں آئے گی۔

۱۳۱۵ جاریہ بن عبد المنذر

درست خارجہ خاء نقطہ والی یہ ہے، آ رہا ہے۔

۱۳۱۶ (ز) جاریہ بن عمرو

بن المؤمل ان شاء اللہ تعالیٰ خواتین کے حصہ میں حرف جیم میں ذکر ہوگا۔

۱۳۱۷ (ز) جاریہ بن قعیس الطائی

درست حارثہ یائے بے نقط سے ہے، ذکر آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

۱۳۱۸ (ز) جبیر بن اوس ازبنی ذریق

بدری صحابی ہیں۔ البتہ ان سے زیادہ احادیث مروی نہیں، ایسا ہی ابن حبان نے ذکر کیا ہے۔ جزء بن انس کا تذکرہ اور اس میں اختلاف پہلے گزر چکا ہے وہی درست ہے۔

(ن) جبر (بے نسبت)

ابو احمد عسکری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ایک طریق سے بحوالہ عثمان وقاصی زہری سے انہوں نے عبد اللہ بن جبر سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قراءت کی تو (نماز کے بعد) آپ نے فرمایا: جبر اپنے رب کو سناؤ مجھے نہیں۔“ * سابقہ شخصیت پر اضافہ کرتے ہوئے ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: یہ لفظی غلطی ہے حالانکہ یہ نام جبر (باء کی جگہ ہاء سے) تھا جس طرح کچھ ہی پہلے تذکرہ ہوا ہے۔ ہم نے اس کے متعلق سب کچھ تحریر کر دیا ہے۔

(ن) جبر بن زید

ابو عبس کے والد عنقریب علیہ بن زید کے سوانح میں وہ بات آئے گی جس سے وہم ہوتا ہے کہ وہ صحابی ہیں اور ان سے روایت ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ صحابی ہونا اور روایت کرنا ان کے بیٹے ابو عبس کو حاصل ہے۔

(ن) جبلة بن ثابت

زید کے بھائی۔ بعض رواۃ کو ان کے متعلق وہم ہوا ہے اور انہوں نے حدیث ابن اسحاق بحوالہ فروہ بن نوفل، جبلة بن زید سے روایت کر دی جبکہ وہ زید بن حارثہ ہیں اور راوی نے انہیں زید بن ثابت سمجھ لیا ان کے بھائی کا بھی یہی نسب بیان کر دیا۔ حدیث جبلة بن حارثہ سے مشہور ہے جیسا کہ قسم اول میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

(ن) جبلة بن شراحیل * حارثہ کے بھائی

ابن مندہ نے ان کا علیحدہ عنوان قائم کیا ہے جس کی ابو نعیم نے تردید کی ہے کہ وہ یہی پہلے والے جبلة بن حارثہ زید کے بھائی ہیں۔ اور حارثہ ان کے بھائی نہیں بلکہ والد ہیں۔ یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں وہم کی وجہ وہ روایت ہے جو زید بن حارثہ کے قصہ میں ان کی اولاد کے طریق سے مروی ہے۔ حارثہ نے کہا: اے بیٹے! میں تمہیں اپنی طرف سے تسلی دیتا ہوں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس حارثہ بن شراحیل ایمان لے آئے اور باقی لوگوں نے انکار کر دیا اور واپس جنگل میں آ گئے۔ پھر ان کا بھائی جبلة واپس گیا اور نبی ﷺ پہ ایمان لے آیا۔ تو ابن مندہ نے اخاہ (ان کے بھائی) کی ضمیر حارثہ کی طرف راجع کی اس لیے کہ وہ قریبی لفظ ہے جس کا ذکر ہوا اور ابو نعیم نے زید کی طرف لوٹائی اس لئے کہ انہی کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے۔ جبکہ دونوں کا احتمال ہے البتہ ابو نعیم کا قول راجح اور وزنی ہے۔ کیونکہ جبلة بن حارثہ صحابہ میں اپنی صحابیت اور نام کے حوالہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ بخلاف ان کے چچا زید کے، اس واسطے کہ ان کا صرف اسی روایت میں نام لیا گیا ہے جو قابل احتمال ہے۔ قالہ علم
پھر ساتھ ساتھ یہ روایت اس مشہور حدیث کے مخالف اور شاذ ہے کہ زید بن حارثہ نے جب رسول اللہ ﷺ کو پسند کر لیا تو

ان کے والد اور چچا کا جی خوش ہو گیا اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ ایسا ہی اہل سیرت نے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں کلبی کے طریق سے بحوالہ ابوصالح، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۱۳۲۳ جبلہ* (بے نسبت)

ابن شاہین نے ان میں اور جبلہ بن حارثہ میں فرق کیا ہے حالانکہ یہ وہی ہیں۔ اور جو حدیث انہوں نے درج کی وہ بھی ان کی ہے۔ وہ ابن اسحاق کی حدیث بحوالہ ایک شخص جبلہ سے ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ (سورۃ الکافرون: ۱) کی سونے* کے وقت قراءت کے بارے میں مروی ہے۔ اسے ابن مندہ نے شریک کی روایت سے بحوالہ ابن اسحاق فروہ بن نوفل سے انہوں نے جبلہ بن حارثہ سے نقل کیا ہے۔

۱۳۲۴ جبیر بن حارث

درست جیب (باؤں سے ہے) پہلے گزر چکا ہے۔

۱۳۲۵ جبیر بن حارث اعرابی

اقتھری نے اپنے سفرنامہ کے فوائد میں امیر ابوالکارم عبدالکریم ابن الامیر نصر دیلمی تک ایک لمبی سند سے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: میں امام ناصر عباسی کی خدمت میں تھا ایک دفعہ وہ شکار کی غرض سے باہر نکلے۔ شکار کے پیچھے گھوڑے کو ایڑ لگائی، ان کے پیچھے کچھ خواص بھی چل پڑے۔ آخر کار ہم ایک ویران زمین میں جا پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کچھ عرب ہیں ان کے بوڑھے آگے بڑھے وہ خلیفہ کو پہچان کر زمین بوس ہونے لگے اور جو میسر ہوا وہ کھانا پیش کر کے کہنے لگے: امیر المومنین! ہمارے پاس ایک تحفہ ہے جو ہم آپ کو دینا چاہتے ہیں۔ فرمایا: وہ کیا ہے؟ ہم سب ایک شخص کی اولاد ہیں اور ابھی تک زندہ کھاتے پیتے ہیں۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا ہے اور خندق کی کھودائی میں آپ کے ساتھ حاضر تھے۔ خلیفہ نے کہا ان کا نام؟ وہ بولے جبیر بن حارث۔ خلیفہ نے کہا: مجھے ان کی زیارت کراؤ۔ تو انہوں نے انہیں بچہ کی طرح ایک پنگھوڑے میں ڈالا پھر رتن ہندی جیسا قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: یہ ۵۷۶ھ کی بات ہے۔ لسان المیزان* میں، میں نے پورا قصہ ذکر کیا ہے۔

۱۳۲۶ جبیر بن نعمان*

بن امیہ انصاری، خوات بن جبیر کے والد۔ سعید بن یعقوب بن السراج نے افراد میں ان کا ذکر کیا ہے اور زید بن اسلم کے طریق سے بحوالہ خوات بن جبیر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک دفعہ میں عورتوں کے پاس بیٹھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: میرا ایک اونٹ بدک گیا ہے۔ (حدیث) یہ غلطی ہے جو ایک لفظ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ یوں ہے خوات کے بیٹے سے مروی ہے صحابی خوات ہیں اور مذکورہ قصہ انہی سے مشہور ہے۔

* اسد الغابۃ (۶۹۰) * ابوداؤد کتاب الادب باب ما یقول عند النوم (۵۰۵۵) ترمذی فی کتاب الدعوات باب منه (۳۴۰۳) المستدرک (۵۶۵/۱) المعجم الكبير (۲۸۷/۲) الصحیح لابن حبان (۲۳۶۳) الدر المنثور (۴۰۶/۶) * لسان المیزان (۹۷/۲) * اسد الغابۃ (۶۹۹) * اسد الغابۃ (۳۷۰/۱)

باب الجیم جس کے بعد حاء ہے

۱۳۲۷ الجحاف بن حکیم *

بن عاصم بن سباع بن خزاعی بن محارب بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ بن بھشہ بن سلیم سلمی فارسی، عبدالملک بن مروان کے دور میں مشہور واقعات والے ابن الاثیر نے سابقہ شخصیت پر اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان اشعار سے استدلال کیا ہے جن میں وہ بنی سلیم کے گھوڑوں کی صفات بیان کرتے ہیں۔ یہ ایسے نشان زدہ گھوڑے ہیں جو نبی ﷺ کے ساتھ حنین میں شریک ہوئے جن کے اطراف خون آلود ہیں۔ *

میں کہتا ہوں: ان اشعار سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ تو نہیں چلتا، البتہ انہوں نے اپنی قوم بنی سلیم پر فخر کیا ہے اور غزوہ حنین میں وہ بکثرت تھے۔ اس بارے میں عباس بن مرداس کا قصہ مشہور ہے۔ مجھے ابن الاثیر کے لیے ایک گزشتہ شخصیت مل گئی، لیکن جس نے اس کے رد پر کمر باندھی ہے وہ اس سے زیادہ با علم شخص ہے۔ چنانچہ ابن عساکر، محمد بن سلام نجی تک صحیح سند سے روایت کرتے ہیں کہ ابان اعرج نے مجھے بتایا کہ جحاف نے دور جاہلیت دیکھا ہے میں نے ان سے کہا: آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا: اُن کے ان اشعار کی وجہ سے پھر یہ بیت ذکر کی۔ محمد بن سلام فرماتے ہیں: میں نے کہا: انہوں نے تو اپنی قوم بنی سلیم مراد لی ہے۔ فرماتے ہیں: بعد میں میں نے یہ بات عاصم بن سری سے ذکر کی، انہوں نے فرمایا: مجھے قیس بن یثیم نے بتایا کہ انہوں نے حکیم بن امیہ کو ایک لونڈی جس سے جحاف ہمارے گھر کے کمرے میں پیدا ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا وہ نبی ﷺ سے کافی زمانہ بعد پیدا ہوئے۔ حماسہ میں ابوتمام نے یہ گمان ظاہر کیا کہ یہ اشعار کسی اور کے ہیں۔ وہ حریش بن ہلال قرطبی ہے۔ فاللہ اعلم

ابن سید الناس نے شعراء صحابہ میں ان کا لکھا ہے: ابن الامین نے ابن عبدالبر پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے انہی کے قلم سے تحریر کردہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: ہشام نے ان کا تذکرہ کیا ہے، فرمایا: فتح مکہ کے متعلق ان کے اشعار ہیں۔ میں نے جو سیرت بحوالہ ابن اسحاق دیکھا کہ کسی کہنے والے نے کہا جس کا تعلق بنی جذیمہ سے تھا۔ بقول بعض وہ سلمی نامی کوئی خاتون تھیں۔ پھر اشعار کا ذکر کیا جن کا مطلع یہ ہے:

”اگر ایک قوم کی مسلمان قوم سے بات نہ ہوتی تو سلیم اس دن ٹکر مارنے والے کے لائق ہوتے۔“

فرماتے ہیں: اسے عباس بن مرداس اور بقول بعض جحاف بن حکیم نے جواب دیا: رہنے دو، گمراہانہ گفتگو بس کرو، ہمیں شب و روز لڑائی کا دنبہ ٹکر مارنے کے لیے کافی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ان کے صحابی ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ جیسا پہلے گزر چکا انہوں نے اپنی قوم پر فخر کرتے ہوئے یہ سب کچھ کہا ہے۔

۱۳۲۸ جحش الجهنی

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے جو خطا پر مبنی ہے اور وہ لفظی غلطی سے پیدا ہوئی۔ اس واسطے کہ انہوں نے ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابراہیم تمیمی عبد اللہ بن جحش جہنی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میرا ایک (جانا پہچانا) جنگل ہے جہاں میں فروکش ہو کر اس میں نماز پڑھتا ہوں۔ اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس مسجد میں ایک رات نماز پڑھ لوں۔ (آپ ﷺ نے فرمایا تیسویں رات اترو، چاہے تو نماز پڑھو اور چاہے چھوڑ دو۔ مراد نفل نماز ہے)۔ (الحديث) انہوں نے ایسا ہی درج کیا ہے، اسے ابوداؤد* نے ابن اسحاق کے طریق سے نقل کیا تو انہوں نے کہا: تمیمی سے وہ عبد اللہ بن انیس الجہنی سے وہ اپنے والد سے، یوں اسناد سے لفظ ابن رہ گیا اور جحش انہیں سے بدل گیا۔ ابن عبد اللہ کا نام ضمہ رہے جو زہری نے اس حدیث کی روایت کرتے ہوئے بتایا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد ذال ہے

۱۳۲۹ (ز) جذیہ (بے نسبت)

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے۔ اور ذیال بن عبید کے طریق سے بحوالہ حنظلہ بن حنیفہ، جذیہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی“۔* ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یہ لفظی غلطی ہے، روایت کی سند تو یوں ہے کہ کے دادا سے جن کا نام حنظلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اپنے مقام پر درست آئے گا، میرے خیال میں صحیح حذیم سے مروی ہے جیسا کہ حاء بے نقط میں آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد را ہے

۱۳۳۰ جردان

ذہبی نے اپنے استدراک میں جرثوم اور جرموز کے درمیان ان کا ذکر کیا ہے جبکہ وہ جودان واؤ سے ہے۔ درست نام گزر چکا ہے۔

۱۳۳۱ جرجیس راہب

باء میں بحیر کے تحت تذکرہ گزرا ہے۔

* اسد الغابۃ (۷۰۷) ابوداؤد کتاب الصلاة باب فی لیلة القدر (۱۳۸۰)

* ابوداؤد کتاب الوصایا باب ما جاء حتی ینقطع الیتیم (۲۸۷۳) السنن الکبریٰ (۵۷/۷) (۳۲۰)

المعجم الصغیر (۹۶/۱) الدر المنثور (۲۸۸/۱) کنز العمال (۱۵۰۵۴) (۹۰۴۹۹) نصب الراية (۲۱۹/۳)

۱۳۳۲ جرہد بن رداح الاسلمی *

کنیت ابو عبد الرحمن، اہل صفہ میں سے تھے۔ ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جرہد بن خویلد اور ان میں فرق کیا حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ اپنے دادا کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ صحیح رزاح (زا سے ہے نہ کہ دال سے)۔ ابن سعد * اور ابو عبید نے لکھا ہے جرہد بن رزاح اسلمی کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی، شریف النسب تھے۔ بغوی بحوالہ زہری لکھتے ہیں: جرہد بن خویلد اسلمی اور ابن قانع تحریر کرتے ہیں: جرہد بن عبد اللہ بن رزاح بن عدی بن سہم۔ یوں ذکر کر کے ان کے آباء کی پوری جماعت ساقط کر دی۔

۱۳۳۳ (ن) جرو بن جابر

ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کے شیوخ میں سے ہیں۔ ثقات الثقات میں ابن حبان لکھتے ہیں: مراسل روایت کرتے تھے۔

۱۳۳۴ جریح بن سلامہ ابو شاہ

ابن شاہین نے ان کا ذکر تو کیا لیکن ان کا نام اور کنیت غلط لکھ دی۔ وہ حدیج (حائے بے نقطہ اور دال سے ہے) اور ان کی کنیت ابو شبات (شین باء الف اور ثاء سے ہے) حائے بے نقطہ میں صحیح نام آئے گا۔

۱۳۳۵ جریر یا ابو جریر

درست حائے بے نقطہ سے آخر میں زا ہے۔ بغوی اور ابن مندہ نے جیم میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ان کا تذکرہ ثابت نہیں۔

باب الجیم جس کے بعد شین ہے

۱۳۳۶ جشیش الکندی

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے، درست فا کے اضافہ سے ہے جیسا پہلے ذکر ہوا۔

باب الجیم جس کے بعد فاء ہے

۱۳۳۷ (ن) جفال

ازدی نے انہیں فائے مشد سے ذکر کیا ہے، درست جعال ہے، جیسا کہ گزر گیا۔

۱۳۳۸ جفشیش بن اسود الکندی

ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں اور جفشیش بن نعمان میں فرق کیا ہے حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ یہ جفشیش بن نعمان ہیں۔ بقول بعض ابن اسود بن معدیکرب جیسا پہلے گزر گیا۔

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

۱۳۳۹ جعفر بن الزبیر

بن عوام قرشی اسدی، ابن مندہ نے ابراہیم بن العلاء کے طریق سے اور ابو نعیم نے حسن بن عرفہ کے طریق سے وہ دونوں ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن زبیر اور جعفر بن زبیر نے اس وقت رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی جب یہ دونوں سات سال کے تھے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ وہم پر مبنی ہے، درست وہ ہے جو نعمان وغیرہ نے نقل کیا کہ اسمعیل سے اسی سند کے ذریعہ مروی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن جعفر نے بیعت کی۔

میں کہتا ہوں: اس میں غلطی اسمعیل سے واقع ہوئی ہے۔ اس لیے کہ ابراہیم بن العلاء اس میں متفرد ہیں۔ حق بات وہی ہے جو ابن مندہ نے کہی۔ وجہ یہ ہے کہ جعفر بن زبیر تو نبی ﷺ کی وفات کے کافی عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ عمر میں وہ عروہ سے چھوٹے ہیں۔

۱۳۴۰ (ز) جعفر ابو زمعہ البلوی

صحابی ہیں، جنہوں نے درخت تلے بیعت کی۔ پھر مصر رہائش اختیار کر لی۔ ان کے نام میں اختلاف ہے، کسی نے جعفر تو کسی نے عبد کہا ہے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں اسی طرح نقل کیا ہے کہ ابو موسیٰ نے عبد نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا لیکن جعفر میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں ابن الاثیر سے واضح غلطی ہوئی ہے اس لیے کہ ابو موسیٰ نے جو ذکر کیا وہ یہ ہیں: عبد بن زمعہ بلوی سے مروی ہے جو ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت تلے بیعت کی، مصر میں سکونت اختیار کی، ان کے نام میں اختلاف ہے، جعفر نے کہا: بقول بعض عبد ہے۔ لگتا ہے ابن الاثیر والے نسخہ میں قلمی غلطی ہے جو جعفر سے ابو موسیٰ نے نقل کیا وہ مستغفری ہیں اور ابو موسیٰ اپنی کتاب میں ان سے بکثرت نقل کرتے ہیں۔ اسی بنا پر اکثر وہ ان کا نسب بیان نہیں کرتے۔

۱۳۴۱ جعفر العبدی

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کی وجہ سے علی بن سعید نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ وہ حسن بن عرفہ سے بحوالہ معتمر وہ لیث سے وہ زید سے وہ جعفر عبدی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں“

التجريد (۲۵/۱) * اسد الغابة (۷۵۶) * اسد الغابة (۳۲۷/۱) * اسد الغابة (۷۵۷)

اسد الغابة (۳۹۱/۱) * اسد الغابة (۷۶۰)

سے (دوسروں کو جنتی یا جہنمی کہنے کے لیے) قسمیں کھانے والوں کے لیے خرابی ہے۔* ابو موسیٰ کہتے ہیں: اگر یہ جعفر بن زید عبدی ہیں تو وہ مشہور تابعی ہیں۔ ورنہ، میں انہیں نہیں جانتا۔

میں کہتا ہوں: یہ وہی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا اور معتمر کے طریق سے ان کے سوانح میں یہ حدیث ذکر کر کے فرمایا، مرسل ہے۔

۱۳۴۲ جعفر بن نسطور رومی

ان جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا جنہوں نے نبی ﷺ کی وفات کے کئی سال بعد صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ میں نے ابن الاثیر کی کتاب پر استدراک میں مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے، ایسا ہی ابن دباغ نے ابن عبد البر کی کتاب پر اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے اور تجرید میں ذہبی* نے بھی اپنے استدراک میں نقل کیا ہے۔ البتہ انہوں نے کہا: اس تک اسناد اندھیر ہی اندھیر ہے۔ اور متون باطل ہیں۔ وہ دجال (انتہائی جھوٹا) ہے یا اس کا وجود ہی نہیں۔ اسے ۳۵۰ھ میں ترک کی زمین فاراب میں دیکھا گیا۔

میں کہتا ہوں: قسم اول میں اس کا ذکر کرنے سے میرا دل خوش نہیں ہوا۔ منصور بن حکم زاہد فرغانی کے طریق سے، ان سے مروی ہمیں ایک نسخہ ملا جن میں سے ایک یہ ہے: مجھ سے جعفر بن نسطور رومی نے بیان کیا کہ میں غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا، میں اپنے گھوڑے سے اترا اور کوڑا اٹھا کر آپ ﷺ کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے (دعا دیتے ہوئے) فرمایا: ”اللہ تمہاری عمر دراز کرے!“ اس کے بعد میں تین سو بیس* سال زندہ رہا۔

ابو ہریرہ بن ذہبی نے اجازت حدیث میں ہمیں بحوالہ اسحاق بن یحییٰ آمدی، وہ یوسف بن خلیل سے، وہ مسعود جمال سے وہ ابو علی حداد سے وہ احمد بن محمد بن عمرو واعظ قومی سے املاء (بول کر لکھوانا) نقل کرتے ہیں کہ شجاع بن عمرو بن علی عراقی نے بحوالہ منصور بن حکم ہمیں بتایا۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو خیبر کی جانب ننگے پاؤں چلا تو گویا وہ جنتی زمین پر چلا۔ (حدیث) نیز میں نے اس کی ایک حدیث سنی ہے، ان کے آخری شیخ شہدہ بنت ابری ہیں۔ نسطور رومی کے سوانح میں اس کا ذکر ہوگا۔

سلفی کہتے ہیں: عبد اللہ بن عمر بن خلف فروی نے ہمیں ۴۹۷ھ مکہ میں بتایا کہ ہمیں علی بن حسین بن اسمعیل کاشغری نے بحوالہ ابو داؤد سلیمان بن نوح بن محمد مرغینانی، انہوں نے منصور بن حکم فقیہ سے نقل کیا پھر اس نسخہ کا ذکر کیا جو گیارہ احادیث پر مشتمل تھا، ان میں سے دو یہی مذکورہ حدیثیں تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی ﷺ کے سامنے بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے مسواک کرتے وقت اپنے دائیں ہاتھ سے پھر بائیں ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔ آپ کسے اشارہ کر رہے ہیں؟ فرمایا: جبرائیل اور میکائیل میرے سامنے تھے۔ میں نے جبرائیل کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے کہا: ”میکائیل کو دیں وہ مجھ سے بڑے ہیں۔“* ایک اور نسخہ سے بھی انہوں نے روایت کی، اور ابوالمظفر میمون بن محمود کے طریق سے بحوالہ شریف عبد الجلیل عمر بن حسین کاشغری وہ ابن نسطور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ عنقریب نون میں ذکر ہوگا۔

* جامع المسانید (۱۰۱/۳) * التجرید (۲۵/۱) * اللالی المصنوعة (۱۰۱/۱) تذکرة الموضوعات (۱۰۸)

* اللالی المصنوعة (۱۰۲/۱)

(۱۳۴۳) (ز) جعفی بن سعد العشیرہ *

از قبیلہ مذحج۔ جن ایام میں نبی ﷺ کا وصال ہوا انہی ایام میں جعفی کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب میں ایسا ہی نقل کیا ہے۔ ابو عمر نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ان سے نقل کیا اور ان کا تعاقب نہیں کیا۔ ابن الاثیر کہتے ہیں: یہ صاحب علم کی عجیب بات ہے۔ اس لیے کہ جعفی بن سعد العشیرہ نبی ﷺ سے پہلے عرصہ ہوا فوت ہو گئے تھے اور جن لوگوں نے ان سے نشست و برخاست رکھی ان میں اور جعفی میں دس سے زیادہ پشتوں کا فاصلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں انہوں نے مغازی میں وفد جعفی بن سعد العشیرہ از قبیلہ مذحج دیکھا جیسی ان مؤرخین کی عادت ہے کہ وہ شخصیات کے سوانح قبیلوں کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے نام ذکر کرتے ہیں جو وفد میں گئے ہیں۔ انہیں گمان ہوا کہ وہ وفد میں آئے (جو فاکاز بر سمجھ لیا) جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جعفی بن سعد العشیرہ وافر (یعنی آنے والے) تھے۔ حالانکہ ایسا ہے نہیں، اس لیے کہ انہوں نے اسم کو فعل اور قبیلے کے نام کو آنے والے کا نام بنا دیا۔ اسی سلسلہ میں ابن ابی حاتم بڑھ کر ابو عمر زیادہ قابل ملامت ہیں۔

باب الجیم جس کے بعد لام ہے

(۱۳۴۴) (ز) الجلاح ابو خالد

ذہبی نے سابقہ شخصیت پر زائد اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اسے طبقات ابن سعد کی جانب منسوب کیا۔ حالانکہ لفظی غلطی کی۔ ان کا نام اللجاج (دو جیموں سے ابتداء میں لام سے) ہے جیسا کہ حرف لام میں آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد میم ہے

(۱۳۴۵) جمد الکندی *

ابن مندہ حماد کے طریق سے بحوالہ عاصم روایت کرتے ہیں کہ جمد الکندی نے کہا کہ مجھے ایک پیالہ پیش کیا جائے یہ مجھے کی خوشخبری ملنے سے زیادہ پسند ہے۔ آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ ہوا آپ نے فرمایا: ”وہ تودیل کا پھل ہوتے ہیں“۔ ابو نعیم کہتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ یہ بات اشعث نے کہی تھی، ہو سکتا ہے آپ نے اشعث کی کم رحمی کو حماد سے تشبیہ دے کر ان کا لقب حماد رکھ دیا۔ میں کہتا ہوں: ایسی بات نہیں۔ بلکہ مشہور یہ ہے کہ اشعث کو جمد الکندی کی بیٹی سے بیٹے کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے کہا جو کچھ کہا۔ جمد ان چار بادشاہوں میں سے ایک ہے جو خلافت صدیقی میں مرتد ہو کر قتل کیے گئے تھے۔ اس کی بیٹی اشعث کے کام میں تھی۔

* اسد الغابۃ (۷۶۱) الاستیعاب (۳۸۵) * اسد الغابۃ (۳۳۰/۱) الاستیعاب (۳۴۲/۱)

* اسد الغابۃ (۷۷۵) * المستدرک (۲۳۹/۴) تہذیب تاریخ دمشق (۶۹/۳) جامع المسانید (۱۱۰/۳)

۱۳۳۳ جمیش بن یزید بن مالک نخعی

بقول بعض انہیں خدمت نبوی میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔
میں کہتا ہوں: ذہبی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ انہوں نے یہ بات کہاں سے نقل کی۔ اور نہ مجھے اسد الغابۃ کے باب ج م میں ملا ہے۔ دراصل یہ لفظی غلطی ہے۔ یہ نام تو جمیش جیم ہا سے تصغیر تھا۔ قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔ ذہبی نے اسے دوبارہ درست ذکر لیکن کہا ہے کہ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد نون ہے

۱۳۳۴ جندب بن بجیلہ

عبداللہ کے بیٹے ہیں، تذکرہ آئے گا۔
میں کہتا ہوں: تجرید میں ایسا ہی ہے۔ یہ بھی لفظی غلطی ہے۔ بعض طرق میں جندب بن بجیلہ لکھا ہے۔

۱۳۳۵ (ن) جندب بن زہیر العامری

ابن فتحون نے ذیل میں، ان میں اور جندب بن زہیر الازدی میں فرق کیا ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ وہ عامدی (غین سے) ہیں نہ کہ عامری (عین اور را سے) اور عامد ازد کا بطن ہے۔

۱۳۳۶ جندب ابو ناجیہ

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ابراہیم بن ابی داؤد کے طریق سے بحوالہ مخول بن ابراہیم، اسرائیل سے وہ مجزأة بن زاہر سے وہ ناجیہ بن جندب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ میں اس وقت نبی ﷺ کے پاس آیا جب آپ نے قربانی کا نور روک لیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ساتھ قربانی کا جانور بھیج دیجیے۔ (حدیث) ایسا ہی باوردی اور طحاوی نے کیا ہے ابن مندہ فرماتے ہیں: ابو حاتم رازی نے بحوالہ مخول ان سے مخالف نقل کیا ہے۔

ابو نعیم لکھتے ہیں: اس میں بعض راویوں کو وہم ہوا ہے انہوں نے مجزأة کی روایت جو بحوالہ ان کے والد، ناجیہ سے بدل دی ہے اور مجزأة سے بحوالہ ناجیہ ان کے والد کردی ہے پھر عمرو بن محمد عنقری کے طریق سے بحوالہ اسرائیل صحیح نقل کی ہے فرماتے ہیں: ثبات کی روایت بحوالہ اسرائیل اس کے موافق ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے نسائی نے بروایت عبید اللہ بن موسیٰ، بحوالہ اسرائیل، مجزأة سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں! مجھے ناجیہ بن جندب نے بتایا، لہذا احتمال ہے کہ مجزأة نے ناجیہ سے اور اپنے والد سے بحوالہ ناجیہ سنی ہو۔ رہے جندب تو اسناد میں ان کا کوئی دخل

التجرید (۲۶/۱) * التجرید (۲۶/۱) * اسد الغابۃ (۸۰۲) * اسد الغابۃ (۸۰۹)

مسند احمد (۳۳۴/۴) المستدرک (۶۱۲/۳) کنز العمال (۱۲۷۱۹)

۱۳۵۰ جنید بن سمیع المزنی

عقیلی نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے ایسا ہی تجرید* میں ہے حالانکہ وہ جنید بن سبیح ہیں جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے۔

۱۳۵۱ جلیفة النہدی

عقیلی نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور تجرید* میں بھی ایسا ہے جبکہ یہ لفظی غلطی پر مبنی ہے حالانکہ یہ نام جلیفة (فانون سے پہلے) ہے جیسا کہ گزر گیا۔

باب الجیم جس کے بعد ہاء ہے

۱۳۵۲ الجہدمہ* (بے نسبت)

ابن شاہین نے حرف جیم کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے اور منصور بن ابی الاسود کے طریق سے بحوالہ جناب، ایاد سے وہ جہدمہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اس وقت دیکھا جب آپ نماز کے لئے باہر تشریف لائے آپ کے سر پر مہندی کی خوشبو تھی۔* میں نے بعض حفاظ کے قلم سے اس پر حاشیہ لکھا دیکھا ہے: جہدمہ عورت ہے جو بشیر بن خصاصیہ کی بیوی ہے۔ مصنف نے نساء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن قسم اول بحوالہ تجرید* ذہبی گزر چکا ہے کہ جہدمہ حائے بے نقط سے ہے نہ کہ ہاء سے۔ اور یہ بھی ذکر کیا کہ بروایت ابو جناب، ایاد بن لقیط ان سے مروی ایک حدیث ہے۔ پھر کہا: بقول بعض: وہ ابورمہ اہ مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس نے ابورمہ کا یہ نام لیا ہو۔ کنتیوں میں ذکر ہوگا۔

۱۳۵۳ جہم الاسلمی*

ابن مندہ نے ابن لہیعہ کے طریق سے بحوالہ یونس بن یزید، ابواسحاق سے انہوں نے محمد بن طلحہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے معاویہ بن جہم اسلمی سے، انہوں نے جہم سے نقل کیا ہے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کی: میرا جہاد کا ارادہ ہے..... (حدیث)*

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے اس میں ابن لہیعہ سے لفظی خطا ہوئی ہے۔ یوں ان کا نام اور نسبت غلط ہوگئی وہ تو جاہمہ سلمی ہیں جیسا کہ پہلے صحیح گزر چکا ہے۔

* التجرید (۲۶/۱) * التجرید ایضاً * اسد الغابہ (۸۱۹)

* مجمع الزوائد (۱۶۲/۵) جامع المسانید (۱۶۶/۳)

* التجرید (۲۷/۱) * اسد الغابہ (۸۲۱)

* نسائی کتاب الجہاد باب الرخصة فی التخلف لمن له والدۃ (۳۱۰۴)

ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الرجل یغزو وله ابوان (۲۷۸) مسند احمد (۴۲۹/۳) المعجم الکبیر (۲۲۰۲/۲)

باب الجیم جس کے بعد واو ہے

۱۳۵۲ جون بن قتادہ *

بن اعمور بن ساعدة بن عوف بن کعب بن عبد شمس بن زید مناة بن تمیم تميمی تابعی ہیں۔ کسی راوی کو وہم ہوا اور ان سے موصولاً حدیث روایت کر دی جس میں صحابی کا نام ساقط کر دیا ہے اسی غلطی کی بنا پر بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ جن کا اپنے مقام پر ذکر آئے گا۔ بغوی کہتے ہیں: ہمیں میرے دادا احمد بن منیع اور شجاع بن مخلد نے بتایا کہ ہمیں ہشیم نے بیان کیا۔ اور ابن قانع نے حسن بن عرفہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ابن مندہ نے یحییٰ بن ایوب کے طریق سے دونوں نے بحوالہ ہشیم، منصور سے وہ حسن سے وہ جون بن قتادہ تميمی سے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے آپ کا کوئی صحابی لٹکے مشکیزے کے پاس سے گزرا جس میں پانی تھا اس نے پانی پینا چاہا مشکیزے والے نے کہا: یہ مردار کی کھال کا مشکیزہ ہے لوگوں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا پانی پی لو کیونکہ دباغت (چمڑے کو پختہ کرنا) ہی اس کی پاکی کا ذریعہ ہے۔ *
بغوی لکھتے ہیں: ایسا ہی اسے ہشیم نے بیان کیا اور جون بن قتادہ سے آگے تجاوز نہیں کیا۔ جون صحابی نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اس میں ہشیم کو وہم ہوا ہے۔ جون کو نہ شرف صحابیت حاصل ہے اور نہ روایت (دیدار) فرماتے ہیں: اسی روایت کو قتادہ نے بحوالہ حسن، جون سے انہوں نے سلمہ بن محقق سے روایت کیا ہے۔ ابو نعیم تحریر کرتے ہیں: اسے زکریا بن یحییٰ زحمویہ نے بحوالہ ہشیم روایت کیا۔ اور اسناد میں سلمہ بن محقق کا ذکر کیا پھر ان کے طریق سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے زحمویہ نے بہترین انداز سے روایت کیا ہے۔ ان سے روایت کنندہ اسلم بن سہیل واسطی ہیں جو اہل واسطہ کے اکابر حفاظ علماء میں سے ہیں۔ اب ظاہر ہو گیا کہ وہم میں مبتلا ہونے والے ہشیم کے علاوہ کوئی ہیں۔ مزی نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: کہ ابن مندہ کی بات درست ہے کہ وہم ہشیم سے ہوا ہے اور زحمویہ کی روایت شاذ ہے۔

میں کہتا ہوں: کہ احتمال ہے کہ ہشیم نے وہم کی بنا پر کئی بار اور درست ایک بار روایت کیا اور ابو محمد بن حزم کو ہشیم کی ظاہری اسناد سے دھوکا ہوا اور انہوں نے طبری کے طریق سے بحوالہ محمد بن حاتم، ہشیم سے روایت کر کے اسے ذکر کر دیا۔ جیسا کہ احمد بن منیع اور ان کے پیروکاروں نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ صحیح حدیث ہے۔ جون کی صحابیت صحیح ہے۔ ابوبکر بن معوز نے ان کا تعاقب کر کے کہا: یہ غلطی ہے جون ایک نامعلوم تابعی ہیں جن سے صرف حسن نے روایت کی ہے اور اس حدیث کی ان کی طرف یہی روایت ہے جو سلمہ بن محقق سے مروی ہے۔ اس میں محمد بن حاتم سے غلطی ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس سلسلہ میں محمد بن حاتم کی طرف غلطی کی نسبت کرنے میں صحیح اقدام نہیں کیا۔ ان کا یہ کہنا: کہ جون مجہول شخصیت ہے یہی بات ابوطالب اور اثرم نے بحوالہ امام احمد بن حنبل کہی ہے۔ ابوالحسن بن براء بحوالہ علی بن المدائنی فرماتے ہیں: جون معروف شخصیت ہے اگرچہ ان سے صرف حسن نے روایت کی ہے دوسرے مقام میں انہیں حسن کے مجہول (نامعلوم) شیوخ میں شمار کیا ہے۔ جون بن قتادہ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

حرف حاء

از حرف حاء

القسم الاول

باب حاء کے بعد الف

۱۳۵۵ حابس بن دغنه الکلبی

نبوت کی نشانیوں کے بارے میں ان کی ایک روایت ہے۔ شرف صحابیت رکھتے ہیں۔ ابو عمر نے اسی طرح مختصر ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مذکورہ روایت ہشام بن کلبی نے حدیث عدی بن حاتم نقل کی ہے کہ میرا ملازم جس کا کلب سے تعلق تھا اور اسے حابس دغنه کہا جاتا تھا ایک دفعہ میں اپنے صحن میں بیٹھا ہوا تھا وہ ہانپتا کانپتا میرے پاس آیا، کہنے لگا: اپنے اونٹ سنبھالیے! میں نے کہا: ہوا ہے؟ کہنے لگا: میں وادی میں تھا اچانک پہاڑ کی گھاٹی سے بوڑھا شخص میری جانب بڑھا اس کا سر بالکل سفید تھا وہ زمین پر عقاب طرح بغیر کسی جنبش کے نرمی سے اترا، یہاں تک کہ اس کے پاؤں میدان پر ٹک گئے۔ مجھے جو کچھ نظر آ رہا تھا میں اسے عظیم سمجھ رہا تھا پھر اس نے کہا:

حابس بن دغنه اے حابس! سو سے تیرا دل ہرگز نہ موڑیں، روشنی اس کے ہاتھ سے ظاہر ہو چکی جس کے پاس چنگاری ہے حق کی جانب مائل ہو جاؤ اور خود کو دھوکے میں نہ ڈالو، پھر وہ غائب ہو گیا۔ میں نے شام کو اونٹ لیے اور صبح کسی اور وادی میں چھپے دیئے اور لیٹ گیا ایک سوار مجھے پاؤں کی ٹھوکر سے بیدار کر دیتا تو وہ وہی شخص تھا کہنے لگا:

حابس! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے سنو ہدایت پاؤ گے۔ گمراہ اور پریشان و حیران ہدایت یافتہ کی طرح نہیں ہوتا، سیدے راستے کی روش کو ہرگز نہ چھوڑنا دین احمد کی وجہ سے سارے مذاہب منسوخ ہو گئے۔ تو میں بے ہوش ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد مجھے افلا ہوا، اس کے بعد بقیہ واقعہ ذکر کیا۔ اس کے آخر میں ہے، حابس نے کہا: عدی اللہ نے میرے دل کو اسلام کے لیے منتخب فرما لیا۔ پھر وہ مجھ سے جدا ہو گیا یہ اس کے ساتھ میری آخری گفتگو تھی۔

۱۳۵۶ حابس بن ربیعہ

التمیمی، بقول ابن حبان: حابس تمیمی صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے ان کی حیحہ روایت کرتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا! ”نظر (کا لگنا) حق ہے“ اسے امام ترمذی، ابن خزیمہ اور امام بخاری

اسد الغابۃ (۸۳۴) استیعاب (۳۸۸) * اسد الغابۃ (۸۳۵) استیعاب (۳۹۰)

ترمذی کتاب الطب باب ما جاء ان العین حق حدیث (۲۱۴۰) مسند احمد (۳۱۹/۲) بخاری فی تاریخہ (۱۰۸/۳)

اپنی تاریخ اور الادب المفرد میں سب نے بطریق یحییٰ بن ابی کثیر عن حییہ نقل کیا ہے۔ اور شبیان فرماتے ہیں عن یحییٰ عن حییہ عن ابی ہریرۃ، پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بقول بعض: صحابی ہیں، یحییٰ بن ابی کثیر سے آگے راویوں میں اختلاف ہے ہمیں یہ روایت انہی کے طریق سے ملی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: ان کی صرف یہی حدیث معلوم ہے۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: ان کی حدیث کی اسناد میں اضطراب ہے۔ اور ان کے والد کا نام ربیعہ بتایا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے کسی طریق میں ہے حییہ بن حابس یا عابس۔ اس میں جو اختلاف ہے وہ ابن ابی عاصم نے اور ابو یعلیٰ نے ایک اور طریق عن یحییٰ بن ابی کثیر نقل کیا ہے کہ مجھ سے حییہ بن حابس نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا..... حدیث۔ اس میں سے عن ابیہ کے الفاظ رہ گئے۔ ابو موسیٰ نے حرف حاء کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: ”حییہ“ اور اس میں وہم کی طرف اشارہ کر دیا کہ درست عن حبیۃ عن ابیہ عن النبی ﷺ ہے۔

۱۳۵۷ حابس بن ربیعہ الیمانی

بقول ابن حبان صحابی ہیں۔ باوردی کا قول ہے: امیر معاویہ کی طرفداری میں صفین میں شہید ہوئے۔ طبرانی نے بطریق عبدالواحد بن ابی عون روایت کی ہے حضرت علی جنگ صفین میں حابس کے پاس سے گزرے پھر ایک واقعہ نقل کیا یہ عبادت گزاروں میں شمار ہوتے تھے۔ پھر قصہ ذکر کیا۔

۱۳۵۸ حابس بن سعد

بن المذر بن ربیعہ بن سعد بن یثرب طائی۔ ابن سعد اور ابو زرعة دمشقی نے شام فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابن سمیع نے صحابہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: دور نبوی پایا ہے۔ امام احمدؒ نے عبداللہ بن غابر کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حابس بن سعد سحری کے وقت مسجد میں داخل ہوئے، انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا تھا لوگوں کو دیکھا کہ وہ مسجد کے چبوترے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا: ”دکھلاوا کر رہے ہیں۔ انہیں دھمکاؤ! فرشتے سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصہ میں نماز پڑھتے ہیں۔“ یہ حدیث موقوف ہے اگرچہ اس کی سند صحیح ہے، ابن السکن فرماتے ہیں: کسی نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں گمان کیا: کہ وہ صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتمؒ خلیفہ اور کئی ایک حضرات نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ گویا وہ ان کے نزدیک پہلے شخص ہیں۔ لیکن باوردی وغیرہ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اہل شام میں یمانی سے مشہور تھے تاریخ سے واقف کسی شخص نے ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں حمص کا قاضی بنانا چاہتا ہوں اور ان کے خواب میں چاند سورج کی لڑائی والا قصہ ذکر کیا کہ وہ چاند کے ساتھ تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ختم ہونے والی نشانی کے ساتھ تھے تم میرے کسی کام کے ذمہ دار نہیں بن سکتے۔

اسد الغابۃ (۸۳۶) الاستیعاب (۳۸۹) تاریخ الکبیر (۱۰۸/۱) مسند احمد (۱۰۵/۴ - ۱۰۹)

الجرح والتعديل (۲۹۲/۳) جامع المسانید (۱۷۴/۳، ۱۷۵)

۱۳۵۹ حابس بن سعد يمانی

عبد الصمد بن سعید حمصی نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ کے نام میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ حمص اترے (کچھ عرصہ رہ کر) پھر وہاں سے کوچ کر گئے یہ بات انہوں نے محمد بن عوف وغیرہ کے حوالہ سے نقل کی ہے ان میں اور سابقہ حابس بن سعد کے درمیان فرق کیا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں ایک ہوں کیونکہ سعد اور سعید قریب قریب (نام) ہیں۔

۱۳۶۰ حاجب بن زدارہ

بن عدس بن زید بن عبد اللہ بن دارم دارمی تمیمی، عطارہ کے والد۔ حرف صا د بے نقطہ میں صفوان بن اسید کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ اسی میں ان کے مسلمان ہونے کا قصہ ہے اور یہ کہ نبی ﷺ نے انہیں بنی تمیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ قسم ثالث میں اٹم بن صفی کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے اور خالد بن مالک کے سوانح میں ذکر ہوگا۔ مرزبانی لکھتے ہیں: وہ کئی مقامات پر بنی تمیم کے سردار رہے انہی نے بہت زیادہ مال کے بدلے میں کسریٰ کے پاس اپنی کمان رکھوائی تھی اور اس نے وہ مال انہیں ادا کیا تھا اور اسی کے بارے میں اشعار میں فخر کرتے ہیں۔

”ہم میں سے ہی ماء المزین اور محرق کا بیٹا ہے اور پھر ان میں بحیر اور حاجب ظاہر ہوئے تین بادشاہ جو ہماری گود میں پلے بڑھے اور ہمیں میں سے وہ فخر ہے جو جھوٹا نہیں“

۱۳۶۱ حاجب بن زید

بن تیم بن امیہ ابن خفاف بن بیاضہ انصاری اوسی ثم بیاضی، طبری نے ذکر کیا کہ وہ احد میں شریک تھے ایسا ہی ابن شاہین نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے ابو عمر نے ان کی روایت اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۶۲ حاجب

بن زید یا زید انصاری اشہلی بقول بعض از دشوۃ میں سے ان کے حلیف ہیں۔ جنگ یمامہ کے روز شہید ہوئے ایسا ہی تجرید میں (ذہبی نے) ذکر کیا ہے سیف نے جنگ یمامہ میں بنی عبدالاشہل کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایک جماعت کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں: حاجب بن زید اس پر اضافہ نہیں کیا۔

حارث نامی حضرات کا تذکرہ

۱۳۶۳ حارث بن اسد

بن عبد العزیٰ بن جعونہ بن عمرو بن القیس بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب خزاعی۔ ہشام بن کلثی فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔

اسد الغابۃ (۸۳۹) الاستیعاب (۳۹۲) * الاستیعاب (۳۴۵/۱)

اسد الغابۃ (۸۴۰) الاستیعاب (۳۹۱) * اسد الغابۃ (۸۴۲)

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا، ابن ماکولا نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ جمہرہ میں ان کا ذکر ہے۔

۱۳۶۳ (ن) الحارث بن اقیس

قاف شین سے تصغیر سے بقول بعض وقیش عکلی ثم عوفی، انصار کے حلیف۔ انہیں حارث بن زہیر بن اقیس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ماجہ نے شفاعت میں صحیح سند سے ان کی حدیث روایت کی ہے، ان کی ایک اور حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کے تین بچے فوت ہو گئے۔ ابن خزیمہ نے دوسری حدیث کے ساتھ جمع کر کے نقل کی ہے، بغوی میں نبی علیہ السلام سے ان کی سماعت کی تصریح موجود ہے۔

۱۳۶۵ (ن) الحارث بن الاسلت ابوقیس، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ذکر آئے گا۔

۱۳۶۶ الحارث بن اشیم حارث بن اوس میں ذکر ہوگا۔

۱۳۶۷ الحارث بن انس

بن رافع انصاری۔ ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن شاہین نے شریک بن ابی الحیسر کے سوانح میں لکھا ہے کہ ابوالحیسر کا نام انس بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل ہے۔ حارث بن انس بنی ثعلبہ کے بھائی جو بدر میں شریک ہوئے، شریک اور ان کا بیٹا عبداللہ ان کے ساتھ احد میں شریک تھا۔ یہ بات ہمیں محمد نے بحوالہ محمد بن یزید ان کے رجال سے روایت کی ہے۔

۱۳۶۸ حارث بن انس بن مالک

ابن عبید بن کعب انصاری، از بنی النبیث نون کا زبر باء کا زیر اس کے بعد یا ساکن ہے پھر تا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں: مجھے خدشہ ہے یہ حارث بن انس بن رافع نہ ہوں۔ میں کہتا ہوں: بلکہ یہ ان کے علاوہ کوئی شخصیت ہے جیسا کہ بعد والے عنوان میں بیان کروں گا۔

۱۳۶۹ (ن) حارث بن انیس

ابو عبدالرحمن الفہری، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا بقول بعض یہ حارث بن یزید ہیں۔

۱۳۷۰ (ن) حارث بن اہبان

حارث بن وہبان میں ذکر ہوگا۔

✽ ابن ماجہ کتاب الزہد باب صفة النار (۴۲۳)

✽ اسد الغابۃ (۸۴۵) الاستیعاب (۳۹۶)

✽ اسد الغابۃ (۳۶۱/۱) الاستیعاب (۳۴۷/۱)

✽ اسد الغابۃ (۸۴۴) الاستیعاب (۳۹۹)

✽ مسند احمد (۲۱۲/۴) جامع المسانید (۱۹۲/۳)

✽ اسد الغابۃ (۸۴۶) الاستیعاب (۳۹۷)

۱۳۷۱ حارث بن اوس

بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل انصاری اوسی ثم الاشہل۔ ابو معشر نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: حارث بن اوس لیکن ان کے دادا کا نام نہیں لیا۔ اور ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوالاسود ان کا ذکر کیا مگر یوں کہا: حارث بن اشیم۔ طبرانی نے ان کی حدیث نقل کی ہے، ان کے متعلق بعض کا قول ہے: حارث بن انس بن رافع۔

۱۳۷۲ حارث بن اوس

بن عتیک بن عمرو عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج انصاری۔ قداح نے نسب الانصار میں ان کا ذکر کیا اور ابن سعد نے کہا: وہ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے، جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

۱۳۷۳ حارث بن اوس

بن معاذ بن نعمان انصاری ثم الاوسی اوس کے سردار سعد بن معاذ کے بھتیجے۔ ایک صحیح حدیث میں ان کا تذکرہ آیا ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے علقمہ بن وقاص کے طریق سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: خندق کے روز میں باہر نکلے تو میں نے ایک آہٹ سنی، کیا دیکھتی ہوں کہ سعد بن معاذ ہیں اور ان کے ساتھ ان کا بھتیجا ڈھال اٹھائے ہے۔ (حدیث) ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں: بدر میں شرکت کی اور احد میں شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر اٹھائیس (۲۸) برس تھی۔ میں کہتا ہوں: اس سلسلہ میں انہوں نے ابن کلبی کی خوشہ چینی کی جو وہم پر مبنی ہے بعض اہل نسب نے ان کا تعاقب کیا کہ مجھے شہداء احد میں ان کا نام نہیں ملا۔

میں کہتا ہوں: یہ احتمال بھی ہے کہ احد میں کوئی اور شہید ہوا ہو، اس لئے کہ احد، خندق سے بہت مدت پہلے واقع ہوا ہے۔ ادھر ابن اسحاق نے شہدائے احد میں حارث بن اوس بن معاذ کا ذکر کیا لیکن انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا نہیں کہا تو وہ کوئی اور ہیں۔ رہے سعد کے بھتیجے تو وہ کعب بن اشرف کے قتل میں بھی شریک ہوئے ہیں۔ عنقریب ابونا نکلے کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا جو کنیتوں میں حرف نون کا حصہ ہے کہ سعد بن معاذ نے ان سے فرمایا: اپنے ساتھ میرے بھتیجے حارث بن اوس کو لے جاؤ۔ بخاری میں یہ روایت ثابت ہے۔ حدیث جابر ہے کہ محمد بن سلمہ اپنے ساتھ دو شخص ابو قیس بن جابر اور حارث بن اوس، لائے اور وہ یہی ہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۷۴ حارث بن اوس

بن المعلى بن لؤذان ابوسعید، کنیتوں میں ذکر آئے گا۔

اسد الغابۃ (۸۵۲) المعجم الكبير (۳۳۲۲/۳) اسد الغابۃ (۸۴۹) الاستیعاب (۳۹۳)

مسند احمد (۱۴۱/۶)

۱۳۷۵) حارث بن اوس ثقفی *

ابن سعد لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ان میں اور حارث بن عبد اللہ بن اوس میں فرق کیا ہے، یہی فرق ابو حاتم اور ابن حبان نے کیا ہے، بقول بعض دونوں ایک ہیں۔

۱۳۷۶) حارث بن بدل قسم اخیر میں ذکر ہوگا۔

۱۳۷۷) حارث بن برصاء ابن مالک ہیں، برصاء ان کی والدہ کا نام ہے، تذکرہ ہوگا۔

۱۳۷۸) حارث بن بلال مزنی *

سیف نے فتوح میں اپنے شیوخ سے ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک صحابہ۔ جب آپ سے تقسیم کا کہا تو آپ نے انہیں مثنی بن حارث کے ساتھ چھوڑ دیا۔ دوسرے مقام پر ذکر کرتے ہیں کہ وہ بنی طے کے آدھے قبیلے کے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عامل (گورنر) تھے۔ یہ ان حارث بن بلال مزنی کے علاوہ ہیں جو قسم رابع میں آ رہے ہیں۔

۱۳۷۹) حارث بن تبیع رعینی *

عبد الغنی بن سعید نے بحوالہ ابوسعید بن یونس ذکر کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ بعد میں فتح مصر میں بھی شریک رہے۔ لفظ تبیع تصغیر ہے۔ بقول بعض بروزن عظیم ہے۔ *

۱۳۸۰) (ن) حارث بن تمیم حارث بن ابی وجزہ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۸۱) (ن) حارث بن ثابت *

بن سعید بن عدی بن امری القیس بن مالک بن ثعلبہ ابن کعب بن خزرج انصاری۔ ابن شاہین نے اپنے شیوخ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔ ابن عبد البر * نے ان کا ذکر کیا تو ان کے دادا کا نام سعید کی بجائے سفیان لیا۔ واللہ اعلم

۱۳۸۲) حارث بن ثابت

بن عبد اللہ بن سعد بن عمرو بن قیس بن عمرو بن امری القیس بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج۔ ابن شاہین نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ یہ بھی احد میں شہید ہوئے۔ ادھر ابن الاثیر نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ پہلے والے شخص ہیں، لیکن درست نہیں۔ اس واسطے کہ دونوں نسبوں میں اختلاف کی وجہ سے دوسری شخصیت ہے۔

* اسد الغابۃ (۸۴۷) الاستیعاب (۴۲۷) * اسد الغابۃ (۸۵۵)

* اسد الغابۃ (۸۵۶) الاستیعاب (۴۰۱) * اسد الغابۃ (۳۶۴/۱) الاستیعاب (۳۴۸/۱)

* اسد الغابۃ (۸۵۷) الاستیعاب (۴۰۲) * الاستیعاب (۳۴۸/۱)

۱۳۸۳ حارث بن جَمَاز *

بن مالک ابن ثعلبہ بن عتبان۔ بنی ساعدہ کے حلیف۔ طبری نے شرکاءِ اُحد میں، ایسا ہی ابن شاہین نے بحوالہ اپنے شیوخ ذکر کیا کہ یہ کعب بن جَمَاز کے بھائی ہیں۔

۱۳۸۴ حارث بن جندب عبدی

وفد عبد القیس کے ایک فرد۔ ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صحار بن عباس کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ وہ وفد کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کر کے گئے۔

۱۳۸۵ (ز) حارث بن جنید عبدی

اسمعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایسی سند بیان کی ہے جس میں علی بن قرین سے بحوالہ سعد بن عمرو طائی فرمایا کہ میں نے بنی عصر کے حارث بن عصر نامی شخص کو کہتے سنا: میں نے حارث بن جنید کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”لوگ (بحث و مباحثہ میں) جھگڑے سے بچنا اس لیے کہ جھگڑنا بھلائی نہیں سمجھاتا“۔ (حدیث) علی (بن قرین) کو ناقدین نے منہ پر بالکذب قرار دیا ہے۔

۱۳۸۶ حارث بن حارث اشعری شامی *

صحابی ہیں، جن سے روایت کرنے میں ابوسلام متفرد ہیں۔ یہ ازدی کا قول ہے۔ ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ کئی لوگوں نے وہم کی وجہ سے انہیں ابو مالک اشعری سے ملا دیا ہے جبکہ ابو مالک اپنی کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ان کی وفات ان سے پہلے ہوئی۔ اور ان کی شہرت اپنے نام سے ہے اور ان کی وفات اتنے عرصہ بعد ہوئی کہ ابوسلام نے ان سے سماع کیا۔ تہذیب التہذیب میں میں نے ان کے حالات کی وضاحت کر دی ہے۔

۱۳۸۷ حارث بن حارث ازدی *

زا کے سکون سے کبھی سین سے بدل جاتی ہے۔ باوردی اور طبری وغیرہ نے عبادہ بن نسی کے طریق سے بحوالہ عدی بن ہلال سلمی، حارث بن حارث ازدی سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، آپ ﷺ کھانے سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَطْعَمْتَ وَ سَقَيْتَ وَ اَرَوَيْتَ لَكَ الْحَمْدُ.

”اے اللہ! تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں، تو نے (ہمیں) کھلایا پلایا اور سیراب کر دیا تو ہی تعریفوں کے لائق ہے۔“ (حدیث) *

* اسد الغابۃ (۸۵۹) * اسد الغابۃ (۸۶۱) الاستیعاب (۴۰۵) * اسد الغابۃ (۸۶۰) الاستیعاب (۴۰۶)

* المعجم الكبير (۳۰۴/۳) المصنف لعبد الرزاق (۲۸۴۲) كنز العمال (۱۶۷۱۱) (۱۸۱۸۰) اتحاف السادة المتقين (۱۲۳/۷، ۱۲۴)

۱۳۸۸ حارث بن حارث غامدی

ابو خارق کنیت رکھتے تھے۔ بقول ابن السکن اہل حمص میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ میں، ابو زرعد مشقی، بغوی، ابن ابی عاصم اور طبرانی نے ولید بن عبدالرحمن جرشی کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: مجھ سے حارث بن حارث غامدی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم لوگ منیٰ میں تھے میں نے اپنے والد سے کہا: یہ لوگوں کی کیسی بھیڑ ہے؟ انہوں نے کہا: یہ لوگ اپنے ایک بے دین شخص کے پاس جمع ہیں۔ میں نے جھانک کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی تردید کر رہے ہیں۔ (حدیث) اسی طرح امام بخاری اور ابن السکن نے شریح بن عبید کے طریق سے بحوالہ حارث بن حارث اور کثیر بن مرہ وغیرہ سے ”سردار قریش سے ہوں“ نقل کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے خالد بن معدان نے حارث بن حارث غامدی سے نقل کیا ہے اور ابن السکن نے سلیم بن عامر کے طریق سے بحوالہ حارث بن حارث غامدی روایت کیا ہے۔ انہوں نے دور نبوی پایا ہے اور آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ابوالقاسم بن عیسیٰ نے طبقات حمصیین میں بحوالہ محمد بن عوف نقل کیا، فرمایا: ان کے لائق نہیں کہ وہ اہل حمص سے ہوں۔ پھر یہ ذکر کیا کہ ان سے سلیم بن عامر خالد بن معدان اور شریح بن عبید روایت کرتے ہیں، ان کا کسی چشمہ پر کھجوروں کا ایک باغ تھا، اور وہ جنگ راہط میں شہید ہوئے۔

۱۳۸۹ حارث بن حارث

بن قیس بن عدی بن سعد سہم قرشی سہمی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے اجنادین میں ان کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی ابو حذیفہ بخاری نے مبتدائیں اور ابن اسحاق اور دیگر کئی لوگوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف کی کتاب فتوح میں لکھا ہے کہ وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ بلاذری فرماتے ہیں: ”بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے گئے“۔ فرماتے ہیں: ان کی ہجرت ثابت نہیں، ان کے والد کا تذکرہ ہوگا۔

۱۳۹۰ حارث بن حارث

بن کلدہ بن عمرو بن علاج ثقفی۔ ابن عبدالبر نے فرمایا: تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔ جہاں تک ان کے والد کا تعلق ہے تو ان کا مسلمان ہونا صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں: اس کی تردید حارث بن کلدہ کے حالات میں آئے گی۔

۱۳۹۱ حارث بن ابی حارثہ

ابن فتحون نے بحوالہ طبری ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ان کی بیٹی جرہ بنت حارث کے لئے نکاح کا پیام بھیجا، انہوں نے کہہ دیا کہ اسے کوئی بیماری ہے حالانکہ کچھ بھی نہ تھا۔ واپس آ کر دیکھا تو اسے برص کی بیماری لگ چکی تھی۔

اسد الغابۃ (۸۶۲) الاستیعاب (۴۰۷) المعجم الکبیر (۳۳۷۳/۳) اسد الغابۃ (۸۶۳) الاستیعاب (۴۰۳)

اسد الغابۃ (۳۶۷/۱) الاستیعاب (۳۴۸/۱) اسد الغابۃ (۸۶۴) الاستیعاب (۴۰۴) الاستیعاب (۳۴۸/۱)

۱۳۹۲ حارث بن حاطب

بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی جمحی۔ ان کے والد نے حبشہ ہجرت کی جہاں ان کے ہاں حارث اور محمد پیدا ہوئے۔ یہ زہری کا قول ہے اور مصعب کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ حارث ہجرت حبشہ سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور وہاں جو پیدا ہوئے وہ ان کے بھائی محمد تھے۔ ابن مندہ سے نادانستہ غلطی ہوئی اور انہوں نے بحوالہ ابن اسحاق یہ نقل کر دیا: حبشہ ہجرت کرنے والوں میں حارث بن حاطب ہیں۔ مغازی ابن اسحاق اور اس کے اختصار میں جو ابن ہشام کی ہے یہ بات لکھی ہے کہ وہ حاطب بن حارث تھے۔ حارث بن حاطب کو نبی علیہ السلام سے روایت کرنا حاصل ہے ان کی روایت ابوداؤد * اور نسائی میں ہے ان سے حسین بن حارث جدلی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مصعب زبیری نے لکھا ہے کہ مروان نے انہیں مدینہ میں زکوٰۃ کی وصولیابی پر مقرر کیا اور وہ مکہ میں ان کے بیٹے عبدالملک کے گورنر رہے۔ رہے ابن حبان تو انہوں نے انہیں تابعین میں ذکر کر کے وہم کیا ہے، اس لیے کہ ان کی حدیث کی نص یہ ہے: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی۔

۱۳۹۳ حارث بن حاطب

بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید انصاری اوسی، ثعلبہ بن حاطب کے بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا انہی نے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ابولبابہ کو مقام رحاء سے واپس کر دیا تھا اور ان کا حصہ اور اجر مقرر فرمایا۔ ادھر ابن مندہ سے بھول ہوئی اور انہوں نے یہ بات سابقہ شخصیت کے ذیل میں ذکر کر دی۔ طبرانی * نے ایک ضعیف سند سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کے لیے جنگ صفین میں شریک ہوئے۔

۱۳۹۴ حارث بن حباب

بن ارقم بن عوف بن وہب انصاری ابو معاذ القاری۔ حارثہ بن نعمان کے ماں شریک بھائی۔ غزوہ بدر میں شرکاء اُحد اور جسرہ ابی عبیدہ کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ بات ابن شاہین نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے اور ابن السکن نے کہا: وہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔

۱۳۹۵ حارث بن حبال

بن ربیعہ بن عبل بن انس بن جبلة بن مالک بن سلامان بن اسلم اسلمی۔ ابن کلبی نے شرکاء حدیبیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن جریر اور ابن شاہین نے ان کی پیروی کی ہے۔

۱۳۹۶ (ز) حارث بن حبیب

بن خزیمہ بن مالک بن حنبل بن عامر بن لوی قرشی عامری۔ خلیفہ بن خیاط نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ

* اسد الغابۃ (۸۶۵) الاستیعاب (۴۰۹) * ابوداؤد کتاب الصیام (۲۳۳۸) * اسد الغابۃ (۸۶۶) الاستیعاب (۴۰۸)
* المعجم الكبير (۳۴۰۳/۲) * اسد الغابۃ (۸۶۷) * اسد الغابۃ (۸۶۸)

کیا کہ وہ معبد بن عباس بن عبدالمطلب کی رفاقت میں افریقہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۹۷ حارث بن حسان*

انہیں ابن یزید البکری الذہلی بھی کہا جاتا ہے بقول بعض ان کا نام حریت ہے شاید یہ تصغیر ہے۔ امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت نقل کی، ان کی حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان سے ابووائل، سماک بن حرب اور ایاد بن لقیط روایت کرتے ہیں۔ بغوی فرماتے ہیں: وہ دیہات میں رہتے تھے۔ طبرانی نے سماک بن حرب کے طریق سے روایت کیا کہ حارث بن حسان نے شادی بھی کی اور وہ صحابی ہیں۔ اس وقت ایسا ہوتا کہ جب کسی کی شادی ہوتی تو وہ چند ایام پردے میں رہتا، اس کے متعلق ان سے کہا گیا تو فرمایا: اللہ کی قسم! وہ ایک بری عورت ہے جو مجھے نماز فجر باجماعت ادا کرنے سے منع کرے۔

ان کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس وقت نبی ﷺ کے پاس آئے جب آپ ﷺ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غزوہ سلاسل میں بھیج رہے تھے۔ مجھے فتوح سے پتہ چلا ہے کہ جب احنف نے خراسان فتح کیا تو حارث بن حسان کو سرخس بھیجا شاید وہ یہی ہیں۔

۱۳۹۸ (ن) حارث بن ابی حیسر

حارث بن انس بن رافع پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۳۹۹ حارث بن خالد*

بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ قرشی تمیمی ابن اسحاق وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عائد نے عطاء خراسانی کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حارث بن خالد بن صخر بھی تھے۔ اور ابن ابی شیبہ نے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے محمد بن ابراہیم بن حارث روایت کیا ان کے دادا مہاجرین میں سے تھے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: ان کی بیوی ریٹہ بنت حارث بن جبلہ بن عامر بن کعب سے حبشہ میں موسیٰ اور عائشہ زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ اور جب مدینہ آئے تو نبی ﷺ نے بنت عبد یزید بن ہاشم بن مطلب سے ان کی شادی کر دی۔ بقول بعض جب وہ حبشہ سے نکلے تو ان کی اولاد ان کے ساتھ تھی، راستے میں ان لوگوں نے پانی پیا تو حارث کے سوا سب فوت ہو گئے۔ ابن عبد البر نے بحوالہ مصعب زبیری ان کا ذکر کیا تو زینب کی جگہ ابراہیم کا تذکرہ کیا۔ اور ابراہیم بن حارث کے متعلق (فوت ہونے یا نہ ہونے کی) تفصیل پہلے (۵) میں گزر چکی ہے۔

* اسد الغابۃ (۸۶۹) الاستیعاب (۴۱۰)

* ترمذی کتاب التفسیر باب من سورة الذاریات (۳۲۷۳) (۳۲۷۴)

ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الرايات والالویۃ (۲۸۱۶) مسند احمد (۴۸۱/۳)

* اسد الغابۃ (۸۷۲) الاستیعاب (۴۱۱)

* السیرۃ النبویہ (۲۵۸/۱) * الاستیعاب (۳۵۱/۱)

۱۴۰۰ (ز) حارث بن خالد قرشی

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ہشیم بن عبد الرحمن عدوی، بحوالہ موسیٰ بن الاشعث روایت کرتے ہیں کہ قریش کے حارث بن خالد نامی شخص ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ وضو کا پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ (حدیث) ابن الاثیر نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ پہلے والی شخصیت ہو سکتی ہے۔

۱۴۰۱ حارث بن خزیمہ (خاء کے زبر اور زائے)

ابن عدی بن ابی غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج انصاری، موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ روایت کیا ہے۔ طبری لکھتے ہیں: وہ بدر اور باقی غزوات میں شریک ہوئے اور ۴۰ھ مدینہ میں سرسٹھ (۶۷) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابن مندہ نے ضعیف سند سے حارث بن خزیمہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: نبی ﷺ سوموار کے روز مبعوث ہوئے۔ ابن ابی داؤد کتاب المصاحف میں ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ یحییٰ بن عبادہ اپنے والد عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حارث بن خزیمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ دو آیتیں ”تمہیں میں سے تمہارے پاس ایک رسول آیا“۔ (سورۃ التوبہ: ۱۲۸) اختتام سورۃ تک لے کر آئے۔ طبرانی فرماتے ہیں: وہ کوہ پیما تھے اور بنی عبدالاشہل کے مخالف تھے۔ کنیت ابو بشیر تھی رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور ایاس بن بکیر میں رشتہ اخوت قائم فرمایا۔

۱۴۰۲ حارث بن حضارمہ الضبی یا الہلالی ح میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۰۳ (ز) حارث بن خفاف

بن ایماء بن رضہ غفاری۔ بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ پھر انہوں نے اسلم کے طریق سے بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، فرمایا: میں نے اس کے باپ کو دیکھا ہے، مراد بنت خفاف ہے اور اس کا بھائی ایک عرصہ تک قلعہ کے پاس تھا۔ (حدیث) مؤرخین نے مغلہ کے سوا خفاف کی کسی اولاد کا ذکر نہیں کیا۔ حارث اور مغلہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو صرف حارث کے بارے میں تھی۔ واللہ اعلم

۱۴۰۴ (ز) حارث بن راشد الناجی

ان کا اور ان کے بھائی منجاب بن راشد کا تذکرہ ابوالحسن مدائنی اور سید بن عمر نے ان لوگوں میں کیا جو خلافت عثمانی میں فارس کے ضلعوں کے گورنر بنائے گئے۔ جن کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی اور آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ دو عثمانی تھے، رہے حارث تو انہوں نے زمین پر فساد برپا کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی جانب ایک دستہ بھیجا جنہوں نے بنی ناجیہ پر حملہ کیا، پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اور فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ قبیلہ عبدالقیس کے امیر تھے۔ جب اہل عمان مرتد ہو گئے تھے۔ ان کے ساتھ صیحان بن صوحان تھے۔

اسد الغابۃ (۸۷۳) * جامع المسانید (۲۱۳/۳) * اسد الغابۃ (۸۷۴) الاستیعاب (۴۱۲)

مسند احمد (۱۹۹/۱) جامع المسانید (۲۱۵/۳)

۱۴۰۵ حارث بن رافع

عبدان مروزی نے فرمایا: میں نے احمد بن یسار سے بحوالہ حارث بن رافع فرماتے سنا: وہ صحابی رسول تھے اور ان لوگوں میں سے ہیں جو احد میں شہید ہوئے اور ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ * ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۰۶ حارث بن ربیع

ابوقادہ انصاری۔ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۱۴۰۷ حارث بن ربیع

بن زیادہ بن سفیان بن عبد اللہ بن ناشب بن ہدم بن عوذ بن وطیہ بن عبس عسی (باء سے)۔ ابن شاہین نے ہشام بن کلبی کے طریق سے بحوالہ ابوالشعب عسی نقل کیا ہے کہ بنی عبس کے نو آدمی وفد کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ان میں سے ایک حارث بن ربیع بن زیاد تھے۔ *

میں کہتا ہوں: یہ بات پہلے بشر بن حارث کے حالات میں گزر چکی ہے۔ ان کے والد وہ شخص ہیں جن کا نعمان بن مندہ کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا۔ ان کے اور بھی واقعات ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کے معزز افراد سے تعلق رکھتے تھے۔

۱۴۰۸ حارث بن ابی ربیعہ

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی۔ ابن مندہ نے قاسم جری کے طریق سے بحوالہ ثوری، اسمعیل بن ابراہیم بن ابی ربیعہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے تیس ہزار (درہم کا اسلمہ) قرض لیا جب آپ مکہ تشریف لائے۔ (حدیث) * یہ حدیث ان کے بھائی عبد اللہ بن ابی ربیعہ سے مشہور ہے۔ ایسا ہی ابن المبارک نے بحوالہ ثوری اس سند سے روایت کیا ہے۔ اور حاتم بن اسمعیل نے اسے بحوالہ اسمعیل بن ابراہیم بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ روایت کیا وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ اور ابن ابی عاصم نے ابن ابی فدیہ کے طریق سے بحوالہ موسیٰ اور اسمعیل جو دونوں ابراہیم کے صاحبزادے ہیں، نقل کیا وہ اپنے والد عبد اللہ بن ابی ربیعہ سے روایت کرتے ہیں: یہ بھی احتمال ہے کہ مذکورہ حدیث عبد اللہ اور حارث دونوں سے مروی ہو۔ واللہ اعلم

۱۴۰۹ حارث بن زہیر

ابن اقیش العکلی۔ ابن شاہین نے حارث بن یزید عکلی کے طریق سے بحوالہ قبیلہ کے شیوخ وہ حارث بن اقیش سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اور ان کی قوم کے لئے ایک تحریر لکھوائی جس کی عبارت یہ تھی:

* اسد الغابۃ (۸۷۸) * اسد الغابۃ (۳۷۳/۱) * اسد الغابۃ (۸۸۰) * اسد الغابۃ (۳۷۳/۱) * (۸۸۱)

* ابن ماجہ کتاب الصدقات باب حسن القضاء (۲۴۲۴) السنن الکبریٰ (۳۵۵/۵) الترغیب والترہیب (۵۶۶/۲)

جامع المسانید (۲۱۷/۳) * اسد الغابۃ (۸۸۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ یہ خط محمد نبی رسول اللہ کی طرف سے بنی اقیس کے لیے ہے۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد.... (حدیث) *
ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر کا گمان ہے کہ یہ وہی حارث بن اقیس ہیں جن کا ذکر پہلے ہوا ہے، جبکہ ایسا نہیں جیسا وہ سمجھے ہیں۔

۱۳۱۰ حارث بن زیاد انصاری ساعدی *

ابن ابی شیبہ اور طبرانی * نے سعید بن المنذر کے طریق سے بحوالہ حمزہ بن ابی اسید حارث بن زید سے نقل کیا اور ان کا تعلق اصحاب بدر سے ہے۔ امام احمد * اور ابوداؤد نے فضائل انصار میں، ابن ابی خيثمه، امام بخاری نے تاریخ میں اور بغوی وغیرہ عبدالرحمن بن غسیل کے طریق سے بحوالہ حمزہ بن ابی اسید سے روایت کیا۔ اور ان کے والد بدری صحابی تھے۔ وہ حارث بن زیاد ساعدی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس خندق کے روز آئے آپ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان سے بھی ہجرت پر بیعت لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کون ہیں؟“ میں نے عرض کیا: حوط بن یزید، میرے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے جماعت انصار! تم کسی کی طرف ہجرت نہیں کرو گے بلکہ لوگ (تم میں رسول اللہ ﷺ ہونے کی وجہ سے) تمہاری طرف ہجرت کریں گے۔“ ابن قانع نے یہ سمجھ لیا کہ یہ براء بن عازب کے ماموں ہیں، جبکہ ان سے چوک ہوئی، وہ تو حارث بن عمرو ہیں۔

۱۳۱۱ (ز) حارث بن زید بن ابی ائیسہ عامری، حارث بن یزید میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۱۲ حارث بن زید *

بن حارث بن معاویہ بن ثعلبہ بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار، کنیت ابو عتاب تھی، عبدالان مروزی نے لکھا ہے کہ میں نے احمد بن یسار کو فرماتے سنا: وہ صحابی ہیں۔ ۲۱ھ میں ان کی شہادت ہوئی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر اپنے استدراک میں کیا ہے۔ *

۱۳۱۳ حارث بن زید *

بن عطف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی ابن مندہ اور ابو نعیم نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۱۴ (ز) حارث بن زید

بن نبیثہ حارث بن یزید میں ذکر ہوگا۔

۱۳۱۵ حارث بن ابی سبرہ جعفی

سبرہ بن ابی سبرہ کے بھائی۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سبرہ وہی حارث بن ابی سبرہ ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب کیے

* مسند احمد (۷۷/۵) کنز العمال (۲۴۶۳۰) جامع المسانید (۲۱۸/۳) * اسد الغابۃ (۸۸۳) الاستیعاب (۴۱۵)
* المعجم الكبير (۲۹۹/۳) * مسند احمد (۴۲۹/۳) * اسد الغابۃ (۸۸۵) * اسد الغابۃ (۳۷۵/۱) * اسد الغابۃ (۸۸۶)

جاتے ہیں۔ ابوسبرہ کا نام یزید ہے جس کا بیان سبرہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

۱۳۱۶ حارث بن سراقہ

بن حارث انصاری بخاری۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض درست حارث بن سراقہ ہے جیسا کہ آئے گا۔ ہو سکتا ہے حارث نامی ان کا بھائی ہو۔

۱۳۱۷ حارث بن سعید

بن قیس بن حارث بن شیبان بن فاتک بن معاویہ اکرمین کندی۔ ابن شاپین نے اپنی سند سے بحوالہ ابن کلبی نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی طبری اور ابن ماکولا وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

۱۳۱۸ حارث بن سفیان

بن عبدالاسد مخزومی ابوسلمہ بن عبدالاسد کے بھتیجے۔ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۱۹ حارث بن سفیان

بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی سہمی۔ اپنے والد کے ہمراہ ہجرت حبشہ سے آئے۔ ابن عبدالبر نے ان کے والد کے سوانح میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۳۲۰ حارث بن سلمہ عجلانی

ابن اسحاق نے شرکاء احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

۱۳۲۱ حارث بن سلیم

بن ثعلبہ بن کعب بن حارث۔ نسب انصار میں عدوی لکھتے ہیں: بدر میں شریک اور احد میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون اور ابن الاثیر نے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۲۲ حارث بن سہل

بن ابی صعصعہ انصاری۔ نفیلی نے ان کا تذکرہ بحوالہ محمد بن سلمہ، ابن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے جنگ طائف کے شہداء میں کیا ہے۔ بقول بعض درست حارث کی جگہ حباب ہے، ممکن ہے دونوں بھائی ہوں۔

۱۳۲۳ حارث بن سہم نضری

حارث بن نصر سہمی میں ذکر ہوگا۔

اسد الغابۃ (۸۹۰) * اسد الغابۃ (۸۹۲) * اسد الغابۃ (۸۹۳) * اسد الغابۃ (۳۷۷/۱)

اسد الغابۃ (۸۹۴) * السیرۃ النبویۃ (۹۷/۳) * اسد الغابۃ (۸۹۵)

اسد الغابۃ (۸۹۶) الاستیعاب (۴۴۹) * السیرۃ النبویۃ (۱۰۲/۴)

۱۳۲۲ (ز) حارث بن سواد انصاری *

ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا اور طبرانی نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۳۲۵ حارث بن سويد *

بن الصامت انصاری اوسی، ان کے بھائی جلاس کا تذکرہ پہلے جیم میں ہو چکا ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: اہل نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے مجذربن زیاد کو قتل کیا تھا جس کے بدلہ میں آپ ﷺ نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ ابن الاثیر کے اعتماد میں تامل ہے۔ اس واسطے کہ عدوی، ابن کلبی اور قاسم بن سلام نے یہ یقین دہانی کی ہے کہ مذکورہ قصہ ان کے بھائی جلاس کے ساتھ پیش آیا ہے۔ لیکن مشہور یہ ہو گیا کہ حارث کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔

عبدالرزاق نے اپنی تفسیر اور مسدود نے اپنی مسند میں بحوالہ جعفر بن سلیمان روایت کیا۔ باوردی اور ابن مندہ نے جعفر کے طریق سے بحوالہ حمید الاعرج مجاہد سے نقل کیا کہ حارث بن سويد مسلمان آدمی تھے بعد میں مرتد ہو کر کفار سے جا ملے جس پر یہ آیت نازل ہوئی ”کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا“۔ (آل عمران: ۸۶) کسی شخص نے یہ آیت لے جا کر ان کے سامنے پڑھی، تو حارث بول اٹھے: ”اللہ کی قسم! تم سچے ہو اور اللہ تعالیٰ تو سب سے بڑھ کر سچا ہے“۔ پھر اسلام لے آئے۔ *

عبد بن حمید اور فریابی ابن ابی نجیح کے طریق سے بحوالہ مجاہد اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور بطریق سدی مروی ہے کہ حارث بن سويد کے بارے میں نازل ہوئی جو بنی عمرو بن عوف کے ایک فرد ہیں۔ نسائی، ابن حبان اور حاکم نے داؤد بن ابی ہند کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، ایک شخص تھا جو پہلے مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا پھر اسی جیسی حکایت ذکر کی۔ اور ان صاحب کا نام نہیں لیا۔ طبری نے اس روایت کو داؤد کے طریق سے موصول اور مرسل دونوں طرح روایت کیا ہے۔

احمد بن منیع کے ہاں علی بن عاصم سے بحوالہ داؤدان الفاظ میں منقول ہے: ایک انصاری شخص مرتد ہو گیا۔ پھر موصول حدیث ذکر کی۔ ان کی مجذربن زیاد کو قتل کرنے کی یہ وجہ بنی کہ مجذربن زیاد نے جاہلیت میں ان کے والد سويد بن صامت کو قتل کیا تھا۔ تو حارث نے اُحد کے روز دھوکے سے قتل کر دیا اور بھاگ کھڑے ہوئے جس کے متعلق حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اے حارث! کیا تو اپنوں کی نیند کی غفلت و اونگھ میں تھا یا تو جبرائیل سے دھوکے میں تھا تیرا ناس ہو، یا جس وقت تو اے ابن زیاد! اسے دھوکے سے قتل کر رہا تھا زمین کی نامعلوم فضا میں تھا۔“

ابن عبدالبر کے ہاں حارث بن سويد نے لکھا ہے، بقول بعض ابن مسلم مخزومی، مرتد ہو کر کفار سے مل گئے جس پر آیت ”کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ اس قوم کو ہدایت دے“ (آل عمران: ۸۶) نازل ہوئی۔ میں کہتا ہوں: مشہور یہ ہے کہ وہ انصاری ہیں۔

۱۳۲۶ حارث بن شریح

بن ذؤیب بن ربیعہ بن حارث بن نمیر بن عامر نمیری۔ امام بخاری نے تاریخ میں لکھا ہے وہ بنی نمیر کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ باوردی اور یعقوب بن سفیان نے یحییٰ بن راشد کے طریق سے بحوالہ دہم بن دہشم، عائد بن ربیعہ قرطبی سے وہ قرہ بن دعوٰص سے وہ حارث بن شریح سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس.... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ * یزید بن عیسر کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔ قیس بن حفص بحوالہ دہم بن دہشم، قرہ سے کہ وہ بھی وفد میں تھے پھر اسی مفہوم کی حدیث نقل کی۔ قاف میں آئے گی۔ حکیم ترمذی نے عائد بن ربیعہ کے طریق سے نقل کیا، فرمایا: میں نے حارث بن شریح سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے ماعون کے متعلق کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: ”پتھر، لوہا اور پانی“۔ * ابن السکن نے اسے طویل طور پر روایت کیا ہے۔ عمر بن شبہ کے ہاں شریح بن حارث لکھا ہے جو الٹ ہے۔

۱۳۲۷ (ن) حارث بن شعیب العبدي

نووی نے شرح مسلم میں تجرید کے مصنف کے حوالہ سے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ وہ از جملہ وفد عبد القیس سے تھے۔ یہ بات تامل کی محتاج ہے، حارث بن عبس عبدي کا ذکر آئے گا۔

۱۳۲۸ حارث بن الصمہ (صاد کے زیر اور میم کی تشدید سے)

ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن عامر بن مالک بن النجار ابو جہیم کے والد۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق * وغیرہ نے اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لوگوں نے ذکر کیا کہ وہ مقام رحاء میں شکست سے دو چار ہوئے تو آپ نے انہیں واپس کر دیا اور ان کا حصہ مقرر کیا۔ وہی ان اشعار کے قائل ہیں:

”اے رب! حارث بن صمہ اپنے اہم کاموں میں آگے بڑھا۔ وہ اُمت کے ہادی رسول کا حدی خواں ہے۔“ *

ابن اسحاق نے مغازی میں روایت کی ہے کہ وہ بُر معونہ کے روز شہید ہوئے۔ ایسا ہی ان کا ذکر ابوالاسود نے بحوالہ عروہ کیا ہے۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے ان کے اور صہیب بن سنان کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ طبرانی * نے عاصم بن عمرو کے طریق سے بحوالہ محمود بن لبید نقل کیا کہ حارث بن صمہ نے فرمایا: اُحد کے روز گھائی میں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: عبد الرحمن بن عوف کس طرف ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے انہیں پہاڑ کی جانب دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی معیت میں فرشتے جنگ کر رہے ہیں۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: جس نے یہ سمجھا کہ یہ ابو جہیم ہیں، جیسا کہ مسلم نے کنیتوں میں اور ان کے قبیعین نے سمجھا ہے، تو اسے وہم ہوا ہے۔ درست یہ ہے کہ ابو جہیم ان کا بیٹا ہے۔

* اسد الغابۃ (۹۰۰) الاستیعاب (۴۵۱) * اسد الغابۃ (۳۷۸/۱) * الدر المنثور (۴۰۰/۶)

* اسد الغابۃ (۹۰۳) الاستیعاب (۴۲۳) * السیرۃ النبویۃ (۱۳۱/۳)

* الابیات فی الاستیعاب (۲۹۳/۱) السیرۃ النبویۃ (۱۳۱/۳) * المعجم الکبیر (۳۳۸۱/۳) (۳۳۸۲/۳)

۱۳۲۹ حارث بن ابی ضرار

بن حبیب بن حارث بن عائد بن مالک بن المصطلق، ابو مالک خزاعی ثم مصطلقی۔ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی ابن اسحاقؒ نے مغازی میں ذکر کیا کہ وہ مدینہ آئے تو ان کے ساتھ اپنی بیٹی کو چھڑانے کا فدیہ تھا۔ جبکہ وہ قید ہو کر نبی ﷺ سے منسوب ہو چکی تھیں۔ فرماتے ہیں: جب وہ وادی عقیق میں پہنچے تو اپنے اونٹوں پر نظر پڑی جن میں سے دو اونٹ انہیں بھلے لگے اور انہیں گھائی میں غائب کر دیا۔ بقیہ اونٹ نبی ﷺ کے پاس لا کر کہنے لگے: محمد (ﷺ)! یہ میری بیٹی کا فدیہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے وادی عقیق میں غائب کر دیا ہے؟“ تو حارث بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! ان کے بارے میں اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں۔

فرماتے ہیں: جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کے دونوں بیٹے اور ساتھ آئے ہوئے ان کی قوم کے لوگ بھی اسلام لے آئے۔ یہ بات ابن عائد نے مغازی میں بحوالہ محمد بن شعیب، عبد اللہ بن زیاد سے منقطع نقل کیا ہے۔ امام احمد، طبرانی، مطین، ابن السکن اور ابن مردویہ نے عیسیٰ بن دینار مؤذن کے طریق سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حارث بن ابی ضرار کو فرمایا: سنا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا، پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں ولید بن عقبہ کا قصہ ہے۔ جب وہ ان کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے آئے۔ اور اس آیت: ”اے ایمان والو! جب تمہارے فاسق شخص کوئی اطلاع لائیں تو اس کی چھان بین کر لیا کرو“۔ (الحجرات: ۶) کا شان نزول ذکر کیا۔

۱۳۳۰ (ن) حارث بن طفیل

بن عمرو الدوسی۔ ان کے والد کا تذکرہ ہوگا ابوالفرج اصبہانی نے ذکر کیا طفیل اور ان کے گھرانے کے افراد اسلام لے آئے۔ طفیل شاعر اور شہسوار تھے۔ ان کے اشعار بھی درج کیے جو انہوں نے قبیلہ دوس اور بنی حارث بن یثکر کے مابین جنگ کے موقع پر زمانہ جاہلیت میں کہے تھے۔

۱۳۳۱ حارث بن ظالم

بقول بعض ابوالاعور بن حارث یہی ہیں۔

۱۳۳۲ حارث بن عبد اللہ

بن اوس ثقفی طائف کے رہائشی تھے۔ اپنے دادا کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں۔ بقول بعض (نہیں بلکہ) دو شخص ہیں۔ ان کی حدیث ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے کتاب الحج میں روایت کی جس کی سند صحیح ہے۔ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

اسد الغابۃ (۹۰۵) الاستیعاب (۴۲۴) السیرۃ النبویۃ (۲۳۲/۳)

اسد الغابۃ (۹۱۰) الاستیعاب (۴۲۷)

ابوداؤد کتاب المناسک باب الحائض تخرج بعد الافاضۃ (۲۰۰۴)

ترمذی کتاب الحج باب من حج او اعتمر فلیکن آخر عہدہ بالبيت (۹۴۶)

حاصل ہے جبکہ ان سے عمرو بن اوس اور ولید بن عبدالرحمن جرشی روایت کرتے ہیں۔

۱۳۳۳ (ز) حارث بن عبداللہ الجہنی

ان کی حدیث ابن سعدؒ وغیرہ نے روایت کی، جو سعید بن خالد جہنی کے طریق سے مروی ہے۔ فرمایا: مجھے ضحاک بن قیس نے حارث بن عبداللہ جہنی کے پاس بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا۔ اگر مجھے گمان بھی ہوتا کہ آپ فوت ہو جائیں گے میں آپ سے جدا نہ ہوتا۔ فرماتے ہیں: میں چلا گیا، میرے پاس ایک یہودی عالم آ کر کہنے لگا: محمد (ﷺ) فوت ہو گئے۔ فرماتے ہیں: میری حالت یہ ہو رہی تھی کہ میں قتل کرنے والا تھا کہ اتنے میں میرے پاس اس بارے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط آ گیا۔ بعد میں میں نے اس عالم کو بلایا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا: ہماری کتاب میں آپ کا ذکر ہے۔ میں نے کہا: اب ان کے بعد کیا ہوگا؟ وہ کہنے لگے: پینتیس (۳۵) سال تک تم میں (خلافت کی) چکی چلتی رہے گی۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ ابوموسیٰ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ درست نام جریر بن عبداللہ بجلی ہے۔ جبکہ اس میں تاثر مل ہے اس لیے کہ دونوں قصے مختلف ہیں۔ چنانچہ حضرت جریر کا قصہ بخاری میں آتا ہے جس میں یہ سیاق نہیں۔ اور حارث کا یہ قصہ ہے جس کی سند میں حماد بن عمرو متروک راوی ہے۔

۱۳۳۴ حارث بن عبداللہ

بن سائب بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی قرشی اسدی۔ ابن شاہین نے ابن ابی داؤد سے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی داؤد کے سیاق سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کنیت ابوالحارث ہے۔ چنانچہ ان کی جو حدیث انہوں نے ابو معشر کے طریق سے بحوالہ سعید المقبریٰ روایت کی ہے وہ ابوالحارث سے مروی ہے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۱۳۳۵ حارث بن عبداللہ

بن سعد بن عمرو بن قیس بن امری القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری۔ ابو عمرؒ فرماتے ہیں: اُحد کے روز شہید ہوئے۔ بقول بعض ان کا نام حارث بن ثابت بن عبداللہ بن سعد ہے جس سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ وہ ان کے چچا ہوں۔

۱۳۳۶ (ز) حارث بن عبداللہ

انہیں ابن عبید ازدی ابوعلکتہ بھی کہا جاتا ہے۔ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۱۳۳۷ حارث بن عبداللہ

بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول انصاری اوسی۔ عدوی فرماتے ہیں: حدیبیہ اور بعد کے غزوات میں شریک تھے۔

اسد الغابۃ (۹۱۱) الطبقات الکبریٰ (۱۸/۵) اسد الغابۃ (۹۱۳)

المصنف لعبدالرزاق (۱۹۸۹۳) المصنف لابن ابی شیبہ (۱۶۷/۱۲) کنز العمال (۳۳۸۴۶)

اسد الغابۃ (۹۱۴) الاستیعاب (۴۲۵) الاستیعاب (۳۵۷/۱) اسد الغابۃ (۹۱۶)

حرہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ذہبی نے یہ بات ابو عمر کی جانب منسوب کی ہے۔ جس سے یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ان کا عنوان قائم کیا ہے حالانکہ واقعہ یہ نہیں۔ ابن الاثیر نے توجب ان استدراک میں ذکر کیا یہ کہا ہے: ابو عمر نے انہی کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۳۸ حارث بن عبد اللہ

بن وہب دوسی، ابن مندہ فرماتے ہیں: امام بخاری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ پھر ایک ضعیف سند سے روایت کیا مغراء بن عیاض بن حارث بن عبد اللہ بن وہب دوسی سے مروی ہے۔ حارث اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس ان ستر آدمیوں سمیت آئے جو دوس سے چلے تھے۔ حارث نے کچھ ایام نبی ﷺ کے پاس قیام کیا جبکہ ان کے والد سرداروں کی طرف لوٹ آئے ان کے بہت سے پھلدار درخت تھے۔ ان کے والد عبد اللہ بن وہب کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

۱۳۳۹ حارث بن عبد شمس خثعمی

امام بخاری اور ابن حبان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل شام میں ہے۔ ایک غریب سند سے بحوالہ حمیری بن حارث بن عبد شمس وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی طرف نکلے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر لکھوائی۔ اور ان کے لئے اور ان کے ساتھیوں کے لئے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک کا علاقہ (استعمال کے لیے) مباح قرار دیا۔ (حدیث)

۱۳۴۰ حارث بن عبد العزی

بن رفاعہ بن ملآن بن ناصرہ بن قصبہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن سعدی، حلیمہ سعدیہ نبی ﷺ کی رضاعی والدہ کے خاوند۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابو دویب ہے۔ ابن اسحاق نے سیرۃ میں ذکر کیا: مجھے میرے والد نے بنی سعد کے رجال کے حوالہ سے بتایا، وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے رضاعی والد الحارث مکہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ لوگ ان سے کہنے لگے: تم نے سنا ہے تمہارا (رضاعی) بیٹا کیا کہتا ہے؟ کہ موت کے بعد لوگوں کو اٹھایا جائے گا۔ وہ کہنے لگے: بیٹا! یہ تم کیا بات کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! جب قیامت کے روز ایسا ہوا تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس دن آپ کو یہ بات یاد دلاؤں گا۔“ بعد میں حارث اسلام لے آئے اور پختہ اسلام شخص بن گئے۔ فرمایا کرتے تھے: ”اگر میرے بیٹے نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تو مجھے جنت پہنچا کر ہی چھوڑے گا۔“

میں کہتا ہوں: ابن سعد کے ہاں دوسری حدیث ہے جو مرسل ہے کہ یہ واقعہ حارث کے بیٹے کے ساتھ پیش آیا۔ چنانچہ یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے بحوالہ اسحاق بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک رضاعی بھائی تھے۔ انہوں نے نبوت کے بعد نبی ﷺ سے کہا: آپ کا کیا خیال ہے کہ بعثت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں

اسد الغابۃ (۳۸۳/۱) * اسد الغابۃ (۹۱۷) الاستیعاب (۴۲۶) * اسد الغابۃ (۹۱۹)

التاریخ الکبیر (۲۶۱/۲) * اسد الغابۃ (۹۲۰) * جامع المسانید (۲۲۸/۳)

الطبقات الکبریٰ (۷۱/۱)

میری جان ہے۔ قیامت کے دن میں ضرور تمہارا ہاتھ تھام کر تمہیں یاد دلاؤں گا۔“ فرماتے ہیں: بعد میں جب وہ نبی علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو بیٹھ کر رویا کرتے تھے، فرماتے: مجھے پوری اُمید ہے کہ نبی علیہ السلام قیامت کے روز میرا ہاتھ پکڑیں گے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ واقعہ باپ بیٹے دونوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔

بعض نے ان کا نام عبداللہ بتایا اور انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ یہی نام ابن سعد نے ذکر کیا جب اولاد حلیمہ کا ذکر کیا، عنقریب عورتوں کے ناموں میں حرف شین میں شیاء کے ذیل میں تذکرہ ہوگا۔ ابوداؤد * نے عمر بن حارث کے طریق سے بحوالہ عمر بن سائب نقل کیا کہ انہیں یہ روایت پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ان کے رضاعی والد تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنی چادر کا کچھ حصہ ان کے لئے بچھایا جس پر وہ بیٹھ گئے۔ (حدیث) ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حارث نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے۔ واللہ اعلم

بقول بعض: وہ نبی علیہ السلام کو گود لینے والے ابو کبشہ ہیں جن کا ذکر کئیوں میں آئے گا۔

۱۳۴۱ حارث بن عبد قیس *

بن لقیط بن عامر بن امیہ بن الظرب بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ انہیں حارث بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق اور ابن دأب نے مہاجرین حبشہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ بلاذری نے کہا: واقدی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۳۴۲ حارث بن عبد کلال *

بن نصر بن سہل بن عریب بن عبد کلال بن عبید بن فہر بن زید الحمیری (یمن کے ایک رئیس) نبی علیہ السلام نے ان کی طرف خط بھیجا جیسا کہ ان کے بھائی شرجیل وغیرہ کے سوانح میں آئے گا۔ انساب میں نہدانی نے لکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث اور ان کے بھائی کو خط لکھا اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ ان کے سامنے سورہ ”لم یکن“ پڑھنا۔ حارث آپ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے آپ ﷺ نے ان سے معاف کیا اور ان کی خاطر اپنی چادر بچھائی۔ ان کی آمد سے پہلے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس راستے (یمن کی طرف اشارہ تھا) سے تمہارے پاس معزز ددھیال اور نہ خیال والا ایک شخص آئے گا۔ جس کے رخسار گورے مائل بزدلی ہوں گے۔“ * تو وہ ایسے ہی تھے۔

زیادہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے اسلام لانے کا پیام بھیجا تھا۔ اور یمن میں مقیم ہو گئے تھے۔ ابن اسحاق * تبوک سے نبی ﷺ کی واپسی کے موقع پر حمیر کے بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنے اسلام لانے کی اطلاع بھیجی۔ ان میں سے حارث بن عبد کلال بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف مہاجر بن ابی امیہ کو بھیجا تھا تو وہ (ان کی تبلیغ پر) اسلام لے آئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں یہ اشعار لکھ کر بھیجے: ”آپ ﷺ کا دین برحق ہے جس میں پاکیزگی ہے اور جس کا آپ حکم دیتے ہیں۔“ یوں ہی دارقطنی نے نافع کے طریق سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابوالحسن مدائنی نے ”رسل النبی ﷺ“ (نبی ﷺ کے

* ابوداؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین (۵۱۴۵) * اسد الغابۃ (۹۲۱) الاستیعاب (۴۴۰)

* اسد الغابۃ (۹۲۲) * مسند احمد (۳۶۰/۴) الطبقات الکبریٰ (۶۱/۶) * السیرۃ النبویۃ (۱۷۹/۴)

قاصدین) نامی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۴۳ حارث بن عبد مناف

عبدان محمد بن عمرو کے طریق سے بحوالہ شریک بن ابی نمر، حارث بن عبد مناف سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے پھوپھی اور خالہ کی میراث کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ ان دونوں کا میراث (یعنی بھانجے بھانجی اور بھتیجا بھتیجی کے مال) میں کوئی حق نہیں۔“ اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں محمد بن عمرو کے طریق سے نقل کیا ہے۔ لیکن مستدرک کے نسخہ میں صرف حارث بن عبد لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

ذہبی لکھتے ہیں: اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ روایت مرسل ہے۔

۱۴۴۴ حارث بن عبید

بن رزاح بن کعب انصاری ظفری۔ ابو عمر: انہیں اور ان کے بیٹے نصر بن حارث کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

۱۴۴۵ (ن) حارث بن عبید ازدی

حارث بن عبد اللہ میں ذکر ہوا ہے۔

۱۴۴۶ (ن) حارث بن عبیدہ

بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی، بلاذری اور دیگر نسب دانوں نے انہیں عبیدہ کی اولاد میں ذکر کیا ہے۔ عبیدہ تو بدر میں شہید ہو چکے تھے اس لئے ان کے یہ بیٹے صحابی ہوں گے۔ شاید نبی ﷺ کی حیات میں ہی ان کی وفات ہوئی ہو۔

۱۴۴۷ حارث بن عتیک

بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف انصاری جبر (جو عتیک بن عتیک کے والد ہیں) ان کے بھائی۔ عدوی: شرکاء بدر میں۔ ابن شاہین: اپنے رجال سے ان کا ذکر تو کیا لیکن ان کے والد کا نام عتیک لکھا ہے کہ وہ ان کے والد اور چچا بدر میں شریک ہوئے تھے۔

ابن سعد بحوالہ واقدی بدری صحابہ میں اور ابن عمارہ نے یوں ذکر کیا ہے: حارث بن قیس بن ہیشہ بدر میں شریک ہوئے۔

۱۴۴۸ حارث بن عتیک

بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول انصاری بخاری، کنیت ابوازم تھی، احد اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ بقول واقدی جبر ابی عبیدہ میں شہادت پائی۔

اسد الغابۃ (۹۲۳) * المستدرک (۳۴۲/۴) * تجرید (۳۰) * اسد الغابۃ (۹۲۴)

اسد الغابۃ (۹۲۶) * اسد الغابۃ (۹۲۷) استیعاب (۴۳۸)

۱۳۴۹ حارث بن عدی

بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن حکمہ انصاری خطمی۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابو عمرؒ نے ابن کلبی کے اتباع میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۵۰ حارث بن عدی

بن مالک بن حرام بن خدیج بن معاویہ انصاری معاوی۔ عدوی: اُحد میں شریک ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ: جسر ابی عبید میں ۱۵ھ میں شہید ہوئے۔

۱۳۵۱ حارث بن عرفجہ

بن حارث بن مالک بن کعب انصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ: بدری صحابہ ہیں۔ ابو عمر کا گمان ہے کہ: ”ابن اسحاق نے ان کا ذکر چھوڑ دیا ہے“۔ جبکہ ان کا گمان غلط ہے۔ ابن فتحون اس پر متنبہ کر چکے ہیں کہ ابن اسحاق نے حارث بن عرفجہ کو شرکاء بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن ہشام نے ان کا یوں نسب بیان کیا ہے: ابن کعب بن النجار بن کعب۔

۱۳۵۲ حارث بن عقیف الکندی

ابن مندہ: امام بخاری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ابن غطفیف ہوں جن کا تذکرہ آ رہا ہے۔

۱۳۵۳ حارث بن عقبہ

بن قابوس المزنی۔ مغازی میں واقدی ذکر کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے چچا وہب بن قابوس اپنی بکریاں لے کر مدینہ پہنچے تو مدینہ کو خالی پایا۔ وہاں سے سیدھے اُحد پہنچے اور اسلام لانے کے بعد مشرکین سے جنگ میں شریک ہو گئے۔ بالآخر دونوں شہید ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”مجھے ان دو مزیوں کی موت پہ رشک آتا ہے“۔

۱۳۵۴ حارث بن عمرو

بن حرام بن عمرو بن زید بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ ابن سعدؒ نے ذکر کیا کہ وہ اور ان کے بھائی اُحد میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ دونوں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اور ابن سعد کا قول ہے کہ کوفہ شہر میں سعد کی اولاد ہے۔ اور عمرو بن حرام جو جابر بن عبد اللہ بن حرام کے دادا ہیں۔ ان کے والد نہیں بلکہ وہ دوسری شخصیت ہیں وہ تو ابن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب ہیں۔

۱۳۵۵ حارث بن عمرو بن غزیہ

بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج انصاری خزرجی۔ ابن السکن

اسد الغابۃ (۹۲۹) استیعاب (۴۳۶) استیعاب (۳۶۱/۱) اسد الغابۃ (۹۳۰) استیعاب (۴۴۱)

اسد الغابۃ (۹۳۲) استیعاب (۹۳۷) الطبقات الکبریٰ (۴۲/۵)

نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ حجاج، سعید اور عبدالرحمن کے بھائی ہیں جن کا ذکر آ رہا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ حارث بن غزیہ ہیں یعنی جن کا ذکر آ رہا ہے۔ فرماتے ہیں: بظاہر وہ اور ہیں۔ ابن قانع نے انہی حارث بن عمرو بن غزیہ کا عنوان قائم کر کے حارث کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ یوں دونوں کو ایک شخصیت قرار دیا ہے۔

۱۳۵۶ حارث بن عمرو

بن مؤمل بن حبیب بن تمیم بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب قرشی عدوی، ابو عمر نے لکھا ہے: یہ ان ستر لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے خیبر کے سال مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

۱۳۵۷ (ن) حارث بن عمرو الطائی

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اہل شام میں شمار ہوتے ہیں اور ارمینیا کی جنگ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ وہ لشکر کے سپہ سالار بھی تھے۔

۱۳۵۸ حارث بن عمرو * انصاری

براء بن عازب کے چچا بقول بعض ان کے ماموں ہیں۔ امام احمد * نے اشعث بن سوار کے طریق سے بحوالہ عدی بن ثابت، براء سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: حارث بن عمرو گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک جھنڈا بنا کر دیا تھا۔ تو میں نے پوچھا: چچا جان! کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کی گردن اتارنے بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی بیوی سے شادی کی ہے۔

ابن السکن نے اسی سند سے نقل کر کے لکھا ہے: میرے چچا حارث بن عمرو میرے پاس سے گزرے۔ عبدالرزاق نے اس روایت کو اپنے طریق سے نقل کیا تو لکھا: ”میری اپنے چچا سے ملاقات ہوئی“۔ اس میں ان کا نام نہیں لیا۔ اور دوسری سند سے روایت کیا کہ اشعث سے مروی ہے، فرمایا: میں اپنے ماموں سے ملا۔ ایسا ہی ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

ایک جماعت نے یہ روایت عدی بن ثابت سے نقل کی ہے لیکن اس کی سند میں ان سے اوپر اختلاف ہے۔ بعض نے ان کے حوالہ سے کہا: میں نے براء سے سنا، بعض نے کہا: ان سے وہ یزید بن براء سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت ابو مریم عبدالغفار بن قیس بن عدی بن قیس سے بحوالہ یزید وہ اپنے والد سے فرمایا: میں اپنے ماموں سے ملا، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ میں نے عرض کیا: کہاں کا ارادہ ہے؟ پھر حدیث ذکر کی اور ان کا نام نہیں لیا۔

۱۳۵۹ حارث بن عمرو بن ثعلبہ *

بقول بعض حارث بن عمرو بن حارث بن ایاس بن عمرو بن سہم بن نضلہ بن غنم بن ثعلبہ بن معن بن مالک بن اعصر باملی ثم سہمی۔ ابومسقبہ (میم پرز بر سین ساکن، قاف پرز بر اور پھر باء ہے) جیسا کہ میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا، پڑھا ہے کہ ”کمال“

کے مصنف نے یہ نام غلط لکھا ہے اور مزنی نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے: ابوسفینہ بصرہ میں فروکش ہوئے۔
 انہوں نے ایک حدیث روایت کی جو امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں اور ابوداؤد، نسائی وغیرہ نے نقل کی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ بعض نے اسے زرارہ بن کریم بن حارث بن عمرو کے طریق سے طویل ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ”میں رسول اللہ ﷺ کے پاس منیٰ یاعرفات میں آیا، لوگوں نے آپ ﷺ کے گرد گھیرا بنا رکھا تھا۔“ (حدیث) * اور یحییٰ بن زرارہ کے طریق سے ہے مجھے میرے والد نے بحوالہ اپنے دادا حارث بتایا، اور بغوی نے یہ حدیث یحییٰ بن حارث کے طریق سے نقل کی، فرمایا: مجھے میرے والد نے اپنے دادا حارث کے حوالہ سے بتایا انہوں نے دور جاہلیت اور اسلام پایا تھا۔ پھر استغفار، بتوں کے لیے سرکی چوٹی اور ان کے نام ذبح کی جانے والی بکری کے متعلق کوئی حدیث نقل کی۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ بن حارث اور پوتا زرارہ بن کریم بن حارث روایت کرتا ہے۔ حرف کاف میں کریم کے سوا ان میں ان کا کچھ تذکرہ ہوگا۔

۱۳۶۰ (ز) حارث بن عمرو اسدی

ابوملک، کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ابن ماکولا نے مرزبانی کے اتباع میں ان کا یہی نام لیا ہے۔ جبکہ ابن قانع اور ابن مندہ وغیرہ نے ان کا نام عرفطہ بن نصلہ لیا ہے۔ یہی زیادہ مشہور ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کنتوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۳۶۱ حارث بن عمیر ازدی *

ثم اللہی لام کے زیر اور ہا کے سکون سے۔ واقعہ نے عمرو بن حکم سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا خط دے کر بصری کے بادشاہ کی طرف بھیجا تھا۔ جب یہ موتہ فروکش ہوئے تو شرجیل بن عمرو غسانی راستے میں مل گیا، اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور ان کی گردن اتار دی۔ اس کے علاوہ نبی ﷺ کا کوئی قاصد قتل نہیں ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے موتہ * ایک مہم روانہ فرمائی۔ ابن شاہین نے محمد بن یزید کے طریق سے بحوالہ اپنے رجال اس واقعہ کے بغیر ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۶۲ حارث بن عوف *

بن ابی حارثہ مزنی، جاہلیت کے مشہور شہسوار۔ ابو عبید نے کتاب الدیاج میں ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لے آئے تھے۔ ایسا ہی دوسرے لوگوں نے نقل کیا ہے۔ ابو عبید لکھتے ہیں: عرب کی تین جنگیں زیادہ لمبے عرصے کی تھیں۔ قیلہ کے دونوں بیٹوں اوس اور خزرج کی لڑائی، حراحس اور غبراء کی جنگ جو بنی عیس اور فزارہ کے درمیان ہوئی۔ اور وائل کے دو بیٹوں بکر اور تغلب کی جنگ، پھر دو اٹھانے والوں نے ان کے خون اٹھائے۔ وہ خارجہ بن سنان اور حارث بن عوف تھے۔ انہی ایام میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا، لیکن ابھی حارث بن عوف پر ان کے خون کا کچھ حصہ دینا باقی تھا جسے اسلام میں ہڈر (ضائع) قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاں ان کی بیٹی کے لیے پیام نکاح بھیجا جس پر وہ کہنے لگے: چونکہ اس میں ایک عیب ہے اس لئے میں اسے آپ کے لیے پسند نہیں کرتا، حالانکہ کوئی عیب نہ تھا۔ جب واپس آ کر دیکھا تو اسے برص کی بیماری ہو چکی تھی۔ جس سے اس کے

* ابوداؤد کتاب المناسک باب من المواقیت حدیث (۱۷۴۲) المستدرک (۲۳۲/۴)

* اسد الغابۃ (۹۳۹) استیعاب (۱۰۱۹) * الطبقات الکبریٰ (۲۵۵/۴) * اسد الغابۃ (۹۴۱) استیعاب (۹۳۴)

چچازاد یزید بن جمرہ نے شادی کر لی تو ان کے ہاں شیب پیدا ہوا جو ابن برصاء نام سے مشہور ہوا۔ برصاء کا نام قرصافہ تھا، یہ رشاطی بیان ہے۔

ان کے علاوہ کسی نے ذکر کیا ہے کہ اس کے والد نے کہا: اس کے سفیدی ہے اور عرب اس سے برص مراد لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سوائے ہی ہو“۔ چنانچہ وہ اسی وقت برص والی ہو گئی۔ واقدی کا قول ہے: مجھے عبدالرحمن بن ابراہیم مدنی نے بحوالہ اپنے شیوخ بیان کیا۔ بنی مرہ کا تیرہ افراد پر مشتمل ایک وفد نبی ﷺ کے پاس آیا جس کا سردار حارث بن عوف تھا۔ اس وقت آپ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ یہ لوگ بنت حارث کے گھر فروکش ہوئے اور پھر مسجد میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حارث کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی قوم اور آپ کے رشتہ دار ہیں، لوی بن غالب کی اولاد ہیں، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

زیر لکھتے ہیں: مجھے میرے چچا مصعب نے بتایا کہ حارث بن عوف نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: میرے ساتھ ایسا شخص روانہ فرمائیے جو آپ کے دین کی دعوت دے۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ انصار کا ایک شخص بھیج دیا جس سے حارث کے رشتہ داروں نے بغاوت کر کے اسے شہید کر دیا۔ اس پر حضرت حسان بول اٹھے: ”اے حارث! تم میں سے کوئی اپنے پڑوسی سے بغاوت کرتا ہے، سو محمد (ﷺ) تو کسی سے دھوکا نہیں کرتے“۔ حارث آ کر معذرت کرنے لگے اور انصار کو دیت دی اور کہنے لگے: ”اے محمد (ﷺ)! میں حسان کی زبان سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں“۔

۱۳۶۳ حارث بن عوف

انہیں عوف بن حارث اور حارث بن مالک لیشی ابو واقد بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کے حالات کنتیوں میں آئیں گے۔

۱۳۶۴ حارث بن عیسیٰ

بقول بعض باء سے عیس عبدی ثم صباحی (صاد کے پیش اس کے بعد باء مخفف ہے) وفد عبدالقیس کے ایک فرد ہیں۔ ابو عبیدہ نے ان میں ذکر کیا ہے۔ ابن الامین اور ابن بشکوال نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۳۶۵ حارث بن غزیہ انصاری

انہیں غزیہ بن حارث بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن، باوردی اور ابن مندہ کتاب الصحابہ میں اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ (جو مترک راوی ہے) کے طریق سے بحوالہ عبد اللہ بن رافع نقل کیا ہے، انہوں نے بحوالہ حارث بن غزیہ بتایا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا فتح مکہ کا دن تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”فتح کے بعد ہجرت نہیں رہی“۔ (حدیث)

۱۳۶۶ حارث بن عطف (غین سے تصغیر ہے)

سکونی شامی۔ ان کی حدیث معاویہ بن صالح نے بحوالہ یونس بن سیف ان سے نقل کی ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ابوصالح اور حماد بن خالد فرماتے ہیں، معاویہ سے یہ روایت ہے: ”میں اس بات کو نہیں بھولا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھے دیکھا۔“ * اسے بغوی اور ستمویہ نے بھی نقل کیا ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی اور زید بن حباب بحوالہ معاویہ اسی طرح نقل کرتے ہیں، البتہ انہوں نے شک کی بنا پر کہا: ”غطف بن حارث یا حارث بن عطف“۔ اسے ابن ابی شیبہ اور ابن السکن نے نقل کیا ہے۔ ابن وہب اور رشیدین بن سعد نے بحوالہ معاویہ ابوصالح کی روایت کی طرح بلا شک روایت کی ہے۔ لیکن یونس اور حارث کے درمیان ابوراشد حمرانی کا اضافہ کر دیا۔ ابن مندہ باوردی اور ابن شاہین نے اسے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: ابن راشد نے اس میں اضافہ نقل کیا ہے۔ معین بحوالہ معاویہ فرماتے ہیں: غضیف بن حارث (ضاد نقطے والا) اسے ابن مندہ نے نقل کر کے کہا: پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ ابن السکن بحوالہ ابن معین روایت کرتے ہیں: درست نام حارث بن عطف ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: جس نے غضیف لکھا، اس نے لفظی غلطی کی ہے اس لیے کہ غضیف بن حارث دوسری شخصیت ہیں جن کی کنیت ابواسماء تھی۔

۱۳۶۷ حارث بن فروہ *

بن شیطان بن خدیج بن امری القیس بن حارث بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن ثور کنذی، ابن کلبی، ابن سعد، اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ * ابن الاثیر فرماتے ہیں: ابو موسیٰ کے ذیل میں: حارث بن قرہ (قاف سے) لکھا ہے۔ اور جمہرہ میں فروہ فا اور واؤ کے اضافہ سے ہے جو صحیح ہے۔ لکھا ہے کہ ان کے دادا کا نام خوبصورتی کی وجہ سے ”شیطان“ پڑ گیا تھا۔

۱۳۶۸ (ز) حارث بن ابی قارب قرشی سہمی

موسیٰ بن عقبہ نے جنگ اجنادین میں شہید ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۳۶۹ حارث بن قیس *

بن حارث بن اسماء بن مر بن شہاب بن ابی ثمر غسانی، شہسوار و شاعر تھے۔ ابن کلبی نے نبی ﷺ کے پاس بصورت وفد آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور ابن الامین اور ابن فتحون نے بحوالہ ابن دباغ اپنے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

* اسد الغابۃ (۹۴۳) استیعاب (۴۴۴) * جامع المسانید والسنن (۲۳۲/۳) * اسد الغابۃ (۹۴۴)

* اسد الغابۃ (۳۸۹/۱) * اسد الغابۃ (۹۴۵)

۱۳۴۰ حارث بن قیس

بن ملکہ الصاری نم زرتی، کنیت سے مشہور ہیں۔ ابو خالد کنیت تھی، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۴۱ حارث بن قیس

بن عدی سہمی۔ ان کے والد حارث کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ رہے یہ تو ابن ابی خیشمہ نصر بن مزاحم کے طریق سے بحوالہ معروف بن خربوذ روایت کرتے ہیں، فرمایا: جاہلیت میں شرافت دس قریشی آدمیوں پر ختم تھی، پھر اسلام سے مل گئی۔ پھر ان لوگوں کا تذکرہ کیا، فرمایا: بنی سہم حارث بن قیس، جنہیں حکومت و اموال میسر تھے۔

میں کہتا ہوں: ممکن ہے ان کی اس بات ”پھر اسلام سے مل گئی“ سے مراد ان کی اولاد سے مل گئی ہو۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ صحابی تھے لہذا غور کر لینا چاہیے۔

پھر مجھے ابن عبدالبر کی کتاب میں ابن ابی خیشمہ جیسی روایت ملی لیکن اس میں اضافہ ہے کہ وہ اسلام لے آئے اور اپنے بیٹوں حارث، بشر اور معمر کے ساتھ حبشہ ہجرت کی۔ ابن الاثیر ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زبیر اور ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ ان میں یہ اضافہ ہے کہ سوائے ابو عمر کسی نے ان کا اسلام لانا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ابو عبید، مصعب اور طبری وغیرہ نے اسلام لانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لہذا اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ وہ تائب ہو گئے ہوں اور شرف صحابیت حاصل کر کے ہجرت کر لی ہو۔ لہذا دونوں اقوال میں کوئی منافات و تعارض نہیں۔ رہا ارشاد باری تعالیٰ: ”ہم استہزاء و مزاح کرنے والوں سے آپ کی کفایت کرنے والے ہیں“۔ (سورۃ الحجۃ: ۹۵) کسی کی توبہ نہ کرنے میں واضح نہیں ہے، جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن اسحاق نے استہزاء کرنے والوں میں سے ہر ایک کی موت کا ذکر کیا ہے کہ وہ کیسے مرا۔ حارث بن طلائع کی موت کا ذکر کر کے پھر عکرمہ اور سعید بن جبیر کے طریق سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: حارث بن عطلہ، رہے عکرمہ تو انہوں نے حارث بن قیس کہا۔ اور ابن اسحاق نے یزید بن رومان سے بحوالہ ان کا نسب خزاعی ذکر کیا ہے جو سہمی کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۴۲ حارث بن قیس

انہیں قیس بن حارث بھی کہا جاتا ہے، قاف میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۴۳ (ن) حارث بن قیس الفہری

ابن عبدالقیس میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۳۴۴ حارث بن کرز

عبدالصمد بن سعید نے حمص فروش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان سے مہاجر بن حبیب روایت

رتے ہیں۔ تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا نقل کیا ہے۔

۱۳۷۵ حارث بن کعب

بقول بعض یہ اسلع کا نام ہے جن کا ذکر ہمزہ میں ہو چکا ہے۔

۱۳۷۶ حارث بن کعب

بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار انصاری، بخاری ثم مازنی۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: صحابی ہیں اور ہمامہ میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی عدوی کا قول ہے جس سے تجرید کے قول ”کہ صرف کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے“ کی تردید ہو جاتی ہے۔

۱۳۷۷ حارث بن کلدہ

بن عمرو بن ابی علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزی بن عبیدہ بن عوف بن قصی ثقفی عرب کے طبیب، مغازی میں ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے ایسے شخص نے بتایا جس پر مجھے کسی قسم کا شبہ نہیں۔ عبداللہ بن مکرّم سے وہ ثقیف کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا کہ جب اہل طائف مسلمان ہوئے تو ان غلام لوگوں کے بارے میں ایک جماعت نے لب کشائی کی۔ یعنی جو نبی ﷺ کی طرف اتر آئے اور اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ”یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں“۔ ان کے متعلق گفتگو کرنے والے حارث بن کلدہ بھی تھے۔ ان کے علاوہ کا قول ہے کہ ازرق مولی حارث بھی ان میں شامل تھے۔

ابوداؤد* نے ابن ابی نجیح کے طریق سے بحوالہ مجاہد، سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں بیمار ہوا تو نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا: ”تمہیں دل کی تکلیف ہے۔ ثقیف کے بھائی حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ علاج معالجہ کرتا ہے اسے کہا کہ سات کھجوریں لے اور انھیں کوٹ لے“۔ ابن مندہ نے اسمعیل بن محمد بن سعد کے طریق سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: حضرت سعد بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کرنے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صحت یاب کرے گا“۔ پھر حارث بن کلدہ سے فرمایا: ”سعد کی بیماری کا علاج کرو“۔* پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن ابی حاتم* فرماتے ہیں ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ صحیح نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذمیوں سے طب و علاج میں امداد لینا جائز ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کے متعلق ایک روایت ملی ہے، جسے ہم نے امالی محاملیہ کے جزء تاسع (نویں) میں روایت کیا ہے اور عسکری کی کتاب ”تصحیف“ میں شریک بن عبدالملک بن عمیر کے طریق سے حارث بن کلدہ سے مروی ہے جو عرب کے بڑے طبیب تھے۔ وہ اپنی ایک سایہ دار جگہ میں بیٹھا کرتے تھے، اس کے متعلق کسی نے ان سے پوچھا، انہوں نے کہا: ”دھوپ ہوا کو آلود کرتی،

* اسد الغابۃ (۹۵۱) * اسد الغابۃ (۹۵۴) * السیرۃ النبویۃ (۱۰۱/۴)

* ابوداؤد کتاب الطب باب ترمۃ العجوة (۳۸۷۵) * السنن الکبریٰ (۱۸/۹) الطبقات الکبریٰ (۱۸/۹)

* الجرح والتعذیل (۸۷/۳)

کپڑے بوسیدہ کرتی اور چھپی بیماریاں پیدا کرتی ہے۔

طب میں حارث کی باتیں بہت زیادہ ہیں جن میں سے جوہری نے صحاح میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حارث بن کلدہ سے (جو عرب کے طبیب تھے) پوچھا: علاج کیا ہے؟ اس نے کہا: پرہیز۔ پھر مجھے یہ روایت ابراہیم حربی کتاب ”غریب الحدیث“ میں ابن ابی شیح کے طریق سے ملی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر اسے ذکر کیا۔

عبدالملک بن حبیب کی کتاب الطب النبوی میں عروہ بن زبیر کی مرسل روایت بحوالہ عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ اور داؤد بن رشید نے بحوالہ عمرو بن معروف روایت کیا ہے: حارث کے آخری وقت لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور کہا ہمیں کوئی وصیت کرو۔ اس نے کہا: صرف جوان لڑکی سے شادی کرنا، صرف پکا ہوا پھل کھانا، جب تک کسی کا بدن بیماری برداشت کر سکے ہرگز علاج نہ کرنا، ہر چوڑے کا استعمال کرنا، اس سے بلغم ختم ہو جاتی ہے، جو دو پہر کا کھانا کھالے وہ سو جائے اور جو رات کا کھانا کھائے اس کے بعد چالیس قدم چلے۔ کسریٰ کے ساتھ اس کا مشہور قصہ ہے جسے ہم بیان کر کے کتاب کو لمبا نہیں کرنا چاہتے۔ بقول بعض اس کی موت کی وجہ بنی کہ اسے ایک سانپ نظر آیا۔ تو کہنے لگا بعض دفعہ عالم کا علم تریاق (زہر کا توڑ) کا سا کام کرتا ہے۔ تو کسی نے اس سے کہہ دیا ابو دائل! کیا تم اس سانپ کو نہیں پکڑتے؟ تو تکبر نے اسے سانپ پکڑنے پر مجبور کیا۔ ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سانپ نے اپنی فطرت ظاہر کی اور اسے ڈس لیا جس سے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کچھ ہی دیر بعد چل بسا۔

۱۳۷۸ حارث بن مالک

ابو داؤد لیثی کنتیوں میں تذکرہ ہوگا ان کے والد کا نام بھی واقدی نے یہی بتایا ہے۔

۱۳۷۹ حارث بن مالک*

بن قیس بن عوذ بن جابر بن عبد مناف بن شعیب بن عامر بن لیث بن بکر کنانی لیثی، ابن برصاء سے مشہور ہیں۔ برصاء ان کی والدہ ہیں، بقول بعض ان کی دادی ہیں۔ پہلے مکہ پھر مدینہ رہائش پذیر ہوئے۔ ترمذی* اور ابن حبان نے ان کی حدیث نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور دارقطنی نے شععی کے طریق سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے موقع فرماتے سنا: ”آج کے بعد قیامت تک مکہ پر چڑھائی نہیں ہوگی“۔ اور زبیر بن بکار نے مسور بن عبد الملک یربوعی سے بحوالہ ان کے والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن برصاء لیثی مروان بن حکم کے ہم نشینوں میں سے تھے، اس کے ساتھ رات کو بات چیت کرتے ایک رات مال غنیمت کا تذکرہ ہوا، لوگوں نے کہا مال غنیمت تو اللہ تعالیٰ کا مال ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس کی جگہ صرف کیا اس پر مروان نے کہا: مال غنیمت امیر المومنین معاویہ کا مال ہے جہاں چاہیں صرف کریں۔ تو ابن البرصاء وہاں سے چلے گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے ملے اور انہیں ساری بات بتائی۔ سعید فرماتے ہیں: میں مسجد کے ارادے سے جا رہا تھا کہ حضرت سعد سے ملاقات ہوگئی۔ فرمایا: میرے ساتھ آؤ، میں آپ کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ مروان کے پاس جا پہنچے۔ آپ نے اسے

* اسد الغابۃ (۹۵۶) استیعاب (۴۱۸)

* ترمذی کتاب السیر باب ما قال النبی ﷺ یوم فتح مکة ان هذه لا تغزی ... (حدیث ۱۶۱۱)

بخت ست کہا، پھر قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں کہ مروان نے کہا: آپ نے کب دیکھا؟ یہ بات اس شیخ سے کس نے کی ہے؟ لوگوں نے کہا: ابن البرصاء نے۔ چنانچہ انہیں لایا گیا۔ ابھی کوڑے مارنے کے لیے ان کے کپڑے اتروائے ہی تھے تو اتنے میں دربان حکیم بن زمام کے لیے اجازت لینے آ گیا۔ مروان نے کہا: اسے اس کے کپڑے واپس دے دو۔ اور باہر نکال دو، ہمارے لیے اس دوسرے کوڑھے کو نہ بڑھکا دے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حارث خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے۔ یہی ان کی نسبت کے متعلق مشہور ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں جب ان کی مرفوع حدیث بحوالہ سفیان نقل کی تو فرمایا وہ خزاعی ہیں۔

۱۳۸۰ حارث بن مالک انصاری

ابن المبارک نے کتاب الزہد میں ابن کی حدیث بحوالہ معمر، صالح بن مسمار سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: حارث بن مالک! صبح کیسے ہوئی؟ عرض کیا: ایمان و یقین سے۔ آپ نے فرمایا: ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ عرض کیا: میں نے اپنے آپ کو دنیا سے روکا جس کے نتیجے میں رات بیدار رہا، دن کے وقت پیاسا رہا، گویا مجھے اپنے رب کا عرش نظر آ رہا ہے اور مجھے اس میں اہل جنت ایک دوسرے کی زیارت کرتے نظر آ رہے ہیں۔ اور گویا میں جہنمیوں کا شور سن رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”مومن کا دل اللہ تعالیٰ منور کر دیتا ہے“۔ یہ روایت معضل ہے۔

اسی طرح عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ صالح بن مسمار اور جعفر بن برقان نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے حارث سے فرمایا، اور سے تفسیر میں ثوری سے بحوالہ عمرو بن قیس ملائی، زید سلمیٰ سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حارث سے فرمایا: حارث! صبح کیسے ہوئی؟ عرض کیا: ایمان والوں میں سے؟ آپ نے فرمایا: جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟ پھر اسی طرح کے مفہوم کی روایت نقل کی۔ اس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیے۔ آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی، انہی نوں مدینہ کے مویشیوں پر حملہ ہوا تو یہ بچاؤ کے لیے نکلے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

دوسرے طریق سے یہ حدیث موصول بھی مروی ہے۔ طبرانی نے سعید بن ابی ہلال کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابی الجحیم روایت کی ہے جبکہ ابن مندہ نے سلیمان بن سعید کے طریق سے بحوالہ ربیع بن لوط، دونوں حارث بن مالک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! میں یقیناً ایمان والوں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: دیکھو کیا کہہ رہے ہو؟ (الحديث) اس کے آخر میں ہے: ”جو کسی ایسے شخص کو دیکھنے کا خواہشمند ہو جس کا دل اللہ تعالیٰ نے منور کر دیا ہے تو وہ حارث بن مالک کو دیکھ لے“۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے زید بن ابی انیسہ نے عبدالکریم بن حارث سے انہوں نے حارث بن مالک کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اور جریر بن عقبہ بن عبد الرحمن نے بحوالہ اپنے والد، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں حارث بن مالک تھے، جنہیں آپ ﷺ نے اپنے پاؤں سے حرکت دی۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسد الغابۃ (۹۵۷)

المصنف لابن ابی شیبہ (حدیث ۴۲/۱۱) اتحاف السادة المتقين (۳۲۷/۹) کنز العمال (حدیث ۳۶۹۸۹)

المعجم الكبير (۳۳۶۷/۳) کنز العمال (۳۳۲۴۴) اتحاف السادة المتقين (۳۲۷/۹)

اور بیہقی نے ”شعب“ میں یوسف بن عطیہ الصفار کے طریق سے (جو بے حد ضعیف راوی ہے) بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی ﷺ کی حارث بن مالک سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا: حارث! صبح کیسے ہوئی؟ عرض کیا: میں نے ایمان یقین کی حالت میں صبح کی ہے۔ حدیث طویل ہے۔ جس کے آخر میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حارث! جب تم پہچان گئے تو اسے نہ چھوڑنا“۔ بیہقی فرماتے ہیں: یہ روایت منکر ہے، جس میں یوسف کو خبط ہو گیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ اس نے حارث کہا اور دوسری بار حارث کہہ دیا۔

ابو عاصم خشیش بن اصرم نے اپنی کتاب الاستقامہ میں عبدالعزیز بن ابان سے بحوالہ مالک بن مغول، فضیل بن غزوان لکھا ہے کہ مدینہ کے مویشیوں پر حملہ ہوا، جس کے لیے حارث بن مالک نکلے اور ان کے آٹھ آدمی مار ڈالے پھر خود شہید ہو گئے۔ یہ وہی ہیں جن سے نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ”حارث! صبح کیسے ہوئی؟“ ابن ابی شیبہ نے، ابن نمیر سے بحوالہ مالک بن مغول یہ روایت مرفوع نقل کی ہے جس میں فضیل بن غزوان کا ذکر نہیں کیا۔ ابن صاعد اس روایت کو حسین بن حسن مروزی سے بحوالہ ابن المبارک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: میرے علم میں صالح بن مسبار نے صرف ایک حدیث مسنداً نقل کی ہے اور یہ حدیث موصولاً ثابت نہیں۔

۱۳۸۱ حارث بن محاشن

ابو عمر فرماتے ہیں: قاضی اسماعیل نے علی بن مدینی کے حوالہ سے مہاجرین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی قبر بصرہ میں ہے۔

۱۳۸۲ (ز) حارث بن مرہ الجہنی

سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے خلافت صدیقی میں قضاعہ کا امیر مقرر فرمایا تھا اور اس وقت خود عراق کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ وہ جنگجو صحابہ میں سے تھے۔ ان کی ایک روایت کا بھی ذکر کیا ہے جو ارطاة بن ابی ارطاة کے ذریعہ ان سے بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

۱۳۸۳ حارث بن مسعود

بن عبدہ بن مظہر (میم کے پیش اور طا کے زبر ہاء مشدد زیر والی ہے) ابن قیس بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے یوم جسر کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۳۸۴ حارث بن مسلم تمیمی

ان شاء اللہ تعالیٰ مسلم بن حارث میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۸۵ حارث بن مسلم حجازی

ابو المغیرہ مخزومی، امام بخاری لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد لکھا۔

الزهد الكبير (۹۷۱) * المصنف لابن ابی شیبہ حدیث (۴۳/۱۱) * اسد الغابة (۹۵۹) استيعاب (۴۱۹)

استيعاب (۳۵۴/۱) * اسد الغابة (۹۶۱) استيعاب (۴۱۹) * اسد الغابة (۹۶۳) الجرح والتعديل (۹۰/۳)

ابن دباغ اور ابن فتحون نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر کی کتاب میں ان کے دادا کا نام مغیرہ لکھا ہے اور یہ وہم دیا ہے کہ ابن ابی حاتم کی کتاب میں یونہی لکھا ہے، جبکہ ان کے ہاں ابوالمغیرہ ہی لکھا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں ہے اس سلسلہ میں ابن عبدالبر نے جو کچھ حارث بن سوید کے حالات میں لکھا ہے، وہ پہلے گزر چکا ہے۔

۱۳۸۶ حارث بن مضر *

بن عبد بن رزاح انصاری۔ بغوی لکھتے ہیں: درخت والی بیعت میں شریک تھے اور قادیسیہ میں شہید ہوئے، ان کی اولاد ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے حارث بن عبد بن رزاح کا ذکر کیا ہے، شاید وہ یہی ہوں۔

۱۳۸۷ حارث بن معاذ انصاری ظہری

ابو ذرہ۔ کئیوں میں ذکر ہوگا۔

۱۳۸۸ حارث بن معاذ

بن نعمان بن امری القیس، بن زید بن عبدالاشہل انصاری اشہلی سعد بن معاذ کے بھائی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شریکاء بدر * میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھتیجے حارث بن اوس بن معاذ کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

۱۳۸۹ (ن) حارث بن معاویہ *

السنونی۔ بنی ہاشم کے حلیف، ابن حبان لکھتے ہیں: شرف صحابیت رکھتے ہیں، جب حضرت حسین اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح ہوئی اس وقت کوفہ میں انتقال کیا۔

۱۳۹۰ حارث بن معاویہ *

بن زمعہ الکندی، ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے ابن مندہ نے کتاب الصحابہ میں اور ابو نعیم نے انہی کے اتباع میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کا تعلق مقدم رھاوی کی حدیث سے ذکر کیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ عبادہ بن الصامت، ابودرداء اور حارث بن معاویہ اکٹھے بیٹھے تھے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بولے: تم میں سے کسے یاد ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے ایک اونٹ کو سترہ بنا کر نماز پڑھی تھی؟ تو عبادہ رضی اللہ عنہ بولے: مجھے یاد ہے، پھر حدیث ذکر کی۔ *

ابو نعیم لکھتے ہیں: اس روایت کو ابوسلام نے مقدم کندی سے نقل کیا تو حارث بن معاویہ کندی نے کہا۔ ابن سعد اور ابوزرعہ دمشقی نے شام کے طبقہ اولی کے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابومسیر نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اکابر شاگردوں میں ان کا شمار کیا ہے۔ عجبلی لکھتے ہیں: اکابر تابعین سے ہیں۔ امام بخاری، * مسلم، ابوحاتم * ابن سمیع اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابودہب کلاعی بحوالہ مکحول حارث بن معاویہ کندی سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور ابوجندل بن سہل وضو کر رہے تھے، پھر

* اسد الغابۃ (۹۶۴) * اسد الغابۃ (۹۶۵) * المعجم الكبير (۳۳۷۹/۳) * اسد الغابۃ (۹۶۶)

* المصنف لابن ابی شیبہ (۳۸۵/۱) جامع المسانید (۲۳۷/۳) * التاريخ الكبير (۲۸/۲) * الجرح والتعديل (۸۹/۳)

موزوں پر مسح کرنے کا قصہ ذکر کیا۔

یعقوب بن سفیان سلم بن عامر کے طریق سے بحوالہ حارث بن معاویہ روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: کس وجہ سے آنا ہوا؟ اہل شام کس حالت میں ہیں؟ پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ مختصر میں ہیں۔ پہلی حدیث ان کے صحابی ہونے کے متعلق واضح نہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۹۱ حارث بن معلی

بقول بعض حارث بن نفیع بن معلی۔ یہ وہی ابوسعید ہیں جو اپنی کنیت سے شہرت رکھتے ہیں کنیتوں میں ذکر آئے گا۔

۱۳۹۲ حارث بن معمر (تشدید سے)

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح الحنفی حاطب کے والد اور حارث بن حاطب کے دادا جن کا ذکر قریب ہی گزرا ہے۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ سب مہاجرین حبشہ کے سلسلہ میں آتے ہیں۔ حارث، ان کے والد حاطب اور ان کے دادا حارث۔

رہی وہ روایت جو ابن عائد نے نقل کی اور انہی کے طریق سے ابن مندہ نے اور عطاء خراسانی کی روایت سے بحوالہ ان کے والد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مہاجرین حبشہ کے بارے میں نقل کی ہے: حارث بن معمر حبشہ میں تھے کہ ان کے ہاں حاطب بن حارث پیدا ہوئے، بالکل غلط ہے۔ وہاں تو ان کے بیٹے حاطب کے ہاں ولادت ہوئی اور پیدا ہونے والے حارث بن حاطب ہیں جیسا گزر گیا اور آئے گا بھی۔

۱۳۹۳ حارث بن نبیہ

انس بن حارث کے والد، انہیں اور ان کے بیٹے کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے بیٹے کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابو عبد الرحمن سلمی نے اصحاب صفہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے ان سے ان کے بیٹے انس ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انس بن حارث میں بھی ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۱۳۹۴ حارث بن نصر سہمی

یا، حارث بن سہم بصری، زبیر بن بکّار نے موفقیات میں محمد بن اسحاق کے طریق سے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں انصار کے بارے میں ان کے اشعار ذکر کیے ہیں، جن کا مطلع یہ ہے: میری قوم کے لوگ کم عقلی کی وجہ سے اور لغزش کے انتظار کی وجہ سے اس سے پہلے اللہ اور رسول کی طرف بلانے والے تھے۔ اور اسلام کی باگیں تھے، ہمارے سامنے حکومت والے قریش ہی ہیں۔ اور قریش ہی عقلمند ہیں۔“ وثیمہ نے ذکر کیا کہ جب خلافت کے بارے میں مہاجرین و انصار کا تنازعہ ہوا تو حارث بن نصر کھڑے ہو کر اپنی قوم سے مخاطب ہوئے جس میں پہلے اور تیسرے شعر کے ساتھ یہ اضافہ ذکر کیا: ”اے اوس و خزرج کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گناہوں کے

نجام سے بچو! ان کے دوسرے اشعار کا ذکر بھی کیا جو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے یمامہ میں مرتدوں کے ساتھ جنگ کرنے کے موقع پر امیر مقرر کرنے کے سلسلہ میں کہے تھے۔ یہ بات اس کے خلاف ہے جو زبیر نے ان کے والد اور ان کی نسبت کے متعلق لکھی ہے۔ واللہ اعلم

۱۴۹۵ حارث بن نصر

بن حارث انصاری، عدوی نے ”نسب انصار“ میں لکھا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور قداح نے لکھا ہے کہ وہ بیعت رضوان میں شریک تھے، ان کے والد صحابی ہیں۔ جیسا کہ آئندہ آئے گا ان کے نام کو قلم بند کرنے میں اختلاف ہے۔

۱۴۹۶ حارث بن نعمان

بن اساف بن نسلہ بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن النجار انصاری نجاری۔ ابن اسحاق * نے شہدائے موتہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ کہا ہے۔ عدوی لکھتے ہیں: وہ بدر و احد اور باقی غزوات میں شریک رہے۔ بالآخر موتہ میں شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: صحیح یہ ہے کہ بدر میں شریک ہونے والے ان کے بعد والے ہیں۔

۱۴۹۷ حارث بن نعمان

بن امیہ بن امرئ القیس بن البرک بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ابن سعد * فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق کے علاوہ موسیٰ بن عقبہ، ابن عمارہ، ابو معشر اور واقدی نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: کہ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے عبید اللہ بن ابی رافع کے طریق سے ذکر کیا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرکاء صفین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔

۱۴۹۸ حارث بن نعمان

بن خزیمہ بن ابی خزیمہ، بقول بعض خزیمہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ عبدان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں اور حارث بن نعمان میں فرق کیا ہے۔

۱۴۹۹ حارث بن نعمان

بن رافع بن ثعلبہ بن جشم اوسی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث سلیمان بن عبید اللہ نے بحوالہ عبید اللہ بن عمرو، عبد الکریم جزری سے انہوں نے حارث بن نعمان کے کسی بیٹے سے انہوں نے اپنے والد سے * نقل کی ہے۔

* اسد الغابۃ (۹۷۱) * السیرۃ النبویۃ (۲۵/۴) * اسد الغابۃ (۹۷۲) استیعاب (۴۲۲) * الطبقات الکبریٰ (۴۴/۳)
* اسد الغابۃ (۹۷۳) استیعاب (۴۱۳) * اسد الغابۃ (۹۷۴) * السیرۃ النبویۃ (۲۵۱/۲)

۱۵۰۰ **حارث بن نعمان** حارث بن نعمان میں ذکر ہوگا۔

۱۵۰۱ **حارث بن نضیع** بقول بعض ابوسعید بن معلی کا نام ہے۔

۱۵۰۲ **حارث بن نوفل***

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ عبد اللہ جن کا لقب بہہ ہے (دو باؤں سے جن میں سے دوسری مشدد ہے)۔ ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں مکہ کے بعض کاموں کا نگران بنایا تھا۔ ایسا ہی زبیر بن بکار نے کہا ہے۔ ابن ابی خنیسہ فرماتے ہیں: ہمیں مصعب نے بتایا کہ حارث بن نوفل صحابی ہیں اور روایت بھی کرتے ہیں۔ نبی ﷺ کے دور میں ان کے ہاں عبد اللہ پیدا ہوا جس کا لقب بہہ تھا۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ نوفل اپنے والد کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ان کا ایک بیٹا حارث تھا جس سے وہ اپنی کنیت رکھتے تھے جو ان کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ امام بخاری نے تاریخ میں عبد اللہ بن حارث کے طریق سے نقل کیا کہ ان کا والد مکہ کا گورنر تھا۔ ابن السکن اور طبرانی* عاصم بن عبید اللہ کے طریق سے بحوالہ عبد اللہ بن حارث بن نوفل وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب مؤذن کی آواز سنتے تو وہی الفاظ دہراتے، جب مؤذن حی علی الصلاہ کہتا، آپ ﷺ فرمایا: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“* ان کی اور بھی احادیث ہیں۔ نسائی نے ابوجحز کے طریق سے بحوالہ حارث بن نوفل، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: میں آپ ﷺ کے کپڑوں سے منی کے داغ کھرچ دیا کرتی تھی۔

مزنی نے ذکر کیا کہ وہ یہی حارث ہیں، اور ابن حبان کے ہاں وہ کوئی اور ہیں۔ اس واسطے کہ انہوں نے حارث بن نوفل بن حارث کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ یہی زیادہ ظاہر ہے۔ ابن کلبی لکھتے ہیں یہی اس آیت کا سبب نزول بنے: ”اللہ ایسا نہیں کہ آپ کے ان میں ہوتے ہوئے انہیں عذاب دے“۔ (الانفال: ۳۳) ابوحاتم* فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور بصرہ میں فوت ہوئے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: مجھے علی بن عیسیٰ بن عبد اللہ بن حارث نے بتایا کہ حارث نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔ آپ نے انہیں مکہ میں کسی کام پر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی پر برقرار رکھا۔ پھر وہ بصرہ منتقل ہو گئے، وہاں ایک حویلی بنائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں وہیں فوت ہوئے۔ ان کے علاوہ ان کے گھرانے کے کسی شخص نے بتایا: امیر معاویہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ رہے زبیر بن بکار تو یہ آخری بات ان کے بھائی عبد اللہ بن نوفل کے سوانح میں ذکر کی ہے۔

۱۵۰۳ **حارث بن ابی ہالہ**

ہند بن ابی ہالہ، پروردہ نبی ﷺ۔ ان کا نسب ان کے بھائی کے حالات میں آئے گا۔ ابن کلبی اور ابن حزم نے ذکر کیا ہے۔

* اسد الغابۃ (۹۷۶) استیعاب (۴۲۱) * الثقات (۹۱/۴) * المعجم الكبير (۳۲۶۵/۳)

* بخاری کتاب الاذان باب ما يقول اذا سمع المنادی (حدیث ۶۱۳) المعجم الكبير (حدیث ۲۹۱/۱۳)

الدر المنثور (۲۲۳/۴) كنز العمال (۱۷۷۱) التاريخ الكبير (۱۰۰/۱)

* الجرح والتعديل (۹۱/۳)

کہ یہ پہلے شخص ہیں جو رکن یمانی کے نیچے اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ کتاب ”الاوائل“ میں عسکری لکھتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم الہی پر ڈٹ جانے کا حکم دیا تو آپ ﷺ مسجد حرام میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”لا اِلهَ اِلاَ اللہ کہہ لو، کامیاب ہو جاؤ گے۔“ تو لوگ آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ ﷺ کے گھر کسی نے چیخ کر کہا: رسول اللہ ﷺ! اتنے میں حارث بن ابی ہالہ موقع پر جا پہنچے، آپ نے ان سے لڑنا شروع کیا تو وہ سارے ان پر پل پڑے اور شہید کر دیئے گئے۔ آپ پہلے شہید ہیں۔ سیف کی فتوح میں ہے: سہل بن یوسف بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حارث بن ابی ہالہ شہید ہوئے اور ہم لوگ اہل توحید صرف چالیس افراد تھے آپ ﷺ نے ہمیں پہلی وصیت فرمائی، پھر حدیث ذکر کی۔

۱۵۰۴ حارث بن ہانی

بن ابی شمر بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ کنڈی۔ ابن کلبی نے لکھا ہے: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور مدائن میں جنگ ساباط میں شریک ہوئے۔ حکومتی وظیفہ میں وہ ڈھائی ہزار (۲۵۰۰) میں تھے۔ ابن شاہین نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو موسیٰ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۰۵ حارث بن ہشام

ابو عبد الرحمن النخعی۔ کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۵۰۶ حارث بن ہشام

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم۔ ابو عبد الرحمن قرشی مخزومی، ابو جہل کے بھائی اور خالد بن ولید کے چچا زاد بھائی۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ ہیں۔ صحیحین میں ان کی حدیث آتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی ﷺ سے پوچھا آپ کے پاس وحی کس کیفیت میں آتی ہے؟ (حدیث) امام احمد اور بغوی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ حارث بن ہشام سے روایت کرتی ہیں۔ ابن ماجہ نے ان کی دوسری حدیث محمد بن اسحاق کے طریق سے بحوالہ عبد اللہ بن ابی بکر، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام وہ اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے شوال میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی.... (حدیث) زبیر فرماتے ہیں: صاحب شرافت و تذکرہ تھے۔ کعب بن اشرف یہودی نے (اسلام لانے سے پہلے) ان کی مدح سرائی کی حارث بن ہشام بدر کے معرکہ میں مشرکین کے ساتھ تھے اور ان میں تھے جنہیں شکست ہو گئی تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ انہیں عازد لاتے ہوئے فرمانے لگے:

”جو بات تو کہہ رہی ہے اگر تو جھوٹی ہے تو تجھے ایسے ہی نجات ملے جیسے حارث بن ہشام نے نجات پائی۔ وہ اس طرح کہ اس نے اپنے ساتھیوں کے سامنے لڑنا ترک کر دیا اور تیز رفتار گھوڑے کی لگام تھامے بچ نکلا۔“

✽ مسند احمد (حدیث ۴۹۲/۳) ✽ اسد الغابۃ (۹۷۷) ✽ اسد الغابۃ (۹۷۹) استیعاب (۴۵۲)

✽ کتاب بدء الوحی باب ۲ (حدیث ۲) مسلم کتاب الفضائل باب عرق النبی ﷺ فی البرد و حین یاتیہ الوحی (حدیث ۶۰۱۳)

✽ ابن ماجہ کتاب النکاح باب متی یستحب البناء بالنساء (۱۹۹۱) ✽ دیوان حسان (۳۶۶) مختصر تاریخ دمشق (۱۷۰/۶)

حارث نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:-

”اللہ جانتا ہے کہ میں نے جنگ نہیں چھوڑی تھی۔ یہاں تک مد مقابل گروہ نے میرے گھوڑے پر سرخ جھاگ والے نیزے برسائے۔ میں بھانپ گیا اگر اکیلا لڑا تو مارا جاؤں گا اور میری شرکت کی وجہ سے میرا دشمن نہیں روئے گا اس لئے میں وہاں سے بھاگ نکلا اگرچہ میرے ساتھی ان میں تھے۔ اس امید پر کہ اس کے بدلہ ایک خون خرابے اور فساد والا دن ہوگا۔“

بقول بعض بھاگنے کی معذوری کے لیے سب سے بہترین اشعار ہیں۔ زیر لکھتے ہیں: اُحد میں مشرکانہ حالت میں شریک ہوئے بالآخر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے۔ پھر اسلام خوب سنوارا، زیر لکھتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بتایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حارث اپنے اہل و عیال اور مال لے کر مکہ سے شام چلے گئے، اہل مکہ نے ان کا پیچھا کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر میں تمہارے گھر سے گھر بدل بھی لوں تو مجھے وہ بدل عوض پسند نہیں۔ میرا مقصد تو اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہونا ہے تو وہ شام میں مہاجر ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا خاتمہ خیر پر فرمایا۔

سہیل بن عمرو کے حالات میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔ واقعی کہتے ہیں ہمارے اہل سیرت علماء کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ حارث بن ہشام طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے۔ مدائنی لکھتے ہیں: جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی ابن سعد نے حبیب بن ابی ثابت سے ذکر کیا ہے۔ رہی وہ روایت جو ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے بحوالہ زہری، انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن سے نقل کی ہے کہ حارث بن ہشام نے اپنے ایک غلام سے عقد مکاتبت کیا، پھر اس کا قصہ ذکر کیا، جس میں ہے: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں مقدمہ پیش ہوا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حارث خلافت عثمان تک زندہ رہے۔ لیکن ابن لہیعہ ضعیف راوی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ فیصلہ حارث کی وفات کے بعد ہوا ہو۔

زیر لکھتے ہیں: کہ حارث نے صرف اپنا بیٹا عبد الرحمن چھوڑا پھر اہل خرد انہیں اور ناجیہ بنت عتبہ بن سہل بن عمرو کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لا کر کہنے لگے: باقیماندہ کی باقیماندہ سے شادی کرو امید ہے اللہ تعالیٰ ان سے نسل پھیلانے۔ چنانچہ ان سے بہت اولاد ہوئی۔ حارث سرداری کی ضرب المثل بن گئے تھے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:-

جب تو نے مجھے گالی دی تو تو یہ سمجھا شاید تیرا باپ حارث بن ہشام کی طرح عزت والا ہے جو قریش اخلاق اور عطاء میں بلند تھا جاہلیت میں رہا تب بھی اور اسلام لایا تب بھی۔ موفقیات میں زیر محمد بن اسحاق کے طریق سے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں لکھتے ہیں: حارث بن ہشام اٹھے جوان دنوں بنی مخزوم کے سردار تھے۔ اس وقت کھڑے ہو کر کہنے لگے اس کی برابری صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سبقت کرنے والے تھے، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہ ہوتا ”امام قریش سے ہوں“ تو انصار اس سے دور نہ تھے کہ وہ اس کے اہل ہوتے لیکن یہ ایسی بات ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں۔ اللہ کی قسم! اگر قریش کا صرف ایک مردہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اسے یہ چیز عطا کر دے گا۔ حارث کفار کی لڑائی میں حملہ کرتے وقت یہ اشعار پڑھتے تھے۔

”میرا اپنے رب اور نبی ﷺ پر ایمان ہے اور مر کر جی اٹھنے پر میرا یقین ہے اس کا برا ہو جو زندگی کو وطن بنائے۔“

۱۵۰۷ (ز) حارث بن ابی وجزہ

بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن امیہ اموی، بلاذری لکھتے ہیں: ابو وجزہ کا نام تمیم تھا انہوں نے لمبی عمر پائی۔
واقعی اور زبیر نے ذکر کیا کہ وہ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انہیں گرفتار کر لیا۔
ابو حاتم بھتانی نے کتاب المعمرین میں لکھا ہے: لوگ کہتے ہیں کہ حارث سخت طبیعت گندم گوں، لمبے آدمی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے یہ آیت پڑھی ”گویا وہ سہارا دی ہوئی لکڑیاں ہیں۔“ کہنے لگے:

میرا والد ابن خطاب سے متعرض ہوا ہے میں تمہارے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھوں گا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ان کے پاؤں بے کار ہو گئے۔ اسی کے متعلق وہ کہتے ہیں: میں اتنا بوڑھا ہو گیا کہ زمانے نے مجھے بتلا کر دیا۔ جتنا میں زندہ رہا اگر کوئی رہے تو وہ دسواں اور اپنا چھو جائے گا، اور جیسے میری انتہاء ہوئی ہے۔ اگرچہ میں مزید بیس سال زندہ رہوں۔ فناء ہے۔ زمانہ کسی کو ہمیشہ رہنے والا نہیں رکھتا۔ بلاذری نے ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حارث بن ابی وجزہ خالد بن ولید کی مدح کر رہے ہیں آپ نے انہیں منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا: فخر کی محبت دین کے لیے فساد کا ذریعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان حارث کے بارے میں صحابہ پر لکھی گئی کسی کتاب میں ذکر نہیں ملا، اگرچہ یہ ان کی شرط کے مطابق ہے۔
اس لئے کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں جوان مرد تھے۔ اور خلافت فاروقی تک زندہ رہے۔ اور جیسا پہلے گزر چکا ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی قریشی کافر نہیں رہا۔ بلکہ سب حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ موجود تھے جیسا کہ ابن عبد البر نے اس کی وضاحت کی ہے۔

۱۵۰۸ (ز) حارث بن وحشی

بن مالک الجنبی البوظبیاں اور حصین بن جندب کے دادا، جندب بن حارث میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۵۰۹ (ز) حارث بن وہب

انہیں وہبان از بنی عدی بن دکل بھی کہا جاتا ہے۔ وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے جو اسید بن ابی ایاس کے سوانح میں حرف ہمزہ میں گزر چکا ہے، حارث بن وہب کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ایک قصہ بھی ہے جسے زبیر نے موفقیات میں یحییٰ بن محمد بن عبد اللہ بن ثوبان سے بحوالہ محرز بن جعفر مولیٰ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کیا ان کے ساتھ یہ لوگ بھی تھے۔ قدامہ بن مظعون، ابو ہریرہ، حارث بن وہب جو بنی لیث بن بکر کے ایک فرد ہیں۔ اور ان کا آدھا مال تقسیم کر لیا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے آپ نے حارث سے فرمایا: میں کیا عبادت کروں تم نے اونٹنیاں سودینار کی بیچ ڈالیں؟ انہوں نے کہا میں اپنے ساتھ جو خرچ لے گیا تھا اس میں تجارت کی تھی آپ نے فرمایا: ہم نے تمہیں

مسلمانوں کے مال میں تجارت کرنے نہیں بھیجا تھا۔ پھر انہیں حکم دیا کہ اس پر سوار ہوں اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! آئندہ تمہارا کوئی کام نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اب تبدیل ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں کوئی کام سونپوں۔*

۱۵۱۰ حارث بن یزید*

بن ائیہ، ابن نبیثہ بھی کہا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے ابن ابی ائیہ از بنی معیص بن عامر بن لوی قرشی عامری ہیں۔ ابن اسحاق نے سیرت میں عبدالرحمن بن حارث بن عبداللہ بن عیاش کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے قاسم بن محمد نے کہا: یہ آیت ”کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ جان بوجھ کر کسی ایماندار کو قتل کرے ہاں غلطی سے ہو جائے تو اور بات“* ہے تمہارے دادا عیاش بن ابی ربیعہ اور حارث بن زید بنی معیص بن عامر کے بھائی ہیں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مکہ میں جب وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے تھے جب ان کے ساتھیوں نے ہجرت کر لی تو حارث مسلمان ہو گئے، لیکن انہیں ان کے اسلام لانے کا پتہ نہ تھا۔ اور ہجرت کر کے چل پڑے۔ ابھی حرہ کے میدان میں ہی پہنچے تھے کہ عیاش بن ابی ربیعہ کی ان سے ملاقات ہو گئی وہ انہیں ابھی تک مشرک ہی سمجھ رہے تھے اور تلوار بڑھا کر انہیں شہید کر دیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اسے بلاذری، ابویعلیٰ، حارث بن ابی اسامہ اور ابو مسلم الکجی نے نقل کیا ہے سب حماد بن سلمہ کے طریق سے بحوالہ محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ لیکن عبدالرحمن بن قاسم نے بحوالہ اپنے والد ان کا نام حارث بن یزید بن ابی ائیہ بتایا اور ان کے متعلق فرماتے ہیں: حارث نے عیاش بن ابی ربیعہ کو باندھنے میں (ابو جہل کی) مدد کی تھی تو انہوں نے قسم کھالی اگر مجھے اس پر دسترس حاصل ہو گئی تو اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ اسی قصہ کو کلبی نے اپنی تفسیر میں طویل انداز سے لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عیاش سے ملے بغیر نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آ گئے تھے۔ اور ابن جریر نے ابن جریج کے طریق سے بحوالہ عیاش وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حارث بن یزید بن ابی ائیہ ابو جہل کے ساتھ عیاش بن ابی ربیعہ کو سزا دیتا تھا.... پھر اسی سے ملتا جلتا قصہ نقل کیا۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں سعید بن جبیر کے طریق سے نقل کیا ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور حارث بن یزید مولیٰ بنی عامر بن لوی کو قتل کریں گے.... پھر اسی جیسا واقعہ نقل کیا ہے۔

طبرانی نے سدی کے طریق سے یہ قصہ طویل ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔ اور مجاہد کے طریق سے بھی نام ذکر نہیں کیا۔ جس کے بیان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اسلام لانے کے بعد نبی ﷺ سے ملے تھے پھر جب وہاں سے نکلے تو عیاش نے انہیں قتل کر دیا۔ واللہ اعلم

اس بنا پر ان کا صحابی ہونا صحیح ہے ”جرح و تعدیل“ میں* ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: حارث بن یزید بن ابی ائیہ وہی ہیں جنہیں جنگ احد کے بعد، مدینہ آ جانے کے بعد بقیع میں عیاش بن ابی ربیعہ نے قتل کر دیا تھا۔ اسے ابن عبدالبر* نے دو جگہ لکھا ہے جن میں سے ایک جگہ ان کے والد کا نام زید اور دوسری میں یزید لکھا ہے انہوں نے سمجھا شاید دو شخصیتیں ہیں۔ حالانکہ دونوں ایک

* کنز العمال (حدیث ۳۶۸۲۳) * اسد الغابۃ (۹۸۲) استیعاب (۴۵۵) * سورة النساء ۹۲

* الجرح والتعديل (۹۳/۳) * استیعاب (۳۶۷/۱)

ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۵۱۱ حارث بن یزید عامری* (دوسرے ہیں)

نبی ﷺ کے بعد فتوحات میں شریک ہوئے۔ سیف نے ان کا ذکر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی طرف پیام بھیجا کہ وہیب قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لیے جو لشکر جا رہا ہے اس کے اگلے دستہ میں عمرو بن مالک بن عتبہ بن وہیب کو شامل کر لیں چنانچہ عمرو نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور آدھے لشکر کا نگران حارث بن یزید عامری کو مقرر کر دیا۔ پھر وہ قرسیام کی طرف پیش قدمی کرنے لگے اس کے بعد وہ قصہ ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: یہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ صرف صحابہ کو امیر بنایا جاتا تھا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۱۲ حارث بن یزید جہنی*

عبدان فرماتے ہیں: میں نے احمد بن سیار کو فرماتے سنا: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں البتہ حدیث ابی الیسر میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ اور اس روایت کی طرف اشارہ کر دیا جو انہوں نے اور عبدالغنی بن سعید نے مہمات میں ابن وہب کے طریق سے نقل کی ہے۔ جس میں بحوالہ یونس، ابن شہاب سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں: کہ ابوالیسر نے کہا: میرا حارث بن یزید جہنی کے ذمہ کافی مال تھا۔ جسے اس نے بہت عرصہ مجھ سے روک رکھا، حدیث، اس کے رجال (راوی) ثقہ ہیں اگرچہ روایت منقطع ہے۔ اصل صحیح مسلم میں ہے۔* عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد انصار کے اس قبیلہ میں علم طلب کرنے گئے۔ سب سے پہلے ہم ابوالیسر سے ملے تو ابوالیسر نے کہا: میرا قبیلہ حرام کے فلاں شخص کے ذمہ مال تھا..... پھر حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: حرامی حاء را سے قلمبند ہے جو انصار کی شاخ ہے۔ احتمال ہے کہ ہوں جہنی لیکن انصار کے حلیف ہوں۔ مجھے ان کی روایت کی ایک حدیث ملی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے جسے ابوموسیٰ نے ذیل میں بشر بن عمارہ کے طریق سے بحوالہ احوص بن حکم، حارث بن زیادہ سے انہوں نے حارث بن یزید جہنی سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صاف ستھرے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔*

۱۵۱۳ حارث بن یزید البکری : حارث بن حسان میں پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۱۵۱۴ (ن) حارث*

(کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہیں ہیں) ابن ابی حاتم* بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ نسائی

* اسد الغابۃ (۹۸۵) استیعاب (۴۵۴) * اسد الغابۃ (۹۸۳)

* مسلم کتاب الزہد باب: حدیث جابر الطویل و قصۃ ابی الیسر (حدیث ۷۴۳۷)

* بخاری کتاب الوضوء باب البول فی الماء الدائم (حدیث ۲۳۹) مسلم کتاب الطہارۃ باب النہی عن البول فی الماء الراکد

(حدیث ۹۴) ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب البول فی الماء الراکد (حدیث ۶۹)

* اسد الغابۃ (۹۸۶) * الجرح والتعدیل (۹۴/۳)

نے حبیب بن سبیعہ کے طریق سے بحوالہ حارث روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص تھا وہاں سے ایک اور شخص گزرا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس سے محبت ہے..... حدیث * اور حماد بن سلمہ کے طریق سے بحوالہ ثابت ان سے نقل کیا ہے مبارک بن فضالہ اور حبیس بن واقد وغیرہ ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۵۱۵ (ز) حارث * (بے نسبت)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر یہ ابن نوفل نہیں تو میں نہیں جانتا کہ کون ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں! ابو عبداللہ حارث بن نبی ﷺ سے نماز جنازہ روایت کرتے ہیں ان سے علقمہ بن مرثد عبداللہ بن حارث بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: وہ حارث بن نوفل ہیں جن کی ابو عمر نے بلا فائدہ تکرار کی ہے۔ اس پر اعتماد کرنا کہ وہ ابن نوفل ہیں عجیب بات ہے۔ کیونکہ حدیث بغوی ابن شاہین، باوردی اور طبرانی * وغیرہ کے ہاں جن طرق سے مروی ہے ان کا مدار لیث بن ابی سلیم پر ہے جو بحوالہ علقمہ، عبداللہ بن حارث، ان کے والد سے مروی ہے۔ کسی روایت میں یہ نہیں آیا ہے کہ وہ حارث بن نوفل ہیں۔ لیکن مؤرخین نے انہیں حارث بن نوفل کے حالات میں شامل کر دیا ہے جو احتمال پر مبنی ہے مگر اس پر اعتماد و یقین نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ابن عبدالبر پر کسی قسم کا قدغن نہیں۔ *

۱۵۱۶ حارث ملیکی *

ابن عبدالبر * نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی ایک روایت سعید بن سنان کے طریق سے بحوالہ یزید بن عبداللہ بن حارث ملیکی وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت پیوست کر دی گئی ہے۔“

میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے کہ ان سے لفظی غلطی نہ ہوئی ہو کیونکہ طبرانی * نے اسی حدیث کو اسی سند سے نقل کیا ہے۔ جس میں فرماتے ہیں: یزید بن عبداللہ بن غریب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، بالکل برابر برابر ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے آخری قسم میں ان کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ یہ احتمال تھا کہ راوی کے ہاں دونوں سندوں سے ہو۔

۱۵۱۷ (ز) حارث النہمی عین میں ”عریان“ میں ذکر ہوگا۔

۱۵۱۸ (ز) حارث طائفی

ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے حکیم بن حارث کے سوانح میں آئے گا۔

۱۵۱۹ حارث غامدی

ان کے حالات ان کے بیٹے حارث بن حارث کے سوانح میں گزر چکے ہیں شاید یہ حارث بن یزید ہیں جن کا قریب ہی

* ابوداؤد کتاب الادب باب اخبار الرجل، الرجل بمحبته ایاه (حدیث ۵۱۲۵) المستدرک (حدیث ۱۷۱/۴)

* اسد الغابۃ (۹۸۶) * المعجم الكبير (حدیث: ۲۶۸/۳) * استیعاب (۳۵۵/۱) * اسد الغابۃ (۹۶۹) استیعاب (۴۵۶)

* استیعاب (۳۶۸/۱) * المعجم الكبير حدیث (۳۸۵/۲)

حارثہ نامی حضرات

۱۵۲۰ حارثہ بن اضبیط

انہیں حارثہ * ضبط سلمیٰ بھی کہا جاتا ہے ہمزہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۱۵۲۱ (ن) حارثہ بن جابر عبدی

از عبد القیس، وفد میں شامل تھے جس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ صحابہ بن عباس عبدی کے حالات میں آئے گا۔

۱۵۲۲ حارثہ بن جبیلہ *

بن حارثہ ابن شریل کلبی۔ جیم میں ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے رہے یہ تو عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے بھی ان کی اتباع کر کے یونہی ذکر کیا ہے۔

۱۵۲۳ حارثہ بن حمیر اشجعی *

بنی سلمہ کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور یونس بن بکیر نے بحوالہ ابن اسحاق * بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابراہیم بن سعد لکھتے ہیں۔ خارجہ خا پھر جیم سے ہے ان کے والد کا نام قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔ پہلے لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ جمیرہ جیم سے تغیر ہے اور طبری لکھتے ہیں: حاء سے تغیر تشدید والی بلا حاء ہے۔ ابو موسیٰ نے ابن ابی حاتم سے نقل کیا کہ وہ جیم اور زاء سے ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۲۴ حارثہ بن ربیع انصاری *

عبدان اور ابوبکر بن علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں۔ لیکن مجھے خدشہ ہے کہ یہ کہیں حارثہ بن سراقہ نہ ہوں جن کا ذکر ان کے بعد ہوگا۔ اپنی والدہ کی طرف نسبت کر دی گئی۔ جو ربیع ہیں جیسا کہ آئے گا۔

۱۵۲۵ (ن) حارثہ بن زید *

بن ابی زہیر بن امری القیس انصاری خزرجی۔ مستبھی نے محمد بن فلیح سے بحوالہ موسیٰ بن عقبہ شرکائے بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ابراہیم بن منذر نے بحوالہ محمد بن فلیح ان کے خلاف نقل کر کے کہا: خارجہ (خانقہ والی اور جیم سے ہے)۔

۱۵۲۶ (ن) حارثہ بن سراقہ *

بن حارث بن عدی بن مالک بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری نجاری۔ ان کی والدہ ربیع بنت نصرانس بن مالک کی

* اسد الغابۃ (۹۸۸) * اسد الغابۃ (۹۹۰) استیعاب (۴۶۵) * السیرۃ النبویۃ (۲/۲۵۷)

* اسد الغابۃ (۹۹۱) * اسد الغابۃ (۹۹۲) * اسد الغابۃ (۹۹۳) استیعاب (۴۵۹)

پوچھی ہوتی ہیں۔ وہ بدر میں شہید ہوئے۔ امام احمد * اور طبرانی * نے حماد بن سلمہ کے طریق سے بحوالہ ثابت بن انس اور امام بخاری * اور نسائی نے کسی اور سند سے بحوالہ حمید، حضرت انس سے جبکہ ترمذی * نے سعید کے طریق سے بحوالہ قتادہ حضرت انس سے نقل کیا ہے سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بدر میں شہید ہوئے۔ ثابت کی روایت میں ہے کہ وہ تحقیقات کرنے نکلے تو شہید کر دیے گئے۔ ان کی والدہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے اپنے بیٹے حارثہ سے کس قدر پیار ہے..... حدیث۔ اسی میں ہے کہ وہ جنت الفردوس میں ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور ابوالاسود نے شہرکائے بدر اور وہاں شہید ہونے والے مسلمانوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس میں اہل مغازی کا کوئی اختلاف نہیں۔ ابن مندہ نے اس بات پر بھروسہ کیا ہے جو حماد بن سلمہ کی روایت میں آئی ہے۔ فرمایا وہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔ جس کا ابو نعیم نے انکار کیا اور اپنی عادت کے مطابق مبالغے سے کام لیا ہے۔ طبرانی کی روایت میں بحوالہ حماد اور بغوی کی روایت میں بحوالہ حمید کے طریق سے مروی ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔ پہلی بات زیادہ قابل اعتماد ہے۔

۱۵۲۷ حارثہ بن سہل *

بن حارثہ بن قیس بن عامر بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف انصاری، طبری ابن شاہین اور ابن القدرح نے شہدائے اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ باوردی فرماتے ہیں: اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ وہ اُحد میں شریک تھے۔ ابو موسیٰ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۲۸ حارثہ بن شراحیل *

بن کعب بن عبد العزی بن زید بن امری القیس بن عامر بن نعمان بن عبد وڈ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ کلی، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے والد اور اسامہ بن زید کے دادا، ان کے پوتے حارثہ بن جبہ بن حارثہ کا تذکرہ قریب ہی گزرا ہے۔ ابن مندہ اور حاکم * نے یحییٰ بن ایوب بن ابی عقال کے طریق سے بحوالہ ان کے چچا زید وہ اپنے والد ابو عقال وہب بن زید سے وہ اپنے والد زید بن حسن سے وہ اپنے والد اسامہ بن زید سے وہ اپنے والد زید بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے والد حارثہ بن شراحیل کو اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے۔

ابن مندہ کہتے ہیں: غریب روایت ہے صرف اسی سند سے پہچانی جاتی ہے اسی روایت کو ہم نے فوائد تمام میں تقریباً دو درقوں میں روایت کیا ہے اس کی سند کے راوی یحییٰ سے زید بن حسن بن اسامہ تک مجہول ہیں۔ کتابوں میں جو محفوظ سند سے بات ملی ہے وہ یہ ہے کہ حارثہ اپنے بیٹے زید کی تلاش میں مکہ آئے تو نبی ﷺ نے حضرت زید کو اختیار دیا تو انہوں نے نبی ﷺ کا ساتھ پسند کیا: جس کا ذکر زید رضی اللہ عنہ کے سوانح میں آئے گا۔ مجھے حارثہ کے اسلام لانے کا ذکر صرف اسی سند میں ملا ہے۔

* مسند احمد (۲۶۴/۳) * المعجم الکبیر (۳/۳۲۳۴) * بخاری کتاب المغازی باب فضل من شہد بدرا (۳۹۸۲)

* ترمذی کتاب التفسیر باب و من سورة المؤمنون (۳۱/۴) * اسد الغابۃ (۹۹۴)

* اسد الغابۃ (۹۹۵) * المستدرک (۲۱۴/۳)

۱۵۲۹ حارثہ بن عدی

بن امیہ بن الضبیب جذامی ضبیی (ضاد باء سے تصغیر ہے) ابن ابی حاتم کا بحوالہ اپنے والد قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ایسا ہی ابن ماکولا نے کہا ہے۔ ابو بشر دولابی اور ابن مندہ ان کے بیٹے کے طریق سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں: رمایا: میں اور میرا بھائی وفد میں تھے پھر حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے ”اے اللہ حارثہ کے کھانے میں برکت پیدا فرما“ ان کے بھائی کی مخرمہ کے سوانح میں یہ حدیث آئے گی۔ ابو عمر لکھتے ہیں: مجہول ہیں مشہور نہیں، بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۳۰ حارثہ بن عمرو انصاری

الساعدی، اُحد میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے احتمال ہے کہ یہ خارجہ بن عمر ہوں جن کا ذکر خاء نقطے والی میں آ رہا ہے۔

۱۵۳۱ حارثہ بن قطن

بن زابر بن حصن بن کعب بن عکیم بن جناب کلبی، ابن شاہین نے ہشام بن کلبی کے طریق سے ان کی سند سے روایت کیا ہے کہ حصن اور حارثہ فرزند ان قطن بنی مکنیہ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ آپ نے ان دونوں کے لیے ایک پروانہ لکھوایا، پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ حصن نے یہ اشعار کہے: اے ساری مخلوق سے بہترین شخص میں نے دیکھا کہ آپ نے کعب کی شاخ میں بڑی عزت سے پرورش پائی ہے۔

ابن سعد نے ہشام بن کلبی سے دوسری سند سے ایک قصہ نقل کیا ہے۔ جس میں مذکورہ حارثہ کے آنے کا ذکر ہے جس کی سند ان شاء اللہ تعالیٰ حمل بن سعد کے حالات میں آئے گی کہ وہ کلبی ہیں۔ اس میں ہے کہ آپ نے حارثہ بن قطن کے لئے ایک پروانہ لکھوایا: یہ تحریر محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے دومتہ الجندل والوں اور ان کے نزدیکی کلب کے قبیلوں کے لئے ہے جو حارثہ بن قطن کے پاس ہے۔ ہمارے لئے شور مچاتے خچر اور تمہارے لئے خاموش کھجوریں ہل والی زمین میں عشر اور آباد زمین میں نصف عشر ہے۔ پھر تحریر کا ذکر کیا۔

۱۵۳۲ (ن) حارثہ بن قعین

بن جلید بن حدید طائی از بنی طریف بن مالک، ابن شاہین زید النخیل کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے اور اپنی سند سے بحوالہ ہشام بن کلبی نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا تذکرہ زید کے ساتھ آنے والوں میں کیا ہے۔ ابن شاہین کے ایک پرانے نسخہ میں، میں نے یہ نام جیم سے لکھا دیکھا ہے درست حائے بے نقط سے ہے۔

اسد الغابۃ (۹۹۷) استیعاب (۴۶۴) الجرح والتعديل (۲۵۴/۳) الاکمال (۱۱۳/۱)

لسان المیزان (۷۱۳/۲) کنز العمال (۳۷۰۰۲) الاستیعاب (۳۷۱/۱) اسد الغابۃ (۹۹۸) استیعاب (۴۶۱)

استیعاب (۳۷۱/۱) اسد الغابۃ (۹۹۹) استیعاب (۴۶۲) الطبقات الکبریٰ (۶۹/۱)

۱۵۳۳ (ز) حارثہ بن مالک : حارث بن مالک میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۵۳۳ حارثہ بن نعمان *

بن نفع ابن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، موسیٰ بن عقبہ اور ابن سعد * نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے بھی ان کا تذکرہ تو کیا لیکن ان کے دادا کا نام رافع لیا ہے۔ بقول ابن سعد ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ نسائی نے زہری کے طریق سے بحوالہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے: ”میں جنت میں گیا تو مجھے قراءت کی آواز آئی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے کہا گیا: حارثہ بن نعمان، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک شخص ایسا ہی ہوتا ہے۔“ وہ اپنی والدہ سے اچھا برتاؤ کرتے تھے۔ یہی روایت امام احمد کی کتاب میں معمر کے طریق سے بحوالہ زہری عروہ یا کسی اور سے مروی ہے اس کے الفاظ ہیں: ”وہ اپنی والدہ سے سب سے بڑھ کر اچھا برتاؤ کرتے تھے“ اس کی سند صحیح ہے۔ امام احمد * اور طبرانی * نے زہری کے طریق سے بحوالہ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ، حارثہ بن نعمان سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: میرا نبی ﷺ کے پاس سے گزر ہوا آپ کے ساتھ جبرائیل بھی تھے۔ آپ نشستوں پر تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا، جب میں واپس آیا تو آپ نے پوچھا: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا: ”وہ جبرائیل تھے انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا ہے“ اس کی سند بھی صحیح ہے۔ ابن شاہین مسعودی کے طریق سے بحوالہ حکم، قاسم سے روایت کیا کہ حارثہ بن نعمان کے پاس آئے آپ کسی شخص سے سرگوشی کر رہے تھے۔ وہ آ کر بیٹھ گئے اور سلام نہیں کیا۔ جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے: اگر یہ ہمیں سلام کرتا تو ہم اس کا جواب دیتے۔ آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: جی ہاں یہ ان اسی (۸۰) افراد میں سے ہیں جنہوں نے حنین کے روز ثابت قدمی دکھائی جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو جنت عطا کی ہے۔

حارث نے اسے دوسری سند سے نقل کیا ہے جو مسعودی سے بحوالہ قاسم، حارث بن نعمان سے ایسا ہی کہا ہے۔ اور طبرانی * نے ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے بحوالہ حکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ ان کی امام احمد وغیرہ کے ہاں ایک اور حدیث بھی ہے۔ اور بخاری نے تاریخ میں ثابت کے طریق سے بحوالہ عبد اللہ بن رباح روایت کیا ہے کہ حارثہ بن نعمان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو بچانے کے لئے لڑ پڑیں۔ مقسم بن سعد نے کہا: انہوں نے خلافت معاویہ کا زمانہ پایا ہے اور اسی میں جب ان کی نظر چلی گئی وفات پائی۔ طبرانی * اور حسن بن سفیان نے محمد بن ابی فدیك کے طریق سے بحوالہ محمد بن عثمان، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے: کہ حارثہ بن نعمان اور ایک روایت میں ہے حارثہ بن نعمان سے مروی ہے: ان کی نظر چلی گئی تھی۔ تو انہوں نے اپنے حجرے سے نماز کی جگہ تک ایک دھاگہ باندھ رکھا تھا تو کوئی مسکین آتا تو ان کی زنبیل میں رکھی کوئی چیز لے کر ان کی ڈوری بھی لے جاتا، ان کے گھر والے ان سے کہتے کہ ہم آپ کی کفایت کر دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ”مسکین کو دینا بری موت سے بچاتا ہے۔“

* اسد الغابۃ (۱۰۰۳) * الطبقات الکبریٰ (۵۱/۳) * مسند احمد (۱۵۲/۶) * المعجم الکبیر (۳۲۲۶/۳)

* المعجم الکبیر (۳۲۲۵/۳) * المعجم الکبیر (۲۵۸/۳)

۱۵۳۵ حارثہ بن وہب خراعی

ان کی والدہ ام کلثوم بنت جروہ بن مالک خراعیہ ہیں اور وہ خود عبید اللہ بن عمر کے ماں شریک بھائی ہیں اور انہیں نبی ﷺ حضرت حفصہ بنت عمر وغیرہ سے روایت کرنا حاصل ہے۔ صحیحین میں ان کی چار احادیث ہیں۔ ان میں ایک یہ کہ نبی ﷺ نے ”ہمیں منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں جب تک لوگ تھے“۔ ان سے ابواسحاق سبیعی اور معبد بن خالد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

حرف حاء کے باقی ناموں کا ذکر

۱۵۳۶ حازم بن حرمہ

بن مسعود غفاری ان کی زیادہ ”لاحول ولا قوة“ پڑھنے کی ایک حدیث ہے۔ ان سے ان کے مولیٰ ابو زہب روایت کرتے ہیں۔ جسے ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے وحدان میں اور طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے سب نے یہ نام حاء بے نقط سے لکھا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ ابن قانع نے خائے نقطی میں ذکر کر کے غلطی کی ہے۔

۱۵۳۷ حازم بن حرام جذامی

شام کے دیہات والے۔ باوردی، دولابی اور عقیلی نے سلیمان بن عقبہ بن شیب بن حازم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے وہ اپنے والد حازم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس اردن سے ایک شکار کر کے لایا اور اسے آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا آپ نے اسے قبول فرمایا اور مجھے عدن کا عمامہ باندھنے کے لئے دیا۔ مجھ سے فرمانے لگے: تمہارا نام؟ میں نے عرض کیا! حازم، آپ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم مطعم ہو“۔ اسے بعض نے مختصر کیا ہے۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے بقول بعض حاورا سے ہے اور کسی نے شروع کا زیر پھر ز لکھی ہے۔ اس پر البتہ اتفاق ہے کہ وہ جذامی ہیں۔ (جیم کے پیش پھر ذال نقطے والی)۔ ابو عمر لکھتے ہیں: خراعی خاء کے پیش پھر ز سے، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

۱۵۳۸ حازم (بے نسبت)

عبدان اور انہی کے طریق سے ابو موسیٰ نے بروایت محمد سعدی۔ جو عطیہ کے بھائی ہیں۔ عاصم بصری سے انہوں نے حازم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”روزہ دار کو لغویات اور فضولیات سے پاک کرنے کے لیے صدقہ فطر مقرر کیا ہے۔“

اسد الغابۃ (۱۰۰۵) استیعاب (۴۶۰) اسد الغابۃ (۱۰۰۸) استیعاب (۴۶۶)

ابن ماجہ کتاب الادب باب ماجاء من قول لاحول ولا قوة (حدیث ۳۸۲۴ - ۳۸۲۵)

المعجم الکبیر (۴۲۱/۱۹) اسد الغابۃ (۱۰۰۹) استیعاب (۴۶۷)

کنز العمال (۳۶۹۸۴) جامع المسانید والسنن (۲۴۹/۳) استیعاب (۳۷۳/۱)

اسد الغابۃ (۱۰۱۰) الترغیب والترہیب (۱۵۱/۲) نصب الراية (۴۱/۲)

۱۵۳۹ (ز) حاصر (جن)

نصیبین کے وفد کے ایک فرد ارقم جن کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۵۴۰ حاطب بن ابی بلتعہ

ابن عمرو بن عمیر بن سلمہ بن صعب بن سہل نخعی، بنی اسد بن عبد العزی کے حلیف، بقول بعض انہوں نے زبیر سے عہد تھا۔ کسی نے کہا وہ عبید اللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد کے غلام تھے ان سے مکاتبت کر کے مال ادا کر دیا۔ مؤرخین اس اتفاق کرتے ہیں کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ جس کا ثبوت صحیحین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ملتا ہے جو حاطب رضی اللہ عنہ کی ایک مکہ سے خط و کتابت کر کے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کی طرف روانگی کے متعلق آگاہی کے بارے میں ہے۔ جس کے لیے یہ آیت نازل ہوئی ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنانے کی کوشش نہ کرو۔“ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اتار دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ حضرت حاطب نے یہ معذرت کی کہ ان کا کوئی رشتہ دار نہ تھا جو ان کے گھرانے والوں کا دفاع کرتا۔ آپ نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا:

ابن مردویہ نے ان کا قصہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم میں نقل کیا ہے جس میں ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاطب تم نے ایسا کس وجہ سے کیا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گھر والے وہاں تھے میں نے ایسا خط لکھا جس میں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کی کوئی چیز شامل نہ تھی۔“

ابن شاہین، باوردی طبرانی اور سمویہ نے زہری کے طریق سے بحوالہ عروہ، عبد الرحمن بن حاطب بن ابی بلتعہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: حاطب ایک یمنی آدمی تھے جنہوں نے زبیر سے عہد و پیمان کیا تھا صحابی رسول تھے اور بدر میں بھی شریک ہو چکے تھے ان کے بیٹے اور بھائی مکہ میں تھے تو حاطب نے مدینہ سے سرداران مکہ سے خیر خواہی کے طور پر ایک خط لکھ دیا۔ پھر حدیث ذکر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث جیسی ہے۔ اس کے آخر میں ہے: حاطب نے کہا: اللہ کی قسم! جب سے میں مسلمان ہوا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی شک نہیں کیا واقعہ یہ ہے کہ میں ایک اجنبی شخص تھا اور مکہ میں میرے بھائی بیٹے تھے..... حدیث۔ اس نے آخر میں اضافہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنانے کی کوشش نہ کرنا۔“

ابن مردویہ نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس میں آیت کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ اور ابن شاہین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قوی سند کے ذریعہ نقل کی ہے۔ امام مسلم وغیرہ نے ابوزبیر کے طریق سے بحوالہ جابر روایت کی ہے کہ حاطب کا ایک غلام حاطب کی شکایت کر کے کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حاطب تو ضرور جہنم میں جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں، وہ بدر و حدیبیہ“

بخاری کتاب المغازی باب فضل من شهد بدرا (حدیث ۳۹۸۳)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعہ و اهل بدر (حدیث ۶۳۵۱)

سورة الممتحنة : ۱ * الدر المنثور (۲۰۳/۶) اتحاف السادة المتقين (۱۳۷/۷) * سورة الممتحنة : ۱

میں شریک ہو چکا ہے۔*

ابن اسکن نے محمد بن عبدالرحمن بن حاطب کے طریق سے بحوالہ اپنے والد وہ حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”مسلمان مرد جنت میں بہتر عورتوں سے شادی کرے گا جن میں سے ستر جنتی ہوں گی اور دو دنیا کی عورتیں ہوں گی۔“ ابو عمر نے بہت انوکھی بات کی ہے کہ مجھے ان کی ایک حدیث کے علاوہ کسی حدیث کا علم نہیں جو یہ ہے ”جس نے مجھے میری وفات کے بعد دیکھا۔“ (حدیث)

میں کہتا ہوں: مجھے اس کے علاوہ جیسا کہ تم دیکھو گے ان کی حدیث مل گئی۔ اس کے علاوہ ان کی تین اور احادیث بھی مجھے ملی ہیں۔ اول: کو ابن شاہین نے یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب کے طریق سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے روایت کیا ہے، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا، میں آپ کا خط لے کر اس کے پاس گیا۔ (حدیث) دوم: کو ابن مندہ نے اسی سند سے مرفوع روایت کیا ہے: ”جس نے جمعہ کے روز غسل کیا۔“ سوم: کو حاکم نے صفوان بن سلیم کے طریق سے بحوالہ انس، حاطب بن ابی بلتعہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھانک کر دیکھا، آپ انتہائی تکلیف میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک ڈھال تھی جس میں پانی تھا۔“ (حدیث) موطا میں امام مالک رحمہ اللہ نے ان کا اپنے دوست کے ساتھ خلافت فاروقی میں پیش آمدہ ایک قصہ لکھا ہے۔ مرزبانی معجم الشعراء میں لکھتے ہیں: وہ جاہلیت کے شہسوار اور شاعر تھے۔ ابن ابی خيثمه بحوالہ مدائنی لکھتے ہیں: حاطب کا انتقال ۳۰ھ خلافت عثمانی میں ہوا۔ ان کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال تھی۔ ایسا ہی طبرانی نے بحوالہ یحییٰ بن بکیر نقل کیا ہے۔

۱۵۳۱ حاطب بن حارث*

بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی ثم لکھی۔ ابن اسحاق* نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یونس بن بکیر نے اکیلے اپنی روایت میں ان کے دادا کا نام مغیرہ بتایا ہے۔ دیگر مؤرخین نے اسے غلط کہا ہے۔ واقدی وغیرہ نے ان کا ذکر کر کے کہا: انہوں نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ طبرانی نے حبشہ وفات پانے والوں میں ان کا اور ان کے بھائی حطاب* کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۳۲ حاطب بن عبدالعزی*

بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک، حبل بن عامر بن لوی قرشی عامری بعد والی شخصیت (حاطب بن عمرو بن عبد شمس) کے چچا زاد بھائی۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن الجراح بحوالہ اپنے والد، بشر بن تمیم وغیرہ سے روایت کر کے انہیں

* مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل اہل بدر (۶۳۵۳)

ترمذی کتاب المناقب باب فیمن سب اصحاب النبی ﷺ (حدیث ۳۸۶۴)

* کنز العمال (۳۹۳۷۶) الدر المنثور (۳۹/۱) المعجم الكبير (۴۲/۴) السنن الكبرى (۸۶/۱۰) کنز العمال (۱۴۶۹۰)

* ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الفصل يوم الجمعة (۳۴۳) مسند احمد (۱۹۸/۵) * اسد الغابۃ (۱۰۱۲)

* السيرة النبوية (۶/۴) * الاكمال (۲۵۲/۱) * اسد الغابۃ (۱۰۱۳)

مؤلفۃ القلوب (جن کی تالیف قلب کی گئی ان) میں شمار کیا ہے۔

۱۵۲۳ حاطب بن عمرو

بن عبد شمس بن عبد ود قرشی ثم عامری، سہیل * کے بھائی۔ حاطب سابقین میں سے تھے، بقول بعض حبشہ سب سے پہلے ہجرت کی، جس پر زہری نے اعتماد کیا ہے۔ اور اس سے تو سب متفق ہیں کہ وہ بدر * میں شریک ہوئے۔ اور کسی نے کہا: جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے سب سے آخر میں نکلے۔ بلاذری کہتے ہیں: یہ غلط ہے مورخین نے یہ بات لکھی ہے کہ انہوں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی ﷺ سے کیا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مدینہ ہجرت سے پہلے حبشہ سے آچکے تھے۔

۱۵۲۴ حاطب بن عمرو

بن عتیک بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک انصاری پھر اوسی۔ بقول ابو عمر * بدر میں شریک ہوئے جبکہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں: نہ مجھے ان کے علاوہ کسی اور کے ہاں یہ نام اس طرح ملا بلکہ سب کے ہاں حارث بن حاطب ہے جیسے گزرتا چکا۔ البتہ ان کے دادا کا نام عبید ہے نہ کہ عتیک شاید یہاں غلطی ہوئی ہے۔ فاللہ اعلم۔ حاطب صحابی ہیں یا نہیں؟

۱۵۲۵ حامد الصائدی

ازدی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے سوائے ابو اسحاق کسی نے روایت نہیں کی۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: امام بخاری * نے یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ صحابی ہیں۔ رہے ابن ابی حاتم * تو وہ کہتے ہیں: حامد الصائدی، انہیں شاکری بھی کہا جاتا ہے جو ہمدان کا ایک قبیلہ ہے وہ سعد بن ابی وقاص سے اور ان سے ابو اسحاق سبعی روایت کرتے ہیں۔ ابن مدینی فرماتے ہیں: سعد رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے لیکن ہمیں ان کا حال معلوم نہیں۔ تجرید میں فرماتے ہیں: حضرت سعد سے سماع تو کیا ہے لیکن معروف نہیں۔ اور میزان * میں اس بنا پر ان کا ذکر کیا ہے کہ تابعی ہیں۔

۱۵۲۶ (ن) حامیہ بن سبیع اسدی

کتاب الردۃ میں واقدی نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کی قوم کی زکوٰۃ کی وصولی پر انہیں مقرر فرمایا تھا۔

* اسد الغابۃ (۱۰۱۴) استیعاب (۴۷۰) * الطبقات الکبریٰ (۲۹۴/۳) * السیرۃ النبویۃ (۲۵۰/۲) (۵/۴)
 * اسد الغابۃ (۱۰۱۵) استیعاب (۴۶۹) * استیعاب (۳۷۳/۱) * اسد الغابۃ (۱۰۱۶)
 * التاریخ الکبیر (۱۲۴/۱) * الجرح والتعذیل (۳۰۰/۳) * میزان الاعتدال (۴۴۷/۱)

باب الحاء جس کے بعد باء ہے

۱۵۴۷ حباب

ابن جبیر، بنی امیہ کے حلیف، ان کے بیٹے عرفطہ ہیں۔ طائف کی جنگ میں شہید ہوئے۔ صرف ابو عمرؓ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری نے ان کے والد کا نام حبیب بتایا ہے اور ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: ابن عبد مناف بن سعد بن حارث بن کنانہ بن خزیمہ اور از دیک ان کا نسب بیان کیا۔ شہدائے جنگ طائف میں ان کے بیٹے عرفطہ کے سوانح میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے ”اوہام استیعاب“ میں ذکر کیا ہے کہ ابو عمر نے کہا: وہ قادیسیہ میں شہید ہوئے۔ اور عرفطہ کے حالات میں لکھا ہے: وہ حباب بن حبیب کے بیٹے ہیں اور موسیٰ بن عقبہ کی طرف اس بات کی نسبت کی ہے۔ اسی طرح ابن فتحون نے ان کے نام میں اختلاف ذکر کیا ہے کہ وہ حائے مضمومہ بے نقط سے ہے یا نقطے والی مفتوحہ ہے جس کے ساتھ باء مشدد ہے؟ جسے میں نے خاء نقطہ والی میں بیان کیا ہے۔

۱۵۴۸ حباب بن جزء

بن عمرو بن عامر بن عبد رزاح بن ظفر انصاری ثم ظفّری۔ ابن ماکولاؓ کا بیان ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاہین اور طبری نے شرکاء احد اور شہدائے یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے ابن القدرح نے ان کے والد کا نام جزی بتایا ہے۔

۱۵۴۹ حباب بن زید

بن تیم بن امیہ بن خفاف بن بیاضہ بن خفاف بن سعد بن مرہ بن مالک بن اوس انصاری۔ ابن شاہین کا بیان ہے کہ وہ احد میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے یہ نقل نہیں کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۵۰ حباب بن عبد اللہ

بن ابی بن سلول عبد اللہ نامی لوگوں میں ذکر آئے گا۔

۱۵۵۱ (ز) حباب بن عبد الفراری

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اور ابراہیم حربی نے عبد اللہ بن حاجب کے طریق سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے کہ حباب بن عبد نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: آپ مجھے کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام لاؤ اور پھر ہجرت کرو“۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اپنے اہل و عیال اور مال کے پاس آئے اور لے کر ہجرت کر گئے۔

۱۵۵۲ (ز) حباب بن عمرو انصاری

ابوالیسر کے بھائی اور عبد الرحمن کے والد نبی ﷺ کے عہد میں فوت ہوئے۔ امام احمدؒ، ابوداؤد، دارقطنی اور طبرانیؒ نے

اسد الغابۃ (۱۰۱۷) استیعاب (۴۷۷) استیعاب (۳۷۸/۱) اسد الغابۃ (۱۰۱۸) استیعاب (۴۷۶) الاستیعاب (۹۲/۲)

اسد الغابۃ (۱۰۱۹) استیعاب (۴۷۵) اسد الغابۃ (۱۰۲۱) مسند احمد (۳۸۰/۶) المعجم الکبیر (۳۵۹۶/۴)

ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ خطاب بن صالح وہ اپنے والد سے وہ سلامہ بنت معقل سے جو قیس عیلان کی ایک خاتون ہیں، روایت کرتی ہیں، فرمایا: جاہلیت میں مجھے میرے چچا لائے اور مجھے حباب بن عمرو کے ہاتھ بیچ دیا۔ انہوں نے مجھے اپنی خواہگاہ کے لیے مخصوص کر لیا، تو میرے ہاں ان سے عبدالرحمن پیدا ہوئے۔ اور وہ خود فوت ہو گئے۔ ان پر قرض تھا، مجھے ان کی بیوی کہنے لگی، تمہیں ان کے قرضے میں فروخت کر دیا جائے گا۔ میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر ساری بات بتادی۔ آپ ﷺ نے ابوالیسر سے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو، جب تم کسی غلام لونڈی کے متعلق سنو کہ وہ میرے پاس آئی ہے تو مجھ سے اس کا عوض لے لیا کرو۔“ انہوں نے ایسے ہی کیا، آپ ﷺ نے انہیں ایک لڑکا دیا اور فرمایا: ”یہ اپنے بھتیجے کے لئے لے لو۔“

تنبیہ: دارقطنی نے ذکر کیا کہ انہوں نے ان حباب بن عمرو کو علی بن مدینی کی کتاب میں شروع کے پیش اور دو تاؤں سے لکھا دیکھا ہے جبکہ مشہور یہ ہے کہ وہ دو باؤں سے ہے۔

۱۵۵۳ حباب بن قیظی *

بن سہل بن عمرو سہل انصاری ثم الاشہلی، موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں اور ابن اسحاق نے بھی ان میں ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا * لکھتے ہیں: بقول بعض ابن اسحاق سے جیم مفتوحہ پھر نون منقول ہے یعنی جناب جبکہ محفوظ بے نقطى حاء ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر * نے ان کا ذکر حاء بے نقطى میں کرنے کے بعد حاء بے نقطى میں کیا ہے، ابو موسیٰ نے نقطے والی میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان سے وہم میں ہو گیا ہے اس لیے کہ ابن مندہ نے بے نقطى میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۵۵۴ حباب بن منذر *

بن الجحوح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی ثم سلمی۔ ابن سعد * وغیرہ نے لکھا ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ ان کی کنیت ابو عمر تھی یہ وہی ہیں جنہوں نے سقیفہ کے روز کہا تھا: ”میں تجربہ کار اور واقف کار ہوں۔“ * اسے عبدالرزاق * نے معمر سے بحوالہ زہری، عروہ سے روایت کیا ہے۔ سیرت میں ابن اسحاق * نے فرمایا: مجھے یزید بن رومان نے بحوالہ عروہ وغیرہ بدر کا قصہ بیان کیا اور پھر حباب کا قول نقل کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتارا ہے تاکہ ہم اس سے آگے نہ بڑھیں یا اس میں رائے کو دخل ہے اور جنگ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں رائے کو دخل ہے اور جنگ ہے۔ تو حباب عرض کرنے لگے: تو پھر یہ پڑاؤ کا مقام نہیں، آپ ﷺ نے ان کا مشورہ قبول کیا۔

ابن شاہین نے ضعیف سند سے بطریق ابوالطفیل روایت کیا ہے کہ مجھے حباب بن منذر نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو مشورے دیئے، آپ نے دونوں قبول فرمالیے۔ غزوہ بدر میں آپ کے ساتھ نکلا۔ پھر سابقہ واقعہ کی طرح ایک قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: وفات کے وقت آپ کو اختیار دیا گیا، آپ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا سب نے کہا: آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ مجھے

* اسد الغابۃ (۱۰۲۲) استیعاب (۴۷۴) * السیرۃ النبویۃ (۹۶/۳) * الاکمال (۷۵/۷) * استیعاب (۳۷۸/۱)

* اسد الغابۃ (۱۰۲۳) استیعاب (۴۷۳) * الطبقات (۵۶۸/۳) * مسند احمد (۵۶/۱) المعجم الکبیر (۳۵۹۷/۴)

* المصنف لعبدالرزاق (۹۷۵۸) * السیرۃ النبویۃ (۱۹۷/۲) (۱۹۸/۲)

سے مشورہ لیا تو میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! جیسا آپ کا رب پسند کرتا ہے ویسا کریں، آپ نے یہ بات قبول کر لی۔“ ابن سعد * لکھتے ہیں: خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ عمر پچاس سال سے زائد تھی۔ مندرجہ ذیل حباب بن منذر کے اشعار ہیں:

”تمہارے باپ کا بھلا ہو کیا تم دونوں کو معلوم نہیں کہ لوگ مادر زاد اندھے اور آنکھ والے ہوتے ہیں۔ میں اور نبی محمد (ﷺ) کے دشمن شیر جو دھاڑتے رہتے ہیں۔ ہم نے نبی ﷺ کی اس وقت مدد کی اور آپ ﷺ کو ٹھکانہ دیا جب دونوں ملتوں میں سے کوئی بھی آپ کا مددگار نہ تھا۔“

۱۵۵۵ حباب (بے نسبت)

عبداللہ نامی لوگوں کے اخیر میں ان کا ذکر ہوگا، بقول بعض وہ ابن عبدالبر ہیں۔

۱۵۵۶ (ز) حَبَّان *

ابن منذر بن عمرو بن عطیہ بن خضاء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن التجار انصاری خزرجی، امام احمد، * امام شافعی، ابن خزیمہ، ابن جارود، حاکم اور دارقطنی * نے ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حبان بن منذر ایک کمزور آدمی تھے ان کے سر میں ایک چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے نبی ﷺ نے انہیں خریداری میں تین دن کا اختیار دیا تھا۔ نیز ان کی زبان بوجھل ہو گئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: سامان بیچ کر کہا کرو: ”دھوکا نہ ہو“۔ فرماتے ہیں: میں ان سے سنتا تھا تو وہ کہتے: ”لا خیابة ولا خیانة“ صحیح میں یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے دوسری سند سے مروی ہے جس میں حبان کا نام نہیں لیا گیا۔

دارقطنی نے ابن اسحاق کے طریق سے یہ اضافہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بتایا کہ وہ میرے دادا تھے ان کے سر میں چوٹ لگی تھی پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اور امام بخاری نے ابن اسحاق کے طریق سے اپنی تاریخ میں اسے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ”وہ میرے دادا ہیں منذر بن عمرو“ اور حسن بن سفیان نے اپنی سند میں دوسری سند سے بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا، فرماتے ہیں: محمد بن یحییٰ بن حبان اپنے چچا واسع بن حبان کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا منذر بن عمرو کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال تھی۔ وہ جب سودا کرتے نقصان اٹھاتے، جس کا نبی ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سودا کیا کرو تو یوں کہا کرو: نقصان نہ ہو اور تین دن تک تمہیں اختیار ہے۔“ *

ابن شاہین نے عبداللہ بن یوسف کے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ، حبان بن واسع بن حبان سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی نظر کمزور تھی تو نبی ﷺ نے انہیں تین دن کا اختیار دیا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: لوگو! مجھے تمہاری سوداگری میں اس جیسا کوئی شخص نہیں ملتا جیسا نبی ﷺ نے حبان بن منذر کے لیے اختیار دیا ہے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں اور دارقطنی

* الطبقات الكبرى (۱۰۹/۳) * اسد الغابۃ (۱۰۲۵) استیعاب (۴۸۲) * مسند احمد (۶۱/۲)

* السنن الكبرى (۵۵/۳) * بخاری کتاب البیوع باب ما یکرہ الخداع فی البیع حدیث (۲۱۱۷)

ابوداؤد کتاب الاجارۃ باب الرجل یقول فی البیع لا خلاب (۳۵۰۰) دارقطنی فی سننہ (۵۵/۳)

نے یحییٰ بن بکیر کے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں مجھے حبان بن واسع نے بحوالہ محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ بتایا کہ انہوں نے خرید و فروخت کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی پھر اس کا ذکر کر کے کہا: یہ روایت صرف محمد سے مروی ہے۔ اصحاب السنن نے سعید کی روایت سے بحوالہ قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص خرید و فروخت کرتا تھا یا اپنے والد کے لئے ایسا کرتا تھا۔ اس کی دماغی قوت میں کچھ کمی تھی۔ (حدیث) لیکن اس میں نام نہیں لیا گیا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ قصہ میں اختلاف ہے کہ وہ حبان بن منقذ بن عمرو کے ساتھ مجھے حبان کی ایک اور حدیث میں روایت ملی ہے جو طبرانی * نے رشیدین کے طریق سے بحوالہ قرہ، ابن شہاب سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے اپنے والد سے وہ حبان بن منقذ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ سے عرض کرنے لگا: ”میں اپنی دعا کا تہائی حصہ آپ کے لیے مقرر کرنا چاہتا ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے اگر تم چاہو۔“ (حدیث) مؤرخین لکھتے ہیں: حبان کا انتقال خلافت عثمانی میں ہوا۔

۱۵۵۷ حبان *

(حا کے زیر سے مشہور ہے بقول بعض زبر ہے جو با سے بقول بعض تا سے ہے) ابن نج (باء کے پیش اس کے بعد حاشیہ) والی ہے) ان کی حدیث بغوی ابن ابی شیبہ، باوردی اور طبرانی * نے ابن لہیعہ کے طریق سے بحوالہ بکر بن سوادہ، زیاد بن نعیم سے انہوں نے حبان بن نج صحابی رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے، فرمایا: میری قوم مسلمان ہو چکی تھی۔ مجھے اطلاع ملی کہ آپ ان کی طرف ایک فوج بھیج رہے ہیں، میں نے خدمت میں آ کر عرض کیا: میری قوم مسلمان ہے۔ پھر حدیث ذکر کی، جس میں آپ کی اجازت اور آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹنے کا ذکر ہے اور اسی میں ہے: ”امیر و گورنر بننے میں مسلمان کے لیے بہتری نہیں۔“ نیز ہے صدقہ (کا کھایا ہوا مال) سر میں درد اور پیٹ میں آگ ہے۔ * طبرانی نے اسی سند سے ان کی ایک اور حدیث نقل کی ہے اور ابن الاثیر * نے ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے۔ لیکن مجھے ان کے اصول میں یہ بات نہیں ملی، البتہ ابن عبد البر * نے کہا ہے وہ مصر فروکش ہونے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔

۱۵۵۸ حبان بن حکم * سلمی

ابراہیم بن منذر نے محمود بن لبید کے طریق سے نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا تھا: بنی سلیم! تمہارا جھنڈا کس کے پاس ہوگا؟ * لوگوں نے عرض کیا: حبان بن حکم فرار کو دے دیں۔ آپ کو ان کی یہ بات فرار (بھگوڑا) اچھی نہ لگی اس کے بعد آپ نے انہیں جھنڈا دے دیا لیکن پھر واپس لے کر یزید بن اخنس کو عطا کر دیا۔ وہ حنین میں بھی شریک ہوئے وہ الحکم کے بیٹے معاویہ اور علی کے بھائی ہیں۔ ابو علی غسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* المعجم الكبير (۴۲/۴) * اسد الغابة (۱۰۲۶) استيعاب (۴۸۰) * المعجم الكبير (۴۲/۴)
* مسند احمد (۱۷۵۴۴) المعجم الكبير (۴۲/۴) كنز العمال (۱۶۵۴۹) * اسد الغابة (۴۱۳/۱)
* استيعاب (۳۷۹/۱) * اسد الغابة (۱۰۲۷) * اسد الغابة (۴۱۶/۱)

۱۵۵۹ حجاب

بقول بعض دو باؤلی سے مشہور دو ثاء ہیں، جیسا کہ آئے گا۔

۱۵۶۰ حبشی (حاء کا پیش با ساکن پھر شین پھر یاء)

نسب کی صورت میں نام ہے۔ ابن جنادہ بن نصر بن امامہ بن حارث بن معیط بن عمرو بن جندل بن مرہ بن صعصعہ سلولی (سین کا زبر لام مخفف پیش والا) سلولی کی طرف نسبت ہے جو بنی مرہ بن صعصعہ کی والدہ ہیں۔ صحابی ہیں حجة الوداع کے موقع پر موجود تھے۔ پھر کوفہ فروکش ہوئے ابوالجہوب کنیت تھی (جنوب جیم کے زبر نون مخفف پیش والا آخر میں باء ہے)۔ نسائی اور ترمذی نے ان کی حدیث نقل کی ہے اور صحیح کہا ہے ان سے ابواسحاق سبیعی اور عامر شعبی روایت کرتے ہیں۔ اور نبی ﷺ سے ان کے سماع کی صراحت کی ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی جنگوں میں شریک ہوئے۔

۱۵۶۱ حبلہ بن مالک داری جیم میں ذکر ہوا ہے۔

۱۵۶۲ حبہ (باء سے) ابن بعکک بقول بعض ابوسناہل کا نام ہے۔

۱۵۶۳ (ز) حبہ بن جویں قسم رابع میں ذکر ہوگا۔

۱۵۶۴ حبہ بن خالد خراعی

بقول بعض عامری، سواء بن خالد کے بھائی، صحابی ہیں جو کوفہ میں فروکش ہوئے۔ ابن ماجہ نے صحیح سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے جو بطریق اعمش ابوشرحبیل سے بحوالہ حبہ اور سواء صاحبزادگان خالد مروی ہے، فرماتے ہیں: ”ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ کوئی چیز درست کر رہے تھے۔“ (حدیث)

حبیب (بروزن عظیم) نامی حضرات کا تذکرہ

۱۵۶۵ حبیب بن اسلم انصاری

ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا کہ بدری ہیں اور اپنے والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے ان کے بارے معلومات ہیں۔ ابو عمر حبیب مولی انصار کے حالات میں لکھتے ہیں: دیگر حضرات کا کہنا ہے: وہ حبیب بن اسلم، جشم بن خزرج کے مولی ہیں۔

۱۵۶۶ حبیب بن اسود خاء نقطے والی میں ذکر ہوگا۔

اسد الغابۃ (۱۰۲۹) استیعاب (۵۹۰) ترمذی کتاب الزکاة باب ماجاء من لا یحل الصدقة (۶۵۲)

اسد الغابۃ (۱۰۳۳) استیعاب (۴۸۴) ابن ماجہ کتاب الزہد باب التوکل والیقین (۴۱۶۵)

۱۵۶۷ حبيب بن أسيد* (زبر سے)

بن جاریہ (جیم سے) ثقفی، بنی زہرہ کے حلیف، بنی نصر کے بھائی۔ ابو عمر* نے ان کا ذکر کیا ہے، یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۶۸ (ن) حبيب بن اوس

یا، ابن ابی اوس ثقفی۔ ابن یونس نے شرکاء فتح مصر میں ان کا ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں زمانہ نبوی حاصل ہے۔ حجة الوداع کے موقع پر کوئی بھی ثقیف کا شخص کافر نہیں رہا۔ بلکہ مسلمان ہو کر اس میں حاضر ہوا۔ اس بناء پر یہ صحابی ہوئے۔ ابن حبان* نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۶۹ حبيب بن بدیل*

بن ورقاء خزاعی۔ انہیں، ان کے والد اور ان کے بھائی عبداللہ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عقدہ نے کتاب الموالاتہ میں ضعیف سند سے بروایت ابو مریم، زر بن حبیش سے نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے یہاں کوئی ہے؟ تو بارہ آدمی کھڑے ہوئے۔ ان میں قیس بن ثابت اور حبیب بن بدیل بن ورقاء بھی تھے۔ انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: ”جس کا میں دوست اس کا علی دوست ہے۔“*

۱۵۷۰ (ن) حبيب بن بغيض

حبیب بن حبیب میں ذکر ہوگا۔

۱۵۷۱ حبيب بن تيم انصاری

ابن ابی حاتم* نے ذکر کیا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔ عنقریب حبیب بن زید بن تیم کا ذکر ہوگا شاید وہ یہی ہوں۔

۱۵۷۲ (ن) حبيب بن جندب

نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ”چاند کی بعض شکلیں بعض سے بڑی ہوں گی۔“ سعید بن سکین نے اس کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی میں نے مسودہ میں دیکھا ہے، ابن السکن کی ”الصحابة“ کی مراجعت کی تو اس میں مجھے یہ نام نہیں ملا۔

۱۵۷۳ حبيب بن حارث*

ان کا نسب مذکور نہیں، ابن مندہ نے محمد بن عبدالرحمن طفاوی کے طریق سے بحوالہ عاص بن عمرو طفاوی، حبیب بن حارث

* اسد الغابة (۱۰۳۷) الاستيعاب (۴۸۹) * اسد الغابة (۱۰۳۷) الاستيعاب (۴۸۲/۱)

* الثقات (۱۳۹/۴) * اسد الغابة (۱۰۳۸) * المستدرک (۱۱۰/۳) المعجم الكبير (۱۹۹/۳) کنز العمال (۳۶۴۲)

* الجرح والتعديل (۹۷/۳) * اسد الغابة (۱۰۳۹) الاستيعاب (۴۹۴)

اور ابوالغادیه سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ ہجرت کے لیے نکلے، ہمارے ساتھ ابوالغادیه کی والدہ تھیں۔ پھر یہ لوگ اسلام لے آئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ فرمایا: ”کان کی بری بات (سننے سنانے) سے بچنا۔“

ابونعیم نے دوسری سند سے طفاوی سے بحوالہ عاص بن عمرو نقل کیا، فرماتے ہیں: وہ نکلے... پھر مرسل روایت ذکر کی۔ عاص مجہول راوی ہے۔ حبیب بن حارث کا ذکر مجھے ایک اور روایت میں ملا ہے۔ اسماعیلی نے اپنے مجموعہ میں حدیث یحییٰ بن سعید انصاری، حسن جعفری کے طریق سے بحوالہ یحییٰ سعید بن المسیب سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد کو حمص کا گورنر بنا کر بھیجا۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حبیب بن حارث نامی ایک قاصد وہاں روانہ فرمایا۔ ابونعیم نے ”حلیہ“ میں اسے دوسری سند سے نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: آپ نے حارث نامی ایک شخص وہاں بھیجا۔ واللہ اعلم

۱۵۷۴ حبیب بن حباشہ

بن حویرثہ بن عبید بن عنان بن عمر بن خطمہ انصاری اوسی ثم خطمی ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھایا ہے۔ عبدان نے کہا ہے: ان کے ایک زخم آیا تھا جس سے فوت ہوئے تھے۔ رات کے وقت دفن کر دیئے گئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کی قبر پر جنازہ پڑھا۔ ”التصحیف“ میں عسکری نے لکھا ہے: یہ نام حبیب خاء نقطے والی سے تصغیر ہے، لیکن کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

۱۵۷۵ حبیب بن حبیب

بن مروان بن عامر بن ضباری بن حبیہ بن خرثوص بن مالک بن مازن بن عمرو بن تمیم تمیمی ثم مازنی، ابن کلبی فرماتے ہیں: انہیں حبیب بن بغض بھی کہا جاتا ہے، نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم حبیب بن حبیب ہو“۔ رشاطی لکھتے ہیں: ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ان کے علاوہ کسی نے بحوالہ ہشام بن کلبی ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے والد کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ دونوں آئے تھے۔

۱۵۷۶ (ز) حبیب بن حبیب

شاید یہ پہلے والے ہیں۔ حاکم نے عمرو بن زیاد کے طریق سے بحوالہ غالب بن عبد اللہ وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، آپ نے حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ”ابو بکر کی شان میں کچھ کہو“۔ (حدیث) حاکم فرماتے ہیں: غالب کے دادا کا نام حبیب بن حبیب ہے۔

میں کہتا ہوں: غالب سے روایت کرنے والا شخص متروک ہے۔ عقلی فرماتے ہیں: اس کی اکثر سند مجہول ہے۔

۱۵۷۷ حبیب بن حماز اسدی

ابوموسیٰ بحوالہ عبدان فرماتے ہیں: یہ صحابی رسول ہیں۔ آپ کے ساتھ اسفار میں شریک رہے۔ پھر بطریق اعمش ان کی

ایک روایت بحوالہ عمرو بن مرہ، عبد اللہ بن حارث انہوں نے حبیب بن ہماز سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے ایک جگہ آپ نے (مدینہ کے قریب) پڑاؤ کیا (کوچ کے وقت) لوگوں نے مدینہ پہنچنے کے لئے جلدی کی... (حدیث) اوروں نے اسی سند سے نقل کی تو کہا: حبیب نے ابو ذر سے نقل کیا ہے اور ان حبیب کو تابعین میں بخاری، ابو حاتم، دارقطنی اور ابن حبان وغیرہ نے شمار کیا ہے۔ خالد بن عوف نے جن کا ذکر آئے گا ان کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ ہوگا۔

۱۵۷۸ حبیب بن حمامہ

انہیں ابن ابی حمامہ، ابن حمامہ سلمی شاعر بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا ذکر ایک حدیث میں آتا ہے جس میں ہے: ابن حمامہ سلمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے رب کی تعریف کی ہے... (الحدیث) ابو موسیٰ بحوالہ عبدان لکھتے ہیں: ان کا نام حبیب تھا۔ واللہ اعلم

۱۵۷۹ حبیب بن خراش العصری

بقول ابن مندہ: ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے اور ایک متروک سند سے بطریق محمد بن حبیب بن خراش، بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”مسلمان بھائی بھائی ہیں“۔ (حدیث)

۱۵۸۰ حبیب بن خراش

بن حریش بن الصامت بن کباس (کاف کا پیش با مخفف) بن جعفر بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم حنظلی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے کہ وہ اپنے مولیٰ صامت کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے انصار سے بنی سلمہ کے حلیف تھے۔ ابن سعد، طبری اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۸۱ حبیب بن خماشہ

خطمی۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں واقدی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرفہ میں نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”عرفہ سارے کا سارا موقف ہے“۔ ابو جعفر کے دادا حبیب بن عمیر بن خماشہ کا ذکر آئے گا شاید وہ یہی ہیں جو اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ اس پر ابو عمر نے بھروسہ کیا۔ قریب ہی حبیب بن جماشہ کا ذکر ہوا ہے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس لئے کہ ان کا انتقال نبی ﷺ کے عہد میں ہوا تھا۔

المستدرک (۴/۲۶۷) * التاريخ الكبير (۲/۳۱۵) * الجرح والتعديل (۳/۳۷۶) * الثقات (۴/۱۹۱)

اسد الغابة (۲/۱۰۴۲) * اسد الغابة (۵/۱۰۴۵)

المستدرک (۱/۱۹۳) * المعجم الكبير (۴/۳۰) * مجمع الزوائد (۸/۴۸) * الدر المنثور (۳/۹۹) * كنز العمال (۷۴۳)

اسد الغابة (۴/۱۰۴۴) * اسد الغابة (۶/۱۰۴۶) * استيعاب (۶/۴۹۶)

ترمذی کتاب الحج باب عرفہ کلہا موقف (حدیث ۸۸۵) ابن ماجہ کتاب المناسک باب الموقف بعرفات (حدیث ۳۰۱۰)

المعجم الكبير (حدیث ۴۹/۱۱) السنن الكبرى (۵/۱۱۵)

۱۵۸۲ حبیب بن ربیعہ (تشدید سے) سلمی

ابو عبد الرحمن کے والد۔ ابن حبان فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن مندہ اور خطیب نے وہب کے طریق سے بحوالہ زہیر بن معاویہ، ابواسحاق سے نقل کیا ہے عبد اللہ بن حبیب ابو عبد الرحمن نے کہا: میرے والد صحابی رسول ﷺ تھے اور آپ کے ساتھ تھے۔ خطیب اور ابو نعیم نے عطاء بن سائب کے طریق سے بحوالہ ابو عبد الرحمن روایت کی ہے، فرمایا: میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ”آج میدان ہے اور کل مقابلہ ہوگا“۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا کیا آپ مقابلہ میں لوگوں کے ساتھ شریک ہوں گے؟ فرمایا: ”اعمال میں مقابلہ مراد ہے۔“

۱۵۸۳ حبیب بن ربیعہ

بن عمرو ثقفی۔ ابو علی جیانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۸۴ (ز) حبیب بن ریاب سہمی

ان کا ذکر ان کے بھائی وائل کے حالات میں آئے گا۔

۱۵۸۵ حبیب بن زید

بن تمیم بن اسید بن خفاف انصاری بیکاضی، ابن شاپین نے بحوالہ اپنے رجال نقل کیا ہے کہ وہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے ابو موسیٰ نے ان کا ذکر اپنے استدراک میں کیا ہے۔

۱۵۸۶ حبیب بن زید

بن عاصم بن عمرو انصاری مازنی عبد اللہ بن زید کے بھائی۔ ابن اسحاق نے بیعت عقبہ میں شریک انصار میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہی نے مسیلمہ کو پکڑ کر قتل کیا تھا۔ پھر اس قصہ کی سند یوں بیان کی، محمد بن یحییٰ بن حبان وغیرہ سے مروی ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: حبیب احد، خندق اور باقی معرکوں میں شریک کارر ہے۔ ابن ابی شیبہ عبد اللہ بن ادریس سے بحوالہ محمد بن عمارہ، ابو بکر بن محمد یعنی ابن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب بن زید کو مسیلمہ کذاب نے قتل کیا تھا پھر جب جنگ یمامہ ہوئی تو ان کے بھائی عبد اللہ بن زید اور ان کی والدہ اس جنگ میں نکلیں۔ انہوں نے نذر مانی تھی کہ جب تک مسیلمہ قتل نہیں ہو جاتا وہ غسل نہیں کریں گی۔

۱۵۸۷ حبیب بن زید کندی

ابو موسیٰ فرماتے ہیں: علی بن سعید عسکری وغیرہ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے، پھر علی بن قرین (جو ایک متروک راوی ہے) کے طریق سے بحوالہ حسین بن زید کندی روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عبد اللہ بن حبیب سے بحوالہ ان کے والد فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو اس کے لیے کیا (میراث) ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر اولاد نہ ہو تو اس

اسد الغابۃ (۱۰۴۷) * اسد الغابۃ (۱۰۴۸) استیعاب (۴۸۶) * اسد الغابۃ (۱۰۴۹) استیعاب (۴۸۷)

السیرۃ النبویۃ (۸۳/۲) * الطبقات الکبریٰ (۱۱۱/۴) * اسد الغابۃ (۱۰۵۰)

کا چوتھائی حصہ بنتا ہے۔ * اسے اسمعیلی نے نقل کیا ہے اور عبد الرحمن بن عمرو بن جبلة (جو ایک متروک راوی ہے) کے طریق سے بحوالہ حسین بن زید اسی سند سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے وضو کے متعلق پوچھا۔۔۔۔ (حدیث)

۱۵۸۸ حبیب بن سعد *

انصار کے مولیٰ۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کا قول ہے: حبیب بن اسود بن سعد اور بقول بعض حبیب بن اسلم، مولیٰ جشم بن خزرج، لہذا مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ ایک شخصیت ہے یا دو شخصیتیں ہیں؟

۱۵۸۹ حبیب بن ضحاک الجہنی *

بقول بعض الجُمحی۔ ابو نعیم، عبد العزیز عجمی کے طریق سے بحوالہ مسلمہ بن خالد ان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آ کر کہنے لگے: مجھے رشتہ داری عرش باری کے ساتھ چٹھی ہوئی نظر آئی، جو اسے توڑنے والوں کے لیے بددعا کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا: کتنے تک؟ انہوں نے کہا: ”پندرہ پشتوں تک“۔ * اس کی سند مجہول ہے میرے خیال میں یہ مرسل روایت ہے۔

۱۵۹۰ (ن) حبیب بن عبد اللہ انصاری

وٹیمہ نے ردۃ میں ذکر کیا ہے وہ مسیلمہ کذاب اور بنی حنیفہ کے درمیان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قاصد تھے، وہ انہیں اسلام کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان کے سامنے خط پڑھ کر انہیں بڑے احسن انداز سے نصیحت کی لیکن مردود مسیلمہ نے انہیں قتل کروادیا۔

میں کہتا ہوں: اسی قصہ جیسا قصہ حبیب بن زید جو عبد اللہ کے بھائی ہیں اور جن کا ذکر گزر چکا ہے، ان کے متعلق بھی آتا ہے شاید وہ دوسرے ہوں۔

۱۵۹۱ (ن) حبیب بن عبد شمس

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ولید کے بھائی، وٹیمہ نے ذکر کیا ہے کہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۹۲ حبیب بن عمرو *

بن عمر بن عوف بن غیرہ ابن عوف بن ثقیف ثقفی۔ ابن جریر نے عکرمہ کے طریق سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق نقل کیا ہے:

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود کا باقی معاملہ چھوڑ دو“۔ (سورۃ البقرہ: ۲۷۸)

فرماتے ہیں: یہ آیت ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی جن میں سے مسعود، حبیب، ربیعہ اور عبد یلیل بنی عمرو بن عمیر تھے۔

* جامع المسانید (۲/۲۶۲) * اسد الغابۃ (۱۰۵۲) استیعاب (۴۸۵) * اسد الغابۃ (۱۰۵۵)

* لسان المیزان (۳/۲۴۸) میزان الاعتدال (۳۳۹۱) * اسد الغابۃ (۱۰۵۸)

ایسا ہی امام مقاتل نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے جسے ابن مندہ نے بطریق کلبی، ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

۱۵۹۳ (ز) حبیب بن عمرو

بن محسن بن عمرو بن عتیک بن مبذول انصاری۔ ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی پیروی ابو عمرؒ نے بھی کی ہے، اور فرماتے ہیں: وہ یمامہ جاتے ہوئے شہید ہوئے۔

۱۵۹۴ حبیب بن عمرو السلامانی

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن السکن کا قول ہے: اپنی قوم کے قریب رہتے تھے۔ ان کا تعلق بنی سلامان بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن قضاہ سے تھا۔ واقدی فرماتے ہیں: مجھے محمد بن یحییٰ بن سہل نے بتایا کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد کی لکھی ایک تحریر میں دیکھا ہے کہ حبیب بن عمرو سلامانی بیان کرتے تھے: سلامان کا وفد بنا کر ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم سات افراد تھے۔ مسجد کے دروازے کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ سے آنا سامنا ہوا۔ آپ ﷺ مسجد سے باہر ایک جنازے میں شرکت کے لیے جا رہے تھے۔ ہم لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی کہا: اللہ کے رسول! السلام علیک.... پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے آپ ﷺ نے ثوبان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مہمانوں کو ٹھہرائیں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں رملہ بنت حارث کی حویلی میں ٹھہرایا۔ جب ظہر کی اذان سنی تو مسجد میں نماز پڑھنے آئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ سے پوچھا: ”سب سے افضل عمل کونسا ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بروقت نماز پڑھنا۔“ نیز انہوں نے آپ سے آنکھ لگنے کی جھاڑ پھونک کی اجازت مانگی، آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: عبد الجبار بن سعید، محمد بن صدقہ سے بحوالہ محمد بن یحییٰ بن سہل وہ اپنے والد سے وہ حبیب بن عمرو سلامانی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت اسی سند سے ابن السکن نے طویل ذکر کی ہے۔ اور بطریق واقدی روایت کی ہے کہ ان کی آمد ہجرت کے دسویں سال شوال میں ہوئی تھی۔

۱۵۹۵ (ز) حبیب بن عمرو الطائی ثم الاجئی

رشاطی نے علی بن حرب عراقی سے کتاب التيجان میں بحوالہ ابوالمنذر ہشام بن کلبی، جمیل بن مرثد سے نقل کیا ہے کہ اججین کا ایک شخص جس کا نام حبیب بن عمرو تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھوائی: ”محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے یہ تحریر بنی اجا کے ایک فرد حبیب بن عمرو اور اس کے ساتھ مسلمان ہونے والے اس کی قوم کے لوگوں کے لیے، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں۔ اس کا پانی اور مال محفوظ ہے۔“ (حدیث)

اسد الغابۃ (۱۰۵۹) استیعاب (۴۹۰) استیعاب (۳۸۵/۱) اسد الغابۃ (۱۰۵۷) استیعاب (۴۹۸)

بخاری کتاب مواقیب الصلاة باب فضل الصلاة لوقتها (حدیث ۵۰۴)

مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال (حدیث ۲۴۸)

ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل (حدیث ۱۷۳) جامع المسانید (۲۹۷/۱)

(ن) حبیب بن عمرو

ان کا نسب مذکور نہیں۔ عبدان نے علاء بن عبد الجبار کے طریق سے بحوالہ حماد بن سلمہ ابو جعفر خطمی سے، انہوں نے حبیب بن عمرو سے نقل کیا انہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔ وہ حبیب بھی کسی قوم سے گزرتے تو کہتے السلام علیکم“ اس روایت کے رجحان ثقہ ہیں۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں: احتمال ہے کہ وہ حبیب بن عمیر، ابو جعفر کے دادا ہوں یعنی بعد والی شخصیت۔

۱۵۹۷ حبیب بن عمیر

بن خماشہ خطمی انصاری۔ عبدان نے عبد الصمد بن عبد الوارث کے طریق سے، حماد بن سلمہ سے بحوالہ ابو جعفر خطمی وہ اپنے دادا حبیب بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور بے وقوفوں کی مجلس اختیار نہ کرنا“۔ (حدیث)

۱۵۹۸ حبیب بن قویک (فاو او سے تصغیر ہے)

بقول بعض واؤ کی جگہ دال اور بعض کا قول ہے کہ راہے۔ بغوی اور ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے عبد العزیز بن عمر کے طریق سے بحوالہ بنی سلامان کے ایک شخص سے وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے ماموں حبیب بن قویک نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو چکی تھیں جن سے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا: ”میں اپنا اونٹ سدھا رہا تھا کہ ایک سانپ کے انڈوں پر میرا پاؤں پڑا جس سے میری نظر چلی گئی“۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب لگایا تو وہ بینا ہو گئے۔ فرماتے ہیں: میں دیکھتا کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے جبکہ ان کی عمر اسی سال تھی اور آنکھیں سفید تھیں۔ ابن السکن کہتے ہیں: اسے محمد بن بشر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور نہ مجھے حبیب کی کوئی روایت معلوم ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے عبد العزیز بن عمر کے طریق سے بھی بحوالہ حلیس سلامانی، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا حبیب بن قویک بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے آنکھ لگنے سے بچاؤ کی جھاڑ پھونک پیش کی آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرمادی اور ان کے لیے دعائے برکت کی۔ تو یہ دوسری حدیث ہے لیکن یہ معلوم ہو گیا کہ یہ وہی حبیب بن عمرو سلامانی ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے شاید وہاں اپنے دادا کی طرف نسبت کی ہو۔ واللہ اعلم

۱۵۹۹ حبیب بن مخنف غامدی

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ابن جریج نے بحوالہ عبد الکریم، حبیب بن مخنف سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں عرفہ کے روز نبی ﷺ کے پاس پہنچا..... (حدیث) صحیح روایت وہ ہے جو عبد الرزاق وغیرہ نے ابن جریج سے بحوالہ عبد الکریم

اسد الغابۃ (۱۰۶۱) * اسد الغابۃ (۴۲۳/۱) * اسد الغابۃ (۱۰۶۳) استیعاب (۴۹۳)

المصنف لابن ابی شیبہ (۴۰۲/۷) * اسد الغابۃ (۱۰۶۵) استیعاب (۴۹۷) * المصنف لعبد الرزاق (۸۰۰۱)

حبیب بن مخنف سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے جو مخنف بن سلیم نہیں۔ جن کا تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف میم میں آئے گا۔

۱۶۰۰ حبیب بن ابی مرزئہ

عبدان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے مروی ہے: نبی ﷺ خیر میں فروکش ہوئے، کسی نے عرض کیا: یہاں سے کسی اور مقام پر پڑاؤ کریں یہاں وباء پھیلی ہوئی ہے۔ (حدیث) عبدان لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔ میں کہتا ہوں: ابو موسیٰ نے اپنی سند سے بیان نہیں کیا۔ اور تجرید میں لکھتے ہیں: یہ منکر روایت ہے۔

۱۶۰۱ حبیب بن مروان تمیمی ثم المازنی

ان کا نام بغیض تھا آپ علیہ السلام نے ان کا تبدیل کر کے حبیب کر دیا۔ اس کا تذکرہ ان کے بیٹے حبیب کے سوانح میں ہو گا ہے۔

۱۶۰۲ حبیب بن مسلمہ

بن مالک بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر ابو عبد الرحمن الفہری الحجازی، شام میں فروکش ہوئے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ مصعب زبیری فرماتے ہیں: انہیں حبیب الروم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ زیادہ تر ان سے جہاد میں مصروف رہے ہیں۔ ابن سعد بحوالہ واقدی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر بارہ سال تھی اور ابن معین کا قول ہے: اہل شام انہیں صحابی بتاتے ہیں جبکہ اہل مدینہ انہیں صحابی شمار نہیں کرتے۔ زبیر لکھتے ہیں: دہرے بدن کے آدمی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: تم بہترین نوجوان ہو۔ طبرانی نے ابن ہبیرہ کے طریق سے بحوالہ حبیب بن مسلمہ روایت کیا ہے وہ مستجاب الدعوات تھے۔ سعید بن عبد العزیز فرماتے ہیں: ان کی دعا قبول ہوتی تھی جس قصیدے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا ہے اس میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اگر عفان کے بیٹوں کی حویلی خالی ہو جائے تو ایک دروازہ بند ہوگا اور ایک ٹوٹا ہوا دیران ہوگا۔ بسا اوقات خیر کے طلبگار کی اس میں ضرورت پوری ہو جاتی اور یہاں ذکر و حسب آ کر پناہ لیتے تھے۔ لوگو! اپنے آپ کو ظاہر کرو اللہ تعالیٰ کے ہاں سچ اور جھوٹ برابر نہیں، اگر تم اللہ کے حکم کے لیے رجوع نہیں کرو گے تو ایسی جماعتوں کا اعتراف کرنا پڑے گا جنہوں نے پٹیاں باندھ رکھی ہوں گی اس میں حبیب بھی ہوگا جو جنگ کا ستارہ ہے وہ ان کی سپہ سالاری کرے گا وہ یوں نمایاں ہوگا کہ اس کے چہرے کا غصہ صاف نظر آئے۔ ابن حبیب فرماتے ہیں: وہ حبیب بن مسلمہ نہیں جنہوں نے ارمینہ فتح کیا تھا۔ ابن سعد کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں ان کے ساتھ رہے پھر انہیں ارمینہ کا حاکم بنا کر بھیجا جہاں ۲۴ھ میں پچاس سال سے کم عمر میں فوت ہوئے۔ ابوداؤد ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نفل (جنگی انعام) کے متعلق ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

اسد الغابۃ (۱۰۶۶) * اسد الغابۃ (۱/۲۵۵) * اسد الغابۃ (۱۰۶۷) * اسد الغابۃ (۱۰۶۸) استیعاب (۴۸۸)

التاریخ الکبیر (۱۱۰/۲) * المعجم الکبیر (۳۵۲۹) * دیوان حسان (۲۲)

ابوداؤد کتاب الجہاد باب فیمن قال الخمس قبل النفل (حدیث ۲۷۴۹) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب النفل حدیث (۲۸۵۳)

ابن حبان فی صحیحہ (۴۸۳۵)

ان کا ذکر صحیح بخاری میں دو فیصلہ کرنے والوں کے قصہ میں آتا ہے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے لگے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے چاہا کہ میں کہوں اس کا اہل وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمہارے والد سے اسلام پر سوتے ہوئے جنگ کی تھی لیکن مجھے خدشہ ہوا کہ میں کوئی ایسا بات نہ کہہ دو جس سے جمعیت تفرقہ میں پڑ جائے۔ تو حبیب بن سلمہ نے ان سے کہا اس وجہ سے آپ محفوظ و مامون رہے۔

۱۶۰۳ حبیب بن ملۃ الکنانی

اسید بن ابی ایاس کے سوانح میں ذکر ہوا ہے۔

۱۶۰۴ (ن) حبیب بن یزید انصاری

از بنی عمرو بن مہذول، دشمن نے ذکر کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۶۰۵ (ن) حبیب بن ابی الیسر

بن عمرو انصاری، ابوعلی الجبانی لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور حرہ میں شہید ہوئے اسی طرح ابن الامین نے اپنے استدراک میں اور ابن فتحون دونوں نے بحوالہ عدوی ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۰۶ (ن) حبیب السلمی

عبدالرحمن کے والد۔ حبیب بن ربیعہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۱۶۰۷ (ن) حبیب العنزی

عبدان نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور یونس بن خباب کے طریق سے بحوالہ طلق بن حبیب وہ اپنے والد سے ان کی ایک روایت نقل کی کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، انہیں بندش تھی تو آپ نے انہیں یہ پڑھنے کا حکم دیا ”ربنا اللہ الذی فی السماء...“ (حدیث) فرماتے ہیں: اسے شعبہ نے یونس سے بحوالہ طلق، بواسطہ ایک شامی آدمی کے روایت کیا ہے جو اپنے والد سے نقل کرتا ہے، یہی زیادہ صحیح ہے۔

۱۶۰۸ حبیب کلاعی

ابوضمرہ، ابن السکن نے عبدالعزیز بن ضمہ بن حبیب کے طریق سے بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”باجماعت نماز ایک اکیلے آدمی کی نماز سے پچیس درجے زیادہ (ثواب رکھتی) ہے۔“ (حدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے حبیب کا ذکر صرف اسی روایت کے حوالہ سے ملا ہے۔ ابوعلی جیبانی اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۱۰۶۲) * ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی (حدیث ۳۸۹۲) المستدرک (حدیث ۳۴۴/۱) کنز العمال (۲۸۴۱۲)
اسد الغابۃ (۱۰۵۶) * مسند احمد (۱۰۲/۲) البدایہ والنہایہ (۵۲/۱)

۱۶۰۹ حبیش الاشعر*

انہیں ابن الاشعر بھی کہا جاتا ہے، اشعر لقب۔ نام حبیش بن خالد بن سعد بن منذ بن ربیعہ بن اصرم بن خثیس ابن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو خزاعی۔ کنیت ابو صخر تھی۔ ام معبد کے بھائی ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کا قول ہے کہ فتح مکہ کے روز شہید ہوئے۔ امام بخاری بطریق ہشام بن عروہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ حبیش بن اشعر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح مکہ کے روز لڑتے لڑتے شہید ہوئے جس کا ذکر کر بن جابر رضی اللہ عنہ کے حالات میں آئے گا۔

بلغوی، ابن شاہین، ابن السکن، طبرانی اور ابن مندہ بحوالہ حبیش روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مکہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے ارادے سے نکلے، پھر ام معبد کا لمبا قصہ ذکر کیا۔ امام احمد بحوالہ ہشام بن حبیش روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میرے دادا فتح مکہ کے روز نبی ﷺ کے ساتھ تھے اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

۱۶۱۰ (ن) حبیش بن یعلیٰ بن امیہ

نسب یونہی ہے۔ ابن کلبی اور یثیم بن عدی نے مثالب (عیوب) میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ابن کلبی باب السرقة کے بیان میں لکھتے ہیں: ام عمرو بنت سفیان بن عبدالاسد مخزومی رات کے وقت نکل کر مدینہ کے اطراف میں ایک قافلہ میں جا گھسیں... پھر ان کے ہاتھ کاٹنے کا واقعہ ذکر کیا۔ تو ابن یعلیٰ بن امیہ جو بنی نوفل کے حلیف تھے جن کا تعلق بنی حنظلہ اور پھر تمیم سے تھا اس کے متعلق کہا: رات کے وقت وہ ان کے صندوق اپنے ہاتھ سے کھینچنے لگی۔ یہاں تک کہ پوروں والی کے علاوہ نے اقرار کر لیا۔ پھر وہ ایک غلام کے قریب ہوئے اور تمہارے باپ کی پیروی کی۔ اے بنی سفیان! متکبرانہ چال چھوڑ دو۔ اس قصے اور ان اشعار کو ابن سعد نے طبقات میں فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد کے سوانح میں لکھا ہے وہ ابو عمرو بن سفیان کی چچا زاد ہیں۔ جن کے متعلق حبیش بن یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں پھر ان کے اشعار ذکر کیے اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ حجة الوداع کا موقع تھا۔

ابن کلبی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب ان کا ہاتھ کٹا تو وہ اسید بن حفیر کے گھر داخل ہو گئیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ میں پیش آیا۔ یعلیٰ بن امیہ مشہور صحابی ہیں۔ اور اس قصہ سے ان کے بیٹے کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مجھے نظر نہیں آیا کہ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو حالانکہ وہ ان کی شرط کے مطابق ہیں اور انہوں نے ان جیسوں کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۶۱۱ حبیش بن شریح الحبشی ابو حفصہ قسم اخیر میں ذکر ہوگا۔

۱۶۱۲ حبیلہ بن عامر تھوڑی دیر بعد ذکر ہوگا۔

۱۶۱۳ حَبَّی*

یہ لفظ حَبَّی، حَبَّی اور حَبَّی تینوں طرح ہے۔ ابن جاریہ (جیم یا سے بقول بعض حا اور تشدید سے) پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ابن

* اسد الغابۃ (۱۰۷۵) استیعاب (۵۸۹) * جامع المسانید (۲۷۶/۳)

* اسد الغابۃ (۱۰۷۳) استیعاب (۵۸۸)

اسحاق اور وادی وغیرہ نے شہدائے یمامہ میں اور طبری نے مسلمانان فتح مکہ میں ذکر کیا ہے، جیسے میں نے لکھا اسی طرح ابن ماکولا نے درج کیا ہے البتہ اس کے خلاف بھی نقل کیا ہے۔

حاجس کے بعد تا ہے

۱۶۱۳ حیات

ابن زید بن علقمہ بن حوی بن سفیان بن مجاشع بن دارم تمیمی مجاشعی۔ ابن اسحاق * اور ابن کلبی نے بنی تمیم کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے اور اسلام قبول کیا۔ ابن ہشام لکھتے ہیں: وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں: تیرے باپ کی زندگی کی قسم! تم ہرگز جھوٹ نہ بولنا۔ اس لئے کہ بھلائی تھوڑی بہت کے علاوہ اکثر ختم ہو چکی ہے، لوگوں کو دین میں فتنے پڑے ہیں۔ اور ابن عفان نے لمبا شر چھوڑ دیا ہے۔

دارقطنی نے مؤلف میں اور انہی کے طریق سے ابو عمر نے نصر بن علی کی روایت سے بحوالہ اصمعی، حارث بن عمیر سے انہوں نے ایوب سے نقل کیا ہے کہ حیات مجاشعی، حارث بن قدامہ اور احنف ایک جنگ میں نکلے جن میں سے حیات واپس آ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے آپ نے جلانے والے اور ساتھ چھوڑنے والے کو میرے مقابلہ میں فضیلت دی ہے۔ امیر معاویہ نے فرمایا: میں نے ان کی ذمہ داری مول لی ہے۔ حیات بولے: میری ذمہ داری بھی خرید لو۔ نصر کا بیان ہے کہ جلانے والے سے ان کی مراد حارث بن قدامہ تھی جنہوں نے بصرہ میں دارالامارہ جلایا تھا اور ساتھ چھوڑنے والے سے مراد احنف تھے کیونکہ انہوں نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ابن عبد البر * لکھتے ہیں: ابن اسحاق، ابن کلبی، اور ابن ہشام نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے امیر معاویہ اور حیات کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا تھا۔ پھر جب حیات کا انتقال امیر معاویہ کی خلافت میں ہوا تو معاویہ رضی اللہ عنہ بھائی چارے کی وجہ سے اس کے وارث بنے، جس کے متعلق فرزدق نے آئندہ یہ دو اشعار کہے ہیں۔ ابن ہشام فرماتے ہیں یہ اشعار ان کے قصیدے میں ہیں مدائنی فرماتے ہیں: حیات امیر معاویہ کی جنگوں میں ان کے ساتھ تھے ایک دفعہ ان کی خلافت میں ان کے پاس آئے تو ان کے لئے تحائف لائے گئے۔ پھر حیات نے وہیں قیام کر لیا۔ بالآخر وفات پائی تو امیر معاویہ نے ان کے مال پر قبضہ کر لیا۔ فرزدق کو معلوم ہوا تو وہ ان کے ہاں جا کر کہنے لگے اس وقت وہ نوجوان لڑکے تھے۔

معاویہ! آپ کے والد اور میرے چچا نے میراث چھوڑی ہے جسے اس کے رشتہ دار جمع کر رہے ہیں۔ حیات کی میراث کا کیا ہوا جسے آپ نے کھا لیا اور حرب کی میراث کی پگھلاہٹ * آپ کے لئے منجھد ہے۔

تو آپ نے اسے اس کی میراث دے دی: ابو عمر * کہتے ہیں کہ حیات کے عبداللہ اور عبدالملک وغیرہ بیٹے بھی تھے، حیات کی اولاد بنی امیہ کے حکومی عہدوں پر فائز رہی ہے۔ دیکھا جائے تو اسے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان کی میراث جمع کرنے والا واقعہ کیسی سیکھا کیا جاسکتا ہے؟

* الاکمال (۲۳۲/۱) * اسد الغابہ (۱۰۷۸) الاستیعاب (۶۰۵) * السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۱۵۷/۴)
* الاستیعاب (۴۵۹/۱) * السیرۃ النبویۃ (۱۵۸/۴) * الاستیعاب (۴۵۹/۱)

۱۶۱۵ حنات بن عمرو انصاری ابوالیسر کے بھائی۔ حباب میں ذکر گزر چکا ہے۔

باب حاء جس کے بعد ثاء ہے

۱۶۱۶ حثیلہ بن عامر حمیلہ میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

باب حاء جس کے بعد جیم ہے

۱۶۱۷ (ز) حجاج بن حارث*

بن قیس بن عدی بن سہم قرشی سہمی، سائب، عبداللہ اور ابو قیس کے بھائی اور عبداللہ بن حذافہ کے چچا زاد بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق* وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کر کے (ماسوائے ابن سعد* اور سیف) نے کہا ہے: جنگ اجنادین میں شہید ہوئے، وہ دونوں فرماتے ہیں: ۱۵ھ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ اور ابن کلبی نے ان کی ہجرت تک کا انکار کیا ہے اور لکھا ہے ابھی تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے ایسا زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ بدر میں وہ قید ہوئے تھے بعد میں اسلام لائے تھے۔

۱۶۱۸ حجاج بن خلی سلفی

ابن یونس فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے: صحابی ہیں لیکن مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۱۹ حجاج بن ذی عُنُق احمسی

ابن السکن بطریق طارق بن شہاب، قیس بن ابی حازم سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے جتھے میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ فتوح میں سیف نے لکھا ہے کہ وہ ان حاضرین میں سے ایک تھے جو اس عہد میں تھے جسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ عراق میں لکھا تھا اور حیرہ کے بعض مقامات پر وہ حضرت خالد کی طرف سے مامور بھی تھے۔

۱۶۲۰ حجاج بن سفیان

بن نبیرہ قرظی۔ زید بن معاویہ نمیری کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ہوگا۔

۱۶۲۱ حجاج بن عامر ثمالی*

اہل حمص میں ان کا شمار ہوتا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ابن عبداللہ شام فروکش ہوئے اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام احمد بن محمد بن عیسیٰ حمصی تاریخ حمصین میں لکھتے ہیں: حجاج بن عامر صحابی ہیں، یہ بات مجھے ان لوگوں نے بتائی جنہوں نے حمص میں ان کی اولاد دیکھی تھی۔

* اسد الغابۃ (۱۰۸۰) استیعاب (۴۹۹) المعجم الكبير (۳/۳۲۲۰) مجمع الزوائد (۵/۱۶۷) السيرة النبوية (۵/۳)

* الطبقات الكبرى (۴/۱۴۴) اسد الغابۃ (۱۰۸۱) استیعاب (۵۰۲)

طبرانی نے خالد بن معدان کے طریق سے بحوالہ حجاج بن عامر ثمالی (جو صحابی رسول اللہ ﷺ تھے) اور عبد اللہ بن عامر ثمالی (وہ بھی صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں) روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سورہ انشقاق پڑھی جس میں سجدہ تلاوت فرمایا۔ بغوی، ابن السکن، باوردی اور طبرانی * اسمعیل بن عیاش کے طریق سے بحوالہ شریح بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے صحابی رسول حجاج بن عامر سے سنا، پھر ایک حدیث کا ذکر کیا۔

ابن ابی عاصم، بیہقی * اور ابو نعیم نے اسی طرح اسمعیل کے طریق سے بحوالہ شریح بن مسلم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے پانچ اصحاب رسول ﷺ کو دیکھا جو اپنی مونچھیں کاٹتے تھے۔ (حدیث) پھر ان کا بھی اُن میں ذکر کیا۔

۱۶۲۲ حجاج بن عبد اللہ نضری *

ابن عیسیٰ تاریخ حمص میں لکھتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا دیدار کیا ہے، ان سے ابو سلام الاسود روایت کرتے ہیں۔ بغوی، باوردی، حسن بن سفیان اور ابن ابی شیبہ بطریق مکحول روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حجاج بن عبد اللہ نے بتایا: مجاہدین کے لیے زائد انعام مقرر کرنا جائز ہے۔ آپ علیہ السلام نے انعام مقرر کیا ہے۔ * ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: * ابو زرہ سے کسی نے پوچھا: کیا حجاج بن عبد اللہ نضری صحابی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے ان کے بارے میں معلومات نہیں۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: وہ تابعی ہیں۔ اور ابن ابی حاتم سفیان بن مجیب کے حالات میں لکھتے ہیں: حجاج بن عبد اللہ صحابی ہیں۔ ابن حبان * نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے جبکہ انہیں صحابہ میں بھی ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ مطین اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۶۲۳ حجاج بن عبد اللہ *

بقول بعض ابن عبد یا ابن عتیک ثقفی۔ خلیفہ بن خیاط نے بصرہ اور پھر کوفہ میں فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حذیفہ اسحاق بن بشر نے ”مبتدا“ میں ذکر کیا ہے کہ وہ ام جمیل ہلالیہ کے خاوند تھے، جو انہیں بیوہ چھوڑ مرے تھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ان کے ہاں آنا جانا تھا جس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹوکا۔ پھر ان کے خلاف گواہی دینے کا جو واقعہ ہوا، یہ واقعہ کا واقعہ ہے۔

عمر بن شبہ نے اخبار بصرہ میں اپنی سند سے لکھا ہے، جس عورت کی مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگی وہ ام جمیل بنت عمرو واقفم ہلالیہ تھی۔ کہا جاتا ہے اصلاً اس کے والد ثقیف تھے۔ فرماتے ہیں: ان کے (پہلے) خاوند کا نام حجاج بن عتیک بن حارث بن عوف بن وہب بن عمرو جشمی تھا۔ جو عقبہ بن غزو ان کے دور میں بصرہ آئے اور زیاد کے دور حکومت میں مسجد بنی سلیم کے قریبی باغ کے نگران مقرر ہوئے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ پیش آیا اس کی وجہ سے وہ اپنی بیوی سمیت کوفہ کوچ کر گئے۔ پھر ابو موسیٰ کے دور گورنری میں واپس آ گئے انہوں نے انہیں کسی کام پر مقرر کر دیا۔

* المعجم الكبير (۳/۳۱۹۸) * المعجم الكبير (۳/۳۱۹۷) * السنن الكبرى (حدیث ۱۵۱/۱) * اسد الغابة (۱۰۸۲) * جامع المسانيد (۳/۲۸۴) * الجرح والتعديل (۳/۱۶۳) * الثقات (۳/۸۷)

۱۶۲۲ حجاج بن علاط

ابن خالد بن ثورہ ابن ہلال بن عبید بن ظفر بن سعد سلمی ثم الفہری کنیت ابو کلاب اور بقول بعض ابو محمد یا ابو عبد اللہ تھی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی خیر موجودگی میں آ کر اسلام لائے۔ مدینہ منورہ کے رہائشی تھے، وہیب اپنی حویلی اور مسجد بنائی۔ عبد الرزاق فرماتے ہیں: ہمیں معمر، ثابت سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو حجاج بن علاط نے نبی ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مکہ میں میرے اہل و عیال اور میرا مال ہے میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں اگر آپ کے متعلق کوئی ایسی ویسی بات کہہ دوں تو مجھے اجازت ہے؟ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ * حدیث لمبی ہے۔ اسے احمد اور ابواسحاق نے عبد الرزاق سے اور نسائی نے اسحاق سے جبکہ ابویعلیٰ، طبرانی اور ابن مندہ نے عبد الرزاق کے طریق سے روایت کیا ہے۔

ابن اسحاق * نے سیرت میں فرمایا: مجھے مدینہ کے کسی شخص نے بتایا: جب حجاج بن علاط اسلام لے آئے تو نبی ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک ہوئے۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جیسا لمباقصہ ذکر کیا۔ ابن ابی دنیا نے ہوائف الجان (جنات کے خفیہ پیغامات) میں واثلہ بن اسقع کے طریق سے نقل کیا کہ حجاج بن علاط کے مسلمان ہونے کی وجہ یہ بنی کہ وہ اپنی قوم کے قافلہ میں مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ رات ہوئی تو وحشت محسوس کر کے اپنے ساتھیوں کی نگرانی کرنے لگے۔ ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھ رہے تھے: ”میں اور میرا قافلہ سلامتی کے ساتھ لوٹ نہیں جاتے تب تک میں اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو پناہ میں دیتا ہوں۔“ * تو انہوں نے کسی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: ”اے گروہ جن و انس! اگر تم آسمان و زمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ۔“ (سورۃ الرحمن: ۳۳) جب مکہ آئے تو قریش کو بتایا وہ کہنے لگے: یہ وہ کلام ہے جس کے بارے محمد (ﷺ) کا گمان ہے کہ ان پر نازل ہوتا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے آپ ﷺ کے متعلق پوچھا پتہ چلا کہ آپ * مدینہ میں ہیں۔ چنانچہ وہ مدینہ آ کر مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام سنور گیا۔

موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب ذکر کیا ہے: یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بنی سلیم کی کان سے رسول اللہ ﷺ کی طرف زکوٰۃ بھیجی۔ بقول ابن السکن حجاج بن علاط حمص فروش ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے عبید اللہ بن حجاج کو حمص کا گورنر بنا دیا۔ اور بطریق مجاہد شعسی سے نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو لکھا: اپنا معزز ترین شخص میری طرف بھیجو تو انہوں نے حجاج بن علاط کو روانہ کیا۔ ابوالاعور سلمی کے سوانح میں ان کا ذکر ہوگا۔ ابن حبان * لکھتے ہیں: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔ یعقوب بن شیبہ بطریق جریر بن حازم روایت کرتے ہیں کہ معرض بن علاط جنگ جمل میں شہید ہوئے تو ان کے بھائی حجاج بن علاط نے ان کے مرثیہ میں اشعار کہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خلافت علی رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے لیکن ان کے بیٹے نصر بن حجاج کے سوانح سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ دارقطنی نے لکھا ہے کہ جنگ جمل میں قتل ہونے والے ان کے بیٹے معرض بن حجاج تھے

* اسد الغابۃ (۱۰۸۳) استیعاب (۵۰۰) طبقات (۱۴/۴) المستدرک (۴۸۳/۱) السنن الکبریٰ (۳۲۰/۵)
* السیرۃ النبویۃ (۲۶۷/۳) مختصر تاریخ دمشق (۱۹۷/۶) جامع المسانید (۲۸۰/۳) الثقات (۸۶/۳)

اور مرثیہ کہنے والے مقتول کے بھائی نصر تھے۔ یہ بات زیادہ درست لگتی ہے۔ حجاج بن علاط کا صالح نامی ایک بھائی تھا میرے خیال میں وہ جاہلیت میں فوت ہو گیا تھا۔ حضرت حسان بن علیؓ نے اپنے قصیدہ طائیہ میں اس کا ذکر کیا ہے: ”ایسا چتکبرا گھوڑا گویا وہ پیٹ کا خون ہے جو سلافہ انباط سے چھوڑا گیا۔ پھر انہیں اس نو جوان نے جمع کر لیا جو ان کے لیے مال بے قدر کر دیتا ہے۔ اور میں صالح بن علاط کا ہم مجلس رہا۔“ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کے وہ اشعار لکھے ہیں جن میں جنگ جمل کے موقع پر حضرت علیؓ کی مدح سرائی کرتے ہیں: ”تیری تلوار خونریزی میں بلند ہوئی جب تک وہ سیراب نہیں ہو چکتی تو اسے نیام میں ڈالنے والا نہیں۔“

۱۶۲۵ حجاج بن عمرو*

بن غزیہ بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن غنم بن مازن بن نجار انصاری خزرجی۔ اصحاب السنن نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں نبی علیہ السلام سے حج کے موقع پر ان کے سماع کی صراحت ہے، ابن المدینی لکھتے ہیں: یہ وہی ہیں جنہوں نے مروان کو مارا تھا جس سے وہ گر پڑے تھے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: جنگ صفین میں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ ان سے ضمیرہ بن سعید عبد اللہ بن رافع وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ جبکہ عجلی، ابن البرقی اور ابن سعد نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۱۶۲۶ حجاج بن عمرو*

انہیں حجاج بن مالک بن عمیر، بقول بعض عویمیر بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ کہا جاتا ہے۔ کنیت ابو حدر تھی۔ ابن سعد نے صحابہ میں ان کا ذکر کر کے کہا: ابن عمرو ان کے علاوہ کسی کا قول ہے: ابن مالک، ان سے ان کا بیٹا حجاج عروہ روایت کرتے ہیں۔ تبین اصحاب سنن نے رضاع میں ان کی حدیث روایت کی ہے جس میں انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا ہے۔

۱۶۲۷ حجاج بن مالک اسلمی سابقہ عنوان میں ذکر ہوا ہے۔

۱۶۲۸ حجاج بن منبہ*

بن حجاج بن حذیفہ بن عامر بن سعد بن سہم قرشی سہمی۔ دارقطنی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد اُحد میں کفر پر مارے گئے۔ ابن قانع نے احمد بن ابراہیم کریزی کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن منبہ بن حجاج سلمیٰ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے تم دیکھو کہ وہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی برائی کرتا ہے تو وہ (اپنے دین سے) اسلام سے مرتد ہو کر ہی ایسا کرے گا۔“ اس کی سند میں کئی ایک مجہول راوی ہیں۔ ابن الاثیر اور ابن الاثیر نے بحوالہ غسانی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* الابیات فی دیوانہ (۲۳۵) * اسد الغابۃ (۱۰۸۴) استیعاب (۵۰۱) * تاریخ الثقات (۱۰۸)

* الطبقات الکبریٰ (۱۹۷/۵) * اسد الغابۃ (۱۰۸۷) استیعاب (۵۰۳) * الطبقات الکبریٰ (۱۴۷/۴)

* ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الرضخ عند الفصال (۲۰۶۴) ترمذی فی کتاب الرضاع باب ماجاء ما یذهب مذمۃ الرضاع (۱۱۵۳)

نسائی کتاب النکاح باب حق الرضاع و حرمة حدیث (۳۳۲۹)

* اسد الغابۃ (۱۰۷۷) * جامع المسانید (۲۸۷/۳) اسد الغابۃ (۴۳۶/۱)

۱۶۲۹ حجاج باہلی

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کی سند سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی ہیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق شعبہ روایت کیا ہے میں نے حجاج بن حجاج باہلی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج کیا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر ایک حدیث ذکر کی۔ اور بغوی اور باوردی وغیرہ کی روایت میں اسی سند سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے: وہ صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی کوئی روایت نہیں ملی۔

۱۶۳۰ (ز) حُجْر بن حَنْظَلَه

بقول بعض دعبل کا نام ہے جن کا تذکرہ دال میں ہوگا۔

۱۶۳۱ حُجْر ابن عدی

بن معاویہ بن جبلة بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی، المعروف حُجْر بن ادبر، حُجْر الخیر، ابن سعد اور مصعب زبیری نے حاکم کی ان سے روایت کو ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کا بھائی ہانی بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور حُجْر بن عدی جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنگ جمل وصفین میں شریک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور وہ آپ کے مددگاروں میں سے تھے۔ تقدیر کا نوشتہ دیکھیں جس علاقہ مرج عذراء کو انہوں نے فتح کیا تھا وہیں حُجْر امیر معاویہ کے حکم سے قتل ہوئے۔ اس سب کا ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان نے صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن وغیرہ ابراہیم بن اشتر کے طرق سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ مقام ربذہ میں وہ اور حُجْر بن ادبر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر حاضر تھے۔ البتہ امام بخاری، ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد، خلیفہ بن خیاط اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن سعد نے کوفہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو شاید یہ ان کے گمان میں دوسرے شخص ہیں یا ان سے چوک ہو گئی ہے۔

ابن قانع نے ان کے سوانح میں شعیب بن حرب کے طریق سے بحوالہ شعبہ، ابوبکر بن حفص سے انہوں نے صحابی رسول حُجْر بن عدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ایک گروہ ایسا ہوگا کہ شراب کا نام بدل کر اسے پیئے گا۔“ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ”زبد“ میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن سیرین کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: ایک دفعہ زیاد نے خطبہ لمبا کر دیا تو حُجْر نے اس سے کہا: نماز کا وقت نکل رہا ہے۔ لیکن اس نے خطبہ جاری رکھا۔ جس پر حُجْر اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے اسے کنکریاں ماریں۔ زیاد منبر سے اتر آیا اور امیر معاویہ کو لکھا آپ نے لکھا کہ اسے میری طرف بھیج دیا جائے۔ جب وہ ان کے سامنے ہوئے تو یوں گویا ہوئے: ”السلام علیک امیر المومنین!“ انہوں نے فرمایا: کیا میں امیر المومنین ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر ان کے قتل کیے جانے کا حکم دے دیا۔ تو حُجْر فرمانے لگے: نہ مجھ سے لو ہا دور کرنا اور نہ خون دھونا، اس لئے کہ میں (قیامت میں) راستے کے درمیان معاویہ سے ملوں گا اور مقدمہ (بدرگاہ الہی) پیش کروں گا۔

اسد الغابۃ (۱۰۹۳) الاستیعاب (۵۰۵) الطبقات (۱۵۶/۶) الجرح والتعديل (۲۶۶/۳)

الثقات (۱۷۶/۴) الطبقات الکبریٰ (۱۵۱/۶)

رویانی، طبرانی اور حاکم ابواسحاق کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حجر بن عدی کو کہتے دیکھا: سنو! میں اپنی بیعت پہ قائم ہوں نہ اسے توڑوں گا اور نہ اسے توڑنے کا مطالبہ کروں گا۔ ابن ابی الدنیا، حاکم اور عمر بن شہاب بن عوف کے طریق سے بحوالہ نافع روایت کرتے ہیں کہ جب حجر بن عدی کو حکومت کے بندے لے گئے بعد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ ان کی پوچھ گچھ کرتے رہتے تھے۔ وہ بازار میں احتباء باندھے بیٹھے تھے کہ ان کے قتل کیے جانے کی خبر ملی۔ انہوں نے احتباء (پٹکا) کھولا اور روتے ہوئے واپس ہو گئے۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابوالاسود کے حوالہ سے نقل کیا ہے فرمایا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ نے انہیں حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بارے میں ڈانٹ پلائی۔ اور فرمانے لگیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”میرے بعد ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے ناراض ہوں گے۔“ اس کی سند میں انقطاع ہے۔ ابراہیم بن جنید نے کتاب الاولیاء میں منقطع سند سے روایت کیا ہے: کہ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو غسل واجب کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے داروغہ سے کہا ہمیں غسل کے لیے پانی دے دو، کل کچھ نہ دینا، وہ کہنے لگا: مجھے ڈر ہے کہ تم پیاس سے نہ مر جاؤ اور معاویہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پانی کا بھرابادل گھر آیا جس سے انہوں نے اپنی ضرورت کا پانی جمع کر لیا۔ ان کے ساتھی کہنے لگے: اللہ تعالیٰ سے رہائی کی دعا کریں۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ! ہمارے تو جو پسند فرمائے! فرماتے ہیں: پھر وہ اور ان کے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ خلیفہ، ابو عبیدہ اور کئی لوگوں کا کہنا ہے وہ اکاون (۵۱) میں قتل ہوئے۔ جبکہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد کا قول ہے: کہ وہ ترپن (۵۳) میں قتل ہوئے۔ بقول ابن کلبی: حجر بن عدی کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمن تھے جو مختار کے ساتھ اس وقت قتل ہوئے جب مصعب کا اس پر غلبہ ہوا، ان کا چچا زاد بھائی معاذ بن ہانی بن عدی شام بھاگ گئے۔ جبکہ ان کا چچا زاد بھائی ہانی بن جعد بن عدی کوفہ کا معزز شخص تھا۔

۱۶۳۲ حجر بن نعمان

بن عمرو بن عرفجہ بن عاتک بن امری القیس بن ذہل بن معاویہ بن حارث الاکبر الکندی ابن کلبی نے لکھا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ اسے ابن السکن نے نقل کیا اور ابو موسیٰ وابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۳ حجر بن یزید

بن سلمہ بن مرہ ابن حجر بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کندی۔ ابن سعد نے چوتھے طبقہ میں لکھا ہے نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ صاحب شرافت انسان تھے ان کا لقب حجر شمر اس وجہ سے تھا کہ سابقہ حجر بن ادبر حجر الخیر کہلاتے تھے تاکہ دونوں میں فرق ہو جائے۔ حجر بن یزید صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حکمین کے ایک گواہ تھے پھر حضرت معاویہ سے جا ملے انہوں نے انہیں ارمینیہ کا گورنر بنا دیا۔ یعقوب بن سفیان نے جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے بحوالہ ابن شاہین اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا۔ اور ابن الاثیر و ابن الامین نے بحوالہ ابن کلبی ذکر کیا ہے: جمہرہ میں

کنز العمال (۳۱۱۹۲) * اسد الغابہ (۱۰۹۶)

اسد الغابہ (۱۰۹۷) استیعاب (۵۰۵) * اسد الغابہ (۴۳۸/۱)

کثر ان کی وہی تعریف کی گئی ہے جو یہاں ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں: یہ حجر بن یزید شریعت تھے یوں انہوں نے دونوں ناموں میں فرق کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔ ان کا وہ قصہ بھی ذکر کیا جو عمارہ بن عقبہ ابن ابی معیط کے ساتھ کوفہ میں پیش آیا تھا۔

۱۶۳۳ حجر بن یزید

بن معدی کرب بن سلمہ بن مالک بن حارث کنڈی، بنی ہند کی چوتھائی غنیمت وصول کرنے والی شخصیت، طبری نے ان کا ذکر کر کے کہا: وہ اور ان کے بھائی ابوالاسود نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۵ حجر (بے نسبت) : عبد اللہ کے والد، حرف جیم میں جھر میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۶۳۶ حجر والد مخشی : حجر میں ذکر ہوگا۔

۱۶۳۷ حجن

ابن المرقع بن سعد بن عبد الحارث ازدی غامدی ابن کلبی کا ذکر ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے ابن ماکولانے ان کا نام قلمبند کیا ہے اور ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۸ حجیر (تصغیر ہے)

ابن ابی اھاب بن عزیز (بروزن عظیم) تمیمی بن نوفل بن عبد مناف کے حلیف۔ ابن ابی حاتم اور ابن حبان کا قول ہے: کہ صحابی ہیں، فاکہی نے کتاب مکہ میں عبد اللہ بن خثیم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد حجر ابی اھاب سے مروی ہے فرمایا: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا اور میں بوانہ نامی بت کے پاس تھا وہ سورج کے ڈھلنے کا انتظار کر رہے تھے جب سورج ڈھل گیا تو کعبہ رخ ہو کر ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے پھر کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ ابراہیم کا قبلہ ہے اور مرتے دم تک اسے نہیں چھوڑوں گا۔ ابو عمر کہتے ہیں ان سے ان کی آزاد کردہ باندی ماریہ روایت کرتی ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ اس ام یحییٰ کے بھائی ہیں جس سے عقبہ بن حارث بن نوفل نے شادی کی تھی۔ ان کی حدیث صحیح بخاری میں اس خاتون کے قصہ میں آتی ہے۔

۱۶۳۹ حجیر بن بیان

باوردی اور ابو عمرو نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور قتی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی حدیث داؤد بن ابی ہند کے طریق سے بحوالہ ابو فزعه، حجر بن بیان سے نقل کی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ آیت ”جو لوگ بخل کرتے ہیں“ یاء سے پڑھی۔

اسد الغابۃ (۱۰۹۸) * اسد الغابۃ (۱۰۹۹) استیعاب (۵۰۷) * الجرح والتعديل (۲۹۰/۳)

الثقات (۹۴/۳) * اسد الغابۃ (۱۱۰۰) استیعاب (۵۰۹) * ال عمران (۱۸۰)

ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورة ال عمران (حدیث ۳۰۱۲)

نسائی کتاب الزکاة باب التغلیظ فی حبس الزکاة (حدیث ۲۴۴۰)

ابن ماجہ کتاب الزکاة باب ماجاء فی منع الزکاة (۱۷۸۴)

ابو عمر لکھتے ہیں: اہل عراق میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو قزعة ان سے ایک مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں جس میں رشتہ دار سے زکوٰۃ روکنے کے بارے میں سختی ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں، اسے کسی نے ذکر کر دیا ورنہ صحیح نہیں ہے ابن ابی حاتم * فرماتے ہیں: حجیر بن بیان وہ ربیع سے اور ان سے ان کا بیٹا ابو قزعة سوید بن حجیر روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ ذہلی ہیں اس واسطے کہ ابو قزعة ذہلی تابعی ثقہ ہیں۔

۱۶۲۰ حجیر بن ابی حجیر ہلالی * یا حنفی

انہیں حجر بھی کہا جاتا ہے۔ طبرانی * نے عکرمہ بن عمار کے طریق سے بحوالہ مخشی بن حجیر انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا: ”تمہارے (باہمی) خون، مال اور تمہاری عزتیں (آپس میں محرم ہیں ان میں خون ریزی، لوٹ کھسوٹ اور ہتک) حرام ہیں۔ (حدیث) اسے اسی سند سے جو صحیح ہے ابن مندہ نے روایت کیا ہے۔ عبدان نے اس کا ذکر کر کے کہا: حجر مخشی کے والد جسے بلا تصغیر ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب استدراک میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ استدراک کی کوئی وجہ نہیں بنتی اس واسطے کہ انہوں نے ان کا ذکر کیا اور ان کی حدیث بھی نقل کی اور کہا: کہ یہ غریب روایت ہے۔

باب حاء جس کے بعد وال ہے

۱۶۲۱ حذر جان بن مالک ازدی : ان کے بھائی اسود کے سوانح میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۶۲۲ حذر بن ابی حذر *

بن عمیر اسلمی کنیت ابو خراش مدنی، ابوداؤد * نے عمران ابن ابی انس بحوالہ ان کے ایک حدیث ہجرت (قطع تعلقی) کے متعلق روایت کی ہے۔ جسے امام بخاری نے الادب المفرد میں اور حارث بن ابی اسامہ، اور ابن مندہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ لیکن بعض کے ہاں نام نہیں لکھا گیا۔

۱۶۲۳ حذیر *

تصغیر ابو فوزہ اسلمی بقول بعض سلمی یہی زیادہ درست ہے کسی نے کنیت ابو فروہ بتائی ہے جو وہم پر مبنی ہے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے صحابہ میں ذکر کیا ہے جبکہ ابن حبان * نے تابعین میں تذکرہ کیا ہے ابن وہب بحوالہ معاویہ بن صالح، ابو عمرہ ازدی وہ بشیر مولیٰ معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سماع کیا ہے ان میں سے ایک ابو فوزہ حذیر ہیں یہ لوگ جب ہلال (نیا چاند) دیکھتے تو فرماتے اللہم بارک لنا حدیث۔ *

اسے ابن مندہ نے بطریق عثمان بن ابی العاتکہ روایت کیا ہے کہ مجھے میرے زیاد نامی بھائی نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ہلال

* الجرح والتعديل (۲۹۰/۳) * اسد الغابة (۱۱۰۱) استيعاب (۵۰۸) * المعجم الكبير (۳۵۷۲/۴)

* اسد الغابة (۱۱۰۴) استيعاب (۲۹۲) * ابوداؤد كتاب الادب باب فيمن يهجر اخاه المسلم (حديث ۴۹۱۵)

* اسد الغابة (۱۱۰۶) * الثقات (۱۸۳/۴) * تهذيب تاريخ دمشق (۹۳/۴) كنز العمال (۴۹۴۴)

دیکھتے تو فرماتے: پھر وہ حدیث ذکر کی * اس دعا پر چھ صحابہ اور ساتویں حدیر ابو فوزہ سلمی کا عمل ہے۔ امام بخاری اپنی تاریخ میں اور ابن عائد مغازی میں بطریق یونس بن میسرہ، بحوالہ ابو فوزہ حدیر سلمی سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں حضرت عثمان کی خلافت کے آخری دور میں حاضر ہوا پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

۱۶۳۳ حدیر * (دوسرے ہیں)

کسی قبیلہ کی طرف نسبت نہیں رکھتے۔ ابن مندہ بطریق مغیرہ بن صقلاب، بحوالہ عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حدیر * نامی ایک شخص تھا پھر حدیث ذکر کی۔

باب حاء جس کے بعد ذال ہے

۱۶۳۵ حذافہ بن نصر

بن غانم بن عامر ابن عبد اللہ بن عبید بن عوج بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب قرشی عدوی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ زبیر بن بکار قریش کے نسب میں فرماتے ہیں: نصر بن عاصم کے ہاں پھر ان کا نسب بیان کیا: صحریا صحیر اور حذافہ پیدا ہوئے جو سارے کے سارے طاعون عمواس میں فوت ہو گئے۔ اس بنا پر وہ صحابہ ٹھہرے اس واسطے کہ فتح مکہ کے بعد ہر قریشی مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا خصوصاً عدی بن کعب کا خاندان۔

۱۶۳۶ حذیفہ بن اسید * (زبر سے)

بقول بعض امیہ بن اسید بن خالد بن اغوز بن واقعہ بن حرام بن غفار غفاری ابوسریحہ بروزن عجیبۃ کنیت سے ہی شہرت رکھتے ہیں۔ حدیبیہ میں شریک ہوئے اور درخت تلے بیعت کرنے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ پھر کوفہ فروکش ہوئے۔ * کئی احادیث کی روایت کی ہے امام مسلم اور اصحاب السنن نے ان کی روایات درج کی ہیں۔ حضرت ابوبکر، ابوذر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرنا حاصل ہے۔ ان سے حضرت ابوالطفیل اور تابعین میں سے شعبی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوسلمان مؤذن کا قول ہے جب یہ فوت ہوئے تو حضرت زید بن ارقم نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ اور بقول ابن حبان: * بیالیس (۴۲ھ) میں فوت ہوئے۔

۱۶۳۷ حذیفہ بن اوس *

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبد اللہ بن ابان بن عثمان کے طریق سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے میرے والد، ان سے ان کے والد نے بیان کیا وہ اپنے دادا حذیفہ بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کے لیے بھلائی کا کوئی دروازہ کھل جائے تو وہ اس کے لیے تیار ہو جائے اس واسطے کہ اسے معلوم نہیں کہ کب بند ہو جائے۔“ *

* السنۃ لابن ابی عاصم (۱۶۵/۱) * اسد الغابۃ (۱۱۰/۵) * اسد الغابۃ (۴۳۹/۱)
* اسد الغابۃ (۱۱۰/۸) استیعاب (۵۱۱) * الطبقات الکبریٰ (۱۵/۶) * الثقات (۱۱/۳)
* اسد الغابۃ (۱۱۰/۹) * کنز العمال (۴۳۱۳۴) موارد الظمان (۳۸) المغنی عن حمل الاسفار (۳۲۹/۳)

فرماتے ہیں: اس اسناد سے کئی احادیث ہیں۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۸ حذیفہ بن محسن قلعانی *

خليفة کا قول ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمان کا گورنر بنایا جب وہاں سے عکرمہ کو معزول کر دیا تھا۔ ایسا ہی ابو عمر کا قول ہے البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک وہیں رہے۔ ابو عبیدہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اہل عمان کو اسلام کی دعوت دی تو سوائے اہل دبا کے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ فتوح میں سیف نے سہل بن یوسف سے بحوالہ قاسم بن محمد نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فتنہ ارتداد میں انہیں امیر مقرر کیا تھا۔ عمر بن شبہ کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یمامہ کا گورنر بنایا تھا۔ ”المشور“ میں ابن درید نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوہ کو ان الفاظ میں وصیت کی کہ میں نے علاء بن حضرمی کو حکم دیا ہے کہ وہ عرفجہ بن ہرثمہ کے ذریعہ تمہاری کمک کرے اس لیے کہ وہ دشمن کا مقابلہ اور مجاہدہ کرنے والا شخص ہے۔ ایسا ہی ابن کلبی اور قلعانی نے ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر * لکھتے ہیں: ابو عمر نے ان کا نام قاف، لام اور عین سے قلمبند کیا ہے جبکہ طبری نے غلفانی غین لام اور فاء سے لکھا ہے۔ واللہ اعلم

۱۶۳۹ حذیفہ بن یمان عبسی *

اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کا نسب ان کے والد حسل کے سوانح میں عنقریب ہی آئے گا۔ ان کے والد سے ایک قتل ہو گیا تھا تو وہ مدینہ بھاگ آئے۔ جہاں بنی عبدالاشھل سے عہد و پیمان کیا۔ یمانوں سے معاہدہ کرنے کی وجہ سے ان کی قوم انہیں یمانی کہنے لگی تھی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے شادی کر لی جن کی ولادت مدینہ میں ہی ہوئی۔ حضرت حذیفہ اور ان کے والد دونوں اسلام لے آئے تھے۔ بدر میں شرکت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے انہیں منع کر دیا، البتہ دونوں اُحد میں شریک ہوئے اور وہیں حضرت یمان شہید ہو گئے۔ ان کی اُحد میں شرکت اور وہاں شہید ہونے کی حدیث امام بخاری نے روایت کی ہے۔ حضرت حذیفہ غزوہ خندق میں شریک ہوئے جس میں ان کا اچھا تذکرہ ہے۔ اور بعد کے مشاہد میں بھی ان کی شرکت ہوئی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت لیتے ہیں ان سے جابر، جندب، عبداللہ بن یزید اور ابو طفیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جبکہ تابعین میں سے ان کا بیٹا بلال، ربیع بن خراش زید بن وہب، زرار بن حبیش اور ابو وائل وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

عجلی فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا جس پر وہ تازیست قائم رہے بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فوت ہوئے۔ جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کے چالیس روز بھی گزر چکے تھے۔ *

میں کہتا ہوں: یہ چھتیس (۳۶ھ) کا واقعہ ہے۔ علی بن یزید، سعید بن المسیب سے بحوالہ حذیفہ روایت کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ہجرت و نصرت میں اختیار دیا تو میں نے نصرت کو اختیار کیا۔ امام مسلم عبداللہ بن یزید خطمی سے بحوالہ حذیفہ رضی اللہ عنہ

* اسد الغابۃ (۱۱۱۲) استیعاب (۵۱۲) * اسد الغابۃ (۱/۴۴۲)

* اسد الغابۃ (۱۱۱۳) استیعاب (۵۱۲) * جامع المسانید (۳/۳۹۳)

روایت کرتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے جو باتیں ہو گئیں یا جو ہوئی ہیں قیامت تک سب بتادی ہیں۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ سے کہا: کیا تم میں وہ بھیدی شخص نہیں جس بھید کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا؟ مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے تھی۔ صحیحین ہی میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فتنہ کے متعلق پوچھا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عراقی فتوحات میں شریک ہوئے جن میں ان کے اچھے کارنامے ہیں۔

۱۶۵۰ (ن) حذیفہ بن یمان ازدی

ابن سعد کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں ازد سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا جس کا لمبا قصہ ہے۔ واقدی نے کتاب الردۃ میں دبا کے اس وفد میں ذکر کیا ہے جو اسلام کا اقرار کرتے تھے۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف حذیفہ بن یمان ازدی کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے لیے بھیجا۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو یہ لوگ مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو بھیجا، وہاں ازدیوں کا سردار لقیط بن مالک تھا۔ یہ سب لوگ شکست کھا گئے۔ حضرت حذیفہ اور ان کے ساتھی مضبوط ہو گئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک جماعت گرفتار کر لی اور ایک جماعت کو قتل کرنے کے بعد قیدیوں کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ مقیم رہے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا۔

۱۶۵۱ حذیفہ ازدی بارقی قسم ثالث میں، میں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۵۲ (ن) حذیم بن حارث

بن اقرم، بن عامر بن مناف بن کنانہ کے ایک فرد، فتح کے غزوہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی حذیفہ کی جانب بھیجا۔ آپ نے ان سے فرمایا: اسلام لے آؤ! وہ کہنے لگے: ہم مسلمان ہیں، آپ نے فرمایا: ہتھیار اتار دو، تو حذیم بن حارث نے ان سے کہا: ایسا نہ کرنا، ہتھیار اتارنے کے بعد تو قتل ہی ہونا ہے۔ یوں ایک جماعت ان کے زیر نگین آ گئی اور ایک جماعت نے بات نہ مانی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی، جس کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کیا تھا۔

۱۶۵۳ حذیم بن جنیمہ حنفی

بقول بعض مالکی، حظلہ کے والد، ان کا ذکر ان کے بیٹے حظلہ کے سوانح میں ہوگا۔

۱۶۵۴ (ن) حذیم بن عمر سعدی

زیاد کے والد، ان کی حدیث نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح میں موسیٰ بن زیاد بن حذیم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا:

❖ دلائل النبوة (۳۱۲/۶) ❖ بخاری کتاب الفضائل باب مناقب عمار و حذیفہ رضی اللہ عنہما، حدیث (۳۷۴۳)

❖ الطبقات الکبریٰ (۸/۶) ❖ اسد الغابۃ (۱۱۲۶) استیعاب (۵۱۳)

”بے شک تمہارے خون، اموال باہمی طور پر حرام و محترم ہیں۔“ (حدیث) ابو عمر نے یہ نکتہ نکالا کہ وہ تھمی ہیں اور بصرہ میں رہتے تھے۔

باب حاء کے بعد راء

(۱۶۵۵) (ن) حَرَامٌ * انصاری

ایک صحیح حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے نسائی، ابویعلیٰ اور ابن السکن نے عبدالعزیز بن صہیب کے طریق سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرتے تھے، حرام مسجد میں داخل ہوئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اپنے نخلستان کو سیراب کریں۔ لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز لمبی کر دی تو وہ اپنی نماز مختصر کر کے نخلستان چلے گئے۔ (حدیث) اسی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اے معاذ!) کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو، انہیں لمبی نماز پڑھایا کرو۔“ خطیب اور ان کا اتباع کرنے والوں نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ یہ حرام وہی ابن ملحان ہیں جن کا ذکر اس کے بعد ہوا ہے لیکن مجھے اس کے جتنے طرق بھی ملے سب میں انہی کا نام ہے، ان کے والد کا نام مذکور نہیں۔ اس واسطے مجھے تو یہ شبہ ہے کہ دوسری شخصیت ہیں۔ ابو عمر نے حزم بن کعب کے سوانح میں تاریخ بخاری سے ان کا قصہ نقل کرنے کے بعد ذکر کیا ہے، اس روایت کے علاوہ میں حضرت معاذ والے شخص کا نام حرام بن ابی کعب ہے، یوں کہنے کے بعد وہ حرام کے سوانح میں لکھتے ہیں: عبدالعزیز بن صہیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حرام بن ابی کعب، اہ۔ جیسا پہلے بھی گزر چکا ہے کہ عبدالعزیز کی روایت میں ان کے والد کا نام درج نہیں۔

ادھر ابوداؤد * نے حدیث جابر سے بحوالہ حزم بن ابی کعب روایت کیا ہے کہ وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں سے گزرے۔ اسی قصہ کے قریب قریب ایک واقعہ ذکر کیا۔ لہذا احتمال ہے کہ قصہ ایک ہو اور ایک ہی شخص کا دوسرا نام غلط لکھ دیا گیا ہو۔

(۱۶۵۶) حَرَامٌ بن ملحان انصاری *

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ماموں۔ ام سلیم کے سوانح میں ان کا نسب آئے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ بطریق ثمامہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت حرام بن ملحان جو حضرت انس کے ماموں ہوتے ہیں۔ جب بیر معونہ کے موقع پر انہیں نیزہ لگا، تو فرمایا: فزت ورب الکعبة (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا)۔ (حدیث) طبرانی * نے اسی سند سے یہ روایت طویل ذکر کی ہے اور امام مسلم نے بھی ثابت بن انس کے طریق سے طویل روایت ذکر کی ہے۔ اہل مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بیر معونہ میں شہید ہوئے۔ ابو عمر * نے کسی مؤرخ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیر معونہ سے زخمی حالت میں لائے گئے۔

* مسند احمد (۴۰/۵) السنن الکبریٰ (۱۶۶/۵) تہذیب تاریخ دمشق (۵۸/۶) الدر المنثور (۲۲۶/۱)

* اسد الغابۃ (۱۱۲۲) استیعاب (۵۱۶) فتح الباری (۱۹۵/۲) جمع الجوامع (۳۶۷۳) کنز العمال (۲۰۴۴۵)

* ابوداؤد کتاب الصلاة باب فی تخفیف اسد الغابۃ (۱۱۲۴) استیعاب (۵۱۵)

* بخاری کتاب المغازی باب غزوة الرجیع (۴۰۹۲) المعجم الکبیر (۳۶۰۷/۴)

* استیعاب (۳۹۵/۱)

تھے۔ ضحاک بن سفیان کلابی، جو خفیہ طور پر مسلمان تھے، نے اپنی قوم کی ایک عورت سے کہا: کیا تمہیں ایسے شخص کے بارے میں کوئی رغبت ہے جو تندرست ہو جائے تو بہترین نگران ثابت ہو؟ اس نے ہامی بھر لی اور انہیں اپنے پاس ٹھہرا لیا اور ان کا علاج معالجہ کرنے لگی۔ ایک دفعہ اس نے انہیں یہ اشعار کہتے سنا: ”اے عامر! تو ہم سے محبت کی اُمید رکھتا ہے، عامر تو ایک غافل دشمن ہے۔ اگر ہم واپس لوٹے تو ہماری تلواروں اور نیزوں سے عامر کے بارے میں جنگ نہیں ہوگی۔“ تو گھر کے افراد ان پر ٹوٹ پڑے اور شہید کر دیا۔

(ن) حرام الجہنی یا مزنی، حلال میں ذکر ہوگا۔

(ن) حرب بن حارث محارب

طبرانی * اور ابو نعیم وغیرہ نے یعلیٰ بن حارث محارب سے بحوالہ ربیع بن زیاد محارب، حرب بن حارث سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے جمعہ کے روز نبی ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے سنا: ہمیں عورتوں کے متعلق رنگ لگانے کا حکم ہے۔ * امام بخاری نے تاریخ میں لکھا ہے: حرب بن حارث نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے ان کا یہ قول ان سے ربیع بن زیاد نے نقل کیا ہے لہذا اس سلسلہ میں غور کر لینا چاہیے جو یہاں لکھا ہے۔ شاید موقوف روایت اس مرفوع کے علاوہ ہو۔

(ن) حرب (بے نسبت)

بقول بعض ابوالورد کا نام ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام عبید بن قیس ہے۔

(ن) حرب (بے نسبت)

موطا میں امام مالک رحمہ اللہ نے یحییٰ بن سعید سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دودھیا اونٹنی کے متعلق فرمایا: اسے کون دوہے گا؟ ایک شخص اٹھا: آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ ایک اور صاحب اٹھے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے عرض کیا: یعیث۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ دھو۔ اس روایت کا ایک طریق خاء میں خلدہ کے سوانح میں بھی ہے جو دوسری سند سے مروی ہے کہ اس پہلے شخص نے حرب کی جگہ اپنا نام جمرہ بتایا تھا۔ واللہ اعلم

(ن) حرب بن ریطہ

بن عمرو بن مازن ابن وہب بن ربیع بن حارث بن کعب از بنی سامہ بن لوی اپنے رشتہ داروں کے ایک جتھے سمیت نبی ﷺ کے پاس چھہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام پر آئے، جن میں سے بعض فوت ہو گئے اور بعض بیمار پڑ گئے، جس سے ان لوگوں نے نحوست کا وہم کیا پھر وہ اپنے علاقوں کی طرف واپس چلے گئے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق اشعار کہے تو حرب بن ریطہ نے ان اشعار میں جواب دیا۔ تم دونوں میری طرف سے رسول محمد (ﷺ) کو پہنچا دو، اس شخص کا پیام جو آپ ﷺ کی صحبت و معیت کا دلدادہ ہو گیا ہے۔ مجھے ان اونٹنیوں کے رب کی قسم! جو کھلے میدان سے رقص کرتی ہوئی شام کے وقت نکلیں جسے وہ راستہ سمجھ

* اسد الغابۃ (۱۱۲۵) استیعاب (۵۹۵) * المعجم الكبير (۳۸/۴) * التاريخ الكبير (۶۰/۱)

* موطا مالک کتاب الاستیذان باب ما یکرہ من الاسماء (۱۸۱۹)

رہی تھیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی محمد (ﷺ) کو حق اور ہدایت کا ایسا نشان دے کر مبعوث فرمایا ہے جس سے غم دور ہو جاتا ہے۔ یہ اشعار میں نے ابن سید الناس کی کتاب ”فتح منح المدح“ سے نقل کیے ہیں۔

۱۶۶۲ (ز) حرثان بن عامر

بن عمیلہ قضاعی۔ ابن فتحون نے ذیل میں مغازی اموی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر شرکاء بدر میں کیا ہے۔

۱۶۶۳ حرقوص * ابن زہیر سعدی

فتوحات عراق میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابو عمر کا گمان ہے کہ یہی ذوالخویصرہ تہمی خوارج کا سردار ہے جو نہروان میں قتل ہوا تھا۔ اس کے سوانح میں ان لوگوں کا قول آئے گا جو اس کے قاتل ہیں۔ طبری نے ذکر کیا کہ عتبہ بن غزو ان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا: کمک بھیجیں، انہوں نے حرقوص بن زہیر کو روانہ فرمایا جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ تو جب تک غالب رہے انہیں جنگ کا امیر بنایا۔ بالآخر اہواز کا بازار فتح ہو گیا۔ یثیم بن عدی کا بیان ہے کہ خوارج کا گمان ہے کہ حرقوص بن زہیر صحابی رسول ﷺ ہیں جو ان (خوارج) کے ساتھ نہروان میں قتل ہوئے۔ لکھتے ہیں: میں نے اس کے متعلق کئی لوگوں سے پوچھا تو مجھے کوئی بھی ایسا نہ ملا جو اسے جانتا ہو۔ معجزات پر کسی نے کتاب لکھی ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”شرکاء حدیبیہ میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا“۔ اور وہ حرقوص بن زہیر ہوئے۔ واللہ اعلم

۱۶۶۴ حرمہ بن ایاس

بقول بعض ابن اوس، ابن عبد اللہ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۶۵ حرمہ بن خالد *

بن ہوذہ بن خالد بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری، عداء بن خالد کے بھائی۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: امام اصمعی کا قول ہے کہ عداء، ان کے بھائی حرمہ اور ان کے والد اسلام لائے تھے۔ دونوں بھائی اپنی قوم کے سردار تھے۔ ابن کلبی نے مؤلفۃ القلوب (جن کی تالیف قلبی کی گئی ان) میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۶۶ حرمہ بن زید انصاری

بنی حارثہ کے ایک فرد ہیں۔ طبرانی نے حدیث ابن عمر سے روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں حرمہ بن زید انصاری آ کر کہنے لگے: یا نبی اللہ! ایمان یہاں ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا: نفاق یہاں ہوتا ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ! حرمہ کی زبان کو سچا بنادے“۔ * (حدیث) اس کی سند میں کوئی حرج والی بات

* اسد الغابۃ (۱۱۲۷) * فتح الباری (۷/۴۴۳) * اسد الغابۃ (۱۱۳۴) استیعاب (۵۱۷)
* استیعاب (۱/۳۹۷) * کنز العمال (۱۰۳۷۲)

نہیں۔ اسے ابن مندہ نے بھی نقل کیا ہے۔ ہم نے فوائد ہشام بن عمار میں احمد بن سلیمان بن زبان کی روایت سے حدیث ابی درداء سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔

۱۶۶۷ حرملہ بن سلمیٰ

سیف اور طبری کا قول ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب ۱۲ھ عراق میں داخل ہوئے تو انہیں امیر بنایا۔ ان کے اور شئی بن حارثہ، مذکور بن عدی اور سلمی بن قین کے ساتھ آٹھ ہزار (۸۰۰۰) اور حضرت خالد کے ساتھ دس ہزار (۱۰۰۰۰) سپاہی تھے۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ امراء صرف صحابہ ہی بنائے جاتے تھے۔

۱۶۶۸ حرملہ بن عبد اللہ

بن ایاس بقول بعض ابن اوس عنبری، بصرہ فروکش ہوئے۔ ابو حاتم لکھتے ہیں: صحابی ہیں ان سے ان کے بیٹے علیہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں: حرملہ بن ایاس صحابی ہیں۔ اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی الادب المفرد، مسند ابوداؤد طیالسی وغیرہ میں ان کی حدیث صحیح سند سے منقول ہے۔ بعض دفعہ نسب میں دادا کی طرف منسوب لکھے جاتے ہیں تو اس وقت انہیں حرملہ بن ایاس کہا جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے جیسے بغوی وغیرہ نے ان میں فرق کیا ہے جس کی ذہبی نے تردید کی ہے، بغوی کنی میں لکھتے ہیں: ابوعلیہ عنبر بصرہ رہائش پذیر ہے۔ اور اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ حرملہ ان نمازیوں میں سے ایک تھے جن کی مخصوص جگہ تھی اور لمبے قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں کے وہاں نشان پڑ گئے تھے۔

۱۶۶۹ حرملہ بن عمرو

بن سہ اسلمی۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور بیع میں فروکش ہوئے۔ طبرانی نے عبد الرحمن بن حرملہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: مجھ سے یحییٰ بن ہند وہ میرے والد حرملہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، مجھے میرے چچا نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا رکھا تھا۔ آپ ﷺ کو نزدیک سے دیکھا تو آپ نے اپنی ایک انگلی پر دوسری انگلی رکھی تھی۔

میں کہتا ہوں: ان کے چچا کا نام سنان بن سہ ہے، جس کا ذکر در اور دی وغیرہ کی روایت میں صراحت سے ہے۔ یہ روایت اسی سند سے خلیفہ نے روایت کی ہے جس میں ہے: میں نے حجة الوداع میں شرکت کی، میں اپنے والد کے پیچھے سواری پر سوار تھا۔

۱۶۷۰ حرملہ بن مریطہ تمیمی

طبری نے ذکر کیا کہ وہ بصرہ میں عتبہ بن غزو ان کے ساتھ تھے۔ تو انہوں نے ۱۷ھ میں انہیں اہل فارس سے جنگ کرنے کے لیے ميسان بھیج دیا وہ صحابی بھی ہیں۔ اور نبی ﷺ کی طرف ہجرت کا شرف بھی حاصل ہے۔ عتبہ نے ان کے ساتھ سلمی بن

اسد الغابۃ (۱۱۳۹) تاریخ طبری (۴۹۴/۲) اسد الغابۃ (۱۱۳۰) استیعاب (۵۱۸)
الجرح والتعديل (۲۷۳/۳) تجرید (۳۷) اسد الغابۃ (۱۱۳۱) استیعاب (۵۲۰)
المعجم الكبير (۳۴۷۳/۴) (۳۴۷۴/۴) اسد الغابۃ (۱۱۳۳) تاریخ الامم والملوک (۴۹۴/۲)

قین جو مہاجر صحابی ہیں۔ دونوں حضرات تمیم و رباب کی چار ہزار نفریں تھیں۔

میں کہتا ہوں: حرمہ بن سلمیٰ کے بارے میں قریب ہی اس سے ملتا جلتا تذکرہ گزرا ہے، احتمال ہے کہ دونوں ایک ہوں۔

۱۶۴۱ (ز) حرمہ بن معن ہذلی

معن بن حرمہ میں ذکر ہوگا۔

۱۶۴۲ حرمہ بن نعمان

ابن قانع نے ان کا ذکر کر کے محمد بن سوقة، میمون بن ابی شیبہ بحوالہ حرمہ بن نعمان روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اولاد والی محبت کرنے والی عورت اللہ تعالیٰ کے ہاں پانچ عورت سے زیادہ بہتر ہے، میں تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔“ * دارقطنی نے ان کا ذکر کیا اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۴۳ حرمہ بن ہوذہ

بن خالد العامری۔ عداء بن خالد کے چچا، ابن شاہین نے محمد بن یزید سے بحوالہ ان کے رجال نقل کیا ہے کہ انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ حرمہ بن خالد میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: خالد اور حرمہ، ہوذہ بن خالد بن ربیعہ بن عمرو کے بیٹے ہیں جو دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے خزاعہ کی طرف ایک خط لکھوایا جس میں انہیں ان دونوں کے اسلام کی خوشخبری دی۔

۱۶۴۴ حرمہ بن ولید

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم، مخزومی، سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: ابو حسین رازی نے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن صالح ذکر کیا ہے کہ دمشق میں دیر البقر کے پاس دو عبادت خانے ہیں، ان میں سے ایک خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جو انہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے نامزد کر دیا تھا۔ دوسرا ان کے بھائی حرمہ بن ولید کا ہے جو گاؤں کی قریبی زمین غوطہ میں عبادت خانہ حرمہ کے نام سے مشہور ہے جس کے متعلق ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کر کے اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

۱۶۴۵ حرمہ مدلجی * ابو عبد اللہ

ابن سعد * کا قول ہے وہ ینج فروش ہوئے، نبی ﷺ سے حدیث سنی ان سے اس کی روایت کی جاتی ہے۔ لوگوں کا کہنا

* ابوداؤد کتاب النکاح باب النہی عن تزویج من یلد من النساء (۲۰۵۰)

نسائی کتاب النکاح باب کراہیۃ تزویج العقیم (۳۲۲۷) المعجم الكبير (۲۲۹/۱۰)

الصحيح لابن حبان (۱۸۵۸) تهذيب تاريخ دمشق (۲۹۳/۴)

* اسد الغابۃ (۱۱۳۲) استيعاب (۵۱۹) تجريد (۱۲۷/۱) * الطبقات الكبرى (۸۸/۳)

ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں کئی اسفار کیے۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن حرمہ کے سوانح میں بھی ان کا ذکر آئے گا۔ نیز ان کے پوتے خالد بن عبداللہ بن حرمہ کا تذکرہ آئے گا۔

(ن) حَرَمی بن عمرو واقفی ان شاء اللہ تعالیٰ ہر می ہاء میں تذکرہ ہوگا۔

(ن) حُرِیث بن ابی حُرِیث وہ ابن عمرو ہیں، ان کا تذکرہ آگے آئے گا۔

۱۶۷۸ **حریث بن حسان بکری** وہی حارث جن کا تذکرہ ہو گیا ہے۔

حریث بن زید ۱۶۷۹

بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن زید بن حارث خزرجی موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شرکاء بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: یہ ان عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ کے بھائی ہیں جنہیں خواب میں اذان کی تعلیم دکھائی دی۔ محمد بن زید نے بحوالہ اپنے رجال لکھا ہے بدر و احد میں شریک ہوئے۔ ابو عمر [ؒ] لکھتے ہیں: سب کا اتفاق ہے کہ وہ احد میں شریک ہوئے تھے۔ ابو عمر نے عبد ربہ کو ثعلبہ سے مقدم ذکر کیا باوجودیکہ وہ ان عبد اللہ کے بھائی ہیں جنہیں اذان کا خواب دکھائی دیا۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

❁ **حریث بن زید** ۱۶۸۰

الخیل بن مہلہ الطائی۔ دارقطنی فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ہشام بن کلبی بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: زید الخیل کے دو بیٹے تھے: مُکَنِّف اور حُرَیث، دونوں مسلمان اور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ فتنہ ارتداد کے خلاف جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ واقدی نے اپنی اسناد سے لکھا ہے یہی حُرَیث بن زید الخیل ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے قاصد بنا کر زربہ کے علاقہ نجبہ اور اہل ایلہ کی طرف بھیجا تھا۔ بقول مرزبانی: مُخَضَّر می ہیں نبی ﷺ کا ساتھ نصیب ہوا اور مرتدوں سے جنگ میں شریک ہوئے، انہی کے یہ اشعار ہیں: میں حریت ہوں، جو زید الخیل کا بیٹا ہے، نہ جھکنے والا اور نہ کمزور دل ہوں۔ واقدی نے فتنہ ارتداد میں ان کے یہ اشعار پڑھے ہیں: خبردار! بنی اسد کے پورے قبیلے اور مجھ سے پہلے غطفان کے اس قبیلہ کو یہ پیام پہنچا دو کہ طلحہ کذاب اللہ کا دشمن اور راہ سے برگشتہ ہو گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کا ایک قصہ بھی ہے جو اوس بن خالد طائی کے حالات میں گزر چکا ہے۔ بقول بعض عبید اللہ بن جحفی نے اس جنگ میں جو مصعب بن زبیر کی جانب سے ان کے درمیان تھی اس میں مبارزت (مقابلہ کے لئے میدان میں بلانے) کے دوران انہیں شہید کر دیا تھا۔

۱۶۸۱ حریت بن سلامہ *

بن سلامہ ابن قش بن زُعْبہ بن زَعُوراء بن عبد الاشہل انصاری اشہلی، ان سے محمود بن لبید روایت کرتے ہیں۔

❁ اسد الغایة (۱۱۳۶) استیعاب (۵۲۱) ❁ استیعاب (۳۹۸/۱)

❁ اسد الفاتة (١١٣٧) ❁ اسد الفاتة (١١٣٨) استيعاب (٥٢٤)

ابو عمر * نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۸۲ حرith بن عمرو *

بن عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، سعید اور عمرو کے والد، ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں ان کی حدیث جعفر بن عمرو بن حرith کے طریق سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے نقل کی ہے، فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانی کی تلاش میں نکلے۔ (حدیث) اور ابن ابی خيثمه، فطر بن خليفه کے طریق سے بحوالہ ان کے والد، عمرو بن حرith سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے میرے والد نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئے آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ (حدیث) اسے ابو داؤد نے مختصر روایت کیا ہے۔ مسدد نے اپنی مسند میں عطاء بن سائب کے طریق سے بحوالہ عمرو بن حرith وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھمبی من کی قسم ہے“ * ابن السکن کا قول ہے: شاید عبد الوارث سے اس میں غلطی ہوئی ہے۔ ادھر دارقطنی ”افراذ“ میں لکھتے ہیں: اس میں عبد الوارث مفرد ہے۔ حرith کے متعلق صحابی ہونے اور روایت کرنے کا کچھ علم نہیں، اس روایت کو تو عمرو بن حرith نے سعید بن زید سے نقل کیا ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: حدیث سعید ہی درست ہے۔ میں کہتا ہوں: پہلی اور دوسری حدیث کی بنا پر ان کے صحابی ہونے پر اعتماد ہے۔

۱۶۸۳ حرith بن عوف

ان کے بھائی جمرہ کے حالات میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۶۸۴ (ن) حرith بن غانم شیبانی

طبری نے ان کا ذکر کیا اور ان کی ایسی حدیث نقل کی جو پہلی شخصیت حرith بن حسان کی حدیث کے عین مشابہ ہے اس واسطے احتمال ہے کہ دونوں ایک ہوں۔

۱۶۸۵ (ن) حرith بن یاسر عیسیٰ

عمار بن یاسر کے بھائی۔ طبری اور ابو بکر بن درید نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ”جمہرہ“ میں ابن کلبی لکھتے ہیں: مکہ کے بنی دکل نے انہیں قتل کیا تھا۔

۱۶۸۶ (ن) حرith اسدی

ابن فتحون بحوالہ واقدی لکھتے ہیں کہ یہ ۹ھ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔

* اسد الغابۃ (۱۱۳۸) استیعاب (۵۲۴)

* اسد الغابۃ (۱۱۴۱)

* مسلم کتاب الاشربة باب فضل الکماۃ و مداواة العين بها (۱۵۷) مسند احمد (۱/۸۷)

المعجم الكبير (۳/۳۴۷) السنن الكبرى (۹/۲۴۵)

۱۶۸۷ (ز) حریت عذری

ابن عساکر فرماتے ہیں: صحابی ہیں اور بطریق واقدی روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب حضرت اسامہ بن زید خلافت صدیقی میں وادی قرئی میں فروکش ہوئے تو بنی عذرہ سے ایک جاسوس حریت نامی روانہ کیا، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اور ابن قانع بطریق ابن بسطاس بحوالہ اپنے والد، عمرو بن حریت عذری سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ وفد کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس گئے آپ ﷺ سے میں نے سنا آپ فرما رہے تھے: "سائمه بکریوں پر زکوٰۃ ہے۔" (حدیث)

تاریخ میں امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مسلم بن ابراہیم، وہب، اسماعیل یعنی ابن امیہ ان کے سلسلہ سند میں ابو عمرو بن حریت سے وہ اپنے دادا حریت سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ابن عیینہ وغیرہ ان کے برخلاف روایت کرتے ہیں۔ وہ اسماعیل، ابو عمر، بحوالہ ان کے دادا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو صحیح سند ہے۔

میں کہتا ہوں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے صحابہ عنوان کے علاوہ کوئی شخص ہیں میں نے ان کا ذکر اس لئے کیا ہے تاکہ انہیں ایک نہ سمجھ لیا جائے۔

۱۶۸۸ حریت ابوسلمی داعی

کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۸۹ حریز

بن شریل کنڈی۔ ان کے متعلق اختلاف ہے، ابن مندہ لکھتے ہیں: ولید بن مسلم، عمرو بن قیس سکونی، حریز بن شریل ان کے سلسلہ سند میں ایک صاحب سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے، ابو زرعہ دمشقی کا قول ہے: یہی زیادہ صحیح سلسلہ سند ہے۔ ابن ماکولا فرماتے ہیں: وہ جنگ خازر میں ۶۶ھ میں قتل ہوئے۔

۱۶۹۰ حریز

یا ابو حریز۔ کسی قبیلہ کی جانب منسوب نہیں۔ عبدالغنی بن سعید نے حاء بے نقط سے جبکہ ابن مندہ نے جیم سے ذکر کر کے ابوسعید رازی کا حوالہ دیا ہے۔ طبرانی نے اس میں دونوں صورتیں لکھی ہیں۔ بغوی اور طبرانی نے قیس بن ربیع کے طریق سے بحوالہ عثمان بن مغیرہ، ابویلی کنڈی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے اس گھر والے حریز یا ابو حریز نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا، آپ خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے پاؤں پر رکھ دیا۔ آپ کے پاؤں دھرنے کی جگہ جلد والا اون تھا۔ بغوی اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسے کنیتوں میں درج کیا ہے اور ابن مندہ نے حرف جیم سے کنیتوں میں لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ روایت ثابت نہیں۔

تہذیب تاریخ دمشق (۱۱۵/۴) تہذیب تاریخ دمشق (۷۱/۱) اسد الغابہ (۱۱۴۳)

الاکمال (۵۸/۲) اسد الغابہ (۱۱۴۴) استیعاب (۵۸۰) المعجم الکبیر (۳۵۷۸/۶)

سابقہ نام کے وزن پر البتہ اس کے آخر میں شین ہے عبدان اور خطیب نے ”موتلف“ میں ابو بکر بن عیاش کے طریق سے بحوالہ حبیب بن خذّره، حریش سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں اس وقت والد کے ساتھ تھا جب نبی ﷺ نے ماعز رضی اللہ عنہ کو سنگسار کیا۔ جب انہیں پتھر لگنا شروع ہوئے تو مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگایا آپ کا پسینہ خوشبو کی طرح مجھ پر بہہ پڑا تھا۔

۱۶۹۲ (ز) حریش تمیمی عنبری

ان کی حدیث ابوالشیخ اور عمر بن شبہ دونوں نے ملقام بن تلب کے طریق سے کتاب النکاح میں روایت کی ہے، تلب نے ان سے بیان کیا کہ جب بلعنبر کے قیدی لائے گئے تو ان میں ایک خوبرو عورت تھی۔ آپ ﷺ نے اسے شادی کی پیشکش کی لیکن اس نے ٹھکرا دی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا خاوند سیاہ فام ٹھگنے قد والا بھی آ گیا جس کا نام حریش تھا، پھر حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے مسلمانوں نے اس پر لعن طعن کرنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ وہ اس کا چچا زاد اور اس سے پاکیزہ محبت کرنے والا ہے۔ اس عورت کا نام نعامہ تھا، محمد بن علی بن حمدان وراق نے اپنی روایت میں اس حدیث کو اسی سند سے بیان کرتے ہوئے بتایا ہے۔

۱۶۹۳ الحَرَب بن خضرامہ

ضعی ابوالہلالی۔ ابن شاہین نے سیف بن عمر کے طریق سے بحوالہ صعب بن ہلال ضعی انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حر بن خضرامہ جو بنی عبس کے حلیف تھے۔ بکریاں اور غلام لے کر مدینہ میں نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں کفن اور خوشبو عطا فرمائی۔ کچھ ہی دنوں بعد وہ فوت ہو گئے ان کے ورثاء آئے، انہیں بکریاں دیں اور آپ ﷺ نے غلاموں کو مدینہ میں فروخت کر کے انہیں ان کی مالیت دینے کا حکم دیا۔ ابوموسیٰ مدائنی فرماتے ہیں: دارقطنی سے بحوالہ ابن شاہین کے شیخ سے مروی ہے ان کے متعلق فرمایا: حارث بن خضرامہ۔ واللہ اعلم

۱۶۹۴ (ز) الحَرَب بن قیس

بن حصن ابن حذیفہ بن بدر الفزازی عیینہ بن حصن کے بھتیجے۔ ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور ابن شاہین نے ابن ابی ذئب سے بحوالہ عبد اللہ بن محمد بن عمر بن حاطب، ابو وجزہ سلمیٰ سے روایت کی ہے، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے لوٹے تو آپ ﷺ کے پاس بنی فزارہ کے دس (۱۰) سے زائد افراد پر مشتمل ایک وفد آیا۔ ان میں خارجہ بن حصن حارث بن قیس، عیینہ بن حصن کے بھتیجے جو سب سے کم عمر تھے شامل تھے۔ پھر حدیث ذکر کی۔

امام بخاری بطریق زہری، عبید اللہ بن عبد اللہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، فرمایا: عیینہ بن حصن آئے تو

اسد الغابۃ (۱۱۴۵) جامع المسانید (۴۵۴/۳) الاکمال (۱۲۸/۳) اسد الغابۃ (۱۱۱۷)

اسد الغابۃ (۱۱۱۸) استیعاب (۵۸۶) اسد الغابۃ (۴۴۵/۱)

بخاری کتاب العلم باب ما ذکر فی ذہاب موسیٰ علیہ السلام (۷۴) (۱۲۲)

اپنے بھتیجے ح بن قیس کے پاس ٹھہرے، وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روانہ فرمایا تھا۔ (حدیث) شیخین * نے اسی سند سے یہ روایت نقل کر کے کہا: ابن عباس اور ح بن قیس کا موسیٰ علیہ السلام سے ملنے والی شخصیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا، ان کے پاس سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ گزرے۔ (حدیث) امام مالک نے عتیبہ میں فرمایا: عیینہ بن حصن مدینہ آئے تو اپنے نابینے بھتیجے کے ہاں فروکش ہوئے تو وہ رات کے وقت نماز پڑھنے لگے۔ صبح ہوئی تو مسجد چلے گئے۔ اس پر عیینہ نے کہا: ”میں نے قریش سے بڑھ کر کوئی قوم زیادہ مرتبے والی نہیں دیکھی، میرا بھتیجا چالیس میرے پاس رہا، میری بات نہیں مانتا تھا۔“ *

باب حاء جس کے بعد زاء ہے

۱۶۹۵ حزابہ *

ابن نعیم بن عمرو بن مالک بن ضبیہ ضبابی۔ بقول ابو عمر: * تبوک کے سال اسلام لائے۔ اسحاق رطبی نے ”کتاب الافراد“ میں لکھا ہے: شام کی دیہاتی احادیث سے بطریق معروف بن طریف وہ اپنے والد وہ اپنے دادا حزابہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ ”دار العرب میں سوائے کھڑے کھجور کے درخت، بہتے چشمے اور آباد کنوئیں کے کسی کو کسی کے خلاف جگہ کی حد بندی کرنا جائز نہیں۔“ ابن مندہ بطریق نعیم بن طریف بن معروف بن عمرو بن حزابہ وہ اپنے والد سے وہ معروف سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا حزابہ روایت کرتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تبوک میں ایک جماعت کے ساتھ آیا، آپ پڑاؤ کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے نگران (ناظم) مقرر کرو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو دین زکوٰۃ دینے سے ہی (قائم رہتا) ہے۔“ * اس پر ابو یزید لقیطی نے کہا: یا رسول اللہ! کس کس کی زکوٰۃ؟ آپ نے فرمایا: ”سواری کے جانوروں اور اموال کی زکوٰۃ۔“ اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۱۶۹۶ (ز) حزابہ سلمی ابوقطن

یحییٰ بن سعید اموی نے مغازی میں بنی سلیم کے وفد میں ان کا ذکر اور عباس بن مرداس کے اشعار کا ذکر کیا ہے، ان کا ذکر اس جماعت میں کیا ہے جو حنین * کے دن آنے والوں کے بارے میں انہوں نے کہے: ”اس وفد جیسا کوئی وفد نہیں جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی رسی سے رسی باندھ دی ہے جو ٹوٹنے والی نہیں۔ ایک وفد جس میں ابوقطن حزابہ ہے اور ابن غیوث، واسع اور مقفع ہیں۔“

۱۶۹۷ (ز) حزام بن عوف *

از بنی جعل، محمد بن عبید اللہ بن ربیع حیزی نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن عفیر سے مروی

* بخاری کتاب العلم باب سابق حدیث (۶۶۷۳) (۴۷۲۷) مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الخضر (۶۱۱۸)

* بخاری کتاب الاحارۃ (۲۲۶۷) مسلم کتاب الفضائل فضائل الخضر (۶۱۱۳)

* اسد الغابۃ (۱۱۴۷) استیعاب (۵۸۱) * کنز العمال (۱۵۷۸۷) * کنز العمال (۱۵۷۸۷)

* السیرۃ النبویۃ (۹۷/۴) * اسد الغابۃ (۱۱۴۸)

ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ درخت تلے بیعت کی تھی۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”نہ صخر ہے اور نہ جعل تم سب اللہ کے بندے کے بیٹے ہو!“ ابن فتحون نے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۹۸ حزام (بے نسبت)

عبدان، ہارون بن سلمان مولیٰ عمرو بن حریش کے طریق سے بحوالہ حکیم بن حزام وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے ہمیشہ کے روزے کا مسئلہ پوچھا..... (حدیث) ابو موسیٰ لکھتے ہیں اسی طرح علی بن یزید صدائی نے روایت کی ہے جو غلط ہے جبکہ ابو نعیم وغیرہ نے ہارون، مسلم بن عبید اللہ، بحوالہ ان کے والد نقل کیا، فرمایا: میں نے پوچھا۔ جو درست ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کا احتمال ہے۔ ابن الاثیر انہیں حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد کے والد سمجھ بیٹھے اور استدراک میں ان کا عنوان قائم کر دیا جس کا ذہبی نے تعاقب کرتے لکھا ہے، فرمایا: اس شخص سے غلطی ہوئی ہے جس نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔

۱۶۹۹ (ز) حزام (بے نسبت)

قبیلہ بنت مخرمہ کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے جو ان کی والدہ ہیں میں نے ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔

۱۷۰۰ (ز) حزم

بن عبد عمرو غمی، بقول بغوی حزم بن عبد میرے گمان میں مدنی ہیں لیکن مجھے ان کے صحابی ہونے یا نہ ہونے کا علم نہیں؟ بغوی، طبرانی اور ابن شاہین نے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے بحوالہ ابوہل بن مالک، حزم بن عبد عمرو سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: خلیفہ کی بات سننا اور اسے ماننا لوگوں پر لازم ہے۔ (حدیث) ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۱۷۰۱ حزم بن عمرو واقفی

ابو معشر نے انہیں ان بے حدرونے والوں میں شمار کیا ہے جن کے متعلق یہ آیت: ”جب وہ جانے لگے تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ رہی تھیں“ (توبہ: ۹۲) نازل ہوئی، اسے ابو موسیٰ نے بحوالہ عبدان نقل کیا لیکن مجھے نہ ہی تجرید میں اور نہ ہی اس کی اصل میں اس کا سراغ ملا ہے۔

۱۷۰۲ حزم بن ابی کعب انصاری

ابوداؤد طیالسی نے موسیٰ بن اسمعیل سے بحوالہ طالب بن حبیب روایت کی ہے کہ میں نے عبد الرحمن بن جابر سے بحوالہ حزم بن ابی کعب کے بارے میں بیان کرتے سنا کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ اپنی قوم کی امامت کر رہے تھے۔ پھر

ابوداؤد کتاب الصیام (۲۴۳۲) ترمذی کتاب الصوم (۷۴۸) کنز العمال (۲۴۲۱۵) الترغیب والترہیب (۱۲۷/۲)
اسد الغابۃ (۱۱۵۰) الجرح والتعديل (۲۹۳/۳) الثقات (۱۸۷/۴) اسد الغابۃ (۱۱۵۱) استیعاب (۵۸۳)
ابوداؤد کتاب الصلاة (۷۹۰) جامع المسانید (۴۵۶/۳)

حدیث ذکر کی، جس میں ان کے لمبی نماز پڑھانے اور نبی ﷺ کا انہیں تخفیف کرنے کا ذکر ہے۔ اسی روایت کو بڑا کرنے طیا سی کے طریق سے بحوالہ طالب، ابن جابر انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، یہی زیادہ مناسب ہے۔ پرانے لوگوں میں سے سوائے ابن حبان کے * انہوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ کسی نے حزم بن کعب کا عنوان قائم نہیں کیا۔ پھر انہیں تابعین ثقات میں بھی ذکر کیا ہے شاید کوئی اور تابعی ہیں جن کے والد کا نام ان کے والد کے نام جیسا ہو۔ ورنہ قصہ سے ان کا صحابی ہونا ظاہر ہے۔ ابن مندہ وابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے ابن عبدالبر کا کلام ان کے متعلق ”حازم“ میں گزر چکا ہے۔

۱۷۰۳ حزن *

ابن ابی وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم۔ سعید بن المسیب کے دادا۔ امام بخاری * اور ابوداؤد * نے زہری کے طریق سے بحوالہ سعید بن المسیب وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ نے پوچھا: تمہارا نام؟ عرض کیا: حزن۔ آپ نے فرمایا: تم سہل ہو۔ (حدیث) حزن فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شریک ہوئے۔ ان کی اس روایت کے ماسوا جوان سے ان کا بیٹا کرتا ہے کوئی اور روایت مشہور نہیں۔ زبیر بن بکار نے ”مؤفقیات“ میں محمد بن اسحاق کے طریق سے لکھا ہے: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ پھر سقیفہ کا لمبا قصہ ذکر کیا، جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت ہونے کا ذکر ہے۔ اسی میں ہے: پھر حزن بن وہب اٹھے یہ وہی ہیں جن کا نام نبی کریم ﷺ نے سہل رکھا تھا۔ جب انہوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو اس کے متعلق اشعار کہے:

”قریش کے بہت سے مرد کھڑے ہوئے لیکن خالد کی طرح کوئی نہ اٹھا، اے خالد تمہارا اس (سقیفہ) میں کھڑے ہونا لوئی بن غالب کی عدم موجودگی کا احساس نہ دلایے جب پتھر پھینکے جا رہے ہیں۔ تمہیں ولید بن مغیرہ نے اپنی عزت کا لباس پہنایا ہے اور دو بوڑھوں نے تمہیں سروں کے پچھلے حصوں پر ضرب لگانا سکھائی ہے۔ تم مخزوم بن یقظہ کی ڈھال ہو، ایسا ہی اس میں تمہارا نام عزت والا اور عزت والے کے بیٹے کی طرح ہے۔“

۱۷۰۴ (ز) حزن

بقول ابن حبان: سہل بن سعد ساعدی کا نام حزن تھا، آپ نے ان کا نام سہل رکھ دیا تھا۔

باب حاء جس کے بعد سین ہے

۱۷۰۵ حسان بن اسعد حُجری

ابن یونس کا بیان ہے کہ صحابی ہیں اور فتح مصر میں شریک ہوئے تھے۔

* الثقات (۱۸۷/۴) * اسد الغابۃ (۱۱۵۲) استیعاب (۵۷۷) * بخاری کتاب الادب (۶۱۹۰) (۶۱۹۳)

* ابوداؤد کتاب الادب (۴۹۵۶)

بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری خزرجی ثم نجاری، شاعر رسول ﷺ، ان کی والدہ فریغہ بنت خالد بن حمیش بن لوزان وہ بھی خزرجیہ ہیں انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا تو مشرف باسلام ہوئیں اور بیعت سے سرفراز ہوئیں۔ بقول بعض وہ خالد کی بہن ہیں نہ کہ بیٹی۔ حضرت حسان کی کنیت زیادہ مشہور تو ابوالولید تھی لیکن ابوالمضرب، ابوالحسام اور ابو عبد الرحمن بھی تھی۔ نبی ﷺ سے کئی ایک احادیث روایت کی ہیں جبکہ ان سے روایت لینے والوں میں سعید بن المسیب، ابوسلم بن عبد الرحمن اور عروہ بن زبیر شامل ہیں۔ ابو عبیدہ لکھتے ہیں: حضرت حسان کو دوسرے شعراء کے مقابلہ میں تین وجوہات سے فضیلت حاصل ہے، جاہلیت میں وہ انصار کے شاعر تھے اور دور نبوت میں نبی ﷺ کے شاعر رہے اور جب سے مسلمان ہوئے پورے یمن کے شاعر بن گئے۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ کمزور دل انسان تھے۔

صحیحین میں سعید بن المسیب کے طریق سے مروی ہے، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو حضرت حسان مسجد میں اشعار سنارہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں گھورنے لگے، جس پر حضرت حسان کہنے لگے: میں اس وقت بھی اسی مسجد میں اشعار سناتا تھا جب اس میں تم سے بہترین شخصیت موجود تھیں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: ابو ہریرہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، بتاؤ تم نے نبی ﷺ کو یہ الفاظ فرماتے نہیں سنا: ”میری طرف سے جواب دو! اے اللہ! روح القدس سے اس کی امداد فرما“۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر حسان رضی اللہ عنہ سے ہوا تو وہ مسجد میں اشعار سنارہے تھے۔ فرمانے لگے: کیا تم مسجد نبوی میں بیٹھ کر اشعار سنارہے ہو؟ حضرت حسان نے جواباً کہا: میں اس وقت بھی اشعار سناتا تھا جب اس میں تم سے بہترین شخصیت ہوتی تھی۔

صحیحین میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حسان سے فرمایا: ”ان مشرکین کی ہجو کرو، جبرائیل تمہارے ساتھ ہے“۔ ابوداؤد فرماتے ہیں: لوئی، ابن ابی زناد، بحوالہ ان کے والد ہشام بن عروہ، ان کے سلسلہ سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے جس پر وہ کھڑے ہوتے اور ان لوگوں کی ہجو بیان کرتے جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”روح القدس حسان کے ساتھ ہے جب تک وہ اللہ کے رسول کا دفاع کرتا رہے گا“۔ مغازی میں ابن اسحاق نے روایت کی ہے، یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر وہ اپنے والد سے، فرمایا کہ صفیہ بنت عبد المطلب حسان بن ثابت والے قلعہ کی اونچائی پر تھیں، فرماتی ہیں: حسان بن ثابت ہمارے ساتھ تھے اس قلعہ میں بچے اور عورتیں بھی تھیں۔ وہاں سے ایک یہودی گزرا جو قلعہ کے پاس گشت کرنے لگا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسان سے کہا مجھے اس یہودی سے اطمینان نہیں کہ یہ ہمارے خفیہ ٹھکانے کا کسی کو بتا دے، اتر کر اسے موت کے گھاڑ اتار دو۔ حضرت حسان نے کہا:

اسد الغابۃ (۱۱۵۳) استیعاب (۵۲۵)

بخاری کتاب الصلاة (۴۵۳) (۳۲۱۲) کتاب الادب (۶۱۵۲) مسلم کتاب فضائل الصحابة (۶۳۳۴)

بخاری کتاب الادب (۶۱۵۳) مسلم فضائل الصحابة (۱۵۳)

ابوداؤد کتاب الادب باب ما جاء فی الشعر (۵۰۱۵)

عبدال مطلب کی بیٹی! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے تمہیں معلوم ہے کہ یہ میرے بس کا کام نہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ان کی یہ بات سن کر میں نے ایک کھونٹا لیا اور قلعہ سے اتر کر اس یہودی کا کام تمام کر دیا۔ دوبارہ انہوں نے حضرت حسان سے کہا: اس کے کپڑے اور ہتھیار اتار لو تو وہ بولے: مجھے اس کے سلب و سامان کی ضرورت نہیں۔

بقول خلیفہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا انتقال ۴۰ھ سے پہلے ہوا، ایک قول چالیس کا ایک پچاس ایک ۵۴ھ کا ہے۔ یہ ابن ہشام کا قول ہے جو ان سے ابن البرقی نے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال یا اس کے لگ بھگ ہوگی۔ ابن اسحاق* کا بیان ہے: جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حسان کی عمر ساٹھ سال تھی۔

میں کہتا ہوں: شاید یہ اس قول کی بنا پر ہو جو کسی نے اختیار کیا ہے کہ ان کا انتقال چالیس ہجری میں ہوا اور سو سے کم عمر تک پہنچے ہوں یا پچاس میں ایک سو دس سال کی عمر میں، یا چون ہجری میں ایک سو چودہ سال کی عمر میں۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے جس پر ابن ابی خیثمہ نے بحوالہ مدائنی اعتماد کیا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ساٹھ سال جاہلیت کے دور میں اور ساٹھ سال حالت اسلام میں گزارے، یوں مجموعی طور پر ایک سو بیس سال کا عرصہ زندہ رہے۔

۱۷۰۷ حسان بن جابر*

بقول بعض ابن ابی جابر سلمی، ابن السکن فرماتے ہیں: اس کی سند میں تا مل ہے۔ یہ مشہور نہیں ہیں۔ انہوں نے اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابن ابی عاصم* نے ”الآحاد“ میں سعید بن ابراہیم بن ابی العطف کے طریق سے روایت کی ہے، فرمایا: ہمیں ابو یوسف نے بیان کیا، انہوں نے دور نبوی پایا تھا، فرماتے ہیں ہم اصخر میں تھے، ہمارے پاس ایک صحابی رسول ﷺ تشریف لائے جنہیں حسان بن ابی جابر سلمی کہا جاتا تھا۔ میں نے ان سے سنا، فرماتے تھے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف کر رہے تھے آپ نے مڑ کر جو دیکھا تو کچھ لوگوں نے زرد خضاب داڑھیوں پہ لگا رکھا تھا اور کچھ لوگوں نے سرخ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سرخ اور زرد رنگ لگانے والوں کو خوش آمدید“۔

۱۷۰۸ حسان بن خوط*

بن مسعر بن عتو بن مالک بن اعور بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر شیبانی یہ ابن کلبی کا بیان کردہ نسب ہے۔ فرماتے ہیں وہ اپنی قوم کے صاحب شرافت انسان تھے اور بکر بن وائل کی طرف سے نبی ﷺ کی خدمت میں قاصد بن کر آئے تھے۔ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل میں اپنے دونوں بیٹوں حارث و بشر اور بھائی بشر بن خوط اور دیگر رشتہ داروں سمیت شرکت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا حسین بن محمد و ج بن بشر بن خوط کے پاس تھا وہ قتل ہوئے تو ان کے بھائی حذیفہ نے لے لیا وہ قتل ہوئے تو ان کے چچا اسود بن بشر بن خوط نے سنبھال لیا وہ قتل ہوئے تو عنبس بن حارث بن حسان بن خوط نے جا پکڑا وہ قتل ہوئے تو وہیب بن عمرو بن خوط نے لے لیا وہ قتل ہوئے تو بشر بن حسان نے کہا: میں حسان بن خوط کا بیٹا ہوں جو

* السيرة النبوية (۱۸۰/۳) * اسد الغابة (۱۱۵۴) استيعاب (۵۲۶)

* الاحاد والمثاني (۱۶/۳) * اسد الغابة (۱۱۵۶) استيعاب (۵۲۷)

پورے بکر قبیلہ کی جانب سے نبی ﷺ کی خدمت میں قاصد بنا تھا۔ * عمر بن شبہ نے ”وقعة الجمل“ میں قتادہ کے طریق سے ایک روایت نقل کی ہے کہ بکر بن وائل کا جھنڈا بنی ذہل میں حارث بن حسان کے پاس تھا وہ قتل ہوئے ان کے ساتھ ان کا بیٹا اور پانچ بھائی بھی قتل ہوئے۔ حارث کہتے تھے: ”میں رئیس حارث بن حسان ہوں جو آل ذہل اور آل شیبان کا سردار ہے۔“ *

۱۷۰۹ (ز) حسان بن دحداح / دحداحہ

میرے گمان کے مطابق یہ ابن دحداح ہیں جن کا تذکرہ مبہمات میں آئے گا اور ان کی وفات نبی ﷺ کی حیات میں ہوئی تھی۔

۱۷۸۱۰ حسان بن شداد *

بن شہاب بن زہیر بقول بعض اس کے برعکس ہے۔ ابن ربیعہ بن ابی سود تمیمی، ثم طہوی۔ طبرانی * اور ابن قانع وغیرہ نے بطریق یعقوب بن عصفیہ ابن عفاص ابن حسان بن شداد روایت کی ہے، فرمایا: مجھے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا حسان کے حوالہ سے بیان کیا کہ ان کی والدہ انہیں نبی ﷺ کے پاس لے گئیں۔ کہنے لگیں: یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس اپنا یہ بیٹا اس لیے لائی ہوں تاکہ آپ اس کے لئے برکت کی دعا کریں۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا باقی ماندہ پانی ان کے چہرے پر مل کر فرمایا: ”اللہ! اس بچہ کو اس عورت کے حق میں برکت والا بنادے۔“ اسے ابن مندہ نے بطریق یعقوب نقل کیا۔ تو اسناد میں ایک اور شخص کا اضافہ کیا جو ہشیل ہے جسے عفاص اور حسان کے درمیان شامل کر دیا۔ ان کے ہاں عفاص سین کے بجائے صا د سے لکھا ہے۔ علائی ”الوشی المعلم“ میں لکھتے ہیں: اس کی سند میں ایک اعرابی ہے جس کی روایت کا کسی تاریخی کتاب میں ذکر نہیں ہے۔

۱۸۱۱ حسان بن قیس

بن ابوسود، تمیمی کنیت ابوسود تھی، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۸۱۲ حسان بن یزید عبدی

ثم الحاربی۔ ابو عبیدہ نے وفد عبد القیس کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں عباد بن نوفل بن خراش، ان کے بیٹے عبد الرحمن اور عبد الحکیم دونوں حبان کے بیٹے ہیں۔ عبد الرحمن بن ارقم، فضالہ بن سعد، حسان بن یزید، عبد اللہ اور عبد الرحمن فرزند ان ہمام، اور حکیم بن عامر شامل تھے۔ یہ لوگ عبد القیس کے سردار معزز اور شہسوار افراد تھے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۷۱۳ حسان الاسلمی

طبری نے ان کا ذکر کیا کہ وہ اور خالد بن یسار غفاری نبی ﷺ کی سواری چلاتے تھے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں

* اسد الغابۃ (۱۰/۲) * الکامل لابن الاثیر (۱۲۹/۳)

* اسد الغابۃ (۱۱۵۸) * المعجم الکبیر (۳۵۹۶/۶)

ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۱۳ حسان بن

نصیبین کے جنات میں سے ایک، ارقم کے حالات میں تذکرہ گزرا ہے۔

۱۴۱۵ حسحاس

ابن بکر بن عوف بن عدی بن عمرو بن مازن ازدی۔ ابن ماکولا * نے ان کا نسب بیان کر کے لکھا ہے: صحابی ہیں۔ ان کے فرزند ابوالفیض بن حسحاس بن بکر بن حسحاس بن بکر ہیں۔ ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ جو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے متعلق ہے۔ ابو عمر * فرماتے ہیں: ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر حاء بے نقطى میں جبکہ دیگر حضرات نے خاء میں کیا ہے۔ اس صورت میں وہ غبری ہوئے۔ اور اس طرف اشارہ کر دیا کہ خاء میں ان کا تذکرہ وہم پر مبنی ہے، کیونکہ یہ ان کی حدیث نہیں۔

میں کہتا ہوں: عبدان نے نقطے والی خاء میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے۔ ابن ماکولا نے ان کی تحقیق کی ہے، ابو موسیٰ نے عجیب کام کیا کہ ان حسحاس ازدی اور دوسرے حسحاس بے نسبت میں فرق کر کے دوسرے سوانح میں بقیہ کے طریق سے بحوالہ یونس بن زہران، حسحاس سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”جو پانچ کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوگا جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا جائے گا وہ کلمات یہ ہیں: سبحان اللہ والحمد للہ“۔ (حدیث) * درست یہ ہے کہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔ سو اس حدیث کے راوی وہی ہیں جن کا ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد ذکر کیا ہے، تعجب کی بات ہے کہ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر ابن ابی حاتم کے طریق سے ان کی سند سے جو بقیہ تک ہے کیا ہے۔ لہذا ظاہر ہوا دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔ باوردی نے خاء بے نقطى کے اخیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور حدیث یونس بن زہران کے طریق سے بیان کی ہے۔

۱۴۱۶ حسحاس بن قُمیل

بن عائد الحنظلی، ابواسحاق بن ثابت نے تاریخ ہرات میں ان کا ذکر کیا اور بطریق حسان بن قتیبہ بن حسحاس بن عیسیٰ بن حسحاس ان کی ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے دو ٹھکانے ہیں، ایک ٹھکانہ جنت میں دوسرا جہنم میں“۔ * (حدیث) اس کی سند کے رجال مجہول ہیں اور یہ خالد بن ہیاچ متروک راوی کی روایت ہے۔

۱۴۱۷ (ز) حسکۃ حنظلی

سیف فرماتے ہیں: خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے حیرہ کے بعض نواحی علاقوں کے گورنر تھے۔

* اسد الغابۃ (۱۱۶۲) استیعاب (۶۰۷) تجرید (۱۲/۱) * الاکمال (۲۵۰/۱) * الجرح والتعديل (۳۱۳/۳) * استیعاب (۴۶۰/۱) * کنز العمال (۳۹۴۰۴) * الجرح والتعديل (۳۳۷/۳) * کنز العمال (۳۹۴۰۴)

میں کہتا ہوں: یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ اس وقت صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۱۴۱۸ (ز) حسل

ابن جابر عیسیٰ حضرت حذیفہ کے والد، حسل میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۱۹ حسل بن خارجہ اشجعی

ان کا بھی حسل تصغیر میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۲۰ (ز) حسل

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ عیشمی کا نام ہے جو ابن حبان نے لیا ہے۔ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۲۱ حسن بن علی

بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف الہاشمی، نواسہ رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ کے پھول امیر المومنین ابو محمد ہجرت کے تیسرے سال رمضان کے وسط میں ولادت ہوئی۔ یہ ابن سعد اور ابن البرقی وغیرہ کئی ایک کا قول ہے۔ بقول بعض شعبان میں ایک قول ہے، ہجرت کے چوتھے سال ایک قول ہے، پانچویں سال پہلا ثابت ہے۔ آپ ﷺ سے جو احادیث روایت ہیں انہیں یاد ہیں۔ ان میں سے سنن اربعہ کی ایک حدیث ہے، فرمایا: ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے وتر میں پڑھے جانے والے کلمات سکھائے۔“ (حدیث) ایک روایت ابوالخوراء سے مروی ہے، فرمایا: میں نے حضرت حسن سے پوچھا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کون سی بات یاد ہے؟ فرمایا: ”ایک دفعہ میں نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی تو آپ ﷺ نے اسے لعنت سمیت نکال لیا۔“ اسی قصہ کو اصحاب الصحیح نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد، اپنے بھائی حسین اور اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ اُن سے اُن کا بیٹا، حسن، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ان کے بھتیجے علی بن حسین اور ان کے دونوں بیٹے عبداللہ اور باقر، عکرمہ، ابن سیرین، جبیر بن نفیر، ابو حوراء (جن کا نام ربیعہ بن شیبان ہے) ابو مجلز، ہبیرہ بن یریم بروزن عظیم اور سفیان بن اللیل وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حدیث اسامہ بن زید سے روایت کی ہے، فرمایا: میں رات رسول اللہ ﷺ کے ہاں کسی کام سے آیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دونوں میرے بیٹے ہیں، میری بیٹی کے لخت جگر ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں آپ بھی ان سے“

اسد الغابۃ (۱۱۶۵) استیعاب (۵۷۳) اسد الغابۃ (۱۳/۱)

ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی صلاة القنوت فی الوتر (۴۶۴)

مسند احمد (۲۰۰/۱) المعجم الكبير (۲۷۱۱/۳) المصنف لعبد الرزاق (۴۹۸۴)

ترمذی کتاب المناقب (۳۷۶۸)

محبت رکھیں اور جو ان سے محبت رکھے اسے بھی محبوب رکھیں۔ اسماعیل بن ابی خالد کے طریق سے مروی ہے فرمایا: میں نے ابو جحیفہ سے سنا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے مشابہ تھے۔“ ترمذی * میں حدیث بریدہ سے مروی ہے، فرمایا: نبی ﷺ خطاب فرما رہے تھے اتنے میں حسنین سرخ قمیص پہنے گرتے پڑتے چلے آ رہے تھے۔ آپ ﷺ منبر سے اترے اور ان دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے لے گئے۔ (حدیث) زہری کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: ”حسن رضی اللہ عنہ * سے زیادہ نبی ﷺ کے مشابہ کوئی نہیں تھا۔“ اور معمر کی ان سے روایت میں ہے چہرے میں مشابہت تھی۔ بخاری میں اسامہ سے مروی ہے: نبی ﷺ مجھے اور حسن بن علی کو بٹھا کر فرماتے: ”اے اللہ! مجھے ان دونوں سے محبت ہے آپ بھی ان سے محبت فرمائیے۔“ *

بخاری میں ابن ابی ملیکہ، بحوالہ عقبہ بن حارث مروی ہے، فرمایا: ہمیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی، باہر نکلے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو کھیلنے دیکھا تو انہیں اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمانے لگے: ”میرے والد قربان ہوں، تو نبی ﷺ کے مشابہ ہے علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ مسند میں زمعہ بن صالح کے طریق سے بحوالہ ابن ابی ملیکہ مروی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حسن رضی اللہ عنہ سے لاڈ پیار کرتے وقت اسی طرح کہتی تھیں۔ زبیر بحوالہ اپنے چچا روایت کرتے ہیں کہ میں نے یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ ہم لوگ اس بات کا تذکرہ کر رہے تھے کہ نبی ﷺ کے گھرانے سے ان کا زیادہ مشابہ کون ہے؟ اتنے میں ہمارے پاس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ آ گئے، فرمانے لگے: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ نبی ﷺ کے زیادہ مشابہ اور انہیں زیادہ کون محبوب تھا۔ وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما تھے۔ میں دیکھتا کہ وہ آتے اور نبی ﷺ سجدے میں ہوتے تو گردن پر سوار ہو جاتے یا پیٹھ پر (راوی کو شک ہے)۔ آپ ﷺ انہیں نہ اتارتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اتر جاتے۔ میں دیکھتا کہ وہ آتے اور نبی ﷺ رکوع میں ہوتے تو آپ ﷺ ٹانگیں کشادہ کر لیتے تاکہ وہ دوسری جانب سے نکل جائیں (جیسے عموماً بچے کرتے ہیں)۔ ابن سعد نے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ جو یزید بن ابی زیاد کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بھی مولیٰ زبیر مروی ہے۔ طبرانی * فرماتے ہیں: عبداللہ، قتیبہ، حاتم بن اسماعیل معاویہ ابن ابی مرزوقہ اپنے والد سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا، آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حسن یا حسین کو اٹھایا ہوا تھا، ان کے قدم آپ ﷺ کے قدموں پر تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: حُزْقَةُ حُزْقَةٍ تَرُقُ عَيْنَ بَقَّةٍ (پستہ قد! پستہ قد! مچھر کی نظر کا دم کر دے)۔ یوں بچے کو نظر بد کا دم کرتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے قدم رسول اللہ ﷺ کے سینہ پر رکھ دیتے۔ پھر آپ ﷺ فرماتے: کھولو! پھر انہیں چومتے پھر فرماتے: ”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت کیجئے!“

اسی روایت کا مفہوم خیشمہ نے ابراہیم بن ابی عنینس سے بحوالہ جعفر بن عون، معاویہ سے نقل کیا ہے۔ اور امام احمد * کے ہاں زہیر بن اقر کے طریق سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن خطاب کر رہے تھے کہ ازد کا ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ ﷺ نے انہیں اپنی کوکھ پر اٹھا کر فرمایا: ”جسے مجھ سے محبت ہے وہ اس

* بخاری کتاب المناقب (۳۵۴۳) مسلم کتاب الفضائل (۶۰۳۴) ترمذی (۳۷۷۷) ترمذی (۳۷۷۴)

* ترمذی (۳۷۷۴) * المصنف لعبد الرزاق (۲۰۹۸۴) * المعجم الكبير (۳۹/۳) السنن الكبرى (۲۳۳/۱۰)

* المعجم الكبير (۴۳/۳) * مسند احمد (۳۶۶/۵)

سے محبت رکھے! حاضر غائب تک پہنچا دے۔ اور عبدالرحمن بن مسعود کے طریق سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ کے ساتھ حسنین بھی ایک اس کندھے پہ دوسرا اس کندھے پہ، آپ ﷺ کے چومتے اور کبھی اسے چومتے یہاں تک کہ ہمارے قریب پہنچ گئے۔ فرمایا: ”جسے ان دونوں سے محبت ہوگی وہ مجھ سے بھی محبت کرے گا اور جسے ان دونوں سے بغض ہوگا اسے مجھ سے بھی بغض ہوگا۔“ ابو یعلیٰ کے ہاں عاصم کے طریق سے بحوالہ زر، عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب سجدے میں جاتے تو حسنین آپ ﷺ کی پشت پہ بیٹھ جاتے، لوگ انہیں منہ کرنے لگتے تو آپ ﷺ اشارہ سے روک دیتے کہ انہیں کھینے دو۔ جب نماز پڑھ لیتے تو انہیں گود لے لیتے، فرماتے: ”جسے مجھ سے محبت کا دم ہے وہ ان دونوں سے محبت رکھے۔“

سنن اور صحیح ابن خزيمة میں اس روایت کا شاید بحوالہ بریدہ موجود ہے اور معجم بغوی میں اسی سے ملتا جلتا مفہوم صحیح سند سے شداد بن الہادی سے مروی ہے۔ مسند میں حدیث ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی، فاطمہ اور حسنین تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے بچوں کو اپنی گود میں بٹھالیا، ایک بازو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھام کر سب پر منقش کالی چادر ڈال کر فرمانے لگے: ”اے اللہ! تیری طرف رجوع کرتے ہیں نہ کہ جہنم کی طرف۔“ اس روایت کے کئی طرق ہیں، بعض میں مطلق چادر ہے اس کی اصل مسلم میں ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے روایت ہے: ”حسن اور حسین نو جوان جنتیوں کے سردار ہیں۔“ اس کے بھی کئی طرق ہیں۔ اس باب میں حضرت علی، جابر، بریدہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بخاری میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر دیکھا آپ کے ساتھ حسن بن علی تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف پھر فرمانے لگے: ”میرا یہ بیٹا سردار ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروں میں صلح کرائے گا۔“ امام احمد فرماتے ہیں: ہاشم بن قاسم نے ہمیں بحوالہ مبارک بن فضالہ، حسن بن ابی حسن سے بحوالہ ابوبکرہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو وہ آپ ﷺ کی پشت پر چڑھ جاتے۔ ایسا کئی بار کیا۔ لوگ آپ ﷺ سے عرض کرنے لگے آپ اس بچہ سے وہ رعایت کرتے ہیں جو کسی سے نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ فرماتے ہیں: جب وہ والی مقرر ہوئے تو اپنی خلافت میں کسی کا خون نہیں کیا۔

اسماعیل خطمی بطریق حماد بن زید، علی بن زید اور ہشام سے بحوالہ حسن اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف دیکھا کہ وہ پہاڑوں کی طرح لوہے (تلوار، نیزے، برچھوں اور تیروں) سے لیس ہیں۔ فرمایا: کیا میں انہیں دنیا کی بادشاہت کے لئے آپس میں لڑا دوں؟ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ عباس دوری فرماتے ہیں: علی بن حسن بن شقیق، حسین بن واقد ان کے سلسلہ سند میں عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ فرمایا: آج میں آپ کو

مسند احمد (۲۸۸/۲) السنن الكبرى (۲۶۳/۲) الصحيح لابن خزيمة (۸۸۷) المطالب العالی (۳۹۹)

المعجم الكبير (۴۸/۳) المصنف (لابن ابی شیبہ) (۷۳/۱۲)

بخاری کتاب الصلح باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی رضی اللہ عنہما (۲۷۰۴) مسند احمد (۴۴/۵)

ایسا تحفہ دوں گا جو نہ آپ سے پہلے کسی کو دیا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دوں گا، پھر انہیں چار لاکھ دینار دیے۔ ابن ابی خثیمہ فرماتے ہیں: ہارون بن معروف نے ہمیں بحوالہ ضمہ، ابن شوزب سے نقل کر کے بتایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت حسن اہل عراق کے ساتھ اور امیر معاویہ اہل شام کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہو گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جنگ کو مناسب نہ سمجھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اس شرط کے ساتھ بیعت کر لی کہ وہ اپنے بعد انہیں ولی عہد بنائیں گے۔ بعد میں حضرت حسن کے ساتھی آپ کو کہتے امیر المومنین کے لیے عار! فرماتے عار نار (جہنم) سے بہتر ہے۔

ابن سعد بطریق مجاہد شععی وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حسن بن علی سے بیعت کی۔ اور اہل شام کی جانب چل پڑے آپ کے لشکر کے آگے قیس بن سعد بارہ ہزار کی نفری میں تھے ان لوگوں کو لشکر کے پولیس والے کہا جاتا تھا۔ قیس، انبار کے ایک علاقہ میں اترے جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن میں پڑاؤ کیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر میں یک منادی نے اعلان کیا کہ قیس بن سعد قتل ہو گئے ہیں تو حضرت حسن کے لشکر میں لوٹ کھسوٹ شروع ہو گئی حتیٰ کہ بنی اسد کے ایک کم بخت نے آپ کو خنجر سے زخمی بھی کر دیا آپ کے خیمے میں بھی لوٹ ماری پہنچ گئے۔ آپ نے عمرو بن سلمہ ارجی کو بلایا اور انہیں امیر معاویہ کے پاس شرائط طے کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ ادھر سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا جنہوں نے حضرت حسن کو حسب مراد چیزیں عطا کیں۔ پھر امیر معاویہ ان کے لیے منبج سے مسکن کی طرف آئے دونوں کوفہ میں داخل ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ محل میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نخیلہ میں اترے۔ حضرت معاویہ نے ان کے لئے ہر ماہ دس لاکھ درہم جاری کیے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس کے بعد دس ماہ زندہ رہے۔

ابن سعد لکھتے ہیں: عبداللہ بن سہمی، حاتم بن ابی صغیرہ، ان کے سلسلہ سند میں عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ فتنے کو ناپسند کرتے ہیں، ان سے خط و کتابت کی اور آپس میں صلح کر لی اور یہ معاہدہ کر لیا کہ اگر حسن کے جیتے جی معاویہ فوت ہو گئے تو انہیں ولی عہد بنائیں گے۔ فرماتے ہیں: عبداللہ بن جعفر نے کہا: حضرت حسن نے فرمایا: میری ایک رائے ہے اگر اس سلسلہ میں میری بات مانو تو کہوں؟ میں نے عرض کیا: فرمائیے! فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ مدینہ فروکش ہو کر حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونپ دوں، کیونکہ فتنہ کافی طویل ہو گیا جس کی وجہ سے خونریزیاں ہوئیں اور رہزनियाں ہوئیں۔ فرماتے ہیں: میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو امیر محمدیہ ﷺ کے بارے میں جزائے خیر عطا فرمائے پھر انہوں نے حضرت حسین کی طرف پیام بھیجا اور ان سے اس کا ذکر کیا وہ فرمانے لگے: میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں (کہ تم ایسا کام کرو) خیر کئی بار کے اصرار سے وہ راضی ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے بحوالہ عون بن موسیٰ بتایا کہ میں نے ہلال بن خیاب سے سنا: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن کے اس محل میں اہل عراق کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: کہ تم نے مجھ سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ جس سے میں صلح کروں تم بھی اس سے صلح کرو گے اور جس سے میں جنگ کروں گا تم بھی اس سے لڑو گے سو میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ہے تم لوگ ان کی بات سنو اور ان کا کہا مانو! واقدی * فرماتے ہیں: ہمیں داؤد بن سنان سے بحوالہ

ثعلبہ بن ابی مالک بیان کیا کہ جس دن حضرت حسن فوت ہوئے میں اس دن موجود تھا وہ بقیع میں دفن ہوئے لوگوں کی اتنی بھیڑ تھی کہ اگر سوئی بھی گرتی تو وہ کسی نہ کسی کے سر پر گرتی۔ واقعہ فرماتے ہیں: وہ انچاس (۴۹ھ) میں فوت ہوئے، مدائنی کا قول ہے۔ پچاس (۵۰ھ) میں فوت ہوئے بقول بعض اکاون (۵۱ھ) میں یثیم بن عدی فرماتے ہیں: چوالیس (۴۴ھ) میں، ابن مندہ کا قول ہے سینتالیس (۴۷ھ) میں ایک قول اٹھاون (۵۸ھ) کا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں زہر دیا گیا۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے بحوالہ ابن عون، عمیر بن اسحاق سے نقل کر کے بتایا فرمایا: میں اور میرا ایک دوست حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، آپ فرمانے لگے: میں نے اپنے جگر سے ایک ٹکڑے کو پھینکا ہے اور مجھے کئی بار زہر پلایا گیا لیکن اب کی بار جیسا پہلے نہیں پلایا گیا، حسین بن علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے پوچھا بتائیے کس نے پلایا ہے؟ تو انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔ (آمین)

حَسِيل (۱۷۲۲)

ابن جابر بن ربیعہ بن فروہ بن حارث بن مازن بن قطیعہ بن عبس، یمان عبسی کے نام سے مشہور ہیں۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے والد، نبی ﷺ کی حیات میں ہی شہید ہو گئے تھے صحیح مسلم میں بطریق ابو طفیل، بحوالہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ان کا ذکر آتا ہے فرمایا: غزوہ بدر میں شرکت کرنے سے میرے لیے یہ رکاوٹ بنی کہ میں اپنے والد حسیل کے ہمراہ نکلا کہ کفار قریش نے ہمیں آ لیا وہ کہنے لگے تم لوگ محمد (ﷺ) کے پاس جانا چاہتے ہو، ہم نے کہا: ہمارا تو کوئی ایسا ارادہ نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان لیا کہ تم لوگ ضرور مدینہ لوٹ جاؤ گے اور آپ کی معیت میں نہیں لڑو گے، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو ساری بات بتائی، آپ نے فرمایا: واپس چلے جاؤ..... الحدیث۔ مغازی میں ابن اسحاق فرماتے ہیں: عاصم بن عمرو بحوالہ محمود بن لبید مروی ہے: جب نبی ﷺ احد کی جانب نکلے تو ٹیلوں پر سے حسیل بن جابر والد حذیفہ بن یمان اور ثابت بن قش عورتوں کے ساتھ نظر آئے۔ حدیث۔ امام بخاری فرماتے ہیں: اس قصہ کا کچھ حصہ ہشام بن عروہ کے طریق سے بحوالہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث میں نقل کیا ہے جس کی ابتداء میں ہے: غزوہ احد کے روز جب مشرکین کو ہزیمت ہوئی تو ابلیس نے ایک چیخ لگائی: اللہ کے بندو! پیچھے پلٹو! حضرت حذیفہ نے جب دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھے: اللہ کے بندو! میرے والد، میرے والد ہیں، اللہ کی قسم! وہ نہ رکے یہاں تک کہ انہیں (غلطی سے) قتل کر دیا گیا۔ حضرت حذیفہ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ عروہ فرماتے ہیں: اس کی وجہ سے حضرت حذیفہ میں ہمیشہ بھلائی رہی یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔

سراج نے اپنی تاریخ میں بطریق عکرمہ روایت کی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان کے والد غزوہ احد میں ایک مسلمان شخص کے ہاتھوں (غلطی سے) قتل ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں خون بہا دیا۔ اگرچہ روایت مرسل ہے لیکن اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس کا ایک شاہد بھی ہے جسے ابو اسحاق فزاری نے کتاب السیر میں اوزاعی سے بحوالہ زہری نقل کیا ہے: کہ احد میں مسلمانوں نے غلطی

جامع المسانید (۴۷۲/۳) * اسد الغابۃ (۱۱۶۶) الاستیعاب (۵۲۸) * مسلم کتاب الجہاد (۹۸)

* السیرۃ النبویۃ (۹۶/۳) * بخاری کتاب فضائل المدینۃ باب: المدینۃ تنفی الخبث (۱۸۸۴)

سے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد کو قتل کر دیا تھا۔ جس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ بولے: تمہیں اللہ معاف کرے وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ کے ہاں ان کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی اور آپ نے اپنی طرف سے انہیں خون بہا عطا کیا۔

۱۴۲۳ حسیل ابن خارجہ

بقول بعض ابن نوریہ اشجعی ابن مندہ نے نقل کیا ہے کہ انہیں حسین (ن سے) بھی کہا جاتا ہے بظاہر لگتا ہے وہ اور ہیں۔ جیسا کہ قسم ثالث میں آئے گا۔ طبرانی وغیرہ نے ابراہیم بن حویصہ حارثی کے طریق سے بحوالہ ان کے ماموں معن بن حویصہ حسیل بن خارجہ اشجعی سے نقل کیا ہے فرمایا: میں مدینہ سامان تجارت (بخاری کے طور پر) بیچنے کے لیے لایا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: حسیل! کیا تم میرے ساتھیوں کو اس شرط پر خیبر کا رستہ بتاؤ گے کہ میں تمہیں بیس صاع کھجوروں کے دوں؟ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور آپ نے حسب وعدہ مجھے کھجوریں دیں۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں پھر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ابن مندہ اسی طریق سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں: فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک ہوا آپ نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور گھوڑے والے کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا: اور عمر بن شبہ نے ان کے حوالہ سے اسی طریق سے نقل کیا ہے کہ فدک کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ باغ آپ کا ہے۔ آپ نے ان کی طرف حویصہ کو قبضہ کرنے کے لئے بھیجا، تو وہ خاص کر آپ کے لئے تھا۔

۱۴۲۴ (ن) حسیل بن عرفطہ

بن نصلہ ابن الاشر بن حو ان بن فقہس اسدی ثم الفقعسی، ابن شاہین بحوالہ ابن عقدہ، داؤد بن محمد بن عبد الملک بن حبیب بن تمام بن حسین بن عرفطہ سے نقل کرتے ہیں فرمایا: ان کا نام حسیل تھا آپ ﷺ نے تبدیل کر کے حسین رکھ دیا۔ دارقطنی نے بواسطہ ابن عقدہ اسی سند سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: جب تم نماز شروع کرو تو اس طرح کہا کرو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یہاں تک کہ سورت ختم کر دو..... (حدیث) اس سند کے راوی غیر معروف ہیں۔

۱۴۲۵ حسین بن عرفطہ سابقہ شخصیت ہے۔

۱۴۲۶ حسین بن علی رضی اللہ عنہما شہید کربلا

بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمی ابو عبد اللہ نواسہ رسول ﷺ اور آپ کے پھول۔ زبیر وغیرہ کا قول ہے چار (۴ھ) شعبان میں پیدا ہوئے۔ بقول بعض چھ (۶ھ) اور ایک بے حد کمزور قول سات (۷ھ) کا ہے۔ جعفر بن محمد فرماتے ہیں: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بعد اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حمل ٹھہرنے میں صرف ایک طہر (پاکی) گزرا ہے۔ میں کہتا ہوں: جب رمضان میں حضرت حسن پیدا ہوئے اور شعبان میں حضرت حسین کی ولادت ہوئی تو یہ احتمال ہے کہ

اسد الغابۃ (۱۱۶۷) استیعاب (۵۲۸) المعجم الکبیر (۳۵۶۸/۴)

اسد الغابۃ (۱۱۷۲) کنز العمال (۱۹۶۸۷) اسد الغابۃ (۱۱۷۳) استیعاب (۵۷۴)

ان کی ولادت ۹ ماہ میں ہوئی ہوگی۔ اور نفاس سے طہارت دو ماہ بعد ہی ہوئی ہوگی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں رکھی ہیں اور ان کی روایت کی ہے۔ اصحاب السنن نے ان کی چند ایک حدیثیں نقل کی ہیں۔ ابویعلیٰ اور ابن ماجہ ان سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اگرچہ اس کا کافی وقت گزر گیا ہو لیکن یاد آنے پر وہ از سر نو کلمہ استرجاعیہ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) کہہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا ثواب عطا کرتے ہیں“ اس سند میں ضعف ہے۔

اپنے والد، والدہ، ماموں ہند بن ابی ہالہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے بھائی حضرت حسن اور ان کے بیٹے علی زین العابدین، فاطمہ، سکینہ آپ کے پوتے باقر، شععی، عکرمہ، سنان دؤلی اور کرزیمی اور کئی دیگر افراد شامل ہیں۔ ابویعلیٰ محمد بن زیاد کے طریق سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ حضرات حسین بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کشتی لڑ رہے تھے، آپ علیہ السلام فرما رہے تھے شاباش حسین، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: آپ نے حسن کیوں نہیں کہا؟ آپ نے فرمایا: جبرائیل کہہ رہے تھے شاباش حسین۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ سے ایک شخص نے مجھ کے خون کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”یہ دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں“ بعض حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور ابن سیرین کی حدیث سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ مروی ہے: کہ حسن اور حسین سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ یحییٰ بن سعید انصاری بحوالہ عبید بن حنین فرماتے ہیں: مجھ سے حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بچپن میں مسجد نبوی میں آیا حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے میں منبر کے پاس پہنچ کر کہنے لگا: میرے نانا کے منبر سے اترو اور اپنے ابا کے منبر پر جاؤ، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میرے ابا کا منبر نہیں۔ پھر انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا اور میں اپنے سامنے رکھی کنکریوں سے کھیلنے لگا۔ منبر سے اتر کر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور فرمانے لگے: یہ بات کس نے سکھائی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے کسی نے نہیں سکھائی، فرمایا: میری جان! تم جب چاہو ہمارے پاس آ جایا کرو، فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں ایک دن ان کے پاس گیا تو وہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں کوئی بات کر رہے تھے اور ابن عمر دروازے پر تھے۔ ابن عمر واپس ہوئے تو میں بھی لوٹ آیا۔ بعد میں مجھ سے ملاقات ہوئی، کہنے لگے: میں نے تمہیں نہیں دیکھا؟ میں نے کہا: امیر المومنین! میں آیا تھا لیکن آپ معاویہ کے ساتھ مجھ کو گفتگو تھے۔ میں ابن عمر کے ساتھ واپس آ گیا، فرمایا: تم ابن عمر سے بڑھ کر اجازت کے مستحق ہو۔ جو کچھ تم ہمارے سروں پر دیکھ رہے ہو اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر تم لوگوں نے قائم رکھا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے جو خطیب کے ہاں موجود ہے۔

یونس بن ابواسحاق بحوالہ عیزار بن حریش روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دفعہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے کہ اچانک حسین رضی اللہ عنہ آ گئے آپ نے فرمایا: اس وقت یہ تمام زمین والوں میں سے آسمان والوں کے ہاں پسندیدہ شخصیت ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قیام مدینہ ہی رہا۔ پھر اپنے والد کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے اور جنگ جمل و صفین میں پھر خوارج سے قتال کرنے میں شریک رہے۔ اور ان کی شہادت تک ان کے ساتھ رہے پھر اپنے بھائی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ انہوں نے حکومت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ دے دی تو اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ منتقل ہو گئے اور امیر معاویہ کی وفات تک وہیں رہے۔ اس کے بعد مکہ روانہ ہوئے جہاں آپ کی طرف امیر معاویہ کی وفات کے بعد اہل عراق کے بیعت کرنے کے متعلق خطوط آنے لگے آپ نے اپنے عم زاد مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو ان کی طرف روانہ کیا جنہوں نے ان سے بیعت لی، اور عراقیوں کی طرف پیام بھیجا کہ میں آ رہا ہوں پھر ان کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

عمار بن معاویہ ذہنی فرماتے ہیں: میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسن سے کہا: حضرت حسین کی شہادت کا واقعہ میرے سامنے ایسے بیان کرو جیسے میں اس میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جب امیر معاویہ کا انتقال ہوا تو مدینہ کا گورنر ولید بن عتبہ بن ابی سفیان تھا تو اس نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف راتوں رات بیعت لینے کا پیام بھیجا، اس نے مہلت مانگی اس نے نرمی کا برتاؤ کرتے ہوئے وقت دے دیا۔ آپ مکہ چلے گئے جہاں کوفیوں کے خط آنے لگے کہ ہم نے آپ کی وجہ سے اپنے آپ کو روک رکھا۔ حکمران کے ساتھ جمعہ میں شرکت نہیں کرتے، لہذا آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ فرماتے ہیں کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر تھے۔ حضرت حسین نے ان کی طرف مسلم بن عقیل کو بھیجا کہ کوفہ جاؤ اور جو کچھ انہوں نے مجھے لکھا ہے اس کا جائزہ لے کر آؤ اگر سچ ہوا تو میں بھی آ جاؤں گا۔ مسلم وہاں سے نکل کر مدینہ آئے اور وہاں سے دور رہنا لپے جو انہیں لے کر جنگل کی طرف سے نکلے راستے میں انہیں سخت پیاس لگی جس کی وجہ سے ایک رہنما جاں بحق ہو گیا، مسلم کوفہ پہنچے اور عوسجہ نامی شخص کے ہاں ٹھہرے۔ کوفیوں کو جب آپ کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ آپ کے پاس پہنچنا شروع ہو گئے جن میں سے بارہ ہزار نے بیعت کی۔ جو شخص یزید بن معاویہ کو چاہتا تھا وہ نعمان بن بشیر کے پاس جا کر کہنے لگا: آپ کمزور اور ناتواں ہیں۔ جبکہ شہروں میں فتنہ و فساد برپا ہو چکا ہے، تو نعمان نے اس سے کہا: اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رہتے ہوئے میں کمزور رہوں یہ مجھے اس کی نافرمانی میں طاقتور بننے سے زیادہ پسند ہے۔ میں کسی کی پردہ دری اور ہتک نہیں کر سکتا۔

اس شخص نے یہ بات یزید کو لکھی یزید نے اپنا غلام سرحون نامی بلایا اس سے مشورہ کیا وہ کہنے لگا کوفہ کے لیے عبید اللہ بن زیاد ہی جتنا ہے حالانکہ یزید عبید اللہ بن زیاد سے ناراض تھا کیونکہ اس نے یزید کو بصرہ سے معزول کرنے کی مہم چلائی تھی۔ پھر بھی یزید نے اپنی رضامندی کا پروانہ لکھ بھیجا اور اسے کوفہ سوئپ دیا اور حکم دیا کہ مسلم بن عقیل کو تلاش کرے جو نہی کامیابی ہو اسے قتل کر دے۔

عبید اللہ بن زیاد اہل بصرہ کے سربراہ اور وہ لوگوں کے ساتھ چل نکلا اور نقاب ڈالے کوفہ آ گیا، وہ سلام کرتے ہوئے جس مجمع سے گزرتا لوگ اسے کہتے تم پر سلام ہواے نواسہ رسول! لوگ سمجھ رہے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ جب عبید اللہ محل میں اترا تو اپنے غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دیئے اور کہا: جاؤ! اس شخص کے متعلق لوگوں سے پوچھو جو ان سے بیعت لیتا پھرتا ہے اس کے پاس پہنچ کر اپنے آپ کو اہل حمص سے ہونا ظاہر کرنا اور مال اسے دے کر اس سے بیعت کر لینا۔ وہ غلام مسلسل چھپتا پھرتا رہا بالآخر لوگوں نے اسے ایک بوڑھے شخص کا پتہ بتایا جو بیعت لیتا ہے۔ اس نے اپنا حال کہہ سنایا۔ اس نے کہا: مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی اور اس سے پریشانی ہوئی کہ ہمارا کام ابھی مستحکم نہیں ہوا۔ پھر مسلم بن عقیل اسے اندر لے گئے اور اس سے بیعت لی۔ اور اس نے آپ کو وہ مال دے دیا۔ وہ شخص وہاں سے نکل کر عبید اللہ کے پاس پہنچا اسے اطلاع دی اتنے میں کہ عبید اللہ پہنچتا مسلم اس حویلی سے دوسری جگہ منتقل ہو چکے تھے وہ ہانی بن عروہ مرادی کے ہاں جا ٹھہرے۔ عبید اللہ نے اہل کوفہ سے

کہہ رکھا تھا کہ ہانی بن عروہ کو کیا ہوا کہ وہ ہمارے پاس نہیں آتا؟ تو محمد بن اشعث چند کوفیوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہنے لگا: گورنر نے تمہیں یاد کیا ہے اور تمہاری تاخیر کا ذکر بھی کیا ہے لہذا ان کے پاس چلو۔ چنانچہ وہ سوار ہو کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچا وہاں قاضی شریح موجود تھے۔ جب اسے دیکھا تو عبید اللہ نے قاضی شریح سے کہا: ہلاک ہونے والا خود چل کر تمہارے پاس آ گیا۔ جب اس نے عبید اللہ کو سلام کیا تو اس نے پوچھا: ہانی مسلم بن عقیل کہاں ہے؟ وہ کہنے لگا: مجھے کچھ پتہ نہیں، تو اس نے وہ غلام باہر نکالا جس نے مسلم کو دراہم دیئے تھے۔ اسے دیکھا تو بڑا شرمندہ ہوا کہنے لگا: امیر! اللہ کی قسم! میں نے اسے اپنے گھر نہیں بلایا تھا وہ خود ہی میرے سر پڑ گیا۔ عبید اللہ نے کہا: جاؤ اسے لے آؤ تو وہ ہچکچایا، کہا اسے میرے قریب کرو لوگوں نے اسے نزدیک کیا اسے لاٹھی مار کر قید کرنے کا حکم دے دیا۔ لوگوں کو معلوم ہوا انہوں نے محل کے دروازے پر جھگھٹایا، عبید اللہ نے شور کی آواز سن کر قاضی شریح سے کہا: جاؤ انہیں بتاؤ کہ میں نے اسے صرف مسلم بن عقیل کے متعلق پوچھنے کے واسطے قید کیا ہے باقی اسے کوئی خطرہ نہیں یوں وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ مسلم بن عقیل کو جب اپنے بارے میں ان اقدامات کی خبر ہوئی تو آپ نے اعلان کیا اور چالیس ہزار کوئی آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ سوار ہو گئے۔ ادھر عبید اللہ نے کوفہ کے بڑے لوگوں کو محل میں جمع کیا اور ہر ایک کو یہ حکم دیا کہ اپنے رشتہ داروں کی نگرانی کریں اور انہیں جواب دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا یوں لوگ آہستہ آہستہ کھسکنا شروع ہو گئے۔ شام ہوئی تو مسلم بن عقیل کے ساتھ معمولی سی نفری تھی۔ تاریکی چھائی تو وہ بھی غائب ہو گئے جب اکیلے رہ گئے تو رات گلیوں میں بھٹکنے لگے ایک عورت کے دروازے پر آئے اس سے پانی مانگا، اس نے پانی پلایا تو سیدھے کھڑے ہوئے۔ وہ کہنے لگی: بندہ خدا! تم تو مجھے خوفزدہ لگتے ہو کیا بات ہے؟ فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں: کہا تمہارے پاس کوئی ٹھکانہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آ جائیں۔ اندر چلے گئے۔ اس کا بیٹا محمد بن اشعث کا غلام تھا اس نے فوراً اسے جاتایا، اچانک اس وقت مسلم کو پتہ چلا جب سارا گھر گھیرے میں آچکا تھا۔ آپ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اپنا بچاؤ کرنے کے لیے اپنی تلوار سونٹے باہر نکلے۔ محمد بن اشعث نے امان کا جھانسا دے کر گرفتار کر کے عبید اللہ کے حوالے کر دیا۔ محل لے جا کر وہاں شہید کر دیئے گئے۔ ہانی بن عروہ بھی قتل ہو گیا۔ پھر دونوں کو سولی چڑھا دیا۔ اس کے متعلق ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

”اگر تو نے کبھی موت نہیں دیکھی تو آ، آ کر دیکھ لے بازار میں ہانی اور ابن عقیل کی لاشیں موت کی علامت ہیں۔“

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مطلقاً اس کی اطلاع نہ ہوئی کیونکہ قادیسیہ اور آپ کے مقام کا درمیانی فاصلہ تین میل بنتا تھا حرب بن یزید تمیمی آپ سے ملا اس نے کہا: خدا را واپس چلیے! میں نے وہاں آپ کے لئے کوئی بھلائی نہیں چھوڑی اور آپ کو سارا واقعہ بتایا۔ آپ نے پلٹنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن مسلم کے بھائی کہنے لگے: جب تک ہم بدلہ نہیں لے لیتے یا قتل نہیں ہو جاتے واپس نہیں جائیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ چل پڑے۔ عبید اللہ نے ان سے مڈ بھیڑ کے لئے ایک لشکر چوکس کر رکھا تھا۔ مقام کر بلا پر آ منسا سامنا ہوا آپ نے وہاں پڑاؤ کیا آپ کے ساتھ پینتالیس گھڑ سوار اور سو کے قریب پیدل افراد تھے۔ حضرت حسین نے ان سے ملاقات کی ان کا امیر عمر بن سعد بن ابی وقاص تھا عبید اللہ نے اسے ری کا والی بنایا ہوا تھا اور ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ حسین سے جنگ پر کامیابی کے بعد اسے اسی عہدہ پر برقرار رکھا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس سے ملاقات کی فرمایا: میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لو! یا کسی سرحد پر چلا جاؤں۔ یا مدینہ لوٹ جاؤں یا یزید بن معاویہ سے بیعت کر لوں۔ عمر نے آپ کی یہ بات تسلیم کر لی۔ اور عبید اللہ کو ساری صورتحال

لکھ بھیجی۔ تو جواباً اس نے کہا: جب تک وہ مجھ سے بیعت نہیں کر لیتے میں ان کی کوئی شرط ماننے کے لیے تیار نہیں۔ ادھر حضرت حسین اس کی بیعت کرنے سے باز رہے جس کی بناء پر انہوں نے آپ سے جنگ کی اور آپ اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ جس میں آپ کے گھرانے کے سترہ نوجوان بھی شامل تھے۔ پہلے یہ لوگ فرداً فرداً شہید ہوئے۔ آخر میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کا سر عبید اللہ کے پاس لایا گیا۔ تو اس نے آپ کا سر مبارک اور آپ کے باقیماندہ اہل خانہ کو یزید کی طرف روانہ کر دیا۔ زندہ رہ جانے والوں میں علی بن حسین تھے جو اس وقت بیمار تھے اور ان کی پھوپھی زینب تھیں۔ جب یزید کے پاس آئے تو اس نے اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچا دیا پھر انہیں ساز و سامان کے ساتھ مدینہ بھجوا دیا۔

میں کہتا ہوں: سابقہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شہادت حسین پر کئی ایک کتابیں لکھی ہیں جن میں سچ جھوٹ، صحیح غلط سب کچھ شامل ہے اور جو قصہ میں نے لکھا ہے اس میں ایسی چیزوں سے بچاؤ ہے۔ ابراہیم نخعی سے یہ صحیح قول ثابت ہے کہ اگر میں (نعمو باللہ) قاتلین حسین میں شامل ہوتا اور پھر جنت بھی داخل ہو جاتا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھنے سے شرم آتی (کس منہ سے آپ کا سامنا کرتا)۔

حماد بن سلمہ، عمار بن ابی عمار سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: میں نے دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال بکھرے اور غبار آلود ہیں آپ کے ہاتھ میں خون کی ایک شیشی ہے، میں نے فوراً پوچھا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پہ قربان! آپ کے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ فرمایا: ”یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے یہ میں اس دن سے جمع کر رہا ہوں۔“ تو یہ وہی دن تھا جس دن آپ شہید ہوئے۔ عمار، ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: میں نے جنوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق نوحہ کرتے سنا ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: حضرت حسین رضی اللہ عنہ دس محرم اکٹھ (۶۱ھ) میں شہید ہوئے یہی جمہور کا قول ہے اس کے علاوہ جس نے کوئی قول اختیار کیا ہے، تو اس کی اپنی رائے ہے۔

باب حاء جس کے بعد شین ہے

۱۷۲۷ حشرج* (بے نسبت)

بروزن جعفر آخر میں جیم ہے۔ بغوی وغیرہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے ابن ابی خيثمة فرماتے ہیں: ہمیں ترجمانی نے بحوالہ ابو الحارث مولیٰ بن ہبار بتایا ہے کہ میں نے صحابی رسول ﷺ حشرج کو دیکھا نبی ﷺ نے انہیں گود لیا اور ان کے حق میں دعائے برکت فرمائی تھی۔

باب حاء جس کے بعد صاد ہے

۱۷۲۸ حصن : ابن قطن، حارث بن قطن میں ذکر ہوا ہے۔

* مستدرک (۳۹۸/۴) المعجم الكبير (۱۸۵/۱۲) مشكاة المصابيح (۶۱۷۲)

* اسد الغابة (۱۱۷۴) استيعاب (۶۸۱)

۱۶۲۹ (ز) حصن بن ابی قیس

بن اسلمت انصاری۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے والد کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے شادی کر لی تھی جس پر یہ آیت ”ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ دادوں نے نکاح کیا ہو“ * ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ثعلبی نے لمبا قصہ ذکر کیا ہے جسے مفسرین کی طرف بغیر سند ہی منسوب کیا ہے اور واقدی نے بھی بلا سند اس واقعہ کو لکھا ہے۔ دونوں کی روایتوں میں آتا ہے کہ وہ عورت کبشہ بنت معن تھی۔ اور حرف قاف میں آئے گا کہ ان کا نام قیس تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۶۳۰ حصین *

بن اوس، بقول بعض ابن اویس ایک قول ابن قیس بن حجر بن بکر بن صخر بن نہشل بن دارم کا ہے۔ خلیفہ اور عسکری کا قول ہے: ابن اوس بن صخر بن طلق بن بکر، باقی سب اسی طرح ہے۔ کنیت ابو زیاد۔ ان کی حدیث نسائی * نے بطریق غسان بن اعر بن حصین نہشلی روایت کی ہے فرمایا: مجھ سے میرے چچا زیاد بن حصین نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا: میرے قریب آ جاؤ! قریب ہوئے آپ نے ان کے بالوں پر ہاتھ رکھا اور دعا دی۔ طبرانی * نے دوسری سند سے بحوالہ غسان بن اعر نقل کیا فرمایا: کہ مجھے میرے چچا زیاد بن حصین نے بحوالہ حصین بن قیس بتایا پھر وہ روایت ذکر کی۔ اور عبد اللہ بن معاویہ ججی کے طریق سے بحوالہ نعیم بن حصین سدوسی وہ اپنے چچا زیاد سے وہ اپنے دادا سے اسی جیسا قصہ نقل کرتے ہیں جس کے الفاظ یوں ہیں: میں مدینہ آیا، نبی ﷺ بھی وہیں تھے۔ میرے پاس میرے اونٹ تھے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! باہر کے لوگوں سے فرمائیے کہ میرے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور میری مدد کریں۔ فرماتے ہیں: وہ لوگ میرے ساتھ چل پڑے، جب اونٹ بکے تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہو جاؤ“۔ آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور مجھے تین بار دعا دی۔ اوسط میں طبرانی لکھتے ہیں: نعیم بن حصین سے اس روایت کو صرف عبد اللہ بن معاویہ نے (جو نعیم بن فلاں بن حصین ہے) نقل کیا ہے۔ ان کے دادا حصین سدوسی ہیں۔ چونکہ نسبت اور حوالے دونوں مختلف ہیں اس لئے احتمال ہے کہ یہ اور شخص ہوں۔ اختلاف ان کے والد کے نام میں ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۶۳۱ حصین بن بدر تمیمی : وہی زبرقان ہیں زامیں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۳۲ حصین بن جندب *

ابو جندب ابن مندہ بطریق عبد اللہ بن حارث لیشی بحوالہ عبد اللہ بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں کوفہ میں ان سے ملا وہ جندب بن حصین سے بحوالہ اپنے والد حصین بن جندب روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک

* سورة النساء: ۲۲ * اسد الغابة (۱۱۷۷) استيعاب (۵۳۴) * نسائی کتاب الزينة (۵۰۸۰)

* المعجم الكبير (۳۵۵۸/۴) * اسد الغابة (۱۱۷۹)

گروہ نے آکر آپ سے شکایت کی کہ ہم لوگ سوتے رہ گئے اور سورج طلوع ہو گیا آپ نے انہیں اذان و اقامت * کہہ کر نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۱۴۳۳ حصین بن حارث *

بن عبدالمطلب بن عبدمناف قرشی مطلبی عبیدہ کے بھائی۔ ابن اسحاق * نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبدالغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت ”بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے اور نماز قائم کرتے ہیں“ * ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایک قول ہے کہ یہ آیت ”جسے اپنے رب سے ملنے کا یقین ہو“ * ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابو عمر فرماتے ہیں بقول بعض تینتیس (۳۳ھ) میں اور ایک قول ہے اس سے پہلے فوت ہوئے۔ طبرانی نے بطریق عبید اللہ بن ابی رافع نقل کیا ہے کہ وہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ جبکہ عبید اللہ تک کی سند ضعیف ہے۔ میری اس کتاب میں ان کا ذکر بہت آیا ہے۔ ان حصین کا ایک بیٹا بھی ہے جس کا مرزبانی نے معجم الشعراء میں تذکرہ کیا ہے۔

۱۴۳۴ (ن) حصین بن ابی الحر *

خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے حیرہ کے کسی علاقے کے گورنر تھے۔ سیف اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ حصین بن ابی الحر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جانب سے ميسان کے گورنر تھے وہ حجاج کے دور حکومت تک زندہ رہے۔ میں کہتا ہوں: اور یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ امیر صرف صحابہ ہی بنائے جاتے تھے۔

۱۴۳۵ حصین بن حمام *

ابن ربیعہ بن مساب ابن حرام بن وائلہ بن سہم بن مرہ بن عوف مزی شاعر مشہور ہیں۔ کنیت ابو معیہ تھی۔ بقول بعض تصغیر ہے۔ ابن ماکولا * فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابو عمر * نے لکھا ہے: یہ انصاری ہیں جبکہ ابن الاثیر نے اس کی تردید کی اور کہا وہ مری ہیں۔ میں کہتا ہوں: شاید انہوں نے انصار سے معاہدہ کیا ہو ان کا ایک بھائی معیہ نامی اور دو بیٹے معیہ اور یزید تھے۔ نیز یزید کا معیہ نامی بیٹا ہے سب کا بنی مرہ کے شعراء میں تذکرہ آتا ہے۔ بلاذری لکھتے ہیں وہ وفادار سردار تھے۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں: مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جاہلیت کے سب سے کم شعر کہنے والے تین افراد تھے۔ مسیب بن علس، حصین بن حمام اور متمس، ابو عبیدہ شرح الامثال میں لکھتے ہیں انہوں نے اسلام کا دور پایا ہے اور ان کے مندرجہ ذیل اشعار کو بطور دلیل ان کے مسلمان ہونے کے بارے میں پیش کیا ہے۔

”میں رسوائی کی باتوں سے اپنے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔ جس دن سب اپنے اعمال دیکھیں گے کافروں کو ترازو لے جھکیں گے اور زمین میں سخت زلزلہ آئے گا۔“

* کنز العمال (۲۲۶۸۳) جامع المسانید (۵۲۱/۳) * اسد الغابہ (۱۱۸۰) استیعاب (۵۳۰)

* السیرۃ النبویہ (۲۶۴/۲) * سورۃ فاطر: ۲۹ * سورۃ الکہف: ۱۱۰ * اسد الغابہ (۱۱۸۲) استیعاب (۵۳۸)

* الاکمال (۲۱۹/۱) * استیعاب (۴۱۰/۱)

مرزبانی نے معجم الشعراء میں مشہور اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

”ہم ایسے مردوں کی کھوپڑیاں پھاڑتے ہیں، جو اگر ہم پر غالب آجاتے تو حد سے زیادہ ظالم اور نافرمان ہوتے۔“

یہی اشعار یزید نے اس وقت کہے تھے جب اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی ابوالفرج اصبہانی * نے لکھا ہے: کہ وہ اپنے ایک سفر میں فوت ہوئے ایک رات ان کی قوم نے انہیں یہ اشعار پڑھتے سنا:

”سنو! شیریں کلام اور ساتھ رہنے والا ہلال ہو چلا، جس کی گرہ احتیاط، ارادہ اور پہنچ ہوتی تھی۔“

ان کے بھائی نے سن لیا تو چونک کر بولے: اللہ رے! حصین فوت ہو گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ان کا مرثیہ کہا جس میں چند اشعار یہ ہیں:

”اے حصین تو دور نہ ہو۔ اس لیے کہ ہر زندہ کسی نہ کسی وقت زمانے کی گردش سے دو چار ہوتا ہے۔ حصین پر

رونے والیوں کی عمر کی قسم! ہمارے لیے اس کی وفات بہت بڑی مصیبت ہے۔ ان کا ایک اور مرثیہ بھی ہے جو معیہ میں مذکور ہے۔“

۱۴۳۶ حصین بن ربیعہ *

بن عامر بن ازوراحمی ابوارطاة، کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ مسلم * نے جریر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ذوالخلصہ سے راحت نہیں پہنچاتے؟ تو میں احس کے ایک سو پچاس (۱۵۰) گھڑسواروں کے ساتھ چلا وہ گھوڑوں والے تھے۔ ہم نے جا کر اسے آگ لگا دی۔ جریر اور ابوارطاة نبی ﷺ کے پاس خوشخبری لے کر آئے، عرض کرنے لگے جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہم نے اسے یوں کر چھوڑا ہے جیسے خارش اونیٹ ہوتا ہے۔

امام بخاری * نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا البتہ یوں کہا: انہیں ابوارطاة کہا جاتا ہے مسلم کے بعض نسخوں میں حسین ہے جو غلط ہے۔ ابن السکن نے ذکر کیا کہ انہیں ربیعہ بن حصین کہا جاتا ہے۔ شاید یہ قلب ہے یہ پہلے گزر چکا ہے کہ انہیں ارطاة بھی کہا جاتا ہے۔

۱۴۳۷ حصین بن عبید *

بن خلف خزاعی عمران کے والد، ان کے مسلمان ہونے میں اختلاف ہے چنانچہ امام احمد * اور نسائی * صحیح سند سے ربیعہ سے بحوالہ عمران بن حصین روایت کرتے ہیں: کہ حصین نبی ﷺ کے پاس آئے جب وہ اسلام نہیں لائے تھے۔ حدیث۔ اسی میں ہے پھر حصین اسلام لے آئے۔ نسائی دوسری سند کے ذریعہ بحوالہ ربیعہ عمران بن حصین سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمد! عبدالمطلب تمہاری قوم کے لئے تم سے زیادہ بہتر تھے۔ جب جانے لگے تو کہا: میں کیا کہا کروں؟ آپ نے فرمایا: کہا کرو: اے اللہ! مجھے میری جان کے شر سے بچا اور میرے درست کام کا فیصلہ فرما۔۔۔ پھر وہ چلے گئے۔ اس

* الاغانی (۱/۱۴) * اسد الغابۃ (۱۱۸۳) استیعاب (۵۳۵) * مسلم کتاب فضائل الصحابة (۶۳۱۵)

* بخاری کتاب الجہاد (۳۰۷) * اسد الغابۃ (۱۱۸۵) استیعاب (۵۳۲) * مسند احمد (۴/۴۴۳)

* نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ حدیث (۹۹۳)

وقت نہیں بعد میں مسلمان ہوئے۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! اب جب کہ میں اسلام لے آیا ہوں اب کیا کہا کروں؟ آپ نے فرمایا: کہا کرو: اے اللہ! مجھے میری جان کے شر سے بچائے رکھنا میرے کام میں سے سیدھے طریقے پر چلائے رکھنا، اے اللہ! میری وہ خطائیں معاف فرمانا جو میں نے پوشیدہ طور پر کیں یا بظاہر کیں غلطی سے کیں یا جان بوجھ کر کیں، مجھے ان کا علم تھا تب یا میں ان سے ناواقف تھا تب بھی تو میری مغفرت فرما۔

اَللّٰهُمَّ قِنِيْ شَرَّ نَفْسِيْ وَاعْزِمْ لِيْ عَلٰی اَرْشَدِ اَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَخْطَاْتُ وَمَا عَمِدْتُ وَمَا عَلِمْتُ وَمَا جَهِلْتُ۔

نسائی کی روایت میں ہے اب جبکہ میں مسلمان ہوں تو کیا کہا کروں؟ دونوں طریق سے اس کی سند صحیح ہے۔ ابن السکن اور طبرانی نے داؤد بن ابی ہند کے طریق سے بحوالہ عباس بن ذریح، عمران بن حصین سے نقل کیا ہے کہ میرے والد حصین بن عبید بن جراح کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمد! ایک شخص صلہ رحمی کرتا ہے مہمان نوازی اور دوسرے نیکی کے کام کرتا ہے لیکن آپ سے نہیں ملتا (یعنی اسلام نہیں لانا) کیا اسے کوئی فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، حدیث۔ اسی میں ہے کہ ابھی بیس روز نہیں گزرے تھے کہ وہ حالت شرک پر ہی مر گئے۔

طبرانی لکھتے ہیں صحیح یہ ہے کہ حصین اسلام لائے تھے۔ ابن خزیمہ فرماتے ہیں: کہ ہمیں رجاء العذری نے بحوالہ عمران بن خالد بن طلق بن محمد بن عمران بن حصین نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے والد اپنے دادا سے نقل کر کے بتایا۔ قریش حصین کے پاس آئے ان کی تعظیم کرتے تھے کہنے لگے: ہماری طرف سے اس شخص (مراد سیدنا محمد ﷺ) سے بات کرو۔ کیونکہ یہ ہمارے مشکل کشاؤں کا نام لیتا اور انہیں برا بھلا کہتا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے ساتھ آئے اور نبی ﷺ کے دروازے کے قریب بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بوڑھے کو جگہ دو!“ عمران اور ان کے ساتھی بہت زیادہ تھے۔ حصین کہنے لگے: ہمیں آپ کے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے مشکل کشاؤں کو آپ برا بھلا کہتے ہیں جب کہ آپ کے والد پناہ گاہ اور بہتر تھے، آپ نے فرمایا: حصین! میرا اور تمہارا باپ جہنمی ہے، حصین کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ کہنے لگے سات زمین میں اور ایک آسمان میں، فرمایا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کسے پکارتے ہو؟ کہنے لگے: آسمان والے کو۔ فرمایا: جب مال ہلاک ہوتا ہے تو کسے پکارتے ہو؟ کہنے لگے: آسمان والے کو۔ فرمایا: تمہاری دعا تو ایک قبول کرتا ہے دوسرے خواہ مخواہ اس کے شریک بناتے ہو۔ کیا تم شکر میں اس سے راضی ہو یا اس کے غلبہ سے ڈرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ان میں سے کوئی بات نہیں۔ اور آپ جانتے ہیں میں اس طرح کی بات نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: حصین! اسلام لے آؤ سلامتی مل جائے گی۔ کہنے لگے: میری قوم اور خاندان ہے تو میں کیا کہا کروں؟ فرمایا: کہا کرو: ”اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین کی سیدھی راہ کے لیے رہنمائی طلب کرتا ہوں۔ اور مجھے ایسے علم سے نواز جو مجھے فائدہ دے۔“ * حصین نے یہ کلمات کہے۔ ابھی اٹھے بھی نہیں تھے کہ اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمران جھٹ سے اٹھے اور ان کا سر چوما ہاتھ پاؤں پر بوسہ دیا، نبی ﷺ نے جب یہ منظر دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے عمران کے اس سلوک پر رونا آ گیا۔ حصین جب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے تو عمران ان کی خدمت کے لیے نہیں اٹھے اور نہ اس طرف توجہ دی۔ جب وہ اسلام لے آئے تو ان کا حق ادا کر دیا اس وجہ سے مجھ پر ایسی کیفیت

* ترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات عن النبی ﷺ (۳۴۸۳)

طاری ہو گئی۔“ جب حصین جانے لگے، آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: انہیں رخصت کرو اور گھر تک پہنچا آؤ، جب دروازے سے باہر نکلے قریش دیکھتے ہی کہنے لگے: لو یہ بھی بے دین ہو گیا اور سب ادھر ادھر چلے گئے۔

۱۷۳۸ حصین بن عوف خثعمی

امام بخاری اور ابوحاتم لکھتے ہیں: صحابی ہیں ابن ماجہ * محمد بن کرب کے طریق سے وہ بحوالہ اپنے والد وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میرے والد پر حج لازم ہے لیکن وہ حج کر نہیں سکتے۔ حدیث۔ احمد بن منیع، حارث بن ابی اسامہ حسن بن سفیان اور طبرانی * موسیٰ بن عبیدہ وہ اپنے بھائی عبداللہ سے وہ حصین بن عوف سے اسی مفہوم کی روایت کرتے ہیں۔

۱۷۳۹ حصین بن عوف البجلی

بقول بعض یہ ابو حازم کا نام ہے جو قیس کے والد ہیں، کئیوں میں ذکر آئے گا۔

۱۷۴۰ (ن) حصین بن مالک

بن ابی عوف بجلی، جنگ قادسیہ میں بحیلہ کے سردار تھے، قسم ثالث میں ذکر آئے گا۔

۱۷۴۱ حصین بن محصن

بن نعمان بن عبدکعب بن عبدالاشہلی انصاری، ثم الاشہلی، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نسب بیان کیا ہے۔ البتہ ان کے سوانح میں حدیث کسی اور کی نقل کر دی ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: میں نے احمد بن یسار سے سنا، فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ ابواحمد عسکری نے بھی ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔

۱۷۴۲ حصین بن محصن

بن عامر بن ابی قیس بن اسلت انصاری اشہلی۔ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ لکھا ہے ان کے والد کے چچا حصین کا ذکر گزر چکا ہے۔

۱۷۴۳ حصین بن محصن انصاری خطمی

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ عبدان، ابن شاہین، عسکری اور طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن کہتے ہیں: بعض کا قول ہے کہ صحابی ہیں البتہ ان کی روایت اپنی پھوپھی سے ہے نبی ﷺ سے نہیں۔ میں کہتا ہوں: مذکورہ لوگوں نے پہلے اس روایت کو نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: حصین بن محصن سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی

* اسد الغابۃ (۱۱۸۸) استیعاب (۵۳۳) ابن ماجہ کتاب الحج (۲۹۰۸)

* المعجم الكبير (۳۵۴۹/۴) اسد الغابۃ (۱۱۹۰)

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ نسائی نے اس کا ایسے ہی ذکر کیا ہے جیسے ابن السکن نے کہا: یہی صحیح ہے۔ جبکہ امام بخاری * ابن ابی حاتم * اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۷۴۴ حصین بن مروان *

بن ابی عجم۔ یہی انسود بن معدیکرب بن خلیفہ بن ہشام بن معاویہ بن سوار بن عامر بن ذہل بن جشم جشمی ہیں۔ ہشام بن کلبی کا بیان ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور مدینہ میں قیام کیا۔ ابن شاہین نے اس کا ذکر کیا اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۷۴۵ حصین بن مِثْمَث *

شداد بن زہیر۔ ابن حبان * وغیرہ کا قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری * نے اپنی تاریخ میں ابن ابی عاصم حسن بن سفیان ابن شاہین اور طبرانی نے محرز بن ورد بن عمران بن شعیث ابن عاصم بن حصین بن مِثْمَث کے طریق سے کہ مجھ سے میرے والد نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے والد شعیث نے ان سے ان کے والد عاصم نے ان سے ان کے والد حصین نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بیعت اسلام کی، اور آپ کی خدمت میں اپنے مال کی زکوٰۃ پیش کی۔ آپ ﷺ نے انہیں اس شرط پر قطعہ ارض دیا کہ وہ نہ کسی کو پانی سے روکیل اور نہ زائد چیز سے منع کریں گے۔ اسی کے متعلق زہیر بن حصن کہتے ہیں۔

میرے شہر اتنے ہموار نہیں جہاں قلم سانسوں کی لکیر کھینچے۔ اس (نبی ﷺ) کی طرف سے جو لوگوں کو عطا کرتا ہے اور کوئی شک و شبہ کی چیز نہیں چھوڑی۔ اس کے اکثر راوی غیر معروف ہیں لیکن ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے اور ضیاء نے مختارہ میں نقل کیا ہے۔

۱۷۴۶ حصین بن معلی *

بن ربیعہ بن عقیل عقیلی، ابن شاہین بطریق مدائنی اپنے رجال سے بحوالہ ابو معشر یزید بن رومان سے نقل کرتے ہیں کہ حصین بن معلی نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔

۱۷۴۷ حصین نضله اسدی *

ابن مندہ نے عتیق بن عبدالرحمن کے طریق سے بحوالہ عبدالملک بن ابی بکر بن حزم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا عمرو بن حزم سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے حصین بن نضله اسدی کے لئے یہ تحریر لکھوائی کہ ان کے لئے باڑہ اور پناہ گاہ ہوگی جس میں کوئی ان کا حصہ دار نہیں ہوگا اور یہ تحریر مغیرہ بن شعبہ نے قلمبند کی۔ ابن مندہ کہتے ہیں یہ روایت صرف اسی سند سے معروف ہے۔

* التاريخ الكبير (۵/۱) * الجرح والتعديل (۱۹۷/۳) * الثقات (۵۷/۴) * اسد الغابة (۱۱۹۱)

* اسد الغابة (۱۱۹۲) استيعاب (۵۳۷) * الثقات (۸۹/۳) * التاريخ الكبير (۲/۳)

* اسد الغابة (۱۱۹۳) * اسد الغابة (۱۱۹۴)

میں کہتا ہوں: جمہرہ میں ابن کلبی نے خزاعہ کے نسب میں حصین بن نھلہ بن زید کا ذکر کر کے کہا: وہ اپنے وقت کے سردار تھے، اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔

۱۷۴۸ حصین بن نمیر انصاری

ابن اسحاق نے مغازی میں غزوہ تبوک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جب منافقین نے ثنیۃ الوداع مقام پر رسول اللہ ﷺ سے مزاحمت کرنا چاہی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے اس داؤ سے خبردار کر دیا.... پھر آپ ﷺ کی ان کے حق میں دعا اور انہیں ان کی قلبی باتوں سے خبردار کرنے اور ان میں سے بعض کا اعتراف کر لینے کے متعلق حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا: حصین بن نمیر کو بلاؤ۔ انہوں نے ہی زکوٰۃ کی کھجوروں پر حملہ کر کے چرایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ارے نادان! تمہیں اس بات کی کیسے جرأت ہوئی؟“ کہنے لگے: میں نے یہ سمجھتے ہوئے ایسا کیا کہ اللہ آپ کو اس سے خبردار نہیں کرے گا تو اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا اور آپ کو معلوم ہو گیا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں یقیناً اس گھڑی سے پہلے آپ ﷺ پہ ایمان نہیں لایا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا عذر قبول فرما کر انہیں معاف کر دیا۔ اس روایت کو بیہقی نے ”دلائل“ اور ”السنن الکبریٰ“ میں ذکر کیا ہے۔ ان کا تذکرہ بعد والے عنوان میں بھی ہے۔

۱۷۴۹ حصین بن نمیر (دوسرے)

مجھے معلوم نہیں یہ پہلے والے شخص ہیں یا دوسرے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اردن پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے اور ہم پہلے کئی بار بتا چکے ہیں کہ کسی ذمہ داری پر صحابہ ہی مقرر کیے جاتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں یزید بن حصین کے طریق سے بحوالہ ان کے والد روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں بلال کے پاس تھا، جب انہوں نے ان کے بھائی سے رشتہ مانگا تو انہوں نے ایک عربی خاتون سے ان کی شادی کرادی۔ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح نہیں۔

حافظ ابن عساکر نے ان کے سوانح، حصین بن نمیر سکونی کے ساتھ ملا دیئے ہیں جو یزید بن معاویہ کی طرف سے اہل مکہ سے جنگ کرنے کا امیر مقرر تھا۔ بظاہر وہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

ابوعلی بن مسکویہ نے ”تجارب الزمان“ میں لکھا ہے: حصین بن نمیر نبی ﷺ کے کاتبین میں سے تھے۔ ایسا ہی عباس بن محمد اندلی نے تاریخ کی اس کتاب میں لکھا ہے جو انہوں نے معصم بن صمداح کے لئے جمع کی ہے۔ لکھتے ہیں: مغیرہ بن شعبہ اور حصین آپ ﷺ کی ضروری چیزیں تحریر فرماتے۔ اسی طرح متاخرین کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے جن میں سے ایک قرطبی مفسر ہیں، انہوں نے ”مولد نبوی“ اور قطب حلبی نے شرح السیرۃ میں لکھا ہے اور اس طرف اشارہ کر دیا کہ اصل میں یہ قضای کی کتاب ”کاتبین النبی ﷺ“ سے ماخوذ ہے اس میں ہے کہ وہ دونوں قرضہ جات اور معاملات تحریر کرتے تھے۔ مجھے معلوم نہیں ان کی مراد ان سے ہے یا سابقہ شخصیت؟ لگتا ہے انہوں نے سابقہ شخصیت مراد لی ہے اور جو یزید بن معاویہ کے گورنر تھے۔ ان کا نسب ابن کلبی نے یوں بیان کیا ہے حصین بن نمیر بن فاتک بن لبید بن جعفر بن حارث بن سلمہ بن شکامہ۔ لکھتے ہیں: وہ حمص میں صاحب شرافت تھے، اسی طرح ان کا

بیٹا یزید اور ان کا پوتا معاویہ بن یزید دونوں حمص کے گورنر رہے ہیں۔

۱۷۵۰ (ز) حصین بن نیار

نبی ﷺ کے گورنر، سیف اور طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۷۵۱ حصین بن وُحُوح

بروزن جعفر، انصاری۔ امام بخاری * اور ابن ابی حاتم * لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ ابن اسکن کا قول ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ عذیب مقام پر قتل ہو گئے تھے۔
میں کہتا ہوں: یہی جمہور میں ابن کلبی کا قول ہے اور کہا ہے کہ وہ واقعہ قادسیہ تھا ان کے ساتھ ان کے بھائی محسن بھی قتل ہوئے۔ دونوں کانسب میں نے محسن کے سوانح میں لکھا ہے۔

ابوداؤد، * ابن ابی عاصم اور ابن ابی خيثمة نے عروہ بن سعید انصاری کے طریق سے وہ اپنے والد سے وہ حصین بن وُحُوح سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن براء بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کرنے آئے۔ (حدیث) جسے میں نے طلحہ بن براء کے سوانح میں طوالت کے ساتھ لکھا ہے۔ ابن کلبی کے بیان کے مطابق یہ حدیث مرسل بنتی ہے، اس واسطے کہ عروہ کے والد سعد نے قادسیہ کا دور نہیں پایا ہے یا پھر یہ حصین بن وُحُوح کوئی اور ہیں جنہوں نے سعید کو دیکھا ہو اور یا یہ بھی احتمال ہے جیسا کہ ابن کلبی کا قول ہے کہ وہ قادسیہ میں قتل نہیں ہوئے۔

۱۷۵۲ حصین بن یزید

بن جزی بن قطن کلبی، ابورجاء کنیت تھی، طبری نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ جبکہ ابن قانع نے جبراسود حبشی مولیٰ حصین بن یزید کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ان کی عمر ایک سو چونتیس (۱۳۴) سال ہو گئی تھی۔ بحوالہ ابورجاء حصین بن یزید کلبی روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میں نے جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا مسکراتے دیکھا، آپ ﷺ کبھی کھل کھلا کر نہیں ہنسے۔“ *

۱۷۵۳ حصین بن یزید

بن شداد بن قتان بن سلمہ بن وہب بن عبد اللہ بن ربیعہ بن حارث بن کعب حارثی ذو غصہ۔ مؤتلف میں دارقطنی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے * پاس آئے، ایسا ہی ابن کلبی نے لکھا ہے۔ ان کا یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ ان کے گلے میں پرندے کے پوٹے کی طرح ایک گلہڑ سا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بنی حارث بن کعب کی سو سال سرداری کی۔ ان کے بیٹے قیس بن حصین کا ذکر آئے گا۔

* اسد الغابۃ (۱۱۹۵) استیعاب (۵۳۶) * التاريخ الكبير (۱/۱) * الجرح والتعديل (۱۹۸/۳)

* ابوداؤد کتاب الجنائز (۳۱۵۹) * اسد الغابۃ (۱۱۹۶) * جامع المسانید (۵۳۰/۳)

* اسد الغابۃ (۱۱۹۷) استیعاب (۵۳۹) * السيرة النبوية (۱۸۳/۴)

۱۷۵۴ (ز) حصین بن یعفر عبسی *

بنی عبس * کے ان نو (۹) وفود میں سے ایک جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابو عبیدہ، باوردی، طبری اور دارقطنی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن الاثیر نے بحوالہ اشیری ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۷۵۵ (ز) حصین

لیح بن عبد اللہ خطمی کے دادا۔ خوبصورتی کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا۔ ان شاء اللہ مبہمات میں ان کی حدیث آئے گی۔

۱۷۵۶ حصین انصاری سالمی

انہیں ابوالحصین بھی کہا جاتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۷۵۷ حصین سدوسی

حصین بن اوس میں ذکر ہوا ہے۔

۱۷۵۸ حصین عرجی

ابو عمر: * ابو غوث کے حالات میں لکھتے ہیں: ان کے والد حصین فوت ہوئے تو ان پر حج لازم تھا آپ ﷺ نے انہیں اسے والد کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا۔ ان کا ذکر (ابو عمر نے) نہیں کیا۔ البتہ ابن الاثیر نے ان کی کتاب پر اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۷۵۹ (ز) حصین * (بے نسبت)

ابن مندہ نے منقطع سند کے ذریعہ بحوالہ حارث بن محمد، حصین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا: ”ہر خاندان کا والی قیامت کے روز طوق پہنے عذاب میں مبتلایا بخشتا ہوا آئے گا“۔ *

۱۷۶۰ (ز) حصین انصاری (بے نسبت)

ابوداؤد نے ناخ و منسوخ میں اسباط بن نصر کے طریق سے بحوالہ سدی اور انہوں نے اوپر تک مسند بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ”دین میں کوئی سختی نہیں“ * کے متعلق نقل کرتے ہیں: انصار کے حصین نامی ایک شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اس کے دو بیٹے تھے۔ شام سے تاجر آئے جنہوں نے ان دونوں کو نصرانیت قبول کرنے کی دعوت دی پھر آئندہ حدیث ذکر کی جہز میں ابوالحصین نامی کئیوں کا ذکر کیا ہے۔ طبری اور قاضی اسماعیل بن اسحاق نے کتاب ”احکام القرآن“ میں اسے درج کیا ہے۔ دونوں بطریق سدی روایت کرتے ہیں کہ ابو حصین انصاری کے دو بیٹے تھے۔ (حدیث)

* اسد الغابۃ (۱۱۹۸) * اسد الغابۃ (۳۲/۲) * التمهید (۳۸۵/۱) * اسد الغابۃ (۱۱۹۹)

* کنز العمال (۱۴۷۲۸) المغنی عن حمل الاسفار (۳۱۵/۳) اتحاف السادة المتقين (۳۱۴/۸) * سورة البقرہ (۲۵۶)

واحدی نے ”اسباب النزول“ میں مسروق کے طریق سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے بنی سالم بن عوف کے قبیلہ کے ایک شخص کے دو بیٹے تھے جو نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے نصرانی ہو گئے تھے۔ بعد میں انصار کے ایک گروہ کے ساتھ مدینہ منورہ اناج لانے۔ ان کے والد ان کے پاس پہنچے اور ان کے پیچھے لگے رہے کہ اللہ کی قسم! تم جب تک مسلمان نہیں ہو جاتے میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔ انہوں نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا۔ نبی ﷺ کے سامنے فیصلہ کے لئے گئے، ان کے والد کہنے لگے: یا رسول اللہ! کیا میری اولاد جہنم میں جائے اور میں دیکھتا رہوں؟ جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”کسی کو زبردستی مسلمان بنانا دین میں ضروری نہیں“۔ اسی روایت کو عبد بن حمید نے روح بن عبادہ سے بحوالہ موسیٰ بن عبیدہ، عبد اللہ بن عبیدہ سے نقل کیا ہے۔ انصار کے قبیلے بنی سالم بن عوف کی شاخ میں ایک شخص تھا جس کے دو بیٹے تھے جو بعثت سے پہلے نصرانی ہو گئے تھے۔ پھر اسی کا مفہوم ذکر کیا۔ موسیٰ ضعیف راوی ہے۔ اس روایت کو طبری نے تفسیر میں محمد بن اسحاق مغازی والے کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابی محمد، سعید بن جبیر یا عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے: ”دین میں کوئی سختی نہیں“۔ یہ آیت انصار کے سالم بن عوف کے حصین نامی شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کے دو بیٹے تھے اور دونوں نصرانی تھے۔ وہ خود مسلمان تھے۔ نبی ﷺ سے عرض کرنے لگے: انہوں نے نصرانیت قبول کر لی ہے، کیا میں ان دونوں پر سختی نہ کروں؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ اس کا کچھ حصہ ان شاء اللہ کنتیوں میں آئے گا جس سے اس عنوان کی تکمیل ہو جائے گی۔

باب حاء جس کے بعد ضاد نقطے والا ہے

۱۷۱۱ حضرت بنی عامر *

بن مجمع بن موالہ ابن حُمام بن ضبہ بن کعب بن قیس بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی۔ ابو کدوم کنیت تھی۔ ابن شاہین وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابو یعلیٰ وابن قانع نے محفوظ بن علقمہ کے طریق سے بحوالہ حضرمی بن عامر اسدی جو صحابی ہیں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی ہوا کے رُخ پیشاب نہ کرے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔“ *

ابن شاہین بطریق مدائنی ابو معشر، یزید بن رومان، محمد بن کعب، سعید المقبری ان کے سلسلہ سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سلمہ بن محارب، داؤد، بحوالہ شععی اور کئی اسانید ہیں، فرماتے ہیں: بنی اسد بن خزیمہ نے حضرمی بن عامر ضرار بن ازور، سلمہ بن حبیش، قتادہ بن قائف اور ابو مکتع کو وفد کی صورت میں بھیجا۔ پھر ان کے اسلام لانے کی حدیث ذکر کی ہے۔ نبی ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر لکھوائی، فرماتے ہیں: حضرمی بن عامر نے سورہ عبس و تولیٰ سیکھی۔ اس کی قراءت کرتے کرتے اس میں اضافہ کر دیا اور یوں یہ الفاظ بڑھادیئے: ”والذی انعم علی الحبلی فاخرج منها سمنة تسعی“۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس میں اضافہ نہ کرنا۔“ *

تھی۔ ہشام بن کلبی اور شرقی بن قحطامی کے طریق سے اسی قصہ کا مفہوم مروی ہے۔ عمر بن شہب نے ابو وائل تک صحیح سند سے نقل کیا ہے۔ بنو اسد آئے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: تم کس قبیلے کے لوگ ہو؟ وہ کہنے لگے: ہم بنو زنیہ (آخری بچہ) گھوڑوں کے ٹاٹ والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم بنو رشیدہ ہو۔ وہ کہنے لگے: ہم اپنے باپ کا نام چھوڑ نہیں سکتے، پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

فتوح میں سیف نے ابو ماجد اسدی کے طریق سے بحوالہ حضرمی بن عامر روایت کی ہے، فرمایا: ہمیں نبی ﷺ کی بیماری اور یمامہ پر مسیلمہ کذاب کے قبضہ کی خبر ملی۔ پھر ارتداد کا کچھ واقعہ ذکر کیا۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں لکھا ہے ان کی کنیت ابو کدام تھی، جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے عجمیوں کی جنگ میں کہے گئے اشعار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس سلسلہ میں عمدہ اشعار سنائے۔

ابو علی القالی * نے ابن کلبی کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرمی بن عامر اپنے بھائیوں میں سے دسویں تھے، وہ سب فوت ہوئے تو یہ ان کے وارث ٹھہرے۔ اس کے متعلق ان کا عم زاد جزء بن مالک کہتا ہے: ”اے حضرمی! تجھ جیسا کون ہو سکتا ہے۔ نو بھائیوں کا وارث ہو کے تو خوش عیش ہو گیا ہے۔“ تو حضرمی نے جواباً یہ اشعار کہے: ”اے جزء! اگر تم نے مجھے یہ بات جھوٹا سمجھتے کہی ہے تو (میری دعا ہے کہ) تو بھی بہت جلد ایسی صورت حال سے دوچار ہو۔“

خدا کی کرنی دیکھیں! جزء لوگ بھی دس بھائی تھے ایک دفعہ یہ سب ایک کنوئیں کے کنارے بیٹھے تھے، کنواں زمین میں دھنس گیا، سوائے جزء کے سب ہلاک ہو گئے۔ حضرمی کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے تقدیر کے موافق اور حسد کو برقرار رکھنے والی بات کہی۔

حاء کے بعد طاء

۱۷۶۲ حطاب بن حارث *

بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی جمحی۔ موسیٰ بن عقبہ نے مہاجرین حبشہ میں ایسا ہی ابن اسحاق اور ذیل میں طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۶۳ حطان تمیمی یربوعی *

ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن یحییٰ اموی فرماتے ہیں: ہمیں ہمارے والد نے بحوالہ اس شخص کے جس نے حصین بن عبدالرحمن سے سنا کہ مجھ سے عمرو بن میمون اودی نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوسری صف میں کھڑا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میرے درمیان صرف ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر آپ کے قتل کیے جانے کا قصہ بیان کیا، فرماتے ہیں جب اسے ایک مہاجر شخص حطان تمیمی یربوعی نے دیکھا تو اس پر کنٹوپ ڈال دیا۔ اس بدحواسی میں ابولؤلؤ کو جب یقین ہو گیا کہ وہ مارا جائے گا تو اس نے اسی خنجر سے اپنی گردن کاٹ دی۔

* سورة الاعلى (۱) جامع المسانيد (۵۳۲/۳) الامالی (۶۷/۱)

* اسد الغابة (۱۲۰۱) استيعاب (۵۷۶)

میں کہتا ہوں: یہ قصہ صحیح بخاری میں حطان کے نام کے بغیر ہے۔ جبکہ دوسرے قصہ میں ہے کہ جس نے اس پر کنٹوپ ڈالا تھا وہ ہاشم بن عتبہ تھے اور دیگر ایک واقعہ کے مطابق وہ عبد اللہ بن عوف تھے۔ واللہ اعلم

حاء کے بعد فاء

۱۷۶۳ حفشیش

جیم میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۷۶۵ (ن) حفص بن حلیمہ سعدیہ (جنہوں نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا تھا)

نبی ﷺ کے رضاعی بھائی۔ مجھے ان کی بحوالہ ان کی والدہ ایک روایت بطریق محمد بن عثمان النخعی، محمد بن اسحاق سے، جہم بن ابی جہم سے عبد اللہ بن جعفر سے حفص بن حلیمہ سے وہ اپنی والدہ سے وہ آمنہ بنت وہب مادر بزرگوار نبی ﷺ سے آپ ﷺ کی ولادت کے قصہ میں ملی ہے۔

۱۷۶۶ حفص بن سائب

ابن شاہین محمد بن جعفر بلخی کے طریق سے بحوالہ ہارون بن حفص بن سائب وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ ”نبی ﷺ نے میرا نام حفص رکھا۔“ *

۱۷۶۷ حفص بن ابی العاص

بن بشر بن عبد بن دھمان بن عبد اللہ بن ابان ثقفی، مشہور صحابی عثمان بن ابی العاص کے بھائی۔ ابن سعد نے چھوٹے طبقہ میں بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کبریٰ میں لکھتے ہیں: ہم نے انہیں ان کے بھائی عثمان اور حکم کے ساتھ لکھا تو ہے لیکن ہمیں ان کے صحابی ہونے کے بارے میں علم نہیں۔ جبکہ خلیفہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: بارہا یہ گزر چکا ہے کہ حجۃ الوداع سے پہلے قریش اور ثقیف کا جو شخص بھی بچا تھا وہ اسلام لے آیا تھا اور سب کے سب حجۃ الوداع میں شریک ہوئے تھے۔ اتنا ان کے صحابی ہونے کے لئے کافی ہے۔ بلاذری نے ایک بے تنقید سند سے نقل کیا ہے کہ حفص بن ابی العاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں شریک ہوتے تھے۔ (حدیث)

۱۷۶۸ حفص بن مغیرہ

ابو عمرو مخزومی۔ بقول بعض فاطمہ بنت قیس کے شوہر، ایک قول ہے ان کا نام عمرو بن حفص بن مغیرہ، کنیت ابو حفص ہے۔ کنتوں میں حرف عین میں عنوان آئے گا۔

باب حاء کے بعد کاف

(ن) حکم ابن اقرع ابن عمرو ہیں، تذکرہ ہوگا۔ (۱۷۶۹)

(ن) حکم بن ایوب بعد والے عنوان میں آ رہا ہے۔ (۱۷۷۰)

(۱۷۷۱) حکم بن حارث سلمیٰ

انہیں حکم بن ایوب بھی کہا جاتا ہے۔ امام بخاری اور ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: حکم بن حارث صحابی ہیں جن سے عطیہ الدعاء روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان کتاب الصحابہ میں لکھتے ہیں: حکم بن حارث سلمیٰ صحابی ہیں، پھر فرماتے ہیں: حکم بن ایوب سلمیٰ اور عطیہ الدعاء کے طریق سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے حکم بن ایوب سلمیٰ سے سنا، فرمایا: میں لوگوں کے اگلے حصہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک میری اونٹنی ست رفتار ہو گئی، آپ ﷺ نے اسے جھڑکا تو وہ سب سے آگے نکل گئی۔ حدیث اسی طرح ہے جسے حسن بن سفیان، ابن ابی عاصم اور بغوی نے عطیہ الدعاء سے بحوالہ حکم بن حارث سلمیٰ نقل کیا ہے اسی طرح طبرانی بطریق عطیہ حکم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں تین غزوات کیں۔ اور انہوں نے انہیں وصیت کی کہ جب میری وفات ہو جائے تو دفنانے کے بعد میری قبر پر پانی چھڑکنا اور قبلہ رخ ہو کر میرے لیے دعا کرنا۔ اسے ابن السکن نے بطریق عطیہ انہی سے ایک دوسری حدیث میں نقل کیا ہے۔

(۱۷۷۲) حکم بن حزن کلفی

از بنی کلفہ بن حظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم، یہ نسب بقول امام بخاری ہے۔ ایک قول ہے بنی کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن، اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خلیفہ کا قول ہے۔ ان کی حدیث امام ابوداؤد اور ابویعلیٰ وغیرہ نے بطریق شعیب بن زریق طائفی نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں حکم بن حزن کلفی کے پاس بیٹھا تھا جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں: میں چھ یا آٹھ آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ ہمارے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ (حدیث) ابویعلیٰ کے الفاظ ہیں، مسلم فرماتے ہیں: ان سے صرف شعیب نے روایت لی ہے۔

(۱۷۷۳) حکم بن ابی حکم اموی

ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا کہ مسلمہ بن علقمہ نے داؤد بن ہند سے بحوالہ شعی قیس بن جبر ان سے روایت کی ہے کہ ہم

اسد الغابۃ (۱۲۰۸) استیعاب (۵۵۱) التاريخ الكبير (۳۳۱/۲) الجرح والتعديل (۱۱۵/۳)
الثقات (۸۵/۳) مجمع الزوائد (۱۱/۹) المعجم الكبير (۳۱۷۰/۳) اسد الغابۃ (۱۲۰۹) استیعاب (۵۵۰)
ابوداؤد کتاب الصلاة باب الرجل یخطب علی القوس (۱۰۹۶) مسند احمد (۲۱۲/۴) الجرح والتعديل (۱۱۵/۳)

نے آپس میں عہد کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ..... (حدیث) طبرانی اور ابن مندہ نے اسی سند سے قیس سے روایت کی ہے کہ حکم کی بیٹی حکم سے کہنے لگی: ”اے بنی امیہ! میں نے تم سے زیادہ بری رائے اور رسول اللہ ﷺ کے کام میں سست قوم نہیں دیکھی۔“ اس پر وہ بولے: بیٹا! مجھے کیوں کوستی ہو، میں نے جو دیکھا تم سے وہی بیان کروں گا۔ پھر یہ بات ذکر کی۔ (لیکن) اس میں ان کے مسلمان ہونے کی تو وضاحت نہیں۔ البتہ اس سلسلہ میں معتبر یہی ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی قریشی غیر مسلم نہیں رہا بلکہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع * میں شریک ہوا۔ اس حدیث کو عسکری نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ پھر فرمایا: بعض لوگ کہتے ہیں، اس حدیث میں حکم بن ابی العاصی یعنی حضرت عثمان کے چچا ہیں جن کا ذکر آئے گا، جہاں تک ابو عمر ہیں تو انہوں نے اس پر یقین کیا ہے کہ وہ اور ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: مجہول ہیں، مجھے ان کے متعلق اس حدیث سے زیادہ کسی بات کا علم نہیں، جبکہ ابن الاثیر نے عسکری کی بات کو درست قرار دیا ہے۔

۱۷۷۴ حکم بن ابی الحکم انصاری *

غزوہ تبوک میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ عنقریب کعب بن خزرج کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا کہ وہ غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔

۱۷۷۵ (ز) حکم بن حیان عبدی ثم نجاری

مورخین نے ان کا اور ان کے بھائی عبدالرحمن کا ذکر وفد العقیس میں کیا ہے۔

۱۷۷۶ الحکم بن ربیع

بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ مسعود کے والد۔ عنقریب ان کے بیٹے مسعود کا تذکرہ ان لوگوں میں آئے گا جنہیں دیدار نصیب ہے اور ان کی ولادت عہد نبوت میں ہوئی تھی۔ انہی حکم کی ایک روایت ہے جسے ابن مندہ نے میمون بن یحییٰ سے بحوالہ مخرمہ بن بکیر، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے سلیمان بن یسار سے سنا، انہوں نے ابن الحکم زرقی جو مسعود ہیں ان سے سنا فرماتے ہیں، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ وہ منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (حدیث) ابو نعیم فرماتے ہیں: اس سند سے درست روایت ابن وہب کی بحوالہ مخرمہ ہے جو سلیمان سے بحوالہ حکم ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا۔

میں کہتا ہوں: نسائی نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے مخرمہ کی ”حکم“ کہنے میں متابعت کی ہو۔ درست مسعود بن حکم ہے۔ اسی طرح نسائی نے یہ روایت بطریق ابن وہب، عمرو بن حارث، بکیر بن اثج، سلیمان بن یسار، مسعود بن حکم سے انہوں نے اپنی والدہ سے نقل کی ہے۔ اور اسی روایت کو حکیم بن حکیم اور عبداللہ بن ابی سلمہ کے طریق سے ان دونوں نے مسعود بن حکم سے انہوں نے اپنی دادی سے نقل کیا ہے اور یوسف بن مسعود بن حکم کے طریق سے بحوالہ اپنی دادی یہی محفوظ روایت کی ہے۔

۱۷۷۷ حکم بن رافع

بن سنان انصاری۔ ابو نعیم عبدالحکم بن صہیب کے طریق سے بحوالہ جعفر بن عبد اللہ بن حکم روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں جب بچہ تھا تو مجھے حکم نے دیکھا کہ میں برتن میں ادھر ادھر سے ہاتھ مار کر کھا رہا ہوں، کہنے لگے: لڑکے! اس طرح شیطان کھاتا ہے آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنے سامنے کی جگہ سے ہاتھ نہ بڑھاتے تھے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۷۷۸ (ز) حکم بن سعید طائفی

امام طبرانی نے ابو امیہ بن یعلیٰ طائفی کے طریق سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے حکم بن سعید سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس بیعت کرنے آیا۔ آپ نے پوچھا: تمہارا نام؟ میں نے عرض کی: حکم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم عبد اللہ ہو“۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے حکم بن سعید بن عاص جن کا تذکرہ ان کے بعد آ رہا ہے ان کے سوانح میں ان کا ذکر درج کیا ہے۔ میرے نزدیک وہ اور ہیں۔ اگر یہ طریق محفوظ ہے تو جیسی نامی تبدیلی ان کے متعلق واقع ہوئی ان کے ہمنام کے بارے میں بھی پیش آئی ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ ابو امیہ بن یعلیٰ ثقفی ہیں اور ان کے دادا بھی ثقفی اور ان کے دادا کے چچا دونوں ثقفی ہوئے۔ ثقفی، اموی کے علاوہ خاندان ہے۔ ایک ہی قصہ کئی بار واقع ہو یہ بعید امر نہیں ہے۔ خصوصاً جب حوالوں میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

۱۷۷۹ حکم بن سعید

بن عاص بن امیہ اموی، خالد اور ان کے بھائیوں کے والد، ان کی والدہ ہند بنت مغیرہ مخزومیہ ہیں۔ مسلم مدنی صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ میں سعید بن عمرو بن عاص کے طریق سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: مجھے حکم بن سعید نے بتایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تمہارا نام؟ میں نے عرض کی: حکم، فرمایا: ”نہیں بلکہ تم عبد اللہ ہو“۔ اسے ابن ابی عاصم، ابن شاہین، طبرانی اور دارقطنی نے افراد میں سب کے سب عبید بن عبد الرحمن بصری کے طریق سے بحوالہ عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن عاص وہ اپنے دادا سعید سے یہی روایت کرتے ہیں۔

بعض کے ہاں حکم بن سعید بن عاص لکھا ہے۔ ترمذی نے تعلق میں حکم بن سعید سے روایت کی ہے اور زبیر نسب قریش میں لکھتے ہیں: عبد اللہ بن سعید بن عاص ان کا نام حکم تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ وہ کاتب تھے، آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ مدینہ میں کتابت سکھائیں۔ بدر کے روز شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے بدرین میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ خلیفہ نے کہا: وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ سعید بن عمرو کی ان سے حدیث روایت کرنے کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات تاخیر سے ہوئی ہے کیونکہ وہ زیادہ قدیمی شیخ ہیں جن سے سعید بن عمرو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سماع کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۱۲۱۲) کنز العمال (۱۸۱۷۵) جامع المسانید (۵۴۰/۳) المعجم الکبیر (۱۰/۲)

اسد الغابۃ (۱۲۱۳) التاریخ الکبیر (۲۳۱/۲) المعجم الکبیر (۳۱۶۹/۳)

یہ بھی احتمال ہے کہ یہ صراحت کسی راوی کے وہم پر مبنی ہو۔ یہ معتن (بالواسطہ) روایت ہے اور ہے بھی منقطع۔ واللہ اعلم
ابوالحسن بن سمیع نے شام فروش ہونے والے صحابہ میں سے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سراج اپنی مسند میں لکھتے ہیں:
ابوسائب، ابراہیم بن یوسف بن معمر بن حمزہ بن عمر بن سعد بن ابی وقاص، خالد بن سعید بن عمرو بن سعید۔ ان سلسلہ سند میں ان کے
والد سے روایت ہے کہ ان کے چچا خالد اور ان کے والد عمرو، سعید کی اولاد ہیں۔ یہ سب لوگ نبی ﷺ کی وفات کے بعد اپنی اپنی ذمہ
داریوں سے استعفاء دے کر واپس آ گئے۔ نبی ﷺ کے علاوہ یہ لوگ کسی اور کے لیے کوئی حکومتی کام نہیں کرتے۔ سب کے سب شام
جہاد میں نکلے اور سب شہید ہو گئے۔ اسی میں ہے کہ حکم حکمت سکھاتے تھے۔

۱۷۸۰ حکم بن سفیان

بن عثمان بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی۔ ابوزرعة اور ابراہیم حربی کا قول ہے کہ
صحابی ہیں۔ اصحاب السنن نے ان کی حدیث وضو کے بعد چھڑکاؤ کے بارے میں روایت کی ہے۔ اس روایت میں مجاہد سے آگے
اختلاف ہے۔ بقول بعض ایسے ہی ہے، ایک قول ہے کہ اس کے علاوہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام احمد فرماتے ہیں کہ حکم صحابی
نہیں۔ ابن المدینی، بخاری اور ابوحاتم فرماتے ہیں: صحیح سند حکم بن سفیان بحوالہ اپنے والد ہے۔

۱۷۸۱ حکم بن صلت

بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف۔ بقول بعض حکیم۔ ایک قول ہے: صلت بن حکیم۔ ابن وہب، حرمہ بن عمران سے
عبد العزیز بن حبان سے وہ حکم بن صلت سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ”اپنی نمازوں اور جنازوں میں بے وقوفوں کو آگے نہ کیا
کرو۔“ اسے ابو موسیٰ نے بحوالہ عبدان نقل کیا ہے بقول بعض وہ خیبر میں شریک ہوئے تھے، محمد بن ابی حذیفہ جب عریش گئے تو مصر
میں انہیں اپنا خلیفہ بنا گئے تھے وہ قریش کے پیادوں میں سے تھے۔

۱۷۸۲ حکم بن ابی عاص

بن بشر ابن عبد بن دہمان ثقفی۔ حضرت عثمان بن ابی العاص کے بھائی، ان کے بھائی حفص کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ ابن سعد
فرماتے ہیں: بقول بعض انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے بھائی حضرت عثمان بن ابی العاص نے انہیں بحرین کا والی مقرر کیا تو
انہوں نے بہت سی فتوحات کیں۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ان کے بھائی طائف کے گورنر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا: آؤ اور
اپنے بھائی کی نیابت کرو۔ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے جبکہ ان سے معاویہ بن قرہ روایت کرتے ہیں، وہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے پاس ”شہرک“ کے قیدی لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص سے فرمایا: ان کے رشتے کر دو، ابوصفرہ
مہلب کے والد بھی موجود تھے۔ وہ کہنے لگے: میں انہی جیسا ہوں۔ تو وہ اگرچہ بوڑھے تھے ان کا رشتہ کرا دیا۔ ان کی بیوی کا ختنہ کیا
گیا، اگرچہ وہ بڑھیا تھی۔ اس کے متعلق زیاد بن اجم نے اشعار کہے ہیں۔

اسد الغابۃ (۱۲۱۴) استیعاب (۵۴۹) ابوداؤد کتاب الطہارۃ (۱۶۶) نسائی کتاب الطہارۃ (۱۳۴)

ابن ماجہ کتاب الطہارۃ (۴۶۱) التاریخ الکبیر (۳۲۹/۲) الجرح والتعدیل (۱۱۶/۳)

اسد الغابۃ (۱۲۱۶) استیعاب (۵۴۲) کنز العمال (۲۰۳۸۹) اسد الغابۃ (۱۲۱۸) استیعاب (۵۴۴)

۱۷۸۳ حکم بن ابی العاص

بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چچا اور مروان رضی اللہ عنہ کے والد۔ ابن سعدؒ فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز اسلام لائے، اور مدینہ سکونت رکھی۔ پھر نبی ﷺ نے انہیں طائف کی طرف جلاوطن کر دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ لوٹا دیئے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابن السکن کا قول ہے لوگوں کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی تھی لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ فاکہی بطریق حماد بن سلمہ، بحوالہ ابوسنان، زہری اور عطاء خراسانی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے صحابہ آپ کے پاس آئے تو آپ حکم بن ابی عاص پر لعنت کر رہے تھے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کا کیا قصور ہے؟ فرمایا: ”میں اپنی فلاں اہلیہ سے مشغول تھا یہ دیوار کے شکاف سے آیا اور مجھے چونکا دیا۔“ انہوں نے عرض کیا: کیا ہم بھی اس پر لعنت نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یوں نظر آ رہا ہے کہ اس کی اولاد میرے منبر پر چڑھ رہی اور اتر رہی ہے۔“ لوگوں نے عرض کی: کیا ہم انہیں پکڑ نہ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں جلاوطن کر دیا۔

طبرانیؒ نے حدیث حذیفہ سے روایت کی ہے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حکم کے متعلق گفتگو ہوئی کہ مدینہ لوٹا لیا جائے۔ آپ نے فرمایا: ”جو گرہ رسول اللہ ﷺ نے لگائی ہے میں اسے کھولنے کا نہیں۔“ اسی طرح حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر سے مروی ہے، فرمایا کہ حکم نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے آپ جب گفتگو کرتے تو وہ اپنے پوٹے پھڑکاتے، آپ نے دیکھ لیا تو فرمایا: ”خدا ایسا ہی کرے۔“ چنانچہ وہ مرتے دم تک ایسے ہی کرتے رہے۔ اس کی سند میں تامل ہے۔ اسی روایت کو بیہقیؒ نے دلائل میں اسی سند سے لکھا ہے۔ اس میں ضرار بن سردر افضیت کی طرف منسوب ہے۔ اسی طرح مالک بن دینار کے طریق سے بحوالہ ہند جو زوجہ رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ حکم کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کی طرف انگلی سے اشارہ کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے جھٹ سے دیکھ کر فرمایا: ”اے اللہ! اسے لنگڑا بنا دے۔“ تو وہ اسی جگہ گر گئے۔ یثم بن عدی، صالح بن حسان سے روایت کرتے ہیں کہ احنف نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مروان کے لیے یہ کیسی عاجزی پائی جاتی ہے تو انہوں نے فرمایا: کہ حکم ان لوگوں میں سے تھے جو میری بہن ام حبیبہ کی رخصتی کے وقت نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔ ان کے پاس ان کے جوتوں کی ذمہ داری تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ انہیں گھورنے لگے۔ کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ حکم کو گھور رہے ہیں؟ فرمایا: ابن الحجز ومیہ اس کی اولاد جس وقت تیس یا چالیس سال کی ہوگی حکمران بن جائے گی۔ ہم نے ابن نجیب کے جزء میں زہیر بن محمد کے طریق سے بحوالہ صالح بن ابی صالح، نافع بن جبیر بن مطعم بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، وہاں سے حکم بن ابی عاص کا گزر ہوا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کی اولاد سے میری امت کے لیے خرابی ہے۔“

ابن ابی خنیس نے حدیث عائشہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے مروان سے فرمایا: (یہ اس وقت کی بات ہے جب عبدالرحمن

اسد الغابۃ (۱۲۱۷) استیعاب (۵۴۷) الطبقات (۲۳۰/۵)

الطبقات الکبریٰ لابن سعد (۴۴۷/۵) التاریخ الکبیر (۳۳۱/۲)

المعجم الکبیر (۳۱۶۶/۳) دلائل النبوة (۲۳۹/۲) اسد الغابۃ (۳۷/۲)

مجمع الزوائد (۲۴۱/۵) کنز العمال (۳۱۰۶۶) علل الحدیث (۲۷۵۱)

یزید بن معاویہ کی بیعت سے باز رہے تھے) جہاں تک مروان تمہارا تعلق ہے تو میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تمہارے والد پر لعنت بھیجی تھی اس وقت تمہاری پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں: اس قصہ کی اصل بخاری میں اس اضافہ کے علاوہ موجود ہے۔ ابو عمر نے ان کے جلاوطن ہونے کا ایک اور سبب لکھا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا راز افشاء کرتے تھے، بقول بعض وہ نبی ﷺ کی چال کی نقل اتارتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب انہیں مدینہ لوٹا لیا تو یہ عذر پیش کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے حکم کے بارے اجازت مانگی تھی۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق سفارش کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھ سے انہیں لوٹانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ ابن سعد نے بحوالہ واقدی انہوں نے ثعلبہ بن ابی مالک تک اپنی سند سے نقل کیا ہے، حکم کا انتقال خلافت عثمانی میں ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی قبر کی جگہ سخت گرمی کے دن خیمہ لگوا یا جس پر لوگوں نے چہ می گوئیاں کیں۔ آپ نے فرمایا: عہد فاروقی میں زینب بنت جحش کی قبر پہ بھی تو خیمہ بنا تھا۔ اس قوت تمہیں کوئی معترض اور نکتہ چینی کرنے والا نظر آیا تھا؟ حکم کا انتقال خلافت عثمانی میں ۳۲ھ میں ہوا۔

۱۷۸۴ حکم بن عبد اللہ ثقفی

ابن مندہ نے بطریق اسرائیل، حکم بن عمرو سے بحوالہ یعلیٰ بن مرہ، حکم بن عبد اللہ ثقفی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کسی سفر کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک عورت آپ کے پاس اپنا بچہ لا کر کہنے لگی: ”یا رسول اللہ! اسے باری کا بخار ہو جاتا ہے۔“ پھر حدیث ذکر کی۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: کئی سندوں سے مروی ہے جو یعلیٰ بن مرہ سے ہے جس میں حکم بن عبد اللہ کا ذکر نہیں اور نہ یہ اضافہ صحیح ہے۔

۱۷۸۵ حکم بن عمرو بن شریذ

بغوی فرماتے ہیں: بخاری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے، لیکن ان کی کسی حدیث کا ذکر نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حسن بن سفیان نے بطریق عبد الحمید بن جعفر، بحوالہ اپنے والد، ابن شریذ سے نقل کی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، ایک شخص چھینکا تو میں نے ”یرحمک اللہ“ کہہ دیا۔ حسن بن سفیان فرماتے ہیں: محمد بن الحنفی فرماتے ہیں: ان ابن شریذ کا نام حکم ہے۔

۱۷۸۶ حکم بن عمرو بن مجدع

بن جذیم بن حارث بن نعلیہ بن ملکیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ، ابو عمرو غفاری، رافع کے بھائی، انہیں حکم بن اقرع بھی کہا جاتا ہے۔ غفار کی طرف ان کی نسبت اس وجہ سے ہے کہ نعلیہ بن ملکیل، غفار کے بھائی ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ان کی حدیث بخاری اور بقیہ چار کتب میں ہے۔ ان سے ابو شعناء ابو حجاب، عبد اللہ بن صامت، حسن اور ابن سیرین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: وہ تامرگ نبی ﷺ کے ساتھ رہے۔ پھر بصرہ فروکش ہو گئے۔ زیاد نے انہیں خراسان کا والی بنا

اسد الغابۃ (۱۲۱۹) جامع المسانید (۵۴۹/۳) اسد الغابۃ (۱۲۲۲)

جامع المسانید (۵۵۰/۳) اسد الغابۃ (۱۲۲۳) استیعاب (۵۴۳)

دیا جہاں ان کی وفات ہوئی۔ اوس بن عبداللہ بن بریدہ سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کسی بات پر ان سے ناراض ہوئے، دوسرا گورنر بھیج کر انہیں بیڑیاں ڈال دیں اور اسی حالت میں ان کا ۴۵ھ میں انتقال ہوا۔ مدائنی فرماتے ہیں: ۵۰ھ میں اور عسکری کا قول ہے کہ ۵۱ھ میں فوت ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: کہ جب ان کے پاس زیاد کی طرف سے ناراضگی کا خط پہنچا تو انہوں نے اپنے لیے موت کی دعا کی اور فوت ہو گئے۔ اور ابو عمر نے زیاد کی ولایت کے قصہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ان کے ارادے سے نہ تھی بلکہ ہوا یوں تھا جب ان کی وفات ہونے لگی تو انہوں نے اپنے کام کا نگران انس بن ابی ایاس کو بنا دیا تھا۔

۱۷۸۷ حکم بن عمرو بن معتب

بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی۔ ابو عمر کا قول ہے: اس وفد کے ایک فرد ہیں جو عبدیالیل کے ساتھ ثقیف کے مسلمان ہونے کی خبر لائے تھے۔

۱۷۸۸ (ن) حکم بن عمرو ثعلبی

فتوح میں ان کا ذکر ہے، انہوں نے ہی مکران کا محاصرہ کر کے اس کے بادشاہ کو شکست دی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف فتح کی خوشخبری بھیجی تھی، جس کا لمبا قصہ ہے۔

۱۷۸۹ حکم بن عمیر الثمالی

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: ان کی طرف نبی علیہ السلام کی ایسی احادیث مروی ہیں جو منکر کا درجہ رکھتی ہیں، جنہیں عیسیٰ بن ابراہیم جو ضعیف راوی ہے، روایت کرتا ہے وہ موسیٰ بن ابی حبیب سے جو ضعیف راوی ہے وہ اپنے چچا حکم سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے ایک حدیث ابن ابی عاصم نے بقیہ کے طریق سے بحوالہ عیسیٰ اسی سند سے نقل کی ہے اس میں فرماتے ہیں: حکم سے مروی ہے جو صحابی رسول ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: بقیہ نے اسی سند سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ابن ابی خیشمہ نے بحوالہ حوطی، بقیہ سے روایت کی ہے متن کے الفاظ ہیں: دو یا ان سے زیادہ افراد جماعت کا حکم رکھتے ہیں۔ بقیہ فرماتے ہیں: میں نے یہ روایت سفیان کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔ مجھے اس روایت کا راوی موسیٰ کے علاوہ مل گیا۔ ابراہیم بن دیزیل اپنی کتاب صفین میں علاء بن جریر کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں طائف کے بزرگ نے بتایا جس کی عمر اسی سال تھی کہ حکم بن عمیر ثمالی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جامع المسانید (۵۵۱/۳) * اسد الغابۃ (۱۲۲۴) استیعاب (۵۵۲) * استیعاب (۵۴۳)

اسد الغابۃ (۱۲۲۵) استیعاب (۵۴۵) * السنۃ لابن ابی عاصم (۲۱/۱)

نے فرمایا: ”ابوبکر اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم حکومت کے والی بنو گے؟“ پھر بقیہ حدیث ذکر کی۔ موسیٰ سے ان کی روایت میں مجھے عیسیٰ کا متابع بھی مل گیا جو روایت حکم سے مروی ہے۔ اسے ابن السکن نے نقل کیا ہے اور ابو نعیم نے دوسری سند سے موسیٰ سے بحوالہ حکم بن عمیر روایت کی ہے کہ وہ بدری تھے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: حکم بن عمیر بنی مہاشم سے روایت کرتے ہیں: ”دو یا ان سے زیادہ افراد جماعت کہلاتے ہیں۔“

ان کی حدیث اہل شام سے ملتی ہے پھر فرماتے ہیں حکم بن عمرو ثمالی، ثمالہ ازد کی شاخ ہے۔ وہ بدر میں شریک ہوئے۔ اہل شام نے ان کی طرف سے ایسی منکر احادیث روایت کی ہیں جو صحیح نہیں۔ یوں انہوں نے ایک کی دو شخصیتیں بنادیں۔ وہ ثمالی جن کی نسبت سے منکر احادیث مروی ہیں وہ حکم بن عمیر ہیں، شاید ان کے والد کا نام عمرو تھا لیکن مشہور عمیر ہو گیا۔

۱۷۹۰ حکم بن کیسان

ہشام بن مغیرہ مخزومی، ابو جہل کے والد کے غلام، نبی ﷺ نے مدینہ سے جو پہلی مہم بھیجی اس میں گرفتار ہو گئے اس سرے کے امیر عبداللہ بن جحش تھے۔ چنانچہ گرفتاری کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ سیرت ابن اسحاق میں یہ قصہ مشہور ہے۔
واقعی اپنی سند سے، مقداد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ہی حکم کو قید کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن بعد میں وہ نبی ﷺ کے سامنے ایمان لے آئے۔ اور بر معونہ میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی ابن اسحاق وغیرہ کا بیان ہے۔
ہشام بن عدی، یونس سے بحوالہ زہری اور ابن عباس اور ابوبکر بن ابی جہم سے روایت ہے، دونوں فرماتے ہیں: حکم بن کیسان مولیٰ بنی مخزوم (جو چھپنے، سینگ لگانے کا کام کرتے تھے) نے حضرت عثمان بن عفان کی بہن آمنہ بنت عفان (جو جاہلیت میں ماما تھیں) ان سے شادی کر لی تھی۔

۱۷۹۱ (ز) حکم بن مرہ

ابن مندہ: ان کے صحابی ہونے اور ان کی روایت میں تاثر ہے، حکم بن فضیل، شیبہ بن مساور بحوالہ حکم بن مرہ صحابی رسول ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو برے طریقے سے نماز پڑھتے دیکھا۔ (حدیث)

۱۷۹۲ (ز) حکم بن مسعود

بن عمرو ثقفی۔ ابوعبید کے بھائی جنگ جسر میں اپنے بھائی کے ساتھ شریک ہوئے اور شہادت پائی۔ کنیتوں میں ان کے بھائی کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

تنزیہ الشریعة لابن عراق (۲۱۸) الموضوعات لابن الجوزی (۲۷/۲)

ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاة والسنن فیہا (۹۷۲) السنن الکبریٰ (۶۹/۳) لسان المیزان (۱۱۹۳/۴)

اسد الغابۃ (۱۲۲۶) استیعاب (۵۴۰)

اسد الغابۃ (۱۲۲۷)

کنز العمال (۱۹۰۶۹) جامع المسانید (۵۶۶/۳)

۱۷۹۳ حکم بن مسلم عقیلی

بقول ابوالواحد عسکری: صحابی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۹۴ حکم بن منہال

یا ابن مینا ابویعلیٰ بطریق حورث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حکم بن منہال سے سنا کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”میرے لیے قریشیوں کو جمع کرو“۔ (حدیث) اسی میں ہے: ”بھانجا قوم میں شامل ہے“۔ ایسا ہی ابن الاثیر نے بطریق ابویعلیٰ نقل کیا ہے اور بطریق ابن ابی عاصم * * * * * مقدمی سے جو ابویعلیٰ کے شیخ ہیں ان سے روایت کیا ہے اس میں ہے حکم بن مینا نے کہا: ابویعلیٰ کی دوسری مستند مسند کے نسخہ میں ایسا ہی ہے شاید وہ بعد والے ہوں۔

۱۷۹۵ حکم بن مینا انصاری

ان کے مولیٰ ہیں۔ ابن سعد * * * * * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی اولاد کہتی ہے: ابو عامر راہب جو حنظلہ غسیل ملائکہ کے والد تھے انہوں نے ابوسفیان بن حرب کو مینا دیا، انہوں نے آگے عباس رضی اللہ عنہ کو بہہ کر دیا۔ آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔ مینا نبی ﷺ کے ہمراہ تبوک میں شریک ہوئے۔ رہے حکم جو ان کے بیٹے ہیں، تو امام بخاری * * * * * تاریخ میں اور دارقطنی افراد میں بطریق شیبہ بن حکم بن مینا بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں دمشق جامع مسجد کے دروازے پر بلال حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام اور ابو جندل کے ساتھ وضو کر رہا تھا تو اچانک ہم نے مسح علی الخفین (موزوں پر مسح) کا تذکرہ کیا۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ بطریق عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، شیبہ بن حکم سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اسلام لایا تو وہ زخمی ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اسے دم کیا۔ ایسا ہی ان کے ہاں شیبہ بن حکم سے بغیر تصغیر لکھا ہے۔

۱۷۹۶ حکم زرقی ابن ربیع، تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۷۹۷ حکم ابوشیبہ ابن مینا، تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۷۹۸ حکم انصاری

مطبع کے دادا، مسعود بن حکم زرقی کے چچاؤں میں سے ایک ہیں۔ بغوی، ابن سکین وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ابو عبداللہ کنیت بتائی ہے اور بطریق محمد بن قاسم، مطبع ابویحییٰ انصاری (جو عابد زاهد شخص تھے) سے ان کی حدیث نقل کی

* * * * * ابوداؤد کتاب الادب (۵۱۲۲) مسند احمد (۱۷۱/۳) المعجم الكبير (۱۴۲/۲) المصنف لعبد الرزاق (۱۹۸۹۷)

کنز العمال (۳۰۳۷۶) (۵۶۴۴) الدر المنثور (۳۱۸۳)

* * * * * الاحاد والمثنائی (۲۵۱/۵) * * * * * اسد الغابۃ (۱۲۳۰) * * * * * الطبقات الكبرى (۲۲۸/۵)

* * * * * التاريخ الكبير (۳۴۳/۲) * * * * * اسد الغابۃ (۱۲۲۰)

ہے۔ فرمایا: ”مجھ سے میرے والد بحوالہ میرے دادا روایت کی ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہوتے تو ہماری طرف رخ انور فرماتے۔“ * محمد بن قاسم فرماتے ہیں: مجھے ایک محدث نے بتایا یہ مطیع بن فلاں بن حکم، مسعود بن حکم کے عم زاد ہیں۔ حکم اُحد میں شریک رہے تھے۔

حکیم (حارِز برکاف کے نیچے زیر) نامی حضرات

حکیم بن اشرف ۱۷۹۹

مقاتل بن سلیمان نے اس آیت ”جو لوگ تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں اور اپنی بیویاں بیوہ چھوڑ جاتے ہیں تو ان کی ازواج کے لئے وصیت ہے“ * کی تفسیر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

حکیم بن امیہ ۱۸۰۰

بن حارث بن اقص سلمی بنی امیہ کے حلیف۔ ابن ہشام نے ان کے وہ اشعار ذکر کیے ہیں جن میں بنی امیہ کو نبی ﷺ سے عداوت رکھنے سے روکتے ہیں۔ حکیم حارث بن امیہ کی اولاد میں سے اپنے دادا کے مشابہ تھے۔ بعثت سے پہلے قریش کے اتفاق سے ان کی تادیب و تربیت کیا کرتے تھے جس کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے: ”میں روزانہ بطحا کا چکر اس خوف سے لگاتا ہوں کہ حکیم مجھے ادب سکھا دے۔“ فاکہی نے کتاب مکہ میں بحوالہ ابو ثابت زہری اس کا ذکر کیا ہے، ابن الاثیر نے بحوالہ اشیری اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا اور اسے ابن ہشام اور ابن اسحاق کی طرف منسوب کیا کہ وہ بہت پہلے مکہ میں اسلام لا چکے تھے۔

(ن) حکیم بن حارث طائفی ۱۸۰۱

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی اور بچوں سمیت ہجرت کی تھی۔ انہی کے متعلق یہ آیت: ”جو لوگ تم میں سے فوت ہو جاتے اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں“ * نازل ہوئی۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے یہ قصہ ابن اسحاق سے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے، فرمایا: مجھے بحوالہ مقاتل بن حیان اس آیت کی تفسیر میں بتایا گیا کہ ایک شخص جو طائف کا رہنے والا تھا مدینہ آیا، اس کی زینہ اور مادینہ اولاد تھی۔ اس کے ساتھ اس کے والدین اور اہلیہ بھی تھی۔ مدینہ میں اس کا انتقال ہو گیا، جس کا مقدمہ نبی ﷺ کے حضور پیش ہوا تو آپ ﷺ نے والدین اور اولاد کو دستور کے موافق حصہ تو دیا لیکن بیوی کو محروم رکھا۔ البتہ انہیں یہ حکم دیا کہ وہ سال بھر تک بیوی کو محروم خاوند کے ترکہ میں سے خرچ دیں۔

حکیم بن حزام ۱۸۰۲

بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی اسدی، زوجہ رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے، ان کی والدہ مصفیہ ہیں۔ بقول

* الجامع الكبير (۳۷۵/۲) * سورة البقرة (۲۳۴) * اسد الغابة (۱۲۳۱)

* سورة البقرة (۲۳۴) * اسد الغابة (۱۲۳۴) استيعاب (۵۵۳)

بعض فاختہ، ایک قول ہے کہ زینب بنت زہیر بن حارث بن اسید بن عبدالعزیٰ ہیں۔ کنیت ابو خالد تھی، کتب ستہ میں ان کی حدیث ہے۔ ان سے ان کا عبداللہ بن حارث بن نوفل، سعید بن المسیب، موسیٰ بن طلحہ اور عروہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابوجیبہ موسیٰ زبیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حکیم بن حزام کو فرماتے سنا: میں واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوا، اور جب عبدالمطلب نے عبداللہ کو ذبح کرنا چاہا تو اس وقت میں سمجھدار بچہ تھا۔ واقدی نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: نبی ﷺ کی ولادت سے پانچ سال پہلے، ان کے والد حرب بن جاس میں یہ بھی شریک تھے، قتل ہو گئے تھے۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ حکیم بن حزام کعبہ میں پیدا ہوئے، قریش کے سردار تھے اور بعثت سے پہلے ہی نبی ﷺ کے دوست تھے اور بعثت کے بعد بھی انہوں نے اپنی سابقہ دوستی، محبت میں کوئی کمی نہ آنے دی، لیکن (تجب کی بات ہے) اسلام تاخیر سے قبول کیا حتیٰ کہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔

سیرت کی کتابوں میں یہ روایت ثابت ہے اور صحیح بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”جو حکیم بن حزام کی حویلی میں داخل ہو گیا وہ مامون و محفوظ ہے۔“ تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔ حنین میں شریک ہوئے جس کی غنیمت میں سے انہیں سواونٹ ملے۔ پھر ان کا اسلام سنور گیا۔ اور یہ بھی بدر میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے اور بچ جانے والوں میں یہ بھی بچ نکلے، جب تاکید کے لیے قسم کھاتے تو فرماتے: اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر سے بچالیا تھا۔ زبیر فرماتے ہیں، اسلام کا ظہور ہوا تو (رفادہ) مرہم پٹی کی ذمہ داری ان کے پاس تھی۔ وہ نیکی کے کام کرتے اور صلہ رحمی کرتے تھے۔

صحیح میں ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میں جاہلیت میں جو نیکی کے کام کرتا تھا کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نیکی کے سابقہ کاموں سمیت مسلمان ہوئے۔“ دارالندوہ ان کی ملکیت میں تھا جسے انہوں نے بعد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔ جس پر عبداللہ بن زبیر نے انہیں ملامت کی تو فرمانے لگے: بھتیجے! میں نے اس کے بدلہ جنت میں ایک گھر خرید لیا ہے اور تمام درہم کو صدقہ کر دیا۔ وہ قریش کے نسب و واقعات کے عالم تھے۔

۵۰ھ بقول بعض ۵۴ھ، ایک قول ہے ۵۸ھ، کسی کا قول ہے ۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ ایک سو بیس سال زندہ رہنے والوں میں سے ہیں۔ آدھا عرصہ جاہلیت میں اور آدھا اسلام میں گزارا۔ تاریخ میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ۶۰ھ میں بھر ۱۲۰ سال فوت ہوئے۔ یہ ابراہیم بن منذر کا قول ہے جسے بطریق عمر بن عبداللہ بن عروہ، بحوالہ عروہ مسند اذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خلافت کے دس سال گزرنے کے بعد انتقال فرمایا۔

۱۸۰۳ حکیم بن حزن

بن ابی وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم، سعید بن المسیب (مشہور تابعی) کے چچا، بقول ابن اسحاق، عروہ اور ابو معشر: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز اپنے والد اور والدہ فاطمہ بنت سائب مخزومیہ کے ساتھ

تہذیب تاریخ دمشق (۴/۴۲۰)

بخاری کتاب الزکاة من تصدق فی الشریک ثم اسلم (۱۳۶۹) مسلم کتاب الایمان بیان حکم الکافر اذا اسلم بعدہ (۱۳۱۹)

التاریخ الکبیر (۱۱/۳) اسد الغابۃ (۱۲۳۵) استیعاب (۵۵۵)

مسلمان ہوئے۔ ابن مندہ کا بیان ہے: ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

۱۸۰۳ حکیم بن طلیق

بن سفیان بن امیہ بن عبد شمس اموی۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے: تالیف قلبی والوں میں تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں سواونٹ عطا کیے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں رہی۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں: ان کا ایک مہاجر نامی بیٹا تھا اور ایک بیٹی تھی جس سے زیاد بن امیہ نے شادی کی تھی۔

۱۸۰۵ حکیم بن عامر عبدی ثم محاربی

ابو عبیدہ نے وفد عبد القیس کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۸۰۶ حکیم بن معاویہ نمیری

باوردی بحوالہ بخاری فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ اہل حمص سے ان کی حدیث ملتی ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور تاریخ میں ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ میں کہتا ہوں: ان کی حدیث کا مدار اسماعیل بن عیاش پر ہے جسے سلیمان بن سلیم سے بحوالہ یحییٰ بن جابر، معاویہ بن حکیم سے وہ اپنے چچا حکیم بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا دے کر بھیجا ہے؟ (حدیث) یہ ترمذی کی روایت ہے۔ بقول بعض، حکیم بن معاویہ سے بحوالہ ان کے چچا محمد بن معاویہ یہی ابن ماجہ کی روایت ہے، جسے عقبہ نے سلیمان سے بحوالہ یحییٰ، معاویہ اور حکیم سے بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے اور ابن ابی عاصم نے اپنے طریق سے روایت کی ہے، جبکہ ابن ابی خثیمہ نے بطریق سعید بن سنان، یحییٰ بن جابر سے یونہی روایت کرتے ہیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ پہلی روایت سے یہ لازم آتا ہے کہ حکیم ان کے والد اور چچا کا نام ہو۔ ابو عمر کا قول ہے: جس نے بھی صحابہ کے متعلق کوئی کتاب لکھی ہے اس نے ان میں اس شخصیت کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۰۷ حکیم والد معاویہ

ابن ابی خثیمہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے جو میرے نزدیک غلط ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اور جو حدیث ان کے حوالہ سے ذکر کی ہے وہ بہز بن حکیم بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے ہے۔ ان کے دادا معاویہ بن حیدہ ہیں۔ ایسا ہی علامہ ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے۔ پھر بطریق ابن ابی خثیمہ حوطی سے، بقیہ، بحوالہ سعید بن سنان، یحییٰ بن جابر سے، بحوالہ معاویہ بن حکیم وہ اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! (اللہ تعالیٰ) ہمارے رب نے آپ کو کیا احکام دے کر بھیجا

اسد الغابۃ (۱۲۳۶) استیعاب (۵۵۴) اسد الغابۃ (۱۲۳۸) استیعاب (۵۶۶) الجرح والتعديل (۲۰۷/۳) ترمذی کتاب الایمان حدیث (۲۶۱۶) ابن ماجہ کتاب الفتن (۳۹۷۳) الاحاد والمثنائی (۱۴۹/۳) الجرح والتعديل (۲۰۷/۳) الجرح والتعديل (۲۰۷/۳) اسد الغابۃ (۱۲۳۹) استیعاب (۵۵۷)

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے حرمت والا ہے۔ یہی تمہارا دین ہے جہاں بھی تم رہو تمہارے لیے (اس پر عمل) کافی ہے۔“

پھر بطریق عبدالوارث، بحوالہ بہز بن حکیم، ان کے والد ان کے دادا سے روایت درج کی ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس آنے سے پہلے میں نے کئی بار نہ آنے کی قسم کھائی پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اس میں بھی سابقہ مضمون ہے۔ ابو عمر نے اس بات پر بنیاد رکھی ہے کہ راوی کا نام بدل گیا ہے۔ وہ حکیم بن معاویہ تھے نہ معاویہ بن حکیم۔ جبکہ حکیم بن معاویہ مشہور تابعی ہیں۔ اس لیے وہ پورے وثوق سے کہہ گئے کہ یہ غلط ہے۔ لیکن یہ احتمال پھر بھی باقی ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔ اور اس میں کوئی بعد نہیں کہ دونوں نے ایک جیسا سوال کیا ہو۔ خصوصاً جب حوالہ مختلف ہے ابن ابی عاصم نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث نقل کی ہے جو عبدالوہاب بن نجدہ وہی حوطی سے مروی ہے جو اس میں ابن ابی خيثمه کے شیخ ہیں۔

۱۸۰۸ حکیم اشعری

مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں جو صحیحین میں حدیث ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اشعری رفقاء کی قرآن پڑھنے کی آوازوں کی پہچان ہے جب وہ رات ہوتے ہی اسے شروع کرتے ہیں (یعنی مساجد میں)۔ ان میں سے حکیم ہے جب وہ لشکر سے مقابلہ کرتا ہے۔“ پھر حدیث ذکر کی۔ ابو علی غسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن التین اور دیگر شراح بخاری کا گمان ہے کہ آپ کا یہ ارشاد ”ان میں سے ایک حکیم ہے۔“ ان میں سے کسی غیر معروف شخص کی صفت ہے۔ ایسا ہی عیاض نے اپنے شیخ ابو علی صدفی سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

باب حاء کے بعد لام

۱۸۰۹ (ن) حلال (بے نسبت)

جہنی، بقول بعض مزنی۔ امام احمد بطریق سفیان ثوری، ابو اسحاق سے وہ بحوالہ جہینہ یا مزینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو ”یا حرام یا حرام“ پکارتے سنا، جو ان کا شعار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یا حلال یا حلال!“

۱۸۱۰ (ن) حلیس

بروزن جعفر۔ بقول بعض تصغیر ہے۔ بے نسبت۔ ابن مندہ نے بطریق نصر بن علقمہ، اپنے بھائی محفوظ سے انہوں نے ابن عائد سے بحوالہ حلیس نقل کیا کہ نبی ﷺ نے اپنی ازواج کو یہ حکم دیا تھا کہ جب کوئی سونے لگے تو تینتیس (۳۳) بار الحمد للہ، تینتیس (۳۳) بار سبحان اللہ اور تینتیس (۳۳) بار اور ایک روایت کے مطابق چونتیس (۳۴) بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرے۔

اسد الغابۃ (۴۷/۲) ترمذی کتاب الایمان (۲۶۱۶) الدر المنثور (۵۷۸/۱)

اسد الغابۃ (۱۲۳۱) کنز العمال (۱۸۲۵۷)

۱۸۱۱ حُلَيس

تصغیر ہے۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابو زاہر یہ حلّیس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریش کو وہ صفات حاصل ہیں جو دوسرے لوگوں کو نہیں ملیں۔“ (حدیث) اسے ابو نعیم نے سابقہ شخصیت کے سوانح میں درج کیا ہے اور فرمایا: اہل حمص میں ان کا شمار ہوتا ہے، مجھے تو لگتا ہے وہ اور ہیں۔ تاریخ حمص میں جو ہیں ان سے ابن عائد روایت کرتے ہیں اور وہ پہلے والے ہیں، یہ نہیں۔

۱۸۱۲ حُلَيس

یہ بھی تصغیر ہے۔ ابن زید بن صفوان بن صباح بن طریف بن زید بن عامر بن ربیعہ بن کعب بن ربیعہ بن ثعلبہ بن سعد بن ضبہ ضعی۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور سیف بن عمر کے طریق سے اپنی مسند سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے بھائی حارث بن زید بن صفوان کی وفات کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں مظلوم ہوں، کیا میں بدلہ لے سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی ظلم کیا جائے درگزر اس کی زیادہ مستحق ہے۔“ (حدیث)

۱۸۱۳ (ن) حُلَیْہ بن جُنَادہ

بن سوید بن عمرو بن عرقطہ بن نافذ بن مرہ بن تیم بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی۔ ابن کلبی نے ”جمہرہ“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی۔ اسی طرح میں نے ایک تصحیح شدہ نسخہ میں حاء بے نقط، لام اور یاء سے لکھا دیکھا ہے۔

حاء کے بعد میم

۱۸۱۴ حَمَاد

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے ابو موسیٰ نے بطریق یقظان بن عمار بن یاسر جو ایک ضعیف راوی ہے۔ زہری سے بحوالہ ابوسلمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ نبی ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا شخص لاٹھی ٹکیتے ٹکیتے آگیا۔ اس نے نبی ﷺ کو سلام کیا جواباً تمام حاضرین نے سلام کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حماد! بیٹھے! آپ خیر پر کاربند ہیں۔“ پھر انہوں نے اس کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی جب چالیس برس کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تین آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔“ (لمبی حدیث ہے۔)

❖ اسد الغابۃ (۱۲۴۱) استیعاب (۶۰۶) ❖ کنز العمال (۳۳۸۰۵) جامع المسانید (۵۹۱/۳)

❖ اسد الغابۃ (۱۲۴۰) ❖ جامع المسانید (۵۹۰/۳) ❖ اسد الغابۃ (۱۲۴۲)

❖ کنز العمال (۴۲۶۵۹) اللالی المصنوعۃ (۷۲/۱) تاریخ بغداد (۷۱/۲)

مشہور جانور کے نام پر یہ نام ہے جس کی وجہ کوئی حماقت نادانی نہیں سمجھ اور ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ بطریق زید بن اسلم وہ اپنے والد سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ نامی ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتا اور خوش کرتا تھا۔ اس کا لقب حمار تھا۔ (حدیث) اسی میں ہے، اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔“

واقعی کا بیان ہے ان کا یہ قصہ غزوہ خیبر میں پیش آیا۔ ابو یعلیٰ دوسری سند سے بحوالہ زید بن اسلم اسی سلسلہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی یا شہد کا ڈبہ ہدیے میں بھیجا کرتے تھے۔ پھر اس کا مالک لے کر آتا تو فرماتے: انہیں گھی دو۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی واقعہ نعمان کے ساتھ پیش آیا جو زبیر بن بکار ”کتاب الفكاهة والمزاح“ نے ذکر کیا ہے۔ ابوبکر مروزی اپنی مسند ابوبکر میں بطریق زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ جو حمار کے نام سے مشہور تھے، انہوں نے عہد فاروقی میں شراب پی لی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر اور عثمان کو حکم دیا کہ انہیں کوڑے لگائیں۔ (حدیث)

ابن قیس بقول بعض ابن خالد بن قیس بن مالک دکی، ابن اسحاق اور واقعی کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر یہ مکہ میں تھے۔ اسلحہ تیار کر کے اپنی بیوی سے کہنے لگے میں ان کے مقابلہ میں جاتا ہوں تمہیں ویسے بھی خادم کی ضرورت ہے باہر نکل کر مسلمانوں کا کڑو فردیکھا تو اٹے واپس گھر آ گئے۔ بیوی سے کہا اری! دروازہ بند کر لے۔ وہ کہنے لگی: ناس ہو! خادم لینے گئے تھے، کیا ہے؟ اور انہیں ملامت کرنے لگی تو اس موقع پر یہ اشعار کہے:

”اگر تم جنگ کے روز ہوتی تو دیکھتی جب صفوان اور عکرمہ بھاگ نکلے تھے، اور مسلمانوں نے تلواریں لیے ہمیں آیا۔ ایسی تلواریں جو مد مقابل کے ہر کندھے اور کھوپڑی کو کاٹ کے رکھ دیتیں۔ وہ ان سے ایسا وار کرتے جس سے صرف شور سنائی دیتا۔ تو ملامت کا لفظ بھی منہ سے نہ نکالتی۔“

ابو عمر رحمہ اللہ نے یہی قصہ صفوان بن امیہ کے حالات میں ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے ان کا نام خناس بن قیس لیا۔ بہر کیف پہلا نام زیادہ صحیح ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی مغازی میں یہ قصہ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جب بنو بکر کو شکست ہوئی تو قبیلہ ہذیل کا ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا پھر وہ قصہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے، ابن شہاب نے کہا: یہ اشعار حماس، بنی سعد بن لیث کے (بھائی) رشتہ دار نے کہے ہیں۔

ابن قانع بطریق حماد بن سلمہ، ابو جعفر خطمی، حمید بن حماس بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے ہم لوگ سوچے تھے، آپ نے فرمایا: ”بنی حماس! نیکی کا حکم کرتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا۔“

اسد الغابۃ (۱۲۴۳) * بخاری کتاب الحدود (۶۷۸۰) * اسد الغابۃ (۱۲۴۴) استیعاب (۶۰۴)

اسد الغابۃ (۴۵۹/۱) * السنن الکبریٰ (۹۳/۱۰) حلیۃ الاولیاء (۲۸۷/۸)

۱۸۱۸ (ن) حمال بن مالک

بن حمال الاسدی فتوح میں سیف نے لکھا ہے کہ حضرت سعد نے جب عراق کا رخ کیا تو انہیں پیادہ فوج کا امیر مقرر کیا۔

۱۸۱۹ حمام بن عمر اسلمی

طبرانی بطریق یزید بن نعیم روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص عبید بن عویم نامی کا بیان ہے کہ زمانہ جاہلیت میں میرے چچا نے ایک باندی سے مقاربت کر لی جس سے اس کے پاؤں بھاری ہو گئے اور اس کے حمام نامی لڑکا ہوا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کی بات کرنے آئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اپنا بیٹا لے جاؤ!“ تھوڑی دیر میں باندی کا آقا بھی آ گیا۔ آپ نے اس کے سامنے دو غلام پیش کیے اور فرمایا: ”ان میں سے جو من بھائے وہ لے لو اور اس شخص کا بیٹا چھوڑ دو!“ تو اس شخص نے رافع نامی غلام لے لیا اور اس کا بیٹا چھوڑ دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بھی اپنا بیٹا پہچان لیا اور اسے اپنے قبضہ میں (کسی بھی طریقے سے) لے لیا تو اس کی آزادی ایک غلام آزاد کرنا ہے۔“ اس کی سند حسن ہے۔ اسے باوردی قہی بن مخلد اور طبرانی نے تہذیب الآثار میں اسی سند سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: قبیلہ اسلم کا ایک شخص عمر نامی قبیلہ اسلم ہی کے ایک شخص عبید کے ساتھ ہولیا۔ پھر اس عمر نے ایک رٹھی باندی سے مقاربت کر لی جس سے حمام نامی ایک لڑکا ہوا۔ یہ سب جاہلیت کی بات ہے، پھر وہ عمر نبی ﷺ کے پاس آئے اس کے بعد وہ حدیث ذکر کی۔

۱۸۲۰ (ن) حمام اسلمی

دوسرے ہیں مبہمات میں ابن حمامہ کے ذیل میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۸۲۱ حمّام بن الجُمُوح

بن زید انصاری۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۲۲ حمران بن جابر یمامی ابو سالم

ابن مندہ بطریق محمد بن جابر، عبد اللہ بن بدر، وہ اپنی دادی ام سالم سے وہ ابو سالم حمران بن جابر سے جو وفد کے ایک فرد تھے، روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بنی امیہ کے لئے ہلاکت ہے۔“ تین بار یہ کلمات فرمائے (مراد جو اسلام نہیں لائے)۔

۱۸۲۳ حمران بن حارثہ اسلمی

اسماء کے بھائی۔ بغوی بعض اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ لوگ آٹھ بھائی تھے۔ سب اسلام لائے اور صحابہ میں شامل ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں: (۱) اسماء (۲) حمران (۳) خراش (۴) ذویب (۵) سلمہ (۶) فضالہ (۷) مالک (۸) ہند۔ ان میں

اسد الغابۃ (۱۲۴۵) المعجم الكبير (۳۵۹۹/۴) اسد الغابۃ (۱۲۴۶)
اسد الغابۃ (۱۲۴۸) استیعاب (۵۸۵) کنز العمال (۳۱۰۵۹) اسد الغابۃ (۱۲۴۹)

سے حمران کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔ ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: طبرانی نے یہ روایت بھی کی ہے کہ آٹھوں کے آٹھ بیعت رضوان میں شریک تھے جس کا کچھ تذکرہ مالک بن حارثہ کے حالات میں آئے گا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کر کے کہا: فزاری ہیں، اسلمی نہیں کہا۔ جو واضح غلطی ہے۔

۱۸۲۳ حمزہ

مالک بن ذی شہار بن مالک بن متبہ بن سلمہ بن مالک بن عدی بن سعد بن رافع بن مالک بن خشم بن حاشد بن خشم بن حیوان بن نوف بن ہمدان ہمدانی۔ ابن سعد ^۱ بحوالہ اپنے رجال مدائنی سے نقل کرتے ہیں کہ ہمدان کا وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں حمزہ بن مالک بن ذی شہار بھی تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہمدان اچھا قبیلہ ہے۔“ (حدیث) بعض روایات میں حمیرہ بن مالک لکھا ہے، شاید کسی نے تصغیر بنا دی ہو۔ ابن کلبی کا قول ہے: یہ کل تین سو عرب یا تین سو عرب کے گھرانے تھے جنہوں نے آپ سے دوستی کا اقرار کیا۔

۱۸۲۵ حمزہ بن ابی اسید

اسمعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے والد کا نام قلمبند کیا ہے۔ یہ بات خطیب نے ”مؤلف“ میں رشیدی کے حالات میں لکھی ہے اور علی بن معبد، محمد بن سلمہ، محمد بن اسحاق، زہری، محمد بن خالد انصاری ان کے سلسلہ سند میں حمزہ بن ابی اسید کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ بقیع میں ایک جنازہ کے لیے باہر تشریف لائے، تو راستے میں ایک بھیڑیا بازو پھیلائے بیٹھا تھا۔ پھر حدیث ذکر کی۔ خطیب فرماتے ہیں: یہی لگتا ہے کہ وہ حمزہ بن ابی اسید انصاری ہوں۔ ان کے والد کا نام حمزہ کے پیش سے ہے۔ میں کہتا ہوں: قسم ثانی میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۸۲۶ حمزہ بن حمیر

بنی عبید بن عدی انصاری کے حلیف، واقدی نے ان کا یہی نام لیا ہے۔ البتہ ابن اسحاق فرماتے ہیں: خارجہ بن حمیر۔ یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہوں۔ حمیر اسی طرح قلمبند کیا گیا ہے، بقول بعض: حمیر جیم سے تصغیر بلا تشدید ہے۔

۱۸۲۷ حمزہ بن عامر

بن مالک بن خضاء بن مبذول انصاری بقول ابن سعد: احد میں وہ اور ان کے بھائی سعد شریک ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے والد کا نام عمار تھا۔ کبھی دادا کی طرف نسبت کر کے حمزہ بن مالک بھی کہا جاتا ہے۔

۱۸۲۸ حمزہ بن عبدالمطلب

نام ونسب: بن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی۔ ابو عمارہ، نبی ﷺ کے چچا اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی، دونوں کو ثویبہ باندی ابولہب

^۱ اسد الغابۃ (۱۲۵۶) اس میں حمزہ کی جگہ حمزہ ہے۔ ^۲ الطبقات الکبریٰ (۷۴/۲)

^۳ اسد الغابۃ (۱۲۵۰) استیعاب (۵۶۱) ^۴ اسد الغابۃ (۱۲۵۱) استیعاب (۵۵۹)

نے دودھ پلایا تھا جس کا ثبوت صحیحین میں ہے۔ والدہ کی طرف سے آپ کے قریبی رشتہ دار بھی بنتے ہیں، وہ اس طرح کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ بنت ابیہب بن عبد مناف بن زہرہ، حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف (والدہ محترمہ نبی ﷺ) کی چچا زاد بہن لگتی ہیں۔

ولادت: آپ ﷺ سے دو سال، بقول بعض چار سال پہلے پیدا ہوئے۔

اسلام: آپ بعثت کے دوسرے سال مشرف باسلام ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ یوں جڑ گئے کہ بس آپ کے حامی و ناصر بن گئے۔ آپ کے ساتھ ہی ہجرت فرمائی۔ ابن اسحاقؒ نے ان کے اسلام لانے کا طویل قصہ ذکر کیا ہے۔

مواخاۃ: کا رشتہ حضرت زید بن حارثہ سے قائم ہوا۔

غزوات میں شرکت: بدر میں شریک ہوئے اور خوب جوہر دکھائے۔ شیبہ بن ربیعہ کو ایک ہی وار میں دولخت کر دیا پھر عتبہ بن ربیعہ کے قتل میں شریک ہوئے یا اس کے برعکس صورتحال پیش آئی۔ طعیمہ بن عدی آپ کے ہاتھوں ہی موت کے گھاٹ اُترا۔

اسلام میں پہلا پرچم: بقول مدائنی رسول اللہ ﷺ نے انہیں جھنڈا باندھ کر دیا اور انہیں ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ یہ اسلام کا پہلا جھنڈا تھا۔

شہادت: اُحد میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ امام بخاریؒ نے حدیث وحشی سے ان کے قتل کیے جانے کا واقعہ بیان کیا ہے، جو ہجرت کے تیسرے سال نصف شوال میں پیش آیا۔

عمر: آپ نے ساٹھ سے کم سال کی عمر پائی ہے۔

نبوی لقب: ”اسد اللہ“ تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں سید الشہداء کا نام عطا کیا۔ ایک قول کے مطابق شہادت سے پہلے انہوں نے تمیں (۳۰) سے زائد سوراؤں کو تیغ کیا تھا۔

جنازے میں اعزاز: بخاری کی روایت ہے کہ نبی ﷺ شہداء اُحد کو ایک قبر میں دو آدمیوں کو دفن کرتے تھے۔ (حدیث) (حضرت حمزہ کی میت دھری رہتی اور دوسرے حضرات کے جنازے لائے جاتے تو جتنی بار دوسروں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی حضرت حمزہ کی بھی ساتھ نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی)۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ دونوں ایک قبر میں دفن کئے گئے۔ غیلانیات میں ہم نے حدیث ابو ہریرہ روایت کی ہے کہ شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غور سے دیکھنے لگے، چونکہ آپ کا مثلہ کیا گیا تھا جس سے آپ ﷺ کو شدید صدمہ پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چچا جان! اللہ کی رحمت ہو آپ پر آپ بڑے ملنسار اور کار خیر میں بڑے تیز رفتار تھے۔“ نیز غیلانیات میں عمر بن شبہ کی روایت سے سری بن عیاض بن منقذ، منقذ بن سلمی بن مالک سے وہ اپنے نانا ابو مرثد سے وہ حلیفہ سے وہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب سے آپ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ دعا نہ چھوڑنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَرِضْوَانِکَ الْاَکْبَرِ (حدیث)

”اے اللہ! میں آپ سے آپ کے سب سے بڑے نام کے ذریعہ اور آپ کی عظیم رضا کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔“

❖ السیرۃ النبویۃ (۱/۲۳۳، ۲۳۴) ❖ بخاری باب الصلوۃ علی الشہید حدیث (۱۳۴۳)

❖ المعجم الکبیر (۳/۱۶۶) کنز العمال (۳۲۱۷)

کعب بن مالک نے مندرجہ ذیل اشعار میں آپ کا مرثیہ کہا ہے:
”میری آنکھ روئے اور اسے رونے کا حق ہے۔ لیکن اس صبح اللہ کے شیر پر رونے اور واویلا کرنے سے کیا حاصل
جب لوگوں نے یہ کہا کہ یہ حمزہ شہید ہو گئے۔“

فوائد ابی طاہر میں بطریق حمزہ بن زید، ابو زبیر سے بحوالہ جابر مروی ہے، فرمایا: ”ہم اس دن اپنے احد میں شہید ہونے
والے لوگوں پر روئے جس دن معاویہ نے نہر کھدوائی تھی، ہم نے دیکھا ان کی لاشیں تروتازہ ہیں، ایک شخص کی پھاوڑی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
کے پاؤں پر لگ گئی جس سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔“

۱۸۲۹ حمزہ بن عمر

باوردی ان کا ذکر کر کے کہتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ فرماتے ہیں: مطین، منجاب، شریک، ہشام بن عروہ ان کے
سلسلہ سند میں ان کے والد سے وہ حمزہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا، آپ ﷺ فرمانے
لگے: ”دائیں ہاتھ سے اور بسم اللہ پڑھ کر۔“

منجاب فرماتے ہیں: اس میں شریک کو وہم ہوا ہے، درست وہ روایت ہے جو ہمیں علی بن مسہر نے بحوالہ ہشام انہوں نے
اپنے والد کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ عمر بن ابی سلمہ سے یہ روایت مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: عمرو بن ابی سلمہ والا طریق، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں درج ہے جو ہشام سے مروی طرق سے منقول
ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں: اس میں ہشام سے آگے اختلاف ہے۔

ابو نعیم نے یہی عنوان قائم کیا ہے جسے بواسطہ طبرانی مطین سے پورے کا پورا نقل کیا ہے اور ابو موسیٰ نے انہی کے طریق سے
درج کیا ہے، فرماتے ہیں: اگرچہ اس میں وہم واقع ہوا ہے پھر بھی ابو نعیم کو اس میں وہم ہوا ہے۔ وہ اس طرح کہ طبرانی نے یہ نام حمزہ
بن عمرو اسلمی کے حالات میں لکھا ہے علیحدہ عنوان نہیں قائم کیا۔ تو ابو نعیم کو یوں وہم ہوا کہ انہوں نے عمرو سے واؤ کم کر کے علیحدہ عنوان
دے دیا۔ اسی طرح انہیں دو خطاؤں میں الجھنا پڑا۔

میں پھر کہتا ہوں: اصل میں غلطی ابو نعیم سے نہیں بلکہ طبرانی سے ہوئی کیونکہ انہوں نے اس نام کو حمزہ بن عمرو کے حالات
کے آخر میں درج کیا، جسے ان سے مطین نے بیان کیا ہے جس کا صحیح گواہ باوردی کی موافقت ہے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ انہوں
نے کہا: حمزہ بن عمر انہوں نے خود واؤ استعمال نہیں کیا۔ اگرچہ منجاب نے اس بات کو وثوق سے لکھا ہے کہ اس میں وہم شریک سے ہوا
ہے لیکن اس کا احتمال ہے۔ اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ سارا اختلاف ہشام سے آگے ہو، اگر ایسی بات نہ ہوتی تو میں قسم آخر میں ان کا
ذکر کرتا۔ یہ ان ناموں میں سے ہے جن کے بارے میں میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے۔

۱۸۳۰ حمزہ بن عمار

بن مالک، حمزہ بن عامر میں تذکرہ ہو چکا ہے یہاں ابن دباغ نے ذکر کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۱۲۵۳) ترمذی کتاب الاطعمۃ (۱۸۵۷) ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ (۳۲۶۴) المعجم الكبير (۱۷۸/۳)

۱۸۳۱ حمط بن شریق

بن غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عوتج بن عدی بن کعب قرشی ثم عدوی۔ زیر کتاب نسب میں لکھتے ہیں: فتوحات میں شریک رہے اور طاعون عمواس میں فوت ہوئے۔ ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا اور ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۸۳۲ حمل

ابن سعدانہ بن حارثہ بن معقل بن کعب بن علیم کلبی، دومۃ الجندل والے، حارثہ بن قطن میں پہلے ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ہشام بن محمد، ابن ابی صالح جو بنی کنانہ کے ایک شخص ہیں، ان کے سلسلہ سند میں ربیعہ بن ابراہیم سے روایت ہے، فرمایا: حارثہ بن قطن اور حمل بن سعدان بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ہم سب لوگ اسلام لے آئے۔ آپ نے حمل بن سعدانہ کے لیے ایک پرچم بنایا۔ اسی پرچم کے ساتھ جنگ صفین میں حضرت معاویہ کا ساتھ دیا۔ رشاطی فرماتے ہیں: حمل بن سعدانہ حضرت خالد بن ولید کی جنگوں میں شریک رہے۔ ابو محمد اسود عند جی فرماتے ہیں: شاعر کے اس شعر میں وہی مراد ہیں: ”ذرا ٹھہرا! ابھی حمل جنگ میں شریک ہونے والا ہے۔“

میں کہتا ہوں: انہی اشعار کو حضرت سعد بن معاذ نے بھی پڑھا ہے۔

۱۸۳۳ حمل بن مالک

بن نابغہ بن جابر بن ربیعہ بن کعب بن حارث بن کبیر بن ہند بن طابخہ بن لحيان بن ہذیل بن مدرکہ ہذلی البونھلہ۔ بصرہ فروکش ہوئے، وہیں ان کا ڈیرہ تھا۔ جنین کے واقعہ میں صحیح کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ اسی حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیٹ کے بچہ کی دیت کے متعلق لوگوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مطالبہ کیا۔ جس پر حمل بن مالک کھڑے ہو کر فرمانے لگے... پھر وہ حدیث ذکر کی جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خلافت فاروقی تک زندہ رہے۔ اور جو بات عامر بن مرثش کے حالات میں آ رہی ہے کہ وہ عہد نبوی میں شہید ہو گئے تھے۔ بے حد کمزور ہے۔ عمران بن عویم کے سوانح میں خود حمل بن مالک کی حدیث سے جنین کا قصہ آ رہا ہے۔ اسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہذیل کی زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر فرمایا تھا۔

۱۸۳۴ حممہ دوسی

ابوداؤد طلیسی، مسدد اور حارث نے اپنی اپنی مسند میں، ابن ابی شیبہ نے اپنے ”مصنف“ میں اور ابن المبارک نے کتاب الجہاد میں بطریق حمید بن عبد الرحمن حمیری روایت کی ہے کہ ایک صحابی جن کا نام حممہ تھا، انہوں نے دور فاروقی میں اصہبان کے

اسد الغابۃ (۱۲۵۸) * اسد الغابۃ (۵۵/۲) * اسد الغابۃ (۱۲۵۹) استیعاب (۵۶۳) * اسد الغابۃ (۱۲۶۰) استیعاب (۵۶۲)

ابوداؤد کتاب الدیات باب دیت الجنین (۴۵۷۲) نسائی کتاب القسامۃ باب قتل المرأة بالمرأة (۴۷۵۳)

اسد الغابۃ (۱۲۶۱) استیعاب (۵۹۴) * ابوداؤد طلیسی فی مسنده (۵۰۵)

جہاد میں شرکت کی۔ انہوں نے یہ دعا کی: اے اللہ! حمہ کا گمان ہے کہ وہ تیری ملاقات پسند کرتا ہے۔ اللہ! اگر وہ سچا ہے تو اس کی سچائی کو ثابت کر دے اور اگر جھوٹا ہے تو اسی پر ڈال دے اگرچہ وہ نہ چاہے۔۔۔ (حدیث) اس میں ہے کہ وہ شہید ہو گئے تو ابو موسیٰ نے فرمایا: ”وہ شہید ہیں۔ امام احمد نے کتاب الزہد میں ہرم بن حیان کے طریق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے صحابی رسول حمہ کے قریب رات بسر کی تو دیکھا وہ پوری پوری رات روتے رہتے تھے اور کبھی کبھار دونوں ہل بیٹھتے تھے۔“

۱۸۳۵ حمز بن عوف

بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب، عبد الرحمن بن عوف کے بھائی۔ زبیر نے نسب قریش میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اور تا وفات مکہ ہی قیام رکھا۔ نہ ہجرت کی اور نہ مدینہ میں داخل ہوئے۔
حنن، میں نے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ (ابن) الامین وغیرہ نے یونہی قلم بند کیا ہے۔ اور نسب للزبیر میں بھی ایسا ہی ہے۔ فرماتے ہیں، حمن کی وفات پر ایک شاعر کہتا ہے: ”تجب ہوگا کہ اگر بنی عوف کی عورتیں آنسو نہ بہائیں جب حمن وفات پا چکا ہے“
وزیر ابن مغربی نے اپنی کتاب ”منثور“ میں اسی طرح لکھا ہے، البتہ نون کی جگہ آخر میں ز لکھ دی، حمز کر دیا، اور کہا کہ یہ حمز سے مشتق ہے جس کے معنی صعوبت و سختی کے آتے ہیں۔ اور اس میں نون زائد ہے۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے قبیلہ میں سختی اور صلح جو آدمی تھے۔

۱۸۳۶ حمید بن ثور

بن حزن بن عمرو بن عامر بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہلالی ابوالمثنیٰ۔ بعض نے کچھ اور کنیت بتائی ہے۔ ابن شاہین اور غریب میں خطاب، عقیلی، ازدی ضعفاء میں اور طبرانی سب کے سب بطریق یعلیٰ بن اشدق (جو ضعیف راوی ہے)۔ روایت کرتے ہیں کہ حمید بن ثور نے ان سے فرمایا کہ جب وہ مسلمان ہو کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو یہ اشعار کہے: ”میرا دل سلیمی سے دور ہو گیا خواہ غلطی سے خواہ عمد“۔
دوسرے اشعار میں فرماتے ہیں:

”بالآخر میں محمد مصطفیٰ کے پاس پہنچ گیا جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت دینے والی کتاب کی آیات تلاوت فرماتے ہیں۔“

ابن شاہین نے سارے اشعار بیان کیے ہیں۔ یعلیٰ ضعیف اور متروک راوی ہے۔ محمد بن سلام نجی نے اسلامی شعراء کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی خيثمه نے نبی ﷺ سے روایت کرنے والے شعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابراہیم بن منذر فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن ابی فضالہ نخوی نے بتایا کہ حضرت عمرو بن العاص نے تمام شعراء کی جانب یہ حکم بھیجا کہ کوئی بھی کسی عورت کے محاسن والے اشعار نہیں کہے گا، تو حمید بن ثور جن کی ایک محبوبہ تھی اس کے متعلق یہ اشعار کہہ دیئے:

”اللہ کی قسم! مالک کے طویل درخت تمام درختوں کی شاخوں سے خوبصورت ہیں اگرچہ میں اپنے دل کو سرو سے بہلاتا رہوں حالانکہ مجھے اس سرو تک جانے کا راستہ معلوم تھا۔“

قاسم نے اسی سند سے دلائل میں ذکر کیا ہے، مرزبانی کا بیان ہے کہ وہ ایک فصیح شاعر تھے، جو میں جوان سے مقابلہ کرتا یہ اس سے بازی لے جاتے۔ نبی ﷺ کی خدمت میں بھی آئے، خلافت عثمانی تک زندہ رہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ حمید بن ثور کسی اموی خلیفہ کے ہاں گئے، اس نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے جواباً یہ اشعار کہے:

”مجھے تمہارے پاس وہی اللہ لایا ہے جو تم سے بڑھ کر بھلائی پہچاننے والا ہے۔ تم تک میرا وہی رہنما ہے۔“

زبیر نے ان کے یہ اشعار پڑھے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جوانی اور ہماری اس بات کو ختم نہ کرے کہ جب ہم بچگانہ حرکات کریں گے تو توبہ کر لیں گے۔“

۱۸۳۷ (ن) حمید بن جمیل

عبداللہ بن جمیل میں ان کا تذکرہ آئے گا۔ عبدالعزیز بن برزہ نے ان کا یہ نام بتایا ہے۔

۱۸۳۸ (ن) حمید بن خالد

تہذیب الآثار میں طبرانی بطریق عبداللہ بن ربیعہ، حمید بن خالد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: وہ صحابی رسول ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی۔

۱۸۳۹ (ن) حمید بن زہیر

بن حارث بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشی اسدی۔ فاکہی کی کتاب مکہ میں مجھے یہ حوالہ ملا ہے کہ کعبہ کی پچھلی طرف بنی اسد کا ایک گھر تھا جو مسجد کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ حمیدی فرماتے ہیں: میرے دادا حمید بن زہیر نے اپنا یہ گھر صدقہ کر دیا اور اپنی تحریر میں لکھا ہے: میں نے اپنی وہ حویلی جس کا سایہ کعبہ پر اور کعبہ کا سایہ اس پر پڑتا تھا صدقہ کر دی۔

میں کہتا ہوں: زبیر نے نسب قریش میں یہ قصہ عبید اللہ بن حمید کے حوالہ سے، جو انہی کی اولاد میں سے ہیں، نقل کیا ہے۔ دونوں میں کوئی منافات نہیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ ہر ایک نے وقف کیا ہو۔

۱۸۴۰ حمید بن عبدالرحمن

بن عوف بن خالد بن عقیف بن بجید بن رواحہ بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری ثم رؤاسی، وہ اور ان کے بھائی جنید اور عمرو بن مالک بن عامر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ حرف جیم جنید میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۸۴۱ حمید بن عبد یغوث بکری

ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمن بن عمرو بن جبلة، زیاد بن عبید اللہ سے بحوالہ موسیٰ بن عمرو، حمید بن عبد یغوث سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”ابو بکر میرا اور میں اس کا (اسلامی) بھائی ہوں۔“

میں کہتا ہوں: عبدالرحمن انتہائی ضعیف راوی ہے۔

۱۸۳۲ حمید بن منہب

بن حارث الطائی۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کی طرف صحابی ہونے کی نسبت کرنا صحیح نہیں۔ البتہ حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما سے سماع حاصل ہے۔ ایک جماعت نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ زکریا بن یحییٰ بن السکن الطائی کے دادا ہیں جو بخاری کے شیخ ہیں۔ یحییٰ وہی عمر بن حصین بن حمید کے بیٹے ہیں۔ وہ ابن منہب بن حارث بن خرم بن اوس ہیں۔ اگر حمید صحابی ہوتے تو یہ چاروں بالترتیب صحابہ بن جاتے۔ لیکن کسی نے بھی حارث اور منہب کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ اس سے اس شخص کا وہم مزید بڑھ جاتا ہے جس نے حمید کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حرف الف میں اوس بن حارث کا ذکر گزر چکا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ پانچ ہیں۔ لیکن یہ انتہائی بعید بات ہے۔

۱۸۳۳ حمید انصاری

بقول بعض یہ وہی ہیں جن کا زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کی نالی میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ وہ حدیث صحیحین میں بطریق زہری عروہ بن زبیر سے مروی ہے، اس میں ان کا نام نہیں لیا گیا۔ اس میں صرف اتنا ہے کہ ایک انصاری کا زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہو گیا۔ اسے ابو موسیٰ نے بطریق لیث بحوالہ زہری نقل کیا ہے جس میں ان کا نام حمید لیا ہے۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: مجھے ان کا نام صرف اسی طریق میں ملا ہے۔ میں کہتا ہوں: ان پہ پھر اعتراض ہوتا ہے کہ بعض طرق میں ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ لیکن بدری صحابہ میں حمید نامی کوئی شخصیت نہیں۔ واللہ اعلم

۱۸۳۴ (ن) حمید (دوسرے بے نسبت)

باوردی بطریق عطاء بن سائب، مالک بن حارث سے بحوالہ ایک شخص جبکہ کتاب میں بحوالہ حمید ہے، روایت کرتے ہیں، فرمایا: نبی ﷺ نے ایک شخص کو کسی سریہ کا امیر بنایا۔ جب وہ واپس آیا آپ نے اس سے پوچھا: امارت کیسی لگی؟ انہوں نے عرض کیا: میں تو اپنے آپ کو عام سا آدمی سمجھتا رہا۔ آپ نے فرمایا: ”بادشاہت والا گھائی کے دروازے پر ہوتا ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ بچالے۔“ (حدیث) اسے طبرانی نے اسی سند سے نقل کیا ہے، لیکن حمید بن ثور کے حالات میں لکھی ہے اور دوسری سند سے روایت کی تو حمید کی جگہ خیشمہ کہا۔

۱۸۳۵ (ن) ح حمیر

ابن عدی القاری خطمی۔ ابن ماکولا نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی کی باندی مجاذہ سے شادی کر لی تھی جن کا ذکر خواتین کے حصے میں آئے گا۔ جن سے ام سعید اور پھر جرّواں حارث اور عدی پیدا ہوئے۔ جس کی وضاحت مجاذہ کے حالات میں آئے گی، اور ان کا ذکر بھی آئے گا جو بغیر تشدید حمیر کہتے ہیں۔

اسد الغابۃ (۱۲۶۷) استیعاب (۵۶۵) استیعاب (۴۳۱/۱) اسد الغابۃ (۱۲۶۳)
بخاری کتاب المساقاة (۲۳۵۹) (۲۳۶۰) مسلم کتاب الفضائل (۶۰۶۵)
المعجم الكبير (۵۵/۴) اسد الغابۃ (۱۲۶۹) استیعاب (۶۰۰) الاکمال (۵۱۷/۲)

۱۸۴۶ حمیر (دوسرے) جیسے پہلا نام تھا

اشجعی ہیں اور بنی سلمہ جو انصار کی شاخ ہے اس کے حلیف ہیں۔ پہلے پہل مسجد ضرار والوں میں شامل تھے پھر تائب ہو گئے۔ یہ بات ابن ماکولا* نے بحوالہ غلابی نقل کی ہے عنقریب عبداللہ بن حمیر اشجعی اور نخشی بن حمیر کا ذکر آئے گا۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

۱۸۴۷ (ن) حمیزہ بن مالک بن سعد حمزہ بغیر تصغیر میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۸۴۸ حُمَيْضَةُ ضاد سے تصغیر ہے۔ ابن ابان خانقہ والی میں بعنوان حُمَيْضَةُ تذکرہ ہوگا۔

۱۸۴۹ حمیضہ بن رقیم انصاری*

از اوس اللہ، عدوی اور قدح نے انہیں شرکاءِ اُحد میں ذکر کیا ہے اور اوس اللہ کے چار افراد کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں ہوا، ان میں سے ایک یہ بھی ہیں۔

۱۸۵۰ (ن) حُمَيْضَةُ بْنُ النُّعْمَانِ

بن حمیضہ البارتی۔ سیف کا بیان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دستوں کا امیر مقرر کیا تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۱۲ھ کے آغاز میں عراق روانہ کیا تھا۔ طبری نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اس دور میں صرف صحابہ ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

۱۸۵۱ حُمَيْلُ* (تصغیر ہے)

ابن بصرہ بن ابی بصرہ الغفاری۔ علی بن المدینی کا قول ہے: میں نے بنی غفار کے ایک بوڑھے سے پوچھا: آپ کے قبیلے میں جمیل بن بصرہ نامی کوئی شخص ہے؟ تو وہ بولا: میاں! تم نے یہ نام بالکل غلط بولا ہے، یہ نام تو جمیل ہے۔ اور اپنے پاس کھڑے ایک لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: وہ اس لڑکے کے دادا تھے۔ مصعب زبیری کا قول ہے: جمیل، بصرہ اور جمیل کے دادا ابو بصرہ سب کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کے دادا ابو بصرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک ہوئے، جمیل کی کنیت بھی ابو بصرہ ہے۔

۱۸۵۲ حُمَيْلَةُ بْنُ عَامِرٍ

بن ائیف الاشجعی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ احزاب کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرنے والوں میں سے ہیں۔ میں کہتا ہوں: یہ مشہور صحابی نعیم بن مسعود غفاری کے چچا ہیں۔ رشاطی کا قول ہے: ابو عمر اور ابن فتحون نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں حمیلہ کا ذکر نہیں کیا ہے یعنی باوجودیکہ ان کی شرط کے مطابق ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے نام کو قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: جیم سے حمیلہ اور بقول بعض: حمیلہ، اور پھر دوسرے حرف میں بھی اختلاف ہے بعض نے باء سے اور بعض نے ثاء سے لکھا ہے، ہر ایک طرف پہلے اشارہ ہو چکا ہے۔

باب حاء کے بعد نون

۱۸۵۳ حنبل بن کعب ہنبل، حرف حاء میں تذکرہ ہوگا۔

۱۸۵۴ احنش ابن عقیل

بنی نضیلہ بن ملیل کے فرد، غفار کے بھائی۔ ان کی ایک طویل حدیث ہے، اسی میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ اسلام لے آئے۔ ابن الاثیرؒ نے اسی طرح بغیر حوالہ ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ”ذیل“ میں قاسم کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ اور ”دلائل“ میں یہ روایت مجھے موسیٰ بن عقبہ کے طریقہ سے بحوالہ مسور بن خرمہ ملی ہے، فرماتے ہیں: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے ارادے سے نکلے، جب مقام عرج پر پہنچے تو کسی آواز دینے والے نے راستے سے آواز دی: ٹھہرو! ہم لوگ ٹھہر گئے۔ وہ پوچھنے لگا: کیا تم میں رسول اللہ (ﷺ) ہیں؟ حضرت عمر نے اس سے کہا: جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: وفات پا گئے ہیں۔ اس نے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھا، پھر اس نے کہا: ان کے بعد کون والی بنا؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر وہ کہنے لگا کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: وفات پا گئے ہیں۔ اس نے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھا، پھر اس نے کہا: ان کے بعد والی کون بنا؟ آپ نے فرمایا: عمر۔ اس نے کہا: کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہی ہے جس سے تم مخاطب ہو۔ اس نے کہا: مدد! مدد! آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں حنش بن عقیل، بنی نضیلہ بن ملیل کا ایک فرد ہوں۔ میری رسول اللہ ﷺ سے بنی جحال کے کشادہ میدان میں ملاقات ہوئی تھی، آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں مسلمان ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنے بچے ہوئے ستو میں سے پینے کے لیے دیئے۔ تو آج تک جب بھی میں پیسا ہوتا ہوں تو اس کی سیرابی اور جب بھوکا ہوتا ہوں تو اس کی سیری محسوس کرتا ہوں۔ پھر میں نے سفید پہاڑ کی چوٹی کا قصد کیا جس میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ دس سال تک رہا، روزانہ پانچ وقت نماز پڑھتا، رمضان کے روزے اور دس ذوالحجہ میں قربانی کے لیے جانور ذبح کرتا، مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی سکھایا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا: ہمیں قحط سالی کی شکایت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں مدد پہنچ چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: پانی کے مقام پر مجھ سے ملنا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہاں سے گزر کر جب ہم واپس آئے پانی والے سے اس شخص کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا: یہ اس کی قبر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبر پر آئے اور اس کے لئے دعا و استغفار کیا۔

۱۸۵۵ حنطب بن حارث

بن عبید بن عمرو بن مخزوم قریشی مخزومی ابو عبد اللہ۔ بقول ابو عمرؒ: فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ باوردی وغیرہ نے بطریق منغیرہ بن عبد الرحمن، مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بحوالہ ان کے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ابوبکر و عمر کی حیثیت اسی ہے جیسے چہرے میں آنکھیں اور کان ہوتے ہیں“۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کی اس کے علاوہ

اسد الغابۃ (۸۲۷۳) * اسد الغابۃ (۵۹/۱) * اسد الغابۃ (۱۲۷۵) استیعاب (۵۷۷) تجرید (۱۴۱/۱) * استیعاب (۴۴۸/۱) * کنز العمال (۳۲۶۵۵) جامع المسانید (۶۰۱/۳)

کوئی حدیث نہیں۔

میں کہتا ہوں: لیکن اس کی سند میں کافی اختلاف ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ عبد اللہ بن حطب کے سوانح میں

آئے گا۔

۱۸۵۶ (ز) حنظلہ بن ثعلبہ

بن سیار۔ نزدیک ہی ابن سیار میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۱۸۵۷ حنظلہ بن حذیم

بن حنیفہ تمیمی۔ انہیں اسدی، اسد خزیمہ اور مالکی بھی کہا جاتا ہے۔ مالک، بنی اسد بن خزیمہ کا طعن ہے۔ یتیم تک ان کا نسب ان کے دادا حنیفہ کے حالات میں بیان ہوگا۔ یہ، ان کے والد اور دادا، تینوں صحابی ہیں۔ ان کے متعلق عقیلی نے حنظلہ بن حنیفہ بن حذیم کی روایت لکھا ہے اور ادل بدل کر دیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کسی راوی سے نقل کی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوسعید مولیٰ بنی ہاشم نے ہمیں بحوالہ ذیال بن عبید بتایا، وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے دادا حنظلہ بن حذیم سے سنا کہ میرے دادا حنیفہ نے حذیم سے فرمایا: میرے بچوں کو اکٹھا کرو۔ پھر انہیں وصیت فرمائی۔ فرمایا: یہ جو یتیم میری گود میں ہے اس کے لیے سواونٹ ہیں۔ اس پر حذیم نے کہا: ابا جان! میں نے آپ کے بیٹوں سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب تک ہمارا باپ زندہ ہے اس کی خوشی کے لئے تو ہم اس کا اقرار کریں گے لیکن جب وہ فوت ہو گیا تو اس سے پھر جائیں گے۔ چنانچہ بارگاہ نبوت میں یہ مقدمہ پیش کیا۔ حنیفہ، حذیم اور ان کے ساتھ حنظلہ جو ابھی لڑکے تھے، اپنے باپ حذیم کے ساتھ سوار تھے آگئے۔ حنیفہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ اتنے ناراض ہوئے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرمانے لگے: نہیں۔ بلکہ صدقہ واحسان پانچ یا دس یا بیس حد ہو گئی تیں، اگر بڑھ جائیں تو چالیس۔ فرمایا: پھر انہوں نے آپ کو الوداع کہا۔ یتیم کے پاس ایک لڑکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یتیم کی یہ لڑکھی ہو گئی۔“ حذیم نے عرض کی: میرے بائیس بچے ہیں یہ ان میں سب سے کم سن ہے۔ یعنی حنظلہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: اللہ تجھے برکت دے یا فرمایا: ”تمہیں برکت مل گئی۔“

ذیال فرماتے ہیں: میں نے خود دیکھا کہ حنظلہ کے پاس ایسا شخص لایا جاتا جس کا چہرہ سو جا ہوتا تھا، آپ اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور بسم اللہ پڑھ کر اپنے سر کے اس مقام پر جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک رکھا تھا رکھتے اور پھر ورم والی جگہ پر ہاتھ پھیرتے تو وہ ختم ہو جاتا۔ حسن بن سفیان نے اسے اپنی سند میں دوسری سند سے بحوالہ ذیال روایت کی ہے اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ یتیم کا نام ضریس بن قطنیہ تھا جو بالغ کے مشابہ تھے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طویل روایت منقطع نقل کی ہے۔ اور ابو یعلیٰ نے اسی سند سے روایت تو کی ہے لیکن مکمل نہیں۔ اسی طرح یعقوب بن سفیان اور منہجی وغیرہ نے اپنی سند میں روایت کی ہے۔

حسن بن سفیان، باوردی اور ابن السکن نے مسلم بن قتیبہ کے طریق سے بحوالہ ذیال روایت کی ہے، فرمایا: میں نے اپنے

دادا حنظلہ سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بلوغت کے بعد تیمی نہیں رہتی اور ماہواری کا خون دیکھنے کے بعد کوئی لڑکی نماز نہ پڑھے۔“

۱۸۵۸ حنظلہ بن ابی حنظلہ انصاری

مسجد قبا کے امام، امام بخاری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی ایک موقوف حدیث بطریق جبلہ بن تحیم روایت کی ہے کہ میں نے حنظلہ انصاری مسجد قباء کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھی، وہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے سورہ مریم کی قراءت کی، جب آیت سجدہ آئی تو سجدہ کیا۔ اس کی سند صحیح ہے۔

۱۸۵۹ حنظلہ بن ابی حنظلہ ثقفی

عبد الصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابن شاہین بطریق ابن عائد، غصیف بن حارث سے بحوالہ قدامہ اور حنظلہ (جو دونوں ثقفی ہیں) روایت کی ہے، فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب دن اچھی طرح ہو جاتا، ہر ایک چلا جاتا اور لوگ گھروں کی طرف لوٹ جاتے تو آپ مسجد تشریف لاتے، دو گانہ ادا فرماتے یا چار رکعتیں پڑھتے۔ دیکھتے کیا کوئی دکھ رہا ہے، پھر لوٹ جاتے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس کی سند حمصی ہے جو مشہور نہیں۔

۱۸۶۰ (ز) حنظلہ بن راہب ابن ابی عامر میں تذکرہ ہوگا۔

۱۸۶۱ حنظلہ بن ربیع

بن صفی بن رباح بن حارث بن مخاشن بن معاویہ بن شریف بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم ابوربعی، انہیں حنظلہ کاتب بھی کہا جاتا ہے۔ اکثم بن صفی کے بھتیجے ہیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے، نبی ﷺ سے روایت کی اور آپ ﷺ کے کاتب بھی رہے۔ آپ نے انہیں اہل طائف کی جانب سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ قادیسیہ میں شریک ہوئے۔ کوفہ فروکش ہوئے تو جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا۔ قرقیسیاء ڈیرہ جمایا اور بالآخر امیر معاویہ کی خلافت میں وفات پا گئے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ جنات نے ان کے سوگ میں مرثیہ کہا تھا۔ ان کی بیوی نے ان کے متعلق یہ اشعار کہے تھے:

”حنظلہ کاتب پر آنسو بہاتے بہاتے میری آنکھیں ضائع ہو جائیں گی۔“

ترمذی نے بطریق ابو عثمان نہدی حضرت حنظلہ سے مروی ہے وہ کاتب رسول اللہ ﷺ تھے۔ ان سے عثمان نہدی اور ان کا بھتیجا مرقع بن صفی بن رباح بن ربیع وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

اسد الغابۃ (۱۲۷۷) استیعاب (۵۶۹) التاریخ الکبیر (۳۷/۱) اسد الغابۃ (۱۲۷۸)

کنز العمال (۲۳۴۴۰) جامع المسانید (۶۱۱/۳)

ترمذی کتاب صفة القيامة والرقائق والورع (۵۹) (۲۵۱۴)

۱۸۶۲ (ز) حنظلہ بن ربیعہ اسدی

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ تمیم کے وفد میں شامل تھے، نبی ﷺ نے انہی سے فرمایا: ”اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینا۔“
غالب گمان یہی ہے وہ پہلے والے ہیں، اس لیے کہ ان کے والد کے نام کے متعلق گزرا ہے کہ وہ ربیعہ ہیں وہ اسدی بھی ہیں شاید ان کی اصل اسیدی ہو۔ نیز حنظلہ کا تب کو اسیدی (تشدید سے) اسید بن عمرو بن تمیم کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

۱۸۶۳ (ز) حنظلہ بن سیار

بن سعد بن جذیمہ بن سعد بن عجل عجل۔ ابو عبیدہ نے کتاب المأثر میں لکھا ہے وہ جاہلیت میں سردار تھے انہی نے ذی قار کے روز قبہ بنایا تھا جس پر بکر بن وائل نے چڑھ کر فارسیوں کو شکست دی تھی۔ آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے بڑی مسرت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ”یہ پہلا دن ہے جس میں عرب اہل عجم سے آدھے رہ گئے اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی۔“
اس روز حضرت حنظلہ نے غنیمت کا خمس نبی ﷺ کی طرف بھیجا اور آپ ﷺ کو فتح کی خوشخبری دی جبکہ اس سے پہلے چوتھائی حصے کے باج گزار تھے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ آیت معلوم ہوئی:

”تمہیں علم ہونا چاہیے کہ جو مال غنیمت بھی تمہیں حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔“
تو بہت خوش ہوئے۔ اسی کے متعلق وہ فرماتے ہیں: ”ہم نے گھوڑوں کے ساتھ ایک وفد بھیجا جنہیں اونٹنیاں نبی محمد (ﷺ) کی طرف لے جا رہی تھیں۔ ہرمز اور قوم سے جو سابقہ پڑا کہ انہوں نے کیسے جنگ کی اور جو کچھ گھاٹ پر اترنے کے وقت نعمان سے پیش آیا سب کچھ کہلا بھیجا ہے۔“ نعمان بن زرعہ ثعلبی مراد ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لائے تھے اس واسطے کہ یہ واقعہ ہجرت کے کافی مدت بعد پیش آیا ہے اور یہ بعید نہیں کہ وہ حجة الوداع میں شریک ہوئے ہوں گے۔ معجم الشعراء میں مرزبانی نے ان کا سرسری ذکر کیا ہے۔ لیکن انہوں نے لکھا ہے: ”حنظلہ بن ثعلبہ بن سیار عجلی“ اور ان کے وہ اشعار درج کیے ہیں جن میں وہ عربوں کو فارسیوں سے جنگ کی ترغیب دیتے ہیں:

”میری قوم جنگ سے خوش رہنا، آج ہی وہ دن ہے جس میں فارسیوں کے دانت توڑ دو۔“

چند اشعار یہ ہیں:

”ان کی فوجیں اتر آئی ہیں سو ہمت کوشش کرو۔ مجھے کیا بیماری ہے جبکہ میں سخت اور مضبوط ہوں، اور کمان کی

تانت ایسی سخت ہے جیسے اونٹ کا بازو یا اس سے بھی زیادہ سخت۔“

ابن ہشام کا قول ہے کہ جنگ ذی قار میں وہ بنی عجل کے سردار تھے البتہ جنہوں نے قبہ لگایا تھا وہ ان کے بیٹے سعد بن حنظلہ

تھے۔ واللہ اعلم

ترمذی کتاب التفسیر باب سورة سبا (۳۲۲۲) المعجم الكبير (۳۲۵/۸)

المعجم الكبير (۳۴/۲) کنز العمال (۳۰۳۰۱)

سورة الانفال: ۴۱

۱۸۶۴ حنظلہ بن طفیل سلمی

فتوحاتِ شام کے ایک امیر۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بواسطہ عمار، سلمہ سے بحوالہ ابن اسحاق ذکر کیا ہے کہ ۱۵ھ میں ابو عبیدہ بن الجراح حنظلہ بن طفیل سلمی کو حص روانہ کیا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ فتح کر دیا۔ میں کہتا ہوں: بارہا گزر چکا ہے کہ ان مواقع میں صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۱۸۶۵ حنظلہ بن ابی عامر

بن صفی بن مالک بن امیہ بن ضبیحہ بن زید بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ غسیل (نہلائے) ملائکہ سے مشہور ہیں۔

جاہلیت میں ان کے والد راہب سے جانے پہچانے چاتے تھے۔ ویسے ان کا نام عمرو بقول بعض عبد عمرو تھا۔ وہ بغث بعد الموت اور دین ابراہیمی کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ لیکن جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ سے حسد و عناد رکھنا شروع کر دیا۔ مدینہ سے نکل کر اُحد میں قریش کا ساتھ دیا۔ پھر انہی کے ساتھ مکہ لوٹ گئے۔ اس کے بعد روم کے لیے پابرکاب ہوئے اور وہیں ۹ھ میں ہلاک ہو گئے۔ ایک قول ہے ۱۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ ہر قل نے ان کی میراث کنانہ بن عبد یلیل ثقفی کو دے دی۔ (آزر کے گھر ابراہیم) ان کے بیٹے حنظلہ مسلمان ہو گئے ان کا اسلام ایسا سنورا کہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

ابن شاہین، ہشام تک کی ایک اچھی سند سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ حنظلہ بن ابی عامر اور عبد اللہ بن ابی بن سلول دونوں نے اپنے اپنے باپوں کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے دونوں کو اس سے روک دیا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا اور سراج نے اسی طرح ابن اسحاق کے طریق سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے بحوالہ اپنے دادا اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حنظلہ بن ابی عامر غسیل ثقفی اور ابوسفیان بن حرب آپس میں گتھم گتھا تھے جب حنظلہ ابوسفیان پر قتل کرنے کے لیے چڑھے تو شداد بن شعب نے انہیں دیکھ لیا، تلوار سے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ورنہ وہ ابوسفیان کو قتل کرنے ہی والے تھے۔ ادھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ساتھی (حنظلہ) کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جا کر اس کی بیوی سے (ماجرا) پوچھنا۔“ انہوں نے جواب دیا کہ جونہی ان کے کان شور کی آواز پڑی تو وہ جنابت کی حالت میں نکل گئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسی بنا پر فرشتے انہیں غسل دے رہے ہیں۔“

۱۸۶۶ حنظلہ بن عمرو اسلمی

حسن بن سفیان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور حسین بن مہدی سے بحوالہ عبد الرزاق، ابن جریج، زیاد بن ربیعہ، ابوالزناد، حنظلہ بن علی اسلمی ان کے سلسلہ سند میں حنظلہ بن عمرو اسلمی سے روایت کی ہے، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم روانہ فرمائی۔۔۔ (حدیث) ابو نعیم فرماتے ہیں: اس میں حسن سے وہم ہوا ہے۔ درست یوں ہے: ”حمزہ بن عمرو سے مروی ہے۔“

اسد الغابۃ (۱۲۸۱) استیعاب (۵۶۷) السیرۃ النبویۃ (۶۱/۳)

اسد الغابۃ (۱۲۸۴) تجرید (۱۴۳/۱) المصنف لعبد الرزاق (۹۴۱۸) عن حمزہ بن عمرو الاسلمی

چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عبد الرزاق سے اور محمد بن بکر ابن جریج سے اور ابوداؤد محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی کے طریق سے وہ بحوالہ اپنے والد اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست ہیں لیکن اس سے احتمال کی نفی نہیں ہوتی۔

۱۸۶۷ (ن) حنظلہ بن قسامہ

بن قیس بن عبید بن طریف طائی۔ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بیٹی زینب جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے ساتھ آئے تھے۔ جس کی وضاحت زبیر بن بکار کی کتاب النسب کے حوالہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح تفصیل کے ساتھ آئے گی۔

۱۸۶۸ حنظلہ بن قیس

الحنفی الیمامی۔ بغوی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق دہشم، بحوالہ عمران بن جاریہ انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ان میں اور ان کے چچا کی اولاد میں سے کسی شخص سے جسے حنظلہ بن قیس کہا جاتا تھا بکریاں چرانے کی جگہ پہ جنگ چھڑ گئی۔ حنظلہ نے جاریہ کا ہاتھ ان کی داہنی کہنی کے درمیان (جھٹ سے) وار کر کے کاٹ دیا، دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کیا۔ آپ نے کاٹنے والے سے فرمایا: ”اپنا ہاتھ اسے دے دو“۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر دیت دو...“۔ (حدیث) اسی حدیث کو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث دہشم سے نقل کیا ہے۔ اور جس نے وار کیا اس کا اور جس پر وار ہوا دونوں کے نام مخفی رکھے ہیں۔ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن دباغ کی کتاب پر اپنے استدراک میں اس کا ذکر کر کے کہا: حنظلہ بن قیس انصاری ظفری کا تعلق بنی حارثہ بن ظفر سے ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا۔ ان کا انصاری کہنا وہم ہے باوجودیکہ اس کی وضاحت موجود ہے کہ وہ جاریہ کے عم زاد ہیں۔ اور جاریہ حنفی ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے۔

۱۸۶۹ حنظلہ بن نعمان

بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصاری۔ عدوی کا بیان ہے کہ وہ احد میں شریک ہوئے اور حضرت حمزہ کی اہلیہ خولہ سے شادی کی تھی۔ باوردی اور طبرانی نے حدیث عبداللہ بن ابی رافع سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے انہیں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں شمار کیا ہے۔ البتہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے: حنظلہ بن نعمان انصاری۔ یہ بھی احتمال ہے کہ عدی نے جن کا ذکر کیا ہو یہ ان کے علاوہ ہوں۔

۱۸۷۰ حنظلہ بن ہوذہ

بن خالد بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن صعصعہ۔ عبدان نے ایک منقطع سند سے نقل کیا ہے کہ وہ تالیف قلبی والوں میں تھے۔

✽ مسند احمد (۴۰۷/۲) ✽ اسد الغابۃ (۱۲۸۵) ✽ استیعاب (۴۳۲/۱) ✽ اسد الغابۃ (۱۲۸۷)
✽ ابن ماجہ کتاب الدیات (۲۶۳۶) ✽ اسد الغابۃ (۶۴/۲) ✽ اسد الغابۃ (۱۲۹۰) ✽ اسد الغابۃ (۱۲۹۱) ✽ تجرید (۱۴۲)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۴۱ حنظلہ عیشمی

عسکری نے ان کا ذکر کیا اور بطریق قتادہ، ابوالعالیہ سے بحوالہ صحابی رسول ﷺ حنظلہ عیشمی روایت کی ہے: ”جو قوم کسی جگہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے، اٹھو (تو) تمہارے گناہ معاف اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا ہے۔“ اس کے سلسلہ سند میں قتادہ تک ضعیف ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۴۲ حنیف (تصغیر)

ابن رباع بن حارث بن امیہ بن زید بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری۔ عدوی اور عسکری کا کہنا ہے: احد میں شریک ہوئے جبکہ مصعب زبیری بحوالہ ابن القدری نقل کرتے ہیں کہ احد اور بعد کی مہمات میں شریک کا رہے۔ اور ان کے بیٹے رباع بن حنیف بدر میں شریک اور بر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ دوسرے بیٹے عصمہ بن رباع نے بیعت رضوان کی اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ العسکری نے تینوں کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۱۸۴۳ (ن) حنیفہ

ابن جبیر بن بکر حنی بن سعد بن ثعلبہ بن زید مناة بن تمیم تمیمی۔ حنظلہ بن حذیم کے دادا۔ حنظلہ کی سرگزشت میں ان کا تذکرہ گزرا ہے۔

۱۸۴۴ حنیفہ ابوحرہ رقاشی کے چچا

ان کی حدیث ابوداؤد نے حماد بن سلمہ بحوالہ علی بن زید، ابوحرہ سے انہوں نے اپنے چچا سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا مال اس کی قلبی رضامندی کے بغیر (استعمال کرنا) جائز نہیں۔ باوردی طبرانی اور کئی دوسرے لوگوں نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہ ان کے چچا کا نام حنیفہ ہے۔ بقول بعض: حنیفہ ابوحرہ کا نام ہے۔ ایک قول ہے کہ ابوحرہ کا نام حکیم ہے۔

۱۸۴۵ حنین

عباس بن مطلب کے آزاد کردہ غلام۔ امام بخاری، ابو حاتم، اور ابن حبان کا قول ہے کہ صحابی ہیں۔ سنیوہ نے ”فوائد“ میں اور امام بخاری نے تاریخ میں وضین بن عبد اللہ بن حنین سے بحوالہ ان کی بیٹی کی کہ وہ اپنے ماموں سے روایت کرتی ہیں۔ انہیں ابن شاعر کہا جاتا تھا، کہ ان کے دادا نبی ﷺ کے غلام تھے، آپ ﷺ نے انہیں اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا، انہوں نے

اسد الغابۃ (۱۱۸۲) تجرید (۱۴۲) جامع المسانید (۶۱۲/۳) اتحاف السادة (۲۷۰)

اسد الغابۃ (۱۲۹۳) الاکمال (۵۵۹/۲) اسد الغابۃ (۱۲۹۵)

مسند احمد (۷۲/۵) مستدرک (۱۹۳/۱) السنن الکبریٰ (۱۰۰/۶) سنن دارقطنی (۲۶/۳) کنز العمال (۳۹۷)

اسد الغابۃ (۱۲۹۶) استیعاب (۶۰۳) التاريخ الكبير (۱۰۴/۱)

الجرح والتعديل (۲۸۵/۳) الثقات (۱۸۶/۴)

نے انہیں آزاد کر دیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب وضو کر لیتے تو وضو کا بچا پانی اپنے صحابہ کو دے دیتے۔ حنین نے وہ پانی باہر نہ نکالا تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی، جس پر وہ بولے میں نے پینے کے لیے وہ پانی روک لیا تھا۔ (حدیث)

یعقوب بن شیبہ اپنی مسند میں جلاح ابن کثیر کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حنینا عباسی سے سنا: جنگ خیبر میں ہم لوگ تھے تو آپ ﷺ نے غنیمتوں پر سعد بن ابی وقاص اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو مقرر فرمایا۔ اسی میں ہے: ”سونا برابر سراسر ہونا چاہیے۔“ یہ عبد اللہ بن حنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لینے والوں میں شامل ہیں۔ نسائی بھی نافع کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن عبد اللہ بن حنین وہ اپنے والد سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ریشمی لباس پہننے کی ممانعت میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض اس کی سند یوں ہے: نافع، عبد اللہ بن حنین سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ اور ایک قول ہے نافع، حنین سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ بہر کیف پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

باب حاء کے بعد واؤ

۱۸۷۶ حَوْشَب (بے نسبت)

مسند میں امام احمدؒ حسان بن کریب کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک لڑکا حمص میں فوت ہو گیا جس کی وجہ سے اس کے باپ کو بڑا ادھچکا لگا۔ (تعزیت کے وقت) صحابی رسول ﷺ حَوْشَب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ پھر اس شخص کی فضیلت میں حدیث سنائی جس کا کوئی بچہ فوت ہوا ہو۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں ابن لہیعہ منفرد ہیں، جو ضعیف راوی ہیں۔

۱۸۷۷ حَوْشَب (دوسرے)

حسن بن سفیان نے اپنی ”مسند“ میں اور ترمذی نے ”نوادر“ میں لیث کے طریق سے بحوالہ یزید بن حَوْشَب انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے سنا: ”اگر جرتج فقیہ (دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا) علم والا ہوتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اپنی ماں کو جواب دینا رب تعالیٰ کی عبادت سے بہتر ہے۔“ ابن مندہ کہتے ہیں: غریب ہے جسے حکم بن ریان بحوالہ لیث بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

دمیاطی نے اپنے بخاری کے نسخہ پر حاشیہ میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے لیث کی روایت ہے پھر پوری سند سے یہ حدیث نقل کی، پھر لکھتے ہیں: یہ وہی حَوْشَب ہیں ذو ظلم سے مشہور ہیں اور ان کا نسب بیان کیا۔ عجیب بات ہے کیونکہ ذو ظلم صحابی نہیں جیسا کہ قسم ثالث میں آئے گا اور ان کے سماع نبوی کی صراحت موجود ہے۔ ایسی ہی تجویز ذہبی کی ہے کہ صاحب عنوان وہی ذو ظلم ہیں۔ واللہ المستعان

السنن الکبریٰ (۲۷۷/۵) المطالب العالیۃ (۱۲۹۴) الدر المنثور (۳۶۸/۱) اسد الغابۃ (۱۲۹۹)

مسند احمد (۴۶۷/۳) اسد الغابۃ (۱۳۰۰) جامع المسانید (۶۱۷/۳) کنز العمال (۴۵۴۴۱) الدر المنثور (۱۷۴/۴)

۱۸۷۸ حوط بن عبدالعزی *

یحییٰ جتانی، مسدد، بخاری، طبرانی، ابن اسکن اور بغوی نے بطریق عبدالوارث بن سعید، حسین معلّم سے بحوالہ بریدہ، حوط بن عبدالعزیٰ جبکہ بغوی کی روایت میں حوط یا حویط سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک گروہ گزرا جس میں گھنٹی والے جانور تھے۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ ”گھنٹیاں اتار دو“۔ ابن اسکن کا قول ہے: ابن عبدالوارث نے کہا کہ غلطی کی۔ وہ تو حوط بن عبدالعزیز ہیں جو صحابی ہیں۔ اور جو انہیں صحابی کہتا ہے تو اس نے بے تکی ہانگی ہے۔ میں نے اس کے متعلق اپنے والد سے سنا ہے۔ اسی طرح اس سند میں عبدالعزیز ہے شاید اس میں تحریف ہو گئی ہو اس واسطے کہ امام بخاری نے ایک جماعت کی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ وہ حوط ہے۔

۱۸۷۹ حوط بن قرواش *

بن حصین بن ثمامہ بن شبيب بن حدر۔ ابن مندہ نے حاتم بن فضل بن سالم بن جون بن عنان بن حوط بن قرواش کے طریق سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد، ان سے ان کے والد نے بحوالہ جون بن غیاث وہ اپنے والد حوط سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں اور بنی عدی کا واقعہ نامی شخص نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہ پہلا واقعہ ہے جب وہ اسلام لائے۔ * اور لمبی حدیث ذکر کی۔

۱۸۸۰ حوط بن یزید ساعدی

حارث بن زیاد ساعدی کے چچا زاد بھائی، حارث کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۱۸۸۱ حویرث

بقول بعض آبی اللحم کا نام ہے۔

۱۸۸۲ حویرث *

مالک کے پدر بزرگوار۔ بعض کا کہنا ہے کہ صحابی ہیں۔ طبرانی، عاصم جحدری کے طریق سے بحوالہ ابو قلابہ، مالک بن حویرث سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے والد کو یہ آیت پڑھائی: ”اس دن کوئی اس کے عذاب جیسا عذاب نہیں دے گا۔“ * اسی روایت کو حسن بن سفیان نے خالد الحذاء کے طریق سے بواسطہ ابو قلابہ، مالک بن حویرث سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھائی لیکن اپنے والد کا ذکر نہیں کیا۔

۱۸۸۳ حویصہ بن مسعود *

بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارث بن حارث بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری، احد و خندق اور باقی

* تجرید (۱۴۴/۱) اسد الغابہ (۱۳۰۱) استیعاب (۵۹۱) * استیعاب (۴۵۴/۱) * اسد الغابہ (۱۳۰۳) تجرید (۱۴۴/۱) * جامع المسانید (۶۱۸/۳) * اسد الغابہ (۱۳۰۸) * سورة الفجر: ۲۵ * اسد الغابہ (۱۳۰۹) استیعاب (۵۹۷)

غزوات میں شریک ہوئے۔ ابن اسحاق * حدیث مخیصہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کعب بن اشرف کے قتل ہو جانے کے بعد فرمایا: ”جو یہودی بھی ہمتھے چڑھے اس کا کام تمام کر دو“۔ چنانچہ ابھی حویصہ اسلام نہیں لائے تھے کہ ایک سن رسیدہ یہودی تاجر پر کوہ پڑے اور مار مار کر اسے قتل کر دیا۔ صحیحین * میں حدیث سہل بن ابی خیثمہ میں، عبد اللہ بن سہل کے قتل کے واقعہ میں ان کا ذکر ثابت ہے، اسی میں قسامہ (جس مقتول کے قاتل کا پتہ نہ ہو تو جس جگہ سے لاش ملے گی وہاں کے رہائشی پچاس آدمیوں سے قسم لی جائے گی کہ نہ ہم نے اسے قتل کیا اور نہ ہمیں قتل کا پتہ) کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس موقع پر عبد الرحمن بن سہل بات کرنے لگے جو کم عمر تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”بڑے کو موقع دو، بڑے کو بات کرنے دو“۔ تو حویصہ نے گفتگو کی۔ (حدیث)

۱۸۸۲ حویطب بن عبد العزی *

بن ابی قیس بن عبد وڈ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی قرشی عامری ابو محمد یا ابو الاصح، فتح مکہ کے سال اسلام لائے اور حنین میں شریک ہوئے۔ تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں حدود حرم کی تجدید کی۔ امام بخاری * لکھتے ہیں: ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔ واقدی کا قول ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ ابن معین کا بیان ہے: مجھے حویطب کی نبی ﷺ سے روایت کردہ کوئی حدیث یاد نہیں پڑتی اہ۔ جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سائب بن یزید کے طریق سے ان سے بحوالہ مسعودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عمالہ کے بارے میں ایک حدیث روایت کی ہے وہ سلسلہ وار چار صحابہ ہیں۔ نیز ان سے ان کے بیٹے ابوسفیان اور ابوجحج، عبد اللہ بن بریدہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ واقدی فرماتے ہیں: ہمیں عبد الرحمن بن عبد العزیز نے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم کے حوالہ سے بتایا کہ حویطب فرماتے تھے: میں صلح حدیبیہ سے پلٹا اور مجھے یقین تھا کہ محمد (ﷺ) غالب رہیں گے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

ابن سعد * طبقات میں منذر بن جهم وغیرہ کے طریق سے بحوالہ حویطب روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو مجھے سخت خوف دامن گیر ہوا پھر طویل قصہ ذکر کیا۔ اور اپنے اہل خانہ کو ایک محفوظ مقام میں پہنچا کر خود عوف کے باغ میں جا ٹھہرا۔ اتنے میں ابوذر ملے ان سے پہلے سے شناسائی تھی شناسائی و جان پہچان ہمیشہ فائدہ دیتی ہے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور ان سے ساری بات ذکر کی۔ وہ کہنے لگے: اپنے گھر والوں کو لے آؤ تمہیں امن ہے۔ انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی جس سے مجھے کافی اطمینان ہو گیا۔ پھر ابوذر مجھ سے کہنے لگے: ابو محمد! کب تک ایسے رہو گے، تم سے کئی بھلائی کے کام رہ گئے جبکہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر اچھا برتاؤ کرنے والے ہیں۔ سب سے بردبار ہیں۔ ان کی شرافت و عزت تمہاری شرافت و عزت ہوگی۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں۔ وہ کہنے لگے: یاد رکھنا! جو نبی ﷺ پہ نظر پڑے تو کہنا: السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ۔ چنانچہ میں نے یہ کلمات کہے، آپ نے فرمایا: علیک السلام۔ پھر میں نے شہادتین پڑھیں جس سے آپ ﷺ کو بڑی مسرت ہوئی۔ فرمانے لگے: ”اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں ہدایت سے نوازا“۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے مجھ سے قرض مال لیا تو میں نے آپ ﷺ کو چالیس ہزار قرض دیا۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ حنین میں شریک ہوا۔ وہاں سے مجھے غنیمت میں

* السیرۃ النبویہ (۴۸/۳، ۴۹) * بخاری کتاب الادب باب اکرام الکبیر (۶/۴۳) مسلم کتاب القسامۃ (۴۳۱۸)

* اسد الغابۃ (۱۳۱۰) استیعاب (۵۹۷) * التاریخ الکبیر (۱۲۷/۱) * الطبقات (۳۲۵/۵)

سے حصہ دیا۔ اس کے بعد حویطب مدینہ آ گئے اور وفات تک وہیں رہائش پذیر رہے اور اپنے مکہ والے گھر کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ جنہیں بعض لوگوں نے بہت زیادہ سمجھا۔ تو حویطب بولے: جس کے پانچ عیال ہوں اس کے لیے کچھ بھی نہیں۔

عبدالرزاق، ابونعیم کے طریق سے بحوالہ حویطب روایت کرتے ہیں: ایک مالکن عورت اپنی باندی کو کھینچ رہی تھی، اس نے اسے کہا: تجھ سے بیت اللہ کی پناہ! تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اسلام کا ظہور ہوا تو اس کا ہاتھ اسی طرح شل تھا۔ طبرانی دوسری سند سے ابن ابی شیبہ کے طریق سے وہ اپنے والد سے وہ حویطب سے روایت کرتے ہیں، لیکن اس میں ہے کہ پناہ مانگنے والی عورت تھی اور کھینچنے والا اس کا خاوند تھا۔

باب حاء کے بعد یاء

۱۸۸۵ حیّان بن ابجر الکنانی

بقول طبری کہا جاتا ہے کہ صحابی ہیں۔ ابن مندہ بطریق عبداللہ بن جبہ بن حیّان بن ابجر، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حیّان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، ایک جگہ پڑاؤ کے دوران میں ہانڈی جس میں مردار کا گوشت تھا آگ جلا رہا تھا۔ اتنے میں مردار کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا تو میں نے (بھری) ہنڈیا انڈیل دی۔ ابواحمد حاکم ایک دوسرے طریق سے جو عبداللہ بن سعید بن حیّان بن ابجر تک منتہی ہوتا ہے، روایت کرتے ہیں کہ حیّان بن ابجر صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ آپ نے ان کی کنیت ابو قنشر رکھی۔

۱۸۸۶ حیّان بن بُحّ جہان میں ذکر گزرا ہے۔

۱۸۸۷ حیّان بن قیس بقول بعض نابغہ جعدی کا نام ہے۔

۱۸۸۸ (ز) حیّان بن کرز بلوی فتح مصر میں شریک تھے، بقول ابویونس صحابی ہیں۔

۱۸۸۹ حیّان بن ملہ (انف بن ملہ کے بھائی)

بقول بعض ان کا نام حسان سین سے ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے جذام کے ایک عالم نے بتایا جس پر مجھے کسی غلط بیانی کی تہمت (کا خدشہ) نہیں کہ حیّان، دجیہ کلبی کے ساتھ تھے جب وہ قاصد بن کر قیصر روم کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ انہوں نے انہیں سورہ فاتحہ سکھائی۔ ان کا تذکرہ ان کے بھائی انف کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ نیز حکیم بن امیہ اور سعید الدیلمی کے حالات میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۸۹۰ حیان بن نملہ انصاری*

ابو عمران۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: امام بخاری* نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے صحابی ہونے میں تاہل ہے۔ حسن بن سفیان، بغوی اور طبرانی نے بطریق حمید بن علی، عمران بن حیان سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو خیبر میں دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں کو غنیمت کی تقسیم سے پہلے کسی چیز کی فروختگی سے منع کر رہے تھے۔ لمبی حدیث ہے۔ طبرانی نے یہ روایت لکھی ہے۔ ابن السکن ان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کے والد کا نام نملہ سوائے ابن مندہ کے بتایا ہو۔ رہے دیگر حضرات انہوں نے تو حیان انصاری کہا ہے۔

۱۸۹۱ (ن) حیان بن وہب بقول بعض ابورمہ کا نام ہے۔

۱۸۹۲ (ن) حیان (بے نسبت، دوسرے)

ابن مندہ بطریق عبد الملک بن ابجر، حیان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ بیت اللہ کے صحن میں تشریف فرما تھے، آپ کے پٹے نما بال تھے جن پر مہندی کی رنگت چڑھی ہوئی تھی۔“ یہ روایت انہوں نے حیان بن ابجر کے حالات میں درج کی ہے، میرے خیال میں وہ اور ہیں۔

۱۸۹۳ حیان

مولیٰ قریش ابن السکن نے ان کا تذکرہ کیا کہ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔ اور عبد اللہ بن محمد بن علی نفیلی کے طریق سے بحوالہ یحییٰ بن عبد اللہ بن انیس، عیسیٰ بن سبرہ بن حیان مولیٰ قریش، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نبی ﷺ منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے: ”لوگو! سنو! جب تک وضو نہیں ہوگا نماز نہیں ہوگی اور اس شخص کا وضو (کامل) نہیں جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔“*

میں کہتا ہوں: ہمیں ان کی یہ حدیث ابن مندہ کی کتاب ”المعرفہ“ میں عالی سند سے پہنچی ہے لیکن اس میں ان کا نام مذکور نہیں۔ البتہ کنتیوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ابوسبرہ، اور حدیث ابو جعفر عقیلی کے طریق سے بیان کی ہے۔ ایسا ہی ابو نعیم نے بحوالہ طبرانی دوسری سند سے نقل کیا ہے۔ دونوں بطریق نفیلی بیان کرتے ہیں۔ جبکہ فوائد سنو یہ میں ہم نے اسی طرح روایت کی ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم پڑتا ہے ان کا نام صرف ابن مندہ کی اس روایت میں لیا گیا ہے۔

۱۸۹۴ حیان ربیع

ان کا ذکر ان کے بیٹے دینار بن حیان کے سوانح میں آئے گا۔

* اسد الغابۃ (۱۳۱۸) * التاريخ الكبير (۵۳/۱)

* ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی التسمیۃ علی الوضوء (۱۰۱) ترمذی ابواب الطہارۃ (۲۵) ابن ماجہ کتاب الطہارۃ (۳۹۹)

۱۸۹۵ حیدہ بن مخرمہ

بن مخرمہ بن قرط بن جناب بن حارث بن حمہ بن عدی بن جندب بن عمرو بن تمیم تمیمی، وردان کے بھائی۔ ہشام کلبی فرماتے ہیں: دونوں بھائی نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے۔ بعینہ ان دونوں کا ذکر طبری اور ابن ماکولا نے کیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ حرف عین میں عبیدہ بن قرط عنبری کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا کہ نبی ﷺ نے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔

۱۸۹۶ حیدہ بن معاویہ

بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری ثم قشیری، انہیں اور ان کے بیٹے معاویہ بن حیدہ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ بلاذری ان کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ثابت نہیں۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے۔ ہشام فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا کہ میں نے خراسان میں انہیں دیکھا تھا وہ فقیہ بہز بن حکیم کے دادا ہوتے ہیں۔ ابو حاتم سجستانی نے معمر بن میں ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: ”انہوں نے دور جاہلیت دیکھا ہے اور عراق پر بشر کی حکمرانی تک زندہ رہے جب ان کی وفات ہوئی تو وہ ہزار مردوں اور عورتوں کے چچا تھے۔“

باوردی اور بیہقی نے ”دلائل“ میں داؤد بن ابی ہند کے طریق سے بحوالہ بہز بن حکیم وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حیدہ بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں وہ عمرہ کرنے روانہ ہوئے۔ مکہ میں بیت اللہ کا طواف کرتے ایک بوڑھا نظر آیا جو یہ اشعار پڑھ رہا تھا: ”اے میرے رب! میرے سوار محمد کو لوٹا دے۔ میرے رب! اسے لوٹا کر مجھ پر احسان فرما۔“ میں نے لوگوں سے کہا: یہ بوڑھا کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ قریش کے بزرگ ہیں۔ جن کا نام عبدالمطلب ہے میں نے پوچھا: محمد (ﷺ) ان کا کیا لگتا ہے؟ انہوں نے بتایا: پوتا۔ جو انہیں سب سے زیادہ چہیتا و محبوب ہے۔ فرماتے ہیں: تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ آگئے۔ اسی سے ملتا جلتا قصہ سعید والد کندی نے بیان کیا ہے۔ ابراہیم حربی بطریق، بہز بن حکیم سے وہ اپنے والد حکیم سے وہ اپنے والد معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حیدہ کے چھوٹے بیٹے تھے۔ جبکہ تھے وہ بے حد مالدار، جسے انہوں نے ایک بیوی کی اولاد کے لئے مخصوص کر دیا، تو ان کے بیٹے معاویہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر سارا واقعہ بیان کرنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پیر بزرگ کو یہ اختیار دیا کہ یا تو وہ اپنا مال واپس لے لے یا اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا مال واپس لے لیا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بڑوں نے اپنے چھوٹے بھائیوں کے لیے وہ مال استعمال کرنا چھوڑ دیا۔

امام مبرّد فرماتے ہیں: حیدہ لمبا عرصہ زندہ رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسد بن عبد اللہ قسری کا دور دیکھا جب وہ خراسان میں اپنے بھائی خالد بن عبد اللہ قشیری کی جانب سے گورنر مقرر تھا۔

۱۸۹۷ حیدہ (بے نسبت)

ابن السکن، اسمعیلی اور ابن مندہ طلق بن حبیب کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حیدہ کو فرماتے سنا کہ

انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے: ”تمہیں قیامت کے روز ننگے پیر ننگے بدن اور بے ختنہ اٹھایا جائے گا، سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی۔“ (حدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: شاید یہ معاویہ بن حیدہ یعنی پہلے والے کے والد ہوں۔

میں کہتا ہوں: میرے گمان میں طلق اور حیدہ کا درمیانی واسطہ چھوٹ گیا ہے۔ اس واسطے کہ یہ روایت معاویہ بن حیدہ سے معروف ہے جسے ان سے ان کا بیٹا حکیم بن معاویہ، بہز بن حکیم بحوالہ اپنے والد کی روایت سے نقل کرتا اور بہز بن حکیم کی روایت کے بغیر بھی مروی ہے۔ واللہ اعلم

۱۸۹۸ (ز) حیرہ نجرہ اسرائیلی

پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ حاکم، ابوسعید نے ”شرف المصطفیٰ“ میں اور بیہقی نے ”دلائل“ میں ابوعلی بن اشعث کے طریق سے (جو ایک ضعیف راوی ہے) اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حیرہ نجرہ نامی ایک یہودی تھا جس کے نبی ﷺ کے ذمہ چند دنانیر تھے جن کا اس نے آپ ﷺ سے تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں۔“ وہ بولا: تب تو میں دنانیر لیے بغیر یہاں سے نہ ٹلوں گا اور جم کر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ اسے ملامت کرنے لگے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ذمی پر ظلم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔“ جب آفتاب بلند ہوا تو وہ یہودی اسلام لے آیا اور اپنا آدھا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ پھر نبی ﷺ کی سیرت میں لمبی حدیث ذکر کی۔

بعض نسخوں میں مجھے یہ نام جریرہ دو جیموں سے تصغیر کی صورت لکھا نظر آیا ہے۔ بہر حال پہلا قابل اعتماد ہے۔ اس واسطے کہ میں نے حافظ زکی الدین برزالی کے قلم سے تاریخ ابن عساکر میں تجوید سے لکھا دیکھا ہے۔

۱۸۹۹ حیسمان

ابن ایاس ابن عبد اللہ بن ایاس بن ضبیعہ بن عمرو بن رمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ خزاعی۔ ابن کلبی نے ”نسب“ میں اور ابن سعد نے ”طبقات“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری کی کتاب میں حیسمان بن عبد اللہ بن ایاس تحریر ہے جو انہوں نے عبد اللہ کے اضافہ کے ساتھ ابن اسحاق سے نقل کیا ہے اور نسب بھی اسی اضافہ سمیت بیان کیا ہے اور واقدی سے حابس کا اضافہ حیسمان اور عبد اللہ کے مابین ہے۔ یوں ابن کلبی کے نسب میں دو شخصیتوں کا اضافہ کیا جبکہ باقی ان کے موافق ہے۔

موسیٰ بن عقبہ واقعہ بدر میں لکھتے ہیں: بدر کے روز سب سے پہلے جس کی خوشخبری سنی گئی کہ مشرکین شکست کھا چکے ہیں، وہ حیسمان کعمی تھے جو حسن بن غیلان کے دادا ہیں۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: اپنی قوم میں صاحب شرافت شخص تھے بعد میں اسلام لے آئے اور ان کا اسلام خوب سنورا۔ ابوعبیدہ بن سلام اور طبرانی فرماتے ہیں کہ وہ پہلے شخص ہیں جو قریش مکہ (مشرکین) کے بدر میں مارے جانے کی خبر لائے۔ ابن کلبی کا قول ہے صاحب شرافت انسان تھے۔

✽ بخاری کتاب الرقاق (۶۵۲۷) ترمذی کتاب التفسیر سورة عبس (۳۳۳۲)

حاکم فی المستدرک (۲۵۱/۲) جامع المسانید (۶۲۷/۳)

✽ دلائل النبوة (۲۸۱/۶) ✽ اسد الغابة (۱۳۲۱) ✽ اسد الغابة (۷۴/۱)

(۱۹۰۰) (ن) حنی بن ثعلبہ بن ہون

بثینہ کے والد جس کے بارے میں جمیل غزلیں کہا کرتا تھا، ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے جنہ میں نے مغلطائی کے قلم سے نقل کیا ہے۔

(۱۹۰۱) حنی بن حرام لیثی

ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: شرف صحابیت رکھتے ہیں اور مصری صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کی حدیث میں تاثر ہے۔ پھر بطریق ابن لہیعہ، ابومیم حیسمانی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ”حنی لیثی صحابی رسول ﷺ تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جب سورج ڈھل جاتا تو اپنے گھر میں ظہر کی نماز پڑھ کر چل نکلتے، مسجد میں آتے ظہر کی نماز مل جاتی تو ان کے ساتھ بیت نفل پڑھ لیتے۔“ خط میں قضائی لکھتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے کہ شرف صحابیت رکھتے ہیں۔

قسم ثانی نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہونے والے وہ لوگ جنہیں دیدار نبوی نصیب ہوا اور ان کے

والدین مسلمان تھے

حاء کے بعد الف

(۱۹۰۲) (ن) حارث بن ثابت

بن ثعلبہ بن زید انصاری ابن الجذع (جو ثعلبہ کا لقب تھا اس) سے مشہور ہیں۔ بقول ابن سعد ثابت جنگ طائف میں شہید ہوئے۔ اور حارث، عبداللہ، ام ایاس اولادیں چھوڑیں۔

(۱۹۰۳) (ن) حارث بن حمیر

ان کا تذکرہ ان کی والدہ معاذہ کے حالات میں آئے گا۔

(۱۹۰۴) حارث بن عباس

بن عبدالمطلب ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو عمرؒ فرماتے ہیں کہ عباس رضی اللہ عنہ کے تمام بیٹوں کو دیدار نصیب ہے۔ جن میں سے صحابی صرف فضل اور عبداللہ ہیں۔ ان کی والدہ حنیملہ بنت جندب بن زبج ہلالیہ ہیں۔ بقول بعض ام ولد تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے والد ان سے ناراض ہوئے تو انہیں گھر سے نکال دیا۔ یہ زبیر کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے آ کر اپنے ماموں عباس سے سفارش کی۔

ہشام بن کلبی اور یثیم بن عدی فرماتے ہیں: عباس نے انہیں شام کی جانب نکال دیا تو وہ مصر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس

جاٹھرے۔ اور بعد میں جب زبیر انہیں لے کر عباس کے پاس پہنچے، کہنے لگے: تم میرے پاس ابو عقیل کو لے آئے تمہیں رشتہ داری نصیب نہ ہو۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ نابینا ہو گئے تھے۔

۱۹۰۵ حارث بن طفیل

بن سخرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھتیجے۔ ان کے والد کے تذکرہ میں ان کا حال بیان ہوگا۔ جمہور نے انہیں تابعین میں جبکہ ابن عبد البر نے صحابہ میں ذکر کیا ہے، انہیں دیدار حاصل ہے۔

۱۹۰۶ حارث بن عبیدہ

بن حارث بن مطلب بن عبد مناف مطلبی، ان کے والد جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ بلاذری نے ان حارث کا ذکر عبیدہ کی اولاد میں کیا ہے اور کہا ہے: ان کی پیچھے اولاد نہیں رہی۔

۱۹۰۷ حارث بن عمر ہذلی

واقعی کا بیان ہے۔ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ ابن حبان کا قول ہے: حارث بن عمرو، ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے، اور ان کا ذکر تابعین میں کیا ہے۔

۱۹۰۸ (ن) حازم بن عیسیٰ

عبدالرحمن بن عیسیٰ میں ذکر ہوگا۔

باب حاء کے بعد جیم، صاد اور کاف

۱۹۰۹ حجاج بن ایمن بن عبید

ام ایمن ان کی دادی ہیں جو نبی ﷺ کی خادمہ تھیں، ایمن جنگ حنین میں شہید ہوئے۔ یوں ان کے بیٹے حجاج کو دیدار نصیب ہوا ہوگا۔ ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان سے اسامہ کے مولیٰ حرمہ روایت کرتے ہیں۔ بخاری میں بطریق حرمہ مروی ہے، فرمایا: حجاج بن ایمن مسجد میں آئے۔ جو اسامہ بن زید کے ماں شریک بھائی تھے۔ انہوں نے نماز پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو فرمایا: نماز دہراؤ۔

۱۹۱۰ حُصَيْن بن ام حُصَيْن حمصیہ

ابن مندہ فرماتے ہیں: انہیں دیدار حاصل ہے۔ طبرانی بطریق زہیر بن معاویہ، ابواسحاق سے وہ یحییٰ بن حصین سے وہ اپنی دادی ام حصین سے روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر سواری پر سوار دیکھا جبکہ حصین میری گود

اسد الغابۃ (۹۰۷) استیعاب (۴۱۶) * استیعاب (۳۵۴/۱) * اسد الغابۃ (۹۳۳) استیعاب (۴۴۲)
الثقات (۱۸۱/۸) * الثقات (۲۰۵/۶) * اسد الغابۃ (۱۱۸۱) * المعجم الکبیر (۳۷۸/۲۵)

میں تھا۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: اسے ایک جماعت نے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا: ”حصین میری گود میں تھا“۔ صرف زہیر بن معاویہ ان کا نام لینے میں متفرد ہیں۔ ابو عمر کا گمان ہے کہ وہ حصین بن ربیعہ ابوارطاة ہیں جبکہ یہ غلط ہے اس واسطے کہ حصین بن ربیعہ کو تو جریر بنی النخع نے ذوالخصلہ کی فتح کا قاصد بنا کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ وہ بھلا حجۃ الوداع کے موقع پر اتنے چھوٹے کیسے ہو سکتے ہیں کہ اپنی والدہ کی گود میں ہوں۔ ابن الاثیر* نے ابن عبدالبر کے قول کو رائج قرار دیا ہے کہ ”یہ اضافہ زہیر بن معاویہ نقل کرنے میں متفرد ہے“۔ درست دونوں میں فرق ہی ہے۔

۱۹۱۱ حکیم بن قیس*

بن عاصم تميمی۔ ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ انہیں دیدار حاصل ہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: بقول بعض وہ نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ان کی بحوالہ اپنے والد امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب الادب المفرد اور سنن نسائی میں ایک روایت، مطرف بن عبداللہ بن شخیر کی روایت سے ان سے مروی ہے۔ ابن حبان* نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب حاء کے بعد میم

۱۹۱۲ حماس بن عمرو*

ابو عمرو بن حماس لیشی کے والد و اقدی کا بیان ہے کہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ ہم نے حسن بن عفان کے جزء میں یحییٰ بن سعید کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن ابی سلمہ، ابو عمرو بن حماس سے روایت کی ہے، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حماس سے فرمایا: (اور وہ ترکش اور چمڑا بیچا کرتے تھے) اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ یہ حدیث موقوف ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ان حماس دہلی کے علاوہ ہیں جن کا ذکر قسم اول میں گزر چکا ہے۔ ان کے متعلق و اقدی کا قول ہے کہ وہ فتح مکہ میں شریک تھے۔

۱۹۱۳ حمزہ بن ابی اسید ساعدی*

عہد نبوی میں پیدا ہوئے، ان کی ایک مرسل روایت ہے اپنے والد سے حدیث نقل کرتے ہیں، ان سے زہری اور عبدالرحمن بن سلیمان بن غسیل وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو مالک تھی۔ ابن حبان* نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۱۴ (ز) حمزہ انصاری (بے نسبت)

ان کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے جسے ہم نے محمد بن مخلد کے جزء میں عمرو بن دینار کے طریق سے، انصار کے ایک شخص

* اسد الغابۃ (۲۷/۱) * اسد الغابۃ (۱۲۳۷) * الثقات (۱۶۰/۴) * اسد الغابۃ (۱۲۴۴) استیعاب (۶۰۴)
* تجرید (۱۳۹/۱) * الثقات (۱۶۸/۴)

سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، فرمایا: میرے ہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی، میں اسے نبی ﷺ کے پاس لایا، میں نے عرض کی: میں اس کا کیا نام رکھوں؟ فرمایا: اس شخص کے نام پر اس کا نام رکھو جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے: حمزہ۔ * حاکم نے اسے ”اکلیل“ میں اور مستدرک میں دوسری سند سے عمرو بن دینار سے اسی مفہوم میں مروی ہے۔ ایک اور طریق سے روایت کر کے فرمایا: عمرو بن دینار، جابر سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ پہلا طریق درست ہے۔ حدیث جابر میں انصاری کے بیٹے کا نام عبدالرحمن بتایا گیا ہے جو اس قصہ کے علاوہ ہے۔

۱۹۱۵ حمید بن عمرو

بن ساق بن قیس بن ہدم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معنیض بن عامر بن لؤی قرشی عامری یہی حمید ابن درہ ہیں۔ دراصل درہ ان کی والدہ کا نام ہے جو ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ یوں بیان کیا: حمید بن عمیر۔ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ امیر معاویہ کے ایام میں شام میں صاحب شرف آدمی تھے۔ میں کہتا ہوں: میں نے ان کے والد کا صحابہ میں کہیں بھی تذکرہ نہیں دیکھا، لگتا ہے وہ فتح مکہ سے پہلے حالت شرک میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ البتہ ان کے اس بیٹے کو دیدار حاصل ہے۔

باب حاء کے بعدنون

۱۹۱۶ حنظلہ بن قیس

بن عمرو بن حصین بن خلدہ انصاری زُرَقی۔ واقدی کا بیان ہے کہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمرو عثمان وغیرہ صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے زہری، ربیعہ، یحییٰ بن سعید وغیرہ۔ حضرات روایت کرتے ہیں: واقدی بحوالہ زہری روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے انصار میں سے حنظلہ بن قیس سے بڑھ کر زیادہ محتاط اور درست رائے والا آدمی نظر نہیں آیا ہے۔ بحوالہ واقدی ابن سعد کا قول ہے: وہ ثقہ اور کم حدیث والے تھے۔ ابن حبان * نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* المستدرک (۱۹۶/۳) کنز العمال (۴۵۲۳۱) تاریخ بغداد (۷۳/۲)

* الثقات (۱۶۶/۴)

قسم ثالث از حرف حاء

جن لوگوں نے زمانہ نبوت تو پایا لیکن دیدار کرنے سے محروم رہے

باب حاء کے بعد الف

(۱۹۱۷) (ز) حارث بن ازمع ہمدانی

ابن عبدالبر کا قول ہے کہ صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے، امیر معاویہ کی خلافت کے آخری دور میں فوت ہوئے۔ یہی ان کے متعلق منقول ہے۔ ذیل میں ابو موسیٰ لکھتے ہیں: ابن شاہین اور عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ البتہ ابن شاہین یہ بھی فرماتے ہیں: تابعی ہیں جنہوں نے دور جاہلیت پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے ان کا یوں نسب بیان کیا ہے: حارث بن ازمع بن ابی بثنہ بن عبد اللہ بن مر بن مالک بن حرب بن حارث بن سعد بن عبد اللہ بن وداعہ۔ انہیں اہل کوفہ کے پہلے طبقہ کے تابعین میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: امیر معاویہ کے آخری دور میں فوت ہوئے۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم، مسلم، ابن حبان اور خلیفہ بن خیاط نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۱۸) (ز) حارث بن زہیر

بن عبدالشارق بن لفظ بن مطہ بن عامر بن کثیرہ بن ذیل ازدی۔ بقول ابن کلبی: صاحب شرافت تھے، جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ عمرو بن اشرف سے سامنا ہوا تو ہر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔

(۱۹۱۹) (ز) حارث بن ربیعہ

بن زین بن عوف بن عامر بن ذہل بن ثعلبہ ذہلی۔ ایک بند کہنے کی وجہ سے ان کا نام کُلح بطور لقب پڑ گیا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ محضری ہیں، فتوحات میں شریک رہے۔

(۱۹۲۰) (ز) حارث بن سعد

بن ابی ذباب دوسی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا تھا، ان سے یزید بن ہریرہ روایت کرتے ہیں۔

اسد الغابۃ (۸۴۱) استیعاب (۳۹۹) استیعاب (۳۴۸/۱) الطبقات (۸۱/۶)

التاریخ الکبیر (۲۶۴/۲) الجرح والتعذیل (۶۹/۳) الثقات (۱۲۶/۴)

۱۹۲۱ (ن) حارث بن سلمیٰ

بن رواس بن دالان بن صعب بن حارث بن مڑہب ہمدانی ثم مرہبی۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ قادسیہ میں شریک ہوئے، وہی یہ اشعار کہتے ہیں: آگے بڑھ مجھے ان کے متعلق کنگنوں کے بارے میں خوف ہے کبھی کبھار دکھائی دینے والے سروں سے نہ گھبرا، تیری مدد تو میدان کی موت نے کر دی، جس کے بعد تو لوٹ جائے گا۔

اس مفہوم کے اشعار بنی قشیر کے کسی آدمی سے بھی منقول ہیں، ان میں ہے: ”اس کے بعد جب میں بوسیدہ ہڈیاں ہو جاؤں گا۔ میں قشیری (ہی رہوں گا) جو مہاجرین کا بھائی ہوں۔“ اس میں ہے کہ وہ یرموک کا موقع تھا۔ اساورہ انہوں نے رومیوں کو کہا۔ ان کا وہم تھا کہ وہ فارسیوں کی طرح ہیں اس واسطے کہ رومیوں کو ”بطارقہ“ کہا جاتا ہے۔

۱۹۲۲ (ن) حارث بن سويد تمیمی

ابوعائشہ۔ بقول بعض: دور جاہلیت پایا ہے اور کوفہ فروکش ہوئے۔ حضرت عمر، ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے ابراہیم تیمی اور اشعث بن ابی شعثاء روایت کرتے ہیں۔ ابن معین فرماتے ہیں: ”ابراہیم تیمی حارث سے وہ حضرت علی سے“ یہ کوفہ میں ان کی سب سے اچھی سند ہے۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: میرے والد نے ان کا بڑی تعظیم سے ذکر کیا۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں اونچے درجہ کے لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور ۷۲ھ میں فوت ہوئے۔ ایک جماعت ان کی حدیث روایت کرتی ہے۔

۱۹۲۳ (ن) حارث بن عبد

بقول بعض: ابن عبدہ الازدی، ابوحنفہ نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ وہ یرموک میں شریک ہوئے، فرماتے ہیں: میں لشکر میں تھا۔ ایک رومی مقابلے کے لئے لڑنے لگا: میں مقابلہ کے لیے باہر نکلا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مجھ سے فرمانے لگے، کیا پہلے کسی سے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: واپس ہو جاؤ۔ ابن سعد اور خلیفہ نے صحابہ کے بعد پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور خلیفہ نے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ فلسطین والوں کی پیادہ فوج کے سالار تھے۔ امیر معاویہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

۱۹۲۴ (ن) حارث بن عبد عمرو

بن معاذ بن یزید بن عمرو بن الضعیق بن نفیل بن عمرو بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کلابی، زفر بن حارث کے والد، دور جاہلیت پایا ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے۔

۱۹۲۵ (ن) حارث بن عمیرہ

حارثی زبیدی۔ نبی ﷺ کے عہد میں ہی اسلام لے آئے تھے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور انہی کے

ساتھ نبی ﷺ کی وفات کے بعد یمن سے آئے۔ ابن سعد اور یعقوب بن شیبہ بطریق شہر بن حوشب، عبدالرحمن بن غنم ان کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ طاعون عمواس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت وہ موجود تھے۔ یعقوب نے ان کی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ معاذ یمن سے تشریف لائے تھے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ”فتوح“ میں سیف بحوالہ داؤد وہ ابن ابی ہند سے وہ شہر سے روایت کرتے ہیں کہ جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ طاعون میں مبتلا ہوئے تو حارث بن عمیرہ زبیدی یمن کے گاؤں ”زبید“ سے آئے، پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ شریک، ابو خلف سے بحوالہ حارث بن عمیرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا کہ وہ سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔“ * اسے ابو احمد حاکم نے ذکر کیا ہے۔ یثیم بن عدی کا قول ہے: انہوں نے یزید بن معاویہ کے دور میں رحلت فرمائی۔

۱۹۲۶ (ز) حارث بن عوف عبدی

عہد نبوت پایا ہے اور علماء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحرین میں ربیعہ سے جنگ میں شریک رہے، جس میں ان کے نمایاں کارنامے ہیں بقول بعض: انہوں نے ہی ”ہلم“ کو مارا تھا۔ ایک قول ہے: نہیں بلکہ ان کے بھائی حبیب بن عوف نے اسے قتل کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شامخ نے اسے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

۱۹۲۷ (ز) حارث بن قوم بھڑی

دور نبوی حاصل ہے سعد بن ابی وقاص کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کی شجاعت کی تعریف کرتے ہوئے کہا: میں نے حارث بن قوم جیسا سوار نہیں دیکھا۔ اس نے اپنے اونٹ پر پالان رکھا اور اسے سرتاپا کپڑا اوڑھادیا، پھر..... انہیں جدا کر دیا، جب کسی سوار کو دیکھتا تو اس پر اتر کر اسے گردن سے دبوچ کر قتل کر دیتا پھر کھڑے کھڑے اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتا۔

۱۹۲۸ (ز) حارث بن قیس کندی

دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں اور ان کے قصیدہ تائیہ میں چند اشعار نقل کیے ہیں۔

۱۹۲۹ (ز) حارث بن قیس

ابو محمد بن حزم نے طبقات القراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوت تو پایا ہے لیکن نبی ﷺ سے ملاقات نصیب نہیں ہوئی۔

۱۹۳۰ حارث بن کعب

قسم رابع میں ذکر ہوگا۔

(۱۹۳۱) (ز) حارث بن لقيط نخعی

حنش بن حارث کے والد، دور نبوت میسر ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ ابن ابی خيثمه فرماتے ہیں: ہمیں ابو نعیم نے بحوالہ حنش بن حارث بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو ذکر کرتے سنا: جب ہم یمن سے آئے تو ہم نے مدینہ میں پڑاؤ کیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے۔ قبیلہ نخع میں گھوم پھر کر انہیں دیکھا بھالا۔ (حدیث) امام بخاری نے الادب المفرد میں ان کی ایک روایت نقل کی ہے۔

(۱۹۳۲) حارث بن مالک طائی

انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ وٹیمہ نے ذکر کیا یہ ان لوگوں میں سے تھے جو فتنہ ارتداد میں دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اور عدی بن حاتم کے ساتھ اپنی زکوٰۃ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ادا کی جس کے متعلق ان کے اشعار ہیں جن کا مطلع یہ ہے: ”ہم نے ایسی وفا کی اس جیسی وفا لوگ نہ کر سکے۔ اور عدی بن حاتم نے ہمیں بزرگی و شرافت کی پوشاک پہنائی۔“ ابن فتحون اور ابن الامیر نے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

(۱۹۳۳) حارث بن مرہ

بن دودان نسلی دور نبوت پایا ہے۔ کتاب ”الردۃ“ میں وٹیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی وہ نصیحت ذکر کی ہے جو انہوں نے بنی عامر کو کی تھی: ”اے بنی عامر! اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو گے تو تمہاری مدد ہوگی اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور دین سے دشمنی رکھو گے تو بے یار و مددگار چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ اور اگر تمہیں شکست ہوئی تو بھاگنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا اور اگر اپنی قوم کے لیے تم ڈٹے رہے تو اللہ کی قسم مار دیئے جاؤ گے۔“ ابن فتحون اور ابن الامین نے بھی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۳۴) حارث بن معاویہ کندی

قسم اول میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۱۹۳۵) (ز) حارث بن میناء

انہیں دور نبوی نصیب ہوا، ابن اسحاق، محمد بن ابراہیم تیمی سے بحوالہ حارث بن میناء روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلسل مجھے بلاتے رہے، پھر ایک قصہ ذکر کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زمانہ نبوی میں پورے مرد تھے۔ اس قصہ کا امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۳۶) (ز) حارث بن نظام

بن جشم بن عمرو بن مالک بن جشم بن خیوان بن نوف بن ہمدان ہمدانی، دور نبوت پایا ہے، ان کے بیٹے عبدالرحمن وہی

آشی ہمدانی ہیں جو عبدالملک بن مروان کے دور میں مشہور شاعر تھے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۷) **حارث بن نعمان بن قیس۔**

۱۹۳۸) **حارث (بے نسبت) قسم اول میں حبیب بن حارث کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔**

۱۹۳۹) **(ز) حارثہ بن بدر**

بن حصین بن قطن بن مالک بن غذانہ بن یربوع بن حنظلہ بن زید مناة بن تمیم تمیمی غدانی۔ ابوالفرج اصہبانی کا قول ہے کہ وہ احنف بن قیس کی ولادت میں موجود تھے۔

میں کہتا ہوں: اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو انہوں نے دور نبوت پایا ہے۔ فتوحات میں ان کی بڑی کارکردگیاں ہیں۔ حضرت عمر، حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بیٹے کی حکومت میں زیادہ وغیرہ کے ساتھ کئی قصے پیش آئے۔ حاکم نے تاریخ نيساپور میں سلیمان بن احمد نخعی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: نخعی طبرانی ہیں۔ لیکن یہ بات مجھے ان کی معجم میں نہیں ملی۔ واللہ اعلم

”کامل“ میں مبرذ ذکر کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن حارث بہہ کی عراق پر حکومت کے دوران ۶۴ھ میں ڈوب کر فوت ہوئے جس کا قصہ یہ ہے کہ وہ خوارج سے جنگ کے امیر تھے۔ انہوں نے انہیں نہر تیزی پر شکست سے دوچار کیا۔ جب خوارج نے انہیں زخمی کر دیا تو یہ اپنے باقیماندہ ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ رہے تھے کہ اتنے میں ان کے کسی ساتھی نے آواز دی: حارثہ! مجھ جیسا شخص ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے کشتی بان سے کہا: اس کے قریب کرو۔ تو وہ شخص کشتی میں دھرے اسلحہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ یوں حارثہ اور ان کے ساتھی غرقابی کا شکار ہو گئے۔

۱۹۴۰) **(ز) حارثہ بن سفیان بجلی**

دور نبوت میسر ہے اور سلمی بنت جابر احسیہ کے خاوند ہیں۔ عبداللہ بن مبارک نے کتاب ”البر والصلۃ“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابان بن عبداللہ بجلی نے بحوالہ فلاں بن ابی حازم ہمیں بتایا کہ سلمی بنت جابر، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگیں: میرے خاوند حارثہ بن سفیان اللہ کو پیارے ہو گئے اور طبرستان میں شہید ہو گئے۔ اب کئی طرف سے پیامات نکاح آرہے ہیں، میں نے اپنے آپ کو اپنے خاوند کے لیے روک رکھا ہے تاکہ جنت میں اس کی بیوی بن سکوں کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں کہتا ہوں: فلاں شخص کا نام کریم ہے اس کا یہ نام احمد زبیری نے بحوالہ ابان بجلی اپنی روایت میں لیا ہے۔ انہوں نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”میری امت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی عورت احس کی ہوگی۔“

۱۹۳۱ (ز) حارثہ بن عبیدہ کلبی

ابو حاتم * سجستانی نے کتاب ”المعمرین“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہشام کلبی فرماتے ہیں: مجھے سلمہ بن معتب (جو ان کی اولاد سے ہیں) کہنے لگے: میرا جہاں تک اندازہ ہے وہ پانچ سو (۵۰۰) سال زندہ رہے اور ان کے یہ اشعار بھی درج کیے: ”کاش! میں اپنی عمر گزار چکا ہوتا، کیا زمانہ میری آرزو برآری کرے گا۔ زمانے کی گردش نے مجھے موڑ کر رکھ دیا اور حالت یہ ہو گئی کہ میری حیثیت گھر میں پرانے کپڑے کی سی رہ گئی۔ میرے رشتہ دار جب مجھے دیکھتے ہیں تو انہیں اذیت ہوتی ہے کہ میں ابھی تک زندہ ہوں۔ آج میری موت کہاں ہے؟“ ابن ابی حاتم کا قول ہے: ان کی اولاد نے انہیں عرصہ دراز تک چھپائے رکھا۔

۱۹۳۲ (ز) حارثہ بن مضرب * العبدی

انہیں دور نبوت حاصل ہے اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ان سے ابن اسحاق سبعی روایت لیتے ہیں۔ ابن معین وغیرہ ائمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے چونکہ انہوں نے دور نبوت پایا ہے اس لیے ابو موسیٰ نے ”ذیل“ میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۳ (ز) حارثہ بن نمر (ابو اثال)

دور نبوی میسر ہوا۔ اور عہد صدیقی میں جنگ یرموک میں شرکت کی اور مخنف ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مالک بن قسامہ نے مجھے بتایا کہ جنگ یرموک میں مسلمانوں کے شاعر نے کہا: ”قبیلہ جذام اور نخم کو ہر بڑے ڈیل ڈول کی عورت سلام دیتی ہے۔ اور ٹٹوں والوں کا قتل مضبوط ہو گیا۔“ تو ابو اثال حارثہ بن نمر نے یہ اشعار کہے: ”یرموک میں وہ قوم کیا ہی خوب رہی جس نے روم کے سرکش کی خاندانی شرافت کو پاؤں سے روند ڈالا۔ ان سے وہ گرجے جو شام میں بڑے پتھروں اور سنگ مرمر سے مزین تھے، بے کار ہو کر رہ گئے۔“

۱۹۳۴ (ز) حازم بن ابی حازم احمسی (قیس کے بھائی)

ان کا نسب ان کے والد عوف بن حارث کے حالات میں آئے گا۔ ابو عمر فرماتے ہیں: قیس اور حازم دور نبوی میں مسلمان تھے۔ آپ کے بعد انہوں نے ہجرت کی، ان میں سے حازم جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

باب حاء کے بعد باء

۱۹۳۵ (ز) حباب بن عمیر سلمی ذکوانی

دور نبوی پایا ہے۔ وٹیمہ نے کتاب ”الرؤۃ“ میں ان کی وہ وصیت ذکر کی ہے جو انہوں نے بنی حنیفہ کو اسلام نہ چھوڑنے کے

بارے میں کی تھی۔ اس کے متعلق ان کا خطبہ اور کافی کلام بھی ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(ن) حبال (۱۹۳۶)

ابن طلحہ بن خویلد، ان کے والد کا تذکرہ آنے والا ہے۔ رہے وہ، تو جب ان کے والد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یہ موجود تھے۔ چنانچہ ابن درید کا بیان ہے کہ طلحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: (انہیں سخت پیاس لگی تھی) حبال کے راستہ پر چلو، مثالیں بیان کرو تمہیں پانی مل جائے گا، تو جیسا اس نے کہا تھا انہیں پانی مل گیا۔ ”بلال“ تھوڑے پانی کو کہتے ہیں۔ جس سے ان کا فتنہ مزید بڑھ گیا۔

حَبَان (۱۹۳۷)

ابن ابی جبلة تابعی ہیں۔ دور نبوی دیکھا ہے۔ ابن یونس کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل مصر کی جانب دینی سمجھ بوجھ دلانے کے لئے بھیجا تھا۔ ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں عمرو بن العاص اور کئی اور حضرات سے روایت بھی حاصل ہے۔ ابو العرب نے طبقات اہل القیر وان میں ان کا ذکر کیا کہ احمد بن یحییٰ بن وزیر نے کہا: وہ افریقہ میں فوت ہوئے۔

حَبَّہ (۱۹۳۸)

ابن جُوین بن علی بن عبدنہم بن مالک بن غانم بن مالک بجلی ثم عرنی ابو قدامہ۔ بقول طبرانی: کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔ ابن عقدہ نے کتاب الموالاة میں انتہائی ضعیف سند سے لکھا ہے کہ حبہ بن جوین سے مروی ہے کہ غدیر خم کے روز نبی ﷺ نے اعلان کیا: ”باجماعت نماز تیار ہے“۔ پھر یہ حدیث ذکر کی ”جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے“۔ * آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا یہاں تک کہ مجھے دونوں کی بغلیں صاف دکھائی دیں (فرماتے ہیں): میں اس وقت تک مشرک تھا۔ ابن الاثیر * فرماتے ہیں: یہ حدیث نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حجۃ الوداع کے موقع پر بیان فرمائی تھی اور اس دن کوئی مشرک حج کرنے نہیں آیا تھا۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو وہ صحابی ہوئے لیکن اس پر اتفاق ہے کہ وہ صحابی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ واقعہ صحیح ہو جائے تو یہ احتمال ہے کہ حبہ نے بالاتفاق آپ کو دیکھا ہے لیکن حج کا ارادہ نہیں کیا تھا، چونکہ سند ضعیف ہے اس لیے صحیح کہاں ہو سکتا ہے۔ حبہ کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ صرف عجلی نے ان کی توثیق کی ہے جسے امام احمد نے چلایا ہے۔ صالح جزرہ فرماتے ہیں: درمیانے ہیں۔ اور علامہ ساجی کا قول ہے کہ ان کے ضعیف ہونے کے لئے ان کی یہ بات ہی کافی ہے کہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ اسی (۸۰) بدری صحابہ نے دیا۔ حبہ کی حضرت علی، ابن مسعود اور عمار رضی اللہ عنہم سے کئی ایک روایات ہیں۔ ان سے سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہیں جو ان کی دینداری اور عبادت گزاری کے بڑے مداح تھے۔ حکم بن عیینہ اور بہت سے کوئی حضرات روایت لینے میں شامل ہیں۔ حبہ کا انتقال ۷۰ھ کے بعد، بقول بعض ۷۱ھ یا اس سے زائد عرصہ بعد ہوا۔ پھر پہلی حدیث جیسی مجھے ان کی ایک اور حدیث مل گئی۔ چنانچہ ابن مردودہ تفسیر میں ابان بن ثعلبہ کے طریق بحوالہ نفع بن حارث، ابو الحمر، وہ ابو مسلم ملای اور حبہ عرنی سے روایت کرتے ہیں، دونوں فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ نے مسجد میں کھلنے والی تمام کھڑکیوں کو

بند کرنے کا حکم دیا تو یہ بات بڑی گراں گزری۔ جبہ کہتے ہیں: میں نے حمزہ کو دیکھا کہ وہ سرخ چادر اوڑھے آنسو بہا رہا ہے اور کہہ رہے تھے: ”تم نے اپنے چچا کو نکال دیا...“۔ (حدیث) ابان تک کی سند ضعیف ہے۔ مسلم ملائی بھی ضعیف ہے۔ جبہ کے متعلق جیسا پہلے گزر چکا ہے اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جاتی ہے تو وہ صحابی بن سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اس وقت وہاں موجود تو ہوں لیکن تھے مشرک، جیسا کہ پہلی حدیث میں ہے۔ واللہ اعلم

۱۹۴۹ حبیب بن عاصم محاربی

انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ زبیر بن بکار ہشام بن اسحاق بن کنانہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ جب قحط ختم ہو گیا (جسے عام الرمادہ کہا جاتا تھا) اور خوب بارشیں ہو کر وادیاں بہہ پڑیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عربی گھوڑے پر بیٹھ کر وادی عقیق کی طرف نکلے، وادی کے ایک کونے سے کسی اعرابی نے آپ کو آواز دی ابن خثیمہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ آپ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا: میں حبیب بن عاصم محاربی ہوں، پھر قصہ ذکر کیا۔

۱۹۵۰ (ز) حبیب بن عوف عبدی

ان کا ذکر ان کے بھائی حارث بن عوف کے ساتھ گزر چکا ہے۔

۱۹۵۱ (ز) حبیش اسدی

وہیمہ نے کتاب الردۃ میں ذکر کیا ہے کہ جب بنی اسد میں طلحہ طاہر ہوا تو وہ انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب دیتے، طلحہ کی روبرو تکذیب کرتے۔ اس بارے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، چند اشعار میں سے یہ ایک شعر ہے: ”طلحہ! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور دین صرف دین محمدی ہے“۔ فرماتے ہیں: پھر حبیش اور ان کے دونوں بیٹے غسان اور عبدالرحمن اس قبیلہ سے الگ ہو گئے۔ ابن فتحون اور ابن الاثیرؒ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر تو کیا لیکن کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جس سے پتہ چلے کہ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ہو۔

باب حاء کے بعد تاء

۱۹۵۲ (ز) حنات بن وذیح

بشر میں تذکرہ ہوا ہے۔ مرزبانی کا قول ہے کہ جسر ابی عبید میں شہید ہوئے تو ان کے والد نے ان کا مرثیہ کہا: ”میں حنات کی موت کی خبر دیتا ہوں۔ میں جب تک اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوں کوئی بھی مجھے اس جیسا جو انمرد دکھائی نہیں دیتا۔ حنات کی زندگی تو شہاب ثاقب کی طرح تھی اور ہر شہاب ثاقب بجھنے والا ہے۔“

۱۹۵۳ ختیت بن شہاب شامی

دور نبوت میسر ہوا، زبیر بنگار کا قول ہے: بصرہ میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ عبداللہ بن عامر نے انہیں بصرہ کی نہر بطور جاگیر دے دی تھی۔

۱۹۵۴ (ن) ختیت بن مظہر

بن رباب بن اشتر بن جحوان بن فقہس کندی ثم الفقعسی، دور نبوی نصیب ہوا۔ اور اتنی عمر پائی یہاں تک کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر ان کے چچا زاد بھائی ربیعہ بن حوط بن رباب کے ساتھ کیا ہے۔ ان شاء اللہ حرف راء میں تذکرہ ہوگا۔

باب حاء کے بعد جیم

۱۹۵۵ حجاج بن عبد یغوث

بن عمرو بن حجاج زبیدی۔ ابو حذیفہ اور امام بخاری نے ذکر کیا ہے کہ وہ یرموک میں شریک تھے، فرماتے ہیں: قبیلہ زبید جو مہینہ میں تھا اس کے پاؤں اکھڑنے لگے تو وہ ایک دوسرے کو پکارنے لگے، ان میں حجاج بن عبد یغوث تھے۔ انہوں نے یکبارگی حملہ کیا تو ان لوگوں کو روم کی جانب سے ہٹا دیا گیا۔ ابن کلبی نے اپنی کتاب ”فتوح الشام“ میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو یمن سے خلافت صدیقی میں جہاد کے لئے وفد کی صورت میں آئے تھے۔

۱۹۵۶ (ن) حجاج بن عبید

انہیں ابن عثیم بھی کہا جاتا ہے۔ دور نبوت پایا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ ام جمیل ہلالیہ کے خاوند تھے جس کی تہمت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر لگی تھی۔

۱۹۵۷ (ن) حجار بن ابجر

بن جابر عجلی۔ دور نبوت پایا ہے۔ ابن درید ”اخبار منثورہ“ میں ابو حاتم سے بحوالہ عبیدہ بن عجل کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: حجار بن ابجر کے والد نصرانی تھے ان سے یہ کہنے لگے: ابا جان! میں نے کئی لوگوں کو دیکھا کہ وہ اسلام لانے کے بعد صاحب شرافت بن گئے۔ میں بھی اس دین میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگے: بیٹا! ذرا صبر کرو! میں خود تمہارے ساتھ عمر کے پاس چلتا ہوں تاکہ وہ تمہیں مشرف باسلام کرے۔ اس سے بچنا کہ انتہائی منزل سے پہلے کہیں تھک ہار نہ جانا۔ پھر قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے کہ ابجر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حجار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کون منع کر رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میری ٹانگیں قبر میں لٹک رہی ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ ابجر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کی شہادت سے کچھ عرصہ پہلے نصرانیت پر ہی مرا تھا۔ طبرانی نے اسمعیل

بن راشد کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابجر کا جنازہ عبدالرحمن بن ملجم کے پاس سے گزرا جبکہ حجار بن ابجر ایک طرف مسلمانوں کے ساتھ چل رہے تھے، جنازہ کے ساتھ نصاریٰ تھے جو اسے لے جا رہے تھے، پھر قصہ ذکر کیا۔

۱۹۵۸ حجر بن عدی بن ادبر

قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔

۱۹۵۹ حجر بن عنبس

انہیں ابن قیس بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ابوالسکن بقول بعض ابوالعنابس حضرمی کوئی ہے۔ طبرانی نے صحابہ میں اور ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن معین فرماتے ہیں: کوئی شیخ ہیں جو ثقہ اور مشہور ہیں۔ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء رفع یدین میں اور ابوداؤد اور ترمذی نے ان کی روایت نقل کی ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ انہوں نے جاہلیت میں خون پیا تھا۔ اور طبرانی نے موسیٰ بن قیس کے طریق سے بخوالہ ان کے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کے ہاں پیام نکاح بھیجا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: علی کیا تمہیں کچھ رغبت ہے؟

میں کہتا ہوں: اس پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ حجر بن عنبس نے نبی ﷺ کی زیارت نہیں کی، لگتا ہے انہوں نے یہ قول کسی صحابی سے سن کر روایت کیا ہے۔

۱۹۶۰ حجر بن مالک

بن حذیفہ بن بدر فزاری عیینہ بن حصن کے چچا زاد بھائی۔ انہیں دور نبوت میسر آیا، مرزبانی نے اپنے معجم میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی والدہ وہی ام قرفہ ہیں جو نبی ﷺ کی حیات میں قتل ہو گئی تھیں۔

۱۹۶۱ (ن) حجناء بن رُمیلہ نہمی

ان کا ذکر ان کے بھائی اشہب کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۱۹۶۲ (ن) حجیل بن قدامہ یربوعی

مغازی میں اموی نے ذکر کیا ہے کہ مرتدوں سے جنگ کے دوران وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ مالک بن نویرہ کے قتل میں بھی شریک تھے، وہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کے قتل کی اطلاع لے کر آئے تھے۔

باب حاء کے بعد وال

(ن) حدیر بن علقمہ ۱۹۶۳

بن ابی الجون خزاعی سلیمان بن سرد بن ابی الجون مشہور صحابی جن کا ذکر ہوگا، ان کے چچیرے بھائی ہیں۔ اور انہیں بن ابی الجون جن کا تذکرہ گزر چکا ہے ان کے بھتیجے۔ انہیں دور نبوت حاصل تھا ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام میسرہ تھا جس کا کثیر عذرہ شاعر خزاعی کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ اسے مخاطب کر کے کثیر کہتا ہے: ”اگر ہم نے قریش سے اپنی رشتہ دار کی شاخ کاٹ ڈالی، تو میسرہ! تو کونسے دراہم سے اس رشتہ داری کو حاصل کرے گا“۔ ابن کلبی نے جمہرہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب حاء کے بعد ذال

حذیفہ بن عبید مرادی ۱۹۶۴

انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ یہ ابن یونس کا قول ہے جو ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ مغلطائی فرماتے ہیں: مجھے ابن یونس کی تاریخ میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے میں ان کا ذکر آتا ہے۔

(ن) حذیفہ باریقی ازدی ۱۹۶۵

بقول ابن مندہ: دور نبوت پانے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ واقدی نے ایک مقلوب (الٹی) حدیث ذکر کی ہے جس کی طرف میں نے جنادہ کے سوانح میں اشارہ کر دیا ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: ان کی صحابیت مشکوک ہے۔

حذیم بن حارث ۱۹۶۶

بن ارقم۔ بنی عامر بن عبدمناة کے فرد۔ سیرت میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

باب حاء کے بعد راء

حرام بن خالد ۱۹۶۷

بن ربیعہ بن وحید بن کلاب بن ربیعہ عامری ثم وحیدی، انہیں دور نبوت حاصل ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی ام البنین سے شادی کی جس سے آپ کی چار اولادیں: عباس، عبد اللہ، عثمان اور جعفر ہوئیں۔ سارے کے سارے اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ جس کا ذکر ہشام بن کلبی اور زبیر بن بکار نے کیا ہے۔

۱۹۶۸ حرام بن ربیعہ

بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب عامری، ثم جعفری، لبید شاعر کے بھائی انہیں دور نبوت ملا ہے۔ ان کے والد اور دادا کا تذکرہ آئے گا۔ ان کا بیٹا مالک سردار ان کوفہ میں سے تھا۔ جن لوگوں کو مختار بن ابی عبید نے حضرت حسین کے خون کے مطالبہ پر قتل کیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے۔

اکثر ان سے حزام بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن کلاب کا اشتباہ ہو جاتا ہے جو ام البنین زوجہ علی کے والد ہیں جن سے عباس اور جعفر وغیرہ پیدا ہوئے۔ اس کے والد بھی اسی قسم میں شامل ہیں۔

۱۹۶۹ حَزْب بن نعمان

بن قیس بن تیم طائی ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اسلام میں اہل ارتداد سے جنگ میں انہوں نے خوب خوب جوہر دکھائے، یعنی دور صدیقی میں۔

۱۹۷۰ حَزْب بن جُنَادِب

بقول ابن عساکر: دور نبوی پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح دمشق میں شریک ہوئے، وہیں ان کی جائیداد ہے۔

۱۹۷۱ حُرْقُوص العَبْرِي

دور نبوت میسر ہے، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح تَستَر میں شریک ہوئے یہ حُرْقُوص بن زہیر سعدی کے علاوہ ہیں۔ ابن ابی داؤد نے ان کا قصہ نقل کرنے کے بعد اس پر یقین کیا ہے کہ وہ ذوالثدیہ ہے جبکہ ذوالثدیہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ذوالخویصرہ اور ذوالخویصرہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہی حُرْقُوص ہے۔

۱۹۷۲ (ز) حَرْمَلَه بن سلمی

از بنی قرد، دور نبوت ملا ہے۔ ابو عمر کندی نے کتاب الخندق میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے۔

۱۹۷۳ حَرْمَلَه بن منذر

بن معد یکرب کندی ابوزبید شاعر، کنیت سے ہی شہرت رکھتے ہیں۔ ”آغانی“ میں ان کے طویل سوانح ذکر ہوئے ہیں۔ مجھے اکثر روایات سے ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ نصرانی تھے۔ ابو عبید بکری ”شرح الامالی“ میں لکھتے ہیں: طبری کا گمان ہے کہ وہ اسلام لایا تھا، جس کی دلیل یہ پیش کی کہ اس نے حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما کی زیارت کی ہے اور ولید بن عقبہ نے وصیت کی تھی کہ اسے اس کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے پتہ چلے کہ وہ اسلام لے آیا تھا۔

۱۹۷۴ حَرِیْث بن محفَض مازنی

وہی حریث بن سلمہ بن مرارہ از بنی مازن بن عمرو بن تمیم ہیں۔ مرزبانی لکھتے ہیں: مخضرمی ہیں۔ جاہلیت کے دور میں ان کے

بہت سے اشعار ہیں اور حجاج کے دور تک زندہ رہے۔ اس کے ساتھ ان کا ایک واقعہ بھی پیش آیا۔ وہ یوں کہ انہوں نے حجاج کو منبر پر یہ اشعار پڑھتے سنا:

”بزرگی کے بیٹوں کو ان کی مائیں لے کر نہیں بیٹھی رہیں بلکہ ان کے آباء و اجداد ہی سچے تھے، اس لیے وہ شرافت والے ہو گئے۔“

تو یہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: امیر! ان کا قائل کون ہے؟ اس وقت بے حد بوڑھے تھے: حجاج نے کہا: حریث بن مخضف مازنی۔ بعد میں جب حجاج منبر سے اتر اتوا ان سے کہنے لگا: کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ آپ نے میاں میرا خطبہ رکوا کر یہ سوال کیا؟ تو یہ کہنے لگے: میں ہی حریث بن مخضف ہوں۔ آپ نے میرا شعر پڑھا تو میں سردھننے لگا۔ راوی کا بیان ہے: پھر حجاج انہیں علیحدہ لے گیا۔ یہی اشعار امیر معاویہ نے پڑھے جب آپ نے بنی عبد مناف کے نو جوانوں کو دیکھا تھا۔ یہ اشعار بھی کہے گئے ہیں:

”کیا تو نے میری قوم نہیں دیکھی جب انہیں ان کا بھائی بلاتا ہے تو لہیک کہتے ہیں۔ اور اگر وہ تلوار اٹھائے تو یہ بھی اٹھا لیتے ہیں۔“

لفظ مخضف میں نے ایک نسخہ میں تشدید سے لکھا دیکھا ہے۔ جبکہ رضی شاطبی نے حاشیہ میں حاء کے سکون اور فاء کے بعد ضاد سے قلمبند کیا ہے۔

۱۹۷۵ (ز) حریث بن عبد الملك

اکیدر دومہ کے بھائی۔ بلاذری بطریق کلبی روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو اکیدر نے زکوٰۃ نہ دی اور جو عہد و پیمان کیا تھا توڑ ڈالا اور دومۃ الجندل سے نکل کر حیرہ جا ٹھہرا تھا۔ جبکہ حریث اپنی تمام تر ملکیت سمیت مسلمان ہوئے جو بعد میں ان کے پاس سلامت رہی۔ راوی کا بیان ہے کہ انہی حریث کی بیٹی سے یزید بن معاویہ نے شادی کر لی تھی، جمہرہ میں یونہی لکھا ہے۔

باب حاء کے بعد زاء

۱۹۷۶ (ز) حزن بن نصر عدوی

عدی تمیم۔ ان کا ذکر ان کے بھائی قرط کے حالات میں ہوگا۔

باب حاء کے بعد سین اور شین

۱۹۷۷ (ز) حسان بن فائد عبسی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی، انہیں دور نبوی حاصل ہوا ہے ان سے روایت کرنے والے راوی مجھے صرف ابواسحاق سنہی ملے ہیں۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: بزرگ تھے۔ ابن حبانؒ نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۷۸ (ن) حسان بن کرب

بن یشرح ابن عبد کلال بن عریب بن شریل ریشی۔ کنیت ابو کرب تھی۔ دور نبوی نصیب رہا۔ ابوسعید بن یونس لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہجرت کی اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ابوالخیر یزنی واہب معافری، اور کعب بن علقمہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ پھر بطریق واہب بن عبد اللہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا تم لوگ اپنے اخراجات کا حساب رکھتے ہو؟ پھر ایک حدیث ذکر کی۔ ابن عساکر ان کے حالات میں عیاش بن عباس کے طریق سے ان کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ امیر معاویہ کے دروازے پر تھے، ہمارے ساتھ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو مسعود بھی تھے۔ پھر ان کا قصہ نقل کیا۔ انہیں حضرت علی، ابوذر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت حدیث کا شرف بھی حاصل ہے۔

۱۹۷۹ حسین بن خارجہ

عبدان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ احمد بن یسار فرماتے ہیں: لوگوں نے ان کے صحابی ہونے کا ذکر نہیں کیا اگرچہ وہ بڑی عمر کے تھے۔ ابن خزیمہ اور یعقوب بن شبہ وغیرہ حضرات بطریق نعیم بن ابی ہند، ابو حازم سے بحوالہ حسین بن خارجہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے جو یورش وقتہ برپا ہوا مجھے اس کے متعلق بڑی الجھن ہوئی کہ کیا کیا جائے، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: یا اللہ! کوئی ایسی راہ بھاجے اختیار کر سکوں۔ پھر ایک لمبا قصہ ذکر کیا جس میں انہوں نے اپنا وہ خواب بیان کیا جو حضرت سعد بن ابی وقاص کو سنایا تھا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں دور نبوت ملا تھا۔ یہ جہاں تک مجھے معلوم ہوتا ہے ان حسیل بن خارجہ کے علاوہ کوئی صاحب ہیں جن کا ذکر قسم اول میں ہوا ہے۔

۱۹۸۰ حشر بن اشہب

بن ورد بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ الجعدی، دور نبوی حاصل ہوا ہے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ جو بڑا بہادر اور قابل تعریف شخص تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور گورنری میں فارس پر غالب ہوا۔ اسی کے متعلق ”زیاد اعجم“ کا یہ شعر ہے: ”بزرگی مردانگی اور سخاوت اس خیمہ میں ہے جو ابن حشر پر لگایا ہے۔“ اور ”فزدق“ اپنے شعر میں انہی کو مراد لیتے ہیں۔ انہوں نے جو اثاثہ میں مضر کے سرداروں میں لوٹ مار مچائی، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا تو ان کے وہ اشعار نقل کیے جو سخاوت پر فخریہ انداز میں انہوں نے کہے ہیں۔ زیاد بن اشہب میں اس کا تذکرہ ہوگا۔

باب حاء کے بعد صاد

(۱۹۸۱) (ن) حُصَيْن بن وَثْرَه

بن عدی بن جابر بن حنی بن عمرو بن سلسلہ بن تمیم طائی۔ دور نبوت نصیب ہوا، ان کے بیٹے نویرہ کا ذکر نجدہ حروری کے زمانہ میں ملتا ہے جس نے یزید بن معاویہ کی موت کے بعد یمامہ میں خروج کیا تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۸۲) (ن) حُصَيْن جد اُمی حصین میں تذکرہ ہوا ہے۔

(۱۹۸۳) (ن) حُصَيْن بن حارث

بن مسلم بن قیس بن معاویہ جعفی۔ دور نبوی ملا ہے، ان کا بیٹا جراح، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں میں سے تھا جسے انہوں نے وادی القریٰ کا والی بنا دیا تھا۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے۔ ابن زبیر کے وہاں کثیر تعداد میں کھجوروں کے درخت تھے، جراح نے لوگوں کو لوٹ مار کی کھلی چھوٹ دے دی۔ ابن زبیر کو پتہ چلا تو آپ نے اسے معزول کر دیا۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے کوڑے لگائے اور فرمایا: ”میری کھجوریں ہڑپ کر کے میری نافرمانی پر اتر آئے ہو!“ یہ بات ضرب المثل کی صورت اختیار کر گئی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مخالفین اسے بخیل کہا کرتے تھے، اس واقعہ سے انہیں مزید تقویت مل گئی۔

(۱۹۸۴) (ن) حُصَيْن بن حسان

بن شریک بن حذیفہ بن بدر فزاری۔ مرزبانی نے ان کے بیٹے جلیہمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ مختصر می ہیں۔

(۱۹۸۵) حُصَيْن بن حَدير

دور نبوی میسر ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کیا۔ بصرہ فروکش ہوئے، ان سے حسان بن زاہر روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۸۶) حُصَيْن بن سبره

دوری نبوی نصیب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا اور کوفہ فروکش ہوئے۔ ان سے ابراہیم تیمی روایت کرتے ہیں ان کا بھی امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں، حصین بن سبرہ نے فرمایا: ”ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز فجر پڑھائی جس میں سورہ یوسف پڑھی تھی۔“

(۱۹۸۷) (ن) حُصَيْن بن مالك

بن ابی عوف بن عویف بن مالک بن دینار بن ثعلبہ بن عمرو بن یثکر بن علی بن مالک بن سعد بن بدر بن قسر بجلي قسری۔

انہیں دورِ نبوت ملا ہے اور جنگِ قادسیہ میں شرکت کی۔ اس دن وہ بحیلہ کے امیر تھے یہ ابن کلبی کا بیان تھا۔ یہ عبد شمس بن ابی عوف کے بھتیجے ہوتے ہیں جن کا نام نبی ﷺ نے عبد اللہ رکھ دیا تھا۔ انہیں قسم اول میں شمار کر لینا چاہیے کیونکہ فتوحات میں صرف صحابہ امیر بنائے جاتے تھے۔

۱۹۸۸ حصین بن ہریم تمیمی

وشیمہ نے کتاب الرذۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ زبرقان بن بدر نے انہیں محکم بن طفیل کی جانب اسے ارتداد سے باز رہنے کے لیے بھیجا تھا اور اسے اسلام کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دینے کے لیے روانہ کیا تھا۔ اور پھر ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔

۱۹۸۹ (ز) حصین ہمدانی

ان کا بھی وشیمہ نے ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ان سے اپنی قوم میں کوئی قتل ہو گیا تھا تو یہ بنی سلیم سے جا ملے جب فجاءۃ ان لوگوں کو مرتد ہونے کی دعوت دینے آیا تو حصین نے ان کے ہاں رہنا پسند نہ کیا۔ انہوں نے انہیں نصیحت بھی کی اور مرتد ہونے سے منع بھی کیا لیکن انہوں نے ایک نہ مانی، ان میں سے کسی بد بخت نے ان کے طمانچہ بھی مارا تھا، بہر کیف یہ انہیں چھوڑ کر آ گئے۔ وشیمہ اس سلسلہ میں ان کے اشعار بھی نقل کرتے ہیں۔

۱۹۹۰ (ز) حصین جذامی

دورِ نبوت نصیب ہوا۔ وشیمہ کا بیان ہے کہ وہ بنی حنیفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ مرتد ہو گئے تو یہ خفیہ طور پر اپنے رب کی عبادت کرتے تھے۔ بالآخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان پر دسترس حاصل کر لی۔ آپ نے انہیں قتل کرنا چاہا تو کہنے لگے: اگر آپ اپنے دینی مخالف یا آپ سے مقابلہ کرنے والے کو قتل کرتے ہیں تو میں ان دونوں سے بری ہوں اور اگر آپ مجھے بنی حنیفہ کے کفر کی وجہ سے پکڑیں گے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے مبرا قرار دیا ہے ”کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا“۔
 وشیمہ فرماتے ہیں: آپ نے انہیں بری قرار دے کر انہیں چھوڑ دیا، پھر وہ مدینہ چلے گئے۔ اسی کے متعلق ان کا بھائی حصن جذامی کہتا ہے: ”میرا، حصین اور ابن ابوجرحہ سفیان کا دین اسلام ہے“۔ سفیان ان کے تیسرے بھائی ہیں۔ وشیمہ نے تینوں بھائیوں کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے یہ بتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی رہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس کے بعد انہوں نے انصار سے معاہدہ کر لیا تو ان میں شمار ہونے لگے۔

باب حاء کے بعد طاء

۱۹۹۱ حطان بن حفص

بن مجدع بن وابلش بن عمیر بن عبد شمس بن سعد سعدی، انہیں دورِ نبوت حاصل رہا اور وہ ان کی رہائش دیہات میں تھی۔

ان کا ایک بیٹا ہیردان نامی تھا جو عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں چور ہونے کی مشقت اٹھاتا تھا۔ ان کا مہلب کے ساتھ ایک واقعہ بھی پیش آیا جس کو مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے۔

۱۹۹۲ حطان بن عوف

دور نبوت میسر ہوا اور جابیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں شریک ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کیا۔ ابن عائد نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یزید بن ابی حبیب انصاری نے ان سے سماع حدیث کیا ہے۔

۱۹۹۳ الحطیہ شاعر

نام جرویل بن اوس بن مالک بن جوہ بن مخزوم بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس عبسی ہے۔ مشہور شاعر ہے۔ کنیت ابو ملیکہ تھی۔ ابوالفرج اصہبانی * لکھتے ہیں: وہ نامور، پیشرو اور فصیح شاعر تھا۔ اور شعر کی تمام اصناف مدح، ہجو، فخر، غزل میں اپنا کلام پیش کرتا۔ اور سب میں عمدہ انداز سے اشعار کہتا۔ بڑا شیر اور بے وقوف ثابت ہوا۔ اس کی عادت تھی جب ایک قبیلہ سے ناراض ہوتا تو دوسرے کی طرف منسوب ہو جاتا۔ ایک بار اسے گمان ہوا کہ اس کا تعلق بنی حارث بن سدوس سے ہے اور وہ عمرو بن علقمہ کا بیٹا ہے اور ایک دفعہ ذہل بن ثعلبہ کی جانب اور دوسری بار بنی عوف بن عمرو کی طرف نسبت کر لی۔ اس کے متعلق اس کی کئی باتیں ہیں جو ہر قبیلہ کے ساتھ پیش آئیں اور جو اشعار اس نے کہے وہ اس کے دیوان میں مذکور ہیں۔

وہ اتنا ہجو گوشتا کہ اس نے اپنے والد، والدہ، بھائی، بیوی اور اپنی جھوٹک کی ہے۔ مخضرمی: جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ عہد نبوی میں ہی اسلام لایا تھا لیکن پھر مرتد ہو گیا۔ جب قید و بند کے مراحل سے گزرا تو دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ ٹھگنے پن کی وجہ سے اس کا لقب ”حطیہ“ تھا۔

اشعار کے راوی حماد کا قول ہے: حطیہ کا لقب اس وجہ سے پڑا کہ ایک دفعہ لوگوں میں بیٹھے اس نے زور سے گوز مارا تو کسی نے کہا: یہ کیا کیا؟ اس نے کہا: بوجھ ہلکا کیا ہے۔ تو بس اس کا لقب حطیہ پڑ گیا۔ امام اصمعی فرماتے ہیں: وہ (سوال پر) بڑا اصرار کرتا اور بے حد بخیل تھا۔ کسی شاعر کے شعر میں تمہیں عیب تو مل جائے گا لیکن حطیہ کے اشعار میں کم ہی تمہیں یہ چیز ملے گی۔ اسی سے ملتے جلتے الفاظ ابو عبیدہ کے ہیں۔ زبرقان بن بدر کے ساتھ بغیض بن عامر بن شماس کے سوانح میں اس کا قصہ پہلے گزر چکا ہے۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ میرے چچا نے فرمایا: حطیہ مدینہ آیا تو قریش نے اسے ہدیے، تحفے پیش کیے تاکہ اس کے شر سے بچا جاسکے۔ تو وہ مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگا: مجھے جوتے کون پہنائے گا؟ اسحاق موصلی فرماتے ہیں: میرے خیال میں زہیر کے بعد حطیہ سے بڑھ کر کوئی شاعر نہیں گزرا۔ زبیر کی روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت حسان کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا: شعر سنیے۔ حضرت حسان نے اس سے فرمایا: تم کیسے سنتے ہو؟ کہنے لگا: میں سن کر بوجھ محسوس کرتا ہوں۔ حضرت حسان غصہ ہو کر فرمانے لگے: تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا: ابو ملیکہ۔ فرمایا: میرے نزدیک تجھ سے زیادہ ذلیل و کمزور شخص نہیں آیا۔ کیا تمہیں صرف عورت کی کنیت ملی تھی۔ تیرا نام کیا ہے؟ کہنے لگا: حطیہ۔ حضرت حسان نے سر جھکا لیا۔ پھر فرمانے لگے: بھی اپنا راستہ لو۔

ابو عمر بن علاء فرماتے ہیں: عرب شعراء نے حلیہ کے شعر سے بڑھ کر کوئی سچا شعر نہیں کہا: جو نیکی کرے گا اس کے بدلے سے محروم نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں نیکی رائیگاں نہیں جاتی۔ ابن ابی الدنیا نے ”اصطناع المعروف“ میں بحوالہ شعبی روایت کیا ہے کہ حلیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور یہی شعر پڑھا جس پر کعب احبار کہنے لگے: یہی بات اللہ کی قسم! تو رات میں ہے کہ نیکی اللہ تعالیٰ اور مخلوق میں ضائع نہیں ہوتی۔ محمد بن سلام ”طبقات الشعراء“ میں لکھتے ہیں: کعب بن زہیر نے اپنی موت کے وقت یہ اشعار پڑھے: اب جب کہ کعب قبر کے دھانے پہنچ چکا اور جروں (حلیہ) نے اپنا معاملہ سونپ دیا، ہمارے بعد اشعار کو اوزان پر کون کہے گا۔ ابو حاتم جستانی بحوالہ اصمعی روایت کرتے ہیں: جب حلیہ نے زبرقان کی بجو کی تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے استدعا کی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے حسان بن ثابت کو بلا بھیجا، ان سے پوچھا: کیا یہ ججو ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ اس نے اُس پر حملہ کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قید میں ڈال دیا۔ قید خانہ میں اس نے یہ اشعار کہے: ”ذی مرخ میں جو چوزے ہیں ان کے بارے تم کیا کہو گے جن کے پوٹے خالی ہیں نہ ان کے پاس پانی ہے اور نہ کوئی درخت، ان کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کو تم نے اندھیری کوٹھڑی میں لا ڈالا۔ عمر تم پر اللہ کی رحمت و سلامتی ہو اب اسے معاف کر دے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے اس کی سفارش بھی کی۔ چنانچہ آپ نے اسے رہا کر دیا۔ حلیہ امیر معاویہ کی خلافت تک زندہ رہا۔ سعید بن العاص وغیرہ کے ساتھ اس کے کئی واقعات پیش آئے۔ پھر مجھے کوئی ایسی روایت مل گئی جس سے پتہ چلتا ہے اس کی وفات تاخیر سے ہوئی۔ چنانچہ ابوالفرج عبد اللہ بن عیاش منتوف کے طریق سے روایت کرتے ہیں: ایک دفعہ ابن عباس (جب وہ نابینا ہو چکے تھے) تشریف فرما تھے آپ کے آس پاس سردارانِ قریش کا ہجوم تھا، اتنے میں ایک دیہاتی نے آ کر سلام کیا۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا جس میں ہے کہ وہ دیہاتی حلیہ شاعر ہی تھا۔

باب حاء کے بعد کاف اور لام

۱۹۹۳ حکم بن عبد الرحمن

بن ابی العصماء شعبی ثم فرعی۔ تمیم بن ورقاء کے سوانح میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۱۹۹۵ حکم بن مغفل

بن عوف بن عمیر بن کلیب بن ذہل بن سیار بن والہ بن دؤل بن سعد بن مناة بن غامد غامدی۔ دور نبوت حاصل ہے۔ یہ سفیان بن عوف بن مغفل بن عوف (جن کا تذکرہ ہوگا) کے چچا ہیں۔ سفیان امیر معاویہ کے ساتھ جبکہ حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جو خوارج کے ساتھ جنگ میں شہید ہو گئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۹۶ حکیم

ابن جبلة بن حصن بن اسود بن کعب بن عامر بن حارث عبدی۔ بقول ابو عمر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ لیکن مجھے نہ

ان کی کوئی روایت معلوم ہے اور نہ کوئی ایسی حدیث جس سے پتہ چلے کہ یہ صحابی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں سندھ بھیجا تھا۔ پھر یہ بصرہ فروکش ہوئے اور وہیں جنگ جمل میں شہید ہو گئے۔

۱۹۹۷ حکیم

بن قبیصہ بن ضرار بن عمرو ضعی بشر کے والد۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا کہ مخضرمی ہیں۔ ابن قتیبہ کا کہنا ہے: زیادہ، اصمعی سے وہ بحوالہ حارث بن مصرف روایت کرتے ہیں کہ سلی اور ساحر کے روز شقیق بن جزء بن ریح باہلی نے حکیم بن قبیصہ بن ضرار ضعی اپنے ہاں سے نکال دیا۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: مجھے اپنے ساتھیوں میں سے کئی لوگوں نے بتایا کہ شقیق نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آیا اور جنگ یرموک میں شہادت پائی۔ فرماتے ہیں کسی اور نے مجھ سے بیان کیا کہ حکیم نے اسلام کا دور پایا تو اسلام لے آئے اور امیر معاویہ کے دور تک زندہ رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم کس دن کو سخت ترین سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: جس دن شقیق نے مجھے نکال دیا تھا۔ پوچھا: اور کون سا پسندیدہ دن تھا؟ فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔

۱۹۹۸ حلبس بن زیاد

بن غطفان الطائی۔ عدی بن حاتم کے ماں شریک بھائی۔ ملحان میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ اور ہم ابو بکر خراطی کی ”مکارم الاخلاق“ میں یثم بن عدی کے طریق سے بحوالہ ملحان بن عتکی سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا حلبس بن زیاد طائی سے روایت کرتے ہیں (زیاد نے حاتم طائی کی بیوی نوار سے شادی کر لی تھی)۔ ملحان کہتے ہیں: میں نے نوار سے کہا (یعنی اس کی والدہ سے کہا): مجھے حاتم طائی کی کوئی عجیب بات سناؤ، وہ کہنے لگیں: ان کے سارے کام عجیب تھے۔ ایک دفعہ قحط سالی تھی، ہمیں مرنے کا یقین ہو چکا تھا۔ پھر حاتم کی قربانی و ایثار کا قصہ ذکر کیا کہ انہوں نے سب کچھ قربان کر دیا حتیٰ کہ اپنا گھوڑا بھی ذبح کر ڈالا اور اپنی ایک پڑوسن سے کہا: بچوں کو جگاؤ اور گوشت سنبھالو۔ وہ لوگ دوڑے آئے اور گھوڑے کا گوشت بھون کر کھانے لگے۔ حاتم نے حسرت بھری آہ نکال کر کہا: افسوس! تم لوگ تو کھا رہے ہو اور محلہ والے بھوکے ہیں۔ ان کے ہاں گئے، انہیں جگایا، وہ لوگ بھی دھڑا دھڑا آ پہنچے اور حاتم خود ایک چادر اوڑھے کونے میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ لوگ خوب سیر ہو گئے۔ حاتم نے ان کے ساتھ ایک ٹکا بھی نہ چکھا۔

باب حاء کے بعد میم

۱۹۹۹ حمامی

ابن جرو بن واسع بن سلمہ بن حاصر ازدی ابو بکر بن درید بغوی کے دادا۔ ابن درید کہتے ہیں: جو خطیب نے اپنی سند کے ذریعہ ان سے روایت کی ہے: میرے دادا، ہمارے اجداد میں سے پہلے مسلمان ہونے والے شخص ہیں۔ اصل میں یہ ان ستر سواروں میں سے تھے جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمان سے مدینہ کے لیے اس وقت نکلے جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی

اطلاع ملی۔ بالآخر وہ مدینہ پہنچ گئے۔ اسی کے متعلق ان کا شاعر کہتا ہے:

”ہم عمرو کے ساتھ پہنچ گئے جس پر عمرو ایسا لگ رہا تھا جیسے تیز روی اور عاجزی نے پھینک دیا ہو۔“

(ن) حُمران بن أبان (۲۰۰۰)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام، اصلاً نمیر بن قاسط سے تعلق رکھتے ہیں: ”عین تمر“ سے گرفتار ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مسیب بن نجہ سے خرید کر آزاد کر دیا۔ انہیں حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہ سے سماع حاصل ہے۔ ان سے روایت کرنے والے ابووائل وغیرہ ہیں۔ ابن سعدؒ فرماتے ہیں: وہ بصرہ فروکش ہوئے، ان کے بیٹے نے تمر بن قاسط میں (ہونے کا) دعویٰ کیا۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر نے ”تمہید“ میں ”ہشام بن عروہ“ کے حالات میں ان کا نسب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: حمران جلیل القدر، رائے اور شرافت والے عالم تھے۔

قنادہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کو جب اٹکن ہوتی تو وہی لقمہ دیا کرتے تھے۔ بقول ابن معین: اہل مدینہ کے تابعی اور محدث ہو گزرے ہیں۔ خلیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنروں میں ان کا شمار کیا ہے، جبکہ ابن جبانؒ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ۷۰ھ کے بعد بصرہ میں بقول بعض ۷۱ھ، ۷۵ھ یا ۷۶ھ میں فوت ہوئے۔

حُمَرہ بن أیفع (۲۰۰۱)

بن ربیع بن شراحیل بن ربیعہ بن یزید بن جشم بن حاشد بن جشم بن خیوان بن نوف بن ہمدان ہمدانی۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ انہوں نے دورِ فاروقی میں شام کی طرف ہجرت کی۔ ان کے ساتھ چار ہزار غلام تھے۔ ان سب کو آزاد کر دیا جنہوں نے ہمدان میں ہی نسبتیں قائم کر لیں۔

(ن) حُمَرہ (۲۰۰۲)

ابن عبد کلال بن عریب رعیثی، دور جاہلیت دیکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کیا اور اس وقت ان کے ساتھ تھے جب وہ شام کے لیے پابرکاب ہوئے۔ امام بخاریؒ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابو زرہؒ نے صحابہ سے قریبی پہلے طبقہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ تھے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا کہ فتح مصر میں شریک تھے۔

حملة بن ابی معاویہ کنانی (۲۰۰۳)

ان پانچ افراد میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت سعد بن ابی وقاص نے یزیدؒ کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے لشکر سے روانہ کیا تھا۔ سیف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۳ حملہ بن عبدالرحمن عقی

انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ ”تشہد کے بغیر نماز نہیں ہوتی“۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۵ حمل بن معاویہ

بن مرداس بن صباح نخعی۔ اشتر نخعی کے خاندان سے ہیں۔ اس وقت اشتر کے ساتھ تھے جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، فتوحات میں شریک رہے۔ اشتر کا ایک گھوڑا ”حنتریہ“ نامی تھا جس سے آگے کوئی نہیں نکل سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے اور اپنے چچا زاد کے بارے کہتے ہیں: ”حنتریہ“ مجھے لے کر لوگوں کی جس جگہ بھی پہنچا تو حمل اس کے لئے تلوار ثابت ہوا۔ وہ بنی صباح کا ایسا نوجوان ہے جو سخاوت سے خوش ہوتا ہے، خوبصورت چہرے والا ہے، کمینہ اور عاجز نہیں۔ ”ابن کلبی“ نے اپنی کتاب ”فتوح الشام“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۶ (ز) حمید بن اعور

بن ابی قرہ عقیلی، از بنی عامر بن عقیل۔ مخضرمی ہیں: مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۷ حمید بن حوراء زبیدی

حوراء ان کی والدہ ہیں، مخضرمی ہیں۔ ان کا بھی مرزبانی نے ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہیں:

”معد کی عورتوں میں سنت کو قائم رکھیے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی ان کے والی اور امیر ہیں۔“

باب حاء کے بعد نون

۲۰۰۸ حنبل

ابن الاحوص بن ربیعہ بن سلامان بن کعب بن حارث بن سعد بن عمرو بن ذہل بن مروان بن جعفی بن سعد العشرہ جعفی۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: شہسوار تھے، جاہلیت میں جنگیں لڑیں، اسلام کا دور پایا اور مسلمان ہو کر جنگ قادسیہ میں شرکت کی جس کے متعلق ان کی اہلیہ کہتی ہے: ”کاش! میری ساری قوم حنبل کی طرح ہوتی۔“

۲۰۰۹ حنظل

انہیں حنظلہ بن ضرار* بن حصین بھی کہا جاتا ہے۔ ابن مندہ حمید بن عبدالرحمن حمیری کے طریق سے بحوالہ حنظل بن ضرار

روایت کرتے ہیں جو جاہلیت کے دور کے تھے پھر اسلام لے آئے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ بقول جاحظ: ان کی عمر اتنی ہو گئی تھی کہ انہوں نے جنگ جمل کا زمانہ دیکھا ہے جبکہ دولابی فرماتے ہیں: وہ جنگ جمل کے روز سو (۱۰۰) سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی عمر بن شبہ نے بحوالہ مدائنی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: جب تک * حنظلہ کی آواز آتی رہی میرا اونٹ اعتدال سے چلتا رہا۔

۲۰۱۰ (ز) حنظلہ بن اوس

بن بدر تميمی، مخضرمی ہیں۔ مرزبانی نے بحوالہ ابن ابی طاہران کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۱۱ حنظلہ بن جویہ کنانی

حافظ ابن عساکر کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کا دور پایا ہے اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ جبکہ ابو مخنف اپنے والد سے بحوالہ مکتبہ بن حنظلہ بن جویہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ میسرہ (فوجی دستے کی بائیں جانب) میں تھے، ہمارے پاس سے عربوں کا ایک لشکر گزرا۔ پھر اپنا وہ قصہ ذکر کیا جس میں انہوں نے ایک عیسائی عربی سے مبارزت کر کے اسے قتل کر دیا تھا۔ اسی روایت کو دوسری سند سے ہانی بن عروہ کنانی کے طریق سے بحوالہ ملیکہ بن حنظلہ اسی مفہوم کی روایت درج کی ہے۔

۲۰۱۲ (ز) حنظلہ بن ربیعہ

بن عبد قیس بن ربیعہ بن کعب بن عبد اللہ بن ابی بکر بن کلاب کلابی، انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ ان کا بیٹا ”حجاج“ کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے محاصرہ میں شریک تھا۔ پھر جزان کا والی بن گیا اور مروان الحمار کے زمانہ میں قتل ہو گیا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۱۳ (ز) حنظلہ بن شرقی

ابو طحان قینی شاعر ”ابو عبیدہ بکری“ نے ”شرح الامالی“ * میں ذکر کیا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں زبیر بن عبد المطلب کے (شراب نوشی میں) ہم مجلس تھے۔ پھر اسلام کا دور پایا۔ مرزبانی نے ان کا ذکر یوں کیا ہے: طویل عمر پانے والوں میں سے ایک ہیں۔ انہی کے یہ اشعار ہیں:

وانی من القوم الذین ہم ہم اذا مات فہم سید قام صاحبه
”میں اس قوم کا فرد ہوں کہ جس کی اتفاق کی یہ شان ہے کہ جب ان کا کوئی سردار داعی اجل کو لبیک کہتا ہے تو دوسرا اس کی جانشینی کر لیتا ہے۔“

اضاءت لہم احسابہم و وجوہم دجی اللیل حتی نظم الجزع ثاقبہ
”ان کے حسب اور چہروں نے انہیں اتنا روشن کر دیا کہ رات کی تاریکی میں اگر کوئی مہروں میں سوراخ کرنا

چاہے تو آسانی سے کر لے۔

بقول بعض: دور جاہلیت کی مدح سرائی میں یہ سب سے عمدہ نظم ہے۔ ”جمہرہ“ میں ابو عبیدہ قاسم بن سلام لکھتے ہیں: جاہلی شاعر ہیں۔ ابو محمد بن قتیبہ اپنی کتاب ”کتاب الشعراء“ میں لکھتے ہیں: وہ زبیر بن عبد المطلب کے ہاں قیام کرتے، پھر ان کے وہ اشعار نقل کرتے ہیں جن میں گناہوں مثلاً زنا، شراب خوری، خنزیر کا گوشت کھانے اور چوری چکاری سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ ابن حمدون کی کتاب ”تذکرہ“ میں لکھا ہے کہ وہ دو سو (۲۰۰) سال تک زندہ رہے۔ یہی بات میں نے ابو مخنف کی کتاب ”المعمرین“ میں دیکھی ہے اور ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

حننتی حادثات الدهر حتی
کانی خاتل یدنو لصید
”مجھے حوادث زمانہ نے ایسا توڑ مروڑ دیا، لگتا ہے میں کوئی تاک والا شکاری ہوں جو شکار کے قریب ہو رہا ہو۔“
قریب الخطو یحسب من رانی
ولست مقیداً انی بقید
”جب میں چلتا ہوں تو قریب قریب قدم رکھنے کی وجہ سے دیکھنے والا مجھے بیڑی لگا سمجھتا ہے حالانکہ میں قید نہیں ہوں۔“

۲۰۱۲ (ز) حنظلہ بن طفیل

بن مالک بن جعفر بن کلاب انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کی اہلیہ ام البنین بنت ولید کی والدہ لیلیٰ بنت سہیل بن طفیل کے دادا ہوتے ہیں یہ زبیر بن بکار کا بیان ہے۔

۲۰۱۵ (ز) حنظلہ بن فاتک اسدی

خریم کے بھائی۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضری ہیں۔ ان کے گھوڑے کے متعلق ان کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

۲۰۱۶ (ز) حنظلہ بن نعیم غنوی

دور نبوت ملا ہے۔ کنی میں دولابی لکھتے ہیں: ابو موسیٰ عنزی، محمد بن حسن عنزی، ابو عاصم وہ اپنے چچا غضبان بن حنظلہ بن نعیم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں ان لوگوں میں تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ ہم میں سے ہر ایک ایک سے حال دریافت کرنے لگے۔ فرماتے ہیں: پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اسی میں وہ حدیث ہے کہ یہاں ایک قبیلہ ہے یعنی عنزہ رہتا ہے جن کے خلاف بغاوت کی جائے گی مگر ان کی جائے گی۔

۲۰۱۷ (ز) حنظلہ

علی کے والد۔ انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ عبد الواحد بن زیاد، شیبانی سے وہ جبکہ بن سحیم سے وہ علی بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں ہم مدینہ میں تھے، ہم نے سمجھا شاید سورج غروب ہو چکا ہے جس کی بنا پر کچھ

لوگوں نے روزہ افطار کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے روزہ افطار کیا ہے وہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھے۔

(ن) حَنِيفُ بْنُ عُمَيْرٍ يَشْكُرِي ۲۰۱۸

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔ عمر بن شبہ نے ایک روایت کی ہے کہ جنگ یمامہ میں جب محکم بن طفیل قتل ہوئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

”اے بنت ائیل! دل کے نکتے! میری ران نے مردوں کے فتنہ کو بڑھا دیا۔ اے سعاد! زمانے کی گردش تمہارے لئے دجال کے فتنہ جیسی ہے۔ یہ تم سے کس نے کہہ دیا۔ میرا دین، دین رسول ﷺ ہی ہے اور قوم میں مجھ جیسے لوگ ہدایت پر قائم ہیں۔ قوم نے محکم بن طفیل کو ہلاک کر دیا اور ان لوگوں نے جو ہمارے شمار میں مرد نہیں ہیں، کئی دفعہ ایسے ہوا کہ دل کی بات سے ڈرتا رہا کہ کیا ہوگا لیکن اس کا حل یوں ہو جاتا ہے جیسے گرہ کا کھلنا۔“

حَنِيفُ بْنُ يَزِيدٍ ۲۰۱۹

بن جعونہ عنبری۔ دور نبوت نصیب ہوا۔ جاحظ نے ذکر کیا ہے کہ وہ دعبل نسابہ کے ہم عمر تھے۔ دونوں عبداللہ بن عامر کے پاس اکٹھے بیٹھے تھے۔ دعبل نے ان سے کہا: حنیف تم کیسے سجاح کے دام میں پھنس گئے؟ (یعنی جس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں دعویٰ نبوت کیا تھا، حنیف بھی اس کے متبعین میں شامل ہوئے تھے)۔ کہنے لگے: مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر قصہ ذکر کیا۔

باب حاء کے بعد واو

(ن) حَوْشِبُ ذُو ظَلِيمٍ ۲۰۲۰

ابن طُخَيْيَه، بقول بعض: ابن طُحْمَه۔ ابن الساعی بن عتبان بن ظلم بن ذی استار وغیرہ بھی ان کے نسب کے متعلق کہا جاتا ہے۔ سیف نے فتوح میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع اور ذو ظلم کی طرف بھیجا تھا۔ حوشب نے نبی ﷺ کے بعد ہجرت کی اور جنگ یرموک میں شرکت کی۔

ابن السکن، محمد بن عثمان بن حوشب سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر ظاہر کیا تو میں نے آپ کی طرف عبد شمر کے ساتھ چالیس گھڑ سوار کو بھیجا، یہ لوگ میرا خط لے کر آپ کے پاس آئے۔ آپ نے اس سے پوچھا: تمہارا نام؟ وہ کہنے لگے: عبد شمر آپ نے فرمایا: ”نہیں تم عبد خیر ہو“۔ پھر ان سے اسلام کی بیعت لی۔ اور انہیں جواب لکھ کر دیا جو حوشب ذو ظلم کے پاس پہنچا، حوشب اسلام لے آئے۔

ابو عمر فرماتے ہیں: اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ نے ان کی طرف جریر بن عبداللہ کو بھیجا تھا تا کہ وہ ذوالکلاع اور

اسد الغابۃ (۱۲۹۸) استیعاب (۵۹۹) تجرید (۱۴۴/۱) الجامع الکبیر (۳۸۷/۲)

استیعاب (۴۵۷/۱)

فیروز اسود کذاب کے مقابلہ میں باہمی مدد کریں۔ حوشب شام فروکش ہو گئے تھے اور جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ یعقوب بن شبہ اور خلیفہ نے اس بارے میں ان کے کئی واقعات نقل کیے ہیں۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ صفین میں شہید ہوئے۔ چنانچہ یعقوب بن سفیان اور ابراہیم بن دیزیل نے کتاب صفین میں اور بیہقی وغیرہ نے دلائل میں صحیح سند سے بحوالہ ابو وائل روایت کی ہے کہ عمرو بن شریک نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوئے وہاں کچھ قبے بنے دیکھے، کہتے ہیں: میں نے پوچھا: یہ کس کے ہیں۔ بتانے والوں نے کہا: ذوالکلاع اور حوشب کے۔ میں نے کہا: عمار کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگے: تمہارے سامنے۔ میں نے کہا: کیسے؟ جبکہ ان لوگوں نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں جنگ کی ہے؟ کہنے لگے: جب ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو اللہ تعالیٰ کو وسیع مغفرت والا پایا۔

(۲۰۲۱) (ن) حوط بن رثاب اسدی (شاعر)

ابو عبید بکری نے ”شرح الامالی“ میں لکھا ہے کہ مخضرمی ہیں جو ان اشعار کے قائل ہیں:

دببت للمجد والساعون قد بلغوا جَهْدَ النفوس والقوا دونه الا ذرا
”مرتبہ حاصل کرنے کے لیے تو ریگتی چال چلا جبکہ پوری قوت سے دوڑنے والے پہنچ چکے اور اتنی تیزی سے دوڑے کہ اس سے پہلے ہی اپنے ازار پھینک آئے۔“
مرزبانی نے ان کا یہ شعر نقل کیا ہے:

يعيش الفتى بالفقر يوما وبلاغنى وكلّ كان لم يلق حين يزايله
”نو جوان کبھی فقر و فاقہ سے تو کبھی مال داری سے جیتا ہے لیکن جب ان سے جدائی ہوتی ہے تو یوں لگتا ہے اسے کچھ پہنچا ہی نہیں۔“

(۲۰۲۲) حویرث بن رثاب

انہیں دور نبوی حاصل ہوا۔ ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس کا تقاضا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قابل اعتماد آدمی تھے۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ”مرنے کے بعد جو زندہ رہے“ میں لکھا ہے کہ ابو بکر مدائنی، احمد بن منصور، ابن عفیر، یحییٰ بن ایوب، ابن الہادی، محمد بن ابراہیم ان کے سلسلہ سند میں حویرث بن رثاب سے مروی ہے، فرمایا: ایک دفعہ میں گھنی جھاڑیوں میں تھا کہ اچانک قبر میں سے ایک انسان ہمارے پاس آ گیا جس کے چہرے پر آگ لگی تھی اور اس کا سر لوہے کی زنجیر سے بندھا ہوا تھا۔ آتے ہی وہ کہنے لگا: چھاگل سے مجھے پانی دینا! پانی دینا! اسی کے پیچھے ایک اور آدمی نکلا، وہ فوراً بولا: کافر کو پانی نہ پلانا! کافر کو پانی نہ پلانا! اور آ کر اسے زنجیر سے پکڑا، اپنی طرف کھینچا اور بیڑی ڈال کر گھسیٹا، بالآخر دونوں اس قبر میں داخل ہو گئے۔

حویرث فرماتے ہیں: میں سواری سے اترا، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور سواری کا رخ مدینہ کی طرف کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صبح ملاقات ہوئی، ان سے سارا قصہ بیان کیا، فرمانے لگے: مجھے تمہارے متعلق اطمینان ہے لیکن جو بات تم نے بتائی ہے انتہائی

سخت ہے۔ پھر آپ نے اہل صفراء کے ان بوڑھوں کی طرف پیام بھیجا جنہوں نے جاہلیت کا دور دیکھا ہوا تھا، کہ اس نے مجھے یہ واقعہ سنایا ہے مجھے اس پر کوئی شک نہیں۔ حوریت! جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے، انہیں بھی بتانا۔ میں نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین! ہم اسے (مرنے والے کو) جانتے ہیں۔ یہ بنی غفار کا ایک شخص تھا جو جاہلیت میں مرا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جب انہوں نے یہ کہا کہ جاہلیت میں مرا ہے، جس سے آپ کو خوشی ہوئی۔ پھر ان سے اس کے متعلق پوچھا، وہ کہنے لگے: وہ جاہلیت کے اچھے لوگوں میں سے تھا، البتہ مہمان کی کما حقہ مہمان نوازی نہیں کرتا تھا۔

باب حاء کے بعد یاء

۲۰۲۳ حیاض بن قیس

بن اعور بن قشیر بن کعب قشیری۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے: جنگ یموک میں شریک ہوئے۔ ان کے ہاتھوں کافروں کی خوب درگت بنی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے ہزار کافر تہ تیغ کیے اور ایسے انہماک سے لڑ رہے تھے کہ خود ان کا پاؤں کٹ گیا، لیکن انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ (جب ٹانگ نیچے نہ ٹکی) تو اسے تلاش کرنے لگے کہ کہاں گرا ہے۔ جس کے متعلق سوار بن ابی اونی کہتے ہیں:

”ہمیں سے ابن عتّاب اور اپنے پاؤں کو تلاش کرنے والا ہے اور ہمیں سے وہ شخص ہے جس نے قبیلہ کو حاجب دیا۔“
مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں اپنا پاؤں کٹ جانے کے بعد اپنے گھوڑے سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:
”حدام! آگے بڑھ وہ تو عجم ہیں۔ نہ ملنے والے پاؤں سے دھوکا نہ کھانا۔ میں قشیری مہاجرین کا بھائی ہوں جو تلوار سے کافروں کی گردن قلم کرتا ہے۔“

میں کہتا ہوں: اسی جیسے اشعار حارث بن سمیٰ ہمدانی کے حالات میں گزر چکے ہیں۔

۲۰۲۴ (ز) حیان بن وبرہ

ابو عثمان مزنی۔ انہیں دور نبوی ملا ہے۔ ابوالحسن بن سمیع فرماتے ہیں: انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت حاصل ہے، لیکن ان سے کوئی روایت منقول نہیں۔ ابو زرعة دمشقی اپنی تاریخ میں عمرو بن شراحیل عسی کے طریق سے روایت کرتے ہیں: میں اور عمرو بن شراحیل عسی بیروت آئے۔ جس کے پراگندہ کپڑے ہیں وہ کیا تھے کھر درے کپڑے کی قمیص جو ان کی آدمی پنڈلی تک لمبی تھی۔ انہیں حیان بن وبرہ کہا جاتا تھا۔ میں نے عمیر سے پوچھا: کیا یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ وہ کہنے لگے: نہیں۔ البتہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ساتھ نصیب ہوا ہے۔ ابن البرقی نے اسی روایت کو اپنی تاریخ میں اسی سند سے نقل کیا ہے، جس پر ان الفاظ کا اضافہ ہے: عمرو فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حدیث کرتا ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ضرور سنا ہوگا۔ (عامرتی ندوی)

جبکہ دولابی نے یہ روایت اسی سند سے کئی میں معنی نقل کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ حسان نامی حضرات میں کیا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: وہ حیان ہی ہیں، فرماتے ہیں: امام مسلم نے اس سلسلہ میں امام

بخاری رحمہ اللہ کا اتباع کر کے غلطی کی ہے۔ انہیں اہل شام دوسروں کی بنسبت اچھی طرح جانتے ہیں۔ ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: عبد اللہ بن سنان، حیان بن وبرہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا: مجھے کوئی دعا سکھائیں۔ (حدیث) ابو حاتم فرماتے ہیں: یہ مرسل روایت ہے۔

۲۰۲۵ حیویل بن ناشرہ

بن عبد عامر بن ایم بن حارث کنعی، ابو ناشرہ، انہیں دور نبوی نصیب ہوا، وہ قرہ بن عبد الرحمن بن حیویل کے دادا ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کا زمانہ باسعادت تو دیکھا ہے لیکن آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے اور جنگ صفین میں امیر معاویہ کا ساتھ دیا۔ انہیں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔ یک چشم گل تھے۔ ابن ابی سرح کے ساتھ ۳۱ھ میں دنقلہ کے روزان کی آنکھ شہید ہو گئی۔

۲۰۲۶ حیوہ بن جروہ

یا جندل بن اخف بن سمط بن امری القیس بن عمرو بن معاویہ بن حارث اکبر کنذی، رجاء بن حیوہ کے والد، دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن عساکر رجاء بن حیوہ کے طریق سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے سمیت آئے اور ان سے عرض کی: اس بچہ کو قرآن سکھائیے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے رجاء رضی اللہ عنہ کا سماع صحیح ہے۔ امری القیس بن عابس کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۲۰۲۷ (ن) حیوہ بن مرثد تجیبی

ثم الاندائی از اولاد اندی بن عدی بن تجیب۔ انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر میں شریک تھے لیکن مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں ہے۔

قسم دابع از حرف حاء

ان لوگوں کا ذکر جنہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا گیا حالانکہ وہ صحابی نہیں اور نہ انہیں دور نبوی نصیب ہوا اور اس ضمن میں غلطی کرنے والوں کی غلطی کا بیان

باب الحاء جس کے بعد الف ہے

۲۰۲۸ حاتم * (بے نسبت)

کسی جھوٹے نے ان کا نام بنا لیا ہے۔ ابو اسحاق مستملی اور ابو موسیٰ اپنے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نصر بن

سفيان بن احمد بن نصر سے سنا، میں نے حاتم کو فرماتے سنا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ (۱۸) دینار میں خرید کر آزاد کر دیا پھر چالیس سال تک میں آپ کے ساتھ رہا۔ مستملی فرماتے ہیں: نصر فرماتے تھے کہ ان کی عمر ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) سال * ہے۔ میں کہتا ہوں: ان کے گمان کے مطابق حاتم مذکور دو سو (۲۰۰) سال کے آغاز تک زندہ رہے ہوں گے جو بذات خود محال ہے۔

۲۰۲۹ حاتم بن عدی *

یاعدی بن حاتم حمصی۔ تابعی ہیں جو مرسل حدیث بیان کرتے ہیں۔ عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور سالم بن غیلان کے طریق سے بحوالہ سالم بن ابی عثمان، حاتم بن عدی یا عدی بن حاتم سے روایت کرتے ہیں فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک میری امت جلد افطاری اور تاخیر سے سحری کھائے گی اس وقت تک بھلائی میں رہے گی“۔ یہ روایت انہوں نے ایسے ہی نقل کی ہے جس سے صحابی کا نام رہ گیا ہے۔ مسند احمد * میں یہ حدیث اسی سند سے منقول ہے جو حاتم بن عدی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ابن ابی حاتم * نے اسی حدیث سے بحوالہ اپنے والد ان کا عنوان قائم کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان سے سلیمان بن ابی عثمان روایت کرتے ہیں۔

۲۰۳۰ حارث بن اوس *

بن نعمان انصاری۔ ابن مندہ نے ان میں اور حارث بن اوس بن معاذ بن نعمان میں جو حضرت سعد بن معاذ کے بھتیجے ہوتے ہیں فرق کیا ہے، حالانکہ وہ وہی ہیں، ان کے نسب سے ”معاذ“ رہ گیا ہے۔

۲۰۳۱ حارث بن بدل *

انہیں حارث بن سلیم بن بدل اور عبد اللہ بن حارث بن بدل بھی کہا جاتا ہے۔ تابعی ہیں، صحابی نہیں۔ ان سے ایک روایت مروی ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ ایک جماعت جیسے بغوی، مطین، باوردی اور ابن شاہین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ یہ سب حضرات بطریق معاذ، محمد بن عبد اللہ شعیشی سے بحوالہ حارث بن بدل روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ کے ساتھیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ (حدیث) *

اسی روایت کو بکر بن بکر نے محمد بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے کہا: حارث بن سلیم بن بدل اور ایک بار یوں کہا: عبد اللہ بن حارث بن بدل۔ ولید بن مسلم بحوالہ شععی، حارث بن بدل سے وہ اپنی قوم کے کسی شخص سے روایت کرتے ہیں۔ صدقہ بن خالد نے ان کی متابعت کی ہے۔ قاسم بن یزید جزمی بحوالہ شععی، حارث بن بدل سے وہ سہیل ثقفی سے بحوالہ نبی ﷺ۔ علامہ ابن عبد البر * فرماتے ہیں: شععی کے زیادہ اضطراب کی وجہ سے یہ حدیث سنداً صحیح نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ * اور

* اسد الغابۃ (۳۵۹) جامع المسانید (۱۷۸/۳) * اسد الغابۃ (۸۳۸) تجرید (۹۵/۱) * مسند احمد (۱۷۴/۵)

* الجرح والتعديل (۲۵۸/۳) * اسد الغابۃ (۸۵۰) تجرید (۹۵/۱) * اسد الغابۃ (۸۵۵)

* المعجم الكبير (۳۳۶۸/۳) الاحاد والمثنائی (۱۶۱/۵) مجمع الزوائد (۱۸۱/۶) مختصر تاریخ دمشق (۱۴۷/۶)

جامع المسانید (۱۹۵/۳) التاريخ الكبير (۲۶۵/۱) * الاستيعاب (۲۸۳/۱) * ایضاً

ابن ابی حاتم نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابو حاتم * فرماتے ہیں: حارث مجہول ہیں۔ امام شعبی کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: اس میں بکر بن بکّار نے خلط ملط کر دیا ہے۔ ابن سمیع اور ابو زرعد مشقی نے اہل شام کے تابعین کے تیسرے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۳۲) حارث بن بلال مرزی *

ایک تبدیل شدہ سند میں ان کا نام آتا ہے۔ درست بلال بن حارث ہے۔ بغوی، نعیم بن حماد کے طریق سے بحوالہ دروردی، ربیعہ سے وہ بلال بن حارث بن بلال سے وہ اپنے والد سے حج کی عمرہ * میں مسخ کی وجہ سے تبدیلی کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اس میں نعیم کو وہم ہوا ہے جبکہ روایت دروردی سے بحوالہ ربیعہ، حارث بن بلال سے، ان کے والد بلال بن حارث سے مروی ہے۔ اسی طرح ایک جماعت نے ان سے نقل کیا ہے، یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو دروردی نے اپنی مسند میں نعیم سے درست نقل کیا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ اسے بیان کیا ہو یا بغوی کے شیخ کو وہم ہوا ہو۔ سنن اربعہ میں حدیث دروردی سے درست منقول ہے۔ اور ابو نعیم یعقوب بن محمد زہری، دروردی سے، اسی سند کے ذریعہ ایک دوسری حدیث روایت کرتے ہیں۔ وہ بھی تبدیل شدہ ہے جسے طبرانی نے دوسری سند کے ذریعہ درست روایت کیا ہے۔

۲۰۳۳) (ن) حارث بن ثولاء

علامہ ابن عبدالبر نے، ابن السکن کی کتاب کے حاشیہ میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جو وہم پر مبنی ہے جسے عبید اللہ بن معاذ کے طریق سے روایت کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بحوالہ محمد بن عبید اللہ بن مہاجر، حارث بن ثولاء سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: درست حارث بن بدل ہے۔ ان کے حالات کی تفصیل اس قسم کی ابتداء میں گزر چکی ہے۔ لگتا ہے ابن عبدالبر اسے بھانپ گئے، اسی بنا پر انہوں نے استیعاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۲۰۳۴) (ن) حارث بن حارث شامی

مرسل حدیث روایت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض حضرات نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ وہ حدیث بروایت شرح بن عبیدان سے قریش میں سے امراء کے متعلق مروی ہے۔ جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے انہیں غامدی بھی کہا جاتا ہے۔

۲۰۳۵) حارث بن حکم سلمی *

ان کے نام میں تبدیلی بعض راویوں کی کارستانی ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ درست حکم بن حارث ہے۔ میں کہتا ہوں: درست نام پہلے گزر چکا ہے۔

۲۰۳۶ حارث بن حکیم ضبی

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کے طریق سے اور اپنی سند کے ذریعہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ان کا نام عبدالحارث تھا، نبی ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: حارث میں انہیں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ میں کہتا ہوں: ان کے کہنے کا یہ مقصد ہے کہ ان کا تذکرہ ”عبد اللہ“ میں کرنا چاہیے اور وہیں عبدالحارث کے بارے میں متنبہ کرنا چاہیے۔

۲۰۳۷ حارث بن رافع

ابن مکیث جہنی ان کی ایک مرسل حدیث ہے جس کی وجہ سے بعض لوگوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ ابو موسیٰ ذیل میں بقیہ کے طریق سے بحوالہ عثمان بن زفر، محمد بن خالد بن رافع بن مکیث وہ اپنے چچا حارث بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”خوش اخلاقی بڑھوتری اور بد خلقی بے برکتی کا ذریعہ ہے“۔ اس حدیث کو ابو داؤد * نے حدیث بقیہ سے نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ حارث بن رافع، بحوالہ رافع کی روایت ہے۔ جبکہ حدیث رافع بن مکیث کے نام سے مشہور ہے جسے معمر نے عثمان بن زفر سے بحوالہ بنی رافع بن مکیث کے کسی فرد، رافع بن مکیث سے نقل کیا ہے۔ وہ حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے۔ ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حاصل ہے۔

۲۰۳۸ حارث بن زیاد شامی

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حسن بن عرفہ نے قتیبہ سے بحوالہ لیث معاویہ بن صالح، یونس بن سیف بحوالہ حارث بن زیاد صحابی رسول ﷺ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا دی: اللہم علمہ الكتاب والحساب وقيہ العذاب۔

”اے اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن مجید) اور حساب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔“ *

یہ روایت ابن شاہین نے بغوی سے اسی طرح نقل کی ہے اور ہم نے بھی حسن بن عرفہ کے جزء میں عالی سند سے سنی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ قتیبہ یا حسن بن عرفہ سے وہم ہوا ہے، پھر اس روایت کو موسیٰ بن ہارون، بحوالہ قتیبہ بیان کیا لیکن اس میں ”صحابی رسول“ نہیں کہا۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح اس روایت کو حسن بن سفیان نے قتیبہ سے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے آدم اور ابوصالح وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ جولیت سے، معاویہ، یونس، بحوالہ حارث، ابورہم، عرباض بن ساریہ سے مروی ہے۔ ایسے ہی یہ روایت عبد الرحمن بن مہدی نے ابن وہب، زید بن حباب اور معن بن عیسیٰ وغیرہ نے معاویہ سے نقل کی ہے۔

* اسد الغابۃ (۸۷۱) تجرید (۹۸/۱) * اسد الغابۃ (۳۷۰/۱) * اسد الغابۃ (۸۷۷) تجرید (۹۹/۱)

* ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک (۵۱۶۲) (۵۱۶۳) * الثقات (۱۳۰/۴)

* اسد الغابۃ (۸۸۴) تجرید (۹۹/۱) * المعجم الكبير (۶۲۸/۱۸) الصحيح لابن حبان مناقب الصحابة (۷۲۱۰)

میں کہتا ہوں: ابن مہدی کی حدیث جو صحیح ابن حبان میں ہے وہی درست ہے۔ نیز ابن حبان * نے حارث بن زیاد کو ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔

۲۰۳۹ حارث بن سعد *

بغوی اور ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں نے بطریق عثمان بن عمر بحوالہ زہری، ابو خزاعہ سے انہوں نے حارث بن سعد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! جس دوا سے ہم لوگ علاج معالجہ کرتے ہیں اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟... (حدیث) ابن معین فرماتے ہیں: اس میں عثمان بن عمر سے غلطی ہوئی ہے۔ یہ روایت زہری سے بحوالہ ابو خزاعہ جو بنی حارث بن سعد کے ایک فرد ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہی درست ہے۔ ابو خزاعہ کے والد کا نام یحمر ہے جیسا کہ یاء میں آئے گا۔ اس میں ابن شاہین سے ایک اور وہم ہوا ہے جسے میں نے سعد نامی حضرات کے سوانح میں حرف سین کے تحت ذکر کیا ہے۔

۲۰۴۰ حارث بن سويد تيمی *

ابو عاتشہ کوئی ابن مندہ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور حمید اعرج کے طریق سے بحوالہ مجاہد حارث بن سويد کی ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ مسلمان تھے پھر اپنی قوم کے ساتھ مرتد ہو کر جا ملے لیکن پھر مسلمان ہو گئے۔ یہ حدیث حارث بن سويد انصاری کی ہے جیسا کہ درست گزر چکی ہے۔

۲۰۴۱ (ز) حارث بن سرار خراعی *

طبرانی کے ہاں یونہی لکھا ہے۔ درست ابن ابی ضرار ہے۔

۲۰۴۲ حارث بن ضرار *

ابن ابی ضرار خراعی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عبد البر * نے ان میں اور جویریہ کے والد میں فرق کیا ہے جبکہ ابن فتحون وغیرہ کا اعتماد اس پر ہے کہ جویریہ کے والد صاحب واقعہ کے علاوہ ہیں۔ سب نے کوئی تحقیقی کام نہیں کیا۔ درست یہ ہے کہ وہ ایک شخص ہی ہیں۔

۲۰۴۳ حارث بن عاصم *

نودی نے ”اذکار“ میں حدیث ابو مالک اشعری ”طہارت ایمان کا حصہ ہے“ کے دوران ذکر کیا ہے کہ ان کا نام حارث بن عاصم ہے، جو وہم پر مبنی ہے حالانکہ وہ تو کعب بن عاصم یا حارث بن حارث ہیں۔

۲۰۴۴ حارث بن عبد الله بجلی *

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبدان کے طریق سے ان کی سند کے ذریعہ معبد بن خالد جہنی سے روایت کی

* الثقات (۱۳۳/۴) * اسد الغابۃ (۱۹۱) * اسد الغابۃ (۸۹۸) * اسد الغابۃ (۹۰۵) استیعاب (۴۲۴)
* استیعاب (۴۲۴) * اسد الغابۃ (۹۱۱)

ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے ضحاک بن قیس نے حارث بن عبد اللہ کی طرف بھیجا پھر ان کا وہ قصہ ذکر کیا جس میں یمن جانے کا ذکر ہے۔ وہ قصہ حارث بن عبد اللہ کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ پھر چینی کا قصہ ذکر کیا۔ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ درست نقل کیا ہے لہذا ان کے بارے میں استدراک کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۰۴۵) حارث بن عبد اللہ *

بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، مخزومی۔ ایک مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور عبد الکرم نے ابو امیہ کے طریق سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ کسی نے کہا: یا رسول اللہ! یہ انصار کے کسی گھرانے کا نوکر ہے، ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی خادم نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ (حدیث) * بغوی فرماتے ہیں کہ ہارون خمال نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہیں دیدار بھی نصیب نہیں ہوا اس واسطے کہ ان کے والد حبشہ میں پیدا ہوئے۔ ابن ابی حاتم * فرماتے ہیں: ان کی روایت کردہ حدیث مرسل ہے۔ قباع سے مشہور تھے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا گورنر بنایا تھا۔ مسلم نے بطریق ابن جریج، عبد اللہ بن عبید بن عمیر ان سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک حدیث کعبہ کی تعمیر کے متعلق نقل کی ہے۔ امام بخاری، * ابن سعد اور ابن حبان نے تابعین * میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حاکم مستدرک * کے حصہ کتاب الجہاد میں ابواسحاق فزاری کے طریق، ابن جریج سے بحوالہ عبد اللہ بن ابی امیہ ان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوے میں مزینہ کے کچھ لوگوں کے ہاں سے گزرے تو وہاں کی کسی خاتون کے غلام نے آپ کے ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ (حدیث) جس میں آپ نے غلام کو اپنی مالکن سے اجازت مانگ کر آنے کا حکم دیا تھا۔ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔ ان سے یہ بات مخفی رہی کہ حارث صحابی نہیں ہیں۔ اسے بیہقی نے بحوالہ حاکم نقل کیا لیکن اس کے مرسل ہونے پر متنبہ نہیں کیا۔

۲۰۴۶) (ن) حارث بن عبد المطلب

ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جن کے والد کا نام عین سے شروع ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں: کہ صحبت نبوی سے مشرف ہوئے آپ ﷺ نے انہیں مکہ کے کسی کام کی ذمہ داری بھی سونپی تھی۔ حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے انہیں مکہ کا والی بنایا تھا۔ پھر وہ بصرہ منتقل ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: انہیں اس میں بہت سخت وہم ہوا ہے۔ اس واسطے کہ یہ عنوان تو ان کے پوتے حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم کا ہے جبکہ حارث بن عبد المطلب تو دور جاہلیت میں وفات پا چکے تھے۔

۲۰۴۷) حارث بن عتبہ

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور سوید بن سعید کے طریق سے بحوالہ اسحاق بن ابی فروہ۔ عبید اللہ بن ابی رافع سے ان سے

* اسد الغابۃ (۹۱۲) * المصنف لعبد الرزاق (۱۹۸۹۳) المصنف لابن ابی شیبہ (۱۶۷/۱۲) کنز العمال (۳۳۸۴۶)

* الجرح والتعديل (۷۷/۳) * التاريخ الكبير (۲۷۳/۱) * الثقات (۱۲۹/۴) * المستدرک (۱۰۴/۲)

روایت کی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ”فتح مکہ کے بعد (یہاں کے لوگوں کے لئے) ہجرت (لازم) نہیں رہی“۔۔۔ (حدیث) * ابن فتحون نے ان کی پیروی کی ہے جو غلطی پر مبنی ہے۔ درست حارث بن عزیہ ہے۔ ابن قانع نے اس کا ذکر یحییٰ بن حمزہ کی روایت میں بحوالہ اسحاق درست ذکر کرنے کے بعد کیا ہے۔ متن کا سیاق، سدید کے سیاق سے زیادہ مکمل ہے۔

۲۰۴۸ حارث بن عتیق *

بن قیس انصاری۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ، ان کے والد اور ان کے چچا احد میں شریک ہوئے تھے۔ میں کہتا ہوں: درست نام حارث بن عتیق، پہلے درست نام گزر چکا ہے۔

۲۰۴۹ حارث بن قیس *

بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری۔ عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بنی فزارہ کے وفد میں تھے، اور فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اور ان کے چچا عیینہ بن حصن کے پاس ٹھہرے تھے۔ اور اس گزروہ سے ان کا تعلق تھا جنہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ قصہ صحیحین میں حر بن قیس کا ہے البتہ اس میں ہے کہ عیینہ اپنے بھتیجے حر کے پاس ٹھہرے۔ یہی درست ہے۔ ادھر حر بن قیس کے حالات میں روایت کا سیاق اور ان کا بنی فزارہ کے وفد میں آنا گزر چکا ہے۔

۲۰۵۰ حارث بن کعب *

جاہلی دور کے ہیں۔ * عبدان نے ان کا ذکر کیا کہ میں نے احمد بن سیار کو فرماتے سنا: وہ جاہلی دور کے ہیں۔ وہ اپنے بارے میں بتاتے ہیں: وہ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال زندہ رہے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو جن اچھی باتوں کی وصیت کی ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔

میں کہتا ہوں: اس سے ان کا صحابی ہونا لازم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگرچہ وہ بعثت نبوی سے پہلے اور بعد کے ہیں لیکن صحابیت سے محروم ہیں۔ لہذا انہیں مخضر مین میں ذکر کرنا چاہیے۔

۲۰۵۱ حارث بن مخلد انصاری زرقی *

تابعی ہیں جو مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے ابن شاہین نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ اور سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے والد سے وہ حارث بن مخلد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عورتوں سے مقعد کے مقام سے صحبت کی اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا“۔ * اس حدیث کو اصحاب السنن وغیرہ نے کئی طرق سے بحوالہ سہیل، حارث بن مخلد انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ حدیث تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے اور حارث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

* المعجم الكبير (۲۶۲/۱۸) مجمع الزوائد (۲۵۰/۵) کنز العمال (۱۵۰۵۴) * اسد الغابة (۹۲۵)
* اسد الغابة (۹۴۶) * اسد الغابة (۹۵۳) * اسد الغابة (۹۶۰) * جامع المسانيد (۲۳۵/۳)

کے شاگردوں میں سے ہیں۔

تابعین میں انہیں امام بخاری اور ابن حبان وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ بڑا فرماتے ہیں: یہ مشہور نہیں۔ عبدان سعید بن سمعان کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے، آپ نے حارث بن مخلد سے فرمایا: ”حارث! اگر مر سکتے ہو تو مر جاؤ“۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اس وجہ سے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا، جو روایت انہوں نے نقل کی ہے اس میں تو ان کے صحابی ہونے کے بارے میں کوئی بات نہیں پائی جا رہی۔

۲۰۵۲ حارث بن وہب

طبرانی نے ان کا ذکر کیا اور اشعث، ابواسحاق، حارث بن وہب یا وہب بن حارث سے نقل کیا، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور منیٰ میں دور کعتیں پڑھیں۔ (حدیث) اشعث نے ان کا نام یاد نہیں رکھا، وہ حارث بن وہب ہیں۔ کئی طرق سے صحیح روایت میں بحوالہ ابن ابی اسحاق یہ نام مروی ہے۔

۲۰۵۳ حارث بن وہب (دوسرے)

الصناجیح سے روایت کرنے والے مشہور تابعی ہیں۔ مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے طبرانی نے ان کا ذکر صحابہ میں کر دیا اور ان کی وہ حدیث نقل کی جو کسی اور نے ان کے طریق سے بحوالہ صنایح نقل کی ہے، وہی درست ہے۔

۲۰۵۴ حارث بن حرام

عبدان نے ان کا ذکر کیا اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے طریق سے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ان کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے نبی ﷺ کو ایک شکار ہدیہ میں دیا جسے آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔ (حدیث) درست حازم بن حرام ہے اس قصہ کو ابن مندہ نے بالکل درست نقل کیا ہے، لہذا وہم کی وجہ سے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۲۰۵۵ حارث بن ظفر

ابن شاہین نے اسی حرف کے تحت ان کا ذکر کیا جس میں ابو موسیٰ ان کے نقش قدم پر چلے۔ جبکہ ان دونوں کے علاوہ لوگوں نے حرف جیم میں عورتوں کے حالات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جو درست ہے۔

۲۰۵۶ حارث بن عمرو

بن مؤمل خواتین کے حصہ میں جیم میں ذکر ہوگا۔

۲۰۵۷ حارث بن مالک

بن غضب بن جشم بن خزرج۔ پھر از بنی مہلہ بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ واقدی نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے

اور ابن عبدالبر* کا بھی یہی قول ہے۔ ابواحمد حاکم کنی میں ابو عبداللہ حارثہ بن نعمان کے حالات میں رقمطراز ہیں: انصار میں سے حارثہ نامی تین آدمی بدر میں شریک ہوئے۔ حارثہ بن سراقہ جو شہادت سے سرفراز ہوئے، حارثہ بن نعمان جو خلافت معاویہ تک بقید حیات رہے اور حارثہ بن مالک بن غضب۔ پھر واقدی تک اپنی سند سے بدر میں شہید ہونے والوں کا ذکر کیا ہے۔ بنی زریق بن عامر بن عبد سے حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج پھر بنی مغلہ بن عامر بن زریق، یہ ابواحمد کی آخری بات ہے۔ انہی کو سب سے پہلے اس میں وہم ہوا جس کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے واقدی کی کچھ بات نقل کی اور کچھ چھوڑ دی۔ اور یہ سمجھا کہ نسب عبد تک ختم ہو گیا ہے اور بدر میں ان کی حاضری کے بارے میں بتانے والے حارثہ ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔ اس واسطے کہ عبد حارثہ بن مالک، بدر میں شریک ہونے والے جد امجد ہیں۔ اصل میں یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے عبد اور حارثہ۔ اسی طرح کا وہم ابن مندہ کو پیش آیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم انصاری کا تعلق بنی بیاضہ سے ہے جو بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے۔ یہی قول ابوالاسود کا بحوالہ عروہ ہے۔ چند تراجم و عنوانات کے بعد وہ لکھتے ہیں: حارثہ بن مالک انصاری کا تعلق بنی حبیب بن عبد سے ہے۔ وہ بدر میں شریک تھے۔ یہی ابن اسحاق* کا قول ہے۔ پھر یونس بن بکیر تک اپنی سند سے بحوالہ ابن اسحاق شرکاء بدر کا ذکر کرتے ہیں: بنی حبیب بن عبد سے حارثہ بن مالک شریک ہوئے۔ انہیں بھی حاکم جیسا شبہ ہوا۔ کیونکہ ان کا گمان ہے کہ ان کے متعلق بدر میں شرکت کی اطلاع دینے والے حارثہ ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔

ابن اسحاق کی کتاب میں بدر میں شہید ہونے والے انصاری مسلمانوں کے نام کے متعلق ہے کہ بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم سے رافع بن معلیٰ، رافع بن معلیٰ ہی ان کے متعلق بتانے والے ہیں۔ وہ حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب کی اولاد سے ہیں۔ عبد حارثہ ایک مرکب نام ہے جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا۔ اور جو بات ابوالاسود کی طرف بحوالہ عروہ منسوب ہے اس کے متعلق بھی وہی قول ہے جو ابن اسحاق کی طرف منسوب بات کے متعلق ہے۔ ابن مندہ کو اس میں تردد ہوا کہ انہیں دو شخص قرار دیں۔ اس تقدیر کی بنا پر وہ واحد شخص ہیں جو اس نام میں غلطی سے سلامت رہے۔

ابن عبدالبر نے جو کچھ واقدی سے یہ نقل کیا ہے کہ حارثہ بن مالک بن غضب کو شریک بدر قرار دیا ہے، اس پر ”دمیاطی“ نے انتہائی تنقید کی ہے اور کہا: وہ عبد حارثہ ہیں جو کسی صحابی کے آباء و اجداد میں شمار ہوتے ہیں جن کے درمیان کئی پشتوں کا فاصلہ ہے۔ اس میں ابن مندہ کے وہم پر ابو نعیم نے متنبہ کیا ہے۔ اور یہ گمان کیا کہ اس میں پہلے پہل مبتلاء وہم ابن لہیعہ ہے۔ ابن الاثیر* نے بحوالہ ابن عبدالبر* نقل کیا ہے کہ واقدی کو بھی اس میں وہم ہوا ہے۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں: واقدی کی ”مغازی“ میں ان کا ذکر نہیں۔ لگتا ہے انہوں نے ”انساب“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اس میں ابن عبدالبر سے جو وہم ہوا وہ یہ ہے کہ ان کا نسب خزرج تک بیان کیا۔ پھر فرماتے ہیں: از بنی مغلہ اور مغلہ وہی ابن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج ہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ بھلا جد اعلیٰ اپنے بیٹوں کی اولاد میں سے کیسے ہو سکتا ہے؟ واللہ الموفق

* استیعاب (۳۷۱/۱) السیرۃ النبویۃ (۲/۲۶۵)

* اسد الغابۃ (۴۰۶/۱) استیعاب (۳۷۱/۱)

باب حاء کے بعد یاء

۲۰۵۸ حباب ابو عقیل

طبرانی کے ہاں اسی طرح لکھا ہے۔ درست حباب ہے، قسم اول میں صحیح طور پر گزر چکا ہے۔

۲۰۵۹ حبان بن زید ابو خدّاش

کنتوں میں ذکر ہوگا۔

۲۰۶۰ حَبَّہ بن حابس تمیمی

ابن ابی عاصم نے ان کا ذکر کیا ہے اور یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے ان کی ایک روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے حَبَّہ بن حابس نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کھوپڑی میں کوئی چیز نہیں ہوتی، البتہ آنکھ کا لگنا برحق ہے“۔ اس میں دو جگہ غلطی ہوئی ہے۔ اول تو یہ نام حَبَّہ یا سے ہے نہ کہ با سے۔ دوم یہ کہ انہوں نے یہ حدیث اپنے والد کے واسطے سے نقل کی ہے اسی طرح یہ روایت امام احمد، ترمذی اور ابن خزمہ نے کئی طرق سے بحوالہ یحییٰ بن ابی کثیر نقل کی ہے، جو درست ہے۔

۲۰۶۱ حَبَّہ بن مُسَلَم

عبدان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ وہ تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں جسے عبدان نے عبدالمجید بن ابی رواد کے طریق سے نقل کیا ہے اس کا ذکر عبد الملک بن حبیب نے بھی کیا ہے۔ دونوں بحوالہ اسد بن موسیٰ، ابن جریج سے فرمایا حَبَّہ بن سلیم نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص شطرنج کھیلے اس پر لعنت ہے“۔ اسے ابن حزم نے نقل کیا، فرمایا: حَبَّہ مجہول شخص ہیں۔ اور سند منقطع ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: حَبَّہ نامعلوم فرد ہیں۔ فرماتے ہیں: بعض کا کہنا ہے: ان کا نسب یوں ہے: حَبَّہ بن سلمہ، شقیق بن سلمہ کے بھائی، وہ بھی غیر معروف شخصیت ہیں۔

۲۰۶۲ حبیب بن اساف انصاری خزر جی

طبرانی نے اور ابن عبد البر نے حرف حاء میں ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی ہے۔ یہ نام تو حاء سے تصغیر کے ساتھ حَبَّیب ہے۔ حاء میں عبدان نے بھی ذکر کیا ہے کہ حبیب بن اساف قدیم بدری صحابی ہیں۔

✽ الاحاد والمثنائی (۳۹۰/۲)

✽ اسد الغابۃ (۱۰۳۲)

✽ ترمذی کتاب الطب باب ما جاء ان العین حق (۲۰۶۱)

✽ مسند احمد (۶۷/۴) مجمع الزوائد (۱۰۶/۵)

✽ کنز العمال (۴۰۶۳۶) جامع المسانید (۲۶۰/۳)

✽ اسد الغابۃ (۱۰۳۴) تجرید (۱۱۶/۱)

✽ المعجم الكبير (۲۴/۴)

✽ اسد الغابۃ (۱۰۳۵) تجرید (۱۶۶/۱)

۲۰۶۳ حبیب بن تیم

احد میں شہید ہوئے۔ یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔ * اسی طرح ذہبی نے اپنے سے پیشرو لوگوں کی کتابوں سے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ استدراک میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ بنتی تو نہیں، کیونکہ یہی حبیب بن زید بن تمیم ہیں جو اپنے دادا کی جانب نسبت کر کے بلائے جاتے ہیں۔ اپنے مقام پر ان کا صحیح ذکر ہوا ہے۔

۲۰۶۴ حبیب بن حمار اسدی *

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے جس کی وجہ سے انہیں بھی عبدان نے صحابہ میں ذکر کر دیا۔ لکھتے ہیں: صحابی رسول ﷺ ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں شریک رہتے۔ پھر بطریق زائدہ، اعمش سے، بحوالہ عبد اللہ بن حارث، عمرو بن مرہ سے حبیب بن حمار یہ روایت بیان کی ہے۔ فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، لوگوں نے جلدی کی۔ (حدیث) * زائدہ کے علاوہ دیگر لوگوں نے اسی سند کے ذریعہ بحوالہ اعمش اس روایت کو نقل کیا ہے تو اس میں حبیب سے بحوالہ ابو ذر مروی ہے، فرمایا: ہم سفر میں تھے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ امام بخاری، * ابن ابی حاتم، * ابن حبان اور دارقطنی وغیرہ نے حبیب کو تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۲۰۶۵ حبیب بن شریح

اس میں اخیر دور کے صفانی کو غلطی لگی ہے حالانکہ یہ حبیش بن شریح ہیں، آگے تذکرہ ہوگا۔

۲۰۶۶ حبیب العنزی *

بصرہ کے عابد طلق کے والد۔ عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ وہم ہے۔ چنانچہ یونس بن حباب کی روایت طلق بن حبیب سے بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، انہیں پیشاب کی بندش کی تکلیف تھی آپ ﷺ نے انہیں یہ کلمات پڑھنے کی تلقین فرمائی: ((رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ)). (حدیث) * عبدان لکھتے ہیں: صحیح وہ روایت ہے جسے شعبہ نے یونس سے بواسطہ طلق ایک شامی شخص سے اس نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

۲۰۶۷ حبیب الفہری *

بعض نے ان کا حبیب بن مسلمہ فہری سے علیحدہ ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ یہی ہیں۔ چنانچہ بغوی بطریق داؤد عطار، ابن جریج سے بواسطہ ابن ابی ملیکہ حبیب فہری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اتنے میں ان کے والد بھی آ پہنچے، کہنے لگے: اللہ کے نبی ﷺ! میرا بیٹا میرا دست و بازو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کے ساتھ لوٹ جاؤ لگتا ہے یہ فوت ہو جائیں

* الجرح والتعديل (۹۷/۳) * التجريد (۳۴) * اسد الغابة (۱۰۴۱) تجريد (۱۱۷/۱)

* مسند احمد (۱۴۴/۵) مستدرک (۴۲۶/۴) * التاريخ الكبير (۳۱۵/۱)

* الجرح والتعديل (۴۶۱/۳) * اسد الغابة (۱۰۶۲) * ابو داؤد کتاب الطب باب كيف الرقي (۳۸۹۲)

گئے۔ فرماتے ہیں: بعد میں وہ اسی سال وفات پا گئے۔ بغوی کہتے ہیں: میرے نزدیک یہ حبیب بن مسلمہ کے علاوہ ہیں۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: بغوی نے ان کا ذکر کیا جو مجھے وہم لگتا ہے۔ ابو نعیم نے دو طریق سے ان کا ذکر بحوالہ ابن جریج کیا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں: حبیب بن مسلمہ آئے تو ان کے والد بھی آپہنچے۔ پھر یہ طویل روایت ذکر کی جس سے ظاہر ہوا وہ یہی ہیں۔

۲۰۶۸ حبیب بن مخنف غامدی

ان کی حدیث ابن جریج نے بواسطہ عبدالکریم، حبیب بن مخنف سے روایت کی ہے فرمایا: میں عرفہ کے روز نبی ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: کیا تم اس دن کو پہچانتے ہو۔ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: بعض کا کہنا ہے کہ یہ وہم پر مبنی ہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: یہ وہم ہے وہ تو حبیب بن مخنف سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ فرماتے ہیں: عبدالرزاق یہ روایت ایک بار تنہا ذکر کرتے ہیں اور ایک بار ”عن ابیہ“ کے الفاظ بیان نہیں فرماتے۔

ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ”حبیب بن مخنف عمری“ یوں فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ان کی حدیث عبدالکریم بن ابی الحارث نے روایت کی ہے جو صحیح نہیں البتہ عبدالرزاق نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ ان کے والد سے مروی ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ عبدالرزاق سے تیسری سند ہے۔ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابن عون سے بحوالہ ابورملہ، مخنف بن سلیم مروی ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ مشہور روایت امام احمد اور سنن اربعہ کے مصنفین نے اس شخص کی روایت سے نقل کی ہے جس نے کہا: حبیب بن مخنف سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ قسم اول میں بعید احتمال کے ساتھ ذکر پہلے ہوا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: اس میں عبدالکریم، ابن جریج کے شیخ ہیں وہ ابن ابی الحارث ہیں۔ ابوامیہ معلم بصری کی حدیث میں کمزوری ہوتی ہے۔

۲۰۶۹ حبیب بن ابی مرزئیہ

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی صحابیت مشہور نہیں۔ صرف ان سے یہ حدیث اس طرح منقول ہے کہ نبی ﷺ ایک وبائی مقام پر فروکش ہوئے تو حبیب نے آپ ﷺ سے عرض کی: اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم یہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو جائیں۔

۲۰۷۰ حنیس بن حذافہ

معمّر، زہری سے بحوالہ سالم وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ حبیش بن حذافہ سہمی کے بعد بیوہ ہو گئیں۔ (حدیث) حمیدی فرماتے ہیں: معمّر نے اس نام کو حاء اور با سے پھر شین سے ذکر کیا ہے۔ درست خاء، نون اور سین ہے۔ میں کہتا ہوں: صحیحین میں ایسے ہی ہے جو درست ہے۔

۲۰۷۱ حنیس بن شریح حبشی

ابو حفصہ۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسحاق بن سويد رملی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ موسیٰ بن سہل نے تابعین میں ان کا

تہذیب تاریخ دمشق (۳۸/۴) الطبقات (۱۳۰/۷) جامع المسانید (۲۷۲/۳)

اسد الغابۃ (۱۰۶۵) استیعاب (۴۹۷) تجرید (۱۱۹/۱) مجمع الزوائد (۱۹/۴) استیعاب (۳۸۴/۱)

المصنف لعبدالرزاق (۸۱۵۹) (۸۰۰۱) مسند احمد (۷۶/۵) اسد الغابۃ (۱۰۶۶) اسد الغابۃ (۱۰۷۶)

تذکرہ کیا اور اسحاق بن سوید کے طریق سے حسان بن ابی معن تک ان کی سند سے، ابو حفصہ حبشی سے جن کا نام حبیش تھا۔ روایت کی ہے، فرمایا: میں اور تیس صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے۔ پھر ان لوگوں نے اذان کہہ کر نماز قائم کی تو میں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ (حدیث) اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہو۔ ادھر امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ مشہور بھی ہیں جو حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ صنعانی نے ”مختلف فیہ“ صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن نام یوں لیا ہے: ”حبیب بن شریح“، جو وہم ہے۔

۲۰۴۲ حبیش بن حباشہ

بن اوس بن بلال اسدی زر کے والد ہیں۔ ابوالقاسم بن ابی عبداللہ بن مندہ نے ”تذکرہ“ پر مستخرج نامی کتاب میں ان کا ذکر ان صحابہ میں کیا ہے جنہوں نے حدیث لیلۃ القدر کی روایت کی ہے۔ جس میں لفظی غلطی کی وجہ سے انہیں وہم ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے یہ حدیث زر بن حبیش کے طریق سے لکھی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے اُنکی نے بیان کیا، جو ابی بن کعب ہیں۔ جسے ابوالقاسم نے بغیر تشدید کے ابی سمجھ کر پڑھ لیا۔ جو کھلی غلطی ہے۔ قسم اول میں حبیش اسدی کا ذکر گزر چکا ہے۔ میرے خیال میں یہ ان کے علاوہ ہیں۔

باب الحاء جس کے بعد جیم ہے

۲۰۴۳ حجاج بن حجاج اسلمی

ابن حبان فرماتے ہیں: جو یہ سمجھتا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اسے وہم ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں: امام بخاری وغیرہ علماء نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۴۴ حجاج بن عمرو اسلمی

ان سے عروہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے اور ذہبی نے بھی اپنے سابقہ لوگوں کی کتابوں پر اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ان کے متعلق استدراک کی کوئی معقول وجہ نہیں بنتی۔ اس واسطے کہ علماء نے حجاج بن مالک بن عویمر اسلمی کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کے نام کے بارے میں درست روایت ہے۔

۲۰۴۵ حجاج بن قیس

بن عدی سہمی۔ ابن مندہ نے ان میں اور حجاج بن حارث بن قیس میں فرق کیا ہے جبکہ وہ یہی ہیں۔ بعض روایات سے ان کے والد کا ذکر کر رہا ہے جس پر ابن الاثیر نے متنبہ کیا ہے۔

التاریخ الكبير (۱۲۳/۱) الجرح والتعديل (۳۰۰/۲) الثقات (۱۹۰/۴)
الثقات (۲۰۱/۶) التاریخ (۳۷۱/۲) اسد الغابة (۱۰۸۶) اسد الغابة (۴۳۴/۱)

۲۰۷۶ حجاج بن مسعود

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوداؤد طیالسی، شعبہ سے بحوالہ حجاج بن حجاج اسلمی انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ایک صحابی سے میرے گمان میں وہ حجاج بن مسعود تھے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی بڑھ جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو اس واسطے کہ گرمی کی تیزی جہنم کی گرمائش کا حصہ ہے۔“ * انہوں نے یونہی یہ حدیث درج کی ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں یہ روایت اسی سند سے نقل تو کی ہے لیکن اس میں فرماتے ہیں: جنہیں حجاج بن مسعود سمجھ رہے تھے، یہی درست ہے کیونکہ محسب کا فاعل حجاج اسلمی ہے اور ابن منصوب مفعول ہونے کی بنا پر ہے جس سے مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ حجاج بن مسعود نامی شخص کا سرے سے وجود ہی نہیں۔

یہی حدیث امام احمد * نے بواسطہ غندر، شعبہ سے نقل کی ہے، فرمایا: میں نے حجاج بن حجاج کو فرماتے سنا وہ ان کے امام بھی تھے۔ میرے والد نے فرمایا: انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا وہ ایک صحابی رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ حجاج فرماتے ہیں: میرے خیال میں وہ عبداللہ بن مسعود تھے۔ اسی طرح یہ روایت ابو نعیم نے قواریری کے طریق سے بحوالہ غندر نقل کی ہے، یہی درست ہے۔

۲۰۷۷ حجاج بن قابوس

ابن قانع نے غلطی سے ان کا ذکر کیا ہے حالانکہ یہ قابوس کی کنیت ہے۔ قابوس کے والد کا نام تو مخارق ہے۔ پھر ابن قانع ہی سماک بن حرب کے طریق سے بحوالہ قابوس بن حجاج وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! ایک شخص میرے مال پہ قبضہ کر لیتا ہے، آپ کی رائے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ * (حدیث) جس کی وجہ سے ان کے ہاں لفظی غلطی ہو گئی، درست یوں ہے: قابوس ابوالحجاج سے مروی ہے۔

۲۰۷۸ حجر بن ربیعہ

بن وائل۔ علامہ ابن عبدالبر * نے ان کا ذکر کیا ہے جو حجاج بن ارطاة کی روایت پر بواسطہ عبدالجبار بن وائل بن حجر موقوف ہے۔ وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو پیشانی اور ناک پر سجدہ کرتے دیکھا۔ مسدد نے اپنی مسند میں اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابو عمر * فرماتے ہیں: اگر ان کی یہ بات ”وہ اپنے دادا سے“ وہم نہیں تو حجر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ احتمال بھی تو ہو سکتا ہے کہ اصل میں ”ابن عبدالجبار بن وائل سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے“ ہو۔ واللہ اعلم۔

* اسد الغابۃ (۱۰۸۸) تجرید (۱۲۲/۱) * المعجم الكبير (۳۲۲۲/۳) مجمع الزوائد (۳۰۶/۱)

* مسند احمد (۳۶۸/۵) * اسد الغابۃ (۱۰۸۵) * المعجم الكبير (۷۴۸/۲۰)

* اسد الغابۃ (۱۰۹۰) استیعاب (۵۰۴) * استیعاب (۳۸۹/۱) * ایضاً

ذیل میں موسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور ترمذی * کے طریق سے ان کی سند کے ذریعہ بواسطہ حکم بن محل، حجر عدوی سے نقل کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”ہم نے عباس کی زکوٰۃ وصول کر لی ہے۔“

میں کہتا ہوں: اس میں ابو موسیٰ سے وہم ہوا ہے۔ لگتا ہے ان کے نسخہ سے ”عن علی“ کا لفظ رہ گیا۔ یوں انہوں نے حجر کو صحابی سمجھ لیا۔ جبکہ ترمذی کی روایت یوں ہے: حجر العدوی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے باوجود سند میں اس علت کے علاوہ اور علل بھی ہیں۔ واللہ اعلم

ایک مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے قحی بن مخلد نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے جو وہم ہے۔ اس واسطے کہ یہ تو مشہور ہیں جو حضرت علی اور زید بن ثابت وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ عجلی * فرماتے ہیں: تابعین کے بہترین لوگوں میں سے قابل اعتماد تابعی ہیں۔

باب حاء کے بعد وال

نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان کی کنیت ابو حذیم تھی۔ انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے، ان میں حذیم بن حنیفہ میں فرق کیا ہے۔ ابن الاثیر * فرماتے ہیں کہ ابن مندہ نے جب ان کے نسب میں تقدیم و تاخیر کا اختلاف دیکھا تو سمجھا یہ دو شخص ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے یہ بات تو ابن مندہ کی کتاب میں نہیں ملی۔ ابو نعیم نے بھی ان کی پیروی میں ایسا کیا ہے۔ اس میں وہم ابن الاثیر کو ہوا ہے۔ جس کا پتہ ان کی اس بات سے چلتا ہے کہ ان کی کنیت ابو حذیم ہے۔ اس واسطے کہ ابن مندہ نے یہ بات صرف ابن حنیفہ کے بارے میں کی ہے۔ اگر ایسا ہوتا جیسا ابن الاثیر نے کہا ہے تو ان کی کنیت اور نام ایک ہوتا۔

تجربہ * میں ذہبی لکھتے ہیں، بقول بعض: حذیم، ان کے والد، بیٹے اور پوتے صحابی ہیں۔ جو غلط ہے اس لیے کہ انہوں نے یہ بات اس بنا پر کہی کہ یہ حنیفہ کے والد ہیں۔ جب ابن الاثیر نے کہا کہ وہ حظله کے دادا ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔ اور حنیفہ کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ ان کے والد کا نام جبیر بقول بعض بحیر ہے۔ ان کی حدیث کے سیاق میں درست کا واضح پتہ چلتا ہے۔ واللہ اعلم

* اسد الغابۃ (۱۰۹۲) تجرید (۱۲۳/۱) * ترمذی کتاب الزکاة تعجیل الزکاة (۶۷۹)

* تاریخ الثقات (۱۱۰) * اسد الغابۃ (۱۱۱۴) استیعاب (۵۱۳) * اسد الغابۃ (۴۴۴/۱)

* تجرید (۳۶)

باب حاء کے بعد راء اور زاء

۲۰۸۲ حراش بن امیہ کعبی

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن طرخان نے حاشیہ ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ لفظی غلطی ہے یہ نام تو حاء سے ہے۔ ابن مندہ نے درست نام ذکر کر دیا ہے اس لئے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۲۰۸۳ حرام بن معاویہ انصاری

بقول بعض عیسیٰ، دمشق میں فروش ہو گئے تھے۔ ایک مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں، اور امام بخاری، دارقطنی اور ابن حبان کا قول ہے: ان کی احادیث مرسل ہیں۔ ان سے زید بن رفیع روایت کرتے ہیں۔ خطیب کا گمان ہے کہ یہ حرام بن معاویہ ہیں جو حرام بن حکیم کہلاتے اور اپنے چچا عبداللہ بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ اصحاب سنن نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ امام بخاری، دارقطنی اور عسکری وغیرہ نے دونوں میں فرق بیان کیا ہے۔ بہر حال وہ تابعی ہی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۰۸۴ حرب بن ابی حرب ثقفی

بقول بعض ان کے والد کا نام بلال ہے۔ تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ یوں عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا اور بطریق عطاء بن سائب بحوالہ ان کے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ”مسلمانوں پر جزیہ نہیں لگایا جائے گا“۔ (حدیث) اسی روایت کو ثوری نے مذکورہ شخصیت عطاء سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حرب اپنے ماموں جو بنی بکر بن وائل کے ایک فرد تھے ان سے روایت کرتے ہیں۔ جریر لکھتے ہیں: عطاء حرب سے وہ ابوامیہ جو بنی ثعلبہ کے ایک شخص ہیں ان سے روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: بنی ثعلبہ، بنی بکر بن وائل ہی کی شاخ ہے۔ واللہ اعلم

۲۰۸۵ حرب سلمی

حریث میں تذکرہ ہوگا۔

۲۰۸۶ (ز) حر خثعمی

تابعی ہیں جو ایک مرسل حدیث کی روایت کرتے ہیں، جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ بلاذری عبد الملک

اسد الغابۃ (۱۱۲۰) * اسد الغابۃ (۱۱۲۳) تجرید (۱۲۵/۱) * الجرح والتعديل (۲۸۲/۳)

الثقات (۱۸۵/۴) * التاريخ الكبير (۱۰۲/۳) * اسد الغابۃ (۱۱۲۶) تجرید (۱۲۶/۱)

ترمذی کتاب الزکاة باب ما جاء ليس على المسلمين جزية (۶۳۴) جامع المسانيد (۴۴۵/۳)

بن وہب کے طریق سے بحوالہ حو خثعمی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب ہجرت کر کے نکلے تو آپ ﷺ کا گزر عاتکہ بنت خالد جوام معبد تھیں سے گزر ہوا پھر ان کی حدیث نقل کی۔

۲۰۸۷ حریت بن شیبان

بکر بن وائل کے والد۔ ان کا بھی عبدان نے ذکر کیا اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے، حالانکہ یہ حریت بن حسان ہیں جیسا کہ یہ نام صحیح طرح سے گزر چکا ہے۔ اسی نام سے ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا لہذا استدراک کی ضرورت نہیں۔

۲۰۸۸ (ن) حریت ابو قزوہ سلمیٰ

عبد الصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کی کنیت اور نام دونوں غلط لکھ دیئے۔ یہ حدیر ابو قزوہ جیسا کہ پہلے درست نام گزر چکا ہے۔ (۴۰۶۳) میں نے مغلطائی کے قلم سے حرب لکھا دیکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔

۲۰۸۹ حریش

بن ہلال تمیمی قریچی۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور دلیل میں ابوتمام نے حماسہ میں جو ان کے اشعار نقل کیے ہیں انہیں پیش نظر رکھا ہے: ”نبی ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں نشان زدہ گھوڑے شریک ہوئے جن کے پاؤں خون آلود تھے۔“

میں کہتا ہوں: ان میں تو کوئی ایسی بات نہیں کہ وہ صحابی تھے۔ جبکہ مخاف سلمیٰ کے سوانح میں پہلے گزر چکا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اس سے بھی ان کے صحابی ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ تو انہوں نے اپنی قوم کے فخر میں کہہ دیئے تھے۔ قسم اول میں حریش تمیمی کا ذکر گزر چکا ہے۔ میرے خیال میں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ وہ عنبری ہیں جبکہ یہ قریچی ہیں۔ اگرچہ دونوں کا تعلق بنی تمیم سے ہے۔ ابوالحجاج اعلم نے یہ اشعار شرح حماسہ میں مخاف بن ندبہ کی طرف منسوب کیے ہیں۔ عباس بن مرداس کے حوالہ سے بھی نقل کیے جاتے ہیں۔

۲۰۹۰ حزام بن خویلد

بن اسد بن عبد العزی۔ حضرت خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بھائی اور حکیم کے والد۔ ابن الاثیر نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے ان کے متعلق قسم اول میں گفتگو گزر چکی ہے۔ (۱۶۹۸) (ذہبی لکھتے ہیں: جو انہیں صحابہ میں شمار کرتا ہے اس سے بھول ہوئی ہے)۔

اسد الغابۃ (۱۱۴۰) * اسد الغابۃ (۱۱۳۹) * اسد الغابۃ (۱۱۴۶)

اسد الغابۃ (۴۵۳/۱) * شرح دیوان حماسہ (۱۳۴/۱، ۱۳۵)

اسد الغابۃ (۱۱۴۸) تجرید (۱۲۹/۱) * اسد الغابۃ (۵/۲)

باب حاء کے بعد سین

(۲۰۹۱) **حسن بن ابی سنان بصری**

ایک عابد زاہد مشہور تابعی ہیں۔ ان کی ایک مرسل حدیث کی وجہ سے علی بن سعید عسکری نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا اور بطریق ابو عاصم حنظلی، حسان بن ابی سنان روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاہلوں میں علم کا طالب ایسے ہے جیسے مردوں میں زندہ۔“ ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ حکایات نقل کرتے ہیں مجھے ان کی کسی مسند حدیث کا علم نہیں۔ میں کہتا ہوں: سلیمان ضبعی نے جو صغار تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا زمانہ پایا ہے۔

(۲۰۹۲) **حسان بن عبدالرحمن ضبعی**

تابعی ہیں، جنہوں نے مرسل حدیث کی روایت کی جس کی وجہ سے عسکری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ بطریق ہمام، قتادہ سے بحوالہ ان کے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم لوگوں کو نذی کی وجہ سے غسل کرنا پڑتا تو تمہیں حیض سے زیادہ دشوار لگتی۔“ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے فرماتے ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔

(۲۰۹۳) **حسان بن قیس**

ابن قانع کا گمان ہے کہ یہ ابو مسعود تمیمی کا نام ہے جس کی بابت کئیوں میں میں نے ان کی غلطی کی نشاندہی کر دی ہے۔

(۲۰۹۴) **حسان بن ہلال اسلمی**

”انہیں شرف صحابیت حاصل ہے“ یہ بات عبدالغنی نے ”کمال“ میں ذکر کی ہے جس پر مزنی نے متنبہ کیا کہ یہ لفظی غلطی ہے۔ فرماتے ہیں: درست ابن ہلال ہے یعنی ہاء کی جگہ باء۔ نیز یہ اسلمی نہیں ہیں۔

(۲۰۹۵) **حسن بن وبرہ**

حیان میں، قسم اول کے ذیل میں یہ نام درست گزر چکا ہے۔

(۲۰۹۶) **حساس (بے نسبت)**

ابوموسیٰ نے ذیل میں حساس بن بکر کے عنوان کے بعد ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ان کی حدیث نقل کی: ”جو پانچ اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا تو وہ آگ سے بچ جائے گا۔“ (حدیث) ابن ماکولا نے بھی حساس بن بکر کے حالات میں ان

اسد الغابۃ (۱۱۵۷) جامع المسانید (۴۶۶/۳) کنز العمال (۲۸۷۲۶) الثقات (۲۲۳/۶)

اسد الغابۃ (۱۱۵۹) تجرید (۱۳۰/۱) التاریخ الکبیر (۳۱/۲) الجرح والتعذیل (۲۳۶/۳)

الثقات (۱۶۴/۴) اسد الغابۃ (۱۱۶۰) اسد الغابۃ (۱۱۶۲) استیعاب (۶۰۷)

جامع المسانید (۴۶۹/۳) الاکمال (۲۵۰/۱)

کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی حاتم * نے بھی ایسا ہی کیا ہے، حالانکہ یہ ایک ہی شخص ہے۔

۲۰۹۷ حسیل بن نویرہ اشجعی *

ابن شاہین نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ خیبر جانے کے لیے نبی ﷺ کے گائیڈ (رہنما) تھے۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا جو وہم ہے۔ اس لیے کہ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ حسیل بن خارجہ میں کیا ہے۔ انہیں حسیل بن نویرہ بھی کہا جاتا ہے، حالانکہ شخصیت ایک ہے۔

۲۰۹۸ حسین بن ربیعہ احمسی *

ابو ارطاة جریر بن عبد اللہ بکلی کے قاصد۔ اسی طرح مسند اپنی عمر عدنی میں تحریر ہے جبکہ درست حصین صاد سے ہے نہ کہ سین سے جیسا کہ مسلم میں ہے۔

۲۰۹۹ حسین بن سائب *

ابن ابی لبابہ انصاری اصغر تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک مرسل حدیث روایت کرتے ہیں جس کی وجہ سے حسن بن سفیان وغیرہ نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا۔ ابن مندہ رفاعہ بن حجاج کے طریق سے بحوالہ ان کے والد حسین بن سائب سے ان کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بیعت عقبہ یا بدر کی رات تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”تم لوگ کیسے جنگ کرو گے؟“ جس پر عاصم بن ثابت کھڑے ہوئے، پھر حدیث کا ذکر کیا۔ یہ حسین ابن سائب، ان کی روایت مشہور نہیں چہ جائیکہ یہ صحابیت سے مشرف ہوں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح ان کے والد سائب بھی صحابی نہیں ہیں۔ بعض نے ان کے متعلق روایت و دیدار کا قول اختیار کیا ہے۔ ابن حبان * نے ثقات میں تذکرہ کیا ہے۔

باب حاء کے بعد صاد اور طاء

۲۱۰۰ حُصَيْب *

ابو عمر * نے ”افراد“ میں حاء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ کی ذات (ازل سے) تھی اس کے سوا کوئی نہ تھا اس کا عرش پانی پہ تھا اور اس نے لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی پھر سات آسمان پیدا فرمائے۔“ پھر میرے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: ”تمہاری اونٹنی کھل گئی تو میں اس کی تلاش میں نکل پڑا، دور سے سراب چمکتا دکھائی دے رہا تھا کاش! میں آپ کی باقی بات بھی سن لیتا اور اونٹنی کو تلاش کرنا چھوڑ دیتا۔“ پھر ابو عمر فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث

* الجرح والتعديل (۳/۳۱۳) * اسد الغابة (۱۱۶۸) استيعاب (۵۲۹) تجريد (۱۳۰/۱)

* اسد الغابة (۱۱۷۰) * اسد الغابة (۱۱۷۱) تجريد (۱۲۳/۱) * الثقات (۱۵۵/۴)

* اسد الغابة (۱۱۷۵) استيعاب (۵۹۸) * استيعاب (۴۵۷/۱)

معلوم نہیں۔ اور نہ مجھے ان کا نسب ہی معلوم ہے۔

ادھر ابن فتحون ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: غسانی کا قول ہے: حصیب (باء سے) کو میں نہیں جانتا۔ اور یہ حدیث تو عمران بن حصین سے مشہور ہے۔ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے راوی نے اس میں لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ حصین کو حصیب لکھ دیا۔

میں کہتا ہوں: عمران کے کسی طریق میں یہ نہیں کہ انہوں نے یہ حدیث اپنے والد سے روایت کی ہے اس میں بھی لفظی غلطی ہوئی ہے اور ایسا اضافہ شامل ہو گیا ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں۔ ابن الاثیرؒ نے بھی ان کا تعاقب کیا ہے، فرماتے ہیں: ابو عمرؒ کا وہم ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ حدیث عمران رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، فرمایا: ”میں آیا“ پھر وہ حدیث بیان کی۔ پھر فرمایا: شاید کسی راوی نے غلطی سے حصین کی بجائے حصیب لکھ دیا ہو۔ ”عن ابیہ“ الفاظ سے متنبہ کرنے میں ان سے غفلت ہو گئی۔ یہی حدیث مسند احمد، ترمذی اور نسائی وغیرہ میں عمران سے مروی ہے جس میں ”عن ابیہ“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

(۲۱۰۱) (ن) حصین بن محمد سالمی

ایک مرسل حدیث کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے جو ان سے زہری روایت کرتے ہیں۔ جبکہ امام بخاری، ابن ابی حاتمؒ اور ابن حبانؒ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ان کی حدیث صحیحین میں بروایت زہری، محمود بن ربیع کی حدیث کے بعد بحوالہ عتبان مروی ہے، فرمایا: میں نے حصین بن محمد سے پوچھا آپ نے اس کی تصدیق کی۔ ابو حاتم رازی لکھتے ہیں: وہ حدیث حصین کی روایت سے بحوالہ عتبان بن مالک مروی ہے۔

(۲۱۰۲) حطیم حدانیؒ

بقول بعض باء سے ہے۔ تابعی ہیں جو ایک مرسل روایت نقل کرتے ہیں، جس کی بنا پر عبدان وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ ابو موسیٰ نے بطریق خالد بن یزید الہادی، اشعث حدانی سے انہوں نے حطیم حدانی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مساجد کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے روز نورِ کامل کی خوشخبری سنا دو۔“

باب حاء جس کے بعد فاء ہے

(۲۱۰۳) حفص بن ابی جبلةؒ

تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ تو عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا اور یسار بن مزاحم تمیمی بحوالہ حفص

❖ اسد الغابۃ (۲۶/۲) ❖ استیعاب (۴۵۷/۱) ❖ بخاری بدء الخلق (۳۱۹۱) ❖ مسند احمد (۴۳۱/۴)
❖ التاریخ الكبير (۷/۱) ❖ الجرح والتعديل (۱۹۶/۳) ❖ الثقات (۱۵۹/۴) ❖ اسد الغابۃ (۱۲۰۳)
❖ ۱۰۰۱ کتاب الصلاة (۵۶۱) ترمذی کتاب ابواب الصلاة (۲۲۳) ❖ اسد الغابۃ (۱۲۰۵) تجرید (۱۳۳/۱)

بن ابی جبلہ جو ان کے مولیٰ ہیں، نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ”اے رسولو! پاک چیزیں کھایا کرو“ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں، فرمایا: یہ عیسیٰ ابن مریم تھے، جو اپنی والدہ کی کات سے کھایا کرتے تھے۔

باب حاء کے بعد کاف

۲۱۰۴ حکم بن ابی الحکم

تجرید میں ان میں اور حکم اموی میں فرق بتایا گیا ہے، حالانکہ دونوں ایک ہی ہے۔

۲۱۰۵ حکم بن عمرو ثمالی

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا اور ان میں اور حکم بن عمیر میں فرق کیا ہے، جبکہ وہ یہی ہیں جیسا کہ گزر گیا۔

۲۱۰۶ حکیم بن جبلہ العبدي

ابن عبدالبر نے حاء کے زبر سے ذکر کیا ہے جبکہ یہ حاء کے پیش سے تغیر ہے۔ پہلے بھی تذکرہ ہوا ہے۔

۲۱۰۷ (ز) حکیم بن عیاش کلبی الاعور

بنی امیہ کے شاعر تھے۔ ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار سند سے بیان کیے ہیں جن میں بنی تمیم کی ہجو کی تھی، ان میں ”سجّاح“ بھی شامل تھی جس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جبکہ اس میں ابن فتحون کو وہم ہوا ہے اس لئے کہ جو حکیم مذکور جیسا شخص ہو بھلا وہ اپنے زمانے اور اپنے سے پہلے دور کے لوگوں کی ہجو کر سکتا ہے۔ جن لوگوں نے شعراء پر کتابیں لکھی ہیں انہوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں، وہ مصریوں کی برائی بیان کرتے اور یمانیہ کی مدد کرتے، کمیت بن زید و مضروغیرہ کے شعراء نے ان کی تردید اور مقابلہ کیا۔ کوکبی اپنے فوائد میں اپنی سند سے لکھتے ہیں: ایک شخص حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آ کر عرض کرنے لگا: حکیم بن عیاش کوفہ میں آپ لوگوں کی ہجو کرتا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کی کوئی بات یاد ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں!

”ہم نے تمہارے لئے زید کو کھجور کے تنے پر سولی دی، میں نے تنے پر کسی ہدایت یافتہ کو سولی چڑھتے نہیں دیکھا۔ تم

لوگوں نے بے وقوفی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ پر قیاس کیا، حالانکہ عثمان، علی سے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہیں۔“

راوی کا بیان ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الہی میں التجا کی کہ اے اللہ! اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اپنا

کتا مسلط کر دے۔ ایک دفعہ حکیم شہر سے باہر جا رہے تھے تو شیر نے انہیں لقمہ بنالیا۔

میں کہتا ہوں: کہ زید بن علی ۲۳ھ میں قتل ہوئے تھے، جس سے پتہ چلتا ہے حکیم بعد تک زندہ رہے اور لگتا ہے انہیں دور

نبوی نصیب ہوا ہے۔ واللہ اعلم

سورة المؤمنون (۵۱) * اسد الغابة (۱۲۱۱) استيعاب (۵۴۵) * استيعاب (۳۶)

اسد الغابة (۱۲۳۳) استيعاب (۵۵۸) * استيعاب (۴۲۱/۱)

۲۱۰۸ حکیم بن معاویہ نمیری

بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے۔ ایسا ہی تجرید میں لکھا ہے قول اول میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے، تکرار اس لیے کی کہ ان کا گمان ہے کہ شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے اس قول ”ان کے صحابی ہونے میں تاثر ہے“ کے متضاد ہو۔ پہلا قول ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے شاید انہوں نے امام بخاری کی کتاب ”الصحابة“ سے لیا ہو۔ دوسرا قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”التاریخ“ میں ہے۔ اور جس تاثر کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے شاید وہ سند میں ہو کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

باب حاء کے بعد میم

۲۱۰۹ حمزہ بن عمرو (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور بطریق شریک ہشام سے وہ بحوالہ اپنے والد حمزہ بن عمرو سے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا، آپ نے فرمایا: ”دائیں ہاتھ سے کھاؤ“۔ (حدیث) رحمۃ اللہ علیہ یہ شریک کے جملہ اوہام میں سے ایک وہم ہے اس روایت میں قلب (الٹ پلٹ) ہوا ہے، روایت تو ہشام سے بحوالہ ان کے والد، انہوں نے عمرو بن سلمہ سے نقل کی ہے ایسا ہی اسے حفاظ نے ہشام سے روایت کیا ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری روش میں یہ حدیث حمزہ بن عمرو سلمیٰ کے سوانح میں ذکر کر دی جو وہم ہے۔ حمزہ بن عمر کے حالات میں قسم اول کے دوران پہلے ذکر ہوا ہے۔ واللہ اعلم

۲۱۱۰ حمزہ بن عوف

ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استدراک میں اور ابن عبدالبر نے ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یزید فرماتے ہیں: وہ دونوں آئے، وہاں علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ حرف جیم میں ان کا صحیح تذکرہ ہوا ہے۔

۲۱۱۱ حمزہ بن مالک

بن ذی شعار۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر زاء سے کیا ہے جو لفظی غلطی ہے حالانکہ یہ نام تو حمزہ (پیش اور راء سے) ہے، ابن ماکولان نے ابن حبیب سے نقل کیا ہے صحیح پہلے گزر چکا ہے۔

۲۱۱۲ حمزہ بن نعمان عذری

ابن شاہین نے ان کا تذکرہ اور ابن بشکوال نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن دونوں نے لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ نام جیم اور راء سے ہے۔ دارقطنی نے اور جمہور نے اسے ہی قلمبند کیا ہے۔ یہی درست ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔

۲۱۱۳ حمید بن منہب قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

اسد الغابۃ (۱۲۳۸) استیعاب (۵۵۶) تجرید (۱۳۷/۱) اسد الغابۃ (۱۲/۱) استیعاب (۴۱۹/۱)
اسد الغابۃ (۱۲۵۳) کنز العمال (۴۱۷۰۲) المعجم الکبیر (۲۹۹۸/۳)
اسد الغابۃ (۱۲۵۵) اسد الغابۃ (۵۴/۲) اسد الغابۃ (۱۲۵۶) اسد الغابۃ (۱۲۵۷)

۲۱۱۳ حمیری بن کرائہ * الربعی

تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابن ابی حاتم * بحوالہ والد نقل کرتے ہیں: یہ صحابی نہیں ہیں۔

باب حاء کے بعد نون

۲۱۱۵ حنبل * حنبل

ابن خارجہ۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے ان سے معن بن حوئیہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں غزوہ حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھا۔ آپ نے گھوڑے کے دو حصے اور گھوڑے کے مالک کے لیے ایک حصہ مقرر کیا۔ ابن ماکولا * نے حوئیہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اس میں ابن الاثیر نے فحش غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ نام تو حسیل ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ انہوں نے بعینہ یہ حدیث ان کے سوانح میں صحیح درج کی صرف نام تصغیر کے ساتھ حسیل کہا ہے۔

۲۱۱۶ حنش بن معتمر *

بقول بعض ابن ربیعہ ابو معتمر کنانی۔ کوفہ کے تابعی ہیں، ان سے ایک مرسل روایت منقول ہے جس کی وجہ سے ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ پھر لکھا: ان کا صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں۔ عجلی وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام نسائی اور ایک جماعت نے انہیں ضعیف لکھا ہے اور بعض نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

۲۱۱۷ حنظلہ بن علی اسلمی *

تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کر دیا۔ اور بطریق حسین معلّم، عبد اللہ بن بریدہ سے بحوالہ حنظلہ بن علی اسلمی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! مجھے گھبراہٹ میں امن عطا فرما اور میری پردہ پوشی فرما“۔ * (حدیث) امام بخاری، * ابن حبان * اور عجلی * نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

* الجرح والتعديل (۳۱۵۱۳)

* الاكمال (۱۵۲/۱)

* اسد الغابة (۱۲۸۳)

* التاريخ الكبير (۳۸/۲)

* تاريخ ثقات (۱۳۶)

* تجريد (۱۴۱/۱)

* اسد الغابة (۱۲۷۲)

* اسد الغابة (۱۲۷۴)

* جامع المسانيد (۶۰۹/۳)

* التاريخ الكبير (۱۶۵/۴)

۲۱۱۸) حنظلہ بن عمرو اسلمی

قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۱۱۹) حنظلہ بن قیس

عبدان نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے والد کے نام اور انہیں صحابی قرار دینے میں غلطی کی ہے۔ چنانچہ بطریق زہری، حنظلہ بن قیس سے بحوالہ نبی ﷺ روایت نقل کرتے ہیں: ”لا زما ابن مریم حج و عمرہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کریں گے۔“ (حدیث) ابو موسیٰ لکھتے ہیں: درست زہری سے بحوالہ حنظلہ بن علی اسلمی، ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ ایسا ہی مسلم میں ہے۔

۲۱۲۰) حنظلہ بن قیس انصاری

قسم اول میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۱۲۱) حنظلہ (بہ نسبت)

ابن الدباغ، ابن فتحون اور ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور جو روایت ابن قانع نے بطریق ذیال بن عبید حنظلہ سے نقل کی ہے۔ اس پر سب نے بھروسہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ آدمی کو اس نام سے بلایا جائے جو اسے زیادہ پسندیدہ ہو۔

میں کہتا ہوں: ان کے استدراک کے بارے میں انہیں وہم ہوا، اس لیے کہ یہی وہ حنظلہ بن حذیم ہیں جن کا ذکر قسم اول میں پہلے ہو چکا ہے۔ جبکہ ذیال ان کا پوتا ہے جس کی ان سے روایت کردہ احادیث مشہور ہیں۔ یہ حدیث بھی انہی میں سے ایک ہے۔

باب حاء کے بعد واؤ

۲۱۲۲) (ن) حوشب تابعی

ایک مرسل حدیث کی روایت کرتے ہیں جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ چنانچہ ابن ابی الدنیا نے بطریق حوشب ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں ایسی دنیا سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جو آخرت کی بھلائی سے روکے۔“ (حدیث) اسی طرح ابن ابی الدنیا نے عبد اللہ بن مبارک کے طریق سے، عمر بن مغیرہ

اسد الغابۃ (۱۲۹۲) * مسلم کتاب الحج باب اہلال النبی ﷺ (۳۰۲۰)

اسد الغابۃ (۱۲۹۲) * کتاب الزہد للامام احمد (۵۷/۱) اتحاف السادة المتقين (۲۴۰/۱۰)

صنعانی سے بواسطہ حوشب بحوالہ حسن بصری دومرسل حدیثیں روایت کی ہیں، ایک یہ کہ ”لوگ رات کے بخار میں گزشتہ گناہوں کے لیے کفارہ سمجھتے تھے۔“

۲۱۲۳ (ن) حویزہ العصری

ابوموسیٰ نے بحوالہ ابن ابی علی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ایک غلطی ہے جو لفظی تبدیلی سے پیدا ہوئی۔ درست جویرہ جیم سے تصغیر ہے۔ ابن مندہ نے درست اندراج کیا ہے۔

۲۱۲۴ حوط العبدی

عبدان فرماتے ہیں: ہمارے بعض احباب نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں جو انہوں نے نبی ﷺ سے نقل کی ہو، البتہ انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔

۲۱۲۵ حوط بن مرہ

بن علقمہ الاعرابی۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر تو کیا لیکن اس میں غلطی ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ ان کا تذکرہ ایک موضوع طریق کے سوا کسی اور طریق سے نہیں آتا۔ ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اپنی ”کتاب الاطعمہ“ میں بواسطہ احمد بن نصر ذارع (جو ایک کذاب راوی ہے) روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابوبکر فرج کے غلام سے سنا وہ یاسین بن حسن بن یاسین سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے ۲۴۰ھ میں حج کیا، پھر ایک حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے میں نے جنگل میں حوط بن مرہ بن علقمہ نامی ایک دیہاتی دیکھا، میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بھی کچھ سن رکھا ہے؟ وہ کہنے لگے: ہاں! میں محمد ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا تھا۔ کسی نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے پاس جنت کا کوئی کھانا آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ابھی جبرائیل میرے پاس جنت کا (کھجور گھی کا بنا) حلوہ لائے تھے، جسے میں نے تناول کیا ہے۔

۲۱۲۶ حولی

ابوالفتح ازدی نے یکنامی صحابہ میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان سے غلطی ہوئی ہے، اس واسطے کہ وہ ابن حوالہ ہیں ان کا نام عبد اللہ ہے پھر ازدی بطریق وکیع، سعید بن عبد العزیز، ربیعہ بن یزید سے وہ حولی نامی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ لشکروں پر لشکر تیار کرو گے۔“ (حدیث) حافظ ابن عساکر اپنی تاریخ کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں: اس میں وکیع کو وہم ہوا اور انہوں نے ایک شخص کو درمیان سے ساقط کر دیا اور صحابی کا نام غلط لکھا ہے۔ پھر بطریق ابومسہر، بواسطہ ربیعہ، بحوالہ ابو ادریس خولانی عبد اللہ بن حوالہ سے

اسد الغابۃ (۱۲۹۷) اسد الغابۃ (۱۳۰۲)

اسد الغابۃ (۱۳۰۴) اتحاف السادة المتقين (۳۰۹/۵) لسان المیزان (۸۳۸/۶)

اسد الغابۃ (۱۳۰۶) دلائل النبوة (۳۲۶/۶) کنز العمال (۳۸۱۹۶)

روایت کی اور اثناء حدیث میں فرمایا: ”حوالی نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے لیے کوئی مقام پسند فرمائیں۔“ (حدیث) ایسے ہی طبرانی نے ابومسہر کے طریق سے روایت کی اور ولید بن مسلم نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز ابن ابی عاصم سے ان کی متابعت کی ہے۔ لگتا ہے یہی لفظی غلطی کا سبب بنا ہے۔ انہوں نے حوالی کو دیکھا جس کا الف رہ گیا تو اسے ان کا نام سمجھ لیا۔ حالانکہ یہ تو ان کے والد کی طرف نسبت ہے جو واؤ کی تخفیف سے ہے۔ اس میں ابن شاہین کو ایک اور وہم ہوا ہے جس کا تذکرہ ان شاء اللہ العزیز میں حرف خاء میں کروں گا۔

باب حاء کے بعد یاء

حِیَان * (۲۱۲۷)

الاعرج تابعی، کسی راوی نے ان سے ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کی وجہ سے بعض کو وہم ہوا اور انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ داری بطریق محمد بن یزید خراسانی، حیان اعرج سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں بحرین کی طرف بھیجا تھا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے، درست سند یوں ہے۔ محمد بن یزید سے وہ حیان اعرج سے وہ علاء بن حضرمی سے روایت کرتے ہیں۔ حیان اعرج کو امام بخاری ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے تابعین میں ذکر کیا ہے۔

حِیَان بن ابی جبلة * (۲۱۲۸)

وہم سے عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ یہ تو مشہور تابعی ہیں۔ عبدان نے ان کا نام بھی غلط لیا ہے جو حاء کے زیر سے ہے اس کے بعد باء ہے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

حِیَان بن صخر سلمیٰ * (۲۱۲۹)

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق شریح بن سعد بحوالہ ان کے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہمیں اپنی پوشیدہ باتوں کی تشہیر سے روکا گیا ہے۔“ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: درست جبار بن صخر ہیں یعنی جیم با اور آخر میں راء سے ہے۔ واقعی یہ نام اسی طرح ہے جنہوں نے حیان لکھا ہے انہوں نے لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ عبدان کی کتاب میں اس حدیث میں بعینہ حیان بن ضمیر لکھا ہے یوں ان کے والد کے نام میں بھی غلطی کی ہے۔ سلمیٰ سین اور لام کے زیر سے ہے اس لیے کہ وہ انصار سے ہیں نہ کہ بنی سلیم سے۔

حِیَہ بن حابس * (۲۱۳۰)

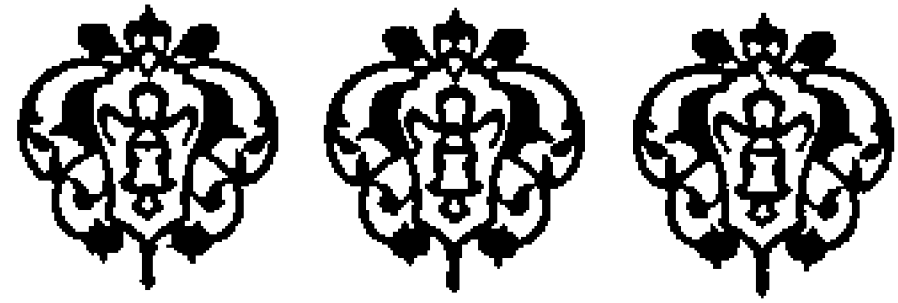
بقول بعض عابس۔ قسم اول کے حابس نامی عنوان میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

* اسد الغابۃ (۱۳۱۲) الجرح والتعديل (۲۴۶/۳) * اسد الغابۃ (۱۳۱۴)

* اسد الغابۃ (۱۳۱۵) تجرید (۱۴۵/۱) * الکامل فی الضعفاء (۱۰۷۸/۳) جامع المسانید (۶۲۴/۳)

۲۱۳۱ حیی بن حارثہ ثقفی

حلیف بنی زہرہ۔ اموی نے بحوالہ ابن اسحاق (حیی تصغیر کے ساتھ) ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی واقدی نے لکھا ہے، البتہ ان کے والد کا نام حارثہ کی جگہ جاریہ بتایا ہے۔ طبری نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ہی لکھا ہے اس بات سے سب نے اتفاق کیا ہے کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔ ابن الاثیر* نے ان لوگوں کی کتابوں سے ان کا نام قلمبند کیا ہے جبکہ ان کی کتب میں ان کا لکھا ہوا نام حروف سے نہیں۔ اس میں سب سے درست یہ ہے کہ یہ نام تھی (حا کے پیش با مشدداً آخر میں یاء) سے ہے اور ان کے والد کا نام جیم اور یاء سے ہے۔ ایسا ہی ابن ماکولا* نے تحریر کیا ہے۔



۶۴۷) بسر بن عبد الرحمن الحضرمی

صحابی ہیں جو حص میں فروکش ہوئے۔ یہ بات احمد بن محمد بن عیسیٰ نے اپنی تاریخ میں لکھی ہے اور کہا ہے کہ ان سے ابوالحسنی روایت کرتے ہیں۔

۶۴۸) بسر بن عصمة المزنی

ازبنی ثور بن ہذمہ، مزینہ کے سرداروں میں سے تھے۔ ابوبشر آدمی کہتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد ”جس نے جہیمہ قبیلہ کو اذیت پہنچائی اس نے گویا مجھے تکلیف دی“ سنا ہے اسے ابوبسر ماکولا نے نقل کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بشر نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۶۴۹) بسر سلمی رافع کے والد

بشر جوزیر سے ہے ان میں تذکرہ آ رہا ہے۔

۶۵۰) بشرہ بصرہ بھی کہا جاتا ہے بعد میں آئے گا۔

۶۵۱) (ن) بسطام

صفوان بن امیہ کے غلام۔ نطاس جنون سے ہے اس میں ذکر آئے گا۔

بشر (زیر اور نقطوں والے شہین سے) نامی حضرات کا ذکر

۶۵۲) بشر بن أبیرق الانصاری

ابن الحارث، تذکرہ آئے گا۔

۶۵۳) بشر بن براء بن معرور

قریب ہی ان کے والد کے سواخ میں ان کا نسب گزر چکا ہے کہ وہ نقیب تھے اور ہجرت سے پہلے فوت ہوئے۔ جہاں تک بشر کا تعلق ہے تو وہ اپنے والد کے ساتھ عقبہ میں موجود تھے بدر اور بعد کے مہمات میں شریک رہے۔ خیر کے بعد اس کھانے سے جو انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ زہر آلود بکری کا (گوشت) کھایا تھا، فوت ہوئے۔ یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں، ابوالفتح نے ”امثال“ میں اور ولید بن ابان نے ”کتاب الجود“ میں صالح بن کیسان کی سند سے بحوالہ ابن شہاب، عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بنی نھلہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جد بن قیس۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کس وجہ سے سردار مانتے ہو؟ عرض کیا: ہم سے زیادہ اس کا مال ہے۔

بعض فاختہ، ایک قول ہے کہ زینب بنت زبیر بن حارث بن اسید بن عبدالعزیٰ ہیں۔ کنیت ابو خالد تھی، کتب ستہ میں ان کی حدیث ہے۔ ان سے ان کا عبداللہ بن حارث بن نوفل، سعید بن المسیب، موسیٰ بن طلحہ اور عروہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ، بحوالہ ابوجہیبہ موسیٰ زبیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حکیم بن حزام کو فرماتے سنا: میں واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوا، اور جب عبدالطلب نے عبداللہ کو ذبح کرنا چاہا تو اس وقت میں کھجدار بچہ تھا۔ والدہ نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: نبی ﷺ کی ولادت سے پانچ سال پہلے، ان کے والد حارث فجار جس میں یہ بھی شریک تھے، قتل ہو گئے تھے۔ زبیر بن یحیٰ کا بیان ہے کہ حکیم بن حزام کعبہ میں پیدا ہوئے، قریش کے سردار تھے اور بعثت سے پہلے ہی نبی ﷺ کے دوست تھے اور بعثت کے بعد بھی انہوں نے اپنی سابقہ دوستی، محبت میں کوئی کمی نہ آنے دی، لیکن (تعب کی بات ہے) اسلام تاخیر سے قبول کیا حتیٰ کہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔

سیرت کی کتابوں میں یہ روایت ثابت ہے اور صحیح بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”جو حکیم بن حزام کی حویلی میں داخل ہو گیا وہ مامون و محفوظ ہے۔“ تالیف قلی والوں میں سے تھے۔ جن میں شریک ہوئے جس کی غنیمت میں سے انہیں سواوٹ ملے۔ پھر ان کا اسلام سنو گیا۔ اور یہ بھی بدر میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے اور فتح جانے والوں میں یہ بھی فتح نکلے، جب تاکید کے لیے قسم کھاتے تو فرماتے: اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر سے بچا لیا تھا۔ زبیر فرماتے ہیں، اسلام کا ظہور ہوا تو (رفادہ) مرہم پی کی ذمہ داری ان کے پاس تھی۔ وہ نیکی کے کام کرتے اور صلہ رحمی کرتے تھے۔

صحیح میں ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میں جاہلیت میں جو نیکی کے کام کرتا تھا کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نیکی کے سابقہ کاموں سمیت مسلمان ہوئے۔“ دارالندوہ ان کی ملکیت میں تھا جسے انہوں نے بعد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔ جس پر عبداللہ بن زبیر نے انہیں ملامت کی تو فرمانے لگے: بھتیجے! میں نے اس کے بدلہ جنت میں گھر خرید لیا ہے اور تمام درہم کو صدقہ کر دیا۔ وہ قریش کے نسب و واقعات کے عالم تھے۔

۵۰ھ بقول بعض ۵۲ھ، ایک قول ہے ۵۸ھ، کسی کا قول ہے ۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ ایک سو بیس سال زندہ رہنے والوں میں سے ہیں۔ آدھا عرصہ جاہلیت میں اور آدھا اسلام میں گزارا۔ تاریخ میں امام بخاری فرماتے ہیں: ۶۰ھ میں عمر ۱۲۰ سال فوت ہوئے۔ یہ ابراہیم بن منذر کا قول ہے جسے بطریق عمر بن عبداللہ بن عروہ، بحوالہ عروہ مسنداً ذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خلافت کے دس سال گزرنے کے بعد انتقال فرمایا۔

حکیم بن حزن

بن ابی وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن خزوم، سعید بن المسیب (مشہور تابعی) کے چچا، بقول ابن اسحاق، عروہ اور ابومعشر: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز اپنے والد اور والدہ فاطمہ بنت سائب خزومیہ کے ساتھ

تہذیب تاریخ دمشق (۴/۲۰)

بخاری کتاب الزکاة من تصدق فی الشریک ثم اسلم (۱۳۶۹) مسلم کتاب الإیمان بیان حکم الکافر اذا اسلم بعدہ (۱۳۶۹)

التاریخ الكبير (۱۱/۳) اسد الغابۃ (۱۲۳۵) استیعاب (۵۵۵)

مسلمان ہوئے۔ ابن مندہ کا بیان ہے: ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

حکیم بن ظلیق

بن صفیان بن اسمیہ بن عبد شمس اموی۔ ہشام بن یحییٰ کا قول ہے: تالیف قلبی والوں میں تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں سوانح عطا کیے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں رہی۔ ابو سعید فرماتے ہیں: ان کا ایک مہاجر نامی بیٹا تھا اور ایک بیٹی تھی جس سے زیادہ بن اسمیہ نے شادی کی تھی۔

حکیم بن عامر عبیدی ثم محاربی

ابو سعید نے وفد عبد القیس کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ رشتا طی فرماتے ہیں: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

حکیم بن معاویہ نہیری

باوردی بحوالہ بخاری فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ اہل محض سے ان کی حدیث ملتی ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انہیں شرف صحابت حاصل ہے۔ اور تاریخ میں ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ میں کہتا ہوں: ان کی حدیث کا مدار اسماعیل بن عیاش پر ہے جسے سلیمان بن بلہم سے بحوالہ یحییٰ بن جابر، معاویہ بن حکیم سے وہ اپنے چچا حکیم بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا دے کر بھیجا ہے؟ (حدیث) یہ ترمذی کی روایت ہے۔ بقول بعض، حکیم بن معاویہ سے بحوالہ ان کے چچا محمد بن معاویہ بھی ابن ماجہ کی روایت ہے، جسے عقبہ نے سلیمان سے بحوالہ یحییٰ، معاویہ اور حکیم سے بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے اپنے طریق سے روایت کی ہے، جبکہ ابن ابی خثیمہ نے بطریق سعید بن خان، یحییٰ بن جابر سے یونہی روایت کرتے ہیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ پہلی روایت سے یہ لازم آتا ہے کہ حکیم ان کے والد اور چچا کا نام ہو۔ ابو عمر کا قول ہے: جس نے بھی صحابہ کے مطلق کوئی کتاب لکھی ہے اس نے ان میں اس شخصیت کا ذکر کیا ہے۔

حکیمؑ والد معاویہ

ابن ابی خثیمہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے جو میرے نزدیک غلط ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اور جو حدیث ان کے حوالہ سے ذکر کی ہے وہ بہترین حکیم بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے ہے۔ ان کے دادا معاویہ بن حیدہ ہیں۔ ایسا ہی علامہ ابن عبد البرؒ نے ذکر کیا ہے۔ پھر بطریق ابن ابی خثیمہ حوطی سے، بقیہ، بحوالہ سعید بن خان، یحییٰ بن جابر سے، بحوالہ معاویہ بن حکیم وہ اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! (اللہ تعالیٰ) ہمارے رب نے آپ کو کیا احکام دے کر بھیجا

اسد الغابہ (۱۱۳۶) استیعاب (۵۵۴) اسد الغابہ (۱۲۳۸) استیعاب (۵۶۱) الجرح والتعديل (۲۰۷/۳)
ترمذی کتاب الایمان حدیث (۲۶۱۶) ابن ماجہ کتاب الفتن (۳۹۷۳) الاحاد والمثنانی (۱۴۹/۳)
الجرح والتعديل (۲۰۷/۳) الجرح والتعديل (۲۰۷/۳) اسد الغابہ (۱۲۳۹) استیعاب (۵۵۷)

الاصحاح

في

تفسير القرآن

تأليف: علامہ حافظ ابن جریر طبری

ترجمہ: مولانا محمد طاہر صاحب دہلوی



مکتبہ دارالعلوم دیوبند
دیوبند